انوارِ شریعت

سُنّی دارالاشاعت

علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ

فیصل آباد پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ

جامع الفتاویٰ

المعروف

انوارِ شریعت

حصہ نہم تا شانزدہم

از افادات

- مجدد اسلام شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ
- مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

الناشر: سنی دار الاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

بار اوّل ——————— سنہ ۱۹۷۲ء سنہ ۱۳۹۲ھ

تعداد ——————— ایک ہزار

ناشر ——————— سُنّی دار الاشاعت ڈجکوٹ روڈ لائلپور

مطبوعہ ——————— دین محمدی پریس لاہور

کتابت ——————— غلام سرور قادری رضوی

قیمت ——————— قسم اوّل مجلّد ۱۶ روپے

مجلّد چرمی ۲۵ روپے

جلد نہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

نقل استفتاء از جانب غیر مقلدین

بخدمت علمائے دین شرح متین کے گذارش ہے کہ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا ہے اور ایک ہے پھر یہ چار مذہب کس لئے ہوئے مہربانی فرماکر سوالات جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ادلہ اربعہ سے ان کا جواب بتحقیق حق تحریر فرمادیں:۔

سوال ۱ :۔ یہ ہے کہ چار مذہب مشہور کا مقرر کرنا حدیث محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن پاک سے ثابت ہوا. یا اجماع صحابہ سے :۔

سوال ۲ :۔ یہ کہ چار مذہب مشہور حنفی شافعی مالکی حنبلی جو اہلسنت ہیں. سب حق اور ہدایت پر ہیں تو ان میں سے ایک پر عمل کرنا واجب کس لئے کیا۔ اور باقی تینوں کو چھوڑ دینا کس لئے واجب کیا۔ اسکی دلیل قرآن پاک یا صحیح حدیث سے تحریر فرمادیں:۔

سوال ۳ :۔ یہ کہ ان چار مذہب میں سے ایک کی تقلید ہم پر کس لئے واجب کی اور باقی تین مذاہب کو ترک کیا تو کیا جان کر کیا ؟

سوال ۴ :۔ یہ ہے کہ ایک ہی مذہب پر عمل کرنے سے کل دین محمدی پر عمل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو اس کی کیا دلیل ہے۔ اور اگر نہیں ہو سکتا تو پورے اور کامل طور پر اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ پر ایک مذہب کا مقلد کس طرح عمل کر سکتا ہے :۔

سوال ۵ :۔ ان چار مذاہب مشہورہ میں فرقہ ناجیہ کون ہے :۔

سوال ۶ :۔ یہ بھی فرمائیں کہ کون کونسی کتاب آپ کے نزدیک صحیح اور معتبر ہے۔ قرآن مجید و حدیث مرفوع غیر معارض و اجماع صحابہ سے جواب دیا جائے۔ اللہ کے واسطے تمام علمائے اہل فقہ سے گذارش ہے اور یہ بھی التماس ہے کہ جس حدیث کو ثبوت کے لئے تحریر فرمائیں اوس کی اسناد بھی ساتھ ہی لکھیں۔ اسناد کو نہ چھوڑ دیویں کہ جس کتاب کی حدیث ہو اس کتاب کا نام اور باب کا پتہ ضرور لکھیں۔ زید و عمر کے اقوال لکھنے سے کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوگا۔ انتہی :۔

جواب سوال ۱ :۔ اقول وبہ نستعین۔ مذاہب اربعہ قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ قال اللہ عزوجل یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ یَوْمَ نَدْعُوا یاد کن روزے را بخوانیم کُلَّ اُنَاسٍ ہر گروہے را از مردمان بِاِمَامِهِمْ بر پیشوائے ایشاں یعنی نبی کہ بر ایشاں مبعوث بود۔ چنانچہ گویند یا امت موسیٰ ویا امت عیسیٰ۔ یا کتابیکہ بر ایشاں منزل شدہ چنانچہ خطاب کنند یا اہل القرآن ویا اہل الانجیل۔ یا مقدمے کہ در مذہب متابعت او نمودہ باشد۔ چنانچہ ندا دہند۔ کہ یا حنفی ویا شافعی تا آخرہ کذا فی البیضاوی والمدارک۔ پس دیکھو کہ تعین اور ثبوت مذاہب اربعہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔ اور امام کے معنی پیشوا کے ہیں۔ اور مراد انبیاء علیہم السلام یا آئمہ اربعہ ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ کو یا پکارا جاوے گا۔ اے امت موسیٰ وامت عیسیٰ یا خطاب کیا جاوے گا۔ اے حنفی و شافعی وغیرہ۔ پس اس آیت شریفہ سے مذاہب اربعہ کنایۃً وضمناً ثابت ہیں۔ کیونکہ علم صرف ونحو اور معانی اور بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب تک قرینہ صارفہ نہ ہو ظاہر لفظ کے ہی معنی مراد ہوتے ہیں۔ پس اس آیت میں لفظ امام کے معنی مقدم متعارف کے ہی (یعنی کسی امام کے آئمہ اربعہ میں سے) اقرب الی الصواب ہیں۔ اگرچہ معانی کا احتمال بھی ہے۔ فثبت المدعا۔ مخالف اور متعصب اگر نہ مانے تو اس کی کمبختی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

درحقیقت ایسے سوالات کا دریافت کرنا غیر مقلدین کی طرف سے محض تقلید آئمہ کی مخالفت پر مبنی ہے معلوم نہیں کہ ان کو آئمہ اربعہ سے اتنا بغض اور حسد کیوں ہے۔ بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست۔

ثبوت تقلید از قرآن شریف

دلیل اول :۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی الکتاب المجید والفرقان الحمید فی سورۃ الفاتحۃ لتعلیم الدعاء اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یعنی دکھا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا۔ وہ چار گروہ ہیں۔ انبیاء۔ صدیق۔ شہید۔ صالحین۔ جیسا کہ باری تعالیٰ خود اپنے کلام کے پانچویں پارہ میں خبر دیتا ہے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ گروہ اول انبیاء علیہم السلام ہے۔ جو حکم الٰہی کے کامل تابعدار تھے۔ ان کو ضرورت کے وقت بذریعہ وحی خبردار کیا جاتا تھا۔ گروہ دوئم وسوئم صدیقین وشہداء چونکہ اکثر اصحاب ہی تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہٗ تابعداری کرتے تھے۔ وقت پر ہر ایک مسئلہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے تھے

ان تینوں گروہوں کو تقلید کی ضرورت ہی نہ تھی۔ باقی رہا چہارم صالحین کا ان میں سے جن کو درجہ اجتہاد علاوہ اپنے اجتہاد سے قرآن مجید اور احادیث سے مسائل نکال لیتے تھے۔ تقلید کی ضرورت نہ رکھتے تھے۔ اور جن کو درجۂ اجتہاد نہ ملا وہ ضرور آئمہ دین میں سے کسی امام کی تقلید کرتے تھے۔ یعنی مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب کے مقلد رہے اور ہیں۔ یہ سب گروہ منعم علیہم چونکہ خدا اور رسول کے پورے فرمانبردار خدا کے مخلص بندے اور اس کی طرف بلانے والے تھے۔ اس واسطے ہم کو ان کی تابعداری کرنے کا اور ان کی راہ پر چلنے کا حکم ہوا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ الخ فتدبرہ

دلیل دوم:۔ قوله تعالیٰ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ یعنی تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسول کی اور صاحبان حکم کی جو تم میں سے ہیں۔ دیکھو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اولی الامر کا اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ حکم فرمایا ہے۔ اور اولی الامر کا اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ حکم فرمایا ہے۔ اور اولی الامر کی تفسیر میں کسی نے سلطان اور کسی نے مجتہد اور کسی نے شیخ کے معنے کئے ہیں۔ اور در حقیقت یہ سب اولی الامر ہیں۔ کیونکہ امر دو قسم پر ہے۔ ایک دنیاوی دوسرا دینی۔ دنیاوی امور میں تو باعتبار تمدن کے بادشاہ اولی الامر ہیں۔ اور باعتبار تدابیر منازل کے گھروں کے سردار اولی الامر ہیں۔ پس منزلی اور ملکی امور میں ان کی تابعداری فرض ہے اور امر دین پھر دو قسم پر ہے۔ ایک باطنی دوسرا ظاہری۔ باطن کے اولی الامر مشائخان طریقت ہیں۔ سالکوں کو ان کی تابعداری لازم ہے۔ اور ظاہر جس کو شریعت کہتے ہیں اور اس کے اولی الامر فقہائے دین اور آئمہ مجتہدین ہیں۔ جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے واقف اور اس سے مسائل استنباط کرتے ہیں۔ بدلیل والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہ الایۃ مسائل شرعیہ میں ان کی اطاعت واجب ہے۔ چنانچہ مفہوم آیت مبارکہ بھی یہی ہے۔ تفسیر حسینی میں بھی اس آیت کے ذیل میں اسی طرح لکھا ہے۔ پس جب آئمہ اربعہ اولی الامر میں داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسے اولی الامر جو قوت استنباط کامل رکھتے ہیں جن سے دین اسلام شرق اور غرب تک پھیلا اور مستحکم ہوا آئمہ اربعہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ پس اس آیت سے بھی آئمہ اربعہ کا اتباع کما حقہ ثابت ہوا۔

ہر کہ سر بر خط فرمان دلیلے نہ نہند　　کے میسر شورش روئے بر آوردن

دلیل سوم:۔ قوله تعالیٰ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ پس پوچھ لو اہل کتاب سے یعنی عالموں سے اگر تم نہیں جانتے۔ قرآن کریم میں جب اہل الذکر سے علی الاطلاق عالم لوگ مراد ہیں کما فی تفسیر الحسینی

تو آئمہ اربعہ جو مجتہدین امت ہیں۔ بطریق اولیٰ اہل الذکر مراد ہو سکتے ہیں۔ جو کہ علمائے امت سے بدرجہا فوقیت رکھتے ہیں۔ پس اس آیت سے بھی نفس تقلید وجوباً ثابت ہوا۔ جس سے آئمہ اربعہ کی تابعداری یعنی تقلید مطلقاً نکلتی ہے۔ فَتَاَمَّلْ وَافْهَمْ :-

ثبوت تقلید از احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء

حدیث اول :- مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ وَعَنْ عَمْرٍو ابْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ الدِّیْنَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِهَا الحدیث۔ روایت ہے عمرو بن عوف سے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق دین سمٹ آویگا طرف حجاز کی یعنی مکہ اور مدینہ اور متعلقات انکے کی جیسے سمٹ آتا ہے سانپ طرف بل اپنی کی۔ آخر حدیث تک۔ الحاصل جب حجاز کی طرف دین کا سمٹ آنا ثابت ہوا تو لامحالہ دین وہی ہے جو حرمین شریفین اور ان کے متعلقات میں مروج ہے۔ اور معمول بہ ہے۔ پس بوقت فساد اہل زمان وکثرت ادیان حجاز کے باشندوں کا دین ہی برحق ہے۔ اور معلوم ہے کہ حرمین شریف میں سے قدیم سے قدیم دین مقلدین مذاہب اربعہ کا ہی چلا آتا ہے جس کی طرف اشارہ حدیث ہے۔ اور جس پر مقلدین مذاہب اربعہ کاربند ہیں۔ اور یہی دین خدا کے نزدیک پسندیدہ اور برگزیدہ ہے۔ اور لفظ دین بمصداق اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ وہی دین اسلام مراد ہے جو حجاز میں قائم ہے۔ صحیح مسلم میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ تحقیق شیطان ناامید ہو گیا اس بات سے کہ عبادت کریں لوگ اس کی جزیرہ عرب میں لَا یَزَالُ اَهْلُ الْعَرَبِ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یعنی عرب کے لوگ ہمیشہ دین حق پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ قیامت ہو جاوے گی۔ یہ حدیث مسلم میں موجود ہے پس ثابت ہوا کہ عرب وحجاز اور مدینہ طیبہ ایمان کا گھر ہے اور بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ رہے گا۔ اب عرب وحجاز اور مدینہ منورہ کے باشندوں کا مذہب دیکھنا چاہیئے جو مذہب ان کا ہو وہی حق ہے۔ اور وہ مقلدین آئمہ اربعہ کا مذہب ہے جو اہلسنت وجماعت کے نام سے موسوم اور مشہور ہے۔ فَتَاَمَّلْ :

حدیث دوم :- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رواہ الترمذی وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رواہ ابن ماجۃ من حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نہیں جمع کرے گا امت میری کو۔ یا کہا بجائے امتی کے امت محمد کو اوپر گمراہی کے اور اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے۔ تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے یعنی جماعت جنتیوں کی سے الگ کر کے دوزخ میں ڈالا جاوے گا۔ روایت کی یہ ترمذی نے :۔

ف :۔ ہاتھ اللہ کا ہے جماعت پر یعنی حفاظت، اور مدد اور توفیق اور تائید اللہ تعالٰے کی ہے جماعت پر یہ خاصیت ہے اس امت مرحومہ کے اللہ تعالٰے نے عنایت فرمائی ہے کہ جس چیز پر امت حضرت کی متفق ہوتی ہے حق ہی ہوتی ہے اور انہی سے ہے روایت فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو جماعت بڑی کی۔ پس شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاوے گا بیچ آگ کے روایت کی یہ ابن ماجہ نے حدیث انس سے :۔

ف :۔ یعنی جو اعتقاد اور قول و فعل اکثر علماء کے ہوں ان کی پیروی کرو۔ ان ہر دو حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جماعت اور سواد اعظم سے جماعت کثیرہ مراد ہے۔ یعنی وہ جماعت جس پر اکثر مسلمان ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ مذاہب اربعہ ہی کے مقلدین ہیں۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے وَالْمُرَادُ مَا عَلَيْهِ اَكْثَرُ الْمُسْلِمِيْنَ اور جماعت کا لفظ جو پہلی حدیث میں ہے اس سے اہل فقہ اور اہل علم جن کا اجتماع آثار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ مراد لی گئی ہے۔ كَمَا قَالَ فِى الْمِرْقَاتِ قَوْلُهُ وَهِىَ الْجَمَاعَةُ اَىْ اَهْلُ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ الَّذِيْنَ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اِتِّبَاعِ اٰثَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سواد اعظم بڑے گروہ کو کہتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے گروہ کے اتباع کا حکم فرمایا اور اسکی مخالفت میں وعید شدید یعنی دخول فی النار بیان فرمایا پس بنظر انصاف مقلدین کا گروہ ہی بڑا اور سواد اعظم ہونے کا مستحق ہے۔ اور اہل فقہ و علم آثار نبوی کے بھی یہی لوگ ہیں۔ المختصر جماعت کثیرہ کے پیروی کرنے کی متواتر تاکید آئی ہے۔ غرضیکہ جماعت کثیرہ مقلدین پر ہی منحصر ہے چنانچہ علم تواریخ اور جغرافیہ کی رو سے بھی جماعت مقلدین پر ہی صادق آتی ہے۔ اور فرقہ ناجیہ بھی یہی بن سکتا ہے جس کی علامت بموجب روایات مذکورہ کے کثرت سے ہے :۔

تاریخی ثبوت :۔ مسلمانان عالم کی مجموعی تعداد میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ لیکن ایک جرمن عالم و محقق نے تعداد مسلمانان عالم کی چونسٹھ کروڑ مدلل ثابت کی ہے۔ جس پر تا حال اتفاق ہے۔ کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ جو اس

نوٹ :۔ آجکل ۱۹۳۳ء میں کل تعداد اکتالیس کروڑ مسلمان ہمارے ملک میں ہے جن میں سے ... کروڑ مذاہب باطلہ مثل وہابی مرزائی وغیرہ کی ہے باقی سب کے سب مقلد لوگ ہیں۔ اب ثناء اللہ وغیرہ نقو خیرہ بتائیں کہ سواد اعظم کون لوگ ہیں۔

کے صحیح ہونے زیر دست ثبوت ہے۔ پس منجملہ چونسٹھ کروڑ مسلمانان دنیا کے بیالیس[۴۲] کروڑ سے زیادہ حنفی اور چودہ کروڑ سے زیادہ دیگر آئمہ ثلاثہ کے مقلد یعنی چھپن کروڑ سے زیادہ مقلدین اور باقی آٹھ کروڑ میں قدیم وجدید اسلامی فرقے قلیل التعداد ہیں اب ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زیادہ گروہ کون ہے جس پر سواد اعظم کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ الغرض سواد اعظم کا اطلاق اور تلفظ بجز مقلدین کے اور کسی پر صحیح نہیں ہو سکتا ہے۔ پس مقلدین کا گروہ ہی حق پر ہے۔ اور فرقہ ناجی بھی یہی ہے۔ فتامل۔

حدیث سوم[۳]:۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ۔ اور روایت ہے ابی ذر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جدا ہوا جماعت سے بالشت بھر یعنی ایک ساعت پس تحقیق نکالا اس نے پٹہ یعنی ذمہ اسلام کا اپنی گردن سے روایت کی یہ احمد اور ابوداؤد نے۔

ف:۔ یعنی اس درجہ کو پہنچا کہ شاید قید اسلام اور بند احکام سے باہر آوے۔ اس حدیث میں بھی جماعت سے جدا ہونے کا سخت وعید فرمایا مطلب یہ کہ جو شخص جماعت سے جدا ہوا اس نے اسلام کا پٹا یعنی رسی اسلام کی اپنی گردن سے نکالدی۔ گویا اسلام کی قید سے نکل گیا۔ اور جماعت کی فضیلت یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ کے لفظ سے ظاہر ہے جو حضرت ابن عمر کی روایت میں گذرا۔

نکتہ:۔ بحیثیت اتفاق اصول آئمہ اربعہ کے جماعت مقلدین جب ایک ہی فرقہ کہلانے کی اور فرقہ ناجیہ ہونے کی مستحق ہے جو کہ اہلسنت کے نام سے موسوم ہے۔ اس واسطے ایک امام اور ایک ہی مذہب کی تقلید رفعاً للفساد بہتر بلکہ لازمی ہے۔ اللہ فرماتا ہے وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا الآیۃ۔ اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

ماحصل انکہ:۔ اگر آئمہ اربعہ کی تقلید سے انکار کیا جائے اور ان کے مستنبط اور محققہ مسائل کی پیروی نہ کی جائے۔ تو پھر ضرور کسی محدث یا عالم کی پیروی کرنی پڑے گی۔ اور اسکا متبع اسی کا مقلد سمجھا جاوے گا۔ پس جب ان علماء کی پیروی کی جائے۔ تو کیا وجہ کہ آئمہ مجتہدین کی پیروی نہ کی جائے جو کل علماء و فضلاء۔ محدثین محققین سے فائق اور پیروی کے لائق ہیں۔ کیونکہ ان کا درجہ اور علماء و محدثین سے بدرجہا اعلیٰ و ارفع ہے اور اہل تقوی و ہدی اور اہل ورع و زہد ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ نے جملہ امور ضروریہ متعلقہ عبادت و معاملات کا لحاظ سمجھ کر بالاتفاق آئمہ اربعہ کی تقلید اختیار کی بلکہ واجب سمجھی جن کے علم و عمل اور زہد و تقوی عقل اجتہاد و اختیار

وغیرہ صفات جلیلہ کا زمانہ قائل ہے۔ فَتَدَبَّرْ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ :۔

الغرض :۔ مذاہب اربعہ کتاب اور سنت سے ثابت ہیں۔ كَمَا بَيَّنَاهُ آنِفًا۔ اب چند شہادات اکابر اکابر علمائے دین ثقہ کی بھی اسکے ثبوت میں نقل کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔ ملا جیون تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں وَالْإِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِي الْأَرْبَعِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِيٌّ وَقَبُوْلِيَّةٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا مَجَالَ فِيْهِ لِلتَّوْجِيْهَاتِ وَالْأَدِلَّةِ یعنی انصاف یہ ہے کہ مذاہب کا انحصار چار میں اور ان کا اتباع فضل الٰہی اور اللہ تعالے کی قبولیت ہے۔ اس میں توجیہات اور دلائل کو کچھ دخل نہیں۔ مولانا محمد عبدالحی مرحوم محدث لکھنوی غیث الغمام میں امام الکلام کی ایک عبارت کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ انْحِصَارَ الْمَسَالِكِ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ الْمَشْهُوْرَةِ فِي الْاَزْمِنَةِ الْمُتَاَخِّرَةِ اَمْرٌ اِلٰهِيٌّ وَفَضْلٌ رَبَّانِيٌّ لَا يُحْتَاجُ اِلٰى اِقَامَةِ الدَّلِيْلِ عَلَيْهِ اور شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم محدث دہلوی عقد الجید میں ارقام فرماتے ہیں وَلَمَّا انْدَرَسَتِ الْمَذَاهِبُ الْحَقَّةُ اِلَّا هٰذِهِ الْاَرْبَعَةَ كَانَ اتِّبَاعُهَا اتِّبَاعًا لِلسَّوَادِ الْاَعْظَمِ فَالْخُرُوْجُ عَنْهَا خُرُوْجًا عَنِ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ یعنی مذاہب اربعہ کے سوا دوسرے مذاہب حقہ معدوم ہو گئے۔ تو ان چاروں کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہوا۔ اور ان سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ٹھہرا۔ فَتَدَبَّرْ :۔

تقلید شخصی

آیت اول :۔ فرمایا اللہ تبارک وتعالے نے وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

آیت دوم :۔ قولہ تعالے :۔ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

خلاصہ آنکہ کل انبیاء علیہم السلام کی ہدایت ایک ہو کر صرف ابراہیم کی ملت کی متابعت کا حکم ہوا۔ اگرچہ سب حق پر ہوں مگر متابعت ایک ہی کی بہتر ہے۔ پس جب سنت اللہ کے مطابق انبیاء علیہم السلام میں سے صرف ایک کی اطاعت بالتحقیق محمود ہے۔ تو آئمہ اربعہ میں سے ایک کی اطاعت کرنی ہی بہتر ہے چنانچہ تمام ممالک اسلامیہ بالخصوص حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً علماء فضلاء صلحاء متقی قاضی مفتی اور مسلمانان سلف و والیان وحاکمان سلطنت اسلامیہ اور جملہ محدثین ومفسرین اور بڑے بڑے جلیل القدر بزرگان دین اور مشائخ طریقت ایک ہی امام کے متبع ومقلد رہے ہیں[1] اس لئے ایک ہی امام کی تقلید اور تابعداری کرنی واجب ہے۔

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں۔

آیت سوم :- ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشَاكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا :- بیان کی اللہ نے مثال ایک مرد یعنی ایک غلام کی کہ اس میں بہت شریک ہوں بدخو (ناموافق) اور ایک مرد یعنی ایک مرد یعنی ایک غلام کی جو سالم ہے واسطے ایک مرد کے کیا برابر ہیں یہ دونوں مثال ہونے میں ۱۲ یعنی ایک غلام بہت شریکوں کا مشترک ہے۔ اور ایک غلام خاص ایک شخص کا مملوک ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں کما تدل علیہ کلمۃ الاستفہام علی ہذا جو شخص خاص ایک امام کا مقلد ہوگا وہ بلا تشویش ہر ایک مسئلے پر عمل کرے گا۔ اور ہر طرح سے اپنے امام کی تعمیل کرکے پورے اجر کا مستحق ہوگا۔ برخلاف اس شخص کے مشترک غلام کی طرح بہت اماموں کی تقلید کرے گا تو وہ نہ خود مطمئن ہوگا اور نہ پوری طرح سے عمل کرسکیگا اور نہ اجر کا مستحق ہوگا بلکہ مذبذب اور پراگندہ دل رہیگا اور امام کو مورد تمسخر اور اور مضحکہ بنائے گا۔ نہ اسکو امن اور نہ امام کی عزت لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ۔

ے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ، نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ اختلافی مسائل میں ایک وقت میں صرف ایک امام کی تقلید ہوسکتی ہے۔ نہ دوسرے کی بلکہ دوسرے کی مخالفت ہوتی ہے۔ اور یہ مرحلہ نہایت دشوار ہے۔ بسبب غیر مقلدیت کے کبھی ایک امام کی پیروی ہو اور دوسرے کی مخالفت کبھی اسکے برعکس۔ جس کی وجہ سے وصول الے المفقود ناممکن اور محال ہوتا ہے۔ ے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ، کیں راہ کہ تو میروی بترکستان ست

جب تک ایک کی تابعداری نہ کریگا۔ نجات نہ پائیگا۔ اس لئے ایک امام کی تقلید ہی واجب ہے اور غیر مقلدیت کو مبدأ فساد ہے ترک کرنا لازم ہے۔ اس جگہ تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی کی بعینہٖ وہ عبارت جو اس آیت کے متعلق لکھی ہے درج کرنا نہایت زیبا اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ بیان کی خدا نے مَثَلًا ایک مثل مشرک اور موحد کی واسطے اور وہ مثل کیا ہے۔ رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ ایک مرد ہو غلام اور اسمیں بہت شریک ہوں مُتَشَاكِسُوْنَ بدخو مناقض اور ہر ایک اس مرد سے کام کرادے اور وہ کسی کا کام پورا نہ کرسکے۔ اور کوئی شریک اس سے راضی نہ ہو۔ وَرَجُلًا سَلَمًا اور ایک مرد چھوٹا ہوا شرکت سے سالم محفوظ لِّرَجُلٍ ایک ہی مرد آدمی کے واسطے یعنی ایک غلام کہ اسکا ایک ہی آقا ہو اور کوئی اس میں جھگڑا نہ کرے تو البتہ یہ غلام بالکل اسے

حاشیہ پہلے صفحہ سے :- سلہ جمہور علماء بعد مجتہدین بھی مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک خاص مذہب کے پابند تھے۔ اب ایک اندھیر پڑ گیا کہ پابندی مذہب واحد شرک سمجھی جاتی ہے۔ ۱۲ ناظم ۱۰

آقا کے کام میں متوجہ ہو کر اسے خوشنود کر سکتا ہے۔ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ کیا برابر ہوتے ہیں یہ دونوں غلام مثلاً مثل ہونے کی رو سے یقینی یہ دونوں غلام برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ ایک تو اپنے آقاؤں کے جھگڑے کے سبب سے عاجز ہوتا ہے اور سب آقا اس سے ناراض رہتے ہیں۔ اور دوسرا شریکوں کی منازعت سے سالم اور محفوظ ہے۔ تو اسکا آقا اس سے خوش اور راضی رہتا ہے۔ مشرک تو پہلے غلام کی مثل ہے کہ اس نے اپنا دل اپنے معبودوں میں سے ہر ایک کی عبادت میں پراگندہ کیا اور موحد دوسرے غلام کی مثل ہے۔ کہ خدا کے سوا نہ کسی کی عبادت کرتا ہے نہ کسی کو دوست رکھتا ہے اور نہ اور کوئی اس کی امید گاہ ہے۔ ؎

یک بار پسند کن چو یک دل داری ، ورنہ بکشی در جہاں بس خواری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریف اللہ کے واسطے ہے۔ جو خدائی میں اپنا شریک نہیں رکھتا بَلْ اَكْثَرُهُمْ بلکہ بہت لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے کہ وہ مالک مطلق ہے ۱۲ تفسیر قادری جلد دوم اخیر پ ۲۳ اب۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ تقلید شخصی واجب ہے۔ اور غیر مقلدیت مذموم ہے

مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام میں بھی ایک حدیث اسی معنی کی حضرت عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے اور وہ یہ ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ (رواہ الترمذی) اس حدیث سے بھی ایک ہی فرقہ ناجی اور جنتی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بحیثیت اتفاق اصول کے مذاہب اربعہ اگرچہ ایک ہی فرقہ ہے مگر منجملہ ان کے ایک ہی مذہب کی پیروی موجب نجات ہے كَمَا اُشِيْرَتْ اِلَيْهِ اَوَّلًا۔

جواب سوال دوم و سوم : ہر چہار مذہب حق اور ہدایت پر ہیں کما صرح فی جواب السوال الاول۔ مگر عمل ایک ہی پر کرنا واجب اور تقلید ایک ہی کی لازم ہے۔ جیسا کہ کتب آسمانی میں سے عمل صرف ایک قرآن پر ہی کرنا فرض اور واجب ہے۔ نہ انجیل۔ توراۃ۔ زبور۔ پر حالانکہ وہ بھی ایمانیات سے ہیں۔ سوال اول کے جواب میں باستدلال آیت مبارکہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا الآیۃ بالاستقلال اور بوضاحت بیان کیا گیا ہے۔ فَلْيَنْظُرْ ثَمَّهٗ۔ گویا ایک مذہب پر عمل کرنا اور باقی تینوں کو ترک کرنا خدائے تعالیٰ نے بمصداق آیۃ مذکورہ اسی مصلحت کے واسطے اشارہ فرما دیا۔ مخالف اگر اغماض کرے تو اسکا قصور ہے۔ پس ایک ہی امام کی تقلید کرنا فی زماننا واجب ہے۔ كَمَا تَدُلُّ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ الْمَذْكُوْرَةُ فَافْهَمُوْا وَتَدَبَّرُوْا لَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔

نکتہ:۔ اگر مذہب معین کی تقلید ترک کر کے جملہ مذاہب کے مسائل پر عمل کریں تو ترکیب مذاہب سے بسبب اختلاف کے دینی امور میں کبھی ایسی صورت بھی بن جاتی ہے۔ جو کسی مذہب میں جائز نہ ہو۔ قَالَ فِی دُرِّ الْمُختار اِنَّ الْحُکْمَ الْمُلَفَّقَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ اور یہ حکم یعنی ملفق بلا جلا چند مذاہب سے ایک حکم مرکب کرنا بالاجماع باطل ہے چنانچہ وضو میں ایک سر کے بال کا مسح کیا بمذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پھر مقتدی ہو کر نماز پڑھی فاتحہ چھوڑ کر بموجب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کذا فی الطحطاوی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نماز اس واسطے نہ ہوئی کہ فاتحہ پڑھنا واجب تھا۔ سو اس نے ترک کیا۔ اور حنفی مذہب پر اس واسطے نہ ہوئی کہ وضو ترک ہوا یعنی چوتھائی سر کا مسح تو کسی مذہب پر نماز درست نہ ہوئی ۱۲ غایتہ الاوطار:۔

جواب سوال چہارم:۔ اَقُوْلُ چونکہ ایک شخص سے ایک وقت میں ایک سے زیادہ اماموں کی تقلید ناممکن ہے اور نہ ہی یہ جائز ہے۔ لہٰذا ایک مذہب پر عمل کرنے والا کل دین محمدی پر عمل کرنے والا ہے۔ فافہم دلائل اس کے تقلید شخصی میں مذکور ہیں۔

جواب سوال پنجم:۔ قولہ ان چار مذاہب مشہورہ میں سے فرقہ ناجیہ کے بارہ میں تقلید کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے وہاں سے ملاحظہ فرمالیں:۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذاہب اربعہ میں سے کسی خاص ایک مذہب کی پابندی نہ کرنے میں سراسر نقصان اور فساد ہے۔ کیونکہ فی زماننا نفسانیت اور جہالت کا بہت زور ہے۔ اگر غیر مقلدیت کی وجہ سے ہر ایک شخص قرآن مجید اور حدیث کا معنی اپنے مطلب اور عقل کے مطابق سمجھ کر اس پر عمل کرے اور فتویٰ دیوے تو اکثر مسائل میں بسبب اختلاف عقول و افہام کے سخت فساد اور تفرقہ پڑنے کا یقین کامل ہے چنانچہ پانی کے مسئلے میں اسی اختلاف کی وجہ سے غیر مقلدین میں ایک اندھیر مچا ہوا ہے۔ لَایَخْفٰی مَنْ لَّہٗ اَدْنٰی دِرَایَۃٍ یہاں بخوف طوالت ذکر نہیں کیا گیا:۔

الغرض:۔ جب غیر مقلدیت ہی فساد کی بنیاد ہے تو رفعاً للفساد اسکو ترک واجب اور خاص ایک مذہب کی پابندی لازمی ہے۔ اور چونکہ آئمہ اربعہ کے سوا اور کسی کا مذہب مدون اور مروج نہیں (ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ وَاَمْرٌ بَدِیْہِیٌّ) اس لئے ان چاروں میں سے ایک خاص مذہب اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور بحیثیت مسائل مفتی بہا مذہب حنفی میں اگرچہ مجتہدین کے اقوال مختلف ہیں لیکن دراصل یہ سب ایک ہی مذہب ہے۔ بنا بریں اس زمانہ میں فساد رفع کرنے کے لئے اسی کی تقلید افضل اور اولیٰ ہے۔ اگرچہ کسی جگہ امام کے تلامذہ واتباع

کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہو تو حقیقتاً وہ بھی امام کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ ہکذا قال الشعرانی فی میزان الکبریٰ اور ابن ہمام کا بھی یہی قول ہے پس ان تمام کے قول پر عمل کرنا گویا جناب امام ہی کی تقلید ہے۔ کما فی ردۃ الاحادیث:۔

خلاصہ:۔ مضمون روایات آنکہ مذاہب اربعہ اہلسنت وجماعت میں داخل ہیں۔ اور حق انہی میں دائرہ ہے۔ اور یہ اطاعت کے لائق ہیں۔ مگر چونکہ سب کی پیروی ناممکن ہے۔ اس لئے ایک ہی مذہب کی تابعداری لازمی ہے۔ ورنہ تشتت اور تردد فی الدین لازم آئے گا۔ اور منزل مقصود وصول الی الحق ہوگا۔ کیا کوئی ذی عقل تشتت اور تردد قبول کر سکتا ہے۔ اور مذبذب کہلا سکتا ہے۔ باوجود اظہار حق انکار اور اعتراض کرنا اعتراف جہالت اور دخول فی النار ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

جواب سوال ششم:۔ ماخذ صحیح ومعتبر ہمارے نزدیک قرآن مجید اور حدیث ودیگر کتب مصدقہ ومستنبطہ کتاب وسنت ہیں لاغیر فتدبروا یا اولی الالباب:۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی عمر قریباً ستر اسّی سال کی ہو اور تارک صیام یعنی ماہ رمضان شریف کے روزے ہرگز نہ رکھتا ہو ایسے شخص کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟ جواب در اجر ملے گا۔　　　بقلم خود دین محمد:

الجواب:۔ ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیئے۔ کیونکہ امامت منصب محترم ہے اور تارک الصیام ماہ رمضان کا فاسق فاجر ہے اور فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ چنانچہ حاشیہ طحطاوی میں مذکور ہے۔

اَمَّا الْفَاسِقُ الْعَالِمُ وَلَا يُقَدَّمُ لِاَنَّ فِيْ تَقْدِيْمِهٖ تَعْظِيْمَهٗ وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ اِهَانَتُهٗ شَرْعًا وَمَفَادُ هٰذَا كَرَاهَةُ التَّحْرِيْمِ فِيْ تَقْدِيْمِهٖ هٰكَذَا فِيْ جَامِعِ الْفَوَائِدِ بَحْرُ الْاَسْرَارِ یعنی ایسا فاسق عالم نہ مقدم کیا جائے گا امامت میں اس لئے کہ مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے۔ حالانکہ واجب ہے۔ لوگوں پر حقارت اوسکی شرعاً اور حاصل اسکا کراہت تحریمی ہے مقدم کرنے میں۔ اور علاوہ اسکے کتب فقہ میں مذکور ہے کہ جس شخص کی عمر ستر اسّی سال کی ہو جائے اور اسکے حواس خمسہ درست نہ رہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم:۔　　　المجیب نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ:۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ذابحہ سے سہواً یا خطاءً اوپر گھنڈی کے جانور ذبح ہو جائے تو وہ مذبوحہ حلال ہوگا یا نہ۔ جواب دو اجر ملے گا؟　　　السائل علی احمد از چنگا بنگیاں:۔

جواب: بیشک اگر سہواً یا خطاءً گھنڈی کے اوپر سے ذبح ہو جائے تو حلال ہے۔ اگر قصداً اوپر سے ذبح کرے تو اس مسئلہ میں علمائے دین کا بہت اختلاف ہے۔ اور صاحب بزازیہ نے اسکو حلال لکھا ہے۔ کیونکہ محل ذبح کا نام حلق ہے اور اس سے مقصود خون نجس کا خارج کرنا ہے۔ تو وہ ان چار رگوں کے کاٹنے سے حاصل ہو جاتا ہے چاہے گھنڈی اوپر کی طرف چلی جائے یا نیچے کی طرف رہ جائے۔ وَمَحَلُّ الزَّكٰوةِ فِي الْمَقْدُوْرِ ذَبْحُهٗ اَهْلِيًّا كَانَ اَوْ وَحْشِيًّا الْحَلْقُ كُلُّهٗ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الزَّكٰوةُ بَيْنَ اللَّبَّةِ وَاللَّحْيَيْنِ وَالزَّكٰوةُ الْكَامِلُ فَرْيُ الْاَوْدَاجِ الْاَرْبَعَةِ وَهِيَ الْحُلْقُوْمُ وَالْمَرِيُّ وَالْعِرْقَانُ اللَّذَانِ بَيْنَهُمَا الْحُلْقُوْمُ الْمَرِيُّ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ سَيَلَانُ الدَّمِ وَالرُّطُوْبَاتِ النَّجِسَةِ وَذٰلِكَ حَاصِلٌ بِمَا قُلْنَا قَاضِيْخَانَ وَفِيْ فَوَائِدِ الرُّسْتُغْفَنِيِّ لَوْ ذَبَحَ وَبَقِيَتْ عُقْدَةُ الْحُلْقُوْمِ مِمَّا يَلِي الصَّدْرَ يُوْكَلُ وَكَذَا اِذَا بَقِيَتْ اِلَى الرَّاسِ فَالْقَوْلُ بِالْحُرْمَةِ قَوْلُ الْعَوَامِّ وَلَيْسَ بِمُعْتَبَرٍ الخ نقل از فتاوی بزازیہ صفحہ ۳۰۶۔

اور رسالہ نعمانیہ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ میں لکھا ہے۔ کہ ذبح کی دار و مدار رگوں کے کاٹنے پر ہے۔ اگر گھنڈی نیچے ہونے کی صورت میں رگیں کٹ گئیں تو وہ ذبیحہ بلاشبہ حلال ہے۔ اور اگر تین رگیں نہ کٹیں تو حرام ہے اور کتاب جامع الصغیر صفحہ ۴۹ میں نیز بایں طور لکھا ہے محمد عن يَعْقُوْبَ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا بَأْسَ بِالذَّبْحِ فِي الْحَلْقِ كُلِّهٖ وَسَطِهٖ وَاَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ اور اسکے حاشیہ پر لکھا ہے فِي الْحَلْقِ كُلِّهٖ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّكٰوةُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَاللَّحْيَيْنِ وَمَا بَيْنَهُمَا هُوَ الْحَلْقُ كُلُّهٗ یعنی امام صاحب کا یہی قول ہے کہ اگر تمام حلق سے جس جگہ چاہے ذبح کرے تو اس میں کوئی خوف نہیں دیکھا ہے نیچے یا اوپر حلق سے ذبح کرے کیونکہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ مکان ذبح کا جبڑوں سے لے کر سینہ کی ہڈی تک ہے اور کتاب بو جندی میں لکھا ہے کہ جو لوگ اس کی حرمت کے قائل ہیں ان کی بات معتبر نہیں کیونکہ وہ قول عوام کا ہے جو کہ قابل تسلیم نہیں۔

اور فقیر کہتا ہے کہ اس میں ضرور احتیاط کی جاوے کیونکہ اس میں نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔

نوٹ: در بارہ مسئلہ ذبح فوق العقدہ۔

ذبح جانور اسطرح پر کرنا چاہیئے کہ چار رگیں یا تین رگیں کاٹی جائیں اگر ایسا نہ ہو تو باتفاق علمائے محققین وہ جانور حرام ہوگا اس لئے ہمارے دوست سیداً الحرمین سیداً محمد نور اللہ شاہ صاحب سانگلہ ل و پیر مہر علی شاہ صاحب و خادم شریعت کے بعض استاذ صاحب بھی اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ گھنڈی کے اوپر سے اگر جانور ذبح کیا جائے تو تین رگیں بھی نہیں کاٹی جاتیں اور جو لوگ فوق العقدہ ذبح جائز قرار دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ چار رگیں کاٹی

جاتی ہیں۔ لہٰذا خادم شریعت کی تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جس صورت میں تین یا چار رگیں کاٹی جائیں وہ صحیح اور درست ہے اور مسلمانوں کو کتب متون پر عمل کرنا چاہیئے۔ المجیب

ابوالمنظور خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسائل ذیل ہیں:۔

سوال: (۱) زید جب ملک سندھ سے اپنے وطن میں آنے لگا تو عمرو و بکر نے دس دس روپیہ بدیں غرض دیئے کہ ہمارے گھر میں دیدے اور زید کے پاس چالیس روپیہ تھے تو ان کے اور اپنے روپے اکٹھے کر کے اپنی پاکٹ میں رکھ لئے۔ اور زید راستہ میں سو گیا اور بوجہ چوری کے مبلغ چالیس روپیہ اسکی پاکٹ سے اور زید کا سامان بھی ساتھ ہی جاتا رہا۔ اب بموجب شریعت کے زید کو روپے دینے پڑتے ہیں یا نہیں۔ اور جو باقی بیس روپیہ بچے ہیں ان سے معلوم نہیں کہ بکر اور عمرو کے کتنے ہیں۔ اور زید کے کتنے ہیں اور ان سے بکر و عمر کو کتنے روپے لینے آتے ہیں؟

سوال: (۲) زید و عمرو و بکر تینوں مسلمان ہیں بموجب شرع کے فیصلہ ہوا گر ان سے کوئی نہ مانے تو اس پر شرعاً کیا حکم ہے؟

سوال: (۳) آجکل رسم ہے کہ رشتہ کا تبادلہ (وٹہ سٹہ) کر لیتے ہیں۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں یا روپے لیتے ہیں کیا یہ ہر دو امور جائز ہیں۔ بینوا توجروا۔

السائل محمد بخش نمبردار سکنہ مندرانوالہ ضلع امرتسر

سوال نمبر ۱ کا جواب: جو بیس روپیہ باقی زید کی پاکٹ میں کسی وجہ سے بچ گئے ہیں۔ ان میں سے تین روپیہ پانچ آنہ چار پائی بکر کو دیدے اور اتنے ہی عمرو کو دیوے اور باقی ۱۳ روپیہ ۵ آنہ چار پائی اپنے خرچ میں لاوے۔ چنانچہ کتاب جواہر البیان شرح خیرات الحسان مترجم صفحہ ۸۸ میں مذکور ہے اور اگر یہ روپیہ زید کی پاکٹ سے کہیں علیحدہ ہوتے اور زید ان کے روپوں کی حتی الوسع حفاظت بھی کرتا اور چوری ہو جاتے تو پھر زید کو دینے اور عمرو و بکر کو لینے غیر صحیح اور درست نہ تھے۔ چنانچہ کتاب غایۃ الاوطار شرح درمختار جلد سوم صفحہ ۴۹۷ میں مذکور ہے۔ دفع اِلٰی رَجُلٍ اَلْفًا وَقَالَ اِدْفَعْهَا اَلْيَوْمَ اِلٰی فُلَانٍ فَلَمْ يَدْفَعْهَا حَتّٰی ضَاعَتْ لَمْ يَضْمَنْ یعنی ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درہم دیئے اور کہا کہ یہ ہزار درہم آج کے دن فلاں شخص کو پہنچا دیں سو اسنے اسکو نہ پہنچائے یہاں تک کہ وہ تلف ہو گئے تو اس سے تاوان نہ لیا جاوے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال نمبر ۲ کا جواب:۔ جو شخص فیصلہ شرعی کا منکر ہو اس کے ساتھ مسلمانوں کا کھانا پینا اور اس سے رشتہ لینا دینا ہرگز جائز نہیں۔ تاوقتیکہ تجدید اسلام و تجدید نکاح و تعزیر شرعی ادا نہ کرے۔ ورنہ مستوجب اس سزا کا ہوگا: وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ یعنی جو شخص بے فرمانی کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی اور نکل جاوے اسکی حدوں سے داخل کرے گا اس کو دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اسکے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

سوال نمبر ۳ کا جواب:۔ بیشک نکاح شغار نزدیک علمائے احناف کے جس میں مہر مثل طرفین ہو تو جائز ہے اور جس میں مہر مثل نہ ہو وہ شغار واقعی نا جائز و نا درست ہے۔ چنانچہ فتح القدیر باب المہر میں مذکور ہے اِنَّ مُتَعَلَّقَ النَّهْیِ وَالنَّهْیُ مُسَمَّی الشِّغَارِ وَمَاخُوْذٌ فِیْ مَفْهُوْمِهٖ خُلُوُّهٗ عَنِ الصَّدَاقِ وَکَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَنَحْنُ قَائِلُوْنَ بِنَفْیِ هٰذِهِ الْمَاهِیَّةِ وَمَا یَصْدُقُ عَلَیْهَا شَرْعًا فَلَا نُثْبِتُ النِّکَاحَ کَذٰلِكَ بَلْ نُبْطِلُهٗ۔ یعنی مطلق نہی و نفی کا مصداق شغار ہے اور شغار کے مفہوم میں خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہے۔ اور ہم قائل ہیں اس شغار کی ماہیت اور حقیقت کی نفی کے اور اس چیز کے جو اس پر صادق آوے۔ پس نہیں جائز رکھتے ہم ایسے نکاح کو بلکہ ہم اسکو باطل جانتے ہیں۔ اور حدیث جو بخاری و مسلم نہی نکاح شغار پر بایں طور وارد ہے کہ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّغَارِ قَالَ نَافِعٌ اَلشِّغَارُ اَنْ یَّتَزَوَّجَ الرَّجُلُ اِبْنَتَهٗ عَلٰی اَنْ یُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ اِبْنَتَهٗ وَلَیْسَ بَیْنَهُمَا صَدَاقٌ اَخْرَجَهُ الشَّیْخَانِ ۔ یعنی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شغار سے منع کیا ہے کہا نافع نے کہ شغار یہ ہے کہ نکاح کر دے آدمی اپنی بیٹی کا اس شرط پر کہ نکاح کر دے دوسرا اپنی بیٹی سے اسکو اور نہ ہو درمیان ان دونوں کے مہر نکالا اسکو شیخان نے۔ پس اس حدیث صحیح سے صاف صاف ثابت ہوا کہ شغار جس میں مہر مثل نہ ہو وہ منع ہے ورنہ جائز ہدایہ جلد دوم میں مذکور ہے اَنْ یُّزَوِّجَ الْمُتَزَوِّجُ اِبْنَتَهٗ اَوْ اُخْتَهٗ لِیَکُوْنَ اَحَدُ الْعَقْدَیْنِ عِوَضًا عَنِ الْاٰخَرِ فَالْعَقْدَانِ جَائِزَانِ وَلِکُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مَهْرُ مِثْلِهَا اور یہی مذہب ہے امام زہری اور مکحول اور امام ثوری اور لیث اور اوزاعی اور ابن منذر و تمام علمائے احناف رحمہم اللہ کا واللہ اعلم۔ نقل فتح الباری پ ۲۱ صفحہ ۱۲۰۔ اور کسی سے کچھ روپیہ لے کر بیٹی یا بہن کا نکاح کر دینا بھی منع ہے چنانچہ فتاوےٰ قاضی خاں و جامع الرموز و تاتار خانیہ و فتاویٰ نادر الجواہر صفحہ ۲۲ میں بایں طور مذکور ہے مَا اَخَذَ اَبُو الْبِنْتِ مِنَ النَّاکِحِ اَوْ مِنْ اَبِیْهِ عَلٰی تَزْوِیْجِهَا فَهُوَ رِشْوَةٌ وَالرِّشْوَةُ حَرَامٌ فَالْاَصْلُ فِیْهِ الرَّدُّ لَوْ اَخَذَ الرِّشْوَةَ

لہ:۔ غیر مقلدین کے نزدیک لڑکیوں کے دام لینے جائز ہیں۔ دیکھو اخبار اہلحدیث ۱۲ خادم شریعت عفی اللہ عنہ۔

عَلَیٰ تَزْوِیْجِ لَہُ اِنْ تَیَسَّرَ دَمًا اَحَدُ کہ۔ یعنی اگر لڑکی کے باپ نے نا کح یا اسکے باپ سے کچھ عوض نکاح کردینے کا لیا پس وہ رشوت ہے اور رشوت حرام ہے اور اس کو لازم ہے کہ واپس کردے انتہیٰ۔

سوال: بوقت حاجت و استنجا پشت قبلہ کی طرف کرنی اور سوتے وقت پاؤں بجانب قبلہ کرنے کیسے ہیں؟

جواب: بیشک ان وقتوں میں منہ اور پیٹھ اور پاؤں بجانب قبلہ کرنے منع ہیں۔ چنانچہ شامی شرح درمختار جلد اول صفحہ ۲۳۶ میں اس طرح مذکور ہے ھکرہ تحریمًا اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَاِسْتِدْبَارُھَا لِاَجْلِ بَوْلٍ اَوْ غَائِطٍ وَیُکْرَہُ مَدُّ الرِّجْلَیْنِ اِلَی الْقِبْلَةِ فِی النَّوْمِ وَغَیْرِہٖ عَمَدًا الخ اور ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۳ میں اس کی تاکید پر یہ حدیث شاہد ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا الخ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جب تم جائے ضرور کو جایا کرو تو قبلہ کی طرف نہ بیٹھا کرو اور نہ جائے ضرور کے وقت اور نہ پیشاب کے وقت اور نہ اس کی طرف پیٹھ کیا کرو اور کہا محدثین نے کہ یہ حکم جنگل میں ہے۔ نہ پاخانوں میں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عورت کو جو زیورات بوقت جہیز خاوند کی طرف سے عورت کو پہنائے جاتے ہیں۔ اور وہ زیورات بوقت لڑائی یا جدائی کے اس سے خاوند واپس لے لیتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ شرعًا وہ زیورات حق مرد کا ہے یا عورت کا۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل خاکسار غلام رسول امام مسجد دیکے تارڑ۔

جواب: اگر مرد نے عورت کو زیورات ملک کر دیئے ہیں اور اس نے قبضہ کر لیا تو حق عورت کا ہے اگر مرد نے رسمًا اور اپنے دیکھنے کے لئے عورت کو زیورات پہنا دیئے تو وہ مرد کا حق ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔ وَقَالَ فِی الْوَاقِعَاتِ اِنْ کَانَ الْعُرْفُ ظَاھِرًا بِمِثْلِہٖ فِی الْجِھَازِ عَمَّا فِیْ دِیَارِنَا فَالْقَوْلُ قَوْلُ الزَّوْجِ اور فتاویٰ عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۳۷ فَالْمُعْتَمَدُ اَنَّ الْقَوْلَ لِلزَّوْجِ وَلَھَا اِذَا کَانَ الْعُرْفُ مُسْتَمِرًّا۔ اور فتاویٰ فصول عمادی و فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۱۰۹ میں یوں طور مذکور ہے قَالَ الصَّدْرُ الشَّھِیْدُ وَالْمُخْتَارُ لِلْفَتْوٰی اِنَّ الْعُرْفَ اِذَا کَانَ مُسْتَمِرًّا بِاَنْ تَدْفَعَ الْجِھَازَ عَارِیَةً کَمَا فِیْ دِیَارِنَا فَالْقَوْلُ قَوْلُ الزَّوْجِ اور جامع الفوائد میں ہے اِذَا لَبِسَتِ الْمَرْاَۃُ حَالَ حَیٰوۃِ الزَّوْجِ وَقَبَضَھَا صَارَ مِلْکًا لَھَا ۃ

نوٹ: فرقہ غیر مقلدین کے نزدیک پیشاب کپڑے سے ہو کر نا جائز ہے۔ خادم شریعت عفی اللہ عنہ۔

پس ان عبارات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ اگر مرد نے اسکے ملک کر دیئے تو وہ زیورات اسکے ہونگے ورنہ مرد کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب :۔

سوال :۔ رسم ورواج کو بھی شریعت نے مان لیا ہے؟ جواب دو؟

جواب :۔ بیشک عادت وعرف زمانہ کو شارع علیہ السلام نے تسلیم فرمایا ہے۔ جب کہ وہ نص کے خلاف نہ ہو۔ چنانچہ فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۱۳۶ میں مذکور ہے۔ اَلثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالشَّرْعِ اَلْعُرْفُ اِنَّمَا يُعْتَبَرُ اِذَا لَمْ يَكُنْ خِلَافَ نَصٍّ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ الخ اور اس فتاوی میں لکھا ہے اَلْعُرْفُ الْعَادَةُ شَيْئًا لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ اور مجمع البحرین میں ہے۔ اَلْعُرْفُ وَالْعَادَةُ وَاحِدٌ پس ان عبارات سے ثابت ہوا کہ عرف وعادت زمانہ کو ماننا پڑتا ہے جیسے حکم شرع کا مانا جاتا ہے بشرطیکہ خلاف شریعت نہ ہو اور عادت وعرف نزدیک جمہور علماء کے ایک چیز ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ جس کام پر مسلمانوں کا اتفاق ہو جائے اللہ تعالے کے ہاں بھی وہ کام اچھا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب :۔

سوال :۔ طعام سامنے رکھ کر اس پر قرآن مجید سے چند آیات وکلمات طیبہ ودعائیں پڑھنا واسطے برکت کے اور اسکا ثواب میت کو بخشنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص طعام پر فاتحہ پڑھنے والے کو مشرک کہے اور طعام کو گوشت خنزیر کی طرح حرام سمجھے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور وعظ سننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

السائل فقیر جلال الدین از موجووال ضلع فیروزپور :۔

جواب :۔ بیشک طعام کو سامنے رکھ کر اس پر آیات قرآنیہ وکلمات طیبہ برائے برکت وبغرض ایصال ثواب میت کے ثواب عظیم ہے۔ اور اس سے انکار کرنا محض جہالت وبے علمی ہے۔ کیونکہ ان امور کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ وھو ہذا: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطْعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْئُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيْئُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ شَيْئٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَاتَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ الخ یہ حدیث مسلم باب الایمان وبخاری ومشکوٰۃ باب المعجزات میں ابی سعید خدری وابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے یعنی ابوہریرہ

سے ہے کہ کہا جب کہ ہوا دن غزوہ تبوک کا پہنچی لوگوں کو بھوک شدید پس کہا عمر نے یا رسول اللہ منگوائیے لوگوں سے بچا ہوا توشہ انکا پھر دعا کیجئے اللہ تعالےٰ سے ان کیلئے ان توشوں پر برائے برکت کے پس فرمایا حضرت نے اچھا پس منگوایا حضرت نے دستر خوان چمڑے کا پس بچھایا گیا وہ پھر منگوایا بچا ہوا توشہ ان کا پس شروع کیا کسی شخص نے کہ لاتا تھا مٹھی چنے کی اور لاتا تھا دوسرا شخص مٹھی کھجور کی اور لاتا تھا اور شخص ٹکڑا روٹی کا یہاں تک کہ جمع ہوئے دستر خوان پر تھوڑی چیزیں پس پھر دعا فرمائی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برکت کے لئے برکت کی پھر فرمایا ڈال لو اپنے برتنوں میں پس بھر لئے لوگوں نے بانسیوں میں یہاں تک کہ نہ رہا لشکر میں کوئی برتن یہ کہ نہ بھر دیا ہو اسکو اور تمام لشکر سیر ہو گیا اور کہا ابوہریرہ نے کہ باقی بہت طعام بچ رہا اور بخاری پارہ ۲۵ باب البدیۃ للعروس میں مذکور ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح حضرت زینب کے ساتھ کیا تو اس وقت اس گھر میں آدم اسقدر تھے کہ وہ خانہ بھر گیا تھا اور آپ کی خدمت عالیہ میں ایک ہانڈی جس میں کچھ حلوہ پکا ہوا تھا پیش کی گئی سو آپ نے اس حلوے پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہ برکت کے لئے پڑھتے رہے اور دس دس آدمی بلاتے تھے اور کھانا کھلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو بوقت کھانے کے اللہ کا نام لیا کرو یعنی بسم اللہ شریف پڑھا کرو اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً يَاكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ اور امام نووی نے اذکار میں بایں طور حدیث بیان کی ہے رَوَيْنَا عَنْ كِتَابِ ابْنِ السُّنِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ عَلَى الطَّعَامِ اِذَا قُرِّبَ اِلَيْهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط یعنی جبکہ آپ کی ذات کے سامنے طعام پیش کیا جاتا تھا تو آپ اس پر دعا مانگتے تھے کہ اے ہمارے مالک ہمارے رزق میں برکت کر اور ہمیں عذاب آخرت سے نجات فرما۔ اور حضرت شیخ شہاب الدین حنفی اپنی کتاب مائۃ الفوائد میں بایں طور حدیث نقل فرماتے ہیں قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ عِنْدَ اَوَّلِ الطَّعَامِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ وَبُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص یہ دعا بوقت حاضر ہونے طعام کے پڑھے تو اسکو کوئی رنج نہ پہنچے گا اور اسکے کھانے میں برکت ہوگی اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ دار النظیم میں فضائل القرآن العظیم میں تحریر فرماتے ہیں۔ مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ قُرَيْشٍ عَلٰى طَعَامٍ خَافَ اَمِنَ وَكَفٰى وَجَعَ الْكُلْيَتَيْنِ الخ اور علاوہ ان دلائل کے مشکوٰۃ شریف وغیرہ کتب

احادیث میں لکھا ہے کہ جو کام نیک ہو وہ الحمد سے شروع کرنا سنت ہے ورنہ وہ کام اچھا نہ ہوگا اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کُلُّ اَمْرٍ ذِیْبَالٍ لَمْ یُبْدَ أْ بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ پس اس حدیث صحیح سے صاف صاف ثابت ہوا کہ کام نیک کو سورہ فاتحہ یعنی الحمد سے شروع کرنا چاہیئے اور الحمد اور بسم اللہ شریف باتفاق علمائے دین کے کلام الٰہی ہیں اور اکل و شرب بھی بحکم خداوند کریم کلوا واشربوا امر نیک ہے اور نیک کام پر الحمد پڑھنا سنت ہے نہ بدعت اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ اگر کسی کو شک ہے تو مشکوٰۃ میں مطالعہ کرے اور شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے فتاویٰ میں مختلف طور پر بایں طور تحریر فرماتے ہیں "طعامیکہ برآں نیاز حضرت امامین علیہم السلام نمایند۔ وبرآں فاتحہ وقل و درود خوانند تبرک میشود وخوردن آں بسیار خوبست" الخ اور جلد اول میں حسب تحقیق ایڈیٹر کے لکھتے ہیں کہ اگرچہ اسکا ثبوت زمانہ خیر القرون سے نہیں پایا جاتا لیکن اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی وہ طعام حرام ہو سکتا ہے۔ یعنی اگر کسی ایں طور بکند باک نیست زیراکہ دریں قسم قبح نیست اور فتاویٰ مولوی عبدالحی جلد سوم صفحہ ۶۸ میں اسیطرح تحریر فرماتے ہیں۔ اگر کسے اینطور مخصوص بعمل آورد آں طعام حرام نمے شود وبخوردنش مضائقہ نیست۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ سامنے کھانا رکھ کر دعا ماثورہ وکلمات طیبہ وغیرہ کا پڑھنا اور اس پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز اور درست ہے اور طعام بھی حرام نہیں ہوتا اور جو شخص اس طعام اور فعل حرام مثل گوشت خنزیر وغیرہ کے کہتا ہے اور اسکے مجوز کو مشرک کہتا ہے اور وہ خود جاہل و مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسکے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں تاوقتیکہ وہ تجدید اسلام نہ کرلے باقی جلد اول میں مطالعہ کریں۔

المجیب

خادم شریعت فقیر محمد نظام الدین حنفی ملتانی عفا عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک مجلس میں آکر کہا کہ مسجد میں قرآن کا وعظ ہو رہا ہے۔ تم چل کر سنو۔ ایک آدمی نے اس مجلس میں جواباً کہا کہ وہاں (عضو تناسل) کے نام لینے سکھلانے جا رہے ہو۔ لہٰذا ایسے متکلم پر از روئے شریعت کیا تعزیر ہے۔

السائل حافظ رحمت علی امام مسجد علی پور مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

جواب: بیشک ایسا شخص نزدیک علمائے محققین شرع متین کے بوجہ استہزا اور اہانت و استخفاف احکام شریعت کرنے سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عبدالحی جلد اول صفحہ ۱۸ میں مذکور ہے

نوٹ: شرح الصدور صفحہ ۲۰۹ میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس بات پر اجماع ثابت کیا ہے۔ فقط خادم شریعت عفی عنہ

لِاَنَّهٗ اَهَانَ الدِّيْنَ وَمَنْ اَهَانَ الدِّيْنَ فَقَدْ كَفَرَ اور صاحب بزازیہ نے لکھا ہے الفتویٰ ردی او قال این چہ شرع است یکفر لانہ رد حکم شرع اور خزانۃ المفتیین میں ہے کہ اگر گفت شریعت را چہ کنم۔ لہذا کلمہ کفر کافر شد اور قاضی پانی پتی مالابد منہ میں لکھتے ہیں۔ اگر کسی امر معروف کرد دیگر گفت چہ غوغا آوردی اگر آں سخن بر وجہ رد گفت کافر شود۔ اور کشف وقایہ میں ہے کہ اگر گوید کہ من نماز را بطاق نہادم یکفر۔ بکذا فی فتاوی عالمگیرو بزازیہ و سراجیہ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب
خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی اللہ عنہ

سوال: چوہڑوں کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل: حافظ رحمت علی۔

جواب: چوہڑوں کا جنازہ پڑھنا پڑھانا ہرگز شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ لوگ حرام اشیاء کو حلال تصور کرتے ہیں اور کھاتے ہیں لہذا ان کا جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ لقولہ تعالےٰ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ہ اور شریعت نے جنازہ کے لئے شرط مسلمان ہونا میت کا بیان کیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے اِذْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَاتَ صَلُّوْا عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ مَاتَ مُسْلِمًا۔ یعنی جس نے کلمہ پڑھا اور مرگیا تو اسکا جنازہ پڑھا جاوے کیونکہ وہ مسلمان مرا ہے اور فتاویٰ صدر الاسلام میں لکھا ہے کہ ہمارے ملک میں جو غاکروب ہیں ان کا جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں وہو ہذا:۔

كَنَاسٍ دِيَارِ الْعَجَمِ يَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَيَاكُلُ الْمَيْتَةَ وَالْخَنَازِيْرَ فَاِنَّهُمْ اَخْبَثُ مِنَ الْمُرْتَدِّيْنَ اِذَا مَاتُوْا لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِمْ فَاِنَّهُمْ اَهْلُ النَّارِ اِلَّا مَنْ تَابَ وَمَاتَ عَلٰى تَوْبَتِهٖ۔ یعنی عجم میں جو خاکروب ہیں کلمہ تو پڑھتے ہیں لیکن جو خداوند کریم نے حرام چیزیں فرمائی ہیں ان کو یہ لوگ حرام نہیں سمجھتے اور کھاتے ہیں مردار اور گوشت خنازیروں کا پس وہ بہت بدترین مرتدوں سے ہیں لہذا ان کا جنازہ جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی کا تائب ہونا ثابت ہو جائے تو پھر اسکی قبر پہ جنازہ پڑھ دینا چاہیئے۔ اور صاحب فتاویٰ خلاصہ و ذخیرہ نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے حرام اشیاء کو اعتقاداً حلال سمجھ کر کھالیا ہو تو اسکا جنازہ اتفاقاً نہ جائز ہوگا۔ وَلَا صَلٰوةَ عَلَيْهِمْ بِالْاِتِّفَاقِ۔ اور جو شخص چوہڑوں کے جنازہ کو جائز کہے وہ بھی ان سے شمار کیا جاوے گا۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب خادم محمد نظام الدین عفی اللہ عنہ

سوال:- ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بحالت غضب کاغذ اسٹام پر لکھدیا کہ میں اپنی زوجہ مسمات فلاں کو طلاق بائنہ دے کر اپنے نفس پر حرام کیا ہے۔ اب اسکے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں رہا۔ پس ان الفاظ سے کون سی طلاق واقع ہوئی۔ جواب دیا جاوے گا۔

جواب:- ان الفاظ سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ بدوں حلالہ کے یہ عورت پھر نکاح جدید کرنے سے حلال ہو جاوے گی۔ چنانچہ فتاویٰ عبدالحی جلد اول و خزانۃ المفتیین وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے۔ لَوْقَالَ لَمْ يَبْقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ عَمَلٌ اَوْ اَنَا بَرِئٌ مِنْ نِكَاحِكِ اَوْ بَعِدِيْ عَنِّيْ وَنَوَى الطَّلَاقَ يَقَعُ الخ اگر گویدترا رہا کردم۔ لَا تُطَلَّقُ اِلَّا بِالنِّيَّةِ بِاَنْ نَوَى بَائِنًا وَكِنَايَةُ الطَّلَاقِ لَايَقَعُ بِالنِّيَّةِ اَوْ دَلَالَةِ الْحَالِ لَوْقَالَ تیکوں دتایا میں تیکوں چھوڑایا یا جدے بھاوے تدو نج۔ يقع طلاق بائن بلا نيت كَمَا لَوْقَالَ اَنْتِ بَائِنٌ الخ وَلَوْقَالَ اِذْهَبِيْ حَيْثُ شِئْتِ لَايَقَعُ الطَّلَاقُ بِدُوْنِ النِّيَّةِ كذا فى فتاوىٰ امينيه وفتاوے جامع الفوائد صفحہ ۱۱۷ فقط واللہ اعلم بالصواب:۔

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی ملتانی عفی عنہ:

سوال:- بوقت طعام کھانے کے کس طرح پر بیٹھنا چاہیئے۔ اور بوقت کھانے کے کیا پڑھنا چاہیئے۔ اور طعام کھانے کے اول آخر نمک کو استعمال کرنا کیسا ہے۔ اور یہ سنت ہیں یا مستحب:۔

جواب:- یہ سب امور مستحب ہیں چنانچہ فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۲۱۶ بحوالہ کنز العباد خزانہ سے بایں طور نقل کیا ہے۔ اَلْمُسْتَحَبُّ فِيْ صِفَةِ الْجُلُوْسِ لِلْاَكْلِ اَنْ يَكُوْنَ جَالِسًا عَلٰى مَرْكِبَتَيْهِ وَظُهُوْرِ قَدَمَيْهِ اَوْ يَنْصِبُ الرِّجْلَ الْيُمْنٰى وَيَجْلِسُ عَلَيْهِ الْيُسْرٰى یعنی کھانا کھانے کے وقت مستحب ہے کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور قدم سامنے ہوں یا دایاں گھٹنا کھڑا ہو اور بائیں پر بیٹھے۔ اور بوقت کھانا کھانے کے بسم اللہ پڑھنی چاہیئے جیسا کہ بخاری سیپارہ ۲۲ صفحہ ۲۲۳ میں حدیث مسطور ہے۔ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ الخ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَبْدَءَ اَكْلَ الطَّعَامِ بِالْمِلْحِ اَوْ يَخْتِمُ بِهٖ. رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا عَلِيُّ اِبْدَاْ بِالْمِلْحِ اَوْ اِخْتِمْ بِالْمِلْحِ فَاِنَّ الْمِلْحَ شِفَاءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ دَاءً مِنْهَا الْجُنُوْنُ وَالْجُذَامُ وَالْبَرَصُ وَوَجَعُ الْبَطْنِ وَوَجَعُ الْاَضْرَاسِ وَيُدْفَعُ الْمِلْحُ بِالْمُسَبِّحَةِ وَالْاِبْهَامِ یعنی مستحب ہے بوقت شروع کرنا کھانے کے شروع کرنا کھانے کو نمک سے اور ختم کرنا نمک سے کیونکہ فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہ اے علی کھانے کو نمک سے شروع کر کیونکہ اس سے ستر بیماریاں دفع رہتی ہیں اور اس میں شفاء ہے مثلاً دیوانگی۔ جذام۔ پھلبہری درد شکم و درد دندان وغیرہ سے۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ سماع صوفیہ صافیہ سادات چشتیہ عمدہ ترین اوقات مثل عرس بزرگان دین وغیرہ میں سنتے ہیں۔ کیا شرعاً یہ سماع بلا مزامیر سننا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ سماع کو جائز سمجھ کر سنتے ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور جو شخص سماع سننے والے کو مشرک کہے اس شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔ اور جو حدیثیں حرمت سماع پر وارد ہیں وہ حدیثیں صحیح ہیں یا نہیں۔ مہربانی فرما کر ہر ایک سوال کا جواب مفصل تحریر فرمائیں۔ اللہ تعالے آپ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

السائل:۔ سید حشمت علی چشتی نظامی (سعوری) جالندھری چک نمبر ۲۵۷ علاقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ

جواب:۔ بیشک[1] غنا جو اہل صوفیہ چشتیہ برائے رقت قلب و ذوق شوق و غلبہ عشق الہٰی حاصل کرنے کے لئے دف بلا سارنگی و رباب جیاد رباب و بلا غرض شہوت و تماشہ کے سنتے ہیں جائز بلا کراہت ہے۔ ورنہ حرام چنانچہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا نے قَالَتْ دَخَلَ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تَغَنِّیَانِ یعنی کہا مائی صاحبہؓ نے کہ آپ کی ذات میرے پاس آئے جبکہ میرے پاس دو لڑکیاں گاتی تھیں۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا مائی صاحبہ نے کہ تھے میرے پاس والد میرے درحالیکہ دو لڑکیاں گا رہی تھیں اور دیکھ کر میرے والد نے لڑکیوں کو منع کیا۔ تو آنحضور نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر فرمایا کہ اے صدیق ان کو چھوڑ دے اور کچھ نہ کہو۔ گانے دے اور سبل الرشاد میں ہے کہ جب آپ کی ذات مدینہ میں قبیلہ بنی نجار میں تشریف لائے تو وہاں کی لڑکیاں بآواز بلند گانا گائیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِیْ نَجَّارٍ　　وَاَحْمَدُ مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

یعنی ہم لڑکیاں بنی نجار سے ہیں کیا مبارک ہے وہ شخص جس کے ہمسایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور مشکوٰۃ شریف و بخاری میں ایک حدیث بایں طور مذکور ہے قَالَتْ زَفَّتْ اِمْرَاَۃً اِلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ مَعَکُمْ لَہْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُہُمُ اللَّہْوُ یعنی روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا لائی گئی بعد بیاہ کے ایک عورت طرف ایک شخص کی کہ تھا وہ شخص انصار سے۔ پس فرمایا آپ نے کیا نہ تھا ساتھ تمہارے کوئی کھیل یعنی تحقیق انصار لوگ اس کو بہت پسند رکھتے ہیں۔ اور ایک حدیث جو مشکوٰۃ باب اعلان النکاح میں بایں طور مسطور ہے۔ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَتْ

---

[1] سماع مع مزامیر نزدیک آئمہ اربعہ و خاندان نقشبندیہ و قادریہ کے درست نہیں ہیں۔ حرام ہیں اور بلا مزامیر سماع منتہی کے لئے بغرض وقت حاجت روا ہے۔ واللہ اعلم۔ خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ۔

عِنْدِیْ جَارِیَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجْتُہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ اَلَا تُغَنِّیْنَ فَاِنَّ ھٰذَا الْحَیَّ مِنَ الْاَنْصَارِ یُحِبُّوْنَ الْغِنَاءَ ؕ یعنی مائی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت تھی میں نے اسکا ایک انصاری سے نکاح کردیا تو فرمایا آپ نے تونے کوئی گانا نہیں گایا تحقیق یہ قوم لوگا نے کو بہت دوست رکھتی ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا آپ نے عائشہ صدیقہ کو جس کے بیاہ پر آپ گئی تھیں وہاں کچھ لڑکیاں گاتی تھیں یا نہیں۔ کہا مائی صاحبہ نے کہ یارسول اللہ نہیں تو فرمایا آپ نے کہ وہ لوگ انصار گانے کو بہت پسند کیا کرتے ہیں۔ کاش کہ تم بھیجتے اس شخص کو جو کہتا اَتَیْنٰکُمْ اَتَیْنٰکُمْ فَحَیَّانَا وَحَیَّاکُمْ رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ۔ یعنی ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے زندہ رکھے اللہ تعالےٰ ہم کو اور زندہ رکھے اللہ تعالےٰ تم کو۔ اور اسکے حاشیہ پر المہدایت غیر مقلد امرت سری نے لکھا ہے۔ ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شادیوں میں گانا بجانا درست ہے اور اسکی مباحث میں صحیح حدیثیں وارد ہیں اور دف کا بجانا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اَعْلِنُوْا ھٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ ؕ یعنی ظاہر کیا کرو تم اس نکاح کو اور کیا کرو اسکو مسجدوں میں اور بجایا کرو وقت نکاح کے دف۔

اور علاوہ اسکے طحطاوی نے حاشیہ درمختار ۲ باب اجارہ فاسدہ میں لکھا ہے قَالَ اللَّقَانِیْ عَنْ شَیْخِہِ الدِّیْنِ الشَّمْسِ الرَّاجِیْ رَجُلٌ اسْتَاجَرَ رَجُلًا یَضْرِبُ لَہُ الطَّبْلَ اِنْ کَانَ لِلَّہْوِ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ مَعْصِیَۃٌ وَاِنْ کَانَ لِلْغَزْوِ اَوِ الْعُرُوْسِ اَوِ الْقَافِلَۃِ یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ طَاعَۃٌ ۔

اور کتاب کافی وخزانہ میں لکھا ہے حُرْمَۃُ الْغِنَاءِ غَالِبُہَا مُقَیَّدًا بِاللَّھْوِ فَمَا یَکُوْنُ لِغَیْرِ لَھْوٍ وَیَعْرِضُ الدِّیْنَ کَمَا فِی الْعُرُوْسِ وَالْوَلِیْمَۃِ وَاِسْتِعْدَادِ الْغَزْوَۃِ وَالْقَافِلَۃِ وَالْحُصُوْلِ رِقَّۃِ قُلُوْبِ عِبَادِ اللّٰہِ الْمَرْضِیَّۃِ عِنْدَ اللّٰہِ لَا تَکُوْنُ حَرَامًا عَلٰی مَذْھَبِ الْحَنِیْفَۃِ یعنی حرمت سرود وغیرہ کی مقید ساتھ تماشا بازی اور جو ماسوا اسکے ہے یعنی غرض دین کی مثلاً وقت نکاح وولیمہ وتیاری غازیان وقافلہ وبرائے رقت قلب بندگان خدا تو پھر

نوٹ ؎ : اخبار اہلحدیث ۲۹ ۱۳۲۹ھ رمضان شریف کے پرچہ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے باجا بجانا بہ نیت فخر و ریا نہ ہو تو شادیوں میں جائز ہے اجرت … باب اجرت الخ اور اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ اگر عورتیں گائیں اور ان کا گانا فحش نہ ہو تو جائز ہے۔ اور مولوی وحید الزمان غیر مقلد نزول الابرار جلد ۲ صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے لاباس بالغناء والمزامیر فی زواج او ختان او نحو ھا من مراسم الفرح اور علاوہ اسکے ابن ماجہ مترجم جلد اول میں گانے بجانے کے مولوی وحید الزمان نے بیشمار دلائل تحریر کئے ہیں اور لکھدیا ہے کہ جن احادیثوں سے اسکی ممانعت آتی ہے وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ افسوس ہے کہ چیرہ فرقہ وہابیہ نجدیہ کے لئے بندگان خدا چشتیہ پر فتوی تکفیر لگاتے ہیں جب کہ بقول ان کے خود ان کے گھر میں کفر بڑھا ہوا ہے ۱۲ خادم شریعت عفا عنہ ۱۲

یہ غنا حرام نہیں نزدیک مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے۔

اور کہا قاضی محمد بن علی یمنی شوکانی و نواب صدیق حسن خان کتاب دلیل الطالب علیٰ ارجح المطالب در رسالہ ابطال الاجماع میں وَلَا نَصَّ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدَ عَلَی التَّحْرِیْمِ وَنُقِلَ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا سَمِعَاهُ یعنی امام اعظم صاحب سے کسی ظاہر روایت میں حرمت سماع کی ثابت نہیں ہوئی ان کا سننا ثابت ہے اور صاحب ہدایہ نے جلد ۴ کتاب الکراہیۃ میں لکھا ہے وَمَنْ اُدْعِیَ اِلٰی وَلِیْمَةٍ اَوْ طَعَامٍ فَوَجَدَ ثَمَّهٗ لَعِبًا اَوْ غِنَاءً فَلَا بَاْسَ بِاَنْ یَّقْعُدَ وَیَاْکُلَ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ) اُبْتُلِیْتُ بِهٰذَا مَرَّةً فَصَبَرْتُ یعنی جو شخص دعوت ولیمہ یا اور کسی قسم کی دعوت پر بلایا جائے اور وہیں غناء یا کوئی اور کھیل ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ وہاں بیٹھے یا کھانا کھائے اور کہا امام صاحب نے کہ مجھے بھی ایک دفعہ ایسی مجلس پیش ہوئی تو صبر سے بیٹھا رہا اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ ابتلاء کے کلمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک ملاہی حرام ہے۔ اور دوسرے مقام پر صاحب ہدایہ نے لکھا ہے۔ کہ طَبْلُ الْغُزَاةِ وَالدُّفُ الَّذِیْ یُبَاحُ ضَرْبُهٗ فِی الْعُرْسِ یَضْمَنُ بِالْاِجْمَاعِ من غیر خلافٍ یعنی غازیوں کا طبلہ اور دف بجانا شادیوں میں درست ہے۔ اگر کوئی شخص ان کو توڑ دے تو ان کی قیمت کا وہ ذمہ دار ہوگا فقط باقی ذکر باب الغصب میں مطالعہ کرو۔

پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ طبلہ و دف جو شرعاً جائز ہیں وہ حرام نہیں ورنہ ان کے ضائع کرنے والے پر کیوں اس کی قیمت دینی پڑتی۔ کیونکہ حرام چیز کے ضائع کرنے پر شرعاً قیمت اس کی نہیں دینی پڑتی۔ اور صاحب بحر ابن ملا جیون صفحہ ۴۹۱ میں لکھتے ہیں كَذَا الْمُسْتَغْنِیْ بِهِ السُّرُوْرُ وَالْفَرَحُ فِیْمَا یُبَاحُ فِیْهِ كَالْعِیْدِ وَالْعُرْسِ وَلِوَلَادَةِ وَالْخِتَانِ وَحِفْظِ الْقُرْاٰنِ كَذَا عِنْدَ اجْتِمَاعِ الْاِخْوَانِ فِیْ مَعْدِ الزَّمَانِ لِلطَّعَامِ وَالْكَلَامِ وَكَذَا عِنْدَ قُدُوْمِ بَعْضِ الْاَصْحَابِ مِنَ السَّفَرِ فَهُوَ مَا ثُوْرٌ عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ بَلْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ پس اس عبارت سے ثابت ہوا کہ بوقت شادی و عید و حفظ قرآن مجید۔ پیدائش لڑکا و عروس و بوقت اجتماع برادران و قدوم مسافران و برائے فرحت قلب غرض دینی کے دف و طبلہ و غنا درست ہے۔ اور جو غنا وغیرہ شرع شریف نے حرام لکھا ہے وہ غنا ہے جس میں غرض زینت و خواہش و شہوت پرستی و تبذیر حال وغیرہ امور جو شرعاً ممنوع ہوں بلا شک حرام اس میں تو کسی فرد بشر کو کلام نہیں اور ایسے سرود کی حلت کا قائل کافر ہے۔ اور جو اہل اصفیاء چشتیہ خاندان میں غنا برائے رقت قلب و امور نیک کے لئے کیا جاتا ہے وہ جائز ہے۔ اور اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے اور خاندان عالیہ چشتیہ کو بسبب سماع غنا جائز کے کافر کہتا ہے وہ

خود کافر ہے۔ اور اسکے پیچھے نماز ناجائز و نادرست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب: وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہ

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سہروردی عفی عنہ از خلفائے حضرت سلطان باہو رحمت اللہ علیہ :۔

سوال :۔ طبلہ کس چیز کا نام ہے اور کس طرح پر ہوتا ہے۔

جواب :۔ منتخب میں باین طور لکھا ہے کہ طبل نقارہ بنوازند و انرا یکطرف پوست میبا شد وگاہے دو طرف نیز میگیرند و اطبال و طبول جمع ہے۔ اور کریم اللغات میں ہے کہ طبل عربی ڈھول ہندی اور صراح میں ہے۔ طبل دہل فقط واللہ اعلم :۔

سوال :۔ علم حدیث کی کتنی قسمیں ہیں۔

جواب :۔ دو قسم پر ہے۔ علم روایت الحدیث و علم درایۃ الحدیث۔ رویۃ الحدیث وہ علم ہے کہ جس سے راویوں کی بحث کی جاتی ہے۔ یعنی راویوں کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ مثل ضبط و عدل و حفظ راوی وغیرہ وغیرہ اور درایۃ الحدیث وہ علم ہے۔ کہ اس میں احادیث کے معانی پر بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً کہ اس حدیث سے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا مراد ہے۔ اور اس حدیث کا دوسری حدیث سے تعارض ہے یا نہیں۔ اور اسکا کوئی ناسخ ہے یا نہیں۔ اور حدیث آنحضور کی رسالت کے منافی ہے یا نہیں۔ اور اس حدیث کا موقت ہے یا نہیں فقط باقی انشاء اللہ اقسام حدیث[1] کی پوری پوری بحث جلد ہفتم میں کی جائے گی۔

بقلم خود خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ اب اس ملک میں پڑھا جاوے یا نہ اگر پڑھا جاوے تو فرض کر کے ادا کیا جاوے یا مطلق نیت سے۔ اور جمعہ کے بعد احتیاطاً ظہر کو جماعت سے ادا کیا جاوے یا علیحدہ علیحدہ اور اس کی نیت کس طرح پر ہے۔ بینوا و توجروا :۔

السائل خادم العلماء محمد رفیق از کوٹ مومن ضلع سرگودھا

جواب :۔ نماز جمعہ صحیح ہونے کے لئے علمائے دین شرع متین نے بارہ شرطیں مقرر فرمائی ہیں۔ وھو ہذا:
حُرٌّ صَحِیْحٌ بِالْبُلُوْغِ مُذَکَّرٌ مُقِیْمٌ وَذُوْ عَقْلٍ لِشَرْطِ وُجُوْبِھَا مِصْرٌ وَسُلْطَانٌ وَوَقْتٌ وَخُطْبَۃٌ

[1] :۔ مفصل ذکر جلد نہم و دہم میں ملاحظہ کریں۔

وَاِذَنَّ اَجْمَعُ لِشَرْطِ اَدَائِهَا ۔ نقل از ردالمحتار یعنی جبکہ اسکے وجوب کی اور پھر اسکے ادا کی اور جب تک یہ چھ شرطیں ادا نہ کی ہوں جمعہ کی نماز ادا نہ ہوگی۔ ظہر پڑھنی پڑے گی۔ اور وہ شرطیں یہ ہیں۔ شہر اور سلطان نائب سلطان اور وقت ظہر اور خطبہ اور اذن عام اور جماعت اور کتاب مراقی الفلاح صفحہ ۲۹۶ مصری میں لکھا ہے۔ اَلْمِصْرُ كُلُّ مَوْضِعٍ لَهٗ اَمِيْرٌ اَوْ قَاضٍ يُنَفِّذُ الْاَحْكَامَ وَيُقِيْمُ الْحُدُوْدَ الخ فَهٰذَا فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ قَالَهٗ قَاضِيْخَانْ وَعَلَيْهِ الْاِعْتِمَادُ الخ مصر وہ جگہ ہے کہ واسطے اسکے ہو امیر یا قاضی۔ جاری کرتا ہو احکام اور قائم کرتا ہو حدود کو یہ ظاہر اور کہا قاضی خاں نے کہ اسی پر اعتماد ہے۔ اور غایۃ البیان میں ہے کہ وَبِهٖ اَخَذَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَهُوَ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ كَمَا فِي الْهِدَايَةِ وَاخْتَارَهُ الْكَرْخِيُّ وَالْقُدُوْرِيُّ وَفِي الْعِنَايَةِ مِنْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَعَلَيْهِ اَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ۔ اور مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ قاضی شرعی وہ ہوتا ہے کہ جس کو تنفیذ احکام پر قدرت بالفعل ہو اور علامہ صاحب شامی نے صفحہ ۸۲۵ مصری میں لکھا ہے۔ اَلْمُرَادُ مِنَ الْاَمِيْرِ مَنْ يَحْرُسُ النَّاسَ وَيَمْنَعُ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُقَوِّي اَحْكَامَ الشَّرْعِ كَذَا فِي الرَّقَائِقِ ۔ کہ مراد امیر سے وہ شخص ہے کہ نگہبانی کرے آدمیوں کی اور منع کرے مفسدوں کو اور قوت دیوے احکام شرع کو۔ اور علامہ طحطاوی شرح مراقی الفلاح صفحہ ۲۹۶ پر بایں طور فیصلہ کر دیا ہے اِنَّ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ مِصْرَانِ تُقَامُ بِهِمَا الْجُمُعَةُ مِنْ زَمَانِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِنَا فَكُلُّ مَوْضِعٍ كَانَ مِثْلَ اَحَدِهِمَا فَهُوَ مِصْرٌ وَكُلُّ تَعْرِيْفٍ لَا يَصْدُقُ عَلٰى اَحَدِهِمَا فَهُوَ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ حَتّٰى قَوْلِهِمْ مَا لَا يَسَعُ اَهْلَهٗ اَكْبَرُ مَسَاجِدِهٖ الخ یعنی تحقیق مکہ اور مدینہ دونوں مصر ہیں۔ قائم کیا جاتا ہے بیچ ان دونوں کے جمعہ۔ آنحضورؐ کے زمانہ سے آج تک۔ پس جو موضع ان کی مثل ہو وہ مصر ہے۔ پس جو تعریف صادق نہ آوے ان دونوں پر معتبر نہیں ہے۔ جیسا کہ متاخرین نے لکھا ہے کہ نہ سماویں لوگ اسکی بڑی مسجد میں۔ پس ان تمام دلائل متقدمین سے ثابت ہوا کہ بدوں ان شرائط کے جمعہ ہرگز ادا نہیں ہوتا۔ لیکن علماء متاخرین نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ جمعہ ولاۃ کفار میں جائز ہے۔ چنانچہ کتاب ردالمحتار کتاب القضاء جلد چہارم میں مذکور ہے۔ وَاَمَّا بِلَادٌ عَلَيْهَا وُلَاةٌ كُفَّارٌ فَيَجُوْزُ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِقَامَةُ الْجُمَعِ وَالْاَعْيَادِ وَيَصِيْرُ الْقَاضِيْ قَاضِيًا بِتَرَاضِي الْمُسْلِمِيْنَ فَيَجِبُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَلْتَمِسُوْا وَالِيًا مُسْلِمًا مِنْهُمْ الخ یعنی وہ شہر جن پر کفار حکام ہیں مسلمانوں کے لیے جمعہ و عیدین وہاں پر قائم کرنا جائز ہے۔ اور قاضی رضامندی مسلمانوں سے ہوگا۔ پس واجب ہے مسلمانوں پر کہ حاکم مسلمان پر کہ حاکم مسلمان کی درخواست کریں تاکہ وہ قاضی انکے باہمی فیصلہ کرے گا اور نمازیں پڑھاوے گا اور کتاب الجمعہ ردالمحتار میں بایں طور مذکور ہے۔ اَلْبِلَادُ الَّتِيْ فِيْ اَيْدِي الْكُفَّارِ بِلَادُ الْاِسْلَامِ لَا بِلَادُ الْحَرْبِ

لِاَنَّهُمْ لَمْ يُظْهِرُوْا فِيْهَا حُكْمَ الْكُفْرِ بَلِ الْقُضَاةُ مُسْلِمُوْنَ يُطِيْعُوْنَ هُمْ عَنْ ضَرُوْرَةٍ اَوْ بِدُوْنِهَا كُلُّ مِصْرٍ فِيْهِ وَالٍ مِنْ جِهَتِهِمْ يَجُوْزُ لَهٗ اِقَامَةُ الْجُمَعِ وَالْاَعْيَادِ ۱ھ۔

یعنی جو کفار کے قبضہ میں ہیں بلاد اسلام ہیں نہ دارالحرب۔ کیونکہ انہوں نے احکام کفر کے جاری نہیں کئے بلکہ ان میں قاضی و والی مسلمان ہیں۔ اور ان کی اطاعت مجبوراً یا بلا مجبور کرتے ہیں۔ اور جس شہر میں ان کی طرف سے حاکم مسلمان ہو تو اسکو جمعہ اور عیدین اور قاضیوں کو مقرر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ان پر مسلمانوں کی حکومت ہے الخ پس ان دلائل متاخرین سے بھی ثابت ہوا کہ جمعہ ملک کفار میں جائز ہے بشرطیکہ اس ملک والوں کو اختیار تنفیذ احکام کا پورے پورے طور پر دیا گیا ہو ورنہ نہیں اور اس ملک ہندوستان میں تنفیذ احکام و حدود شرعیہ کا تو در کنار ہم لوگ تو احکام شرعیہ سنانے سے بھی نہایت مجبور رہیں اور حاصل امر یہ ہے کہ جہاں کہیں شہروں اور قصبوں میں لوگ جمعہ پڑھنے کے عادی ہو چکے ہیں تو بیشک جمعہ کو مطلق نیت یا بہ نیت فرض پڑھ لیا کریں۔ کیونکہ یہ شعار اسلامی عظیم ہے اور اسکے ادا کرنے میں کئی فوائد ہیں۔ اور اب اس ملک میں بوجہ مفقود شرائط جمعہ کے نہ پڑھنے میں بھی نزدیک علمائے متقدمین و متاخرین کے کچھ حرج نہیں فقط۔

سوال نمبر۲ کا جواب: جس شہر یا قصبہ میں جمعہ پڑھا جاتا ہو وہاں احتیاط الظہر[1] کو باجماعت ادا کرنا چاہیئے کیونکہ جمعہ کو نیت فرض یا مطلق نیت سے ادا کیا گیا ہے۔ نہ نیت نفل چنانچہ صغیری میں ہے وَيُكْرَهُ لِلْمَعْذُوْرِيْنَ وَالْمَسْجُوْنِيْنَ اَدَاءُ الظُّهْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَوَآءٌ كَانَ قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنَ الْجُمُعَةِ اَوْ بَعْدَهٗ یعنی معذورین اور قیدیوں کے واسطے بروز جمعہ یا پیچھے نماز جمعہ کے ظہر کو ادا کرنا مکروہ ہے اور احتیاط الظہر کو بایں طور ادا کرے کہ چار رکعت فرض جو ذمہ میرے ہے چنانچہ مسطور ہے اَنْ يُّصَلِّيَ اَرْبَعًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ يَنْوِيْ بِهَا اٰخِرَ فَرْضٍ اَدْرَكْتُ وَقْتَهٗ وَلَمْ اُؤَدِّهٖ بَعْدُ الخ نقل از فتح القدیر۔ اور صاحب کبیری نے لکھا ہے يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلِّيَ

[1] :۔ اور جو آجکل اخبار سیاست مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں سید جماعت علی شاہ صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ اسکی بیعت حرام کیونکہ وہ جمعہ کو فرض نہیں سمجھتا اور احتیاط الظہر کو بعد جمعہ کے پڑھتا ہے الخ سوچا یا لکھا جاتا ہے کہ یہ ان کا فتوٰی دینا اور لکھنا جہالت پر مبنی ہے۔ تمام فقہا متقدمین و متاخرین نے جمعہ کے لئے شرائط مقرر کئے اور لکھا ہے کہ جمعہ بدوں فرائض شرط نہیں اور جہاں کہیں شرائط جمعہ میں شک پڑ جائے تو ظہر کو احتیاطاً ادا کرے۔ چنانچہ ذیل میں مذکور ہے پس معلوم ہوا تو انکے نزدیک تو عام فقہا مسلمان نہ ٹھہرے۔ نعوذ باللہ من شر العلماء المتعصبین۔ غرضیکہ جو فتوٰی قابل اعتبار عمل کے نہیں ہے کیونکہ اسکی بنا فساد و عناد و حسد پر ہے اسلئے مجیب سب کے سب وہابی دیوبندی و نجدی ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ سید مذکور خلافت کے بڑے حامی اور شریعت کے بڑے پابند ہیں اللہ تعالیٰ انکو ہمیشہ مذہب حقہ پر استقامت عطا فرمائے
خادم شریعت نظام الدین عفا اللہ عنہ

اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ وَیَنْوِیْ بِہٖ الظُّہْرَ اور غایۃ البیان وبنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ فَثَبَتَ اَنَّ اَدَاءَ الْاَرْبَعِ فِیْ مَوْضِعٍ وَقَعَ الشَّکُّ فِیْ صِحَّتِہٖ الْجُمُعَۃِ مَرْوِیٌّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَوَاہُ الْحَسَنُ بْنُ زِیَادٍ تِلْمِیْذُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَخْتَارَہٗ۔ اور صاحب وافی ومواہب نے لکھا ہے یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلِّیَ بَعْدَھَا اٰخِرَ ظُہْرٍ اَدْرَکْتُ وَقْتَہٗ وَلَمْ اُصَلِّہٖ بَعْدُ اور علاوہ ان دلائل کے کتب معتبرہ جو ذیل میں مختصر طور پر بحوالہ درج ہیں ان کو مطالعہ کریں۔ محیط۔ کافی۔ فتح القدیر۔ فتاوے عالمگیر۔ ظہیریہ۔ کبیری۔ صغیری۔ قنیہ۔ بحر الرائق۔ نہر الفائق۔ شرح باقانی۔ میزان شعرانی۔ رد المختار۔ شرح سفر السعادت۔ عینی شرح ہدایہ۔ تفسیر احمدی۔ بنایہ شرح ہدایہ۔ مقامات امام ربانی صفحہ ۱۲۰۔ فتاوے عزیزی وحاشیہ چلپی۔ شرح وقایہ۔ فتاوے نیرہ۔ فتاوے جامع الفوائد۔ فتاویٰ نادر الجواہر امینیہ۔ فتویٰ عبدالحی۔ فتاویٰ رحمانیہ۔ مجمع الانہار۔ تکملہ ابو المکارم۔ تاتارخانیہ۔ فتاوے ابراہیم شاہی۔ جامع الفتاویٰ فتاوے عتابیہ۔ خزانۃ العلوم۔ فتاوے محمدیہ۔ خزانۃ المفتین۔ فتاوے صیرو جواہر الفتاوے۔ بدر السعادت۔ فتاویٰ صابریہ۔ مجالس الابرار۔ فتاوے غرائب وغیرہ وغیرہ۔ سبحان اللہ عجیب کہ احتیاط الظہر کا فتاوے جمہور علماء وفقہاء و اکثر مشائخ عظام نے بوجہ مفقود ہو جانے شرائط جمعہ واشتباہ شرائط مصر کے دیدیا ہے۔ تو پھر منکرین کے بے اصل بات کو کون صاحب عقل سلیم مان سکتا ہے۔ اور ناظرین انصاف فرماویں کہ صاحب کافی وہ شخص ہے کہ جسکو ساٹھ ہزار احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوک زبان یاد تھیں اور چوتھی صدی کے ابتداء میں یہ کتاب لکھی تھی۔ اور امام حاکم نیشاپوری کے استاد تھے۔ باقی ذکر جلد اول میں مذکور ہے:۔

ناظرین جو رسالہ مولوی حیدر اللہ درانی پنشنر جلالپوری نے دربارۂ شرائط جمعہ واحتیاط الظہر کے لکھا ہے اس کا جواب جلد ہفتم میں انشاء اللہ لکھا جائے گا۔ اور یہ بھی واضح کیا جائے گا کہ یہ شخص کسی مذہب کا پابند نہیں۔ اور اس کی رفتار صلوٰۃ الجمعہ میں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ پر مبنی ہے۔

سوال:۔ فرقہ غیر مقلدین جو احادیث فاتحہ خلف الامام کے جواز پر پیش کرتے ہیں وہ ضعیف ہیں یا صحیح۔

---

[۱]:۔ فتاوے قاضیخاں جلد اول صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے کہ ایک جماعت تبع تابعین رضوان اللہ علیہم کی بوجہ سلطان جائر ہونے کے جمعہ کو ترک کر دیا کرتے تھے اور بعض اپنے گھروں میں نماز کرکے پھر جمعہ کو پڑھ لیتے اور ظہر کو خفیۃً ادا کر لیتے ہیں اور خادم شریعت کہتا ہے کہ افسوس ان پر ہے کہ جو لوگ اس زمانہ میں جمعہ پڑھ لیں جسکے ادا کی شرائط میں ہزار ہا اختلاف ہیں۔ اور نماز ظہر جو مستقل اور یقیناً فرض ہے اسکو ترک کر دیں۔ پھر اپنے منہ سے حنفی کہلاتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۱۲ خادم شریعت عفا عنہ:۔

جواب :۔ اسکا مفصل ذکر جلد اوّل وسوم میں گذر چکا ہے۔ لیکن یہاں پر جوان کی بڑی دلیل حدیث عبادہ بن صامت والی بایں طور مشکوٰۃ ابوداؤد وترمذی ونسائی میں ہے کہ آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ شاید تم پڑھتے ہو پیچھے امام اپنے کے کہا صحابہ نے ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو فرمایا کہ نہ پڑھا کرو کچھ مگر فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ سوا اسکے نماز درست نہیں ہوتی۔ تو اسکا جواب کئی وجہ پر دیا جاتا ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث کا دارومدار مکحول پر اور وہ مدلس ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا سماع محمود بن ربیع سے کسی طرق میں ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا تدلیس کے اس سے رفع نہ ہوئی۔ دیکھو میزان الاعتدال وتذکرۃ الحفاظ اور دوسرا محمد بن اسحٰق بھی مدلس ہے اگرچہ مکحول سے اپنی سماعت بیان بیان کی ہے۔ مگر شیخ الشیخ سے تدلیس دفع نہ کی۔ اور اس حدیث مکحول کے چھ شاگرد اسکے بیان کرنے والے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر وسعید بن عبدالعزیز وعبداللہ بن العلاء ان تینوں کو ابوداؤد نے ذکر کیا ہے۔ اور محمد بن ولید زبیدی کو دارقطنی نے بیان کیا ہے۔

اور چار شاگرد مکحول کے بلا واسطہ یوں بھی روایت کرتے ہیں۔ مکحول عن عبادہ حالانکہ عبادہ بن صامت سے مکحول کی نہ روایت ثابت ہے نہ سماعت۔ اور پانچواں شاگرد اسکا زین بن واقد جو شام کے ملک کا امام ہے۔ وہ یوں روایت کرتا ہے۔ مکحول عن نافع بن محمود عن عبادہ۔ دیکھو ابوداؤد۔ نسائی۔ دارقطنی وغیرہ اور اس میں نافع راوی مستور الحال ومجہول موجود ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مجروح وضعیف ثابت ہوئی دیکھو تقریب :۔

اور چھٹا شاگرد اسکا محمد بن اسحاق ہے البتہ اس نے شیخ محمود بن ربیع سے مکحول کو بیان کرکے حدیث بایں طور بیان کردی ہے۔ عن مکحول عن محمود بن ربیع عن عبادۃ، لیکن اس نے بھی پانچ راویوں کی مخالفت کردی ہے۔ کیونکہ دوسرے تو مکحول عن عبادہ یا مکحول عن نافع بن محمود عن عبادہ کرکے بیان کرتے ہیں۔ اب غیر مقلدین فرمادیں کہ روایت کسطرح پر صحیح ہے۔ اور علاوہ اسکے یحییٰ بن قطان جسکو تمام محدثین نے مانا ہے اور کہا ہے کہ جسکو یحییٰ بن قطان چھوڑدیں گے ہم بھی اسکو چھوڑدیں گے۔ اور یحییٰ بن قطان نے محمد اسحٰق کی طرف لکھا ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ كَذَّابٌ اور میزان الاعتدال اور مالک نے اسکو دجال کہا ہے۔ اور سلیمان تیمی نے کذاب اور علامہ بدرالدین عینی نے اسکو مدلس لکھا ہے اور امام نووی نے لکھا ہے لَيْسَ فِيْهِ اِلَّا التَّدْلِيْسُ دیکھو بناء جلد اول صفحہ ۱۱۷ اور اسی صفحہ میں لکھتا ہے۔ کہ جب مدلس عن سے روایت کرے۔ تو وہ روایت قابل تسلیم نہیں ہوا کرتی۔ وہو ہذا قُلْنَا لِلْمُدَلِّسِ اِذَا قَالَ عَنْ فُلَانٍ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيْثِهٖ عِنْدَ جَمِيْعِ الْمُحَدِّثِيْنَ مَعَ اَنَّهٗ قَدْ كَذَّبَهٗ مَالِكٌ وَضَعَّفَهٗ اَحْمَدُ وَقَالَ لَا يَصِحُّ الْحَدِيْثُ عَنْهُ الخ یعنی ہم کہتے ہیں کہ جب مدلس عن فلاں کہے تو حدیث اسکی حجت نہ ہوگی۔ نزدیک تمام محدثین کے اور امام

مالک نے محمد بن اسحٰق کو کذاب کہا ہے۔ اور امام احمد نے ضعیف کہا۔ اس سے حدیث بیان کرنا صحیح نہیں۔ اور کہا ابو زرعہ نے کہ اسکا اعتبار کسی شے میں نہیں کیا جا سکتا۔ اور دوسری حدیث جو فرقہ وہابیہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ پیش کرتا ہے اسکا جواب بھی سن لیجئے۔ اول تو بحث فاتحہ خلف الامام پہ ہے نہ مطلق قرأت فاتحہ پر۔ اور اس میں فاتحہ خلف الامام کا ذکر بھی نہیں۔ اور اگر فاتحہ خلف الامام اس سے ثابت ہے۔ تو سورہ کا ضم کرنا بھی مقتدی پر واجب ہوگا۔ چنانچہ مذکور ہے نَقَدْ اَخْرَجَ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ مِنْ طَرِیْقِ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّھْرِیْ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ عَنْ عُبَادَۃَ مَرْفُوْعًا لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ فَصَاعِدًا ۔ اور ابوداؤد میں ہے قَالَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ حَدِیْثُ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اِذَا کَانَ وَحْدَہٗ ۔ اور صاحب ترمذی نے بھی اس حدیث کو اکیلے پر محمول کیا ہے۔ اور اسی معنی پر قیاس حدیث خِدَاجٌ خِدَاجٌ کا بھی کریں۔ اور فرقہ غیر مقلدین کو ہم یہاں پر صرف ایک حدیث اپنے دعوے کی تحریر کرکے دکھا دیتے ہیں۔ وہو ہذا۔ مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ وَرَآءَ الْاِمَامِ۔ روایت کیا اس حدیث کو وہب بن کیسان نے حضرت جابر بن عبداللہ سے رضی اللہ تعالے عنہما۔ یعنی جابر بن عبداللہ نے کہا کہ جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد کے پڑھے تو نماز نہ ہوگی۔ مگر جب امام کے پیچھے ہو تو نماز بغیر الحمد کے صحیح ہوگی۔ نقل از ترمذی و موطا امام محمد۔ اور صاحب ترمذی نے اسکو صحیح لکھا ہے۔ دیکھو ترمذی جلد اول مطبع احمدی صفحہ ۴۲ اور باقی ذکر اسکا جلد سوم میں دیکھو۔ فقط۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی اللہ عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کہیں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ انگشت سبابہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہوکر دائیں بائیں ہونے کا بھی ثبوت ہے؟ بحوالہ جواب دیا جاوے گا۔

السائل خادم العلماء غلام رسول مہتمم تاجر کتب بہاولپور

جواب: کتاب غنیۃ الطالبین مترجم صفحہ ۴۸۲ مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور میں ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ رتبیں عطا کی ہیں۔ اَلْاَوَّلُ لَیْلَۃُ الْمُعْجِزَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَھِیَ اِنْشِقَاقُ الْقَمَرِ قَوْلُہٗ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَکَانَ انْفِلَاقُ الْبَحْرِ لِمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بِضَرْبِ الْعَصَآءِ وَالْاِنْشِقَاقِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِشَارَۃِ اِصْبَعِ الْمُصْطَفٰی فَھُوَ اَعْظَمُ فِی الْمُعْجِزَاتِ وَالْاِعْجَازِ وَالْقُدْرَۃِ یعنی پہلے معجزہ قدرت کی رات جس میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ جیسے فرمایا اللہ تعالے

قیامت نزدیک آپہنچی اور چاند پھٹ گیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا پھٹ گیا تھا ہاتھ کی لکڑی مارنے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند پھٹ گیا ایک انگلی کے اشارے سے پس یہ بڑا معجزہ معجزوں میں سے ہے۔ اور علاوہ اس کے حدیثوں میں بھی اسکا ذکر ہے۔ کسی آئندہ جلد میں لکھا جائے گا۔

سوال:۔ چکڑالوی لوگ کہتے ہیں کہ علم حدیث کی قرآن کے ہوتے کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے ہر ایک چیز کو واضح طور سے بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ شاہد ہے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔

جواب:۔ قرآن مجید کے ہوتے ہوئے حدیث شریف کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ حدیث قول اور فعل آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے۔ اور ان کی اتباع کی خاطر خود قرآن مجید شاہد ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الخ

یعنی بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمدہ نمونہ ہیں۔ پس ان کے چال چلن اختیار کرو اور أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ بھی اس کی تاکید پر ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مبلغ نہ تھے۔ بلکہ مفسر و مبین بھی تھے۔ چنانچہ اس آیت میں ہے أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ الخ پ۱۴ (یعنی ہم نے اتارا تیری طرف اے حبیب، یہ قرآن مجید تاکہ تو اسکو لوگوں کے سامنے واضح کر کے سنا دے اور قرآن مجید کے احکام کچھ مجمل ہیں اور کچھ مفصل ہیں۔ اور جو مجمل ہیں ان کی تفصیل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمادی ہے۔ اور یہ حصہ تعلق اعمال سے رکھتا ہے۔ اور جو احکام مفصل ہیں وہ مسائل ہیں توحید باری تعالیٰ و مسائل رسالت۔ حشر و نشر۔ سزا و جزا۔ اور علاوہ ان دلائل کے قرآن مجید اس بات پر شاہد ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھی تین طرح آتا تھا۔ وحی خفی جو کہ بطور الہام کے آپ کی ذات کے دل مبارک پر القا ہوتا تھا۔ دوم وحی الٰہی جو کہ پردہ کے پیچھے سے سنائی دیا جاتا تھا۔ اور تیسرا بواسطہ جبرائیل علیہ السلام جو کہ بصورت بشر ہو کر آتا تھا۔ وھو ہذا: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۔ یعنی کسی بشر کو طاقت نہیں کہ بات کرے اس سے اللہ تعالیٰ مگر وحیاً سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجتا ہے فرشتہ پیغام لانے والا۔ پس اس کے دل میں ڈال دیتا ہے حکم اسکے سے جو کچھ چاہتا ہے۔ بیشک اللہ بلند مرتبہ اور حکمت والا ہے۔ الخ: پس اس آیت سے چکڑالوی کا یہ دعویٰ بھی باطل ہوا جو کہتا ہے کہ آپ کی ذات کو بجز قرآن مجید کے اور کوئی وحی نہیں کیا گیا۔ حالانکہ آپ ہمکلام تین ذریعہ سے ہوتے تھے۔ اور دو ذریعہ سے بھی کلام الٰہی اخذ کرتے تھے۔ اور جو چکڑالوی نے کہا ہے کہ ہر ایک مسئلہ

قرآن مجید میں مفصل موجود ہے۔ حدیث کی ضرورت نہیں۔ ناظرین سنیئے اب ان سے ان سوالوں کے جوابات قرآن مجید سے طلب کریں:۔

سوال:۔ (۱) گدھے کی حرمت۔ بلی کتے کی حرمت (۲) پھوپھی اور خالہ کو ایک وقت میں نکاح کرنے کی حرمت (۳) زکوٰۃ کے مال کی تقسیم (۴) نماز حج (۵) احرام باندھنے کا طریقہ (۶) نماز پنجگانہ کی رکعت اور تفصیل اور ان کے ذکر و اذکار۔ اگر مذکورہ سوالات قرآن مجید سے ثابت کریں تو پچاس روپیہ مفت میں انعام پائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ باقی ذکر متعلقہ فرقہ چکڑالویہ جلد ہفتم میں بیان کیا جاوے گا:۔

بحث میرزائی

جلد سوم سلطان الفقر میں ایک میرزائی کے ۱۳ سوالوں کے جوابات کی نسبت جن میں سے صرف دو سوالوں کا جواب جلد مذکورہ میں دیا گیا ہے۔ باقی جوابات دینے کا وعدہ تھا اب ان کا جواب مفصل ذیل ہے:۔

سوال ۳:۔ مسیح کی ولادت یعنی پیدائش خرق عادت سے ہوئی اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش خرق عادت سے نہیں ہوئی افضل کون ہے۔

جواب:۔ اس کا فیصلہ تو قرآن مجید نے کر دیا ہے۔ کہ اگر مسیح اس واسطے افضل ہے کہ بغیر باپ پیدا ہوا تو آدم سب سے افضل ہے کہ بغیر باپ اور ماں دونوں کے پیدا ہوا۔ پس اس میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیح کی ولادت کو فضیلت ہرگز نہیں کیونکہ کسی نص شرعی سے ثابت نہیں کہ جو شخص بغیر باپ خرق عادت سے پیدا ہو وہ خاتم النبیین سے افضل ہے۔ اگر کوئی سند شرعی ہے تو دکھاؤ:۔

سوال ۴:۔ مسیح کا جسم عنصری سے آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھایا جانا ثابت نہیں پس افضل کون ہے؟

جواب:۔ جس قرآن مجید سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسد عنصری آسمانوں کی سیر کرنا ثابت ہے بلکہ عرش بریں سے بھی گذرنا ثابت ہے۔ دیکھو بخاری باب معراج النبی۔ پھر اسی قرآن مجید سے حضرت ادریس کا آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ پس مسیح کی فضیلت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہرگز نہیں۔ کیونکہ جو صرف دوسرے آسمان تک جاوے وہ عرش عظیم سے بھی گذرنے والے سے افضل نہیں ہو سکتا۔

سوال ۵: مسیح کا بغیر خورد و نوش آسمان پر رہنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نہ ہونا۔ پس افضل کون ہوئے۔

جواب: مسیح کا بغیر خورد و نوش قیاس کرنا غلط ہے۔ کون آسمان پر گیا اور کس نے مسیح کو بغیر خورد و نوش کے دیکھا۔ خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ یعنی تمہاری روزی جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان پر ہے۔ آپکو کس طرح معلوم ہے کہ آسمان پر رزق نہیں۔ جبکہ علوم ہیئت اور فلاسفہ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آسمان پر بھی آبادیاں ہیں۔ تو پھر مسیح کیونکر بغیر رزق کے رہ سکتا ہے۔ جبکہ دوسری کروڑوں مخلوق کو آسمان پر خدا رزق دیتا ہے۔ اور تعجب ہے کہ آپ نے جسکو رزق ملتے یا نہ ملتے دیکھا نہیں اور نہ قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت کر سکتے ہو کہ مسیح کو آسمان پر رزق نہیں ملتا۔ رسول اللہ پر فضیلت دیتے ہو حالانکہ جس کو کھانا ملے وہ افضل ہے اوس سے جو بھوکا مرتا ہو۔

سوال ۶: مسیح نے مُردے زندہ کئے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مُردہ زندہ نہیں کیا پس افضل کون ہوئے؟

جواب: مسیح نے مُردے جو زندہ کئے دعا سے کئے۔ اصل مردہ زندہ کرنے والا خدا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے بِإِذْنِي یعنی اللہ کے حکم سے مسیح معجزہ نمایاں کرتا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اکثر اولیاء اللہ نے مُردے زندہ کئے۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت رابعہ بصری ایک دفعہ حج کو جا رہی تھی کہ ایک منزل پر انکا گدھا جس پر ان کا اسباب تھا مر گیا۔ آپ نے سجدہ میں دعا کی اور گدھا زندہ ہوگیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک چیونٹی مرگئی اور آپ کو افسوس ہوا۔ اور اسکی طرف توجہ کی اور دعا کی تو وہ زندہ ہوگئی۔ حضرت پیران پیر سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مُردے زندہ کئے اور تمہارے جیسے معترض کے کہنے سے تاکہ مسیح افضل نہ سمجھا جاوے۔ پس آپ غور کریں کہ کس کو فضیلت ہے۔ وہ جو خود دعا کر کے مُردے زندہ کرے یا وہ جسکا غلام امتی دعا کر کے مُردے زندہ کرے۔

سوال ۷: مسیح نے اندھوں کو بینا کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اندھا بینا نہیں کیا۔ افضل کون ہوئے۔

جواب: ایک نبی کا معجزہ اگر دوسرے میں نہیں پایا جاتا اور دوسرے نبی کا معجزہ اگر تیسرے میں نہیں پایا جاتا تو اس میں ایک نبی کی دوسرے نبی پر فضیلت نہیں۔ اگر مسیح نے مردے زندہ کئے یا مریضوں کو اچھا کیا تو مسیح کو رسول اللہ پر فضیلت نہیں۔ کیونکہ جو معجزات حضور علیہ السلام سے ظہور میں آئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظہور میں نہیں آئے۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکر لے

لشکر کفار کو شکست دی اور حضرت مسیح بقول مرزا صاحب اور عیسائیوں کے یہود پر کوئی اعجاز نمائی نہ کر سکے۔ اور کفار سے مغلوب ہو کر صلیب دیئے گئے اور ذلت کی موت دنیا میں مشہور ہوئی۔ زخموں سے خون جاری ہوا۔ اور صلیب کے عذاب اس قدر ہوئے کہ غشی کی حالت میں مردہ تصور ہو کر اتارے گئے اور دفن کئے گئے پس غور کرو افضل کون ہوئے ؟

سوال ۸ :- مسیح لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ تم نے فلاں چیز کھائی ہے۔ اور اس قدر گھروں میں رکھتے ہو مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتایا۔ تو بتاؤ افضل کون ہوئے ؟

جواب :- یہ معجزات حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اسواسطے مسلمان مانتے ہیں اور حق سمجھتے ہیں۔ کسی کی فضیلت اور ہتک کلام الٰہی میں نکالنا جائز نہیں۔ اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں مقابلہ کسی نبی کا دوسرے نبی سے نہیں ہو سکتا بلکہ ایک شخص کا دوسرے شخص سے بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی مرزا صاحب کو کہتا کہ مولوی محمد حسین صاحب کو چار مربعہ زمین سرکار سے عطا ہوئی۔ اور آپ کو ایک چپہ زمین عطا نہیں ہوئی۔ مولوی محمد حسین صاحب آپ سے افضل ہیں۔ یا کوئی دوسرا شخص مرزا صاحب کو کہتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو مولوی فاضل کا امتحان پاس کئے ہوئے ہیں اور آپ کسی یونیورسٹی کے سند یافتہ نہیں۔ آپ سے مولوی ثناء اللہ افضل ہے۔ اب جو جواب مرزا صاحب کے مریدوں کا ہے وہی جواب امت محمدی کا ہے۔

دوم :- جو جو صفات و معجزات حضرت مسیح علیہ السلام کے تھے اس سے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے صرف دو چار ذیل میں لکھے جاتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑھ کر مرتبہ دیا گیا ہے۔ مگر آنکھوں والا دیکھ سکتا ہے۔

۱ :- کسی نبی کو خاتم النبیین کی فضیلت نہیں دی گئی۔

۲ :- کسی نبی کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو قیامت تک جاری رہے۔ یعنی قرآن مجید۔

۳ :- کسی نبی کو ایسی کامیابی نہیں ہوئی کہ اپنے جیتے جی بادشاہ عرب ہوئے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔

۴ :- آپ کو اسقدر فتوحات حاصل ہوئے کہ کسی نبی کو ایسے فتوحات حاصل نہ ہوئے۔

۵ :- آپ ایسے جامع الکلم تھے کہ کوئی نبی نہ تھا۔

۶ :- آپ نے شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ کسی نبی نے نہ دکھایا تھا۔

۷ :- حضور علیہ السلام کو خدائے تعالٰے نے شب معراج میں اس مقام عالی تک سیر کرائی کہ کسی نبی کو نہ کرائی تھی۔

افسوس آپ کھانے کی چیز بتانے کو فضیلت قرار دیتے ہیں اور ایسے عالی امور کی طرف نہیں دیکھتے۔ اب بتاؤ افضل کون ہوئے؟ جسکا معجزہ قیامت تک باقی ہے یا وہ جسکے معجزات کا قیام اسکی زندگی تک تھا۔ بعد میں کچھ نہیں آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دفعہ کھانے میں زہر دیا گیا اور آپ نے بتادی اور ہزاروں غیب کی خبریں دیں اور معجزات دکھائے۔ دیکھو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب اسی فن میں لکھی ہے۔ حضور کے معجزات جو حدیثوں سے ثابت ہیں اس کتاب میں لکھے ہیں جس کا نام آداب واخلاق رسول اللہ ہے۔ (دیکھو صفحہ ۲۹ سے ۳۲ تک)

سوال ۹: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے اَسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ اور وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى اور مسیح علیہ السلام کو فرمایا وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا۔

جواب: حضرت مسیح علیہ السلام کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فرمانے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہودی حضرت مسیح علیہ السلام کو حقیر جانتے تھے اور کہتے تھے کہ چونکہ اسکی پیدائش ناجائز طور پر ہے اور اسکی موت بھی بقول یہود صلیب پر ہوئی۔ اور ملعون موت مرا اسواسطے قرآن مجید میں خدا نے حضرت مسیح علیہ السلام کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فرمایا تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بریت ہو کہ آپ (معاذاللہ) ملعون موت نہیں مرے بعد نزول وجاہت ثابت کر کے فوت ہوگا۔ اس میں ایک قسم کی پیشگوئی کہ دنیا اور آخرت میں وہ وجیہ ہیں۔ آخرت میں وجیہ بعد نزول ثابت ہونگے۔ چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ملک اور قوم میں پہلے ہی سے امین اور معزز تھے۔ اور صادق مشہور تھے اسواسطے ان کے حق میں وجیہاً نہ فرمایا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی وجیہ تھے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم ہوتا ہے۔ جسکا جواب یہ ہے۔ استغفار کے معنی طلب بخشش کی ہیں۔ اسکا جواب شیخ سعدی دے چکے ہیں۔ ؎

عاصیاں از گناہ توبہ کنند ، عارفاں از عبادت استغفار

یعنی گنہگار تو گناہ سے توبہ کرتے ہیں مگر عارف عبادت سے بخشش چاہتے ہیں۔ یعنی عبادت کا جو حق ہے اسکے نہ ادا ہونے سے استغفار چاہتے ہیں۔ اور شوق کا قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار مقامات عرفان کا طلب کرنا ہے۔ نہ کہ نعوذ باللہ گناہ سے استغفار اور ایسا ہی وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى میں مقامات قرب الٰہی اور منازل عرفان کا بتانا ہے۔ یعنی ادنیٰ درجہ عرفان کا پانا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید پارہ ۱۶ میں لکھا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا کہو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اے میرے رب میرے علم میں

ترقی بخش۔ نہ کہ نعوذ باللہ منہا آپ گمراہ تھے۔ سوال کرنے کے وقت ذرا پاس ادب رکھنا مسلمان کا کام ہے۔ دیکھو قرآن شریف میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے۔ سورہ جمعہ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کے رسول ہیں کہ خود پاک ہیں اور ان کے فیض متعدی ہیں کہ دوسروں کو بھی پاک کرتے ہیں خود عالم ہیں اور دوسروں کو بھی علم اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اب غور کرو کون افضل ہے وہ شخص جو خود وجیہ ہے اور ان کی وجاہت متعدی نہیں، یا وہ جو خود بھی پاک اور عالم ہیں اور ان کی پاکیزگی اور علم متعدی ہے اور ان کا فیض اور علم اور حکمت قیامت تک جاری رہے گا۔ ہمارا منصب مقابلہ نہیں بتانا مگر سوالوں نے مجبور کیا ہے کہ تھوڑی سی شان محمدی ظاہر کریں۔ کسی کی یہ شان ہے کہ اخیر زمانہ میں دوسرا رسول یعنی حضرت مسیح کی امت میں داخل ہو اور قتل دجال کرے اور آنے والا مسیح تب تک زندہ رکھا جاوے۔ حالانکہ وہ ایک امت کا خدا ہو۔

سوال ۱۰:۔ مسیح علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ پس افضل کون ہے۔

جواب:۔ درازی عمر کی عمر سے افضل نہیں۔ یعنی جو شخص عمر زیادہ پاوے وہ تھوڑی عمر والے سے افضل نہیں ہو سکتا۔ مسیلمہ کذاب کی عمر ڈیڑھ سو برس کی تھی۔ عوج بن عنق کی عمر ساڑھے پانچ ہزار برس کی تھی۔ دیکھو مطلع الخلق صفحہ ۳۸۔ یہ آپ نے قرآن شریف کی کونسی آیت سے سمجھا ہے کہ لمبی زندگی باعث فضیلت ہے۔ قرآن مجید تو زندگی دنیا کی مذمت فرماتا ہے۔ دیکھو وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ یعنی حیاتی دنیا کی کچھ چیز نہیں مگر غرور کا اسباب ہے۔ زندگی میں ہزاروں جھگڑے اور فکر رہتے ہیں۔ اور جو فوت ہو جاتا ہے۔ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور جو قید حیات میں رہتا ہے نامکمل رہتا ہے۔

مصرعہ

نشنیدۂ ہر کہ بمیرد تمام شد

پس غور کرو افضل کون ہے۔ مرزا صاحب فوت ہو گئے اور تم زندہ ہو کون افضل ہے:۔

سوال ۱۱:۔ مسیح علیہ السلام کے مرنے کا ذکر قرآن کریم میں نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے ہیں پس افضل کون ہے:۔

جواب:۔ شکر ہے کہ آپ نے اقرار کر لیا ہے کہ قرآن شریف میں مسیح علیہ السلام کے مرنے کا ذکر نہیں۔ یہ سوال کر کے تو آپ نے مسیح موعود کی تمام عمارت کو منہدم کر دیا جس پر مسیح موعود کے دعویٰ کی بنیاد

تھی۔ باقی آپ کا وہی سوال ہے جو اوپر نمبر ۱ میں گذرا ہے۔ یہ جسکا جواب ہو چکا ہے کہ جب تک پہلے آپ قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہ کریں کہ زندگی باعث فضیلت ہے تب تک دعویٰ بلا دلیل ہے اور باطل ہے اور مرزائی مشن کے برخلاف ہے۔

سوال ۱۲:۔ مسیح علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کے لئے دوبارہ اتریں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئیں گے پس افضل کون ہے۔

جواب:۔ دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے۔ امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے۔ اس لئے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے مگر چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی آمد میں ہی ایسے کامیاب ہوئے کہ شاہنشاہ عرب ہوئے اور توحید الٰہی چار دانگ عالم میں پھیلا کر نہایت کامیابی سے دنیا سے بظاہر پردہ فرمایا اس لئے ان کا دوبارہ آنا ضروری نہیں۔ دوبارہ وہ آئے جس نے اپنا کام پورا نہیں کیا۔ پس سوچو کہ افضل کون ہے؟

سوال ۱۳:۔ مسیح علیہ السلام دجال کے لئے آئیں گے اور دجال کو پامال کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ دجال کے لئے آئیں گے نہ دجال کو پامال کریں گے نہ صلیب توڑیں گے پس افضل کون ہے۔ جواب قرآن مجید سے دیا جاوے؟

جواب:۔ دجال کے قتل کا کام افضل نہیں ہے۔ یہ آپ کا اپنا قیاس ہے جو کہ غلط ہے۔ کیونکہ کسی سند شرعی سے ثابت نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بسبب قتل دجال کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونگے۔ بلکہ حدیثوں میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام امت محمدی میں داخل ہو کر قتل دجال کریں گے حالانکہ نبی رسول ہونگے اور ایک حدیث میں لکھا ہے کہ امام مہدی انکو عرض کریں گے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں امام ہو کر جماعت کرائیں تو حضرت مسیح علیہ السلام جواب دیں گے کہ میں امامت نہیں کراتا۔ اس لئے کہ میری امامت کو یہ گمان نہ ہو کہ میں شریعت محمدی کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ خدا نے امت محمدی کو شرف دیا ہے کہ جسمیں نبی رسول شامل ہیں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آپ کا قیاس بالکل غلط ہے۔ اگر قتل دجال کے باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہونگے۔ تو پھر مرزا صاحب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوا۔ کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور قاتل دجال ہوں۔ اور یہ فاسد عقیدہ ہے کہ ایک غلام وامتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو نبی اکرم سے افضل سمجھا جاوے

پس یا تو یہ تسلیم کرو گے کہ مرزا صاحب بسبب قاتل دجال ہونے کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے یا یہ مانو گے کہ قاتل دجال کا کام باعث فضیلت نہیں۔ باقی رہا کسر صلیب والا معاملہ تو تاریخ اسلام بتا رہی ہے کہ کسر صلیب کا کام خادمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ کیا ہے اور جس جگہ صلیب و تثلیث کا زور تھا وہاں توحید کا جھنڈا کھڑا کیا آپ نے اس غلط قیاس سے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوئی کیونکہ ان کے ہاتھوں سے کسر صلیب کئی دفعہ ہوئی۔ پس جس کام کو خادمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کر چکے ہیں اگر وہی کام حضرت مسیح علیہ السلام نازل ہو کر کریں گے تو آپ خود ہی غور کرو کہ کون افضل ہے۔ اخیر میں نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ یہ قادیانی اسلام ہے کہ کس طرح گستاخی سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرتے ہیں اور پھر زبان سے کہتے ہیں ؎

ما مسلمانیم از لطف خدا　　مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

کیا مصطفےٰ کی یہی عزت اور حرمت ہے جو ایک دریدہ دہن میرزائی نے ان سوالات میں کی ہے۔ اور مسیح موعود کی تعلیم کا یہی اثر ہے جو اس میرزائی سائل نے ظاہر کی ہے اور مرزا صاحب نے بھی یہی عظمت اور شان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا پر ظاہر کی ہے۔ افسوس صد افسوس ؏

بریں عقل و دانش بباید گریست

سوال: نبی و رسول و محکم و فہیم و منذر و نذیر میں کیا فرق ہے؟

جواب: مذکورہ بالا سوال کا جواب مولانا مولوی محمد الدین صاحب عارف باللہ نے بڑی فصاحت سے اپنی کتاب میزان الحق میں دیا ہے جو کہ مفصلہ ذیل ہے۔

میزان الحق حقیقۃ النبوۃ

جملہ حمد و ثناء و تعریف لائق قادر مرید مجید خالق مخلوقات مالک الملک و صانع مصنوعات واحد احد صمد لم یلد و لم یولد ہے جس نے اپنے علم قدیم سے لوح قدرت پر نقشہ کونین و مسلسلہ دارین کو پردۂ عدم سے موجود فرما کر نور ایجاد سے منقش کیا بذریعہ وجود نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، محمود و شاہد و مشہود معنی لولاک وجود پاک بنی آدم کو شرف المخلوقات بنایا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

مقدمات:۔ اول ہم چند اصطلاحات اس میزان الحق میں درج کرتے ہیں جنکا فہم حق شناس کو ضروری ہے بعون اللہ تعالےٰ ہو المعین۔ وہ اللہ تعالےٰ رازق ذو القوۃ المتین جس نے اپنی رحمت بحید وا فنت لاعد سے اس عالم میں ہر چیز کے اسباب جو ضروری تھے تیار کر دیئے اور معاش کی اصلاح کے واسطے سامان مہیا فرمائے اور ان کی تکمیل کے لئے چند لوگ مستثنیٰ کئے جو بذریعہ الہام الٰہی طرح طرح کے ایجادوں پر قادر ہو کر استاد زمانہ کہے جاتے ہیں۔ اور امور معاش ان کا فیض جاری ہوا اور اسی طرح انسان اصلاح اور تہذیب اخلاق اور معاد و نفع اجرت کے واسطے اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کمال سے ایک جماعت برگزیدہ و پسندیدہ لوگوں لوگوں کی قائم کی جن کو فہیم کہتے ہیں۔

فہیم:۔ ایک اصطلاح خاص ہے۔ جس سے مراد انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی قوت ملکیہ نہایت محلوں پر ہوتی ہے اور ان کے دلوں سے حجاب جسمانی اٹھائے جاتے ہیں اور عالم ملکوت کے عجائب اسرار دکھائے جاتے ہیں۔ اور ان کو اس عالم دنیا کے عجائب دکھائے جاتے ہیں۔ اور ان کو اس عالم کے علوم و احوال عمدہ شوق و تجربہ سے آراستہ اخلاق اور صورت و سیرت سے بنایا جاتا ہے۔ ان کو ہر طرح انسان کی اصلاح کا مادہ و علم کامل ہوتا ہے۔ جس طرح تار برقی کے موجد دنیا وی استاد ہیں اسی طرح یہ لوگ باطنی امور میں ہادی راہ الٰہی کے ہیں۔ ان کے چند اقسام ہیں۔ کامل و حکیم۔ خلیفہ و مؤید بروح القدس و ہادی۔ و امام و منذر۔ و نذیر و نبی و رسول و وحی: اب ہم عوام الناس کو سمجھانے کے واسطے ہر ایک درجہ کے معنی لکھتے ہیں۔

کامل:۔ وہ ہے جو شخص عبادت سے تہذیب نفس کرنے کے علوم رکھتا ہو۔

حکیم[1]**:**۔ وہ ہے جس کو اخلاق حمیدہ اور تدبر منزل وغیرہ کے اللہ تعالےٰ نے دیئے ہیں۔

خلیفہ[2]**:**۔ وہ ہے جسکو سیاست ملکی اور عدل و انصاف کے علوم حاصل ہوئے ہیں

مؤید بروح القدس:۔ وہ ہے جسے عالم بالا کے لوگ کلام کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔

---

[1] :۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ اور ہم نے لقمان کو دانائی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ شکر اللہ کا کرتے رہو۔۱۲

[2] :۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً تحقیق میں بنانے والا ہوں بیچ زمین کے خلیفہ نائب۔ سورہ ص يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۔ اے داؤد ہم نے تم کو ملک میں بادشاہ بنایا تو لوگوں کے معاملات میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرو اور اپنی نفسانی خواہش کے ساتھ چلنا کیا کرو گے تو خواہش نفسانی کی پیروی تمکو خدا کے راستے بھٹکا دے گی ۔

ھادی:۔ وہ ہے جس کے دل اور زبان پر نور رکھا گیا ہے کہ ان کی صحبت سے لوگ مراتب کمالیہ پاتے ہیں اور ان کو ہر دم رہنمائی کا خیال رہتا ہے۔

امام:۔ وہ ہے جس کو ملت و مذہب کی اصلاح کے علوم اور ان کے زندہ کرنے کے طریقے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہے۔

منذر و نذیر:۔ وہ ہیں جنکا یہ حال ہے کہ وہ علائق جسمانی سے مجرد ہو کر عالم حشر و قبر کے احوال پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ یا کسی قوم کی آفتیں اور بلائیں کے آنے سے واقف ہو کر لوگوں کو اس سے تنبیہ کرتے ہیں۔

نبی:۔ وہ ہے جب رحمت الٰہی اور رافت نامتناہی خلقت کی اصلاح چاہتی ہے تو ان سب میں سے اعلیٰ شخص کو جس کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا اور اسکی تابعداری پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے اور جسکے موافق کو ملاء اعلیٰ امین محبوب اور اسکے مخالف کو ملعون کہا جا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے کہ وہ خلق کو تاریکی سے نجات دیتا ہے اور روشنی میں لاتا ہے اور اسکا نفس قدم اس درجہ کا صاف ہوتا ہے جو اور دل کو بڑی ریاضت کمال سے مکاشفہ یا تجلیات عالم جبروت یا ملکوت ہوتے ہیں تو اسکو ادنیٰ توجہ سے یہ بات حاصل ہو جاتی ہے اور اسکا نفس قدس روشن آفتاب کی مثل ہو جاتا ہے اور اسکی روشنی سے لوگ منور ہو جاتے ہیں۔ یہ شخص عقل کو تخیل سے خلاص کرتا ہے اور یہ شخص صاحب قدس کی طرف متوجہ ہو کر ہمت کرتا ہے تو عالم اجسام بلکہ عالم ملکوت میں اسکا تصرف ہو جاتا ہے تو جو باتیں عادت کے خلاف ہیں وہ اس سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ اسکے اشارہ سے درخت اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آتے ہیں اور پتھر اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہیں اور دریا زمین کا کام دیتا ہے اور آگ پانی کی طرح سرد ہو جاتی ہے اور درخت اور پہاڑ اسکو سلام بولاتے ہیں اور گوشت کباب شدہ کہتا ہے

---

[1]:۔ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھی ہم نے کھلے کھلے معجزے عطا فرمائے اور روح القدس یعنی جبرئیل سے انکی تائید کی۔

[2]:۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اور جب ابراہیم کو انکے پروردگار نے چند باتوں سے آزمایا اور انہوں نے انکو پورا کر دکھایا تو خدا نے رضامند ہو کر فرمایا کہ ہم تمکو لوگوں کا امام و پیشوا بنانے والے ہیں اور قرآن مجید کو بھی اللہ تعالیٰ نے امام فرمایا ہے وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ اور ہر چیز شمار کر رکھی ہے یعنی قرآن ظاہر کرد

[3]:۔ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ فَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ مگر ان کافروں کو اس سے تعجب ہوا کہ ان میں سے ایک ڈرانے والا آپکے پاس پیغمبر بن کر آیا تو یہ کہنے لگے یہ تو ایک عجیب بات ہے۔

کہ میں زہر آلود ہوں مجھ کو مت کھا اور وہ چیزیں جو حس بصر سے خارج ہیں اسکو دکھائی دیتی ہیں اور اسکے کام کرتے ہیں۔ روحانی لوگ اطاعت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ باتیں ہیں جن کو معجزہ کہتے ہیں اس سے صادر ہوتے ہیں۔

رسول:۔ وہ ہے جس کو باوجود ان امور کے شریعت جدید اور آسمانی کتاب بھی ملتی ہے۔

ولی:۔ وہ شخص ہے جسکو رسول کی پیروی میں وہ نفس قدس عطا ہوتا ہے اور اسمیں رسول کے انوار اس طرح منعکس ہوتے ہیں جس طرح سورج کے انوار آئینہ میں اور پھر کبھی اس سے بھی خلاف عادت امور سرزد ہوتے ہیں جنکو کرامت کہتے ہیں۔ پھر اولیا ٔ کرام کے بہت اقسام ہیں۔ غوث قطب وغیرہ اب آپکو معلوم ہوا کہ نبی ایسے برگزیدہ کو کہتے ہیں جسکو یہ کمال حاصل ہوں نہ کہ یہ نبوت کسی قوت کا نام ہے جو انسان کے کسی اعضائے دل یا دماغ سے اور قوتوں کی مانند تعلق رکھتی ہے۔

تحقیق لفظ نبی:۔ لغت میں النباء اس کے معنے الخبر جمع اسکی انباء اور انبئۃ ایاہ اجرۂ کنباہ اور استنبا بحث عنہ اور نَابَاہٗ انباء در کل منہا صاحبہ یعنی تمام کلمات ایک قبل سے ہیں فقط باقی مضمون انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ جلدوں میں ہوگا۔ والسلام ؛۔

مولوی ثناء اللہ غیر مقلد امرتسری کا اعتقاد

منقول ۶ صفحہ ۱۲ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۱۲ء ؛۔

سوال نمبر ۲۴۰:۔ کعبہ کی طرف پاؤں کرکے سوجائے تو جائز ہے یا نہیں ؟

جواب:۔ بنیتِ حقارت کرے تو گنہگار نہیں الخ (عقیدہ نمبر ۲، صفحہ ۱۲ کالم ۲ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۳ء اخبار اہل حدیث ؛۔

سوال ۲۷۹:۔ زید نے ڈاکخانہ میں روپیہ جمع کئے ہوئے ہیں انکا سود جو آمد ہوتا ہے کسی غریب یا مسکین کو دیتا ہے غریب یا مسکین کو سود کا روپیہ دینے میں گنہگار ہوگا یا نہیں ؛

جواب ۲۷۹:۔ غریب یا مسکین کی حاجت روائی کی نیت سے ہے تو یہ شاید گنہگار نہ ہوگا فقط اور محمد اعظم و محمد اکبر بطور تبرک نام رکھنا بھی منع ہے۔ کیونکہ یہ صفت خدا کی ہے۔ مورخہ ۲۹ راگست صفحہ ۲۵ ۱۹۱۳ء۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

سوال:- جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو کن آیاتِ بینات واحادیث صحیحہ سے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا افضل واعلیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے جواب دیں اجر ملے گا۔

جواب:- بیشک ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام سے و ملائکہ وغیرہ اور تمام کائنات سے افضل واعلیٰ ہیں چنانچہ ان آیات بینات سے ظاہر ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

ترجمہ:- یعنی اور جس وقت لیا اللہ (تعالےٰ) نے عہد پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تمکو کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس پیغمبر سچا کرنے والا اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لاؤ ساتھ اسکے اور البتہ مدد دینا اسکو کہا (اللہ تعالےٰ نے) کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اوپر اسکے بھاری عہد میرا کہا (پیغمبروں نے) اقرار کیا ہم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے پس شاہد رہو۔ اور میں تمہارے ساتھ شاہدوں سے ہوں۔ پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اس عہد کے پس وہی ہیں فاسق بدکار الخ

پس ناظرین! اس آیۃ کریمہ سے اظہر من الشمس ہے کہ آپ کی ذات بابرکات حضرت سیدنا ابوالبشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر جتنے انبیاء گذرے ہیں سب کے سب آپ کی رسالت پر ایمان لائے اور اپنی اپنی امتوں کو بھی ترغیب اور وصیت اسی امر کی کرتے چلے آئے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی وعظ میں اپنی قوم کو کہا مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۝ اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے حدیث بایں طور اس مضمون پر بیان کی ہے لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی آدم فمن بعد کا ولم تزل الامم تتبا شربہ وتستفتح بہ حتی اخرجہ اللہ فی خیر امۃ وفی خیر قرن وفی خیر اصحاب وفی خیر بلد الخ یعنی اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر اور جو اسکے بعد انبیاء ہوئے ہیں سب کو پیشین گوئی فرماتا رہا اور سب نبیوں کی امتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر خوشیاں مناتی رہیں اور حضور کے توسل سے اپنے دشمنوں پر فتح مانگتی رہیں۔ یہاں تک کہ بہترین امم وبہترین قرون وبہترین صحابہ وبہترین شہر سے ظاہر فرمایا۔ اور اس پر قرآن مجید

کبھی شا بدہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا الخ یعنی حضور کے ظہور پانے سے پیشتر کافروں پر ان کے وسیلہ سے فتح چاہتے الخ اور کہتے اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوثِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِي نَجِدُ صِفَتَهُ فِي التَّوْرَاةِ۔ یعنی اے ہمارے مالک ہمکو دشمنوں پر مدد فرما صدقہ نبی آخر الزمان کے جس کی صفت ہم لوگ توراۃ میں پاتے ہیں اور ان کو فتح دی جاتی ہے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا آپ نے وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ اَنَّ مُوسٰى كَانَ حَيًّا الْيَوْمَ مَا وَسِعَهُ اِلَّا اَنْ يَتَّبِعَنِي یعنی فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم خدا کی اگر ہوتے آج کے دن دنیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام تو وہ ضرور میری ہی پیروی کرتے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ شب معراج میں تمام انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام نے اقتداء جناب آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائی اور اپنے عہد کو پورا کیا۔ عاشقان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غور فرمائیں کہ وَلَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهُ وَ فَاشْهَدُوْا کس کے حق میں فرمایا اور کن لوگوں کو مخاطب فرما کر فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کا حکم سنایا اور کون لوگ امت ہیں اور حدیث طبرانی و بیہقی و دارمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ فرمایا آپ نے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَفْضَلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل واعلیٰ کیا۔ اور حاضرین نے سبب فضیلت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ وَقَالَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَهُ اِلَى الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یعنی کوئی چیز نہیں جو مجھکو نبی اللہ نہ جانتی ہو مگر بے ایمان جن و آدمی (طبرانی معجم کبیر) اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ تمام کائنات کے لئے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے رحمت عظیمہ ہے۔ چنانچہ سورہ انبیاء میں ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی نہیں بھیجا ہم نے آپ کی ذات کو مگر رحمت بنا کر تمام جہان والوں کے لئے الخ اس آیت شریفہ سے ظاہر ہوا کہ آپ کی ذات کا وجود طیبہ تمام فرشتوں اور مومنوں اور کافروں اور مسکینوں اور یتیموں، اور غلاموں اور بہائم اور پرندوں اور حشرات الارض اور نباتات و جمادات وغیرہ اشیاء جو ما بین السماء والارض کے ہیں سب کے لئے رحمت ہیں۔ چنانچہ ان دلائل قاطعہ سے ظاہر ہے حُكِيَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ اَصَابَكَ مِنْ هٰذِهِ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَخْشٰى الْعَاقِبَةَ فَاٰمَنْتُ لِثَنَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيَّ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ

(حاشیہ) [illegible]

سا تقدار حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان فرمایا کہ نہیں ہم نے آپ کو بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے الخ اور فرمایا آپ نے مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا كَفَرَةُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔

الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (شفا شریف قاضی عیاض) یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ تجھ کو بھی کوئی چیز ملی ہے۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ میں آخرت سے بہت ڈرتا تھا لیکن اب میں امن میں ہوں۔ کیونکہ خداوند کریم نے بخاطر آپ کی میری شان بیان کی ہے ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (س تکویر) اور مومنوں کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رحمت ہونا اس آیت کریمہ سے ثابت ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (توبہ) یعنی بیشک آیا تمہارے پاس تم سے رسول اور اسپر بھاری ہوتی ہے جو تم تکلیف پاؤ تلاش رکھتا ہے تمہاری ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا ہے مہربان الخ حدیث مسلم میں ہے کہ کہا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہ آپ مشرکوں کے لئے بد دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں لعنت بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ میں سبب رحمت کا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور تفسیروں میں مذکور ہے کہ بوجہ بے فرمانی کے پہلی امتوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا تھا لیکن بخاطر وجود باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عذاب دنیاوی سے کفار محفوظ ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال) اور حدیث میں ہے کہ فرمایا آپ نے اَلسَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ یعنی بیوگان و مساکین پر خرچ کرنے والا راہ خدا کے خرچ کرنے والے کی مانند ہے (مشکوٰۃ باب الشفقہ) اور آپ نے فرمایا اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ یعنی میں یتیموں کا متکفل ہوں خواہ وہ یتیم اسکے رشتہ داروں سے ہو یا اجنبیوں سے۔ اور تفسیروں میں لکھا ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں بباعث فقر و عار کے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور اس سبب سے یہ آیت حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ یعنی ان لڑکیوں سے دریافت کیا جاوے گا کہ تم کس گناہ کے عوض ہلاک کی گئیں اور فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ (مشکوٰۃ باب البر) یعنی تم پر حرام کر دیا گیا ہے ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور ابوداؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ غلام جو تمہارے موافق ہو اسکے ساتھ سلوک کرو جو آپ کھاتے ہو اسکو کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو اسکو پہناؤ اور جو البیانہ ہو اسکو بیچ دو۔ اسکو تکلیف مت دو الخ اور ابوداؤد میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ آپ کو دیکھ کر رونے لگا۔ آپ نے اسکو چپ کرایا اور اس کے مالک کو کہا کہ جب اللہ تعالےٰ نے تجھکو اسکا مالک بنا دیا ہے تو پھر اسکو کس لئے بھوکا رکھتا ہے

اس نے رو کر میرے آگے شکایت کی ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ کی ذات اقدس سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے لئے چارپایوں میں کچھ اجر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ذی روح کے خرچ کرنے پر اجر ملتا ہے اور آپ نے چارپایوں اور حیوانوں کو حبس کرنے سے اور نشانہ بنانے سے اور ان کو آپس میں لڑانے سے اور ان کی پیشانی پر داغ دینے سے اور انکو بھوکا رکھنے سے اور چیونٹیوں کے خانہ جلانے سے اور پرندوں کے بچے پکڑنے سے سخت منع فرمایا (دیکھو باب الصید مشکوٰۃ شریف) اور حدیث میں ہے کہ جب باران بند ہو جاتے تھے تو آپ بارش کی دعا مانگا کرتے تھے اور آپ کے وسیلہ سے ابو طالب بارش کی دعا مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ بارش کے ذریعہ سے جمادات و نباتات سرسبز ہو جاتے تھے اور حدیث میں ہے قَالَ اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسٰی اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَّاْمُرْ مَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْ اُمَّتِکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ الخ (اخرج الحاکم) اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ تو ایمان لا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور جو تیری امت میں سے انکو پائیں انہیں حکم دے کہ ان پر ایمان لائیں۔ اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی جنت اور دوزخ کو الخ پس ان دلائل قاطعہ سے صاف صاف معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور تمام جہان کے لئے باعث رحمت ہیں اور آپ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) بشیر و نذیر و سراج المنیر بھی تمام جہان کے لئے ہیں۔ چنانچہ سورہ فرقان میں ہے تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ بڑی برکت والا ہے جس نے اتارا فرقان اپنے حبیب پر کہ ہو وے جہان والوں کو ڈرانے والا (آیت دوم) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (سورہ احزاب) (ترجمہ) اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف حکم اس کے سے اور چراغ روشن وَقَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (سورہ مائدہ) یعنی بیشک آیا پاس تمہارے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔ اور قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی عمر اور اس کی ہدایت و رسالت کی قسم کھائی اور اس پہ خود درود فرمایا۔ اور فرشتوں اور مومنوں کو بھی حکم فرمایا لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔ (سورہ حجر) یعنی تیری زندگی کی قسم ہے وہ قوم لوط البتہ اپنی مستی میں سرگرداں ہیں الخ لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (سورہ بلد) میں اس شہر کی قسم

کھاتا ہوں اور تو ہے اس شہر میں۔ اور فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ اے حبیب تیرے ذکر کو ہم نے تیری خاطر بلند کیا۔ اب ناظرین انصاف فرمائیے کہ کیا کسی اور نبی کی عمر اور اسکے شہر اور اسکی رسالت کی قسم بھی خداوند کریم نے کھائی اور وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور مَقَامًا مَّحْمُودًا کا وعدہ بھی فرمایا۔ اور قاب قوسین اور اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کا مراتب بھی دیا۔ اے عاشقان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد رکھو یہ سب فضائل آپ کی ہی ذات مقدسہ کے لئے ہیں۔ اور آیت وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ بھی اسی بات پر شاہد ہے۔ اور اگر اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے تعظیمی سجدہ کرایا تو اپنے حبیب پر خود اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اور اگر ابراہیم علیہ السلام کو درجہ خُلّت عطا کیا ہے تو اپنے حبیب کو مقام محبت عنایت فرمایا ہے اور اگر داؤد علیہ السلام کو لوہا موم کرنے کا معجزہ دیا ہے تو اپنے حبیب سے اُم معبد کی بکری کے تھنوں سے دودھ نکلوایا جو کہ ابھی وہ بکری بیاہی بھی نہ تھی۔ اور حبشی قوم کے دلوں کو اس سے نرم کرایا۔ اور اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر سیر کرایا تو اپنے پیارے حبیب کو براق عطا کیا۔ اگر ان سے پرندے کلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجر و شجر و حیوانات وجمادات باتیں کرتے۔ اور اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک حصہ حُسن ملا تو حضور علیہ السلام کو تمام حُسن ملا۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے دریا کو شق کر دیا اور پتھروں سے چشمے جاری کئے تو آپ نے قمر کو انگشتِ شہادت سے شق کر دیا۔ اور انگلیوں سے مانند چشموں کے پانی جاری کر دکھایا ہے اور اگر حضرت موسیٰ نے عصا کو سانپ بنا دیا جو اِدھر اُدھر پھرتا تھا لیکن آپ نے حنانہ کو انسان کی طرح گویا کر دکھایا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا تو آپ نے سنگریزوں اور درختوں سے کلام کرایا جو کہ غیر جنس ہیں۔ اور ان دلائل کی تائید پر کئی حدیثیں شاہد ہیں چنانچہ ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ سے حدیث بایں طور بیان کی ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ اگر ابراہیم کو میں نے خلیل بنایا تو آپ کو حبیب القاب عطا کیا اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کی تو آپ سے آسمانوں پر کلام کی۔ اگر عیسیٰ کو روح القدس بنایا تو آپ کے نام کو دو ہزار برس پہلے خلقت کے پیدا کرنے سے بنایا۔ اور بیشک آپ کے قدم آسمان میں پہنچے جہاں آپ سے پہلے کسی کسی کے قدم نہ پہنچے اور نہ بعد آپ کے کسی کی رسائی ہوگی۔ اور اگر حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا تو آپکو خاتم الانبیاء کیا۔ اور آپ سے زیادہ کسی کو عزت وکرامت والا نہیں بنایا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے صاحب ابونعیم ودارمی وترمذی نے حدیث بیان کی ہے کہ ایک روز صحابہ کرام آپ کی

استفادی کے لئے بیٹھے ہوئے تھے اور تعجب سے ذکر کر رہے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ اللہ تعالٰے نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس اور اور آدم علیہ السلام کو صفی اللہ سے پکارا یہاں تک کہ آپ کی ذات نے ان کے قریب آکر فرمایا میں نے تمہاری بات سنی۔ بیشک ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسٰے روح اللہ اور آدم صفی اللہ ہیں اور واقعی وہ ایسے ہی لیکن اَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ الخ

ترجمہ: یعنی میں اللہ کا حبیب ہوں۔ میں فخر نہیں کرتا۔ اور میں بروز قیامت جھنڈا الحمد کا اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب کھڑے ہونگے۔ اور سب سے پہلے شافع میں ہوں گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا آپ نے کہ بروز قیامت میں خطیب ہوں گا اور سب کا پیشوا اور خزائن رحمت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہونگی۔ باقی مفصل ذکر فضائل آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلطان الفقہ جلد پنجم و تجلی الیقین و میلاد النبی و نسیم الریاض و شفا قاضی عیاض میں مطالعہ کریں فقط۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان ہر دو مسائل میں جو کہ ذیل میں نمبروار درج کئے جاتے ہیں۔

سوال ۱: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج جسمانی ہوا تھا یا کہ روحانی کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسان کا آسمان کی طرف جانا محال ہے۔

سوال ۲: ہمارے آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہیں یا کہ نہیں۔ کیونکہ فرقہ وہابیہ نجدیہ مثلاً کتاب تقویۃ الایمان مسمی اسمٰعیل نے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے کہ وہ مٹی ہو گئے۔ کیا یہ بات سچ ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل: محمد رمضان نقشبندی متوطن سکھو کے۔ حال وارد راولپنڈی صدر بازار

۹ / اپریل ۱۹۲۱ء

الجواب سوال اول: بیشک ہمارے آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا چنانچہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ مشہورہ و اجماع امت و اقوال آئمہ دین و دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اور اس سے انکار کرنا محض جہالت پر دال ہے۔ د ہر ہذا سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔

ترجمہ :۔ پاکیزگی اور بے عیبی ہے اسکے واسطے جو بزرگی کی وجہ سے لے گیا اپنے بندے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک رات کے حصہ میں مسجد کعبہ سے جو محیط ہے بیت امہانی رضی اللہ تعالے عنہا کو طرف مسجد اقصی کی جو کہ بہت دور ہے مکہ معظمہ سے۔ وہ ایسی مسجد ہے کہ برکت دی ہم نے اسکے گردا گرد جہاں عبادت گاہ ہے انبیاء علیہم السلام کی تاکہ دکھائیں ہم چند عجائبات اور نشانیاں اپنیوں سے۔ اور بیشک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا ہے پس اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ آپ کی ذات کو معراج جسم مع روح ہوا ہے۔ کیونکہ عبد کا لفظ ہر کسی حالت پر بولا جاتا ہے۔ نہ تنہا روح اور نہ جسم پر چنانچہ سورہ جن میں ہے وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا۔ یعنی جب اللہ کا بندہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عبادت کے لئے قیام فرماتے ہیں جن ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں تاکہ آپ کی ذات سے قرآن شریف سنیں۔ اور سورہ مریم میں ہے ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا یعنی یہ ذکر اس رحمت کا ہے جو اللہ تعالے نے اپنے بندے ذکریا پر کی تھی۔ اور کلمہ آیاتنا نیز اس بات پر شاہد ہے کہ جو نشانیاں پروردگار عالم نے اپنے حبیب کو دکھائی ہیں وہ سب کی سب حالت بیداری میں تھیں اور اگر حالت خواب میں معراج ہوتا تو پھر اس معجزہ و نشانیوں کو کفار لوگ کیوں عقل سے بعید سمجھتے اور انکار کرتے اور بعض مسلمانوں کی نوبت کیونکر کفر تک پہنچتی۔ کیونکہ خواب کی بات سے تو کسی فرد بشر کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اور سُبْحَانَ الَّذِیْ کا کلمہ کیوں استعمال کیا جاتا۔ اور اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ جب انسان کی عقل نے اس امر کو محال سمجھا تو اس میں قادر مطلق پر عدم قدرت و عجز کا الزام لگانا ظاہر ہوا تو اسلئے اللہ تعالے نے کہا کہ میری ذات عجز و ہر ایک نقص سے پاک و منزہ ہے اور یہ عقل کی نارسائی کا سبب ہے کہ اس امر کو محال سمجھتا ہے۔ اور خداوند کریم پر یہ امر محال نہیں۔ اور صاحب تفسیر حسینی نے بایں طور معراج جسمی ثابت کیا ہے کہ سمیع اور بصیر مستمع اور مبصر کے معنے میں ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کلام سنایا اور اپنی قدرت لازوال کی نشانیاں دکھائیں۔ اور بعض مفسرین نے اِنَّہٗ کی ضمیر کو آپ کی ذات کی طرف پھیرا ہے۔ نفحات الانس میں مذکور ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بیشک خطاب سنتے تھے جو ان سے کیا۔ اور وہ چیز دیکھتے تھے جو ان کو دکھائی۔ اور کلمہ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عبد جسم مع روح کے بولا جاتا ہے۔ اگر خوابی اسریٰ ہوتا تو اسریٰ بروحہ کہا جاتا۔ اور سورہ نجم میں صاف صاف اللہ تعالے نے بایں طور فیصلہ کر دیا ہے وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی عِنْدَہَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی یعنی بیشک دیکھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ایک بار سدرۃ المنتہیٰ درخت کے پاس۔ اسکے نزدیک جنت الماویٰ تھا جو پرہیزگاروں اور متقیوں کی آرام کی جگہ

ہے۔ اور قَابَ قَوْسَيْنِ۔ وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ یعنی آپ کی نظر مبارک دائیں بائیں نہ پھری اور نہ ہی حد سے نظر مبارک نے تجاوز کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے قرب حاصل کیا۔ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قسم خدا کی کہ دیکھیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات معراج میں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مانند عرش عظیم ولوح محفوظ و کرسی ورفرف وسدرۃ المنتہیٰ واصلی صورت جبرائیل علیہ السلام کی اور طرح طرح کے عجائبات ملکی وملکوتی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشاہدہ کئے جن کی تائید پر یہ آیت شریف بھی شاہد ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ الخ پس اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپ کی ذات بابرکات کو معراج جسمی ہوا تھا۔ چنانچہ کتاب بخاری تفسیر سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِیَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ (الحدیث) پس اس آیت سے معلوم ہوکہ اگر خوابی معراج ہوتا تو پھر فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کہنے کی کیا ضرورت تھی اور اسکو نشانی اور معجزہ کیوں کہا جاتا اور احادیث مشہورہ متواتر بھی اسی بات پر شاہد ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات کو معراج جسمی ہوا تھا چنانچہ بخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ وشفا قاضی عیاض وغیرہ کتب احادیث میں ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایات مذکور ہیں۔ (۱) ابی ابن کعب (۲) اسامہ بن زید (۳) انس بن مالک (۴) بریدہ (۵) بلال بن سعد (۶) بلال بن حمامہ (۷) جابر بن عبداللہ (۸) حذیفہ بن الیمان (۹) سمرہ بن جندب (۱۰) سہل بن سعد (۱۱) شداد بن اوس (۱۲) حبیب بن سنان (۱۳) عبداللہ بن عباس (۱۴) عبداللہ بن عمر بن خطاب (۱۵) عبداللہ بن عمرو (۱۶) عبداللہ بن زبیر (۱۷) عبداللہ بن اوفیٰ (۱۸) عبداللہ بن سعد (۱۹) عبداللہ بن مسعود (۲۰) عبدالرحمن بن عابس (۲۱) عباس بن عبدالمطلب (۲۲) عثمان بن عفان (۲۳) علی بن ابی طالب (۲۴) عمر بن خطاب (۲۵) مالک بن صعصعہ (۲۶) ابوبکر بن الصدیق (۲۷) ابوالحمراء (۲۸) ابوایوب انصاری (۲۹) ابوہریرہ (۳۰) ابوالدرداء (۳۱) ابوذر غفاری (۳۲) ابوسعید الخدری (۳۳) ابوسفیان (۳۴) ابوسلمہ (۳۵) ابوسلمی الراعی (۳۶) ابویعلی الانصاری (۳۷) اسماء بنت ابی بکر (۳۸) عائشہ ام المومنین (۳۹) ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۴۰) ام سلمہ۔ ام المومنین۔ ام ہانی۔ ابوعمامہ وغیرہ سے مذکور ہیں۔ اور تمام علمائے دین محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج جسمی ہوا تھا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے اپنی تصنیف حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ میں بایں طور لکھا ہے وَاُسْرِیَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى ثُمَّ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَاِلٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ وَكُلُّ ذٰلِكَ بِجَسَدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْيَقْظَةِ۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک رات میں ہی مع جسم مبارک بیداری

سب جگہ سیر کیا جہاں جہاں خداوند کریم نے چاہا۔ اور شفاء صفحہ ۵۷ اور زاد المعاد جلد اول صفحہ ۹۱ میں لکھا ہے لَلْحَقُّ الَّذِیْ عَلَیْہِ اَکْثَرُ النَّاسِ وَ مُعْظَمُ السَّلَفِ وَعَامَۃُ الْمُتَاَخِّرِیْنَ مِنَ الْفُقَہَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَالْمُتَکَلِّمِیْنَ اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِجَسَدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی بڑا گروہ متقدمین سلف و خلف و فقہا محدثین کا اسی بات حق پر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج شریف جسم سے ہوا اور جو شخص حدیث کا مطالعہ کرے اسکو خود حال معلوم ہو جائے گا۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اپنی کتاب مدارج النبوت میں اسی طرح لکھا ہے وَخَبَرُ الْمِعْرَاجِ اَیْ بِجَسَدِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْظَۃً اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ اِلٰی مَاشَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْمَقَامَاتِ الْعُلٰی حَقٌّ اَیْ حَدِیْثٌ ثَابِتٌ بِطُرُقٍ مُتَعَدِّدَۃٍ فَمَنْ رَدَّہٗ اَیْ ذٰلِکَ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِمَعْنٰی ذٰلِکَ الْاَثَرِ فَھُوَ ضَالٌّ مُبْتَدِعٌ اَیْ جَامِعٌ بَیْنَ الضَّلَالَۃِ وَالْبِدْعَۃِ۔ یعنی معراج جسمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان تک حالت بیداری میں ہے۔ پھر جہاں خداوند کریم نے چاہا مقامات بلند پر پہنچایا۔ یہ بات حق ہے حدیث جو دربارۂ معراج وارد ہے وہ متعدد اسناد سے مروی ہے۔ جس نے اس حدیث کو رد کیا اور ایمان نہ لایا وہ گمراہی اور بدعت میں ہے۔ اور مدارج النبوۃ میں نیز بایں طور مسطور ہے اسراء کہ بُردن آنحضرت است از مکہ مسجد اقصٰی ثابت است بکتاب اللہ و منکر آں کافر است و از آنجا بآسمان بردن کہ معراج نام داشت ثابت است باحادیث مشہورہ کہ منکر آں مبتدع و فاسق و مخذول است الخ اور صاحب شفاء صفحہ ۵۸ میں لکھتے ہیں کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام معراج جسمی ہوا ہے اسپر قرآن مجید کی آیت ظاہراً دلالت کرتی ہے اور احادیث صحیحہ بھی اس بات پر شاہد ہیں۔ اور دلائل عقلیہ سے بھی یہ کوئی محال نہیں۔ اور جو بعض لوگ بے سوچے سمجھے کہدیتے ہیں کہ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بھی معراج جسمانی کے منکر تھے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ صاحبان یہ ان لوگوں کا کہنا بالکل غلط ہے۔ دیکھو صحیح مسلم باب معنی قول اللہ عزوجل وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی وَہَلْ رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَبَّہٗ لَیْلَۃَ اَسْرَآءِ کے تحت میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب آقائے نامدار نے رات معراج میں خداوند کریم کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کی ذات اقدس نے اللہ تعالیٰ کو جسم اطہر کی آنکھ سے دیکھا۔ ہکذا فی شفاء قاضی عیاض۔ اور جو سیرت ابن اسحٰق و ابن ہشام ہشام وغیرہ نے حدیث بایں الفاظ تحریر کی ہے قَالَ اِبْنُ اِسْحٰقَ وَحَدَّثَنِیْ بَعْضُ اٰلِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَتْ تَقُوْلُ مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَسْرٰی بِرُوْحِہٖ الخ یعنی کہا ابن اسحٰق نے کہ آل ابی بکر سے کسی نے مجھے بیان کیا کہ مائی عائشہ زوجہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرماتی ہیں

کہ آنحضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جسد مبارک گم نہیں ہوا بلکہ آپ کی ذات کے روح پاک کو اللہ تعالےٰ رات کے وقت لے گیا۔ صاحبان! اول تو اس حدیث کے متن میں علت قارعہ موجود ہے کیونکہ ما فقد کی جگہ ما فقدت بھی ایک روایت میں وارد ہے۔ چنانچہ شفا میں ہے اور دوسرا اسکی اسناد میں انقطاع اور راوی مجہول ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ کہا ابن وحیہ نے التنویر میں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور کہا امام شافعیہ ابو العباس بن سریج نے یہ حدیث صحیح نہیں۔ یہ حدیث صحیح کے رد کرنے کے واسطے وضع کی گئی ہے۔ اور علاوہ ان دلائل کے مورخین نے لکھا ہے کہ واقعہ معراج ابتدا سو اسلام میں ہوا ہے تو اسوقت مائی عائشہ صدیقہ پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔ اور بعض روایات میں ہجرت سے پانچ سال پہلے اور بعض روایات میں ایک سال پہلے معراج کا واقعہ ہوا ہے اور ہجرت کے وقت مائی صاحبہ کی عمر پانچ سال یا آٹھ سال کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ مدینہ منورہ میں آکر رونق افروز ہوئیں۔ اور علاوہ اسکے مائی صاحبہ نے یہ بات اپنے مشاہدہ سے نہیں فرمائی بلکہ سنی سنائی بات کر دی۔ جسکا کوئی اصل نہیں پایا جاتا اور نہ ہی روایت کا ضبط ہوتا اس عمر میں عند المحدثین تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شفاء شریف میں مذکور ہے اَمَّا قَوْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مَا فَقَدَتْ جَسَدُهُ لَا نَعَائِشَةَ لَمْ تُحَدِّثْ بِهٖ عَنْ مُشَاهَدَةٍ لِاَنَّهَا لَمْ تَكُنْ حِيْنَئِذٍ زَوْجَتَهُ وَلَا فِيْ سِنٍّ وَمَنْ يَضْبَطُ الخ اور علاوہ ازیں اس حدیث کا ذکر کتب صحاح مشہورہ میں نہیں پایا گیا۔ اور اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تو یہ حدیث صحیحہ متواترہ ومشہورہ کا ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کرسکتی۔ فقط۔

الجواب:۔ دوسرے سوال کا جواب کہ انسان کا آسمان کی طرف جانا محال عقلی ہے۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم کی ذات ہر ایک امر پر قادر ہے۔ اس کی شان کے آگے یہ کوئی بعد امر نہیں۔ دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بدون باپ کے اظہار فرمایا۔ اور مائی حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے نمودار کیا۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کو باوجودیکہ وہ بہت بوڑھے تھے اور ان کی زوجہ بھی عقیمہ تھی تو ان کو فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جسم عنصری کو آگ جلتی ہوئی سے محفوظ رکھا۔ اور اسیطرح سے عصا کو اژدہا بنادیا۔ اور اونٹنی کو پتھر سے نکال کر دکھایا۔ اور منتہی الارب میں ہے کہ سمندر کیڑا آگ میں رہتا ہے نہ مرتا ہے اور کتاب حیوٰۃ الحیوان جزو ثانی صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے کہ شتر مرغ آگ کا چنگارا نگل جاتا ہے۔ اسکا پیٹ چنگارا بجھا دیتا ہے۔ اور وہ چنگارا اسکو نہیں جلاتا۔ وَتَبْتَلِعُ الْجَمَرَ فَيَكُوْنُ جَوْفُهَا هُوَ الْعَامِلُ فِيْ اِطْفَائِهٖ وَلَا يَكُوْنُ الْجَمَرُ عَامِلًا فِيْ اِحْرَاقِهٖ الخ سبحان اللہ! ایسی کروڑہا مثالیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسطرح وہ چاہتا ہے کرتا

ہے اس کے آگے کوئی مشکل امر نہیں لیکن انسانی عقل ادراک نہیں کر سکتی۔ ایسے امور کو ناممکن اور محال خیال کرنا خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے اسکے قادر مطلق ہونے پر عیب لگانا ہے۔ انسان کے لئے واجب ہے کہ خدا کے امور میں چون وچرا نہ کرے۔ اور صاحب معراج محمدیہ نے بعلم ہندسہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی ذات نے بیت المقدس سے فلک اعظم بجسم عنصری سیر کیا ہے۔ جغرافیہ داں بتاتے ہیں کہ زمین کا قطر قریباً آٹھ ہزار میل ہے اور آفتاب کا قطر زمین کے قطر سے سو گنا سے بھی زیادہ ہے۔ مگر باوجود اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ جب صبح کو پہلے سورج کا بالائی کنارہ نمودار ہوتا ہے تو اسکے بعد کیسے جلد اسکا کنارہ زیریں نظر آجاتا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ سرعت زیر بحث کا جسد مبارک میں پایا جانا از روئے عقل ناممکن نہیں ہے۔ اور روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی ثانیہ بیان کی جاتی ہے حالانکہ تمام نور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کے پرتو ہیں۔ لہذا حضور کے جسم اطہر میں جو نورانی جسم ہے ایسی حرکت کا حصول بطریق اولیٰ ممکن ہے اور قرآن مجید وکتب حدیث سے یہ بات ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک لطیف تھا۔ چنانچہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول صفحہ ۸۶ میں ذکوان سے حدیث بیان کی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قال ابن سبع من خصائصہ اِنَّ ظِلَّہٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا فَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَا یُنْظَرُ لَہٗ ظِلٌّ الخ یعنی حکیم ترمذی نوادر الاصول میں بروایت ذکوان نقل کیا ہے کہ آپ کی ذات کا سایہ نظر نہ آتا تھا نہ دھوپ میں اور نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص سے یہ امر تھا کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور تھے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ نقل از معراج محمدیہ صفحہ ۸ اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ بھی اسی امر پر شاہد ہے اور قرآن مجید میں ہے قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ۔ اور حدیث مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ پر بروایت جابر بن عبداللہ انصاری ہے کہ کہا جابر نے کہ میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ سب اشیاء سے اول اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا تو فرمایا آپ نے یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ الخ اور اس حدیث کو عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور یہ حدیث سلطان الفقہ جلد پنجم میں مع ترجمہ مذکور ہو چکی ہے۔ اور سعدی علیہ الرحمۃ کا قول بھی اسی امر پر شاہد ہے ؎

کلیم کہ چرخ فلک طور اوست   ہمہ نورہا پرتو نور اوست

الغرض وجود مبارک ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نوری تھا۔ جسکا مفصل ذکر عنقریب تحریر

ہوگا۔ اور یہ جسم لطیف تھا نہ کہ کثیف۔ چونکہ اس جسم نورانی کا سایہ نہ تھا پس آسمان کی طرف جانا محال عقلی نہیں۔ فقط۔

سوال نمبر۳ کا جواب:۔ بیشک ہمارے آقا کے نامدار حیات ہیں اس سے کسی مسلمان کلمہ گو کو انکار نہیں۔ مگر بعض فرقہ وہابیہ نجدیہ مارے تعصب و عند کے یہ الفاظ بے ساختہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ اور حیات النبی کے بارہ میں چند ایک دلائل قاطعہ تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو یقین آجائے۔ وہو ہذا۔

قَالَ الْحَافِظُ السُّیُوْطِیُّ فِی التَّنْوِیْرِ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ وَاِنَّهٗ یَتَصَرَّفُ وَیَسِیْرُ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَفِی الْمَلَکُوْتِ وَبِهَیْئَتِهِ النَّبِیِّ کَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ وَلَمْ یَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَاَیْضًا فِیْهِ وَاُذِنَ لَهُمَا ای الْاَنْبِیَاءِ فِی الخروج من قبورهم التصرف فی الْمَلَکُوْتِ العلوی وَالسِّفْلِیِّ وَاَیْضًا وتواترت به الاخبار منها قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وَسَلَّمَ الْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ وَیُصَلُّوْنَ وقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وَسَلَّمَ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

نقل از ہدیۃ الحرمین صفحہ ۱۱۔

ترجمہ:۔ کہا حافظ سیوطی نے تنویر میں کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں ساتھ بدن اور روح اپنے کے اور تصرف اور سیر کرتے ہیں زمین کے کناروں اور عالم ملکوت میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی ہئیت و شکل مبارک میں ہیں جیساکہ زندگی میں تھے وفات سے پہلے۔ اور کچھ بھی تبدیلی نہیں۔ اور یہ بھی اسی کتاب میں ہے کہ اذن دیا گیا ہے انبیاء علیہم السلام کو قبروں سے نکلنے کا اور عالم علوی اور سفلی میں تصرف کرنے کا۔ اور اس بارہ میں حدیثیں متواتر ہیں اور ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ حرام کیا ہے اللہ تعالٰے نے زمین پر کھانا بدن انبیاء کا اور حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ جس نے پڑھا درود مجھ پر دن جمعہ کے اور رات جمعہ کو سو بار روا کرتا ہے اللہ تعالٰے اس کی حاجتیں۔ ایک سو ستر حاجتیں آخرت سے اور تیس حاجتیں دنیا سے۔ پھر مقرر کرتا ہے اللہ تعالٰے ساتھ اس درود شریف کے ایک فرشتہ کہ داخل ہوتا ہے مجھ پر قبر میں جیساکہ داخل ہوتے ہیں تم پر ہدیئے اور تحفے بیشک علم میرا بعد وفات میری کے ایسا ہے جیساکہ علم میرا زندگی میں۔ اور حدیث بیہقی کے اخیری الفاظ یہ ہیں وَکَّلَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ یَدْخُلُ عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ کَمَا یَدْخُلُ عَلَیْکُمُ الْهَدَایَاتُ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ اور ہدیۃ الحرمین صفحہ ۱۲ میں بایں طور حدیث مسطور ہے عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ قَالَ لَمَّا زَالَ اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ فِیْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ الْحَرَّةِ فَاَحَقُّ

عَادَ النَّاسُ الخ (ترجمہ) سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ اس نے ہمیشہ سنتا تھا میں آذان اور تکبیر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر سے ایام حرہ میں کہ زمانہ یزید بن معاویہ کا تھا یہاں تک کہ پھر آئے لوگ۔ اور اسی طرح دلائل النبوت میں یہ حدیث مذکور ہے۔ اور قرآن مجید میں بایں طور مذکور ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ترجمہ:- نہ گمان کرا سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جو مارے گئے راہ خدا میں اور یہ لوگ زندہ ہیں اپنے رب کے نزدیک روزی دیئے جاتے ہیں جنت کے میووں سے درانحالیکہ خوش وخرم رہتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ عطا کیا اللہ تعالے نے اپنے فضل سے اور خوشی کرتے ہیں ساتھ ان کے جوکہ ابھی ملے نہیں ہیں بہ ساتھ ان کے انکے پیچھے سے یہ کہ کچھ خوف نہیں اوپر ان کے اور نہ ہونگے غمناک الخ

پس اس آیت کے تحت میں علامہ امام قرطبی وغیرہ نے لکھا ہے وَالْاَنْبِيَآءُ اَوْلٰى بِذٰلِكَ فَهُمْ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَقَلَّ نَبِيٌّ اِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النُّبُوَّةِ وَصْفُ الشَّهَادَةِ فَيَدْخُلُوْنَ فِيْ عُمُوْمِ لَفْظِ الْاٰيَةِ الخ یعنی انبیا اولی اور افضل ہیں ساتھ اس حیات اور زندگی کے۔ اور وہ بزرگ تر اور بڑے ہیں ساتھ رتبہ نبوت کے وصف شہادت کا پس تو داخل ہوئے انبیاء عموم آیت میں۔ نقل از ہدیۃ الحرمین صفحہ ۱۳۔ اور باقی ذکر جلد اول میں ملاحظہ ہو ؛

اور مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا کہ حضرت کی ذات مٹی میں ملنے والی ہے سو یہ ان تمام دلائل قاطعہ مذکورہ کے برخلاف ہے۔ اور یہ عقیدہ وہابی نجدی شقی کا ہے۔ اللہ تعالے ان وہابیوں کے ہزلیات سے ہر ایک مسلمان کو بچاوے آمین ثم آمین ۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ۔

سوال:- فجر کی نماز میں دعا قنوت ہمیشہ پڑھنا بدوں کسی واقعہ محاربہ وغیرہ کے جائز ہے یا نہیں کیونکہ فرقہ وہابیہ فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا ہمیشہ کے لئے سنت جانتے ہیں۔ یہ کیونکر ہے جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:- مذہب حنفیہ میں وتروں کی نماز کے سوا کسی نماز میں ہمیشہ دعا قنوت پڑھنا درست نہیں۔ مگر صدور حادثہ عظیمہ مثل محاربہ و طاعون وغیرہ کے بعد از رکوع برائے دفع بلا پڑھے تو درست ہے ورنہ درست نہیں۔ چنانچہ کتاب الاعتبار و فتح القدیر باب الوتر میں حدیث صحیح ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لِاَنَّهٗ حَارَبَ حَيًّا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَنَتَ يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ ۔

ترجمہ: نہیں قنوت کو پڑھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز فجر میں کبھی مگر ایک ماہ اس لئے کہ آپ قبیلہ مشرکین سے جہاد کر رہے تھے۔ قنوت پڑھتے تھے اور ان پر بد دعا کرتے تھے۔ اور اس حدیث کی نسبت علامہ ابن ہمام نے بایں طور لکھا ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ۔ یعنی یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اس میں کسی قسم کا غبار نہیں۔ اور صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۳۷ میں ہے کہ حضرت عاصم نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سوال کیا کہ قنوت اول رکوع کے ہے یا بعد رکوع کے۔ فرمایا اول رکوع کے۔ کہا عاصم نے کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ نے بعد رکوع کے دعائے قنوت کو پڑھا۔ فرمایا اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْا عَلٰى اُنَاسٍ قَتَلُوْا اُنَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ (ترجمہ) نہیں قنوت کو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک مہینہ (رکوع کے بعد) بد دعا کرتے ان لوگوں پر جنہوں نے قتل کیا اصحابوں سے جو لوگ تھے جن کو قاری کہتے تھے اور طبرانی میں غالب بن فرقد سے مروی ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ دو ماہ تک رہا لیکن انہوں نے فجر کی نماز میں دعا قنوت کو نہیں پڑھا اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں سعید بن طارق سے بایں طور حدیث مذکور ہے۔ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِی الْفَجْرِ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ (ترجمہ) کہا میں نے اپنے والد کو کہ آپ نے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے اربعہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ پس کیا یہ نماز فجر میں دعا قنوت پڑھتے تھے۔ پس کہا اس نے کہ فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا نئی بات ہے۔ یہ حضرات نہیں پڑھتے تھے۔ رواہ اہل السنن واحمد وقال الترمذی حدیث حسن صحیح۔ یعنی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور دارقطنی نے حضرت سعید بن جبیر سے بایں طور لکھا ہے اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الْقُنُوْتَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ بِدْعَةٌ (ترجمہ) ابن جبیر حلفاً کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا بدعت ہے۔ اور صاحب بیہقی نے لکھا ہے کہ کہا ابومجلز نے کہ میں نے نماز فجر کی پڑھی پیچھے ابن عمر کے تو انہوں نے قنوت نہیں پڑھی۔ اور میں نے کہا کہ آپ نے قنوت نہیں پڑھی کہ میں نے نماز فجر کی پڑھی پیچھے ابن عمر کے تو انہوں نے قنوت نہیں پڑھی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں کہا لَا اَحْفَظُهٗ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِنَا یعنی میں اپنے اصحاب سے کسی سے یہ طریقہ نہیں رکھتا کہ کسی نے دعا قنوت فجر کی نماز میں پڑھی ہو۔ اور کتاب معانی الآثار کتاب الصلوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا اِنَّهٗ بِدْعَةٌ مَا فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ شَهْرٍ ثُمَّ تَرَكَهٗ یعنی دعا قنوت پڑھنا ہمیشہ فجر کی نماز میں بدعت ہے۔ آپ کی ذات بابرکات نے نہیں پڑھی

دعا قنوت فجر کی نماز میں مگر ایک مہینہ پھر چھوڑ دیا آپ نے پڑھنا اسکا۔ اور ابن ابی شیبہ استاذ بخاری اپنے مصنف میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَقْنُتُوْنَ فِي الْفَجْرِ یعنی صحابہ فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حضرت علی کی لڑائی ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھی لَمَّا قَنَتَ عَلِيٌّ فِي الْفَجْرِ اَنْكَرَ النَّاسُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ یعنی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قنوت کو فجر کی نماز میں پڑھا تو ان پر لوگوں نے انکار کر دیا۔ اور ابن قیم جو کہ وہابی فرقہ کے مرشد ہیں لکھتے ہیں کہ اگر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمیشہ فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا ثابت ہوتا تو ضرور صحابہ سے نقل ہوتا اور اسکے خلاف واقع نہ ہوتا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ آپ نے صرف بددعا کے لئے دعا قنوت پڑھا۔ فَلَمَّا زَالَ تَرَكَ الْقُنُوْتَ یعنی جب آپ کی مراد پوری ہو گئی تو پھر آپ نے ترک کر دیا اسکو۔ اور جن حدیثوں سے ہمیشہ کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہ سب کی سب ضعیف اور قابل عمل نہیں۔ دیکھو فتح القدیر دزاد المعاد و جواہر منفیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی صدور حادثہ ہو جائے تو فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنے میں کوئی خوف نہیں ہوگا اور سوا اس کے جائز نہیں۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب ٭

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری

سوال:- بوقت تکبیر تحریمہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں یا کندھوں تک۔ کیونکہ فرقہ وہابیہ کہتا ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی کوئی حدیث نہیں۔

الجواب:- بوقت تکبیر تحریمہ کانوں تک ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے۔ چنانچہ سنن نسائی و سنن ابوداؤد و سنن دارقطنی و معجم طبرانی و صحیح مسلم وغیرہ کتب معتبرہ میں یہ حدیث مالک بن الحویرث سے مسطور ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ يُحَاذِيْ بِهِمَا اُذُنَيْهِ۔ (ترجمہ) یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تکبیر کہتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں کانوں کے برابر کر دیتے تھے۔ اور مسلم میں مالک سے بایں طور حدیث مذکور ہے اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيْ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ (ترجمہ) یعنی دیکھا انہوں نے آپ کی ذات بابرکات کو کہ اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے یہاں تک کہ مقابل کر دیتے دونوں کانوں کے کناروں تک۔ اور نیز وائل بن حجر سے مروی ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَكَبَّرَ وَوَضَعَهُمَا حَالَ اُذُنَيْهِ (مسلم) ترجمہ:- بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اٹھائے ہاتھ جب کہ داخل ہوئے نماز میں اور تکبیر کہی اور رکھا

دونوں ہاتھوں کو مقابل دونوں کانوں کے اور صاحب کتاب طحاوی شرح معانی الآثار نے براء بن عازب سے بایں طور حدیث بیان کی ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ (ترجمہ) یعنی تھے جب کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تکبیر کہتے شروع نماز میں تو دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاتنک کہ ہوجاتے دونوں انگوٹھے قریب دونوں کانوں کے نیچے کے کناروں تک۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا سنت ہے۔ اور جن حدیثوں سے کندھوں تک اٹھانے کا ذکر آیا ہے انکو علمائے حنفیہ نے عذر پر محمول فرمایا ہے یعنی سردی وغیرہ کی وجہ سے یہ فعل ہوا ہے نقل از معانی الآثار۔ اور فرقہ وہابیہ کا کہنا غلط ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ؂

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی قادری سہروردی عفی عنہ ؂

سوال:۔ اگر کسی شخص نے فرض مغرب وفجر کے بلا جماعت پڑھ لئے ہوں اور پھر جماعت قائم ہوجائے تو جماعت کے ساتھ اسکو شریک ہوجانا جائز ہے یا نہ اور فجر وعصر کے بعد نفل پڑھنے درست ہیں یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ بیشک بعد ازادائے نماز فجر ومغرب جماعت کے ساتھ شریک ہونا درست نہیں۔ چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً مَرَّتَيْنِ میں حدیث اخرجہ دار قطنی بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما مسطور ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّيْتَ فِيْ اَهْلِكَ ثُمَّ اَدْرَكْتَ فَصَلِّهَا اِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ (ترجمہ) بیشک فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب نماز پڑھے تو اپنے گھر میں پھر پاوے تو جماعت کو تو جماعت کو تو پڑھے اسکو مگر فجر اور مغرب کو نہ پڑھے۔ اور اس حدیث کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوع اور صحیح لکھا ہے۔ اور نماز فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنے بھی جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث مسلم وبخاری میں مذکور ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ (ترجمہ) فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد نماز صبح کے کوئی نماز جائز نہیں جب تک نہ بلند ہوجاوے آفتاب۔ نقل از مشکوٰۃ صفحہ ۸۹ مطبوعہ احمدی۔ اور ایسا ہی فتاوے عالمگیر وہدایہ ودر مختار وغیرہ کتب معتبرہ میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب فقط۔

حررہ نظام الدین ملتانی قادری حنفی عفی عنہ

سوال:۔ ہمارے شہر میں ایک حافظ قرآن اور عالم باعمل حنفی المذہب نابینا نہایت پرہیزگار ہے وہ جمعہ کی جماعت کراتا ہے اور اسکے پیچھے لوگ خوشی سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ایک مولوی صاحب ہیں وہ سخت

منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نابینا کے پیچھے نماز ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ یہ مسئلہ کیونکر ہے۔ جواب دو اجر ملے گا ۔

السائل احمد الدین پنشنر جلالپور جٹاں

الجواب :۔ کتب معتبرہ حنفیہ میں لکھا ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے جب کہ نابینا علم اور احتیاط اور پرہیزگاری میں سب سے زیادہ ہو۔ ورنہ مکروہ ہے۔ چنانچہ کتاب الاشباہ والنظائر احکام الاعمیٰ میں مذکور ہے وَتُكْرَهُ إِمَامَتُهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ أَعْلَمَ الْقَوْمِ (ترجمہ) اندھے کی امامت مکروہ ہے مگر جب کہ قوم سے اعلیٰ علم سے ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اور بحر الرائق کتاب الامامت میں مذکور ہے فَإِنْ كَانَ أَفْضَلَهُمْ فَأَوْلىٰ یعنی اگر اندھا قوم سے افضل ہو تو اسکو امامت کرانا بہتر ہے۔ کیونکہ ابن ام مکتوم مدینہ طیبہ میں لوگوں کا امام بنا اور اسوقت انکے برابر پرہیزگاری و علم میں کوئی نہ تھا۔ اور ایسا ہی صاحب فتح المنان نے لکھا ہے إِذَا لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ مِنَ الْبَصِيْرِ أَفْضَلَ فَهُوَ أَوْلىٰ۔ یعنی جب کہ بصیر افضل اور پرہیزگار اندھے سے زیادہ نہ ہو تو اندھے کے پیچھے نماز ادا کرنا بہتر ہے۔ اور ایسا ہی بدائع وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے۔ اور مولوی صاحب کا ایسے عالم حافظ پرہیزگار کے پیچھے نماز کو مکروہ سمجھنا نہایت درجہ کی غلطی ہے اور خلاف حدیث ابن ام مکتوم کے ہے۔ ہاں اگر نابینا اور بینا کے اوصاف برابر ہوں تو بینا کو امامت کے لئے نابینا پر ترجیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ۔

سوال :۔ سورج و چاند کو گہن کیوں لگتا ہے۔ اسکا سبب اور اسکی نماز کی ترکیب مفصل طور پر تحریر کرو۔ اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔ فقط

السائل خادم العلماء حافظ خدا بخش فرخپوری

الجواب :۔ سورج و چاند یہ دونوں خدا کی نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا جینے کے سبب سے ان کو گہن نہیں لگتا۔ چنانچہ حدیث صحاح المصابیح حضرت عبداللہ بن عباس سے مذکور ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ بِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالىٰ اور ایک حدیث میں ہے فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا فَإِنَّ كُلَّ خَبَرٍ فِيْ مِثْلِ هٰذِهِ الْأَحْوَالِ وَالْأَفْزَاعِ مَأْمُوْرٌ بِهٖ لِيَكُوْنَ الْخَيْرَاتُ دَافِعَةً لِلْبَلِيَّاتِ (ترجمہ) فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ سورج و چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں

ہیں نشانیوں میں سے ہے۔ کسی کی موت اور حیات کے سبب سے ان کو گہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ بات دیکھو تو اللہ تعالےٰ کو یاد کرو اور دعا مانگو اور اللہ اکبر کہو اور نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات کرو کیونکہ یہ نیک کام ہولناک اور خوفناک باتوں میں بجالانے کا حکم ہے۔ کیونکہ خیرات وغیرہ نیک کام آفتوں کو دفع کرتے ہیں الخ اور مجالس الابرار صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے فَاِنَّ كُلَّ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ الْمُخَوِّفَةِ الَّتِيْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا عِبَادَهٗ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا (ترجمہ) تحقیق یہ سب خوف کی علامات ہیں جن سے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے نہیں بھیجتے ہم علامات کو مگر ڈرانے کے لئے۔ الخ۔ پس ان دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ سورج وچاند کا کسوف وخسوف وآندھی و طاعون وغیرہ بلیات جو لوگوں میں ظاہر ہوتے ہیں یہ محض ہمارے گناہ کثیرا اور حدود سے گذر جانے کے سبب سے نمودار ہوتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بجلی کی آواز کو سنتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ یعنی اے اللہ ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہم کو ہلاک نہ کر۔ اور قرآن مجید اور حدیث شریف اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالےٰ کسی قوم پر غضب نازل نہیں کرتا مگر جب کہ لوگوں کی نوبت حد سے گذر جاتی ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے پہلے اپنی نشانیوں کے ذریعہ لوگوں کو ڈراتا ہے تاکہ لوگ ڈریں اور توبہ واستغفار کریں۔ اور امام جمعہ کو چاہیئے کہ عوام الناس کو عیدگاہ یا جامع مسجد میں جمع کرے۔ اور ان کو دو رکعت نماز نفل بلا اذان واقامت وبلا خطبہ باجماعت پڑھائے اور دعا واستغفار میں مشغول رہے یہاںتک کہ سورج صاف ہو جائے۔ اگر چاند کو خسوف لگ جائے تو ہر ایک الگ الگ نماز نفل ادا کریں۔ چنانچہ کتب فقہ میں لکھا ہے يَنْبَغِيْ لِاِمَامِ الْجُمُعَةِ اِذَا تَكْسِفُ الشَّمْسُ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي الْجَامِعِ اَوْفِي الْمُصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كُلُّ رَكْعَةٍ بِرُكُوْعٍ وَاحِدٍ كَهَيْئَةِ النَّافِلَةِ بِلَا اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ وَلَا خُطْبَةٍ وَيَقْرَءُ فِيْهِمَا مَا شَاءَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَيُخْفِي الْقِرَاءَةَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا يَجْهَرُ الخ ثُمَّ هُوَ فِي الدُّعَاءِ مُخَيَّرٌ اِنْ شَاءَ دَعَا جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَاِنْ شَاءَ دَعَاءً قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ بِوَجْهِهٖ اَوْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ (ترجمہ) امام جمعہ کو چاہیئے کہ جب سورج کو گہن لگے تو لوگوں کے ہمراہ جامع مسجد یا عیدگاہ میں دو رکعت پڑھے ہر رکعت ایک رکوع سے نفل کی طرح بے اذان وبے اقامت وبے خطبہ اور دونوں رکعتوں میں قرآن مجید جسقدر چاہے پڑھے اور قرأت امام صاحب کے نزدیک خفیہ پڑھنی چاہیئے اور صاحبان کے نزدیک جہر ہے۔ اور جب امام نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر دعا میں اختیار ہے چاہے جسقدر بیٹھ کر دعا مانگے چاہے کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف رخ کرکے دعا مانگے یا قبلہ کی طرف الخ واللہ اعلم بالصواب

المجیب خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال:۔ نماز استسقاء کس طرح پڑھنی چاہیئے اور نماز استسقاء سنت ہے یا مستحب۔

الجواب:۔ نماز استسقاء سنت ہے اور اسکو جماعت سے ادا کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مواظبت اس امر میں نہیں پائی گئی کیونکہ کبھی آپ نے استسقاء کے لئے صرف دعا فرمائی ہے۔ اور کبھی نماز جماعت سے ادا کی ہے۔ پس امام جمعہ یا حاکم وقت پر مستحب ہے کہ لوگوں کو تین یوم پہلے روزوں کا حکم دے پھر ان کو تین یوم متواتر میدان میں لے جاکر دو رکعت نماز نفل بلا آذان واقامت پڑھائے اور دو خطبے پڑھے۔ اور اس میں قرأت بلند پڑھے۔ اور رخ بقبلہ ہو کر دعا برائے حیوانات و نباتات و جماوات و جمیع مخلوقات مانگے اور استغفار کرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھنے کے صدقہ کریں اور دعا مانگنے والا کوئی پرہیزگار آدمی ہو اور لوگ اس پر آمین آمین کہیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور سچے دل سے توبہ کریں۔ نقل از مجالس الابرار صفحہ ۱۱۷ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی غلام یحییٰ شاگرد مولوی غلام محمد نمبردار کہتا ہے کہ طعام پر فاتحہ خوانی دینا ناجائز ہے۔ اور جو سلطان الفقہ جلد اول میں اسکے جواب پر حدیث مسطور ہے وہ ضعیف ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ثابت کریں۔ امام صاحب کا اس مسئلہ کے جواز پر کوئی قول نہیں۔ اگر ہے تو ثابت کریں۔ فقط۔

السائل خادم العلماء غلام عیسیٰ

الجواب:۔ طعام اور کلام پڑھ کر فاتحہ دینا بارواح بزرگاں وغیرہ جائز بالاتفاق ہے۔ خواہ طعام روبرو رکھا جائے یا غائب۔ اور اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے اور نادانی۔ کیونکہ اس پر اجماع امت کا ہو چکا ہے چنانچہ کتاب شرح الصدور میں مذکور ہے اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ مَازَالُوْا فِیْ کُلِّ عَصْرٍ بِمِصْرٍ یَجْتَمِعُوْنَ وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لِمَوْتٰھُمْ مِنْ غَیْرِ نَکِیْرٍ فَکَانَ اِجْمَاعًا (ترجمہ) یعنی بیشک مسلمان ہمیشہ ہر زمانے میں جمع ہوتے ہیں اور پڑھتے ہیں قرآن مجید واسطے بخشش مردوں اپنکے کے سوا انکار کرنے کسی منکر کے یعنی کسی نے اسکا انکار نہیں کیا۔ پس یہ ہوا اجماع اور کتاب ہدیۃ الحرمین صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے فِی الْعُرْفِ الَّذِیْ شَاعَ فِیْ دِیَارِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اِنَّ الْقَوْمَ یَجْتَمِعُوْنَ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ بِاَنْوَاعِ الذِّکْرِ وَیَتَصَدَّقُوْنَ بِاَنْوَاعِ الْمَاکُوْلَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَیُھْدُوْنَ ثَوَابَھُمْ لِمَوْتٰھُمْ الخ (ترجمہ) بیشک قوم جمع ہوتی ہے اور پڑھتی ہے قرآن کو اور ذکر کرتی ہے اللہ کا ساتھ طرح طرح کے ذکر کے اور تصدق کرتے ہیں قسم قسم کے کھانے اور پینوں سے اور ہدیہ دیتے ہیں اور بخشتے

ہیں ثواب انکا مُردوں اپنوں کو۔ اور فتاوی نوادر و مجموع الروایات میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امیر حمزہ کے لئے سوم وچہلم ششماہی تک طعام و کلام کا ثواب ان کی روح کو پڑھ کر بخشا۔ اور جو معترض صاحب نے حضرت ابوذر کی حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔ جناب وہ کونسی قسم کا ضعف ہے بیان کریں۔ اور اگر بالفرض وہ حدیث ضعیف ہے تو محدثین کے نزدیک اعمال نیک میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا بھی درست ہے۔ اور اس مسئلہ کی بحث ہم جلد ششم میں بادلائل قویہ و احادیث صحیحہ کر چکے ہیں۔ اور ہدیۃ الحرمین صفحہ ۶۹ ملاحظہ کریں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بقلم خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ ۱۲

سوال:۔ تقلید شخصی کس لئے معین کی گئی ہے اور اس کی وجہ کیا ہے جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ تقلید شخصی اس لئے کی جاتی ہے کہ انسان مسائل اختلافیہ میں پڑ کر مرتکب حرام نہ ہو جائے کیونکہ ایک مسئلہ میں کئی طرح کے اختلافات نظر آتے ہیں۔ ایک کے نزدیک حلال دوسرے کے نزدیک حرام۔ اس لئے ایک مذہب کی تقلید کے بغیر غیر مجتہد کو چارہ نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب عقد الجید صفحہ ۳۱ میں فرمایا ہے اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلَحَةٌ عَظِيْمَةٌ وَّفِی الْاِعْرَاضِ عَنْهَا مَفْسَدَةٌ كَبِيْرَةٌ وَّنَحْنُ نُبَيِّنُ ذٰلِكَ بِوُجُوْهٍ اَحَدُهَا اَنَّ الْاُمَّةَ اَجْمَعَتْ عَلٰی اَنْ يَّعْتَمِدُوْا عَلَی السَّلَفِ فِیْ مَعْرِفَةِ الشَّرِيْعَةِ فَالتَّابِعُوْنَ اِعْتَمَدُوْا فِیْ ذٰلِكَ عَلَی الصَّحَابَةِ وَتَبَعُ التَّابِعِيْنَ اِعْتَمَدُوْا عَلَی التَّابِعِيْنَ وَهٰكَذَا فِیْ كُلِّ طَبَقَةٍ الخ

ترجمہ:۔ یعنی جان تو کہ ان چار مذاہب کے اخذ کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور اس سے انکار کرنے سے بڑا فساد ہے ہم اسکو کئی وجوہ سے ظاہر کرتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ امت نے اجماع کیا ہے اس پر کہ شریعت کے معلوم کرنے میں سلف پر اعتماد کریں۔ پس تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر۔ اسی طرح ہر طبقہ میں علماء نے اپنے اگلوں پر اعتماد کیا اور عقل اس کے حسن پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ شریعت نہیں پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے۔ اور نقل نہیں درست ہوتی مگر اسطور سے کہ ہر طبقہ پہلوں سے بالاتصال اخذ کرے۔ اور استنباط میں ضروری ہے کہ متقدمین کا مسلک جانے تاکہ ان کے اقوال سے خارج ہو کر خارق اجماع نہ ہو جائے۔ الخ پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ تقلید معین میں مصلحت عظیمہ ہے اور اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے۔ لہذا عامیان کو چاہیئے کہ مسائل اجتہادیہ میں تقلید مجتہد کی کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ الغرض مجتہد کو مسائل اجتہادیہ میں ضرور مجتہد کی تقلید کرنی

چاہئیے۔ فقط۔ بقلمہ خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال:۔ کتب فقہ معتبرہ میں جو مسائل ہیں اور ان کی تائید پر حدیثیں بھی کہیں کہیں لکھی ہوتی ہیں اور جب مسئلہ حدیث اور فقہ کا بلا اسناد فرقہ وہابیہ کے پیش کیا جاتا ہے تو وہ کہدیتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو ہرگز نہ مانیں گے جب تک اس کی اسناد ہمکو نہ بتلائی جائیں۔ کیا یہ انکا کہنا مطابق حکم خداوند رحیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے یا برعکس۔ یہ مسئلہ کیونکر ہے جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اسناد حدیث کا دریافت کرنا حکم خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہیں۔ اگر یہ وہابی دکھا دیں تو یک صد روپیہ انعام حاصل کریں۔ اور کتب مشہورہ معتبرہ میں جو مسائل فقہ اور احادیث کے درج ہیں ان کی اسناد دریافت کرنا۔ اور مسئلہ فقہ پر طعن کرنا نہایت درجہ کی جہالت وسفاہت ہے چنانچہ کتاب الانصاف فصل اسباب اختلاف میں بایں طور لکھتے ہیں۔ جو طبقہ اہلحدیث کا ہے سو بیشک اکثر انکے سعی کرتے ہیں صرف روایات میں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اس حدیث سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہے اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے معنوں کو اور نہیں استنباط کرتے ان کے اسرار کا اور نہیں لگاتے ان کے خزانے اور فقاہیت اور بسا اوقات فقہا پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں۔ اور اکثر مخالفت حدیث کا دعوے کرتے ہیں۔ حالانکہ نہیں جانتے کہ وہ خود ان کے مبلغ علم سے قاصر ہیں اور ان کے حق میں بُرے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں الخ اور عقد الجید صفحہ ۵۱ و ۵۲ میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں کہ ثبوت مسئلہ کے دو طرق ہیں یا تو اسکے واسطے سند پائی جاوے یا اس کتاب مشہورہ سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھوں ہاتھ چلی آئی ہے جیساکہ کتابیں امام محمد کی اور مثل ان کی تصانیف ومسانید مشہورہ مجتہدین کی۔ اس لئے کہ وہ بمنزلہ خبر متواتر یا مشہور کے ہیں۔ اسی طرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے۔ اور فتاویٰ قنیہ میں ہے کہ جو کسی کا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور میں مذہب اسکا مدون ہوا اور ہاتھوں ہاتھ وہ کتابیں ایک دوسرے سے نقل ہو کر چلی آتی ہوں۔ پس اس کے ناظر کو یہ کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص نے یہ کہا ہے اگرچہ اسکو کسی نے سنا ہو جیسے کتابیں امام محمد کی اور موطا امام مالک کا۔ اور سوا ان کے ان کتابوں سے جو اقسام علوم میں تصنیف کی گئی ہیں۔ اس لئے کہ ان کا اسطور سے پایا جانا بمنزلہ تواتر وخبر مشہور کے ہے کہ مثل اس کے نہیں محتاج ہوتی ہے طرف اسناد کے الخ پس ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ مسئلہ اجتہادیہ میں سند ضرورت کی نہیں۔ اور علاوہ اس کے فقیر کہتا ہے کہ حدیثوں کے اسناد پر زور دینا اور ان کے اوپر فیصلہ سمجھنا نہایت درجہ کی غلطی ہے کیونکہ ایک حدیث

کو ایک شخص کہتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور دوسرا اسی حدیث کو لا بأس بہ کہہ دیتا ہے۔ لہذا صحت اور ضعف اور وضع حدیث میں اسقدر اختلاف نظر آتا ہے کہ کوئی بات طے ہو ہی نہیں سکتی چنانچہ حدیث صلوٰۃ التسبیح کی صحیح ہے اور اسکو ابن جوزی نے موضوع کہدیا ہے۔ اور صحیح حدیث جو معازف کی حرمت کے بارہ میں بخاری نے بیان فرمائی ہے اسکو مردود کہہ دیا ہے۔ سچ ہے اَلْحَدِیْثُ مُضِلَّۃٌ اِلَّا لِلْفُقَہَاءِ باقی مفصل ذکر اغلاط البخاری میں ملاحظہ فرمائیں جو عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: چہ فرمایند علمائے راسخین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ قیام رمضان المبارک والمنظم عند اللہ لعشرین رکعت ثابت است یا نہ۔ واگر ثابت است پس از کدام ادلہ متناولہ شرعیہ راجحیہ زیراکہ اہل الظواہر یعنی غیر مقلدین قائل بہ ہشت رکعت اند ومیگویند کہ اول بست رکعت ثابت نیست واگر ثابت است آں ہم از بعض ملنۂ گاں است وآں قابل حجت نیست۔ دیگر اینکہ اگر کسے بکذا الفاظ بحق عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ مجتہدین از زبان یا من حیث التحریر بگوید آیا کافر گردد یا نہ بینوا توجرکم اللہ تعالےٰ فی الدارین احسن الاجر۔

الجواب بالصواب بتوفیق ملک الوھاب

اقول وباللہ التوفیق۔ ثبوت تراویح بست رکعت ثابت المثبت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک نہ غیرہم کے نزدیک۔ جیساکہ جوہر النقی شرح البیہقی میں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ اَخْرَجَہٗ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ اس میں جو حافظ نے فرمایا کہ یہ حدیث معارض ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور وہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی صحیح ہے کما قالت مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَ رَکْعَۃً۔ مگر علامۃ القاری نے فرمایا مجیبًا عنہ ولا یبعد ان ابن عباس حصل لہ العلم من غیر طریق عائشہ من سائر امہات المؤمنین وقال العناد علی کل تقدیر فالعمل بحدیث ابن عباس راجح وقال ویکفینا مارواہ البیہقی فی المعرفۃ باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کنا نقوم زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ والوتر وھذا کالاجماع من غیر منکر وقد ورد علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین بعدی ثم الظاھر من کلام ابن عباس انہ کان یصلی عشرین رکعۃ فی لیالی رمضان من اولھا وکلام عائشہ مشیر ای صلوۃ التہجد کما بینتہ بقولھا یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن الحدیث معانی الآثار قال المحقق مولانا مولوی عبد الحی مرحوم ومغفور اما عدد کا صلی ثابت من اخبار الآثار انہ علیہ السلام

كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً والوتر فی رمضان تعلیق و قد ثبت عن البیھقی ان ابن الخطاب جمع الناس علیٰ ثلث وعشرین رکعۃ نافہم من ھذا ان التراویح عشرین رکعۃ والوتر ثلاث رکعات تعلیق۔ اور کہا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے قد ثبت ان التراویح عشرین رکعۃ لان المسلمین قد اجمعوا علیٰ ذالک جامع الصغیر۔ اور کہتا ہوں کہ مقصود قیام رمضان سے طلب ثواب ہے اور تقرب الی اللہ پس ثواب بیست رکعت میں ہے زائد میں۔ اور یہ کہ عبادت اکثر سجدات والی افضل ہے دوسری سے اور سجدات بیست میں اکثر ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ آجتک اتفاق بیست پر ہی ہے۔ ہاں بعض غیر مقلدین کا خلاف ہے ولا اعتبار لہ۔ اور مسلمانوں کا حسن بھی بیست رکعات پر ہے وَقَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ حَسَنٌ عِنْدَ اللهِ وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِيْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ قَبِيْحٌ اور جو کوئی علمائے دین کے حق یا سلف صالحین کے حق میں ایسے ایسے الفاظ مذکورہ بالا کہے تو وہ کافر ہے۔ کما قال حسب المفتین مَنْ سَبَّ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا فَيَكْفُرُ وَطُلِّقَتْ امراتُهٗ وَلَا تَحِلُّ ذَبِيْحَتُهٗ وَلَيْسَ حَاجَةُ للهِ تَعَالىٰ فِيْ عِبَادَتِهٖ صفحہ ۱۱۱ سطر ۴ وقال الصٰا لَا يَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ وَلَا يَدْخُلُ فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ وَلَيْسَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَدْفَنُوْهُ اِذَا مَاتَ اس سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہابی جو سلف صالحین کے حق میں جا بجا گالیاں بولتے ہیں اسلام سے خارج ہیں۔ ہاں بعض وہابی جو منصف مزاج ہیں۔ فقط۔

العبد ابوالخیر محمد میر عالم سنی الحنفی ہزاروی حال وارد عاولگڑھ

مجیب کے فتوی بیس رکعت تراویح پر خادم شریعت کو اتفاق ہے اور اس سے انکار کرنا محض جہالت پر مبنی ہے کیونکہ اس مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسپر اتفاق ہے اور کتاب سبل السلام شرح بلوغ المرام میں بایں الفاظ حدیث مذکور ہے وفی البیھقی ان عمر امر ابا کعب وتمیما الداری یقومان بالناس لعشرین رکعۃ وفی روایۃ الثانی انھم کانوا یقومون فی زمان عمر لعشرین رکعۃ وفی روایۃ بثلاث و عشرین رکعۃ وفی روایۃ ان علیا رضی اللہ عنہ کان یؤمھم لعشرین رکعۃً ویوتر بثلاث وقال البیھقی فیہ قوۃ الخ

ترجمہ:۔ ابن ابی کعب وتمیم داری کو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائیں اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ۲۳ رکعت اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ لوگوں کو بیس رکعت

تراویح پڑھاتے تھے اور تین وتر اور کہا امام بیہقی نے یہ روایت قوی ہے اور کتاب جامع الآثار صفحہ ۳۴ میں ہے کہ کہا سائب بن یزید نے کہ ہم حضرت عمر کے زمانہ میں مع وتر ۲۳ رکعت تراویح پڑھتے تھے اور کہا امام نووی نے اسکی سند صحیح ہے وقال عبد البر وهو قول جمهور العلماء وبه قول الكوفيون والشافعي واكثر الفقهاء وهو الصحيح اور جو وہابی لوگ ابی بن کعب سے ۸ رکعت تراویح کا ثبوت پیش کرتے ہیں وہ خلاف تمام صحابہ رضی اللہ عنہما کے ہے۔ اور اس کو آئمہ اربعہ سے کسی نے سند نہیں پکڑا لہذا وہ روایت قابل عمل نہیں۔ فقط

خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال :۔ ٹوپی سے نماز کسی صحابی نے پڑھی ہے یا نہیں۔ اور نماز میں دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو کہاں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہابی لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ کو کلائیوں پر رکھنا چاہیئے۔ اسکا جواب حدیث بخاری وغیرہ سے دیں۔ اجرلیکا۔

الجواب :۔ بیشک ٹوپی سے نماز پڑھنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ہاتھ دائیں کو بائیں کے پونہچے پر باندھنا سنت ہے۔ چنانچہ کتاب صحیح بخاری صفحہ ۲۱ سیپارہ پانچ سطر ۲ میں بایں طور حدیث مذکور ہے وَوَضَعَ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَهُ فِي الصَّلٰوةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَفَّهُ عَلٰى رُسْغِهِ الْاَيْسَرِ الخ ؛

ترجمہ :۔ یعنی رکھی ابو اسحٰق نے ٹوپی اپنی نماز میں اور اٹھایا اسکو اور رکھا حضرت علی نے ہاتھ اپنا اوپر پونہچے اپنے بائیں کے۔ اور ایسا ہی کتاب آثار محمد رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے وہو ہذا انا ابوحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَمِدُ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَالَ مُحَمَّدٌ يَضَعُ بَطْنَ كَفِّهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى رُسْغِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُوْنُ الرُّسْغُ فِي وَسْطِهِ الْكَفِّ ؛

ترجمہ :۔ یعنی خبر دی مجھکو ابوحنیفہ نے حماد سے۔ وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے تحقیق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑتے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے درانحالیکہ عاجزی کرتے تھے خالص اللہ تعالےٰ کے لئے۔ کہا محمد نے کہ رکھتے تھے آپ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے پونہچے پر نیچے ناف کے اور ہوتا پونہچا بائیں ہاتھ کا درمیان دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے الخ۔

اور کہا ابوالمحاسن شارح ترمذی نے کتاب فوز الکرام میں کہ هٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ یعنی سند اس حدیث کی بہت صحیح اور درست ہے۔ اور باقی ذکر اسکا جامع الآثار صفحہ ۲۹ وسلطان الفقہ جلد اول و سوم میں دیکھو۱۲

اور ٹوپی سے نماز پڑھنی جائز ہے۔ چنانچہ فتاوٰی برہنہ وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے۔ ہاں اگر دستار موجود ہو تو پھر ٹوپی سے نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ کیونکہ دستار کو ٹوپی سے فضیلت ہے۔ اور بہتر ہے کہ ٹوپی پر دستار کو باندھے تاکہ درمیان سر کا بھی ڈھکا جائے۔ اور ہر دو امور میں احتیاط ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ؎

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال: آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ منورہ کی کیا فضیلت ہے؟ اور محض اسکی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ ابن عبدالوہاب نے اپنی تصنیف کتاب التوحید میں لکھا ہے کہ نبی و ولی وغیرہ کے مقبرہ کی طرف سفر کر کے جانا حرام ہے اور اپنے باطل دعوٰی پر حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃٍ بھی پیش کرتی ہے۔ اب اسکا جواب بسند صحیح تحریر فرمادیں ؎

الجواب: بخاری سیپارہ پانچ صفحہ ۳۰ حدیث باسناد صحیح روضہ منورہ کی فضیلت پر بایں طور شاہد ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ الخ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ درمیان گھر میرے اور منبر میرے کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں سے اور حدیث میں مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ بھی وارد ہے۔ اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ بھی آیا ہے۔ یعنی درمیان قبر اور منبر میرے کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں سے۔ اور منبر میرا اوپر حوض میرے کے ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں آکر نماز ادا کرے تو اسکو ہزار نماز سے زیادہ ثواب ملے گا۔ وہو ہذا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؎

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ ایک نماز بیچ مسجد میری کے بہتر ہے ہزار نماز سے بیچ ماسوا اسکے کے مگر مسجد کعبہ۔ اور مکہ و مدینہ طیبہ کی فضیلت تمام روئے زمین کے شہروں پر باتفاق علمائے دین کے ہے۔ چنانچہ کتاب بخاری باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ثانی صفحہ ۱۰۷۳ میں مذکور ہے حَضَّ عَلٰی اتِّفَاقِ اَھْلِ الْعِلْمِ وَمَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْحَرَمَانِ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃَ وَمَا کَانَ بِھَا مِنْ مَشَاھِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ الخ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ترغیب دی اتفاق اہل علم پر کہ جس پر اجماع کیا اہل حرمین مکہ و مدینہ نے۔ اور جو کچھ مشاہدہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہاجرین و انصار کا ہے اور مصلّٰی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور منبر اور قبر آپ کی الخ۔ اور اس پر علامہ کرمانی نے حاشیہ شرح بخاری پر لکھا ہے وقال

مَالِكٌ اِجْمَاعُ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ حُجَّۃٌ یعنی کہا امام مالک نے کہ صرف اتفاق مدینہ شریف والوں کا دلیل شرعی ہے۔ نقل از توضیح دلائل صفحہ ۱۹۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ واقوال آئمہ اربعہ سے ثابت ہے وھو ھذا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ہ یعنی فرمایا اللہ تعالے نے کہ جب اے حبیب وہ ظلم کریں اور تیرے دربار میں حاضر ہوکر بخشش طلب خدا سے کریں تو آپ بھی بخشش ان کے لئے مانگیں تو اللہ تعالے کو پائیں گے بخشنے والا مہربان ؛

آیت دوم :۔ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِكْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔ یعنی جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہجرت کے لئے نکلے پھر اسکو راستہ میں موت آجائے تو اللہ تعالے کے اوپر ہوگا اسکا اجر ؛

پس ان ہر دو آیات سے ظاہر ہوا کہ جب لوگوں کے گناہ بیشمار ہو جائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار شریف پر حاضر ہوکر بخشش طلب کریں۔ اور اگر راستہ میں مرجائیں تو ان کا اجر اللہ تعالے کے ذمہ ہوگا۔ اور بخشش طلب کرنا آپ کی حیات میں مقید نہیں بلکہ آپ کے انتقال کے بعد بھی ہمیشہ کے لئے باقی ہے۔ چنانچہ ارشاد الہٰی وارد ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ اور جب کوئی مومن آپ کے دربار شریف پر جائے تو اسکو مستحب ہے کہ یہ آیت پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد ایک اعرابی آپ کے دربار شریف یعنی آپ کے مقبرہ منورہ پر کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بہت گناہگار ہوں۔ آپ میرے لئے دعائے مغفرت فرمایئے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربت شریف سے آواز آئی کہ اللہ تعالے نے تجھے بخشدیا ہے۔ نقل از جوہر المنظم۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صاحب نے زیارت روضہ منورہ پر اجماع قائم کیا ہے اور اس بارہ میں بہت سی احادیث بھی نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند حدیثیں فقیر بھی تحریر کر دیتا ہے۔ وھو ھذا مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی جس نے کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کیا۔ اور اس حدیث کو ابن عدی نے روایت کیا ہے ؛

حدیث دوم :۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یعنی جو شخص میری مزار کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی ؛

حدیث سوم :- مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ اور حدیث لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ کا مطلب یہ نہیں ہے جوکہ فرقہ وہابیہ نے سمجھ رکھا ہے کہ سفر کرنا برائے زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیائے عظام شرک اکبر ہے۔ بلکہ اس حدیث صحیح سے مراد یہ ہے کہ سوا مسجد کعبہ و مسجد نبوی و مسجد بیت المقدس کے اور مسجدوں کی طرف برائے تعظیم و نماز کی غرض سے سفر نہ کرنا چاہیئے اور اگر اس حدیث شریف سے یہ عبارت مقدر نہ مانی جاوے کی تو تمام سفر کرنے حرام تصور کرنے پڑیں گے۔ باقی مفصل ذکر اسکا جلد اولین میں گذر چکا ہے۔ ان سے مطالعہ کریں۔ فقط۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص موضع چراغشاہ والہ سے عرصہ چھ سات سال کا ہوا ہے کہ ملک چین میں کئی ایک ہمراہیوں کے ساتھ مل کر چلا گیا ہے۔ چار سال متواتر اسکی چھٹیاں اور روپے آتے رہے ہیں۔ اب عرصہ دو سال کا ہوا ہے کہ اس نے کوئی خط روانہ نہیں کیا۔ لیکن اسکے ہمراہیوں کے خطوط اسکو زندہ بتلاتے ہیں۔ اب ایک مفتی بکھیلوالہ مسمی محمد یوسف غیر مقلد نے اس کی زوجہ کو نکاح ثانی کا فتویٰ دے دیا ہے۔ اس پر میاں محمد غیر مقلد نے اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا ہے۔ اب یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور نکاح خوان و مفتی غیر مقلد پر کیا تعزیر ہے۔ جواب بسند الکتاب تحریر فرماویں۔ فقط

السائل : خادم العلماء جلال الدین امام مسجد موہیوالہ ڈاک خانہ
فتح گڑھ پنجتور ضلع فیروزپور

الجواب :- یہ نکاح نزدیک علمائے محققین اہلسنت وجماعت کے ہرگز ہرگز درست نہیں۔ اور قرآن مجید و احادیث صحیحہ و اقوال آئمہ اربعہ بھی اسی بات پر شاہد ہیں۔ جیسا کہ ان دلائل قاطعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ

ترجمہ :- فرمایا اللہ تعالے نے، حرام کی گئیں تم پر خاوند والی عورتیں۔ مگر وہ جن کے مالک ہوئے دہنے ہاتھ تمہارے۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ سوا ان عورتوں کے جو دار الحرب سے پکڑ لائے ہوں دوسری خاوند والی جائز نہیں یعنی ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مفقود کی زوجہ کا نکاح تو بالیقین ہو چکا اور بدوں طلاق و موت مفقود کے وہ عورت کسی سے نکاح نہیں کر سکتی اور اسکی موت یا طلاق میں تو وہم و شک ہے کہ شاید وہ مر گیا ہوگا یا طلاق دے دیا ہوگا۔ تو اس صورت میں نکاح نہیں ٹوٹ سکتا کیونکہ اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّکِّ ایک مسلہ اصول ہے۔ اور حدیث مرفوع بھی اسپر شاہد ہے۔ چنانچہ تقویم صفحہ ۲۷ و اخرجہ دار قطنی میں

بایں طور مسطور ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِمْرَأَۃُ الْمَفْقُوْدِ اِمْرَأَتُہٗ حَتّٰی یَاْتِیْھَا الْخَبَرُ یعنی مفقود کی بی بی اسکی بی بی ہے جب تک پاوے خبر موت یا طلاق کی۔ اور اسی کتاب میں ہے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے قَالَ فِیْ اِمْرَأَۃِ الْمَفْقُوْدِ ھِیَ اِمْرَأَۃٌ اُبْتُلِیَتْ فَلْتَصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَھَا مَوْتٌ اَوْ طَلَاقٌ اَخْرَجَہٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ؎

ترجمہ:۔ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیچ حال عورت گم مردکے کہ وہ عورت مبتلا ہے۔ پس چاہیئے اسکو کہ صبر کرے۔ یہاں تک کہ آوے اسکو خبر موت یا طلاق کی الخ؎ اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ دو حدیثیں ضعیف ہیں دیکھو کتب اسماء الرجال فتاوٰی عبدالحی حنفی۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ان میں کلام ہے لیکن ان کے متن کی صحت میں کسی فرد و بشر کو کلام نہیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے جو ان کے روایات میں جرحیں ہوئی ہیں وہ سب کی سب مبہم و مجمل ہیں جو کہ محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہیں۔ اور صاحب شافی نے لکھا ہے کہ جس حدیث سے کوئی مجتہد استدلال پکڑے تو وہ حدیث صحیح تسلیم کی جاتی ہے فہو ہذا اَلْمُجْتَھِدُ اِذَا اسْتَدَلَّ بِحَدِیْثٍ کَانَ تَصْحِیْحًا لَّہٗ یعنی مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ استدلال اس حدیث کی تصحیح ہوگا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ امام شافعی و امام اعظم رحمۃ اللہ علیہما نے ان حدیثوں سے استدلال اخذ کیا ہے لہذا یہی انکے صحیح ہونے کی دلیل کافی ہے۔ اور علاوہ اسکے نظم الدرر کی شرح میں لکھا ہے اَلْمَقْبُوْلُ مَا تَلَقَّاہُ الْعُلَمَاءُ بِالْقَبُوْلِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ اِلٰی اٰخِرِھَا اَوْ وَافَقَ اٰیَۃً مِّنْ کِتَابِ اللہِ اَوْ بَعْضَ اُصُوْلِ الشَّرِیْعَۃِ حَیْثُ لَمْ یَکُنْ فِیْ سَنَدِہٖ کَذَّابٌ عَلٰی مَا ذَکَرَہُ الْحَصَّارُ یعنی حدیث کی صحت کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ صاحب علم اس حدیث شریف کے ساتھ قائل ہوں۔ اور مقبول وہ حدیث ہے جسکو علمائے دین نے قبول فرمایا ہو۔ اگرچہ اس حدیث کی سند صحیح نہ ہو یا کسی آیت کے موافق ہو تو وہ حدیث بھی مقبول ہوتی ہے۔ یا بعض اصول شریعت کے مطابق ہو اور اسکی سند میں کوئی کذاب نہ ہو۔ ہکذا فی السخاوی شرح الفیہ و تصنیف ابن حجر۔ اور صاحب نصب الرایہ نے صفحہ میں بایں طور اس مسئلہ کو حل کیا ہے اَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ اِنَّ عَلِیًّا قَالَ فَذَکَرَہٗ سَوَاءً وَاَخْبَرَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتْبَۃَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ تَتَرَبَّصُ حَتّٰی تَعْلَمَ اَحَیٌّ ھُوَ اَمْ مَیِّتٌ الخ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَافَقَ عَلِیًّا عَلٰی اَنَّھَا تَنْتَظِرُہٗ اَبَدًا

ترجمہ:۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ مفقود کی بی بی وہ عورت ہے جو آزمائی گئی ہے۔ پس چاہیئے کہ صبر کرے۔ یہاں تک کہ آوے اسکو خبر موت یا طلاق کی۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود بھی اس مسئلہ حضرت علی

کے موافق ہیں اور وہ عورت اپنے خاوند کا ہمیشہ انتظار کرے۔ اور فتاوے نعمانیہ میں اسکے تحت میں یوں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث تلخیص میں جو روایت امام شافعی نے بھی لکھی ہے اور کہا کہ بیہقی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے۔ اس روایت میں حضرت علی نے اس شبہ کا بھی جواب دے دیا جو عموماً لوگ کرتے ہیں کہ اگر نکاح نہ کیا جاوے تو پھر وہ عورت کیا کرے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس عورت کو یہ خدا کی طرف سے ابتلا ہے۔ اسکو چاہیئے کہ صبر کرے۔ پس یہ موقوف حدیثیں اس مرفوع حدیث کی تائید کرتی ہیں جو اوپر گذر چکی ہے۔ اور استحکان سے قوت حاصل ہو گئی۔ رہی یہ بات کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک عورت کو چار برس کی مدت تک کا حکم فرمایا تھا۔ بیشک! لیکن اس میں چند شرائط ہیں جو انکے اثر کی تمام مرویات سے نکلتے ہیں۔ یہ کہ عورت قضا قاضی میں نالش کرے۔ قاضی اسکو چار برس کی انتظاری کا حکم دے اور یہ مہلت اس تاریخ سے شروع ہو گی جس میں اس نے مرافعہ کیا ہے۔ اس سے پہلے خواہ کتنے ہی برس بیٹھی رہے وہ شمار نہیں۔ پھر چار برس گذر جانے کے بعد قاضی اسکے خاوند کے ولی سے طلاق دلوا دے۔ پھر وہ عورت عدت گذارے تو اب یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ہمارے ملک میں قضا کا کس کو اختیار ہے۔ اور باقی شرائط کب موجود ہوتے ہیں الخ اور افسوس ہے کہ جب فرقہ وہابیہ صحابی کے قول کو حجت نہیں مانتے تو پھر اپنا الو سیدھا کرنے کی خاطر خواہ مخواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جو مجروح ہے پیش کر دیتے ہیں۔ اور حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے فیصلہ کو پس پشت پھینک دیتے ہیں۔ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۲۸ صفحہ ۴۶۵ کی جو عبارت ذیل میں درج ہے اس کی طرف بھی کچھ غور نہیں کرتے إِذَا اخْتَلَفَ اَصْحَابَةٌ لَمْ يَكُنْ قَوْلُ بَعْضِهِمْ حُجَّةً بِغَيْرِ مُرَجِّحٍ یعنی جب کہ اصحابہ مختلف ہوں تو ان میں سے کسی کا قول بغیر مرجح کے حجت نہیں ہے۔ اس لئے حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسکا فیصلہ مطابق قرآن مجید اور حدیث مرفوع کے ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فیصلہ پر کوئی آیت شاہد نہیں اور نہ ہی وہ حدیث مرفوع ہے۔ صرف قیاس و اجتہاد ہے۔ اور علاوہ اسکے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا رجوع بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ہدایہ شریف و فتح القدیر و عنایہ و علامہ بدر الدین عینی نے ملتقط صحیح کرکے اپنی اپنی تالیفات میں لکھا ہے۔ اور فتاوی نعمانیہ بحوالہ کتاب امام محمد الحجج سے لکھا ہے ثُمَّ رُوِّيْنَا اِنَّ عُمَرَ رَجَعَ عَنْ هٰذَا بِعَيْنِهٖ اِلٰى قَوْلِ عَلِيٍّ تَعَالٰى عَلِيٌّ هِيَ اِمْرَأَةُ الْاَوَّلِ لَا يَتَزَوَّجُ حَتّٰى يَاْتِيَهَا الْخَبَرُ بِطَلَاقِهٖ اَوْ بِمَوْتِهٖ وَهٰذَا اَحَبُّ اِلَيْنَا وَاَشْبَهُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الخ اور ایسا ہی محلی شرح موطا میں ہے۔ اور امام زیلعی نے نصب الرایۃ اخرج ابن ابی شیبہ

سے تحریر فرمایا ہے ۔ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ وَجَابِرِ ابْنِ زَیْدٍ وَالشَّعْبِیِّ وَالنَّخَعِیِّ کُلُّهُمْ قَالُوْا لَیْسَ لَهَا اَنْ تَتَزَوَّجَ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ مَوْتُهٗ ؕ

ترجمہ :- یعنی ابی قلابہ وجابر بن زید وشعبی ونخعی سب فرماتے ہیں کہ مفقود کی بی بی کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ مفقود کی موت ظاہر ہو جاوے ۔ اور امام شافعی اور اہل کوفہ اور ایک قول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی طرح ہے۔ چنانچہ فتح الباری جزو ۲۲ صفحہ ۱۶۶ میں بایں طور مسطور ہے وَمِنْ طَرِیْقِ النَّخَعِیِّ لَا تَتَزَوَّجُ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ اِمْرَأَةٌ وَهُوَ قَوْلُ فُقَهَاءِ الْکُوْفَةِ وَالشَّافِعِیِّ وَبَعْضِ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ الخ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ مَنْ غَابَ عَنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ یُعْلَمْ خَبَرُهٗ لَا تَاجِیْلَ فِیْهِ وَاِنَّمَا یُؤَجَّلُ مَنْ فُقِدَ فِی الْحُرُوْبِ اَوْ فِی الْبَحْرِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ یعنی امام احمد و اسحٰق فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے اہل سے غائب ہو جاوے اور اسکی کوئی خبر معلوم نہ ہو اس میں کوئی مدت نہیں۔ یعنی اسکی بی بی چار سال کے بعد نکاح نہیں کر سکتی البتہ جو شخص لڑائی میں یا دریا میں اور مثل اس کے جس میں مظنہ ہلاک گم ہو جائے تو اس کے لئے مدت ہے۔ اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے وَفَرَّقَ مَالِكٌ بَیْنَ مَنْ فُقِدَ فِی الْحُرُوْبِ فَتُؤَجَّلُ الْاَجَلُ الْمَذْکُوْرُ وَبَیْنَ مَنْ فُقِدَ فِیْ غَیْرِ الْحُرُوْبِ فَلَا تُؤَجَّلُ بَلْ تَنْتَظِرُ مُضِیَّ الْعُمْرِ الَّذِیْ یَغْلِبُ عَلَی الظَّنِّ اَنَّهٗ لَا یَعِیْشُ اَکْثَرَ مِنْهُ ؕؕ

ترجمہ :- حضرت امام مالک فرماتے ہیں درمیان اس شخص کے جو لڑائی میں گم ہو اسکی عورت کو چار سال کی مہلت دی جاوے ۔ اور درمیان اس شخص کے جو لڑائی کے سوا کسی جگہ گم ہو جائے اسکو مہلت نہ دی جاوے گی بلکہ اس عورت اتنا عرصہ انتظاری کرے کہ ظن غالب ہو کہ اس سے زیادہ ایک زندہ نہیں رہ سکتا الخ ؛ اور امام صاحب کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور جو فقہائے کرام نے ستر یا نوے سال کا حکم لگایا وہاں سے مراد موت حکمی ہے نہ حقیقی ۔ لہذا وہ عورت نوے یا ساٹھ ستر سال زوج مفقود الخبر کی عمر گذر جانے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے ۔ اور امام بخاری کا مذہب بھی مطابق امام صاحب کے ہے۔ دیکھو عینی شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۵۸۹ و فتح الباری مطابقة الترجمة مِنْ حَیْثُ اَنَّ الضَّالَّةَ کَالْمَفْقُوْدِ فَلَمَّا لَمْ یَزُلْ مِلْكُ الْمَالِكِ فِیْهَا فَکَذٰلِكَ یَجِبُ اَنْ یَکُوْنَ النِّکَاحُ بَاقِیًا بَیْنَهُمَا یعنی جسطرح ضالۃ الابل میں تعرض درست نہیں اور مالک کی زائل نہیں ہوتی اسی طرح زوجہ کا نکاح مفقود کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ تاوقتیکہ اس کی موت کی خبر محقق نہ ہو اور علاوہ اسکے جو قہستانی صاحب جامع الرموز کے پیچھے لگ کر علامہ شامی اور شیخ عبدالحی نے بوقت

ضرورت اس مسئلہ میں لاباس کا حکم لگا دیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کتاب جامع الرموز مجموعہ رطب و یابس کا ہے اور علمائے محققین احناف نے دوسرے مذہب کے قول پر فتویٰ دینے سے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ خود صاحب شامی و در مختار نے تصریح فرما دی ہوئی ہے جسکا مفصل ذکر جلد دوم میں مع عبارت عربی گذر چکا ہے۔ غرضیکہ یہ نکاح جو مفتی صاحب نے جائز قرار دیا ہے ہرگز ہرگز کسی مذہب میں جائز نہیں۔ ان پر تعزیر ہونی چاہیئے اور نکاح جدید کرائیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ؎

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

بخدمت شریف روشن ضمیر پیر صاحب دام ظلکم بعد از ہزار با آداب کے واضح شریف انور باد حضرت مہربانی فرما کر مفصلہ ذیل استفتاء کا جواب جلدی تحریر فرما دیں فقط ؎

مرسلہ عبید اللہ و عنایت اللہ

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھنا اور بعد از نماز الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بآواز بلند پڑھنا یا بوقت مصیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اولیائے عظام کا وسیلہ پکڑنا اور ان کو پکارنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا ؎

السائل شیخ امیر بخش و سراج الدین سوداگران وزیرآباد

الجواب :۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ تفسیر جلالین مطبع صفدری صفحہ ١٨ سورۃ النور میں بدیں عبارت حکم ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۱۲: بِاَنْ تَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ بَلْ قُوْلُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ لِيْنٍ وَّتَوَاضُعٍ وَّخَفْضِ صَوْتٍ ۱۲ یعنی لَا تَجْعَلُوْا نہ کرو اور نہ جانو دُعَآءَ الرَّسُوْلِ رسول کے پکارنے کو کہ وہ جو تم کو پکارتے ہیں بَيْنَكُمْ اپنے درمیان كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ ویسا پکارنا جیسا تم میں سے بعض پکارتے ہیں بَعْضًا بعض کو یعنی تم جو ایک دوسرے کو پکارتے ہو اس پکارنے پر رسول کے پکارنے کو بھی قیاس کر کے منہ پھیر سکو یا جواب میں سستی کر سکو۔ اس واسطے کہ رسول کا حکم بجا لانے میں جلدی کرنا واجب ولازم ہے۔ اور اس کے اذن کے بغیر مراجعت حرام اور نادرست ہے۔ یا اپنے اوپر رسول کی بد دعا یا اپنے تو بالیں ان کی دعاء خیر کو ویسی دعا نہ جانو جیسی دعا تم ایک دوسرے کے حق میں کرتے ہو اس واسطے کہ ان کی دعا مستجاب ہے خدا کی درگاہ میں۔ یا تم رسول کو ایسا نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو بلکہ چاہیے کہ تعظیم کے ساتھ پکار کر کہیے یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے سب انبیاء علیہم السلام کو قرآن میں نام

سے کر پکارا اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بزرگی کے ساتھ خطاب کیا۔

بیت

یا آدم است با پدر انبیا خطاب ۔ یا ایہا النبی خطاب محمد است

سلطان الفقہ صفحہ ۲۸ میں بدیں عبارت مضمون منقول ہے یعنی بوقت مصیبت صلحاء سے مدد مانگنی جائز ہے چنانچہ خود ابو البشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوسیلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک بخشش طلب کی۔ لَمَّا اقْتَرَفَ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَغْفِرَلِىْ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ غَفَرْتُ لَكَ اِنْ تَسْئَلْنِىْ بِحَقِّهٖ ، رواہ مسلمؒ ۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ ایک شخص نابینا حضور کی خدمت اقدس میں آیا اور اسنے عرض کیا کہ حضرت میں نابینا ہوں کوئی مجھے دعا فرمائیے کہ آنکھوں میں روشنی ہو جائے تو آپ نے اسکو یہ الفاظ تعلیم فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِىِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّىْ فِىْ حَاجَتِىْ هٰذِهٖ اَنْ تَقْضِىَ لِىْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ ۱۲ یعنی الہی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حالت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو الہی ان کی شفاعت میرے حق میں پوری ہو۔ پس اس حدیث سے تینوں طرح کی استعانت بزبان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئی ہے۔ یعنی اسطرح کہنا کہ یا خداوند بواسطہ فلاں نبی یا ولی میرا کام کر یا اسطرح کہنا کہ یا نبی میں تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا اسطرح کہنا کہ یا نبی یا ولی میری طرف دیکھو اور مدد کرو۔ اس سے انکار کرنا محض جہالت و ضلالت ہے۔ اکثر صحابہ کرام روم و شام کے جنگوں میں بعض وقت تنگ آکر یا محمد یا محمد کر کے پکارتے تھے۔ اور اسی وقت فتح و نصرت اس اسم مبارک کی برکت سے پالیتے تھے۔ اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا پاؤں بے حس ہو گیا تھا تو کہا گیا کہ تم بہترین پیارے کو اسوقت یاد کیوں نہیں کرتے۔ پس اسی وقت عبداللہ بن عمر نے یا محمداہ کہہ کر پکارا تو اچھا ہو گیا۔ وہ حدیث یہ ہے اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَدِرَتْ رِجْلُهٗ فَقِيْلَ اذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدَاهُ فَانْتَشَرَتْ ۱۲ نقل از کتاب المفرد صفحہ ۱۴۳ تصنیف امام بخاری۔ اور امام طبرانی نے اپنے معجم میں بروایت عثمان بن حنیف اسطرح بیان کیا ہے کہ خلافت حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالٰی عنہ میں آپ کی خدمت ایک شخص آیا کرتا تھا لیکن آپ اسکی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ آخر الامر اس نے عثمان بن حنیف کے آگے یہ معاملہ بیان کیا۔ اور حضرت ابن حنیف نے اسکو یہ وظیفہ فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کے اسکے بعد یہ دعا پڑھا کر۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فَيَقْضِيْ حَاجَتِيْ۔ جب اس نے یہ دعا پڑھی تو حضرت امیر المومنین نے ایک آدمی بھیج کر اسکو طلب کیا اور اسکو اپنے پاس بٹھایا۔ اور نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور فرمایا کہ جب تجھ کو کوئی حاجت ہوا کرے تو تو میرے پاس آجایا کر اور وہ شخص اس جگہ سے آکر حضرت عثمان بن حنیف کو ملا اور کہا کہ حضرت میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ میری حاجت پوری ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وظیفہ ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نابینا کو فرمایا تھا۔ نقل از مسلم و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الائمہ ابن خزیمہ و امام ابو القاسم طبرانی۔ اور امام نسائی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا العلامہ الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اپنے رسالہ میں جو انوار الانبیاء سے موسوم ہے صفحہ ۲۶ بحوالہ فتاویٰ خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاد صاحب درمختار سے بایں الفاظ تحریر کرتے ہیں سُئِلْتُ عَمَّنْ يَقُوْلُ فِيْ حَالِ الشِّدَّةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَا عَلِيُّ اَوْ يَا شَيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ مَثَلًا هَلْ هُوَ جَائِزٌ شَرْعًا اَمْ لَا اَجَبْتُ نَعَمْ الْاِسْتِغَاثَةُ بِالْاَوْلِيَاءِ وَنِدَائُهُمْ وَالتَّوَسُّلُ بِهِمْ اَمْرٌ مَشْرُوْعٌ وَشَيْءٌ مَرْغُوْبٌ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مُكَابِرٌ اَوْ مُعَانِدٌ وَقَدْ حُرِمَ بَرَكَةَ الْاَوْلِيَاءِ وَالْكِرَامِ۔ اور اسی رسالہ میں نقل از بہجۃ الاسرار حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے تحریر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کسی شخص کو کوئی مہم سخت پیش آجائے تو وہ پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر گیارہ بار درود شریف پڑھے اور گیارہ قدم عراق شریف کی طرف چلے اور اس وقت یاد کرے نام میرا اور حاجت اپنی کو یاد کرے تو اس کی حاجت پوری ہوگی ۱۲ منہ

اور مائی صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے بایں طور فریاد تحریر ہے ؎

اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا　　وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيًا

اور حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس طور سے توسل کیا ؎

يَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ　　مَحْبُوْسِ اَيْدِي الظّٰلِمِيْنَ فِي الْمَوْكِبِ وَالْمُزْدَحَمِ

اور مائی زینب بنت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے اسی طور بوقت مصیبت استغاثہ کیا۔ ؎

يَا جَدِّيْ مِنْ تَكَلِّيْ وَطُوْلِ مُصِيْبَتِيْ　　لِمَا اُعَانِيْهِ اَقُوْمُ وَاَقْعُدِيْ

یعنی اے میرے دادا ایسی بے کسی کے وقت کون ہے سوا تمہارے جو اعانت کرے ہماری۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طور اپنے قصیدہ میں استغاثہ کیا۔ ؎

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى　　خُذْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ　　لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

اور حضرت قطب الاقطاب محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استغاثہ کیا ہے ؎

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا　　يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
اِنَّنِيْ فِيْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ　　خُذْ يَدِيْ سَهِّلْ لَنَا اَشْكَالَنَا

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ اور ملا جامی علیہ الرحمۃ نفحات الانس میں اور نیز دیگر کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ انبیاء و اولیاء و شہداء زندہ ہیں اور ان سے استمداد و استعانت و استغاثہ کرنا جائز ہے۔ اور تفسیر حسینی در ذیل تجدید درک و روح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ اولیاء و انبیاء و صلحاء قبروں میں حیات ہیں اور ان کے اجسام کو خاک نہیں کھاتی نماز و روزہ رکھتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور دنیا کے تمام امور انہی پر مفوض ہیں اور متوسلین کی حاجت ادا کرتے ہیں۔ اور زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں چنانچہ تاریخ مدینہ جذب القلوب بروایت سعید بن مسیب تابعی سے ہے کہ جب یزید کے سپہ سالار نے مدینہ طیبہ کو ویران کیا تو اسوقت تین یوم آذان مسجد نبوی میں نہیں ہوتی۔ لیکن حضور کی قبر مبارک سے پانچوں وقتوں کی اذان واقامت کی آواز سنائی دیتی۔ اور میں حضور کے پیچھے تین روز تک تکبیر تحریمہ سے نماز پڑھتا رہا۔ اور تاریخ ابن عساکر میں منہال نے ابن عمر سے روایت کی کہ جب حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سر مبارک دمشق میں لایا گیا تو ایک شخص نے تلاوت قرآن مجید میں یہ آیت بآواز بلند پڑھی اِنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا تو سر مبارک سے فصیح آواز آئی اَعْجَبُ مِنْ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَحَمْلِيْ یعنی میرا شہید ہونا اور اٹھایا جانا اصحاب کہف سے زیادہ عجیب ہے اور آیہ کریمہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا سے ہر دو قسم کے شہید مراد ہیں اگرچہ بظاہر شہداء احد کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اور کتاب الجواہر المنتظم مطبوعہ مصر صفحہ ۶۳ میں بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے۔ کہ ایک شخص اعرابی بعد وفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کے مزار شریف پر یوں کہنے لگا کہ یا حبیب اللہ یا رسول اللہ سنا میں نے کہ آپ کی دعا قبول ہوتی ہے اور جو آپ کے پاس آوے تو آپ اس کے لئے بخشش کی اور اللہ تعالےٰ نے حضور کو اس بات کا حکم دیا ہے اور میں نہایت درجہ کا بدکردار ہوں لہٰذا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ تو اسی وقت قبر سے آواز آئی کہ تجھ کو اللہ تعالےٰ نے بخش دیا ہے۔ وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَجِئْتُكَ

اَنْ یَسْتَغْفِرَ لِیْ اِلٰی رَبِّیْ نُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ ۔ اور اگر کوئی غیر مقلد یعنی وہابی اعتراض کرے کہ قرآن میں صاف صاف حکم ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مدد نہیں دے سکتا جیسا کہ مَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ سے ثابت ہے اور حدیث میں ہے کہ جو چیز مانگو اللہ تعالیٰ سے مانگو وہ اللہ تعالیٰ سے مانگو وہ خود دے گا۔ اگر غیر سے مانگو یا اس کے سوا کسی نبی ولی کو متصرف مانو گے جیسا رسول اللہ یا نبی اللہ یا ولی اللہ کہو گے تو مشرک ہو جاؤ گے۔ یہ محض فرقہ وہابیہ نجدیہ کی سراسر جہالت و نافہمی ہے کیونکہ ہم بھی کہتے ہیں کہ حقیقتاً معاون و ناصر و ولی خداوند کریم کی ذات پاک ہے۔ ہاں اگر کوئی مسلمان مستقل متصرف ان امور میں کسی غیر کو سمجھے بیشک و شبہ شرک سے خالی نہیں۔ ہاں اگر مطلق کسی کو ولی یا معاون یا ناصر سمجھے تو مشرک نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایسا شرک تو قرآن مجید سے کئی جگہ ثابت ہے لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ یعنی دولت مند کر دیا ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔ ایضاً لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۔ وَلِقَوْلِهٖ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ یعنی انعام کیا اللہ نے اس پر اور انعام کیا تو نے اے نبی کریم۔ وَلِقَوْلِهٖ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ وَلِقَوْلِهٖ تَعَالٰی یُزَكِّیْهِمْ یعنی آپ پاک کرتے ہیں انہیں گناہوں سے ولقولہ تعالیٰ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ اللہ ہے مددگار تمہارا اور اس کا رسول اور ایمان والے۔ اور حدیث دیکھو مَا اَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ رواہ بخاری عن ابی ہریرۃ۔ یعنی ابن جمیل کو غنی کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے۔ وایضاً فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی بیشک اللہ ہے اپنے نبی کا مددگار اور جبرائیل و نیک مسلمان اور حدیث صحیح میں ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں خزانہ دیا گیا ہوں اور تقسیم کرتا ہوں اور پہنچاتا ہوں ہر ایک کو حصہ جو لکھا گیا ہے واسطے اسکے اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں اَللّٰهُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ وَّكَانَ یُوْصَلُ عَلٰی كُلِّ اَحَدٍ نَصِیْبَهُ الَّذِیْ كُتِبَ لَهٗ وَاَنَّهٗ اَعْطٰنِیْ مَفَاتِیْحَ الْخَزَائِنِ اور ترمذی و حاکم نے انس سے اسطرح ذکر ہے الابدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الارض بھم تمطرون وبھم تنصرون رواہ الطبرانی فی الکبیر یعنی میری امت میں تیس۳۰ ابدال ہیں انہی کی برکت سے مدد دیئے جاتے ہیں وانبیاء و اولیاء و صالحین کو ہر وقت و ہر لحظہ میں حاضر ناظر نہ سمجھا جائے کیونکہ ہر وقت حاضر و ناظر ہونا خداوند کریم کا خاصہ ہے۔ اور انبیاء و اولیاء حاضر بحکم خداوند کریم ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ انکو بندش نہیں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں کما مر اور کتب فقہ مثل در مختار و نہر الفائق شرح کنز الدقائق و مراقی الفلاح شرح نور الایضاح و شامی و امام غزالی کی کتاب

احیاء العلوم وغیرہم میں اس طور لکھا ہے کہ بوقت تشہد السلام علیک ایہا النبی کے پڑھنے کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کو حاضر سمجھا جاوے۔ اور اس کلمہ کو بطور حکایت کے ہرگز نہ پڑھا جاوے وقیل ذٰلک ایہا النبی احضر شخصیۃ الکریم فی قلبک ویصدق الملک فی انہ یبلغہ ویرد علیک ماھو اوفیٰ منہ ایضا ویتصدق بالفاظ التشہد معانیہا مرادۃ لہ علیٰ وجہ الانشاء کانہ یحیی اللہ تعالےٰ ویسلم علیٰ نبیہ وعلیٰ نفسہ واولیائہ لا الاخبار عن ذٰلک وفی اشابیہ لا یقصد الاخبار والحکایۃ عما وقع فی المعراج منہ۔ اور قرآن مجید میں صاف صاف حکم ہے کہ جو زبان سے الفاظ صادر ہوں دل میں بھی ویسا ہی اعتقاد ہو تب مومن صادق ہوتا ہے۔ لقولہ تعالےٰ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ اور معیار میں ہے اِنَّ الرَّجُلَ لَا يَكُونُ مُؤْمِنًا حَتّٰى يَكُونَ قَلْبُهٗ مَعَ لِسَانِهٖ سَوَاءً يَكُونُ لِسَانُهٗ مَعَ قَلْبِهٖ اولا۔ اور ترمذی میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں ہر ایک مسلمان کی قبر میں حاضر ہوتا ہوں اور میت کے فرشتے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ یہ شخص کون ہے اور اسکے حق میں تو کیا کہتا ہے تو جواب دیتا ہے کہ یہ بندہ اللہ کا اسکا بھیجا ہوا ہے اور کلمہ پڑھ کر سنا دیتا ہے اور الفاظ حدیث کے یہ ہیں فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔ فقط جملہ کتب صحیحہ میں یہ مسئلہ مثبت ومدلل بالدلیل واقع ہے۔ لہٰذا منکرین قول یا رسول اللہ فرقہ وہابیہ نجدیہ میں سے ہیں۔ اگر اور کسی قسم کا تنازعہ قول ہذا میں پیش کریں تو ان سے حسب ایماء ومدعا تحریر کرا کر معہ دلیل ارسال فرمائیں۔ جواب باصواب دندان شکن دیا جائے گا۔

المجیب مصیب محمد عبد الرحمٰن

فقیر محمد عبد الرحیم خادم بارگاہ حضرت پیر صاحب کابلی کوہاٹی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی محمد صدیق بحری والے کے عقائد اور اسکے وعظ وہابیہ کی تردید جو کہ میرے ایک دوست نے بر سر جلسہ اسکے روبرو ونفظاً بلفظاً تردید کی۔ اب ناظرین ہر دو فریق کی تقریر سے مذہب اور عقائد کی جانچ خود کر لیں اور ایسے لوگوں کے مکر و فریب سے اپنے آپ کو بچائیں فقط۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب رجب ۱۳۲۸ھ میں حضرت صاحبزادہ صاحب والا مناقب مولوی فخر الدین صاحب بیربل شریف والہ بھک احمدیار میں تشریف لائے جمعہ کے روز گرد و نواح کے لوگ بہت جمع ہوئے مولوی محمد صدیق ویکے تارڑ سے بوجہ چلے آنے سب

نمازیوں کے خود بھی مجبوراً چلا آیا۔ صاحبزادہ موصوف نے محمد صدیق کو وعظ کے واسطے ارشاد فرمایا مگر اس کی اندرونی مرض جوش میں آگئی۔ اور وعظ میں جو نامناسب اعتراض صوفیائے کرام پر کئے درج ذیل ہیں۔ اور بندہ نے فی البدیہہ منبر پر مولوی صاحب کو جواب دیئے تھے ؛

۱ :۔ آجکل توحید کے دشمن اور دین کے برہم زن اولیاء و صوفی لوگ ہیں شرک کماتے ہیں اور سکھاتے ہیں۔

۲ :۔ ام الصبیان آسیب وغیرہ امراض جو بچوں کو یہ بتلاتے ہیں یہ کچھ بات نہیں ہے۔ صرف یہ لوگ تحصیل درہم کے واسطے حیلہ بناتے ہیں۔ اگر یہ کچھ ہوتا تو کتے کے متعدد بچوں کو اور مرغی کے چوزوں کو کیوں نہ ہوتا جوکہ کبھی اون کو نہیں ہوا ؛

۳ :۔ بزرگوں سے دعا کرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی قرآن شریف میں یہ امر ہے اور نہ ہی بزرگوں کی دعا کو فوقیت ہے آیہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور آیۃ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ خود ہی دعا کرنے ہدایت فرماتی ہے ؛

۴ :۔ بیعت صرف جہاد کے واسطے مشروع تھی۔ اب جو پیر بیعت کرتے ہیں یہ کچھ نہیں ہے۔ خصوصاً عورتوں کو کسی جگہ بیعت کا حکم نہیں آیا۔ اور نہ عورتوں کا پیروں بزرگوں کے پاس جانا جائز ہے ؛

۵ :۔ عرس جو پیروں نے مقرر کئے ہیں ناجائز ہیں مگر یہ لوگ ایک تاریخ پر لوگوں کو جمع کرکے روپے پیسے ٹٹول لیتے ہیں۔ یہ سخت منع ہے۔ بلکہ عرس سخت منع ہے۔

۶ :۔ آجکل کے پیر و مولوی سب تارک الزکوۃ ہیں۔ میں نے کبھی کسی فقیر و مولوی کو زکوۃ دیتے نہیں دیکھا بلکہ مکانات بناتے ہیں یا جمع کرتے ہیں ؛

الجواب (۱) :۔ یا تو آپ نے صوفی کی تعریف و توصیف معلوم کرنے کے بغیر ہی کہہ دیا ہے کہ اولیاء و صوفی شرک کماتے ہیں۔ یا خدا نے نظر حق بیں نہیں بخشی دیکھو اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور ان اولیاء کا اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ متقی لوگ ہی اللہ کے دوست ہیں پس جس میں اتقا ہے وہ شرک و کفر کس طرح سکھا دکھا سکتا ہے ؛

الجواب (۲) :۔ ام الصبیان و آسیب بنی آدم کو ہی تکلیف پہنچاتے ہیں کیونکہ شیاطین آدمی کے دشمن ہیں اسی واسطے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔ اور جو کافر جن ہیں وہ بنی آدم کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ دیکھو تفسیر عزیزی

ومنا القاسطون کے ذیل میں درج ہے۔ اور اسی طرح حدیث میں ہے وکل بالمؤمنین ثلثة وستون ملکا یذبون عنه کما یذب عن قصعة العسل الذباب ولو وکل العبد الی نفسه طرفة عین لاختطفه الشیاطین عضوا عضوا تفسیر عزیزی سورہ طارق اور اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ سے ظاہر ہے شیطان انسان کا دشمن ظاہر ہے یعنی ایمانی اور جانی عداوت سے نہیں رکتا۔ اور معوذتین کی تفسیر میں شاید آپ نے کبھی خیال نہیں کیا یا دلی غصے نے چشم حق بین پر پردہ ڈال دیا ہے؟

الجواب (۳):۔ افسوس کہ دعوے تو یہ ہے کہ میں قرآن ہی کا وعظ کرتا ہوں اور ایک دلیل بھی سوائے قرآن کے نہیں دیتا۔ مگر قرآن شریف کی طرف خیال نہیں کرتے۔ خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بزرگوں سے دعا منگوائی جاوے۔ دیکھو قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ یہ تو فرزندان یعقوب نے سوال کیا اور خود یعقوب علیہ السلام نے ان کی عرض کو منظور فرما کر سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ کہا۔ دور نہ جائیے دیکھو ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما. وصل علیهم ان صلوتک سکن لهم کی طرف خیال فرمائیے کہ نبی کی دعا کو کس قدر ترجیح ہے کہ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ غرض قرآن شریف میں خیال کیا جاوے تو یہ خدشات دل میں آہی نہیں سکتے مگر....

الجواب (۴):۔ ہائے ظلم منبر پر بیٹھ کر جو دل میں آیا کہہ دینا کتنی حق پوشی ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـــًٔا الآیۃ خیال فرمائیے کہ عورتوں کو بیعت کا حکم نہیں ہے۔ اور کیا بیعت صرف جہاد کے لئے ہی مقرر فرمائی گئی ہے جنکو جہاد کا مطلقاً حکم نہیں۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الایۃ:۔ اگر بیعت صرف جہاد کے واسطے ہی ہوتی تو عورتوں کو جو کہ مستثنیٰ ہیں حکم جہاد سے نبی علیہ السلام کو کیوں فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ کا حکم ہوتا اور دوسرا جو کہ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو بزرگوں کے پاس جانا منع ہے۔ اس کی تردید بھی اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ سے ہو رہی ہے۔ یعنی نبی کو یہ حکم نہیں ہوا کہ تم عورتوں کے پاس جا کر ان سے بیعت لو بلکہ جو صدق دلی سے آپ کی خدمت کے واسطے آویں ان کو بیعت میں لاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ جو عورت صرف [illegible] کے واسطے بیعت کرنا اور استغفار [illegible]

[illegible]

الجواب (۵):۔ [illegible] دیکھئے اور سنئے سے خالفین بزرگان سید تا انگر ہو رہے

ہیں بے بسی کی حالت میں جو کچھ بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے نکالتے ہیں۔ ہیں اسکو بخل کہوں حسد کہوں عناد کہوں فساد کہوں یا کم فہمی کہوں یا بدبختی۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

حضرت اس میں گناہ آخر کیا ہے۔ ہزاروں انجمنیں دنیا میں ہورہی ہیں۔ اور لاکھوں جلسے تو کسی پر آپ نے هٰذَا كُفْرٌ وَبِدْعَةٌ اَوْلَا يَجُوْزُ کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ بیچارے حسد کے مارے جب کسی اولیاء کے مقام پر لوگوں کا اجتماع دیکھتے ہیں تو حسداً وعناداً سارے مارے مارے پھرتے ہیں اور جو منہ میں آیا کہہ سنایا سنیئے عرس کیا ہے ایک دعوت ہے جس کے قبول کرنے میں کسی کو انکار نہیں۔ اور دعوت بھی اسلامی جس میں سوائے اصلاح قوم کے اور کوئی مدنظر نہیں ہوتا۔ تو فرمائیے دعوت کرنا منع ہے۔ باقی رہا تاریخ کا مقرر کرنا۔ تو خیال فرمائیے دنیا میں کون کام ہے جو کہ مقررہ وقت پر نہیں ہوتا۔ نماز ہے تو اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا روزہ ہے تو فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ حج ہے تو اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔ جمعہ ہے تو اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ کیا نماز اور روزہ اور حج وجمعہ وقت مقررہ سے پہلے ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ باقی رہا جس تاریخ پر کسی مقبول خدا کا انتقال ہو جاتا ہے اس پر کیوں مجمع کیا جاتا ہے اور اسکی کیوں عزت کی جاتی ہے تو اسکی یہ وجہ ہے کہ جسوقت میں کوئی مہتم بالشان امر واقع ہوتا ہے ہمیشہ اس موقعہ کی تعظیم وتکریم کرنا قرآنی تعلیم ہے۔ اور قرآن شریف اس کی تائید وتاکید فرمارہا ہے۔ دیکھو رمضان میں روزہ اور اس کی تعظیم وتکریم کا کیوں حکم فرمایا اس لئے کہ اس میں ایک بڑا مہتم بالشان امر واقع ہوا وہ کیا ہے۔ نزول قرآن۔ دیکھو شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے کیوں اچھی ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ تو قرآن پاک تو نازل ہو چکا ہے مگر تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ جو کہ دوام اور استمرار پر دال ہے۔ کب فِيْهَا اس رات میں تو اگر شب نزول قرآن ہی ملائکہ اور روح کا نزول ہوا تھا تو تنزل کیوں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اس رات کی قدر کے واسطے ہمیشہ ہی ملائکہ کو حکم الٰہی ہوتا ہے کہ وہ اسکی بدستور قدر کیا کریں۔ اور کبھی اس کی تعظیم وتکریم نہ چھوڑیں۔ تو خیال فرمائیے کہ ایک امر عظیم کی قدر خدا وند کریم کسقدر کراتا ہے۔ تو انسان کامل جو دنیا میں عبادت ومجاہدہ کرتے کرتے اپنے معبود حقیقی کی قبولیت کا فخر جس تاریخ پر کر چکا ہو اور بشارت جنت وقرب الٰہی کے اسکو اس تاریخ پر ملنے کا ہمکو اعتقاد ہو کہ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا الآیۃ اور جو خوف اسے اغوائے شیطانی کا تھا اس سے نجات حاصل کر چکا ہو تو اس کے مخلصین و

ومعتقدین اور متعلقین کو جیسا کہ اس کے جنازہ کے روز اجتماع واستغفار کا حکم تھا اسی طرح وہ لوگ سال میں ہمیشہ اس تاریخ پر جمع ہوکر اس کی قبر پر دعائے مغفرت اور قرآن شریف پڑھیں تو ظلم کیا ہے۔ باقی رہا کہ اس قبر پر کیوں جاتے ہیں اور اس کی کیا وجہ ہے تو خیال فرمایئے کہ خدائے وحدہ لاشریک کی تعلیم ہی اسی طرح ہے کہ خدا کے مقبولوں کے اعمال وآثار بھی خدا تعالےٰ کو مقبول ہوتے ہیں فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان آمنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا مکہ شریف میں آیات بینات کیا ہیں مقام ابراہیم۔ اب سب لوگ جانتے ہیں کہ مقام ابراہیم وہ جگہ ہے جہاں پر ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد ڈالی تھی۔ اسی واسطے اسکو اللہ تعالےٰ نے مقام ابراہیم فرمایا بوجہ عمارت کے نہ مقام اللہ تو اس پیغمبر اولوالعزم اور اعلیٰ درجے کے موحد کی قبولیت کی وجہ سے اوس مقام کو جس جگہ پر ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام نے عمارت کی تھی۔ اور اللہ کی عبادت کے واسطے وہ مقام مقرر کیا تھا۔ باوجودیکہ اوسکی عمارت کے بعد بھی دوبارہ عمارت ہوچکی تھی پھر بھی اسی نام سے موسوم رکھا اور وہی شرف اسکو ہمیشہ کے واسطے بخشدیا کہ ومن دخلہ کان آمنا۔ اور پھر فرمایا کہ چونکہ میں نے اس مقام ابراہیم کو بنظر قبولیت ممتاز فرمایا ہے اس لئے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا جسکو طاقت ہو اوس کی زیارت کرے تو ذرا سی غور فرمایئے کہ نہ تو وہاں ابراہیم علیہ السلام کا مدفن ہے نہ آپ وہاں کھڑے ہیں۔ نہ اب تک بعینہ وہ عمارت موجود ہے مگر زیارت ویسی ہی ہوتی ہے اور ہوگی۔ تو جہاں پر ایک موحد خداپرست صاحب نفس مطمئنہ کا مرقد ہو۔ اور اس خاکدان میں اس وجود کی بعینہ خاک پاک موجود ہووے تو وہاں کی زیارت کو اسقدر بنظر حقارت دیکھنا ایک بڑی خسارت کا موجب نہیں تو کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ بصیرت بخشے۔

نوٹ:۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے فقیر کو وعدہ فرمایا تھا کہ میں عرس کی ممانعت قرآن سے ثابت کرکے لکھوں گا ایک ماہ کے اندر ان سوالات کے جواب تم نے لکھنے ہونگے۔ اب چونکہ سال گذر چکا ہے اسواسطے مختصر لکھا ہے۔ سوال آنے پر مفصل جواب انشاء اللہ تعالےٰ لکھوں گا۔ مگر تہذیب سے گذرنے والے کا مواخذ ہوگا۔ (نور محمد)

الجواب (۶):۔ سبحان اللہ قرآن کے واعظوں کو قرآن کی ہدایات اور آیات کیوں بھول گئیں یاایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم مومنوں کو نیک ظن ہونا ضروری ہے۔ بزرگوں کے سب حسنے بھول گئے اور یہ بدظنیاں اون کے حق میں خوب یاد آگئیں۔ دیکھو مولوی صاحب خدا تعالےٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے کے دو طریقے بیان فرمائے ہیں اور دوسرا طریقہ پہلے طریقہ سے بہت پسند فرمایا ہے (۱) ان تبدوا

الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ الآیۃ
بزرگان دین مولوی صاحبان وپیران طریقت چونکہ احسن وجہ کی عبادت ومتابعت شرلعیت کیا کرتے ہیں اس واسطے اکثر خفیہ زکوٰۃ صدقہ دیا کرتے ہیں۔ اور اگر برملا بھی دیتے ہوں تو مولوی صاحب اگر سال میں ایک دفعہ کسی کے پاس ماہ رجب یا کسی موقعہ پر جیسے کہ عموماً لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں کوئی سائل وغیرہ جاوے تو یہ کسطرح معلوم کرسکتا ہے کہ ابھی تک اس نے زکوٰۃ دی ہے یا نہیں اور کہ صرف وہی مصرف زکوٰۃ جسکو کچھ نہیں ملا۔ نہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جو کچھ مکان یا مال وغیرہ بزرگان کے پاس ہے سب مخلوق کے نفع کے واسطے ہے۔ ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ مولوی صاحب کو واقعی کسی خاص وجہ سے ہو وسے کہ فقیر بزرگ ومولوی زکوٰۃ نہیں دیتے کہ گذارا انکا مسکینست تو اس میں معذور ہوں فقط ؎

سوال:۔ رضاع کی مدت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتنی ہے۔ قرآن مجید وکتب فقہ سے ثابت کرو۔

الجواب:۔ مدت رضاع کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اڑھائی سال ہے۔ چنانچہ کتاب ہدایہ وغیرہ میں بایں طور لکھا ہے مُدَّةُ الرَّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی رضاع کی مدت امام صاحب کے نزدیک اڑھائی سال ہے اور امام صاحب اس آیت کریمہ سے دلیل پکڑتے ہیں وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اور امام صاحب کے شاگرد امام محمد وامام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہما رضاع کی مدت صرف دو برس لیتے ہیں۔ اور آخر قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی ہے۔ اور اسی پر فتوے ہے چنانچہ کتاب زاد المعاد فی ہدی خیر العباد صفحہ ۳۴۰ جلد ثانی میں بایں طور مسطور ہے وَعَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رِوَايَةٌ اُخْرٰى كَقَوْلِ اَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی امام صاحب سے روایت دوسری مثل صاحبین کے آئی ہے۔ اور فتح القدیر میں لکھا ہے اَنَّ الْاَصَحَّ قَوْلُهُمَا وَهُوَ مُخْتَارُ الطَّحَاوِيْ یعنی صحیح قول صاحبین کا ہے اور وہ مختار صاحب طحاوی کا ہے۔ اور فتاووں میں بھی بایں طور مذکور ہے بِقَوْلِهِمَا نَاْخُذُ یعنی کہا علمائے دین نے کہ ہم صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ فقط۔

المجیب خادم شرلعیت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال:۔ اگر کنوئیں میں کتا یا کوئی اور جانور گم ہو جاسنے تو وہ کنواں کیونکر پاک ہو سکتا ہے۔ جواب دو اجر ملیگا۔

السائل مولوی عطا محمد معلم از عبدالحکیم

الجواب:۔ جس کنوئیں میں کتا یا اور کوئی جانور مرکر گم ہو جائے۔ اور کسی صورت میں نہ ملے تو اس کنوئیں سے

تمام آب مع جنید نکالا جاوے۔ چنانچہ حاشیہ انواع عبداللہ جلد اول وفتاوے جامع الفوائد جلد اول صفحہ۱۴ میں مذکور ہے فقط۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال:۔ جن برتنوں کو گوبر و پلیدی سے مٹی ملا کر بنایا جاتا ہے۔ ان برتنوں سے پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بیشک جائز ہے۔ کیونکہ آگ میں پکانے سے برتنوں کی حالت تبدل و تغیر ہو جاتی ہے اور نجاست دور ہو کر پاک ہو جاتے ہیں چنانچہ فتاوے سعدیہ و محیط میں بایں طور مذکور ہے اَلطِّیْنُ النَّجِسُ اِذَا جُعِلَ مِنْہُ الْکُوْزُ اَوِالْقِدْرُ فَطُبِخَ یَکُوْنُ طَاھِرًا یعنی جب پلید مٹی سے کوزہ یا ہنڈیا بنا کر آگ میں پکائی جاوے تو پاک ہو جاتی ہے۔

سوال:۔ اگر آٹے یا دودھ یا سرکہ وغیرہ میں چوہے کی مینگن پڑ جائے تو ان کو استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اگر مینگن پڑنے سے رنگ و مزہ نہ بگڑے تو اس چیز کا استعمال کرنا جائز ہے۔ چنانچہ فتاوے عالمگیری میں بایں طور لکھا ہے بَعْرَۃُ الْفَارَۃِ وَقَعَتْ فِیْ وِقْرِ الْحِنْطَۃِ فَطُحِنَتْ اَوِالْبَعْرَۃُ فِیْھَا اَوْوَقَعَتْ فِیْ وِقْرِ دُھْنٍ لَمْ یُفْسِدُ الدَّقِیْقَ وَالدُّھْنَ مَالَمْ تَتَغَیَّرْ طَعْمُھَا اِلخ اور محیط میں ہے فِیْ بَعْرَۃِ الْفَارَۃِ وَقَعَ فِی الرُّبِ اَوِالْخَلِّ اَنَّہٗ لَایُفْسِدُ اِلخ۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال:۔ اگر کسی نے مسجد کے فرش پر بول کر دیا۔ اور فرش دھوپ سے خشک ہو گیا ہو اور اثر نجاست باقی نہ رہا ہو کیا اسجگہ نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ نماز جائز ہے بشرطیکہ اس جگہ اثر باقی نہ رہا ہو۔ چنانچہ فتاوے عالمگیری میں ہے اَلْاَرْضُ تَطْھُرُ بِالْیُبْسِ وَذِھَابِ الْاَثَرِ لِلصَّلٰوۃِ لَا لِلتَّیَمُّمِ ھٰکَذَا فِی الْکَافِیْ اور بہتر ہے کہ جسطرح سے ہو سکے اس کو پانی سے پاک کرے یا اس جگہ کو نئے سرے سے تیار کرے۔ اور یہ احتیاط ہے۔

استفتاء:۔ بالغہ یا نابالغہ لڑکی کے متولی نکاح کر دینے کے کون کون اشخاص ہیں۔ ترتیب وار تحریر فرمائیں۔ فقط۔

السائل حافظ رحمت علی علی پوری۔

الجواب:۔ اگر لڑکی بالغہ ہو یا نابالغہ تو اس کے نکاح کے ولی بایں ترتیب ہونگے۔ اول باپ پھر دادا پھر

حقیقی بھائی پھر پدری بھائی پھر چچا حقیقی پھر بیٹے کا بیٹا بعد ازاں دادی پھر والدہ بعدہ اس کی پھوپھی پھر خالہ الخ غرضیکہ جو شخص از روئے رشتہ کے قریب ہو گا وہی ولی نکاح ہو گا۔ اور ولی قریب کے ہوتے ولی بعید نکاح نہیں کرا سکتا۔ نقل از صلوٰۃ مسعودی اور شرح وقایہ۔ وفتاوےٰ دائمی صفحہ ۲۹ جلد دوم میں ولی نکاح کی بایںطور ترتیب فرمائی ہے۔ دیو ہذا۔ اول قسم ولی عصبہ بیٹا اور پوتا نواسے جہانتک نیچے کی طرف چلے جائیں۔ دوم قسم باپ پھر دادا جہانتک کہ اوپر کی طرف چلے جائیں۔ سوم قسم بھائی اور بھائی کے بیٹے جہانتک کہ نیچے چلے جائیں۔ اور چہارم قسم چچا کے بیٹے جہانتک کہ نیچے چلے جائیں۔ اور غلام کے لئے اسکا مولیٰ ولی ہے۔ اور اگر ولی عصبہ میں سے کوئی نہ ہو تو ذوی الارحام بایں طور ولی نکاح ہونگے۔ اول بیٹا پھر بیٹے کی اولاد چاہے مرد ہوں یا عورتیں۔ پھر نانا پھر نانے کے باپ جہانتک اوپر چلے جائیں۔ اور صاحب فتاوےٰ جامع الفوائد نے صفحہ ۹۲ میں بایں طور حل کر دیا ہے أَقْرَبُ الْأَوْلِيَاءِ إِلَى الْمَرْأَةِ الْإِبْنُ ثُمَّ الْإِبْنُ الْإِبْنِ وَإِنْ سَفَلَ۔ ثُمَّ الْأَبُ ثُمَّ الْجَدُّ وَإِنْ عَلَا ثُمَّ الْأَخُ لِأَبٍ وَأُمٍّ ثُمَّ الْأَخُ لِأَبٍ ثُمَّ الْإِبْنُ لِأَخٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ ثُمَّ الْإِبْنُ الْأَخِ لِأُمٍّ وَإِنْ سَفَلَ ثُمَّ الْعَمُّ لِأَبٍ وَأُمٍّ ثُمَّ ابْنُ الْعَمِّ لِأَبٍ وَإِنْ سَفَلُوا ثُمَّ عَمُّ الْأَبِ لِأَبٍ ثُمَّ بَنُوهُمْ عَلَى هٰذَا التَّرْتِيْبِ الخ اور اگر ان میں سے کوئی نہیں رہا تو پھر ولی نکاح کا حاکم وقاضی ہو گا۔ چنانچہ فتاوےٰ حمادیہ میں مذکور ہے اَلْإِمَامُ وَالْحَاكِمُ وَإِذَا لَمْ يَكُنْ عَصَبَةٌ فَوَلِيُّهَا الْإِمَامُ الخ اور فتاوےٰ جامع الرموز میں لکھا ہے وَالْأُمُّ وَالْخَالُ وَسَائِرُ ذَوِي الْأَرْحَامِ يَمْلِكُ تَزْوِيْجَ الصَّغِيْرِ وَالصَّغِيْرَةِ عِنْدَ عَدَمِ الْعُصُبَاتِ وَلَا يَجُوْزُ تَزْوِيْجُهَا الْأُمَّ فِي حَالِ حُضُوْرِ الْعُصْبَةِ الخ واللہ اعلم بالصواب ۞

المجیب:۔ خادم شریعت نظام الدین قادری سروری عفی عنہ

سوال:۔ کن عورتوں سے نکاح کرنا شرعاً جائز ہے جواب دوا جر ملے گا۔

الجواب:۔ مائیں۔ بہنیں۔ بیٹیاں۔ پھوپھیاں۔ خالائیں۔ بھائیوں کی دختریں اور مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ہو۔ اور رضاعی بہنیں۔ اور ساس۔ اور بیٹوں کی بیبیاں۔ اور نانی۔ دادی۔ پوتی۔ نواسی۔ بھتیجی حقیقی ہو یا علاتی یا خیافی اور بھانجی اور پھوپھی اور خالہ یہ سب علاتی ہوں یا حقیقی یا خیافی ہوں یہ سب حرام ہیں بشرطیکہ بے واسطہ ملتی ہوں اور اگر کسی واسطہ سے ملتی ہوں تو حلال ہیں۔ جیسے کہ پھوپھی کی بیٹی اور حقیقی بہن وہ ہوتی ہے جو ایک ماں باپ سے ہوں اور علاتی وہ ہوتی ہے جن کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا۔ اور خیافی بہن اسکو کہتے ہیں کہ ماں دونوں کی ایک ہو اور باپ جدا جدا ہوں۔ پس اس قسم کی بہنوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور بہن چچیری اور پھوپھیری اور خلیری سے

نکاح کرنا درست ہے ہکذا فی الطحطاوی وشرح وقایہ وغیرہ کتب معتبرہ میں مذکور ہے۔ فقط

المجیب: خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفا اللہ عنہ

سوال: خطبہ نکاح کسطرح پڑھے اور کب پڑھا جاوے۔ جواب دو اجر لے گا۔

الجواب: خطبہ نکاح سراجیہ نے بایں طور لکھا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ خطبہ پہلے ایجاب قبول کرنے کے پڑھے۔ اور اگر بعد ایجاب قبول کرانے کے پڑھ لیا جاوے تو بھی درست ہے۔ اور ملتان کے علاقہ میں اس طرح دیکھا گیا ہے۔ اور خطبہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ اور جب ایجاب قبول ہو جاوے تو پھر اسکے جانبین کے لئے ازدیاد محبت اور خیر وبرکت کی دعا مانگی جاوے۔ فقط

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرقہ وہابیہ کے پیچھے نماز گذارنا یا ان سے رشتہ داری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جن لوگوں کے عقائد مفصلہ ذیل ہوں ان کے پیچھے نماز ادا کرنا یا ان سے رشتہ پیدا کرنا قطعاً ناجائز ہے:

عقیدہ کفر ۱: خداوند کریم جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ صیانتہ الایمان صفحہ ۵ مولد شہود الحق شاگرد نذیر حسین وبراہین قاطعہ صفحہ ۲۔

عقیدہ کفر ۲: خداوند کریم عرش پر بیٹھا ہے۔ کرسی پر پاؤں رکھے ہیں کرسی چرچر کرتی ہے۔ قرآن مجید مترجم مولوی وحید الزمان۔ حاشیہ آیۃ الکرسی۔

عقیدہ کفریہ ۳ :- خداوند کریم کے اوصاف حادث ہیں اقامۃ البرہان عبدالاحد خانپوری۔ اور ایک قسم کا خدا کا علم بھی حادث ہے جسکو علم تفصیلی بھی کہتے ہیں۔ ازاحۃ العیب صفحہ ۷ :-

عقیدہ کفریہ ۴ :- خداوند کریم آسمان زمین بنانے سے پہلے ہوا کے درمیان رہتا تھا۔ فتاویٰ محمدیہ مع ترجمہ دررہیہ صفحہ ۲ سطر ۲۳ :-

عقیدہ کفریہ ۵ :- رسول کریم خاتم النبیین نہیں ہیں۔ کیونکہ اسمیں الف لام عہد خارجی کا ہے۔ دیکھو جامع الشواہد بحوالہ نصر المومنین صفحہ ۱۲۰۲ مولفہ صدیق حسن خان پشاوری :-

عقیدہ کفریہ ۶ :- تمام انبیاء تبلیغ احکام میں معصوم نہیں۔ جامع الشواہد بحوالہ کتاب ردتقلید بکتاب المجید صفحہ ۱۲ مطبوعہ صدیقی باراول مولفہ صدیق حسن خاں :-

عقیدہ کفریہ ۷ :- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدائش تاریخی "سگ" اور وفات ہوئے "کم جہاں پاک" دیکھو الجرح علی ابی حنیفۃ مولفہ سعد بنارسی :-

عقیدہ کفریہ ۸ :- نبی علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۶ سطر ۲ و ۳ مولفہ مولوی اسمٰعیل پلید :-

عقیدہ کفریہ ۹ :- ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا۔ اللہ کے شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱۴ سطر ۱۵ مؤلفہ اسمٰعیل :-

عقیدہ کفریہ ۱۰ :- آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات النبی نہیں ہیں بلکہ مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں :-

عقیدہ کفریہ ۱۱ :- ان السفر الیٰ قبر محمد ومشاھدہ ومساجدہ وآثارہ وقبر نبی او ولی وسائر الاوثان وغیرھا شرک اکبر ۱۲ (ترجمہ) بیشک سفر کرنا آنحضور کی قبر کی خاطر اور ان کے مشاہد اور مساجد وآثار کی طرف یا کسی اور نبی ولی کی قبر کی طرف یا باقی اوثان کی طرف یہ سب کام شرک اکبر ہیں۔ صفحہ ۱۱ کتاب التوحید صفحہ ۱۳۳ مولفہ محمد بن عبدالوہاب (آنحضور علیہ السلام کے روضہ کے لئے سفر کرنا بھی شرک ہے)

عقیدہ کفریہ ۱۲ :- آنحضور علیہ السلام کا مقبرہ سفر کر کے دیکھنا ایسا گناہ ہے جیسا بتوں کا دیکھنا ہے۔ دیکھو کتاب التوحید صفحہ ۶۲ و ۱۴ تصنیف محمد بن عبدالوہاب :-

عقیدہ کفریہ ۱۳ :- نبی علیہ السلام کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی برا ہے تقویۃ الایمان صفحہ ۲۶ و ۲۷ سطر ۶ وکتاب التوحید :-

عقیدہ کفر ۱۴: آنحضور علیہ السلام کی ذات کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ دیکھو صراط مستقیم صفحہ ۹۳ سطر ۲ مولفہ اسمٰعیل۔

عقیدہ کفر ۱۵: آنحضور علیہ السلام کا روضہ منورہ قابل گرادینے کے ہے لو اقدرت علی حجرۃ الرسول لھدمتھا یعنی اگر طاقت پاؤں گا تو روضہ نبی کو گرادوں گا۔ کتاب اوضح البراہین بحوالہ رد ضلال وغیرہ تصنیف محمد بن عبدالوہاب۔

عقیدہ کفر ۱۶: عصاھذہ خیر من محمد لانھا ینتفع بھا فی قتل الحیۃ ونحوھا۔ میری لاٹھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ کے مارنے میں نفع لیا جاتا ہے۔ اور محمد مرگئے باقی نہیں رہا ان میں نفع۔ کتاب اوضح البراہین صفحہ ۱۰ بحوالہ تاریخ سید احمد دحلان مقولہ ابن عبدالوہاب۔

عقیدہ کفر ۱۷: انبیاء و اولیاء ناکارے ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹ سطر ۱۸۔

عقیدہ کفر ۱۸: سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵ سطر ۱۸۔

عقیدہ کفر ۱۹: انبیاء و اولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نا ہی وہ سنتے ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲ و ۲۹۔

عقیدہ کفر ۲۰: نبی علیہ السلام کی نظیر اور نبی بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ اور یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ و ۳۲ و کتاب التوحید ۱۲۔

عقیدہ کفر ۲۱: نبی علیہ السلام کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے بھی حاصل ہے۔ اور نص سے ثابت نہیں۔ حفظ الایمان اشرف علی صفحہ ۸۔

عقیدہ کفر ۲۲: نبی علیہ السلام کا علم ملک الموت و شیطان سے کم ہے۔ اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام کو علم ملک الموت اور شیطان سے زیادہ تھا۔ اور نص سے ثابت ہے۔ شرک ہے۔ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ سطر ۲۲۔

عقیدہ کفر ۲۳: اجماع امت جس کی سند ہم کو معلوم نہ ہو حجت شرعی۔ معیار الحق صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ لاہور۔

عقیدہ کفر ۲۴: قیاس مجتہد قابل اعتبار نہیں جامع الشواہد بحوالہ معیار الحق صفحہ ۷۹ مولوی نذیر حسین و جامع الشواہد۔

عقیدہ کفر ۲۵: چار مصلے جو کعبۃ اللہ میں مقرر کئے ہوئے ہیں مذموم ہیں۔ کتاب سبیل الرشاد صفحہ ۲۴۔

عقیدہ کفر ۲۶: کتب فقہ متداولہ بین الناس کے پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ان کو جلادینا چاہیئے۔ دیکھو

بوتے غسلین مولوی عبدالجلیل سامرودی :۔
عقیدہ نمبر ۲۷ :۔ جو شخص عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اسکی نماز بغیر غسل کے درست ہے۔ کتاب ہدیۃ القلوب صفحہ ۲۷ و بلاغ المبین :۔
عقیدہ نمبر ۲۸ :۔ تقلید شخصی و میلاد مبارک و قیام و وظیفہ یا رسول اللہ و عبدالقادر جیلانی و سوم و چہلم و گیارھویں پیر پیراں و اسقاط میت یہ سب شرک و کفر و بدعت ہیں۔ دیکھو لوامع الانوار صفحہ ۸ مولانا غلام حسن ساہیوالی و براہین قاطع صفحہ ۱۸۸ و ستہ ضروریہ مع فتوے عبدالجبار امرتسری :۔
عقیدہ نمبر ۲۹ :۔ خالہ سوتیلی یعنی جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا اوس سے اس کے بھانجے کا نکاح درست ہے۔ جامع الشواہد بحوالہ فتوے عبدالقادر غیر مقلد شاگرد مولوی نذیر حسین دہلی امام مسجد کابلی :۔
عقیدہ نمبر ۳۰ :۔ دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح جائز ہے۔ اس کی حرمت منصوص نہیں۔ دیکھو پرچہ اہلحدیث نمبر ۲۵ و ۲۶ ثناء اللہ مورخہ ۴/۱۱ رمضان ۱۳۲۸ھ :۔
عقیدہ نمبر ۳۱ :۔ شادیوں میں گانا بجانا باجوں کا اجرت اور بلا اجرت جائز ہے۔ پرچہ اہلحدیث ۱۳۲۹ھ مورخہ ۶/۱۲ رمضان :۔
عقیدہ نمبر ۳۲ :۔ رضاعی کی منکوحہ بر پسر رضیع جائز ہے۔ پرچہ اہلحدیث ثناء اللہ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۱۶ء :۔
عقیدہ نمبر ۳۳ :۔ زانی کے نطفہ سے جو لڑکی پیدا ہو۔ زانی یا زانی کا لڑکا اس سے نکاح کرے تو نزدیک اہلحدیث کے جائز ہے۔ پرچہ اہلحدیث ثناء اللہ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۱۲ء :۔
عقیدہ نمبر ۳۴ :۔ جس عورت سے زید نے زنا کیا ہو۔ وہ عورت زید کے لڑکے پر حلال ہے۔ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۱۶ء :۔
عقیدہ نمبر ۳۵ :۔ اگر لڑکی گود میں نہ پلی ہو۔ تو اس سے یعنی دختر ربیبہ سے نکاح درست ہے۔ دیکھو فیض الباری شرح بخاری پارہ ۲۱ صفحہ ۱۵ سطر ۱۶ :۔
سوال :۔ بوقت مصیبت انبیاء و اولیاء کو وسیلہ پکڑنا اور لفظ "یا" سے پکارنا درست ہے یا نہیں۔ صرف قرآن مجید و حدیث شریف سے ثابت کرو۔ اجر ملے گا۔
الجواب :۔ بیشک بوقت مصیبت اور ہر امور میں انبیاء و اولیاء کو وسیلہ پکڑنا اور حرف "یا" سے پکارنا قرآن مجید و احادیث شریف سے ثابت ہے بقولہ تعالٰے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا

الیہ الوسیلۃ الخ (ترجمہ) یعنی اے ایماندارو اللہ سے ڈرو۔ اور اس کے ملنے کے لئے وسیلہ تلاش
کرو۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب جوکہ اس فرقہ کا سرگروہ ہے وہ اپنے رسالہ منصب امامت میں بایں طور تحریر
فرماتے ہیں کہ وسیلہ سے وہ شخص مراد ہے کہ مرتبہ میں اللہ تعالےٰ سے قریب ہو الخ پس اس عبارت سے صاف
صاف ظاہر ہوا کہ وسیلہ سے مراد انبیاء و اولیاء عظام ہوئے۔ اور تفسیر در منثور تحت اس آیت کریمہ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ
مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ہ کے یہ حدیث بایں طور تحریر فرمائی ہے اَخْرَجَ
اِبْنُ النَّجَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْکَلِمَاتِ
الَّتِیْ تَلَقّٰھَا اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ فَتَابَ عَلَیْہِ قَالَ سَئَلَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ اِنْ تُبْتَ عَلَیَّ فَتَابَ
عَلَیْہِ (ترجمہ) یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے کہ میں نے دریافت کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے کہ اللہ تعالےٰ نے کون کلمات حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلائے تھے کہ وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے
اور توبہ قبول کی۔ تو فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ یہ سوال کیا تھا۔ کہ بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علی و فاطمہ و حسن رضی اللہ
تعالےٰ عنہم کے میری توبہ قبول کر۔ تب اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور علاوہ اسکے خود امام بخاری کتاب
المفرد و شفا قاضی عیاض میں بایں طور حدیث نقل فرمائی ہے رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ خَدِرَتْ رِجْلُہٗ
فَقِیْلَ لَہٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ یَزُلْ عَنْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ الخ
ترجمہ:۔ یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا پاؤں سن ہوگیا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ ایسے شخص کو یاد
کریں جوکہ لوگوں میں آپ کے نزدیک بڑھ کر محبوب ہے تو آپ کا یہ مرض جاتا رہے گا آپ چلائے اور کہا یا محمداہ
پھر ان کا پاؤں کھل گیا۔ الخ۔ اور اس کی شرح میں ملا علی قاری صاحب یوں لکھتے ہیں وَکَاَنَّہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَصَدَ اِظْھَارَ الْمَحَبَّۃِ فِیْ ضِمْنِ الْاِسْتِغَاثَۃِ یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے استغاثہ کے ضمن میں اظہار
محبت کیا۔ اور کتاب فتوح الشام میں لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم لڑائیوں میں یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل پکارا
کرتے تھے یعنی اے محمد اے محمد اے خدا کی مدد نازل ہو۔ اور کتاب حصن حصین مترجم صفحہ ۱۲ میں بایں طور حدیث
مذکور ہے وَمَنْ کَانَتْ لَہٗ ضَرُوْرَۃٌ فَلْیَتَوَضَّأْ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَہٗ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یَدْعُوْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتَقْضِیَ اَللّٰھُمَّ
فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔ نقل از ترمذی و ابن ماجہ و مستدرک ا۔
ترجمہ:۔ کسی کو کوئی حاجت ہو تو وہ اچھا وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر دعا کرے اور کہے میں مانگتا ہوں

ساجت اپنی تجھ سے اور متوجہ ہوا ہوں طرف تیری ساتھ وسیلے نبی تیرے کے جو کہ نبی رحمت ہیں۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوا ہوں میں ساتھ تیرے طرف پروردگار اپنے کے بیچ حاجت اپنی کے تاکہ روا کی جائے حاجت واسطے میرے پس شفاعت قبول کر ان کی میرے حق میں الخ۔ اور علاوہ اسکے خود کتاب ہدیہ المہدی صفحہ ۲۳ جلد اول میں مولوی وحید الزمان صاحب جو کہ اس فرقہ کا پیشوا ہے بایں طور تحریر فرماتے ہیں النداء فیجوز لغیر اللہ تعالیٰ مطلقاً سواء کان حیاً او میتاً وثبت فی حدیث الاعمی یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی وفی حدیث اٰخر یا عباد اللہ اعینونی وقال ابن عمر حین زل قدمہ وا محمداہ ولماد عا ملک الروم الشھد الی النصرانیۃ قالوا یا محمداہ رواہ ابن الجوزی من اصحابنا وقال اویس القرنی بعد وفات عمر یا عمراہ یا عمراہ یا عمراہ رواہ ابن حبان وقال السید فی بعض التوالیف قبلہ دین مددی کعبہ ایمان مددی ابن قیم مددی قاضی شوقانی مددی الخ پس اس عبارت مرقومہ سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ بوقتِ مصیبت انبیاء و اولیاء عظام سے مدد مانگنا اور وسیلہ پکڑنا اور ندا سے پکارنا درست ہے۔ اور نحویوں کے نزدیک یا حرف ندائیہ ہے جو کہ قریب اور بعید کے واسطے بولا جاتا ہے۔ چنانچہ شرح ملا جامی میں بایں طور مسطور ہے۔ یا اعمہا لانہا مستعمل لنداء القریب والبعید الخ یعنی یا حرف حروف ندائیہ میں سے عام ہے۔ کیونکہ وہ قریب اور بعید دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے الخ: باقی مفصل ذکر اسکا جلد اول سلطان الفقہ و سرور الخاطر الفاتر وغیرہ میں دیکھو الخ واللہ اعلم بالصواب۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

اصلی توبہ نامہ کی نقل جو نذیر حسین دہلوی نے مکہ معظمہ کی جیل میں تحریر کی تھی۔ اور یہ نقل حاجی الٰہ بخش حال وارد تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ملی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: ان السید المولوی محمد نذیر حسین الدھلوی والحاج المولوی سلیمان ابن الحاج اسحٰق الجوناکڈی من مرشدی الفِرْقَۃِ الضالۃ الوھابیۃ من غیر المقلدین وصلا الی مکۃ المُکَرَّمَۃ فَلَمَّا ظَھَرَھَا لَھُمَا اَحْضَرَا فی المحکمۃ العلیۃ استنبانا عن العقیدۃ الضالۃ الجدیدۃ والطریقۃ الخبیثۃ الوھابیۃ بَیْنَ یَدَیْ حضرت المشیر المفخم والدستور المکرم والوزیر المعظم والی ولایۃ

الحجاز دلتنا والسید عثمان نوری باشا لا زالت شمس اجلاله من افق الاقبال بازغة وکتبا بقلمهما ما ترجمته هذا وهذا لک تاب کل من کان عقیدته کعقیدتهما من رفقائهما ومن اقام بمکة المکرمة وذلک فی السادس والعشرین من ذی الحجة من عام ۱۳۰۰ھ۔

ترجمه ماکتب المولوی نذیر حسین الدهلوی

بسم الله الرحمن الرحیم۔ حامداً ومصلیا امابعد فان العاجز السید محمد نذیر حسین متبع السنة والجماعة عقیدةً وفعلاً وانا اعلم ان خلافها من المذاهب کلها سوء سواء کان من الرافضة والخارجیة والوهابیة وانی افتی موافقاً للمذهب الحنفی وانا حنفی المذهب وتبت مما خطأت وصلی الله تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعین ۰ الراقم السید محمد نذیر حسین بقلمه ۔

ترجمه ماکتب المولوی سلیمان الجوناکدی

الحاج سلیمان ابن الحاج اسحٰق الحنفی المذهب الاٰن تبت مما خطأت واقول ان مذهب الوهابیة باطل الف مرة وانا علی مذهب الحنفی الامام الاعظم وبالله التوفیق وهو الرفیق۔ صحیح الحاج سلیمان ۔

نقل تحریر مولوی نذیر حسین دہلوی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً ومصلیا امابعد عاجز سید محمد نذیر حسین متبع سنت والجماعت عقیدةً وفعلاً اور اسکے خلاف جتنے مذاہب ہیں خواہ رافضی ہو خواہ خارجی خواہ وہابی سب کو برا سمجھتا ہوں ۔ اور موافق مذہب حنفی کے فتویٰ دیتا ہوں اور حنفی مذہب ہوں وَتُبْتُ مِمَّا اَخْطَأْتُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ سَیِّدِنَا ومولانا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین فقط الراقم سید محمد نذیر حسین بقلم خود

نقل تحریر مولوی حاجی سلیمان ساکن جوناگڑھ ۔ حاجی سلیمان ولد حاجی اسحٰق حنفی المذہب آنچہ خطا نمودم از و توبہ است مذہب وہابی باطل است الف مرہ۔ مذہب حنفی امام اعظم دارم وباللہ التوفیق وہو نعم الرفیق فقط۔ صحیح حاجی سلیمان جوناگڑی (طبع فی المطبعة المیریہ الکائنة بمکة المحمیہ)

المعلن : فقیر نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری حال وارد وزیرآباد محلہ ککڑ منڈی فقط ۔

(جامع الفتاویٰ جلد نہم تمام شد)

جلد دہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منطوقات اللہ تعالےٰ کی جانب سے تھے یا کہ اپنی خواہش بشریت وارادت سے بھی کچھ فرما دیا کرتے تھے۔ اور مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے کیا مراد ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمام منطوقات مخصوص قرآنیہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منجانب اللہ تعالےٰ بذریعہ وحی کے عموماً ظاہر ہوئے۔ اور جو ماسوا قرآن مجید کے منطوقات آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں وہ اکثر بموجب وحی کے ہیں۔ اور بعض اپنی ارادت بشریت سے فرمائے۔ چنانچہ شہد کا اپنے اوپر حرام فرمانا لقولہ تعالےٰ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔ اور ابن سلول کے جنازہ پر کھڑے ہونا وغیرہ وغیرہ۔ پس اگر تمام منطوقات آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بموجب وحی کے ہوتے تو پھر اعتراض خداوند کریم کا کیوں وارد ہوتا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ بعض وقت اپنی ارادت سے بھی فرما دیتے تھے۔ اب مسلمانوں کو لازم ہے کہ جس امر کو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بمشورہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ترک کر دیا ہو یا ترک کرنے کا حکم دیا ہو تو اسکو ترک کر دیں۔ اور جس امر کو بمشورہ صحابہ تعمیل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسکو ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خود صحابہ کرام سے مشورہ کا حکم فرمایا۔ وھو ہذا وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ اور علاوہ اسکے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی بھی تین چار قسم کی تھی جسکا مفصل ذکر جلد ششم میں ہو چکا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار مبارک کو قبر میں تبرکاً میت کے ساتھ رکھنا درست ہے یا نہیں اور بعض لوگ جو نعلین مبارک کا نقشہ بنا کر میت کے ساتھ رکھدیتے ہیں۔ اسکا کیا حکم ہے۔ جواب دو اجر ملیگا۔

السائل حافظ خدابخش از کیا ڑک

الجواب: بیشک میت کے ساتھ کفن یا قبر میں بال مبارک یا ناخن وغیرہ آثار طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھنے تبرکاً درست ہیں۔ چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد اول صفحہ ۱۳۲ میں بایں طور مذکور ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا اَوْصٰی اَدْ یُدْفَنَ مَعَهٗ شَیْءٌ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَظْفَارِهٖ وَقَالَ اِذَا مِتُّ فَاجْعَلُوْهُ فِیْ كَفَنِیْ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ ۱۲ اور تحفہ رسولیہ صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے کہ جس میت کے

ساتھ نعلین مبارک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمریا نقشہ نعلین مبارک کا ہوگا یا جس گھر میں یا جس کے پاس ہوگا وہ ہر ایک آفات سے محفوظ رہے گا۔ اور عذاب دوزخ سے نجات پائے گا۔ اور اس پر فرشتے منکر نکیر وقت حساب آسانی کریں گے۔

اشعار

ہر کہ نقش طاس مثالش کشد — تاج دہند آنرا لبر خود نہد
فتح و ظفر یابد و گردد عزیز — در دلش افزاید عقل و تمیز
آتش سوز ندہ نسوز دوراع — سوزن سیلاب ندوز د دراع
از ہمہ آفات سلامت بود — روز قیامت بکرامت بود
سہل شود پرسش منکر نکیر — داند و بگرد ند مبشر بشیر

نقل از تحفہ رسولیہ

سوال:۔ ولی اللہ ہماری ندائیں دور سے بھی سن سکتے ہیں۔ جواب قرآن مجید و حدیث صحیح سے دو۔ اجر ملے گا۔

الجواب:۔ بیشک ولی اللہ جو مقرب ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے مدارج فرائض و نوافل کے طے کر لئے ہیں وہ ہماری ندائیں دور سے بھی سن سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے کان خداوند کریم کے کان ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کی سامعہ قدرت سامعہ کی مظہر ہو جاتی ہے۔ اور ان کی آنکھ میں وہ قدرت پیدا ہو جاتی ہے کہ دور و نزدیک سے برابر دیکھتی ہے۔ اور ان کے ہاتھ خداوند کریم کے ہاتھ ہو جاتے ہیں۔ یعنی جس چیز کو چاہتے ہیں پکڑ لیتے ہیں۔ اور ان کے پاؤں خداوند کریم کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ یعنی جہاں چاہیں ایک آن میں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اس پر قصہ برخیمہ کا شاہد ہے۔ جو قرآن میں موجود ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے وَفُوَادَہُ الَّذِیْ یَعْقِلُ بِہٖ وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِہٖ یعنی میں اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے۔ اسکی زبان میری زبان بن جاتی ہے جس سے وہ کلام کرتا ہے۔ غرض کہ اس سے وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو کہ خداوند کریم کے ارادے میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ مولانا روم صاحب فرماتے ہیں

شعر

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور اس مسئلہ پر یہ حدیث بخاری کی شاہد ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ الحدیث رواہ البخاری کذافی المشکوٰۃ۔ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی کا دشمن ہے۔ اسکو میں اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے وہ جنگ کرے۔ اور میرے بندے نے اس فرض کے ادا کرنے سے جو میں نے اس پر مقرر کیا ہے بڑھ کر اور کسی شے سے جو میرے نزدیک زیادہ عزیز ہے مجھ تک تقرب حاصل نہیں کیا۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ مجھ تک تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اسکو دوست بنالیتا ہوں۔ اور جب میں اسکو اپنا دوست بنالیتا ہوں تو پھر میں اسکے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسکو ضرور دیتا ہوں الخ اور اس حدیث کی تائید پر حدیث زینب بن ساریہ کی شاہد ہے۔ جو کہ ۶ ماہ کے فاصلہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حالت خطبہ میں ان سے ہمکلام فرمائی۔ اور فرمایا کہ پہاڑ کی آڑ لیجئے۔ اور الحمد نے شکر الیساری کیا۔ اور اگر کسی صاحب نے اس مسئلہ کو دیکھنا ہو تو سرور الخاطر صفحہ ۵ و ۶ میں مطالعہ کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: اجنبیہ عورت کا پس خوردہ کھانا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: اگر بہ نیت تلذذ کھائے تو مکروہ ورنہ درست۔ کما فی الدر المختار یکرہ سؤرھا للرجل لعلہ للاستلذاذ اور حاشیہ ردالمحتار میں بھی اسی طرح ہے۔ نقل از فتاوی سعدیہ صفحہ ۱۳۔ انتہی واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: استنجا ڈھیلوں سے کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا صحابہ کرام سے جواب دو اجر ملیگا۔

الجواب: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ چنانچہ طبرانی و فتح المنان فی تائید النعمان سے صاحب سعدیہ نے صفحہ ۱۳ میں بایں طور حدیث نقل کی ہے عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ بَالَ ثُمَّ مَسَحَ ذَكَرَهٗ بِالتُّرَابِ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا فَقَالَ هٰكَذَا عُلِّمْنَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ يَبُوْلُ ثُمَّ يَمْسَحُ ذَكَرَهٗ بِحَجَرٍ اَوْ بِغَيْرِهٖ ثُمَّ لَمْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ الْمَاءَ الخ یعنی حضرت عمر

رضی اللہ تعالٰے عنہ نے بول کیا۔ پھر مسح کیا ذکر اپنے کو ساتھ پتھر یا غیر اس کے کے۔ پھر نہیں دھویا ذکر اپنے کو پانی سے فقط واللہ اعلم بالصواب ؛

سوال :۔ اگر کسی شخص نے استنجا پانی سے نہ کیا ہو صرف ڈھیلوں سے استنجا کر لیا ہو تو پھر کسی نے السلام علیکم کہدیا ہو تو اسکو سلام کا جواب دینا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا ؛

الجواب :۔ صورتِ مذکورہ بالا میں جواب سلام کا دینا مکروہ ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں حدیث بایں الفاظ مسطور ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ. فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ اَبُو عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاِنَّمَا يُكْرَهُ هٰذَا عِنْدَنَا اِذَا كَانَ عَلَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ ذٰلِكَ ؛

ترجمہ :۔ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے کہ حضور علیہ السلام ایسی حالت میں تھے کہ ایک شخص نے آپ پر سلام دیا تو آپ نے اسکو سلام کا جواب نہ دیا اور مولف کتاب نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بیشک ہمارے نزدیک سلام کا جواب دینا اس حالت میں مکروہ ہے الخ ؛ اور اگر کسی نے جواب سلام کا دینا ہو تو تیمم کرکے دیدے تو بیشک درست ہوگا۔ چنانچہ دوسری حدیث ابو داؤد کی اس پر شاہد ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ؛

سوال :۔ مسواک کسی شخص کا بلا اجازت اس کی کے استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ جواب دو اجر ملیگا ؛

الجواب :۔ باجازت صاحب مسواک استعمال کرنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے چنانچہ حدیث میں ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ. فَيُعْطِيْنِي السِّوَاكَ لِاَغْسِلَهٗ فَاَبْدَأُ بِهٖ فَاَسْتَاكُ ثُمَّ اَغْسِلُهٗ وَاَدْفَعُهٗ اِلَيْهِ اور صاحب سعدیہ نے صفحہ ۴ میں لکھا ہے وَاَمَّا قَوْلُ النَّاسِ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ الْكَرَاهَةُ الخ ؛

سوال :۔ اگر کپڑے پر کچھ غبار نہیں تو اس پر تیمم کرنا درست ہے یا نہیں؟ ؛

الجواب :۔ اگر ضرب لگانے سے کچھ غبار اس کپڑے سے ظاہر نہ ہو تو پھر اس پر تیمم کرنا درست نہیں چنانچہ بحر الرائق میں مذکور ہے لَوْ اَنَّ الْحِنْطَةَ اَوِ الشَّيْءَ الَّذِيْ لَا يَجُوْزُ عَلَيْهِ التَّيَمُّمُ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ التُّرَابُ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَنْظُرُ اِنْ كَانَ يَتَبَيَّنُ اَثَرُهٗ بِمَدِّ يَدِهٖ عَلَيْهِ جَازَ وَاِنْ كَانَ لَا يَتَبَيَّنُ لَا يَجُوْزُ الخ

ترجمہ :۔ اگر گندم یا کوئی اور چیز ہے جس پر تیمم کرنا درست نہیں۔ اگر ان پر غبار پڑا ہو اور پھر اس پر ہاتھ مارنے سے اثر مٹی کا ظاہر ہو جائے۔ تو انپر تیمم کرنا جائز ہے ورنہ ناجائز فقط ؛

حررہٗ خادم شریعت محمد نظام الدین عفی عنہ

سوال: موسم گرما میں بوجہ شدت گرمی کے اگر مسجد کی سطح پر نماز پڑھ لی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملیگا۔

الجواب: مسجد کے اوپر نماز پڑھنی درصورت مذکورہ بالا مکروہ ہے۔ چنانچہ فتاوے عالمگیری وفتاوی سعدی صفحہ ۱۴۸ میں بایں طور مسطور ہے اَلصُّعُوْدُ عَلٰی سَطْحِ کُلِّ مَسْجِدٍ مَکْرُوْہٌ وَلِھٰذَا اِشْتَدَّ الْحَرُّ یُکْرَہُ اَنْ یُّصَلُّوْا بِالْجَمَاعَۃِ فَوْقَہٗ اِلَّا اِذَا ضَاقَ الْمَسْجِدُ حِیْنَئِذٍ لَا یُکْرَہُ الصُّعُوْدُ عَلٰی سَطْحِہٖ لِلضَّرُوْرَۃِ کَذَا فِی الْغَرَائِبِ یعنی ہر ایک مسجد کی سطح پر نماز پڑھنا مکروہ ہے بوجہ شدت گرمی کے۔ ہاں اگر مسجد میں لوگ نہ سما سکیں اور تنگ ہوں تو پھر مسجد کی سطح پر نماز کی جماعت کرنا مکروہ نہیں۔ بوجہ ضرورت محسوس ہونے کے الخ

کتبہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال: مسجد کے اوپر یا نیچے مکانات بنانے واسطے کرایہ کے یا واسطے رکھنے رسن مسجد ولوٹا ولوریہ وغیرہ کے جائز ہے یا نہیں؟ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: مسجد کے نیچے یا اوپر مکان بنانے واسطے رسن یا لوٹا یا بوریہ وغیرہ سامان مسجد کے درست ہے اور اس کے سواء واسطے کرایہ وغیرہ کے درست نہیں۔ چنانچہ فتاوے عالمگیری وفتاوے سعدیہ صفحہ ۱۴۶ میں مذکور ہے وہو ہذا۔ مَنْ جَعَلَ مَسْجِدًا تَحْتَہٗ سِرْدَابٌ اَوْ فَوْقَہٗ بَیْتٌ وَجَعَلَ بَابَ الْمَسْجِدِ فِی الطَّرِیْقِ وَعَزَلَہٗ فَلَہٗ اَنْ مَاتَ یُوْرَثُ عَنْہُ وَلَوْ کَانَ السِّرْدَابُ لِمَصَالِحِ الْمَسْجِدِ جَازَ کَمَا فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ کَذَا فِی الْھِدَایَۃِ اِذَا اَرَادَ اِنْسَانٌ اَنْ یَّتَّخِذَ تَحْتَ الْمَسْجِدِ حَوَانِیْتَ غَلَّۃً لِمَرَمَّۃِ الْمَسْجِدِ اَوْ فَوْقَہٗ لَیْسَ ذٰلِکَ الخ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال: ایک گاؤں میں ایک مسجد قدیم سے بنی ہوئی ہے۔ اب کچھ لوگ اس گاؤں میں وہابی ہو گئے ہیں۔ اور جب وہ مسجد میں آتے ہیں تو شرارت وفساد برپا ہو جاتا ہے۔ اب اس شرارت کے دفعیہ کے لئے دوسری مسجد بنانا درست ہے یا نہیں۔ اور یہ مسجد حکم ضرار مسجد کا رکھے گی یا نہیں؟

السائل نذر محمد از چکیرہ

الجواب: مسجد دوسری تیار کرنی ایک محلہ یا ایک گاؤں میں بہتر نہیں۔ کیونکہ مسجد اول کو اس کے تیار ہونے پر ضرر پہنچتا ہے۔ اور صاحب کشاف وبحر الاسرار صفحہ ۱۳۹ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہروں پر فتح پائی تو غازیوں کو فرمایا اَنْ یَّبْنُوا الْمَسَاجِدَ وَاَنْ لَّا یَتَّخِذُوْا فِیْ مَدِیْنَۃٍ الْمَسْجِدَیْنِ یُضَارُّ

اَحَدُهُمَا صَاحِبَتِهِ فَالْعَجَبُ مِنَ الْمَشَائِخِيْنَ الْمُتَعَصِّبِيْنَ فِیْ زَمَانِنَا يَبْنُوْنَ فِیْ كُلِّ نَاحِيَةٍ مَسْجِدًا طَلَبًا لِلْاِسْمِ وَالرَّسْمِ وَالْاِسْتِعْلَاءِ لِشَانِهِمْ وَاقْتَدُوْا اٰبَاءَ اٰبَائِهِمْ وَلَمْ يَتَأَمَّلُوْا فِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ

ترجمہ:۔ تیار کرو مسجدوں کو اور یہ کہ نہ بنادیں ایک شہر میں دو مسجدیں کہ ضرر پہنچا میں ایک دوسرے کو پس تعجب ہے مشائخوں سے جو تعصب کرتے ہیں ہمارے زمانہ میں کہ بناتے ہیں وہ ہر ایک محلہ میں مسجدیں واسطے طلب کرنے اللہ سے نام ونشان کے اور بڑھانے کے لئے اپنے شان کے۔ اور پیروی کرتے ہیں اپنے باپ دادا کی اور نہیں غور کرتے اس آیت میں الخ پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ مسجد محلہ میں ایک ہی ہونی چاہیئے اور صاحب مدارک نے مسجد ضرار کی یہ تعریف بیان کی ہے وَقِيْلَ كُلُّ مَسْجِدٍ بُنِيَ مُبَاهَاةً اَوْ رِيَاءً اَوْ لِغَرَضٍ سِوَی ابْتِغَاءِ وَجْهِ اللّٰهِ اَوْ بِمَالٍ غَيْرِ طَيِّبٍ اَوْ لَاحِقٌ بِمَسْجِدِ الضِّرَارِ اُخِذَ ذٰلِكَ مِنَ الْكَشَّافِ۔

ترجمہ:۔ اور کہا گیا ہے جو مسجد تیار کی گئی ہو فخر کرنے کے لئے یا دکھانے کے لئے یا کسی اور مطلب کے لئے سوائے رضائے خداوند کریم کی یا تیار کی گئی ہو مال حرام سے پس وہ شامل ہے مسجد ضرار میں نقل کیا گیا ہے یہ کشاف سے الخ پس فقیر کے نزدیک بھی یہی بات بہتر ہے کہ جس قدر ہو سکے آپس میں اتفاق کریں۔ اور دوسری مسجد نہ بنائیں ہاں اگر متفق ہونا محال ہو تو دوسری مسجد برائے ذریعہ شرارت کے تیار کرنی جائز ہے اور نہ ہی اس مسجد کو حکم ضرار کا دیا جاویگا کما مر الخ۔

کتبہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال:۔ استاذ یا مرشد یا کسی اور بزرگ کی خاطر مسجد میں کھڑا ہونا تعظیماً درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ بیشک استاذ یا مرشد وغیرہ کے لئے جو قابل تعظیم کے ہیں ان کی خاطر کھڑا ہونا مسجد میں بلا کراہت جائز ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے وھو ھذا لَا يُكْرَهُ قِيَامُ الْجَالِسِ فِي الْمَسْجِدِ لِمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ تَعْظِيْمًا لَهُ وَلَا يُكْرَهُ قِيَامُ قَارِیِ الْقُرْاٰنِ تَعْظِيْمًا لِلْجَائِیْ اِذَا كَانَ مُسْتَحِقًّا لِلتَّعْظِيْمِ وَالتَّعْظِيْمُ خَمْسَةُ نَفَرٍ اَلْاُسْتَاذُ وَالْوَالِدَانِ وَالْاَمِيْرُ وَالسَّيِّدُ هٰكَذَا فِیْ فَتَاوٰی حَادِی رفتاوی جامع الفوائد صفحہ ۳۶ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

سوال:۔ مسجد کو برائے زینت منقش کرنا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ بیشک مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا درست ہے چنانچہ فتاوے فتح القدیر ونہایہ وغیرہ کتب معتبرہ میں بایں طور مسطور ہے مُبَاحَةٌ اَلْمُصَافَحَةُ وَزِيْنَةُ الْمَسَاجِدِ وَالْمَصَاحِفِ یعنی مباح ہے بعد ہر نماز کے

مصافحہ کرنا اور مسجدوں اور قرآن مجیدوں کو چاندی وغیرہ سے زینت دار کرنا۔ اور ہدایہ اور در مختار میں اسیطرح مسطور ہے لَا بَأْسَ بِاَنْ یُنْقَشَ الْمَسْجِدُ بِالْجِصِّ وَالسَّاجِ وَمَاءِ الذَّهَبِ یعنی مضائقہ نہیں اس امر میں کہ نقش کئے جائیں مسجدیں چونہ اور سال کی لکڑی یا سونا چاندی کے پانی سے۔ اور علامہ طحطاوی نے بحر الرائق سے نقل کیا ہے اور لکھا ہے وَاَصْحَابُنَا قَالُوْا بِالْجَوَازِ مِنْ غَیْرِ الْکَرَاهَةِ الخ یعنی ہمارے اصحاب حنفیہ کے نزدیک مسجد کو سنوارنا بلا کراہت جائز و درست ہے۔ اور صاحب شامی نے لکھا ہے وَقِیْلَ یُسْتَحَبُّ لِمَا فِیْهِ مِنْ تَعْظِیْمِ الْمَسْجِدِ ترجمہ :- یعنی مستحب کہتے ہیں زینت دار کرنا مسجد کو اور ایسا ہی غنیہ شرح منیہ میں لکھا ہے۔ اور جو بعض علمائے دین نے مسجدوں کو زینت دار کرنا مکروہ لکھا ہے وہ قول ان کا بالکل مرجوح و مردود و مجروح و ضعیف ہے جو قابل اعتبار نہیں ہے۔ چنانچہ نہایہ شرح ہدایہ میں علامہ بدر الدین عینی نے اس کی تصریح کر دی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب ۞

سوال :- مسافر اگر امام مقیم کے پیچھے اقتداء کرے تو کتنی رکعتوں کی نیت کرے۔ یا برعکس ہو۔ دونوں کا حکم بیان کریں۔ اجر ملے گا۞

الجواب :- مسافر کو تعین رکعات کی امام مقیم کے پیچھے کرنی بہتر نہیں۔ اگر نیت کرنی ہو تو دو رکعت کرے چنانچہ برجندی و جامع الرموز میں بایں طور مسطور ہے وَلَوْ اَرَادَ نِیَّةَ الْعَدَدِ نَوٰی رَکْعَتَیْنِ۔ اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو نیت چار رکعت کی کرے۔ چنانچہ فتاوے سعدیہ صفحہ ۹۰ میں مذکور ہے۔ اگر مطلق نیت وقت کی کرے تو بھی درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۞

سوال :- اگر مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتداء کی تو پھر جو باقی دو رکعت مقیم کی ہوں گی۔ ان میں فاتحہ پڑھے یا نہ۔ جواب دو اجر ملے گا ۞

الجواب :- امام صاحب کے مذہب صحیح میں یہی امر ہے کہ ان میں فاتحہ نہ پڑھے۔ چنانچہ فتاوی جامع الفوائد صفحہ ۵۵ میں مذکور ہے وَلَوِ اقْتَدَی الْمُقِیْمُ بِالْمُسَافِرِ صَحَّ فِی الْوَقْتِ خَارِجَهُ فَاِنْ صَلَّی الْمُسَافِرُ رَکْعَتَیْنِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ فَیُتِمُّ صَلٰوتَهُ بِغَیْرِ قِرَاءَةٍ فِی الْاَصَحِّ وَقِیْلَ یَقْرَءُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۞

سوال :- اگر کوئی شخص فرض چہارگانہ کا قعدہ اولے بھول کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اسکو یاد آیا تو بیٹھ گیا۔ اب اس صورت میں اس کی نماز ہوئی یا نہ۔ جواب دو اجر ملے گا ۞

الجواب :- اس مسئلہ میں علمائے دین کا نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔ اور مشہور یہی ہے کہ نماز فاسد

ہو جاتی ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ نہیں فاسد ہوتی۔ چنانچہ فتاوے سعدیہ صفحہ ۸۸ میں اس مسئلہ کو مفصل بیان کیا گیا ہے۔ اور صاحب در مختار نے بایں طور لکھا ہے لَوْ اَعَادَ اِلَی الْقُعُوْدِ بَعْدَ ذٰلِکَ تَفْسُدُ صَلٰوتُہٗ لِرَفْضِ الْفَرْضِ لِمَا لَیْسَ بِفَرْضٍ وَ صَحَّحَہُ الزَّیْلَعِی وَقِیْلَ لَا تَفْسُدُ لٰکِنَّہٗ یَکُوْنُ مُسِیْئًا وَیَسْجُدُ لِتَاخِیْرِ الْوَاجِبِ وَھُوَ الْاَشْبَہُ کَمَا حَقَّقَہُ الْکَمَالُ وَھُوَ الْحَقُّ اور ایسا ہی فتح القدیر میں مذکور ہے۔

واللہ اعلم بالصواب ۔

سوال: دو رکعت فرض اخیر میں کس لئے قرأت نہیں پڑھی جاتی۔ اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج میں کتنی رکعتیں پڑھنے کا حکم ہوا تھا جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: ہر دو سوال کا جواب یہ ہے کہ اصل میں نماز صرف دو رکعت فرض تھی۔ چنانچہ فتاوی جامع الفوائد و فتاوے سعدیہ صفحہ ۲۹ وغیرہ کتب حدیث میں بایں طور حدیث حضرت مائی صاحبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ فَقُرِّرَتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ وَزِیْدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْحَضَرِ الخ اور دوسری روایت میں ہے قَالَتْ فَرَضَ اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ حِیْنَ فَرَضَہَا رَکْعَتَیْنِ اَتَمَّہَا فِی الْحَضَرِ وَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ عَلَی الْفَرِیْضَۃِ الْاُوْلٰی۔ اور نسائی و ابن ماجہ و مسلم میں بایں طور حدیث مذکور ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ فِی الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِی السَّفَرِ رَکْعَتَیْنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ اور طبرانی میں بایں طور وارد ہے اِفْتَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ فِی السَّفَرِ الخ پس ان دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ اصل میں دو رکعت فرض تھی۔ اس لئے سفر میں دو رکعت کا حکم باقی رہا اور دو کو معاف کر دیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں مسطور ہے فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ الخ اور حدیث میں نیز بایں طور وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہ اللہ تعالےٰ نے یہ دو رکعت سفر میں صدقہ فرما دیا۔ لہٰذا اسکو قبول کرنا چاہیئے صَدَقَۃٌ تَصَدَّقَ اللّٰہُ بِہَا عَلَیْکُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَہٗ الخ مراد صدقہ سے صدقہ عطیہ ہے۔ اور فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۵۵ بحوالہ قاضی خاں میں بایں طور رقم ہے نَقْصُرُ الْفَرْضَ الرُّبَاعِیَّ الْمُفْرَدُ وَنَ عَلَی الْمُقِیْمِ فَاِنَّ صَلٰوتَہٗ فِی الْاَصْلِ رَکْعَتَانِ الخ پس ان عبارات سے ظاہر ہوا کہ اصل میں نماز اصل میں دو رکعت ہی فرض تھی۔ اور بعدہ دو رکعت آپ کے شکریہ کے طور پر پڑھنے سے فرض ہوئیں لہٰذا ان میں یہ جاری کیا گیا کہ اخیر دو رکعت میں قرأت نہ پڑھی جاوے۔ فقط

واللہ اعلم بالصواب ۔

سوال: سفر میں سنتیں پڑھنی جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب: سفر میں سنت موکدہ ضرور پڑھنی چاہیئں۔ چنانچہ کتب حدیث و فقہ میں مذکور ہے ولیس عَلَى الْمُسَافِرِ اَنْ يُّصَلِّيَ السُّنَنَ وَقِيْلَ اِذَا كَانَ نَازِلًا فَاِنَّهٗ يُصَلِّيْ وَقِيْلَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَي الْفَجْرِ خَاصَّةً وَقِيْلَ رَكْعَتَي الْمَغْرِبِ اَيْضًا تنبیہ فَلَا يَتْرُكُ السُّنَنَ فِي السَّفَرِ الْمُؤَكَّدَةَ فِي الْاَحْوَالِ كُلِّهَا سَوَاءٌ صَلّٰى بِالْجَمَاعَةِ اَوْ مُنْفَرِدًا مُقِيْمًا اَوْ مُسَافِرًا الخ پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ سنت موکدہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی بخاری کے سیپارہ پانچ میں حدیث مذکور ہے۔ اور کہا صاحب حلبی نے کہ اگر کسی عذر شدید کی وجہ سے سنتیں ترک کر دے تو بھی کوئی خوف نہیں۔ لَا بَاْسَ بِتَرْكِ السُّنَنِ فِي السَّفَرِ هٰكَذَا فِي الْمَبْسُوْطِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

سوال: کس شخص پر نکاح کرنا واجب ہے اور کس شخص پر سنت ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: جس شخص پر غلبہ شہوت کا ہو اور خوف زنا کا رکھتا ہو اور مہر و نفقہ ادا کرنے کی توفیق بھی رکھتا ہو تو اس پر نکاح کرنا واجب ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے بایں طور مسطور و مذکور ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ فَاِنَّهٗ وِجَاءٌ متفق علیہ۔

ترجمہ: یعنی فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس شخص کو تم میں سے نکاح کرنے کی طاقت ہو پس چاہیئے کہ وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ محافظ آنکھوں اور فرج کا ہے اور جسکو طاقت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ اس سے غلبہ شہوت کم ہو جاتا ہے اور بیہقی نے حضرت سے بدیں الفاظ حدیث تحریر کی ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ

ترجمہ: یعنی جب کسی آدمی نے نکاح کیا تو اس نے نصف دین اپنا مکمل کیا۔ اور باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرتا رہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص پاک ہونا چاہے تو کسی صالح عورت سے نکاح کرے۔ نقل از ترمذی۔ اور جس شخص کو اسقدر شہوت نہ ہو اور نہ مہر و نفقہ کی طاقت ہو تو ایسے شخص کو نکاح کرنا سنت ہے۔ اور فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ نکاح کرنا میری سنت ہے جس نے اس سے روگردانی کی۔ وہ میری امت سے نہیں۔ اور نکاح صالحہ عورت سے کرنا چاہیئے۔ جو کہ اپنے خاوند کو خوش رکھنے والی ہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال:۔ اگر وقت نکاح کے دو عورتیں اور ایک مرد گواہ ہوں تو نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نکاح درست ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں مسطور ہے وَيَنْعَقِدُ بِحُضُوْرِ رَجُلَيْنِ اَوْ رَجُلٍ وَّامْرَأَتَيْنِ۔ اور اگر صرف عورتیں گواہ ہوں تو جائز نہیں۔ وَلَا يَنْعَقِدُ بِشَهَادَةِ الْمَرْأَتَيْنِ بِغَيْرِ رَجُلٍ۔ هٰكَذَا فِي الْهِدَايَةِ الخ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

سوال:۔ نابینا یا فاسق نکاح میں گواہ ہو۔ یا کوئی گواہ نہ ہو۔ صرف آپس میں ایجاب قبول کریں۔ تو یہ نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اندھے اور فاسق کی گواہی شارع علیہ السلام نے نکاح میں جائز قرار دی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں بایں طور مسطور ہے وَيَصِحُّ النِّكَاحُ بِشَهَادَةِ الْفَاسِقَيْنِ وَالْاَعْمَيَيْنِ۔ اور بدول دو گواہوں کے نکاح درست نہیں ہوتا۔ چنانچہ دارقطنی میں حدیث اس پر شاہد ہے۔ وھو ہذا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِشُهُوْدٍ یعنی بدوں گواہوں کے نکاح درست نہیں ہوتا الخ پس اس سے ضروری ہے کہ گواہ مرد اور عورت کی کلام کو سنیں اور سونہ جائیں۔ ورنہ نکاح غیر صحیح ہوگا۔ جیسا کہ قاضی خاں کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے فَلَا يَنْعَقِدُ بِشَهَادَةِ نَائِمَيْنِ اِذَا لَمْ يَسْتَمِعَا كَلَامَ الْعَاقِدَيْنِ الخ اور اگر ایک گواہ نے کلام سنی اور دوسرے نے نہ سنی تو بھی نکاح درست نہ ہوگا۔ وَلَوْ سَمِعَا كَلَامَ اَحَدِهِمَا دُوْنَ الْاٰخَرِ اَوْ سَمِعَ اَحَدُهُمَا كَلَامَ اَحَدِهِمَا وَالْاٰخَرُ الْكَلَامَ الْاٰخَرَ لَا يَجُوْزُ النِّكَاحُ نقل از فتاویٰ عالمگیری، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

سوال:۔ اگر لڑکی عاقلہ بالغہ یا بیوہ کو مار کوٹ کر نکاح کر لیا جائے۔ تو درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ یہ نکاح شرعاً ہرگز ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شارع علیہ السلام نے مسئلہ نکاح میں رضامندی عورت کی شرط فرمائی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں و شرح وقایہ و ہدایہ و عالمگیری باب الکفو میں بایں طور مذکور ہے وَمِنْ شَرَائِطِ النِّكَاحِ رِضَاءُ الْمَرْأَةِ اِذَا كَانَتْ بَالِغَةً بِكْرًا اَوْ ثَيِّبًا فَلَا يَمْلِكُ الْوَلِيُّ اِجْبَارَهَا عَلَى النِّكَاحِ الخ اور ہدایہ میں ہے وَيَنْعَقِدُ نِكَاحُ الْحُرَّةِ الْعَاقِلَةِ الْبَالِغَةِ بِرِضَاهَا وَلَا يَجُوْزُ لِلْوَلِيِّ اِجْبَارُ الْبِكْرِ الْبَالِغَةِ عَلَى النِّكَاحِ۔ اور ابو داؤد میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بایں الفاظ حدیث بیان کی ہے کہ ایک لڑکی کنواری کا اسکے باپ نے نکاح کر دیا۔ اور لڑکی نے اسکو ناپسند کیا تو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نکاح کو رد کر دیا۔ اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ اِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الخ اور بخاری شریف میں ہے کہ ایک عورت بیوہ تھی۔ اسکے باپ نے بلا رضامندی اسکا نکاح کسی شخص سے
کر دیا۔ اور اس عورت نے اپنی ناراضگی بخدمت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر ہو کر ظاہر کی۔ تو آپ نے
اس نکاح کو رد کر دیا۔ وہو ہذا اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ وَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جبراً نکاح عاقلہ بالغہ اور بیوہ کا
کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے جبراً نکاح کر دیا تو جائز نہ ہوگا۔ فقط ؛

سوال :۔ اگر لڑکی عاقلہ بالغہ اپنی کفو میں بلا اجازت ولی قریب کے نکاح پڑھا لے تو درست ہوگا یا نہیں جواب
دو اجر ملے گا ؛

الجواب :۔ عورت عاقلہ بالغہ اپنا نکاح کرنے میں زیادہ حقدار ہے ولی سے۔ چنانچہ قرآن مجید و احادیث
شریف اس پر شاہد ہیں۔ چنانچہ مسلم میں ہے کہ قال الایم احق بنفسها من ولیها رواه مسلم۔ اور بخاری
شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ حدیث مسطور ہے لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ؛

ترجمہ :۔ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنواری لڑکی کا نکاح بغیر اجازت اس کی کے نہ کیا جاوے۔ صحابہ
نے پوچھا کہ کیونکر اس کی اجازت لی جائے۔ فرمایا اسکا چپ ہونا رضامندی ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے وَلَا
تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ یعنی ان عورتوں کو نکاح کرنے سے منع مت کرو۔ اور دوسری جگہ یوں
ارشاد ہوتا ہے کہ جب ان کی عدت گذر جائے پھر ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ نکاح کر لیں۔ پس ان دلائل قاطعہ سے
صاف صاف واضح ہوا کہ عورت عاقلہ بالغہ اگر بلا اجازت ولی کے نکاح اپنی کفو میں پڑھا لے تو بلا شک
جائز ہوگا ؛

سوال :۔ اگر ولی نے لڑکی سے نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ آواز سے رو پڑی۔ تو اس صورت میں
وہ نکاح ہوا یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا ؛

الجواب :۔ اگر لڑکی بالغہ آواز سے روئی تو نکاح ناجائز۔ اگر بلا آواز روئی تو نکاح صحیح ہوگا۔ چنانچہ فتاوے
قاضی خاں و عالمگیری میں مسطور ہے وَاِنْ تَبَسَّمَتْ فَهُوَ رِضًا وَالْبُكَاءُ اِنْ كَانَ بِخُرُوْجِ الدَّمْعِ مِنْ غَيْرِ
صَوْتٍ يَكُوْنُ رِضًا۔ وَاِنْ كَانَ مَعَ الصَّوْتِ وَالصِّيَاحِ لَا يَكُوْنُ رِضًا فقط واللہ اعلم بالصواب ؛

سوال: اگر کسی شخص نے لڑکی سے بالغہ کو کہا کہ میں نے تیرا عقد فلاں شخص سے کر دیا ہے۔ وہ اس وقت چپ رہی پھر انکار کر دیا۔ یا ولی نے بلا اجازت نکاح اسکا کر دیا اور اس نے خاوند سے حق مہر طلب کیا یا چپ کی تو ان ہر سہ صورت میں نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب: مذکورہ بالا ہر سہ صورت میں نکاح صحیح ہوگا۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے وَاِذَا قَالَ لَهَا اُرِيْدُ اَنْ اُزَوِّجَكِ مِنْ فُلَانٍ بِالْفٍ فَسَكَتَتْ ثُمَّ زَوَّجَهَا فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى اَوْ زَوَّجَهَا ثُمَّ بَلَغَهَا الْخَبَرُ فَسَكَتَتْ فَسُكُوْتُهَا رِضًا فِي الْوَجْهَيْنِ (فتاوی عالمگیری)، لَوْ طَلَبَتْ مَهْرَهَا بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ رِضًا (عالمگیری) فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: اگر کسی ولی بعیدی یا اجنبی نے لڑکی بالغہ سے اجازت طلب کی اور وہ چپ رہی تو یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب: یہ نکاح ہرگز درست نہیں کیونکہ اس میں لڑکی بالغہ کا بولنا آواز سے ضروری ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہے فَاِنْ اِسْتَأْذَنَهَا غَيْرُ الْاَقْرَبِ كَاَجْنَبِيٍّ اَوْ وَلِيٍّ بَعِيْدٍ فَلَا عِبْرَةَ لِسُكُوْتِهَا بَلْ لَا بُدَّ مِنَ الْقَوْلِ كَالثَّيِّبِ نقل از در مختار۔ ہاں اگر ولی قریبی نے کسی اجنبی کو اجازت کے لئے لڑکی عاقلہ بالغہ کی طرف روانہ کیا۔ اور اس سے اس نے اجازت طلب کی اور وہ چپ رہی۔ تو نکاح صحیح ہوگا۔ چنانچہ شامی میں مذکور ہے لِيَكُوْنَ رَسُوْلُ الْوَلِيِّ قَائِمٌ مَقَامَهٗ فَيَكُوْنُ سُكُوْتُهَا رِضًا عِنْدَ اِسْتِيْذَانِهٖ۔ کیونکہ ولی کا بھیجا ہوا قائم مقام ولی کے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ نکاح صحیح ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: اگر کسی نے لڑکی بالغہ سے اجازت نکاح کی لی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر اسی مجلس میں راضی ہو گئی تو یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: یہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ نکاح پہلے فاسد ہو چکا ہے۔ چنانچہ فتاوے عالمگیری میں ہے لَوْ زَوَّجَهَا وَلِيُّهَا فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى ثُمَّ رَضِيَتْ فِي الْمَجْلِسِ لَمْ يَجُزْ الخ واللہ اعلم بالصواب

سوال: منگنی سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: منگنی سے نکاح منعقد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بوقت منگنی کے الفاظ کنایہ بولے جاتے ہیں۔ جیسے تجھے دے دی یا بخشدی۔ یا تمہاری ہو گئی یا فلاں تاریخ تک انشاء اللہ نکاح کر دیا جاوے گا۔ تو بے فکر رہو پس ان الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ لڑکی کے ولی کی زبان سے صریح الفاظ نہ ظاہر ہوں چنانچہ اس

عبارت سے ظاہر ہے هَلْ اَعْطَيْتَهَا قَالَ اَعْطَيْتُهَا اِنِ الْمَجْلِسُ لِلنِّكَاحِ فَصَحَّ وَاِنِ الْوَعْدُ فَوَعْدٌ۔
ترجمہ :۔ اگر کسی نے لڑکی کے والد سے کہا کہ کیا وہ لڑکی تو نے مجھے دے دی۔ اس نے کہا دے دی۔ پس اگر وہ نکاح کی مجلس ہے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اگر وعدہ کی مجلس ہے تو وعدہ نکاح کا ہو جائے گا۔ اور فتاوی شامی صفحہ ۸۲ بحوالہ درمختار جلد ۲ میں اس طرح پر تحریر ہے۔ وما عداهما كناية وهو كل لفظ وضع لتمليك عين في الحال كهبته وتمليك وصدقة وعطية بشرط نية وحاصل الرد ان المختار انه لا بد من فهم الشهود المراد فان حكم السامع ان المتكلم اراد من اللفظ بالحاضر منه له لا بد له من قرينة على ارادته ذلك فان تكن لذا هب من اعلام الشهود بمراده۔ نقل از رد المحتار صفحہ ۲۹۱ جلد دوم پس اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ اگر الفاظ منگنی سے قرینہ موجود ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ نکاح کی نیت کی گئی ہے اور گواہ بھی سمجھیں کہ نکاح کیا گیا ہے تو پھر منعقد ہو جائے گا۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :۔ اگر لڑکی نابالغہ کا نکاح کسی ولی بعیدی نے کر دیا۔ باوجودیکہ اسکا ولی قریبی بھی زندہ تھا۔ لیکن حاضر نہ تھا کیا اس صورت میں یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب :۔ یہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہے وَاِنْ زَوَّجَ الصَّغِيْرَ اَوِ الصَّغِيْرَةَ اَبْعَدُ الْاَوْلِيَاءِ فَاِنْ كَانَ الْاَقْرَبُ حَاضِرًا وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْوِلَايَةِ تَوَقَّفَ نِكَاحُ الْاَبْعَدِ عَلٰى اِجَازَتِهِ الخ فتاوے عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۸۵۔ ہاں اگر ولی اقرب مسافت دور پہ ہو تو پھر ولی بعیدی نکاح کر دے تو جائز ہے چنانچہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے وَاِنْ كَانَ الْاَقْرَبُ غَائِبًا غَيْبَةً مُنْقَطِعَةً جَازَ نِكَاحُ الْاَبْعَدِ الخ اور غیبہ منقطعہ میں علمائے دین کا نہایت اختلاف ہے لیکن فتوے اس فیصلہ پر ہے دنقدر الغيبة بمسافة العصر وهو اختيار المتاخرين وعليه الفتوى یعنی اندازہ غیبہ کا مسافت قصر یعنی تین دن کی مسافت ہو۔ پس یہ قول مقبول و مفتی بہ اور مختار ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :۔ اگر کسی ولی بعید نے نکاح لڑکی نابالغہ کا پڑھا دیا۔ پھر جب وہ لڑکی بالغہ ہوئی تو اس سے انکار کر دیا اور کہدیا کہ میں اس نکاح کو جائز نہیں رکھتی۔ اب اس صورت میں یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملیگا۔

الجواب :۔ بیشک یہ نکاح فسخ بحکم قاضی و حاکم کے ہو سکتا ہے۔ اور اگر ولی قریبی نے نکاح کر دیا ہو تو پھر نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ فتاوے عالمگیری میں مسطور ہے وَاِنْ زَوَّجَهُمَا غَيْرُ الْاَبِ وَالْجَدِّ

فَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الخیار ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ وهذا عند ابی حنیفة ومحمد و بشرط فیه القضاء نقل از فتاوے عالمگیر جلد اول صفحہ ۲۸۵ وقال فیها و یصح التحکیم فیما یملکان فعل ذلک بانفسهما وهو حقوق العباد ولا یصح فیما لا یملکان فعل ذلک بانفسهما وهو حقوق الله تعالیٰ حتی یجوز التحکیم فی الاموال والطلاق والعتاق والنکاح نقل از فتاوے عالمگیر جلد سوم صفحہ ۱۳۹ الخ غرضیکہ یہ نکاح جو بلا باپ دادا کے کسی ولی بعیدی نے کر دیا ہے فسخ بحکم قاضی و حاکم ہو جائے گا۔ اور باپ دادا کا نکاح باندھا ہوا فسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی نابالغہ کا بوقت اختیار فسخ رہے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال:۔ کم از کم مہر عورت کا کتنا ہونا چاہیئے۔ اگر پانچ سو یا ہزار باندھیں تو جائز ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ دس درہم سے کم مہر ہونا نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درست نہیں۔ چنانچہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ وہو ہذا عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا مهر دون عشرة دراهم نقل از دار قطنی۔

ترجمہ:۔ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں مہر جائز ہوتا کم دس دراہم سے۔ نقل کیا اس حدیث کو دار قطنی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور بیہقی میں ہے کہ فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ نہ کاٹے جائیں ہاتھ چور کے کم دس درہم چرانے پر۔ اور نہیں جائز مہر مقرر کرنا کم دس درہم سے۔ نقل از سنن بیہقی۔ اور حدیث کے اخیر الفاظ یہ ہیں۔ وَلَا یَکُوْنُ الْمَهْرُ فِی اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِم۔ اور اگر ہزار یا دو ہزار یا جسقدر چاہیں حق مہر مقرر کریں تو شارع علیہ السلام نے جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹ میں مذکور ہے کہ حضرت ام حبیبہ کا چار ہزار درہم حق مہر تھا جو کہ ہندوستانی روپیہ کے حساب سے کچھ اوپر ہزار روپیہ بنتے ہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ حیثیت اور طاقت کے موافق مہر مقرر کرنا چاہیئے تاکہ ادا بھی کر سکے۔ جیسا کہ قرآن مجید بھی اس پر شاہد ہے۔ وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا الخ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال:۔ ایک شخص نے ایک عورت کو طلاق دے دی۔ اور اس کی ہمشیرہ حقیقی کو اب بدوں گذرنے عدت مطلقہ کے کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہوگا یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ عورت مدخولہ مطلقہ کی جب تک عدت نہ گذرے۔ اسکی ہمشیرہ سے نکاح کرنا اسکو جائز نہیں۔ چنانچہ فتاوے عالمگیر جلد اول صفحہ ۲۷۸ میں بایں طور مسطور ہے وَاِنْ اَرَادَ اَنْ یَتَزَوَّجَ اَحَدُهُمَا

بَعْدَ التَّفْرِیْقِ فَلَہٗ ذٰلِکَ اِنْ کَانَ التَّفْرِیْقُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَاِنْ کَانَ بَعْدَ الدُّخُوْلِ فَلَیْسَ لَہٗ ذٰلِکَ حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُھُمَا وَاِنْ انقضت عدۃ احدھما دون الاخری فلہ اَنْ یتزوج المعتدۃ دون الاخری مالم تنقض عدتھا اِن دخل باحدھما فلہ ان یتزوجھا دُوْنَ الاخریٰ مَالَمْ تَنْقَضِ عِدَّتُھَا وَاِنْ انْقَضَتْ عِدَّتُھَا جَازَلَہٗ اَنْ یَّتَزَوَّجَ بِاَیَّتِھِمَا شَآءَ فقط۔

سوال:۔ چچا کی موجودگی میں اگر والدہ نے نکاح اپنی دختر کا کسی سے کر دیا تو یہ نکاح جائز ہو گا یا نہیں جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ بیشک یہ نکاح شرعًا نا جائز ہے۔ کیونکہ ولی قریب کے ہوتے ولی بعید کو مجاز نکاح کر دینے کا نہیں ہے۔ چنانچہ فتاوے عالمگیری میں مسطور ہے وَاِنْ زَوَّجَ الصَّغِیْرَ اَوِالصَّغِیْرَۃَ اَبْعَدُ الْاَوْلِیَاءِ فَاِنْ کَانَ الْاَقْرَبُ حَاضِرًا وَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْوِلَایَۃِ تَوَقَّفَ نکاح الابعد علیٰ اِجَازَتِہٖ الخ وَعِنْدَ عَدَمِ الْعُصْبَۃِ کُلُّ قَرِیْبٍ یَرِثُ الصَّغِیْرَ وَالصَّغِیْرَۃَ مِنْ ذَوِی الْاَرْحَامِ الخ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ولی اقرب کے ہوتے ولی بعید ی نکاح نہیں کر سکتا۔ اور چچا اقرب ہے اور والدہ اس کی ذوی الارحام سے ہے۔ لہذا یہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ چاہے وہ یہ نکاح جائز رکھے یا فسخ کر دے۔

سوال:۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر بھی مقرر کیا اور دخول کرنے سے پہلے فوت ہو گیا یا طلاق دے دیا تو اس صورت میں میں اسکو کتنا حق مہر دینا پڑے گا۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اس صورت میں نصف حق مہر دینا پڑے گا۔ چنانچہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے وَاِنْ طَلَّقَھَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالْخَلْوَۃِ فَلَھَا نِصْفُ الْمَھْرِ (قدوری) اور اگر بوقت نکاح مہر مقرر نہ کیا ہو اور پیشتر خلوۃ و دخول کرنے کے طلاق دے دیا۔ تو اس صورت میں صرف تین کپڑے دینے پڑیں گے جو کہ ہمیشہ پہنتی ہو۔ اور اگر دخول یا خلوت صحیحہ کیا پھر فوت ہو گیا تو اس صورت میں مہر مثل دینا پڑے گا جو کہ اس کی پھوپھی اور پھوپھی کی بیٹیوں اور ہم عمر نے باندھا ہوا ہو۔ فقط

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال:۔ مہر مثل کس کو کہتے ہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ مہر مثل کی تعریف جوہر نیرہ نے بایں طور تحریر کی ہے وَیُعْتَبَرُ فِیْ مَھْرِ الْمِثْلِ اَنْ تَسَاوِیَ الْمَرْاَتَانِ فِی السِّنِّ وَالْجَمَالِ وَالْعَقْلِ وَالدِّیْنِ وَالنَّسَبِ وَالْبَلَدِ وَالْعَصْرِ وَالْبَکَارَۃِ

والثّیوبۃ الخ مہر مثل کا اعتبار کیا جاوے گا۔ برابری عمر اور خوبصورتی اور مال و دینداری اور نسب اور شہر اور زمانہ اور پرہیزگاری اور کنواری و بیوہ ہونے میں الخ اور نیرہ میں ہے ویعتبر مہر مثلها باخواتها وعماتها وبنات عمها ولا یعتبر بامها ولا خالتها اذا لم یکن من قبیلتها لان المرأة تنسب الی قبیلۃ ابیها مہر مثل کا اعتبار کیا جاوے گا۔ اس کی بہنوں اور اس کی پھوپھی اور اس کی بیٹیوں کا۔ اور اس کی ماں اور خالہ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اور عورت اپنے باپ کے قبیلے کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ فقط

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال: اگر خوشی و رضا مندی سے عورت نے اپنے خاوند کو مہر بخش دیا پھر اس کے وارثوں کو مرد پر دعوے طلب کرنا دربارہ مہر ہو سکتا ہے یا نہیں جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: اگر عورت نے خاوند کو تمام مہر بخش دیا اور مرد نے اپنے ملک میں قبضہ کر لیا تو پھر وارثوں کو یہ مجاز نہیں ہوگا کہ اس پر دعوے کریں کیونکہ عورت کو مجاز ہے اپنے حق مہر بخش دینے کا۔ چنانچہ اس عبارت نیرہ سے معلوم ہوتا ہے وفی اذا وهبت مهرها لزوجها صحت الهبة ولیس للاولیاء ولا غیرهم الاعتراض علیها فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: اگر مرد نے اپنی زوجہ کو بعوض مہر کے کوئی باغ یا کوٹھی اور چیز دے دی اور اس نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو پھر عورت سے مرد کے وارث اس چیز کو واپس لے سکتے ہیں یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: جو اشیاء مرد کے قبضہ و ملک میں ہیں وہ اگر عورت کو بعوض مہر کے دے دیا ہے یا ہبہ کر دیتے تو جائز ہے۔ اور عورت سے اس کے وارث واپس نہیں لے سکتے۔ جیسے کہ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ میں مذکور ہے بخلاف ما اذا باعها به هو المثل او بالمسمّى لانه مبادلة مال بمال یعنی جب کہ اس نے عوض مہر کے اپنی چیز کو بیچ دیا اور عورت کو دے دیا تو وہ عین مال اس کا ہو گیا اور اس کے وارثوں کو کچھ حق نہ رہا کہ اس عورت سے چھین لیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: اگر کسی شخص نے کلمہ کفر کا بولا۔ اب اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ نکاح اس کا باقی رہا یا ٹوٹ گیا۔

جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: بیشک کفر کے کلمات بکنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور نکاح جدید کرنے کی ضرورت پڑتی ہے چنانچہ درمختار میں مسطور ہے ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح

وَاَوْلَادُہٗ اَوْلَادُ الزِّنٰی وَمَافِیْہِ خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَۃِ وَتَجْدِیْدِ النِّکَاحِ ؀

ترجمہ: یعنی جس لفظ کفر کے بولنے میں علمائے دین کا اتفاق ہے اسکے بکنے سے عمل نابود ہو جاتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور بدوں نکاح جدید کے اس سے اولاد جماوے وہ زنا کی ہوگی۔ اور جس کے بولنے میں اختلاف علماء کا ہے اس سے نکاح جدید اور توبہ و استغفار کا حکم دیا جاوے گا بشرطیکہ وہ باز آنا چاہے۔ اور قرآن مجید بھی اسی بات پر ناطق ہے وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ الخ

ترجمہ: یعنی جو شخص پھر جاوے دین اپنے سے تم سے اور مر جاوے وہ کافر ہے اور ضائع ہوئے عمل اسکے الخ

سوال: ڈولی جو کہ مروجہ اس زمانہ میں ہے جس میں عورت اجنبیہ بیٹھتی ہے اور اسکو غیر محرم اٹھاتے ہیں جائز ہے یا نہیں جواب دو اجر ملے گا ؀

الجواب: بیشک یہ ڈولی شرعاً ناجائز و نادرست ہے کیونکہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ یعنی عورت کا تمام بدن شرمگاہ ہے۔ اور عورت کو لازم ہے کہ نامحرم مردوں کے سامنے اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور ایسا ہی اپنا ظاہر کرنا غیر محرموں پر حرام ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری نے بالا بدمنہ میں تحریر کیا ہے کہ عورت کا آواز بھی عورت ہے۔ اور کہا امام ابن ہمام نے کہ اگر عورت آواز بلند سے قرأت نماز میں پڑھے گی تو نماز اس کی فاسد ہو جاوے گی۔ اور انواع مولوی عبد اللہ جلد اول میں لکھا ہے۔

بیت

جے مرد پرائے ڈولی چاون وچہ ڈولی رن پرائی ——— ایہہ دوویں دوزخ ترغیب الصلوٰۃ اندر تنبیہ آئی

اوہ حیلہ کیا کچھ کیتا لوڑن جو حرمت ہو دسے دور ——— ایکسے دست ہو وسنداں دیکھا ایہن کہتن وچہ حضور

اور بیہقی میں حدیث حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بایں طور مسطور ہے قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ یعنی لعنت کی اللہ تعالےٰ نے ستر دیکھنے والے اور دکھانے والے کو۔ اور قرآن مجید میں ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ اے حبیب کہدے ایماندار عورتوں کو کہ بند رکھیں آنکھیں اپنی۔ اور نگہبانی رکھیں شرمگاہوں اپنوں کی اور اپنا بناؤ غیر محرموں کے آگے ظاہر نہ کریں۔ اور ایسا ہی مردوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ جو آجکل ڈولی کا رواج ہو رہا ہے نادرست ہے۔ اور اس میں غایت درجہ کی حماقت و ضلالت ہے اور یہ عقلاً اور نقلاً بھی بہت بری نظر آتی ہیں اور اسکے جواز کا ثبوت کسی کتاب معتبر و حدیث سے ثابت نہیں

ہوا۔ اور مولوی احمد الدین صاحب فاضل مناظری نے اسکی مذمت پر چند اشعار بایں طور تحریر فرمائے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

ابیات

داجوں لبعد ایہ بیٹی اپنی ڈولی دے وچہ پاون — چاون اس ڈولی دیتائیں ماچھی قوم سداون

سب قوماں تھیں ہوندے ماچھی نیچ تے آکڑ والے — بیٹی ڈولی دے وچ پاکے ماچھیاں کرن حوالے

بہت شرافت لوک بیغیرت ڈولی دے وچہ جانن — بیٹی جس دی مرد بیگانے چاون فخر پچھانن

جیوندیاں کرن حوالے غیراں مرے تا منجا چاون — جیوندیاں غیرت ذرہ نہ کردے مویاں غیرت کھاون

جیہندی بار سنگار اتے شہوت مرداں آوے — تے مردہ ویکھ بہادر روڈا دہشت ہیبت کھاوے

تے سہنی چال نبی صاحب دی اہل ایماناں بھاوے — کنجر ڈوم پٹھن اوہ رستہ جو ابلیس سکھاوے

قوموں کوئی شریف نہ ہوندا ماجوں سونہیاں چالاں — کون شمارے وچ اصیلاں ویاں گواون والاں

فرض کیتا کوئی ذات آوان یا مغل پٹھاں سدوانے — پر شادی اندر بیٹی اپنی غیراں پیش کراوے

شریف نہ اوسنوں آکھن ہر گز بولن کنجر ہویا — سب شریف نے سب خفیف ایہ ذات کسے گویا

بن اسلام دا چال اپکڑ و براطریق وسارو — ڈولی چاون اتے گواون کنجراں متے مارو

ایہ شافع تے غمخوار اساڈا اُچیاں شاناں والا — اس فرمایا بدعت چھوڑو پکڑو میرا چالا

اور کتب تاریخ میں تحریر ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دختر فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا کو ام سلمہ کے بغل کنار میں لگا کر حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کے گھرمیں روانہ کیا اور کوئی ڈولی نہ بنوائی۔ جہیز میں صرف یہ چیزیں دیں ؎

واں جہاز فاطمہ بالشت چادر بوریا — کاسۂ و نعلین ہم مسواک بایک آسیا

اور فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۱۰۹ میں اسکی تشریح یوں ہے کہ بالشت از پوست بزبود۔ واندروں پوست برگ درخت خرما کوفتہ انداختہ بودند۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ برداشت و چادر ہفدہ یا پانزدہ پیوند۔ حضرت بی بی رضی اللہ تعالے عنہا برسر کردند و بوریا کہنہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ برداشت۔ کاسہ چوبیں اسامہ بن زید برداشت۔ نعلین حضرت بی بی رضی اللہ تعالے عنہا درپائے کردند۔ آسیا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم بر کتف مبارک خود برداشتند۔ غرضیکہ ڈولی میں سخت دیوثت پائی جاتی ہے۔ اور دلیت کے لئے سخت وعید وارد ہے۔ چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث لبستان المحدثین سے معلوم ہوتا ہے قال اَقبحُ

اللُّوْمُ بِالرَّجُلِ اَنْ لَا یَکُوْنَ غَیُوْرًا اَوَ یَسْتَحِیْ اَحَدُکُمْ اَنْ تَخْرُجَ امه وامراته تواحم الناس فِی السُّوْقِ وَالْمَجَالِسِ:۔

ترجمہ :۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ بہت برا امت میں ملامتی وہ شخص ہے جو غیرت کرنے والا نہ ہو۔ کیا نہیں حیا کرتا ایک تمہارا کہ اس کی ماں یا عورت بازاروں اور مجلسوں میں نکلی پھرے۔ اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بَلَغَنِیْ اِنَّ نِسَاءَکُمْ یَخْرُجْنَ اِلَی السُّوْقِ قَبَّحَ اللّٰہُ رَجُلًا مُؤْمِنًا لَا یَکُوْنُ غَیُوْرًا۔ پس ان دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ انسان کو غیور ہونا چاہیئے۔ ورنہ خداوند کریم کے نزدیک وہ آدمی بہت برا ہے۔ اور اس فعل میں سخت بےغیرتی ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا اس بری رسم کو چھوڑنا چاہیئے۔ فقط۔

سوال :۔ شادیوں میں سرود خوانی و آتشبازی وڈھول وغیرہ بجانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ یہ سب امور شرعًا شادیوں میں نادرست وناجائز ہیں۔ چنانچہ فتاوےٰ جامع الفوائد صفحہ ۴۶۹ میں بایں طور لکھا ہے۔ در سرود مجرد اختلاف علماء است بعض آنرا مباح مطلق گفتہ و بعضے مکروہ مطلق نوشتہ۔ در بحرالرائق گفتہ کہ اصل مذہب حرمتست مطلقًا۔ وزدن دف بے تغنی برائے اعلان نکاح است۔ اما سرود نمودن ڈومنی با بادف اگرچہ در محفل زنان باشد درست نیست زیراکہ دریں صورت جمع کردنست در مباح وحرام وجائیکہ مباح وحرام جمع شوند حرام را ترجیح دہند۔ پس دادن نقد و پارچہ بآنہا اجرت غنا شد و گرفتن اجرت بر غنا حرام است وچوں ضرب دف بے تغنی برائے اعلان نکاح است۔ پس ظاہر دادن و گرفتن چیزے ہم براں مباح خواہد بود۔ اور صفحہ ۴۶۹ میں بایں طور مسطور ہے۔ نواختن نقارہ برائے اعلان نکاح حرام است ودہل وغیرہ از حکم طبل است چراکہ ایں ہمہ آلات لہو است۔ اور اسی فتاویٰ صفحہ ۴۶۸ میں لکھا ہے۔ ولا یجوز تضییع المال باحراق البارد دالکاغذ ورکوب الخیل والطواف بالبلد من غیر حاجۃ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بَطَرًا وَّرِئَاءَ النَّاسِ وَاِنَّھَا وَالْمَعَازِفَ وَالْمَلَاہِیْ کُلہ من البدعات المحرمہ۔ غرضیکہ آتشبازی وغیرہ اشیاء جن کا اصل شرع میں نہیں ہے حرام اور بدعت ہیں۔ فقط۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :۔ اگر کوئی شخص غریب ہو تو وہ اپنی دختر کے نکاح کے عوض لڑکے والوں سے کچھ روپے لے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شرعاً لڑکی کے نکاح کے عوض کچھ روپیہ لڑکے والوں سے حاصل کرنا حرام ہے۔ چنانچہ ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ مَا اَخَذَ اَبُو الْبِنْتِ مِنَ الْخَتَنِ اَوْ مِنْ وَكِيْلِهٖ فِيْ وَقْتِ تَزْوِيْجِ الْبِنْتِ فَهُوَ رِشْوَةٌ وَالرِّشْوَةُ حَرَامٌ وَالْاَصْلُ فِيْهَا الرَّدُّ نقل از فتاوے قاضی خاں، وجامع الفوائد صفحہ ۱۰۷ اور فتاوے غرائب قلمی صفحہ ۲۲ بحوالہ تاتارخانیہ میں بایں طور تحریر کیا ہے لَوْ اَخَذَ الْوَلِيُّ الرِّشْوَةَ عَلَى التَّزْوِيْجِ لَهٗ اَنْ يَّسْتَرِدَّ مَا اَخَذَهٗ اور فتاوے عمادیہ میں ہے مَا اَخَذَ اَبُو الْبِنْتِ مِنَ النَّاكِحِ اَوْ مِنْ اَقَارِبِهٖ بِرِضَائِهٖ اَوْ بِدُوْنِ رِضَائِهٖ فَهُوَ رِشْوَةٌ وَالرِّشْوَةُ حَرَامٌ وَالْاَصْلُ فِيْهِ الرَّدُّ۔ پس ان عبارات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ لڑکی والے کو عوض لڑکی اپنی کے کچھ نہیں لینا چاہیئے۔ اگر لے لیا تو اس کو واپس کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ رشوت ہے۔ اور رشوت حرام ہے۔ فقط۔ واللّٰہ اعلم بالصواب:۔

سوال:۔ جو مال بطور جہاز کے ولی اپنی دختر کو دیتے ہیں۔ وہ مال جہاز حق لڑکی کا ہوتا ہے یا مرد کا۔ جواب دو اجر ملے گا:۔

الجواب:۔ اگر مال جہاز بعوض اس مال کے ولی نے دیا ہے جو کہ قبل از نکاح زوج سے لیا تھا تو مال جہاز حق مرد کا ہوگا۔ اگر یہ صورت نہیں تو مال جہاز حق لڑکی کا ہوگا۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے رَجُلٌ تَزَوَّجَ بِنْتَ الرَّجُلِ وَاَعْطٰى عِنْدَ التَّزْوِيْجِ مِنَ الْجِهَازِ كَانَ مِلْكُ الزَّوْجِ اَمْ لَا فَالْجَوَابُ اِنْ كَانَ الْجِهَازُ بِمُقَابَلَةِ مَا اَخَذَ مِنَ الزَّوْجِ صَارَ الْجِهَازُ كَانَ فِيْ مِلْكِ الزَّوْجِ وَاِنْ كَانَ مُجَرَّدًا مِنَ الْمَالِ فَالْجِهَازُ كُلُّهَا لِلْبِنْتِ كذا فی فتاوے قاضی خاں وجامع الفوائد صفحہ ۱۰۷ وغیرہ وغیرہ۔ واللّٰہ اعلم بالصواب:۔

سوال:۔ رشوت اور ہدیہ میں کیا فرق ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ رشوت وہ چیز ہے جس میں کسی وجہ کی شرط ہو جس سے لینے والا بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اور ہدیہ میں یہ شرط نہیں۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اَلْفَرْقُ بَيْنَ الرِّشْوَةِ وَالْهَدِيَّةِ هُوَ اَنَّ الرِّشْوَةَ مَالٌ يُعْطِيْهِ بِشَرْطِ اَنْ يُّغْنِيَهٗ وَالْهَدِيَّةَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مَعَهَا شَرْطٌ۔ اور مفصل ذکر اسکا سلطان الفقہ جلد دوم میں گذر چکا ہے۔ وکذا فی الفوائد۔ واللّٰہ اعلم بالصواب:۔

سوال:۔ اولیاء عظام وانبیاء علیہم السلام کے مزار اقدس کے چوگرد طواف کرنا درست ہے یا حرام کیونکہ وہابی کہتے ہیں کہ طواف کرنا مزار اولیاء عظام وغیرہ کا کفر و شرک ہے۔ جیسا کہ تقویۃ الایمان وغیرہ میں لکھا ہے۔ جواب دو اجر ملے گا:۔

الجواب :۔ اس مسئلہ میں نہایت درجہ کا اختلاف ہے لیکن اکثر فقہاء عظام و اولیاء کرام اسکے جواز کے قائل ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں چوں بمقبور آید بدوح آں بزرگوار دعا کند۔ اگر سورت فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند ودر دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورہ اخلاص پنج پنج بار بخواند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند ویکبار آیۃ الکرسی وبعض سورۃ ہا کہ در وقت زیارت بخواند چنانچہ سورہ ملک وغیر ذلک بخواند وختم کند وتکبیر گوید۔ وبعدہ ہفت بار طواف کند۔ ودراں تکبیر بخواند وآغاز از راست کند بعد طرف پایاں رخسار نہد وبیاید در بروئے میت بنشیند۔ وبگوید یارب بست ویکبار بعد و اول طرف آسمان بگوید یاروح ودر دل ضرب کند یاروح الروح مادام کہ انشراح بیابد ایں ذکر کند۔ انشاء اللہ کشف قبور وکشف ارواح حاصل آید الخ۔ ودر کتاب مجمع البرکات ومطالب المومنین وفتاوے دستور الفقہاء وخزانۃ الروایات ورسالہ زیارت القبور علامہ برہان الدین وبیاض مخدوم حامد ومطلوب المؤمنین سے علامہ فاضل عبد الغنی نے اپنی تصنیف ذوالفقار حیدری صفحہ ۱۴۹ میں بایں طور تحریر کیا ہے وَاِنْ كَانَ قَبْرُ عَبْدٍ صَالِحٍ وَيُمْكِنُهٗ اَنْ يَّطُوْفَ حَوْلَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ يَفْعَلُ وَيَقُوْلُ فِي الطَّوَافِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

ترجمہ :۔ یعنی اگر بندہ صالح کی قبر ہو۔ اور اگر ہو سکے تو اسکے گرد طواف کریوے تین بار۔ اور طواف میں یہ کہے اے پروردگار دے تو ہمکو نیکی دنیا کی اور آخرت کی بھلائی۔ اور پناہ دے عذاب دوزخ سے ۔ اور زاد اللبیب ووسیلہ القلوب ومحک العاشقین وتحقیق حق المبین میں نیز بایں طور لکھا ہے۔ وَاِنْ كَانَ عَبْدٌ صَالِحٌ وَيُمْكِنُ اَنْ يَّطُوْفَ حَوْلَهٗ فَاِنْ ثَلٰثًا اَوْ سَبْعًا ۔

ترجمہ :۔ یعنی اگر کسی عالم یا ولی کی قبر ہو تو اسکے گرد پھرنا تین بار یا سات بار جائز ہے۔ اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس میں شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ سے جواز نقل فرمایا ہے۔ اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد اول حجاج کے ذکر میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں۔ وَهٰذَا فِي الْكَامِلِ وَمِمَّا كَفَّرَ بِهِ الْفُقَهَاءُ الْحَجَّاجَ اِنَّهٗ رَاَى النَّاسَ يَطُوْفُوْنَ حَوْلَ حُجْرَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا يَطُوْفُوْنَ بِاَعْوَادٍ وَرِمَّةٍ قَالَ الدَّمِيْرِيُّ كَفَّرُوْهُ بِهٰذَا لِاَنَّهٗ تَكْذِيْبٌ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔ نقل از ذوالفقار حیدری سندھی صفحہ ۱۴۹

ترجمہ :۔ یعنی ابو العباس نے کامل میں لکھا ہے کہ علمائے دین نے جن باتوں سے حجاج ظالم کو کافر کہا ان سے ایک

باستہ بسبب کہ استنے لوگوں کو مدینہ منورہ روضہ اقدس حضرت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھا کہ لوگ طواف کر رہے تھے بولا دیناہ بجد الفعل کفر کفر باشد، گیا کچھ لکڑیوں اور گلے ہوئے جسم کا طواف کر رہے ہیں ۔ علامہ کمال الدین دمیری نے فرمایا کہ علماے کرام نے اس قول بیہا وجہ سے اس خبیث کی تکفیر فرمائی کہ اس نے اس ارشاد اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کا جسم کھانا حرام کیا ہے ۔ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ طواف کرنے والے لوگ تابعین یا تبع تابعین تو ضرور ہی تھے جو قرون شہود بالخیر کا دوسرا یا تیسرا طبقہ تھا ۔ اور علاوہ اسکے اگر کسی مقبر بزرگ کے گرد حرام ہوتا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مزار اقدس کو حرم شریف حطیم سے نکالا جاتا ۔ حالانکہ وہ مزار اقدس حطیم کے بیچ میں ہے جس کے گرد طواف آنحضور کے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر اب تک ہو رہا ہے ۔ اور کسی نے اسکو شرک اور کفر نہیں کہا ۔ پس جو شخص ایسی بڑی جماعت مسلمانان پر فتوائے کفر لگاتا ہے وہ بقول نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود کافر ہے ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :- ہمارے مرشد کامل اس جہان میں بوقت مصیبت امداد دے سکتے ہیں یا نہیں ۔ اور آخرت میں ہماری شفاعت کریں گے یا نہیں ۔ جواب دو اجر ملے گا ۔

الجواب :- بیشک ولی اللہ بوقت مصائب امداد دیتے ہیں ۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں لکھا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُعْطِیْ لِاَرْوَاحِهِمْ قُوَّةَ الْاَجْسَادِ فَیَذْهَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجَنَّةِ حَیْثُ یَشَاءُوْنَ وَیَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَائَهُمْ وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَائَهُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے انکے ارواح کو قوت مثل اجساد کے زمین و آسمان و جنت وغیرہ جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور مدد کرتے ہیں اپنے دوستوں کی اور تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے دشمنوں کو ۔ اور اسی طرح مولوی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنے رسالہ تذکرۃ الموتیٰ والقبور میں لکھا ہے ۔ وارواح ایشاں از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند و دوستاں و معتقداں را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمائیند و دشمناں را ہلاک میسازند ۔ اور کتاب میزان شعرانی مصری صفحہ ۳۳ میں بایں طور لکھا ہے وھوہذا و قَدْ ذَکَرْنَا فِیْ کِتَابِ الْاَجْوِبَةِ عَنْ اَئِمَّةِ الْفُقَهَاءِ وَالصُّوْفِیَّةِ اِنَّ اَئِمَّةَ الْفُقَهَاءِ وَالصُّوْفِیَّةِ کُلُّهُمْ یَشْفَعُوْنَ فِیْ مُقَلِّدِیْهِمْ وَیُلَاحِظُوْنَ عِنْدَ طُلُوْعِ رُوْحِهِ وَعِنْدَ سُؤَالِ مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ لَهٗ وَعِنْدَ النَّشْرِ وَالْحَشْرِ وَعِنْدَ الْحِسَابِ وَالْمِیْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَلَا یَغْفُلُوْنَ عَنْهُمْ فِیْ مَوْقِفٍ مِنَ الْمَوَاقِفِ وَلَمَّا مَاتَ شَیْخُنَا شَیْخُ

الوسائد تاج الدین اللقانی رأہ بعض الصالحین فی المنام فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال لما ... فی القبر لیسالانی اتاھم الامام مالک فقال مثل ھذا یحتاج الی سوال فی ایمانہ باللہ ... عنہ فتنحیا عنی واذا کان مشائخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی الدنیا والاخرۃ فکیف بائمۃ المذاھب الذین ھم اوتاد الارض ...

عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ ہمارے امام و اولیاء عظام جن کی ہم لوگ تقلید کرتے ہیں وہ ہماری ... لیتے ہیں اور بوقت سوال منکر و نکیر و حشر نشر و حساب میزان و صراط و دوزخ وغیرہ تکلیفات و مصائب سے دنیا و آخرت میں ہمیں امداد دیتے ہیں اور دیں گے۔ اور ہماری شفاعت کریں گے۔ پس ہمیں لازم ہے کہ ہم ان کی اتباع کریں اور ان کے مقلد بنیں۔ اور علاوہ اسکے ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یوں تحریر کیا ہے فلافرق لھم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللہ لایموتون ولکن ینقلبون من دار الی دار الخ نقل از ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ صفحہ ۶۸ ؂

ترجمہ: یعنی اولیاء اللہ کی دونوں حالتیں یعنی حالت حیات و ممات میں اصلاً کچھ فرق نہیں۔ اس سے ظاہر ہوا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ شہید ہو چکے ہیں ان کو مردہ مت کہو۔ ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ یعنی العشق لسیف الشوق اموات بل احیاءٌ بعد فنائہ عن حیات الانسانیۃ بحیوۃ الربانیۃ نقل از تفسیر عرائس البیان اور تفسیر مدارک و تنزیل میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے بل احیاء بل ھم احیاء عند ربھم مقربون عندہ ذو زلفی یرزقون مثل ما یرزق سائر الاحیاء یاکلون ویشربون وھو تاکید لکونھم احیاء وھو منصل لبسم التی ھم علیھا من التنعیم برزق اللہ فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ الخ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ شہداء کرام و اولیاء عظام مثل زندہ لوگوں کے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں۔ صبر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشی پاتے ہیں الخ ناظرین ذرا غور کریں کہ جب ان کی زندگانی قرآن مجید سے ثابت ہو چکی ہے تو زندوں کی وساطت سے مدد مانگنا اور ان کا مدد کرنا کونسا امر محال ہے۔ بلکہ قرآن تو اسکے اثبات پر شاہد ہے۔ وتعاونوا علی البر والتقوی۔ وینصرون اللہ ورسولہ الخ اور باقی ذکر جلد اول و جلد ہفتم اور اسکے ابتداء میں ملاحظہ کریں۔ اور اس فرقہ سے اجتناب کریں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ہ

حررہ خادم شریعت مولوی نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال: بالوں کو سیاہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ کیونکہ اکثر حنفیہ متقدین اسکو برا کہتے ہیں۔ یہ کیونکر ہے
جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: بیشک بالوں کا سیاہ کرنا درست ہے۔ چنانچہ کتاب معیار الحنفیہ المعروف مجلا بیرو سالہ صفحہ ۵۳ میں اس کی پوری بحث مفصل بایں الفاظ تحریر ہے۔ و بہ ہذا۔ کتب احادیث و تواریخ سے سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا بالوں کو سیاہ کرنا مسلم الثبوت ہے۔ علاوہ ازیں سلف صالحین بعضے از صحابہ و بعضے از تابعین وغیرہم اس بارہ میں رخصت فرما چکے ہیں۔ تو بالوں کو سیاہ کرنے والا عامل بالحدیث صحیح علیکم بسنتی و بسنۃ الخلفاء الراشدین اور نیز اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ٹھہرا۔ اور حافظ ابن حجر صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں وَقَدْ رَخَّصَ فِیْہِ طَائِفَۃٌ مِنَ السَّلَفِ مِنْھُمْ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وقاص و عقبۃ بن عَامِرٍ والحسن والحُسَیْنُ وجریر وغیر واحد واختارہ ابن ابی عاصم فی کتاب الخضاب له۔ علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔ وذکر ابنُ ابی العاصم باسانیدہ عن حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانا یختضبان بہ ای بالسواد وکذالک ابن شہاب وقال اَحَبُّہٗ الینا احلکہ اور کہا اس نے پسندیدہ تر ہمکو سیاہی میں سے وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو۔ وکذلک شرحبیل بن السمط وقال عتبۃ بن سعید انما شعرک بمنزلۃِ ثوبِکَ فاصْبِغْہُ باَیِّ لونٍ شِئْتَ وَاَحَبُّہٗ الینا احلکہ و کَانَ اسمٰعیل بن ابی عَبْدُ اللّٰہِ یخضب بالسوادِ وعن عمر ابن الخطاب رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ انّہٗ کَانَ یأمُرُ بالخضابِ بالسوادِ ویقول ھو تسکین لزوجتہ وھیبۃ للعدو۔ وعن ابی ملیکۃ ان عثمان کان یخضب بہ وعن عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ والحسن والحسین انہم کانوا یختضبون بہ ومن التابعین علی بن عبد اللہ بن عباس وعروۃ بن الزبیر وابن سیرین والبردۃ وروی ابن وھب عن مالک قال لما سمع فی صبغ الشعر بالسواد نھیا معلوما وغیرہ احب الیّ وعن احمد فیہ روایتان وان الشافعیۃ الصحیح روایتان اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں قال محمد ولا تریٰ بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ بأسًا وان ترکہ ابیض فلا بأس کل ذٰلک حسن فقط۔ علاوہ ازیں کتاب ماثبت بالسنۃ صفحہ ۲۶ میں مسطور ہے۔ اور جن حدیثوں سے اسکی مخالفت ظاہر ہوتی ہے وہ بعض تو ضعیف اور بعض قابل تاویل ہیں۔ اور بعض متروک ہیں۔ جو قابل عمل نہیں۔ والعلیہ امر محققین پر پوشیدہ نہیں۔ فقط۔

حررہ خادم شریعت محمد نظام الدین حقانی عفی عنہ

۱؎: ملاحظہ: اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے رسالہ حک العیب کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال:۔ بزرگانِ خدا کی قبروں سے درخت کاٹنے درست ہیں یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ کتبِ فقہ معتبرہ میں لکھا ہے کہ قبروں سے درخت نہ کاٹے جائیں کیونکہ وہ جب تک سبز رہتے ہیں تسبیح کرتے ہیں اور اہلِ قبور کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی لئے کتبِ فقہ میں لکھا ہے کہ قبروں پر پھول ڈالنا مستحب ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری وغایۃ الاوطار کتاب الحظر والاباحۃ میں بایں طور مسطور ہے وَوَضْعُ الْوَرْدِ وَالرَّيَاحِيْنِ عَلَى الْقُبُوْرِ حَسَنٌ الخ اور فتاوے عبدالحی جلد سوم میں اس سوال کا جواب بایں طور تحریر ہے۔ بعضے فقہا ایں را مستحب نوشتہ اند۔ بدلیل آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکبار بر دو قبر گذشتہ کہ صاحب آں دو قبر عذاب کردہ میشدند۔ فرمود کہ ایشاں را عذاب کردہ میشود۔ بر چیزیکہ شاق نبود برایشاں۔ پس یک جریدہ نخل طلبیدہ در میان آں شق کردہ یک یک نصف برآں دو قبر نہادہ فرمودند یُخَفَّفُ عَنْهُمَا الْعَذَابُ مَالَمْ يَيْبَسَا یعنی مادامیکہ خشک نشود ببرکت تسبیح آں در عذاب صاحب قبر تخفیف خواہد شد الخ اور شرح طریقہ محمدیہ وغنیہ شرح منیۃ المصلی وفتاوے عالمگیری وفتاوے قاضیخاں وبحر الرائق سے صاحب ذوالفقار حیدری نے صفحہ ۵ میں بایں طور نقل کیا ہے وفی الخلاصہ وَيُكْرَهُ قَطْعُ الْحَطَبِ وَالْحَشِيْشِ مِنَ الْمَقْبَرَةِ اِلَّا اِذَا كَانَ يَابِسًا وَلَا يُسْتَحَبُّ قَطْعُ الْحَشِيْشِ الرَّطْبِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ۔ یعنی خلاصہ میں ہے مکروہ ہے کاٹنا لکڑی کا اور گھاس کا مقبرہ سے۔ ہاں اگر خشک ہو جائے تو پھر کوئی خوف نہیں۔ فقط۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال:۔ کون شخص ہیں جن کی موجودگی میں بعض وارث محروم ہو جاتے ہیں۔ مفصل جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ پڑپوتا پڑپوتی بیٹے اور پوتے کے ہوتے۔ اور میت کی ماں ہوتے دادیاں ونانیاں۔ اور باپ ہوتے دادیاں اور باپ بیٹا دادا کی موجودگی میں سب قسم کے بھائی میت کے محروم رہتے ہیں۔ اور اگر میت کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا دادا یا باپ کوئی بھی ان میں سے موجود ہوگا تو پھر ہر قسم کے بھائی اور بہنیں میت کی محروم ہو جائیں گی۔ اور باپ کے ہوتے دادا اور پڑدادا اور دادا کے ہوتے پڑدادا اور بھائی بیٹا ہونے تک کے ہوتے بھتیجا اور بھتیجا یا بیٹا پوتا باپ دادا یا پڑدادا زندہ ہو تو چچا میت کا محروم رہتا ہے۔ اور ذوالفروض وعصبات کے ہوتے ذوی الارحام مثل نانا نانی خالہ ماموں پھوپھی نواسی نواسا علیٰ ہذا القیاس۔ اور نواسی نواسہ کے ہوتے بھانجہ بھانجی ماموں پھوپھی نانی نانا سب محروم رہتے ہیں۔ اور بھانجا بھانجی کے ہوتے ماموں پھوپھی خالہ محروم ہو جاتے ہیں۔ نقل از سراجی۔ فقط۔

سوال: کتنی قسم کے لوگ ہیں جو حقدار میت کے ورثہ کے وارث ہوتے ہیں مفصل بیان کر دو اجر ملے گا۔

الجواب: تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ذوی الفروض جنکا حصہ خداوند کریم نے خود معین فرما دیا ہے اور وہ ۱۲ شخص ہیں جن میں سے چار مرد ہیں اور نو عورتیں اور وہ یہ ہیں۔ والد اور دادا اور اخیافی بھائی اور زوج۔ اور عورتوں میں سے یہ عورتیں ہیں۔ ماں بیٹی۔ زوجہ پوتی حقیقی وعلاتی وخیافی ہمشیرہ اور دادی نانی اور انکو ورثہ بایں طور خداوند کریم نے تقسیم فرمایا ہے وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ الخ یعنی اگر میت کی اولاد ہو تو اسکی ماں اور باپ کو چھٹا حصہ ملیگا۔ اور اگر اولاد نہیں تو ماں کو ثلث اور باقی مال وہ سب باپ کو مل جائے گا۔ اور اگر میت کے دو سے زیادہ بھائی یا بہنیں ہوں تو پھر بھی ماں کو ثلث حصہ ملے گا۔ اور اگر باپ نہ ہو تو اس کی بجائے دادا ہو جاتا ہے چنانچہ بخاری شریف میں مذکور ہے۔ اور حضرت ابن عباس وابن زبیر سے فتویٰ ظاہر ہوا ہے۔ اور عورت کے خاوند کی نسبت یوں ارشاد ہوتا ہے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ الخ یعنی اگر تمہاری بیبیوں کی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ سے تم کو نصف ملے گا۔ اور اگر ان کی اولاد ہے تو تم کو اس سے صرف چوتھا حصہ ملے گا۔ اور خیافی بھائی کی نسبت اللہ تعالے نے یوں فرمایا ہے وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ یعنی اگر کسی مرد یا عورت کی نہ تو اولاد اور نہ والدین موجود ہوں تو اس صورت میں خیافی بھائی وبہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر خیافی بھائی وبہنیں اس سے زیادہ ہوں گی تو وہ سب ایک بھائی شریک ہو کر حقدار ہونگے الخ اور جو ورثہ بیٹی وپوتی کو ملتا ہے اسکی یوں تشریح فرمائی گئی ہے فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ الخ یعنی اگر بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ میں سے دو ثلث ملیں گے۔ اور اگر صرف ایک بیٹی ہو تو تمام مال سے آدھا ملیگا اور بخاری شریف میں ہے آدھا مال بیٹی کو دیا جائے اور چھٹا حصہ پوتی کو۔ باقی ماندہ میت کی ہمشیرہ کو الخ اور زوجہ میت کے بارہ میں یوں ارشاد ہے۔ لقولہ تعالے وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم یعنی فرمایا اللہ تعالے نے کہ جب تمہاری کوئی اولاد نہ ہو تو پھر تمہارے ترکہ سے تمہاری بیبیوں کو چوتھائی حصہ ملے گا۔ اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر وہ آٹھویں حصہ کی حقدار ہوگی الخ اور حقیقی وعلاتی ہمشیرہ کی نسبت یوں مذکور ہے إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا النِّصْفُ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ

مِمَّا تَرَكَ الخ یعنی اگر میت کی نہ والدین اور نہ اولاد ہو اور صرف ایک بہن حقیقی یا علاتی ہو تو اسکو نصف ترکہ سے حصہ ملے گا۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہونگی تو اس صورت میں ان سب کو دو ثلث ملیں گے۔ الخ باقی مفصل ذکر ان کا کتاب مفید الوارثین و سراجی میں ملاحظہ کریں۔ اور قسم دوسری وارثوں کی عصبات ہے جو کہ میت سے نسبتی علاقہ رکھتے ہیں جس میں عورت کا واسطہ اور ذریعہ نہ ہو۔ اور ان کو وراثت تب ملتا ہے جب کہ ذوی الفروض میں سے کوئی زندہ نہ رہے یا ان کے حصہ معینہ ملنے کے بعد اگر کچھ باقی ترکہ رہ جائے تو پھر ان کو ملتا ہے۔ اور عصبوں کے چار درجے ہیں جو کہ ایک دوسرے کی موجودگی میں ایک دوسرے کے مانع ارث ہوتے ہیں۔ درجہ اول میت کی نسل ہے بیٹا پوتا پڑپوتا یہاں تک کہ نیچے چلے جائیں۔ درجہ دوم کی اصل باپ دادا پڑ دادا جہاں تک کہ اوپر چلے جائیں۔ درجہ سوم باپ کی جزو بھائی بھتیجا اور اسکا فرزند وغیرہ۔ درجہ چہارم دادا کی نسل پھر ان کی اولاد اور اولاد در اولاد غرضیکہ درجہ اول ہوتے دوم درجہ کے وارث محروم اور درجہ دوم کے ہوتے سوم درجہ کے وارث محروم علیٰ ہذا القیاس اور جو سب سے قریب ہوگا وہ دوسروں کو وراثت سے محروم کر دیگا۔ چنانچہ بیٹے کی موجودگی میں پوتے پڑپوتے سب محروم رہ جائیں گے۔ اور بیٹا بیٹی اور بیٹے کی اولاد اور باپ دادا اور باپ کی اولاد یہ عصبات میں سے قریب درجہ رکھتے ہیں ان کا مستحق ہونا ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہو ہذا يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ الخ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ الخ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ الخ اور بخاری میں ہے أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ الخ اور حدیث میں ہے کہ جس غلام کو آزاد کر دیا گیا ہو اور اسکا کوئی وارث نہ ہو تو اس صورت میں اسکا مولا عصبہ ہو کر اس کے مال کا وارث ہو جائے گا۔ اور جدہ کو بھی چھٹا حصہ ملتا ہے جب کہ اسکے نسب کوئی ماں نہ ہو۔ اور ذوی الارحام کے بھی چار درجے شارع علیہ السلام نے مقرر فرمائے ہیں جو کہ ایک دوسرے کو مانع ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں نواسا نواسی درجہ دوم نانا نانی فاسدہ اور دادا فاسد دادی فاسدہ۔ درجہ تیسرا بہنوں کی اولاد اور بھائیوں کی وہ اولاد جو عصبہ نہ ہو۔ اور چوتھا درجہ میت کی پھوپھیاں خالہ ماموں اخیافی چچا اور ان کی اولاد۔ اور اس میں بھی وہ معاملہ جو عصبات میں گذرا ہے یعنی درجہ اول ہوتے دوسرے درجہ کے ذوی الارحام محروم رہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے درجہ ہوتے تیسرے درجہ کے لوگ ذوی الارحام محروم رہتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ نقل از کتاب مفید الوارثین اور ذوی الارحام کا حقدار ہونا اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ الخ اور دو ذوی الفروض کے ہوتے ذوی الارحام کو ورثہ مل سکتا ہے۔ مثلاً زوج یا زوجہ

ان میں سے ایک مرجائے اور کوئی ذوی الفروض یا عصبہ ۲ مکانہ رہے تو پھر زوجہ کو چوتھا حصہ دے کر باقی مال متروکہ ذوی الارحام میں تقسیم کیا جائے گا۔ اور اگر زوجہ مرجائے تو مرد کو نصف جو اسکا حصہ معین ہو چکا ہے دیکر باقی ذوی الارحام میں بانٹ دیا جائے گا۔ اور خیافی بھائی اسکو کہتے ہیں جن کی ماں ایک اور باپ جدا جدا ہوں ۔ اور علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کا باپ ایک اور ماں جدا جدا ہو۔ اور حقیقی وہ ہوتے ہیں جن کی ماں اور باپ ایک ہی ہوں۔ اور باقی ذکر جلد نہم میں مطالعہ کریں فقط ۔

حررہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال:۔ فرقہ وہابیہ کی اصلیت اور اسکے عقائد کیا ہیں۔ جواب دو اجر ملے گا ۔

الجواب:۔ منقول از سیف چشتیائی من تصنیف سید مہر علی شاہ صاحب دام اللہ فیوضہم) اس سوال کا جواب جناب سید مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی مطبوعہ روز بازار صفحہ ۹۰ کے بعد صفحہ ا و ب و ج میں بایں طور مسطور ہے ۔

مولوی محمد حیدر اللہ خان صاحب درانی المجددی النقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرانی میں لکھتے ہیں "، مورخ ملطرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بک ناظر مدرستہ الالسن میں لکھتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور بالخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اس کے بدن سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا۔ اور جو اسکے سامنے آتا ہے اسکو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب اس نے معبرین سے بیان کیا جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اسکا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پاویگا۔ آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہوگیا۔ جو ۱۱۱۱ھ میں متولد ہوا اور بعد ہزار خرابی ۱۲۰۷ھ میں فوت ہوگیا۔ یعنی اس نے ۹۶ سال کی عمر پائی اور ابتداً اس نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبدالوہاب) ملحد ہوگا۔ اور ریقا ہر اسکا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود انسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہوں نے اس سے قبل نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کی قدرت ہے کہ اسکو پورے طور سے کسی علم و فن میں دستگاہی نہ ہوئی اور اسی واسطے علماء وقت کی رد و قدح لے اسکو جواب دینے کی قدرت نہ دی۔ جب کہ ۱۱۴۳ھ میں اس نے علمائے مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا۔ ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ شخص

بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظروں میں محترم رہا۔ اور اپنے عقائد کے ظاہر کرنے سے اول اوس نے اپنے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اسکا نام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے۔ گویا آنحضرت کے ہمنام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ پھر اس نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ ان فروعات کی جو اس سے مستنبط ہیں۔ اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن ان کی مدح اور تعظیم کرنا نالائق کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے شایاں ہے۔ لہذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگوں کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالٰی کو پسند نہ آیا لہذا اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ میں انکو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں۔ پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں میں سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اسکا قتل بلا شبہ واجب ہے۔

پھر مورخ بلطروں لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اس کے مقلد ہو گئے اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہاں اس کی کچھ بن نہ آئی اور آخر کار تین برس کے بعد بلاد عرب کیطرف واپس آیا اور مدینہ منورہ میں ۱۱۴۳ھ میں گیا۔ لیکن وہاں کے علماء نے اسوقت اس کی خوب خبر لی۔ بالآخر ۱۱۵۰ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اسکا فسوں اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء میں ایک شخص ابن مسعود مسمی بہ اسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیرزادہ تھا اور جس کے عرب کے کئی قبائل اسکے خاندانی مرید اور مطیع تھے۔ اس نے اپنی ایک مخفی آرزو کے لالچ سے کہ اسکی حکومت عاملانہ بصورت ریاست کسی طرح سے بڑھے۔ اور اس نے اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائے گا۔ اور اسکے مذہب کی تائید سے اسکا دلی ارادہ پورا ہو نکلے گا۔ اس نے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب قبول کر لیا اور اسکے سارے مرید آبائی بھی اس کے ساتھ ہو لئے اور اس نے مذہب وہابیہ کو اسقدر تقویت دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اسکے مطیع ہو گئے حتی کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہو گئی۔ اور محمد بن عبدالوہاب ان کا امام قرار پایا اور ابن مسعود دائیے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا اور مدینہ درعیہ انہوں نے اپنا دارالسلطنت معین کیا۔ اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک و دولت کی توسیع میں ساعی ہوا مگر حیات نے وفا نہ کی اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا حتی کہ ابن مسعود کا بیٹا عبدالعزیز اسکا جانشین ہوا جو کہ شجاعت وہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا۔ اور محمد بن عبدالوہاب کے اعتقادات اور قواعد کے مطابق دعوت دین وہابیہ بزور شمشیر شروع کر دی۔ پس جب عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو اس کی تفہیم کے لیے بھیجتا تاکہ وہ اسکے

اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اسکا اعتقاد قبول کر لیتا تو اسکو امن دے دیتا۔ ورنہ اس کی
بیخ و بنیاد کو اکھیڑ کر اس کے تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا۔ لیکن بچوں اور عورتوں کا تعرض نہیں کرتا تھا۔ اور مطیع قبیلوں
سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عشر لیتا تھا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور بحر فارس اور حلب
اور دمشق اور بغداد کے اطراف و اکناف تک پھیل گئی حتیٰ کہ عبد العزیز مسعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۸ محرم
۱۲۱۸ھ مسعود بن عبد العزیز ایک لشکر کثیر لے کر کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کی جس کی
شان بقول قرآن ہے مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ لیکن اس نے آمن کو غیر آمن بنا دیا۔ اور حدود حرم جس میں جنگلی
بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بغیر داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس وہابی بھیڑیئے کے
پنجے سے حرم حل ہو گیا اور چاروں مصلے جلا دیئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی
اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے ایک رسالہ ابن عبد الوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجا
جس کی اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اسکے دیکھنے سے مشتے نمونہ خروارے عبرت کا باعث ہو
چنانچہ لکھا ہے مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّهٗ اِذَا ذُكِرَ اسْمُ نَبِيٍّ فَيَطَّلِعُ هُوَ عَلَيْهِ صَارَ مُشْرِكًا وَهٰذَا الْاِعْتِقَادُ
شِرْكٌ سَوَاءٌ كَانَ مَعَ نَبِيٍّ اَوْ وَلِيٍّ اَوْ مَلَكٍ اَوْ جِنِّيٍّ اَوْ صَنَمٍ اَوْ وَثَنٍ وَسَوَاءٌ كَانَ يَعْتَقِدُ حُصُوْلَهٗ
بِذَاتِهٖ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاَيِّ طَرِيْقٍ كَانَ يَصِيْرُ مُشْرِكًا سَوَاءٌ اَمَّا السَّابِقُوْنَ فَاللَّاتُ وَالسُّوَاعُ
وَالْعُزّٰى وَاَمَّا اللَّاحِقُوْنَ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ الْقَادِرِ وَمَنْ لَمْ يَقُلْ فِيْ حَاجَتِهٖ يَا اللّٰهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاِنِ اعْتَ
عَبْدًا غَيْرَ مُتَصَرِّفٍ فِي الْكُلِّ صَارَ مُشْرِكًا كَفَاكَ قُدْوَةٌ فِيْ ذٰلِكَ شَيْخُنَا تَقِيُّ الدِّيْنِ ابْنُ تَيْمِيَّ
وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ السَّفَرَ اِلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ وَمَشَاهِدِهٖ وَمَسَاجِدِهٖ وَاٰثَارِهٖ وَقَبْرِ اَيِّ نَبِيٍّ اَوْ وَلِيٍّ وَسَائِرِ الْاٰ
شِرْكٌ اَكْبَرُ۔ یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ
خواہ کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اسکا علم اس
وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اعلام سے۔ الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو مشرک ہو جاتا ہے۔ ا
جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابو جہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بت لات او
سواع اور عزیٰ تھے لیکن پچھلے بت محمد علی اور عبد القادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا
کہتا ہے اگرچہ اسکو ایک بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ اور تجھے اس با
میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طر

یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا اور بتوں کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے *

پس مکہ کو غارت کرکے اس نے ۱۲۰۴ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزائن بیشمار لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود بن عبدالعزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کرکے لایا گیا تو اسکے پاس سے ایک صندوق طلا جس میں سے تین سو لولوئے آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے۔ اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر الصدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے قبے بھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام ہیں اور روضۂ رسول کریم کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگوں ہو کر مر گئے اور اسی اثناء میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بہتوں کو جلا دیا۔ اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسیٰ کے اژدھا کی طرح نکلا جس نے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا اور اتنے میں بحکم سلطان المعظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اسکا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید طحطاوی محشی در مختار بھی مصر آئے تھے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازے پر وہابیہ کی بیخکنی کے لئے آپہنچا اسوقت عثمان مضائقی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کرلئے لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور اتفاق سے ایک حصہ دیوار کا گر گیا۔ اور طوسون نے اندر گھس کر نجدیوں پر قیامت برپا کردی۔ اور مقید وہابیوں کے کان کتر دیئے گئے۔ اور مدینہ منورہ ۱۲۲۷ھ میں وہابیوں کے وجود سے پاک ہوگیا۔ اور ۱۲۲۸ھ میں عثمان مضائقی بھی گرفتار ہوکر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۲۹ھ میں مسعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اسکا بیٹا عبداللہ بن مسعود اسکا جانشین ہوا۔ اور آخر کار وہ بھی حروب کثیرہ کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ درعیہ پایۂ تخت وہابیاں فتح ہوکر گرفتار ہوگیا اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ میں باب ہمایوں پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور دولت کا خاتمہ ہوا۔ اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری پوری سزائیں بطور تعزیر دی گئیں۔ یعنی مقید کئے گئے اور کان کتر دیئے گئے۔ اور امن وامان قائم ہوا اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مصلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہوگیا۔ وہابی نامہ میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنی طول میعاد ہونے کا باعث یہی ہے کہ ابتداءً غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد فوت ہوتے رہے اور ان کے تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہ ہوا اور یہ فرقہ زور پکڑتا گیا *

درہ درانی کی عبارات منقولہ بالا سے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نے کیا کچھ کیا اور وہ اپنے آپ کو کیا کچھ سمجھا۔ اور کس وجہ سے یہ فرقہ وہابیہ دائرہ اہلسنت وجماعت سے خارج سمجھا گیا۔ چنانچہ علامہ شامی نے اس فرقہ کو باغی خارجی قرار دیا ہے کَمَا وَقَعَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْ اِتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَی الْحَرَمَیْنِ وَکَانُوْا یَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰکِنَّهُمْ اعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِکُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰی کَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی شَوْکَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفِرَ بِهِمْ عَسَاکِرُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی ثَلٰثٍ وَثَلٰثِیْنَ وَمِائَتَیْنِ وَاَلْفٍ انتہی (شامی طبع مصر جلد ثالث صفحہ ۳۳۴)

عبارت شامی کا حاصل :- چنانچہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعین میں واقع ہوا۔ عبد الوہاب کے گروہ نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر جابرانہ قبضہ کیا اور یہ لوگ اپنے آپ کو حنبلی المذہب کہلاتے تھے لیکن دراصل اپنے گروہ کے بغیر سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتے تھے۔ لہٰذا اہلسنت وجماعت اور ان کے علماء کا قتل کرنا مباح جانتے تھے جس کا یہ انجام ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ۱۲۳۳ھ میں اہلسنت کو نصرت فرمائی اور فرقہ وہابیہ کو شکست دی اور رسوا کیا۔ اور دیگر اہل السنت وجماعت نے بھی وقتاً فوقتاً عقائد وہابیہ کی تردید میں رسائل شائع کئے ہیں (مثلاً) الدرر السنیہ فی رد الوہابیہ للعلامہ زینی دحلان مفتی بیت اللہ الحرام وغیرہ) جن میں اس فرقہ کو بوجہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت تحقیر و گستاخی کرنے کے کافر کہا ہے۔" اور علاوہ اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فرقہ ضالہ کی پیدائش کی نسبت ۱۳ سو سال سے پیشتر پیشگوئی فرمادی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف جلد اخیر باب ذکر الیمین فصل اول حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مسطور ہے قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ رواہ البخاری۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک شام و یمن کی خاطر سہ بار دعا مانگی کہ یا اللہ ہمارے ان ملکوں میں برکت دے۔ اور بعض اصحاب نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ملک نجد کی خاطر بھی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا اس جگہ زلزلے اور فتنے ہونگے اور شیطان کا سینگ ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس حدیث شریف سے ثابت ہوا جو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوگئی۔ کما مر ۳

غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات

جو کہ انہوں نے فقہ حنفیہ پر بلا سوچے سمجھے کر دیئے ہیں اور کم علم و جاہل لوگوں کو مذہب حنفیہ سے بہکانے کی اپنی اخباروں و رسائل و اشتہاروں میں تحریر کر دیئے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اور عبد الجلیل سامری اپنی کتاب بوئے غسلین میں اور سعد بنارسی الجرح علی ابی حنیفہ میں اور جو محمد سعید جالندھری نے اپنے اشتہار میں کئے ہیں اور وہ اعتراض یہ ہیں:۔

اعتراض ۱:۔ حنفیہ کے نزدیک مشت زنی کرنا واجب ہے جب کہ زنا کا خوف ہو۔ اور مشت زنی کرنا شہوت کی تسکین کے لئے جس کی بیوی یا لونڈی نہ ہو کوئی گناہ نہیں۔ رد المختار صفحہ ۱۵۶:۔

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ متعصبین معترضین! سنیے اور دیکھئے کہ تمام کتب معتبرہ حنفیہ و تفسیر میں لکھا ہے کہ مشت زنی کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں قطع نسب انسانی کا سبب پایا جاتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سنت موکدہ کو چھوڑ کر بغرض شہوت رانی کے ایسا فعل کرے تو وہ ملعون ہے اور جو معترضین نے اس میں حوالہ رد المختار کا عوام الناس کو دھوکا دینے کے لئے لکھا ہے اس میں اسطرح ہر گز ہر گز نہیں۔ صاحب شامی نے تو بعض مجوزین کے اقوال و چند شرائط بایں طور بیان کئے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص مجرد اس حال میں ہو کہ اسکے ہاں ایک فاحشہ عورت زنا کرانے کے لئے موجود ہو اور وہ مرد بھی ہر طرح اس پر قادر ہو اور اسکا کوئی مانع بھی نہ ہو اور اس پر شہوت کا غلبہ بھی ہو چکا ہو اور اسکے دل میں خوف شہوت کے روکنے کا بھی ہو کہ اگر شہوت کو روکوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا تو اس حالت اضطراری میں اگر اس نے یا تھ سے شہوت کو دفعہ کر دیا تو اس پر کچھ عیب نہیں چونکہ حالت اضطراری میں حرمت ساقط ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ اگر کوئی شخص حالت اضطراری میں گوشت خنزیر و مردار کو کھالے تو اس پر کچھ عیب نہیں۔ اور صحاح ستہ میں حدیث بایں مضمون مسطور ہے کہ بوقت غلبہ شہوت بہادران اسلام نے بعوض کپڑوں کے عورتوں سے متعہ کیا تھا۔ اور علاوہ اسکے کتاب عرف الجادی صفحہ ۲۱۴ اصفہان کے رہنما فرزند نواب صاحب کی تصنیف میں بایں طور لکھا ہے کہ مشت زنی اور چھپکلی اور پتھروں کے سوراخوں میں دخول کرکے حاجت کے وقت منی کو نکالنا جائز قرار دیتے ہیں اور زناہ و نظر بازی سے بچنے کے وقت یہ دونوں کاموں کو واجب لکھتے ہیں۔ نقل از کلمۃ القبیح صفحہ ۱۱ بس معترضین کو لازم ہے کہ پہلے اپنی فقہ الحدیث پر اعتراض کر

پس بعدہ فقہ حنفیہ پر کریں اور جواب لیں۔ اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر جلق بنیت لذت وعادت واپنے آپ کو نامرد کرنے کے لئے مشت زنی کرے تو حرام ہے۔ اور اس پر تمام علمائے دین کا اتفاق ہے۔ اور معترضین کو لازم ہے کہ اس کی حرمت صورت بالا کے روا کی تھی پر دلیل بیان کریں اور اس پر حکم حد کا دکھائیں تو دس روپیہ انعام لیں فقط؛

اعتراض نمبر ۲:۔ حنفی مذہب میں اگر رنڈی زناہ کے بدلے ٹکے مزدوری مقرر کر کے دے تو امام صاحب ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے اگرچہ بذریعہ حرام ہے۔ اور زناہ کرنے والے پر حد نہیں آتی؛

الجواب:۔ شعر

سنگدل کا اس سے بہتر ہے نہیں کوئی علاج
ایسے دیوانے کو اب زنجیر پہنا چاہیئے

افسوس ہے کہ معترضین نے اجارہ باطل وفاسد میں بھی کچھ تمیز نہ کی اور نہ ہی اپنے مذہب کا اشتہار واجب الاظہار کیا جو کہ مولوی فقیر اللہ صاحب نے مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث پر جاری کیا ہے۔ کہ انہوں نے مال زانیہ کو حلال طیب لکھا ہے۔ اور تمام علمائے دین کا اس پر اتفاق ہے کہ مہر مزنیہ کا حرام ہے چنانچہ مشارق الانوار میں مولوی خرم علی صاحب نے لکھا ہے کہ خرچی زانیہ کی چاروں اماموں کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ اور امام نووی نے شرح مسلم میں نیز بایں طور تحریر فرمایا ہے کہ اَمَّا مَهْرُ الْبَغِيِّ فَهُوَ مَا تَأْخُذُهُ الزَّانِيَةُ عَلَى الزِّنَاءِ وَسَمَّاهُ مَهْرًا لِكَوْنِهِ عَلٰى صُوْرَتِهٖ وَهُوَ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ:۔ اما پس مہر زانیہ کا وہ چیز ہے کہ جس کو زانیہ بعوض مہر کے لیوے۔ اور اسکا نام اس لئے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہے۔ اور حرمت اسکی باجماع مسلمانوں کے ہے۔ اور علاوہ اس کے یہ مسئلہ متعلق اجارۂ فاسد کے ہے نہ اجارۂ باطل کے اور صاحب فتح المبین نے اجارہ باطل وفاسد میں یہ فرق فرمایا ہے کہ اجارہ باطل وہ ہے کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ ہے کہ باصلہ مشروع اور بوصف غیر مشروع ہو۔ یعنی کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اسمیں فساد آیا ہے۔ ورنہ اصل میں جائز وحلال تھا۔ اور یہ بھی متفق علیہ امر ہے کہ جس اجارہ کا مقصود علیہ بسبب معصیت ہو گا وہ ضرور باطل ہو گا نہ فاسد۔ جب یہ دونوں قاعدے متفق ہیں تو پھر کون عاقل زنا کی خرچی کو حلال کہہ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ صاحب محیط وچلپی۔ اور علاوہ اسکے اس قول کو بڑے بڑے علمائے دین مثل سید احمد طحطاوی وسید عابدین رد المختار وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ یہ قول بالکل ضعیف ہے کیونکہ حدیث صحیح کے برخلاف۔ اور میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت کسی کتاب کے متن کی نہیں۔ اور نہ ہی اس پر کسی علمائے دین اہلسنت وجماعت نے فتویٰ دیا ہے کہ تم ایسا کیا کرو اور نہ ہی مفتی بہ

مسئلہ ہے۔ اور اگر معترضین کو تسلی نہیں ہوئی۔ تو ہم کتاب بخاری سے اسی مضمون کی تائید پر حدیث دکھا دیتے ہیں وہو ہذا۔ کتاب بخاری صفحہ ۶۶۴ باب قولہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ حَدَّثَنَا عمرو بن عونٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَغْزُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِیْ فَنَھَانَا عَنْ ذٰلِکَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِکَ اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْاَۃَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَءَ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ الخ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کیا کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں، ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہم خصی نہ ہو جائیں تو آپ نے اس سے منع فرمایا۔ بعد اس کے ہم کو اجازت دی کہ کپڑوں کے عوض پر عورتوں سے بطور متعہ کے نکاح کر لیویں۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی کہ مسلمانوں جس چیز کو خدا نے حلال کیا ہے اسکو حرام مت کرو الخ۔ پس اب معترضین کو چاہیئے کہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں اور شرم کریں اور آئندہ ایسا اعتراض مذہب حنفیہ پر نہ کریں۔ اور برادران اہلسنت وجماعت کو واضح رہے کہ اس حدیث مسطورہ پر عمل نہ کریں کیونکہ ہمارے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے اور ضعیف اور قابل عمل نہیں۔ اور اسکو عبارت چلپی کی طرح سمجھیں۔ ہاں اگر وہابی لوگ اس پر عمل کریں تو ان کو مجاز ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک تو لڑکی ربیبہ اور مدخولہ باپ کی اور دادی کے ساتھ نکاح کرنا اور ان سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔ چنانچہ پرچہ اہلحدیث ۱۶ ستمبر ۱۹۱۰ء وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور معترضین نے لکھا ہے کہ نزدیک امام صاحب کے زانی اور مزنیہ پر حد نہیں آتی۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ تمام کتب فقہ میں لکھا ہے کہ زانی اور مزنیہ کا اگر زنا کرنا ثابت باگواہاں ہو جائے تو ان پر حد قائم کی جاوے گی۔ ہاں اگر یہ فعل اجارہ فاسد یا شبہ میں تصور کیا جاوے تو پھر حد ساقط ہو جاوے گی۔ چنانچہ عینی شرح کنز باب وطی الذی یوجب الحد و الذی لا یوجب الحد میں حدیث مذکور ہے کہ خلیفہ ثانی نے ایسا فعل کرنے پر ایک مرد اور عورت پر حد ساقط کر دی۔ اور حدیث صحیح اس پر شاہد ہے کہ جو فعل شبہ میں ہو گا اس میں حد ساقط ہو جاوے گی۔ اِدْرَءُ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُھَاتِ اور اس میں بھی مستاجرہ للزنا ہونے کا ایک عارضہ شبہ کا واقعہ ہو چکا ہے۔ اور شبہ تین قسم پر ہوتا ہے۔ چنانچہ جلد چہارم میں گذرا ہے اور افسوس معترضین پر کہ آپ رنڈی کے ٹکے مزدوری کے جائز تصور کریں اور دادی اور اب رضاعی کی منکوحہ اور دختر ربیبہ سے نکاح جائز قرار دیکر اولاد پیدا کریں تو کچھ عیب نہیں اور ایک قول مرجوح اور ضعیف جو کہ صاحب چلپی نے تحریر کر دیا ہے اس پر اسقدر زور دے کر فقہ حنفیہ پر

پر اعتراض کریں کہ الامان ۔ فافہم ۔ فلا تعجل ؛

اعتراض نمبر ۳ :۔ حنفیہ کے نزدیک اگر وطی یعنی جماع چوپایہ یا مردے سے کرے یا مشت زنی کرے یا عورت کی شرمگاہ کے خارج جماع کرے تو ان سب حالتوں میں روزے دار کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ غسل لازم آتا ہے جب تک کہ انزال نہ ہو ۔ یعنی جب تک کہ منی نہ نکلے ۔ (قاضیخاں)

الجواب :۔ اقول باللہ التوفیق ۔ معترضین کو لازم تھا کہ پہلے بخاری و مسلم اور اپنے ہم مشرب و مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے اور دیکھ لیتے کہ ہم کیا لکھ رہے ہیں لیجئے معترضین صاحب ہم آپ کو آپ کی کتابوں سے جنکو آپ نے مثل قرآن مجید کے سمجھ رکھا ہے ان میں سے دکھا دیتے ہیں ۔ بخاری و مسلم میں جلد اول میں لکھا ہے کہ جماع کرنے سے بدوں انزال کے غسل لازم نہیں ہوتا ۔ اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ اسپر شاہد ہے اور اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ فَيَغْسِلُ ذَكَرَهٗ نقل از بخاری یعنی اگر کوئی شخص اپنی عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ دھو ڈالے ذکر اپنے کو اور وضو کرے جیسے کہ نماز کے لئے وضو کرتا ہے الخ ۔ اور یہی مذہب ہے امام بخاری و داؤد ظاہر کا ۔ دیکھو بلاغ المبین صفحہ ۲۲ مولفہ محی الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری اور مولوی وحید الزماں غیر مقلد اپنی تصنیف کنز الحقائق صفحہ ۴۸ صاف صاف لکھ دیا ہے کہ جماع خارج شرمگاہ عورت کے یا دبر کے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک کہ انزال نہ ہو وہو ہذا اَوْجَامَعَ اِمْرَاَتَهٗ فِيْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ اَوِالدُّبُرِ وَلَمْ يُنْزِلْ اَوْدَخَلَ الْقَطْرَةَ اَوْقَطْرَتَانِ مِنْ دَمُوْعِهٖ لَمْ يُفْطِرْ الخ پس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ جب عورت و مرد مشتہات کے جماع کرنے فی الفرج او الدبر بدوں انزال کرنے کے روزہ نہ ٹوٹا تو غیر مشتہات مثل چوپایہ و مردہ وغیرہ کے جماع کرنے پر بدوں انزال بادلی روزہ آپ کے مذہب حقہ کے نزدیک بھی نہ ٹوٹے گا ۔ اور علاوہ اسکے آپ کے مذہب کتاب روضہ ندیہ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ نولکشور میں بایں طور مسطور ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنی بی بی سے جماع کرے یا کھائے پیئے تو روزہ دار کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور نہ ہی کفارہ لازم آئے گا ۔ وہو ہذا ۔ قَدْ قِيْلَ اِنَّ الْكَفَّارَةَ لَا يَجِبُ عَلٰى مَنْ اَفْطَرَ عَامِدًا بِاَيِّ سَبَبٍ بَلْ بِالْجِمَاعِ فَقَطْ وَلٰكِنَّ الرَّجُلَ اِنَّمَا جَامَعَ اِمْرَاَتَهٗ فَلَيْسَ فِي الْجِمَاعِ فِيْ نَهَارِ رَمَضَانَ اِلَّا مَا فِي الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ لِكَوْنِ الْجَمِيْعِ حَرَامًا لَمْ يَحْرُمْ اِلَّا بِعَارِضِ الصَّوْمِ وَقَدْ وَقَعَ فِيْ رِوَايَةٍ مِنَ الْحَدِيْثِ اِنَّ رَجُلًا اَفْطَرَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجِمَاعَ الخ پس جب کہ آپ کی کتابوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ کھانے پینے جماع جان بوجھ کر کرنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا اور نہ ہی روزہ دار کا روزہ فاسد

ہوتا ہے۔ توپھر مذہب حنفیہ پر جو کہ عین مطابق قرآن مجید اور حدیث شریف کے ہے اس پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور جب کہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر ایسا فعل کرے گا تو وہ ضرور گنہگار ہوگا اور روزہ اسکا بھی ٹوٹ جائے گا۔ فافہم فلا تعجل ؛

اعتراض نمبر۴:۔ مذہب حنفیہ کے نزدیک اگر وضوء کرکے عورت صغیرہ یا مردہ یا چوپایہ سے صحبت کرے تو جب تک انزال نہ ہو وضوء نہیں ٹوٹتا۔ در مختار ۔

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست،

معترضین ذرا اپنی عادت نجدیہ وہابیہ سے توبہ کرکے انصاف کی نظر سے اپنے ہی مذہب کی کتابوں کو ملاحظہ کریں۔ وہو ہذا خُرُوْجُ شَیْءٍ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ وَالْقَیْءِ وَالرُّعَافِ وَمَا یُوْجِبُ الْغُسْلَ وَالنَّوْمِ وَمَسِّ الذَّکَرِ وَالْفَرْجِ وَاَکْلِ لَحْمِ الْاِبِلِ وَالْاِغْمَاءِ وَالْغَشْیِ وَالْجُنُوْنِ وَالسُّکْرِ وَمُبَاشَرَۃٍ فَاحِشَۃٍ وَخُرُوْجِ دَمٍ اَوْ دُوْدَۃٍ مِنْ غَیْرِ السَّبِیْلَیْنِ وَتَقْبِیْلٍ وَمَسِّ امْرَاَۃٍ الخ نقل از کنز الحقائق مصنفہ مولوی وحید الزمان غیر مقلد صفحہ ۱۱ و ۱۲۔ پس معترضین جب کہ آپ کے مذہب اور ہم مشربوں کے نزدیک ان امور سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ ہی غسل لازم آتا ہے۔ تو پھر حنفی مذہب پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور علاوہ اسکے جب امام محمد اسمٰعیل بخاری تحریر کرچکے ہیں کہ بدوں انزال مشتہات مرد اور عورت پر بدوں انزال غسل لازم نہیں آتا۔ تو غیر مشتہات جو صغیرہ اور چارپایہ اور مردہ ہے اسسے وطی کرنے پر بدوں انزال کب غسل لازم آئے گا۔ فافہم فلا تعجل ؛

اعتراض نمبر۵:۔ حنفیہ کے نزدیک کتے کا گوشت یا چمڑا قبل از دباغت جو کہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا ہو ساتھ لے کر نماز پڑھنا جائز ہے (منیۃ المصلی)

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ شعر کب تک رہوگے ضد و تعصب میں ڈوبتے
آخر قدم بصدق اٹھاؤگے یا نہیں

معترضین صاحب کتب فقہ حنفیہ میں تو آپ کی تحریر کے برخلاف لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ اگر حرام جانور پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کفر لازم ہوگا۔ ہاں بات دراصل یہ ہے کہ اگر جانور نجس العین نہ ہو جیسے کہ بلی ولومڑ وگیدڑ وغیرہ جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر ان کو کسی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا تو ان کا چمڑا خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا ستر ڈھانکنے کے لئے نہ ہو اور

اس نے ایسی حالت اضطراری میں اس چمڑا سے نماز ادا کر لی تو جائز ہوگی اور حالت اختیاری میں کسی حنفی نے اسکو جائز نہیں لکھا۔ اور گوشت کو بھی اسی پر قیاس کریں۔ اور کتے کی نسبت تو علمائے دین کا نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔ بعض نے اسکو نجس العین قرار دیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نجس العین نہیں۔ اور فتوے اسی پر ہے کیونکہ اسکا شکار پکڑا ہوا کھانا شارع علیہ السلام نے جائز قرار دیا ہے۔ اور علاوہ اسکے یہ روایت مرجوح ہے قابل عمل نہیں۔ دیکھو سلطان الفقہ جلد ۲۔ اور یہ بھی کتب فقہ حنفیہ میں لکھا ہے کہ اگر قدر درہم سے زیادہ نجاست کپڑے پر لگی ہوئی یا کوئی اور مردہ جانور نماز میں ہو تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی۔ چہ جائیکہ گوشت مردار و چمڑا خنزیر ہو۔ دیکھو صلوٰۃ مسعودی وانوارع مولوی عبداللہ وفتاوے جامع الفوائد وغیرہ کتب معتبرہ حنفیہ میں معترضین ذرا اپنی کتابوں کا بھی مطالعہ کریجئے اور دیکھئے کہ آپ کے سرگروہ مولوی وحیدالزمان صاحب وغیرہ علماء کیا حکم اس بارہ میں دیتے ہیں۔ بگوش ہوش سنئے اور انصاف کیجئے۔ وھو ہذا۔ ایما اھاب دبغ فقد طھر وشعر الانسان والمیتۃ والخنزیر طاھر وکذا عظمھا وعصبھا الخ نقل از کتاب کنز الحقائق صفحہ ۱۳ سطر ۷ اور علاوہ اسکے شرح فقہ الحدیث روضۃ ندیہ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ کافر کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا درست ہے بعد م نجاسۃ ذوات المشرکین کما فی اکل ذبائحھم وا طعامھم اور عرف الجادی صفحہ ۱۱ میں بایں طور مسطور ہے ذبائح اھل الکتاب ودیگر زد وجود ذبح بر بسملہ یا نزد اکل آں حلال است حرام ونجس نیست یعنی مشرک وکافر کی کٹی اگر بسملہ سے ہے تو حلال ہے۔ اگر کافر بسملہ کے بغیر ذبح کرے تو اس گوشت کو بسملہ پڑھ کر مسلمان کھالے تو حلال ہے۔ اور صاحب نہج مقبول شرائع الرسول نے صفحہ ۲۷ میں اس کے جواز پر یہ حدیث بخاری کی نقل کر دی ہے کہ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے دریافت کیا کہ یا حضرت نومسلم لوگ گوشت لاتے ہیں اور معلوم نہیں کہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیتے ہیں یا کہ نہیں۔ اور یہ گوشت کھائیں یا نہیں۔ تو فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تم اس پر خدا کا نام لے کر کھالیا کرو۔ نقل از کلمۃ الفتیح صفحہ ۱۹۔ پس جب کہ آنصاحبان کی کتابوں میں خنزیر اور اسکے اجزاء وغیرہ اور جانور مردار پاک ہیں اور ذبح مشرکین وغیرہ کی جو کہ بدوں تسمیہ کے ہو حلال طیب ہے تو فقہ حنفیہ پر اعتراض کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ جواب دیں۔ فقط

اعتراض نمبر ۶:۔ حنفیہ کے امام ابویوسف کے نزدیک سور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ نیز بیع وشراء اسکی جائز ہے۔

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ ~~سے~~ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ~~۔~~ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

معترضین کو چاہیئے تھا کہ پہلے اپنے مذہب وہم مشربوں کی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے اور سوچتے کہ یہ کس مذہب کا فتوٰے ہے اور اس پر کبھی کا فتوٰے بھی ہے یا نہیں؟ تو اب ہم آپ کی کتب مسلم شدہ فقہ الحدیث مطبع صدیقی صفحہ ۵ و روضہ ندیہ صفحہ ۸ و ۹ و ۱۰ و فتاوے مولوی عبد الغفور شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب جو کہ سنہ ۱۲۹۸ھ مطبع حنفی میں شائع ہوا تھا۔ صاحب الکلمۃ الفصیح نے نقل فرما کر شائع کر دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ خنزیر کی چربی کھانی درست ہے۔ صرف سوئر کا گوشت پلید ہے اور اجزاء اسکے پاک ہیں۔ اور لہو جاری سب جانوروں کا پاک ہے اور نیز منی آدمی کی اور کل حیوانات یعنی سوئر کتے بندر ریچھ لومڑ بھیڑیے کی پاک ہے۔ اور شراب و گوشت مردار کا بھی پاک ہے۔ اور لڑکے شیر خوار کا پیشاب پاک ہے۔ اور مردار کتے وغیرہ کے گوشت کو کپڑے میں باندھ کر اور اسکو بغل میں دبا کر نماز پڑھ لینی روا ہے۔ پس ان سب کا ثبوت کتاب روضہ ندیہ کے صفحہ مذکورہ پر مسطور ہے۔ اور فقہ الحدیث کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ اصل ہر چیز میں حلت ہے۔ اور جن چیزوں کو خداوند کریم اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف لفظوں میں حرام نہ کہا ہو وہ حرام نہیں ہو سکتی۔ لہذا چربی و اجزائے خنزیر اور دودھ اس کے کی حرمت کہیں نہیں پائی جاتی لہذا وہ سب اشیاء ان کے نزدیک پاک ہوئیں۔ اور علاوہ اسکے جب کہ مولوی وحید الزمان نے اپنی کتاب خیر الخلائق صفحہ ۱۳ میں صاف لکھدیا ہے ایما اھاب دبغ فقد طھر وشعر الانسان والمیتۃ والخنزیر طاھر وکذا عظمھا۔ پس معترضین جب آپ کے نزدیک بھی خنزیر وغیرہ دباغت سے پاک ہوا تو پھر امام ابو یوسف کے قول پر کیوں اعتراض کر دیا۔ حالانکہ کتب فقہ حنفیہ میں صاف صاف لکھدیا ہے کہ خنزیر کا چمڑا دباغت سے ہرگز پاک نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اسکے اجزا پاک ہیں اور نہ ہی بیع و شراء درست ہے۔ چنانچہ کنز الدقائق و شرح وقایہ وغیرہ وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے لَمْ یَجُزْ بَیْعُ الْمَیْتَۃِ وَالدَّمِ وَالْخِنْزِیْرِ وَشَعْرِ الْخِنْزِیْرِ لِاَنَّہٗ نَجِسُ الْعَیْنِ الخ اور صغیری میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول غیر صحیح ہے۔ اسپر کسی کا فتوی نہیں۔ وَالْاِنْتِفَاعُ بِہٖ وَالصَّلٰوۃُ فِیْہِ وَھُوَ غَیْرُ صَحِیْحٍ۔ اور ہدایہ جلد چہارم باب بیع الفاسد میں بایں طور لکھا ہے وَلَا یَجُوْزُ بَیْعُ شَعْرِ الْخِنْزِیْرِ لِاَنَّہٗ نَجِسُ الْعَیْنِ فَلَا یَجُوْزُ بَیْعُہٗ اِھَانَۃً لَّہٗ الخ پس ان عبارات حنفیہ سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ خنزیر کے بالوں وغیرہ اجزاء کی بیع و شراء ہرگز ہرگز درست نہیں۔ ہاں اگر معترضین کسی اصح قول حنفیہ سے دکھا دیں تو دس روپیہ انعام حاصل کریں۔ فقط ؂

اعتراض نمبر ۷: حنفیوں کے نزدیک سوئر کے بال سے سینے کے واسطے نفع اٹھانا درست ہے۔ اور

امام محمد کے نزدیک سوئر کے بال پاک ہیں۔

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ **شعر**

ذرا خدا سے ڈرو اے بتو جفا نہ کرو
ذرا یہ سوچو تو کیا ہم خدا نہیں رکھتے

معترضین! تمام کتب فقہ معتبرہ حنفیہ میں لکھا ہے کہ بیع و شراء تمام اجزاء خنزیر کی حرام ہے اور اسکے بالوں سے نفع اٹھانا سخت منع ہے اور ان کے پانی میں گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے چنانچہ کنز و شرح وقایہ و ہدایہ و قاضی خاں و فتاوے جامع الفوائد وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور کتاب غایتہ الاوطار جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس میں تو بایں طور لکھا ہے کہ بیع و شراء سوئر کی اور اسکے بالوں کی ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اور اسکے بالوں سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔ اور بوقت اشد ضرورت اسکے بالوں سے بھی نفع اٹھانا مکروہ تحریمی ہے اور یہ مذہب فقہ حنفیہ کا صحیح اور درست ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ اور امام طحطاوی نے ذکر کیا ہے کہ بوقت ضرورت یعنی موزہ ٹانکنے کے لئے بال خرید کرے۔ اور اس سے موزہ ٹانکے تو بھی جائز نہیں اور نہ ہی کسی علمائے دین سلف نے کبھی ایسا موزہ پہنا ہے اور نہ ہی ہم پہنتے ہیں۔ اور نہ ہمیں کچھ ضرورت ہے الخ۔ اور جو آپ نے امام محمد کے نزدیک لکھا ہے کہ خنزیر کے بال پاک ہیں۔ اور ان کی بیع و شراء درست ہے۔ حیف صد حیف ان لوگوں پر جو بزرگان خدا پہ بہتان صریح باندھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے اہلحدیثوں سے۔ **شعر**

خدایا مفتری را رو سیاہ کن
ز قہر و قہرواں خود تباہ کن

اعتراض نمبر ۸:۔ حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو نکسیر چھوٹ جاوے تو سورۂ فاتحہ خون سے ماتھے پر لکھے برائے طلب شفاء تو جائز ہے۔ اور سورۂ فاتحہ کو پیشاب سے بھی لکھا جائے تو جائز ہے۔ اگر معلوم ہو کہ اس میں شفا ہے۔ (دیکھو کتاب شامی)

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ معترضین صاحب! کچھ تو خدا کا خوف کرو اور بعض کا قول جو کہ بالکل ضعیف ہے بلا سوچے سمجھے عوام کو دکھا کر ان سے کتب فقہ اور بزرگان دین پر لعن طعن مت کہلاؤ اور اپنے ہم مشربوں کی کتابوں کو بھی ذرا دیکھو اور بزرگان دین کی توہین مت کرو۔ **شعر**

ان بزرگو کو برا کہنے سے کیا پھل پاؤ گے
دیکھ لو گے تم بھی اس کی کیا سزا کل پاؤ گے

معترضین! ذرا بگوش ہوش سنئے اور دیکھئے کہ آپ کے ہم مشربوں نے اس بارہ میں کیا خرافات لکھے

ہیں۔ مولوی عبدالجبار و مولوی احمد اللہ امرتسری و غلام علی اور پارٹی لاہوری رسالہ تحریق اوراق صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں کہ کسی عذر سے قرآن مجید کو قاذورات میں ڈال دینا کفر نہیں رخصت ہے۔ اور کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اتار لینا درست ہے۔ اور نیز حاجت کے قرآن شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روا ہے۔ یہ مسائل ان نامی حدیث والوں کے ہے۔ حالانکہ حنفی ان کو مردود تصور کرتے ہیں۔ نقل از کلمۃ الفصیح صفحہ ۲۲ اور جو قاضی خاں وغیرہ صاحب فتاووں سے بعض مجوزین کا قول بایں طور نقل کیا ہے والذی رعف فلا یرما دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبھۃ شیئًا من القراٰن قال ابوبکر اسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا بأس فیہ قیل لو کتب علی میتۃ قال ان کان فیہ شفاء جاز الخ سو اسکا جواب مجوزین نے ان دلائل سے دیا ہے لان الحرمۃ ساقطۃ عند الاشفاء کالخمر والمیتۃ للعطش والجائع یعنی حرمت ضرورت شفاء کے لئے دور ہو جاتی ہے جیسے پیاسے و بھوکے کے لئے شراب و مردار مباح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ الخ اور دلیل دوم بقولہ تعالےٰ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ بَعْدَ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ والاجماع علی جواز کلمۃ الکفر عند الاکراہ تفسیر جامع البیان اور غایۃ الاوطار صفحہ ۱۰۷ جلد اول میں بایں طور اسکو حل کیا ہے کہ جب خون آدمی کی ناک سے رواں ہو اور بند نہ ہو اور یہاں تک کہ اسکے مرجانے کا خوف ہو۔ اور تجربہ اور امتحان سے یہ بات معلوم ہو کہ فاتحہ الکتاب یا سورہ اخلاص اس خون سے اسکے ماتھے پر لکھنے سے خون بند ہو جائے گا تو ایک قول میں رخصت نہیں اور دوسرے قول میں رخصت ہے جیسے شراب خمر کی رخصت ہے پیاسے کو مردار کھانے کی نہایت گرسنگی میں الخ اب معترضین کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض ہے کہ اگر مجوزین نے خون خرگوش یا مرغی یا بول ان جانوروں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اگر ان سے باشرائط مسطورہ بطور حروف تہجی سورۃ فاتحہ یا اخلاص کو بیمار عند المرگ کے سینے پر لکھی جاوے تو کیا حرج ہے (اور اکثر تعویز کرنے والے ان چیزوں سے بھی تعویز کرتے ہیں۔ چنانچہ کتب عملیات و تعویزات اس پر شاہد ہیں) اور اسجگہ خون و پیشاب آدمی و کتے و خنزیر کا مراد نہیں جیسا کہ معترضین صاحب نے سمجھ رکھا ہے۔ کیونکہ اسیات پر کسی مسلمان آدمی کا حوصلہ نہیں پڑ سکتا۔ ہاں اگر پڑ سکتا ہے تو فرقہ وہابیہ کا۔ امید ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہے شعر

لا مذہبوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں اعتراض اوروں پر اپنی خبر نہیں

دیکھو ان کی کتاب عربی شرح روضہ ندیہ صفحہ ۹ و ۱۰ میں لکھا ہے کہ بول سوئر و کتے و بندر و ریچھ و طفل شیر خوار وغیرہ کا پاک ہے اور بے وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست ہے۔ نقل از کلمۃ الفصیح صفحہ ۲۱ بحوالہ عرف الجادی مولفہ ابن نواب صاحب او میولوی محی الدین لاہوری کتب فروش کتاب بلاغ المبین میں لکھا ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُه یعنی جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پینے سے کوئی خوف نہیں۔ حالانکہ ہمارے مذہب میں بکری اور اونٹ کا پیشاب پینا بھی منع ہے۔ اور علاوہ انکے یہ کہنا ان کا کہ حنفی مذہب میں یہ عزت قرآن مجید کی ہے۔ سو افسوس ان کی سمجھ پر۔ حنفی مذہب میں تو لکھا ہے کہ قرآن مجید و کتب حدیث و فقہ کو بلا وضو ہاتھ نہ لگانا چاہیئے۔ اور قرآن مجید کو تمام کتب حدیث و فقہ کے اوپر رکھنا چاہیئے اور بے ادبی کرنا بے ادب ہونا آلصا حبان کا کام ہے کما مر فقط۔

اعتراض نمبر ۹:۔ حنفیہ کے نزدیک کتے و چیتے و بلی و دیگر درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے شکاری ہو یا غیر شکاری اس میں سب برابر ہیں۔ ہدایہ۔

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق شعر

نہ چھیڑو بس اب دیکھو ہم بھی کہیں گے
بہت ہو چکی آخر بد زبانی تمہاری

معترضین جب کہ آپ مطلب کتب فقہ کا نہیں سمجھتے۔ تو پھر کسلئے ناحق اعتراض کتب حنفیہ پر کر بیٹھتے ہیں۔ اصول فقہ حنفیہ کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جن جانوروں اور درندوں سے نفع اٹھانا درست ہے ان کی بیع و شرا بھی درست ہے۔ اور کتے سے شکار کرنا اور اسکا پکڑا ہوا کھانا شارع علیہ السلام نے حلال فرمایا ہے۔ اور جو شخص کسی کے کتے کو قتل کر ڈالے تو اسپر شریعت نے تاوان مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ طحاوی میں حدیث ابن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شکاری کے کتے کے قاتل پہ چالیس درہم کا حکم لگایا۔ اور کھیت کے کتے پر ایک مینڈھا کا۔ اور ترمذی میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نھی عن ثمن الکلب الا کلب صید اخرجہ الترمذی اور کنز کے حاشیہ پر بایں طور حدیث مذکور ہے عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قضی فی کلب باربعین درھما ولم یخصص نوعا من انواع الکلب یعنی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ایک کتے میں چالیس درہم کا اور نہیں خاص کیا کسی قسم کے کتوں کے اقسام سے الخ اور نور الہدایہ جلد سوم صفحہ ۲۷ میں مولوی وحید الزمان صاحب نے مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

سے حدیث صحیح بایں الفاظ تحریر کی ہے کہ رخصت دی تھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیمت میں کتے شکاری کی اور یہ سند جید ہے۔ اور جن حدیثوں میں کتے کی قیمت کی حرمت ظاہر ہوتی ہے وہ سب کی سب منسوخ ہیں چنانچہ شرح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۰ میں اس طرح پر تحریر ہے اَمر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بقتل الکلاب ثم قال ما بالھم وبال الکلاب ثُمَّ رَخَّصَ فِی کلبِ الصَّیدِ وَکلبِ الْغَنَمِ۔ یعنی آپ نے پہلے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر رخصت فرمادی شکاری کتے کی اور بکریوں کے گلہ کے کتے کی اور بلی کے درہم بھی نزدیک جمہور علماء کے درست ہیں۔ اور جن حدیثوں سے اس کی نہی معلوم ہوتی ہے وہ نہی تنزیہ پر محمول ہے۔ چنانچہ شرح مسلم میں ہے اَمَّا النَّھْیُ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ فَھُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَنْتَفِعُ اَوْ عَلٰی اَنَّہٗ نَھْیُ تَنْزِیْہِ الخ اور اسکے آگے لکھتے ہیں وَبَاعَہٗ صَحَّ الْبَیْعُ وَکَانَ ثَمَنُہٗ حلالًا ھٰذَا مذھبنا ومذاھب العلماءِ کَافَّۃً۔ نقل از فتح المبین صفحہ ۵۷ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ بیع کتے و بلی وغیرہ درندوں کی سوائے سؤر کے جائز اور درست ہے۔ اور خود معترضین کا ہم مشرب مولوی وحید الزمان اپنی کتاب خیر الخلائق کے صفحہ ۱۲۳ سطر ۸ میں یوں ارقام فرماتے ہیں وَاخْتَلَفُوْا فِیْ بَیْعِ الْکَلْبِ وَالْاَصَحُّ جوازہ الخ اور علامہ عینی نے شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے کہ کتے دیوانہ کی بیع وثمن جائز نہیں۔ اور جن کتوں سے نفع لیا جاتا ہے ان کی بیع وشراء درست ہے۔ اور حدیثوں میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجرت حجام و مہر زانیہ و ثمن کلب کو حرام فرمایا۔ اور حالانکہ آپ نے خود حجام سے پچھنے لگوائے اور اسکو اجرت دی۔ اگر حرام ہوتی تو اسکو کبھی اجرت نہ دیتے۔

اعتراض نمبر ۱۰: حنفیہ کے نزدیک دبر میں وطی کرنے سے حد نہیں آتی غلام و لونڈی وبیوی کے۔ عینی شرح ہدایہ۔

الجواب: اقول باللّٰہ التوفیق **شعر**

ابھی کم سن ہیں ہو نہیں واقف
نازکیا چیز ہے اور ادا کیا ہے

معترضین صاحب اس مسئلہ میں بھی صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کا نہایت درجہ کا ابتداء ہی سے اختلاف ہے اور یہ امر کسی اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ بعض کے نزدیک اس فعل کے مرتکب یعنی فاعل و مفعول کو قتل کر دینے کا حکم ظاہر ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک انکو جلا دینا اور بعض کے نزدیک انکو اونچے محل سے گرا کر فنا کر دینا ظاہر ہوتا ہے۔ غرضیکہ اس فعل ملعونہ کے مرتکبین پر حد کسی روایت صحیحہ سے ظاہر نہیں ہوتی۔ اور اسلئے اکثر

علمائے احناف نے اسپر تعزیر کا حکم لگا دیا ہے جو کہ حاکم وقت کی رائے پر ہوگا۔ اور علمائے احناف کی اس مسئلہ میں یہ حدیث ہے وہو ہذا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا لَیْسَ عَلٰی مَنْ اَتَی الْبَہِیْمَۃَ حَدٌّ اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیْ وَالنَّسَائِیْ وَاَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْاَوَّلِ؛

ترجمہ:۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ نہیں ہے اسپر حد جو وطی کرے چارپایہ سے اور یہ اصح امر ہے اولی امور سے۔ اور امام صاحب نے اس عمل قوم لوط کی کو حکم وطی کا لگایا ہے۔ نہ زنا کا۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو حکم زنا کا لگایا ہے۔ اور علاوہ اسکے مولوی وحید الزمان جو کہ اس مذہب کا سرگروہ ہے اس نے بھی اس گناہ کبیرہ پر تعزیر کا حکم دیا ہے۔ ہاں اگر کوئی غیر مقلد اس بارہ میں بلا اختلاف کسی کتاب سے حد کا حکم دکھا دے تو ہم بلا دریغ مان لیں گے۔ لیکن اس حدیث کو ذرا مد نظر رکھیں جو کہ امام بخاری نے آپ کی سہولیت کے درج کر دی ہے۔ وہو ہذا۔ حَدَّثَنِیْ اَیُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ قَالَ یَاْتِیْہَا فِیْ بحذف المجرور وھو الظرف ای فی الدبر اقسطلانی رواہ محمد ابن یحیی بن سعید عن ابیہ عن عبید اللہ عن نافع عَنِ ابْنِ عُمَرَ الخ باب قولہ تعالٰی نِسَآءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ بخاری مطبوعہ احمد صفحہ ۶۴۹ اب معترضین خیال فرمائیں کہ امام بخاری نے تو اس فعل یعنی دبر زنی کو بڑے زور شور و نص صریح سے جائز قرار دے دیا ہے۔ اب معترضین کو چاہیئے کہ چپنی میں پانی ڈال کر از روئے شرمندگی ڈوب مریں۔ اور مذہب حقہ احناف پر جس میں کروڑہا اولیائے عظام پیدا ہوئے ہیں۔ ان پر کبھی اعتراض نہ کریں۔

اعتراض نمبر ۱۱:۔ حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ اگر مرد عورت سے اسقدر کی مسافت ہو کہ ان کے درمیان ایک برس کی مسافت کا رستہ ہو۔ اور اسکی عورت بعد نکاح ۶ مہینے گذرتے ہوئے بچہ جنے تو یہ بچہ اس کے خاوند کا کہلائے گا کہ شاید اس نے اپنی کرامت سے ہمبستری کی ہو یا اسکے جنات تابع ہونگے یا کسی وجہ سے وطی کر لی ہوگی۔ غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۱۴۔

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ شعر

باز آ اپنی خوئے بد سے یار
ورنہ ہم بھی سنائیں گے دو چار

معترضین صاحب آپ اگر کرامت ولی اللہ و علم تسخیر وغیرہ علوم سے انکار کریں تو اسکا علاج ہمارے ہاں کچھ نہیں۔ حالانکہ اسکا ثبوت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور اسجگہ بھی ایسا متصور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص نکاح کرتے ہی سفر بعید میں چلا گیا اور بعد ۶ ماہ گذرنے نکاح کے اسکی زوجہ نے بچہ جنا تو وہ بچہ اسی مرد کا کہلائے

گا کیونکہ عقد صحیح ہو چکا ہے۔ اور بحکم الولد للفراش جو باعتبار کرامت یا استخدام جنات یا کسی اور وجہ سے ہوئی ہے اور جو معترضین نے بطور ہنسی کے کہہ دیا ہے کہ مذہب اہل حنفیہ کرامت و جنات کے ذریعہ سے بھی سفر طے کر لیتے ہیں اور اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ ہاں معترضین بیشک آئمہ اربعہ کے مذہب والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ظاہری و باطنی و کمالات عقلیہ وغیرہ انعامات عطا فرمائے ہوئے ہیں جیسا کہ حضرت سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی مرید میرا مشرق میں مجھے کسی حاجت کے لئے طلب کرے اور میں مغرب میں ہوں تو اسجگہ بھی اسکو مدد دوں گا۔ وہو ہذا۔

وَمُرِيدِی اِذَا دَعَانِی بِشَرْقٍ اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بِحَرْطَامٍ

اَغِثْهُ لَوْ كَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ اَنَا سَيْفُ الْقَضَاءِ لِكُلِّ خِصَامٍ

اَنَا فِی الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِيدِی عِنْدَ رَبِّی فَلَا يُوَدُّ لِكَلَامٍ

نقل از کتاب نور ربانی تصنیف مولوی غلام قادر صاحب مرحوم

اور قرآن مجید بھی اسی پر شاہد ہے وہو ہذا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ٥ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ٥ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ کوئی تم سے ایسا بھی ہے کہ قبل اسکے کہ یہ لوگ مطیع ہو کر ہمارے حضور میں حاضر ہوں ملکہ کے تخت کو ہمارے پاس لا کر حاضر کرے۔ اسپر جنات کی قسم میں سے ایک دیو بول اٹھا آپ کے دربار برخاست کرنے سے پہلے میں تخت کو حضور میں لا کر حاضر کروں گا۔ اور میں اس امر کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار بھی ہوں۔ اور ایک شخص جسکو علم کتابی حاصل تھا بول اٹھا کہ آپ کی آنکھ جھپکنے سے پیشتر تخت کو لا کر حضور کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں۔ تو جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس اس وقت موجود پایا تو بول اٹھے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا احسان ہے الخ اور علاوہ اسکے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معراج شریف جسمی عرش معلی پر ہونا اور حضرت امیر المومنین کا ساریہ کے ساتھ ہمکلام چھ ماہ کے فاصلہ پر خطبہ جمعہ مدینہ منورہ میں ہونا اور حوران جنت کا بول چال زمین والی عورتوں کا سننا اور ان پر طعن کرنا۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ انسان کامل کو اللہ تعالیٰ نے طاقت طے الارض وغیرہ کی عطا کر دی ہوئی ہے۔ پس اس سے انکار کرنا آپ جیسوں کا ہی کام ہے فقط۔

اعتراض نمبر ۱۲ :- حنفیہ کے نزدیک مالک کو غلام سے سود لینا جائز ہے۔ اور ایسا ہی دار الحرب میں حنفیہ کے نزدیک کفاروں سے سود لینا جائز ہے۔ ہدایہ جلد ۲ ؛

الجواب :- اقول باللہ التوفیق۔ **شعر** یہ قاعدہ جناب نے سیکھا کہاں سے
کرنی وہ بات جو نہ ہوئی ہو جہاں میں

معترضین صاحب سود درحقیقت وہ ہوتا ہے کہ دینے والے کا مال الگ ہو اور لینے والے کا الگ اور دینے والے کو ضرر پہنچے اور لینے والے کو فائدہ ہو اور اس صورت میں جب کہ غلام مع اپنے مال کے ملک مولے ہے تو اس صورت میں دونوں کے مال الگ الگ نہ ہوئے اور نہ ہی دینے والے کو ضرر ہے اور نہ ہی لینے والے کو فائدہ ہے کیونکہ وہ اپنی مملوکہ چیز لے رہا ہے اور دینے والا اسکی چیز کو دے رہا ہے نہ اپنی چیز کہ اسکو ضرر ہو۔ ہاں اسمیں صورت و شکل تو ربٰوا کی ہے نہ ربٰوا حقیقۃً پس جب کہ حقیقۃً ربٰوا نہیں۔ تو پھر ربٰوا کسطرح ہوگا۔ کیونکہ مدار علت و حرمت کا حقیقت پر ہوتا ہے نہ صورت پر۔ ہاں اگر غلام ماذون مدیون ہو تو اس صورت میں غلام الگ ہو جاتا ہے کیونکہ حق قرضخواہ اسکے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے اور مولیٰ کا حق اس سے قطع ہو جاتا ہے۔ تو اس صورت میں مالک اور غلام کے مابین ربٰوا بھی حرام ہے۔ کیونکہ یہ حقیقۃً ربٰوا ہے۔ نہ صرف شکل ربٰوا کی۔ اور دار الحرب میں کفار سے سود لینا جائز ہے کیونکہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لا ربٰوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب۔ روایت کیا اسکو مکحول شامی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور مکحول اصحابی پس حدیث مرسل ہوئی۔ اور مکحول ثقہ ہے اور مرسل ثقہ کی مقبول ہے ؛

اعتراض ۱۳ :- حنفیہ کے نزدیک کتے کو بغل میں دبا کر نماز پڑھنا درست ہے۔ درمختار ؛

الجواب :- اقول باللہ التوفیق۔ ؎ کبھی فروغ نہ پاؤ گے پیش یار چراغ ! !
ایک طرف وہ ایک ماہ ایک طرف ہزار شرار

معترضین صاحب یہ مسئلہ بھی ایک بات پر مبنی ہے جو کہ غایۃ الاوطار میں لکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی شکاری نے نماز میں ایسا فعل کیا تو اسکی نماز درست ہوگی یا نہیں۔ تو اسکا جواب صاحب درمختار نے یوں تحریر کیا ہے۔ "نہ فاسد ہوگی نماز اسکی یہ اسواسطے ہے کہ اسکا ظاہر ناپاک نہیں ہے۔ اور باطن کی نجاست نماز کی مانع نہیں۔ اور امام شمس الہادی نے کہا ہے کہ کتے کا منہ بند کر لینا چاہیئے۔ تاکہ کتے کا لعاب مصلے کے بدن پر اور کپڑوں کو نہ لگے۔ یہ اسواسطے ہے کہ ظاہر جانور کا پاک ہوتا ہے نجس نہیں ہوتا۔ اور اسکے باطن کی نجاست اُسکے

معدہ میں قائم ہے تو اسکا حکم ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے باطن مصلی کی نجاست" الخ۔ معترضین صاحب اب فرمائیے کہ اس میں کس حدیث کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ بخاری میں لکھا ہے کہ مردار حالت نماز مسجد بیت اللہ میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ڈالے جاتے تھے اور کپڑوں پر خون و غلاظت وغیرہ لگ جاتی تھی تو آپ نماز نہیں کرتے رہتے پڑھتے رہتے اور بخاری شریف جلد اول پارہ ۵ باب اذا شرب الکلب فی الاناء صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں ہمیشہ کتے آمد و رفت رکھتے تھے تو اصحاب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی جگہ پانی نہیں چھڑکتے تھے۔ اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ الخ۔ پس امام بخاری نے اس سے اجتہاد کیا ہے کہ پیشاب کتے کا پاک ہے۔ چنانچہ علامہ عینی نے اسکی شرح میں لکھا ہے احتج بہ البخاری علی طہارۃ بول الکلب یعنی حجت پکڑی بخاری نے اس حدیث سے اوپر پاک ہونے پیشاب کتے کے اور مترجم بخاری نصرالباری کے حاشیہ صفحہ ۷ سپارہ لکھا ہے کہ خنزیر و کتے کا جوٹھا پاک ہے۔ اور اس کے متن میں لکھا ہے کہ وضو بھی درست ہے۔ پس معترضین کو لازم تھا کہ پہلے اپنے گھر کی کتابیں بنی ہوئی دیکھ لیتے پھر اعتراض اس مذہب حقہ پر کرتے۔ اور اب بھی معترضین کو لازم ہے کہ آئندہ کبھی اس مذہب پر اعتراض نہ کریں اور توبہ کریں۔ فقط۔ باقی اعتراضوں کے جوابات دیئے جاچکے ہیں۔

سوال :۔ لفظ شیعہ کے کیا معنی ہیں۔ اور شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی شیعہ ہی تھے یہ کیونکر ہے جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب :۔ کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ شیعہ کے معنی گروہ کے ہیں چنانچہ کتاب اصول کافی صفحہ ۵۹ سطر ۱۶ مطبوعہ نولکشور کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے عَنْ اَبِی الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ غَضِبَ عَلَى الشِّيْعَةِ تخيرنی نفسی او هم تودیتهم و الله بنفسی الخ یعنی موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ شیعہ پر غضبناک ہوا الخ۔ اور کتاب الروضہ صفحہ ۱۳۴ امام کلینی شیعہ نے بایں طور ایک روایت تحریر کی ہے عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِخْتِلَافُ بَنِي الْعَبَّاسِ مِنَ الْمَحْتُوْمِ وَالنِّدَاءُ مِنَ الْمَحْتُوْمِ وَخُرُوْجُ الْقَائِمِ مِنَ الْمَحْتُوْمِ قُلْتُ كَيْفَ النِّدَاءُ قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَوَّلَ النَّهَارِ اَلَا اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشِيْعَتَهُمُ الْفَائِزُوْنَ وَقَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ اٰخِرَ النَّهَارِ اَلَا اِنَّ عُثْمَانَ وَشِيْعَتَهُمُ الْفَائِزُوْنَ الخ اور مولوی محمد مقدم صاحب نے اسکا ترجمہ بایں طور لکھا ہے کہ محمد بن علی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ بنو عباس میں اختلاف پڑنا یقینی

ہے اور آسمان سے آواز آنا بھی یقینی ہے۔ اور امام مہدی کا آنا بھی یقینی ہے۔ میں نے پوچھا آسمان سے ندا کس طرح آتی ہے تو فرمایا انھوں نے دن روشن سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ خبردار علی اور اسکا گروہ مراد پانے والے ہیں۔ اور شام کے وقت ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ خبردار عثمان اور اسکا گروہ مراد پانے والے ہیں۔ پس ان بیر دو روایت کتب شیعہ سے معنے لفظ شیعہ و فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اظہر من الشمس معلوم ہوگئے۔ اور علاوہ اسکے قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ شیعہ کا وارد ہوا ہے اس کے معنی مشرک و کافر و فاسق و فاجر و شریر وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۱:- سورہ قصص اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا یعنی فرعون نے فخر کیا زمین میں اور بنایا اسکے رہنے والوں کو شیعہ شیعہ یعنی گروہ گروہ ؛

آیت نمبر ۲:- اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ کَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ الخ (سورۃ الانعام) یعنی جن لوگوں نے ٹکڑے کیا دین اپنے کو اور ہوگئے شیعہ تجھ کو ان سے سروکار نہیں۔ مراد اس سے یہودی نصاریٰ و کفار مراد ہیں۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد اول صفحہ ۲۷۹ ؛

آیت نمبر ۳:- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (سورۃ محمد) یعنی بیشک بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر بیچ شیعوں کے اور نہیں آیا پاس انکے رسول مگر تھے ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے ؛

آیت نمبر ۴:- کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ کَانُوْا فِیْ شَكٍّ مُّرِیْبٍ ؛ س ۲۰ جیسے کیا گیا ساتھ شیعوں کے انکے پہلے سے بیشک تھے وہ بیچ شک کے اضطراب ڈالنے والے الخ مراد اس سے کافر ہیں۔ دیکھو تفسیر عمدۃ البیان شیعہ جلد سوم صفحہ ۹۲ ؛

آیت نمبر ۵:- وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اَشْیَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ سورہ قمر۔ یعنی تحقیق ہم نے ہلاک کیا شیعوں تمہارے کو۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا الخ۔ اس سے مراد پہلے کافر ہیں۔ (عمدۃ البیان جلد سوم)

آیت نمبر ۶:- هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ الخ (سورہ قصص ۲۰ سیپارہ)

آیت نمبر ۷:- قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ (سورۃ انعام) یعنی اللہ قادر ہے اوپر اسکے کہ پہنچے تم پر عذاب اوپر تمہارے سے یا نیچے پاؤں تمہارے سے یا ملا دیوے تمکو شیعہ یا چکھا دے تم کو خوف بعض کا الخ یہاں

مراد شر یہ و فتنہ باز لوگ۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد اول صفحہ ۳۵۳ ÷

آیت نمبر ۸ :- وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ شِيَعًا الخ (سورہ روم) مت ہو تم مشرکین سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا دین اپنے کو اور ہو گئے شیعہ الخ یہاں مراد کفار و بت پرست ہیں۔

آیت نمبر ۹ :- فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا۔ یعنی قسم ہے رب تیرے کی البتہ اکٹھا کریں گے ہم ان کو ساتھ شیطانوں کے پھر البتہ حاضر کریں گے ان کو دوزخ کے گرد زانوں کے بل گرے ہوئے پھر ضرور کھینچ لائیں گے (دوزخ میں) ہر ایک شیعہ سے جو ان میں سے بہت سخت ہے اوپر خدا تعالےٰ کے سرکشی میں ÷ صاحب تفسیر عمدۃ البیان شیعہ نے جلد صفحہ ۳۱۶ میں خلاصہ اسکا یوں لکھا ہے جو شیعوں میں سے زیادہ سرکش ہوگا اسکو پہلے دوزخ میں ڈال دینگے اور ان کے بعد دوسرے سرکشوں کو پے در پے الخ نقل از شرح انواع وغیرہ کتب معتبرہ ÷

سوال نمبر دوم کا جواب :- مولانا مولوی محمد مخدوم صاحب نے یوں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی وہ قوم جو کافر و مشرک اور بت پرست تھی اور نوح علیہ السلام کے برخلاف چلی آتی تھی اسی قوم سے حضرت ابراہیم کا باپ آزر بت پرست بھی تھا پس ابراہیم علیہ السلام اسی قوم کے اسی خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ تحقیق ابراہیم بھی (پیدائش) اسی کے شیعہ سے ہوئے تھے لیکن خدا نے ان کی رہنمائی کی إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ جب اللہ تعالےٰ کے پاس قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ قولہ تعالےٰ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ یعنی یاد کرو جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو بیشک میں بیزار ہوں اس چیز سے جس کی تم عبادت کرتے ہو الخ۔ ناظرین قرآن مجید میں جہانتک مذہب حنفی سب سے حق پر نظر آتا ہے اور اس کی اتباع کا ہر ایک فرد کو حکم ملتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ یعنی کہہ اے رسول اللہ اللہ تعالےٰ نے سچ کہا پس تابعداری کرو مذہب حنفیہ ابراہیم کی اور نہ تھا وہ مشرکوں سے نَهْتَدِ وَقُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ اور تفسیر ابن عباس میں بایں طور لکھا ہے مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا أَيْ لَا عَلَىٰ دِينِ الْيَهُودِ وَلَا عَلَىٰ دِينِ النَّصَارَىٰ وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَلَىٰ دِينِهِمْ الخ یعنی نہ تھا ابراہیم اوپر مذہب یہودی کے اور نہ اوپر مذہب نصاریٰ کے بلکہ تھا اوپر مذہب حنیف کے اور نہ اوپر مذہب مشرکین کے اور تفسیر آیت نور کے تحت میں یوں حضرت

ابن عباس نے تحریر فرمایا ہے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کان نور محمد علیہ السلام من ابراھیم حنیفا مسلما زیتونۃ دین حنیفیۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ لم یکن ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا وکما زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ کذالک دین المؤمنین حنفی لا یھودی ولا نصرانیا الخ پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ مذہب حنفی ہی ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حنفی اور ہمارے سردار آقا نامدار سید الکونین بھی حنفی اور تمام مسلمانوں کا مذہب بھی حنفی۔ اور حنیف کے معنی راہ مستقیم اور صاحب کشاف نے لکھا ہے اَلْحَنِیْفُ الْمَائِلُ عَنْ کُلِّ دِیْنٍ بَاطِلٍ اِلٰی دِیْنِ الْحَقِّ وَالْحَنَفُ الْمَیْلُ فِی الْقَدَمَیْنِ یعنی دین حنیف مائل ہے سب دین باطل سے طرف دین حق کے۔ میرے پیارے ناظرین اب ان دلائل قاطعہ سے خود انصاف کرلیں کہ کونسا مذہب حق ہے اور کس مذہب کی تائید قرآن مجید کرتا ہے یہ سچ ہے۔ پڑھ کلمہ لوک ہسائیدا۔ دل اندر سچ نہ لائیدا۔ کوئی بات سچی نگدی ہے۔ اک نقطہ میں گل مکدی ہے۔ فقط

المجیب: خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال: چکڑالوی لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں پانچ نمازوں کا کہیں ذکر نہیں صرف تین نمازیں ہیں کیا یہ ان کا کہنا درست ہے یا باطل جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: بیشک نمازیں پانچ ہیں اس پر قرآن مجید شاہد ہے لقولہ تعالے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ـ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ یعنی پس جسوقت تم لوگوں کو شام وعشاء ہو اور جسوقت تمکو صبح ہو اللہ کی تسبیح وتقدیس کرو آسمان وزمین میں وہی اللہ تعریف کے قابل ہے۔ اور وقت عصر کے اور جب تم لوگوں کو ظہر ہو الخ اور تفسیر جلالین پارہ ۲۱ سورہ روم میں اسکی تفسیر یوں تحریر کی ہے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اَیْ سَبِّحُوا اللّٰهَ یعنی صَلُّوْا حِیْنَ تُمْسُوْنَ اَیْ تَدْخُلُوْنَ فِی الْمَسَاءِ وَفِیْهِ صَلٰوتَانِ الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ تَدْخُلُوْنَ فِی الصَّبَاحِ وَفِیْهِ صَلٰوةُ الصُّبْحِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اعتراض ومعناہ یحمدہ اھلھما وعشیا عطف علی حین وفیہ صلوۃ العصر وحین تظھرون تدخلون فی الظھیرۃ وفیہ صلوۃ الظھر الخ آیت دوم پانچ نمازوں کی فرضیت پر شاہد ہے حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی۔ سپارہ ۲ یعنی نگہبانی کرو نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی پس یہ آیت پانچ نمازوں کے ہونے پر قطعی دلیل ہے اس واسطے کہ اللہ تعالے نے نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہے کہ جس کے ساتھ نماز درمیانہ ہو کم سے کم جمع سالم جس کے ساتھ درمیانہ ہو پایا نہیں جاتا تین سوا ان نمازوں کی محافظت کا حکم ہے کہ جس کے ساتھ درمیانہ بھی ہو اور اجماع بھی اسی بات پر شاہد ہے اور پانچ نمازوں سے انکار کرنا صریح کفر ہے۔ اور علاوہ اسکے یہ آیت بھی پانچ نمازوں کی

فرضیت پر دال ہے فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَاءِ اللَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی ٥ سورہ طٰہٰ۔ اور اسکا ترجمہ صاحب تفسیر حسینی نے اسطرح پر لکھا ہے پھر صبر کروائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر جو کہتے ہیں مشرک لوگ تمہارے حق میں (یعنی آپ کی تکذیب اور طعن کرنا)، اور نماز ادا کرو فرض کی ہوئی اپنے رب کی حمد سے (یعنی فجر کی نماز پڑھو کہ اسوقت حمد کرو خدا کی توفیق اور ہدایت پر قبل آفتاب نکلنے کے اور قبل آفتاب ڈوبنے کے پھر عصر کی نماز اور رات کی بعضے ساعتوں میں کچھ نماز پڑھو یعنی مغرب اور عشاء اور دن کے کناروں میں یعنی ظہر کی نماز اسواسطے کہ اسکا وقت زوال کے قریب ہے اور پہلے آدھے دن کا پچھلا کنارہ اور پچھلے آدھے دن کا پہلا کنارہ ہے اور لفظ اطراف کا جمع ہونا اسواسطے ہے کہ دوسرے وقت کے شبہے سے امن ہو جائے یا دو نصفوں کے اعتبار سے تو اسوقت نماز ادا کر تاکہ خوش ہو اور تفسیر جلالین میں یوں لکھا ہے وَسَبِّحْ صَلِّ بِحَمْدِ رَبِّكَ حال ای متلبسا بہ قبل طلوع الشمس صلوۃ الصبح وقبل غروبها صلوۃ العصر ومن آناء اللیل ساعاتہ فسبح وصل المغرب والعشاء واطراف النهار عطف علی محل من آناء المنصوب ای صل الظهر لان وقتها یدخل بزوال الشمس فهو طرف النصف الاول وطرف النصف الثانی لعلك ترضی بما تعطی من الثواب فقط واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

جلد دہم تمام شد

جلد یازدہم از فتاوی مناظر اسلام مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمتہ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید میں کسقدر آیات بینات ہیں اور ان میں کیا کیا حکم ہے۔ جواب دو اجر ملے گا؟

الجواب:۔ قرآن مجید کی تمام آیتیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں۔ جن میں سے ایک ہزار خوشخبری کی۔ اور ایک ہزار عذاب کے وعدے کی اور ایک ہزار حکم کی۔ اور ایک ہزار ممانعت کی اور ایک ہزار قصوں کی اور ایک ہزار خبر کی اور ایک ہزار حلال و حرام کی اور ایک سو دعا و تسبیح کی اور چھیاسٹھ ناسخ و منسوخ ہیں چنانچہ کتاب بحر الاسرار صفحہ ۲۵۲ میں ایں طور مسطور ہے۔ تلاوتہ اُن جمیع ایات القرآن ستۃ الاف وستۃ مائۃ وستۃ وستون ایۃ الف وعید والف امر والف نہی والف قصص والف وخمس مائۃ حلال وحرام ومائۃ دعاء وتسبیح وست وستون ناسخ ومنسوخ الخ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال:۔ قرآن مجید میں کون کون سے محل میں آیتیں ناسخ و منسوخ ہیں۔ مہربانی کر کے مفصل بیان کریں۔ اجر ملے گا؟۔

الجواب:۔ قرآن مجید کے مختلف مواقع میں آیتیں ناسخ و منسوخ ہیں۔ چنانچہ بطور اختصار ذیل میں نمبروار درج ہیں:

آیت نمبر ۱:۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور اس کی ناسخ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔

آیت نمبر ۲:۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے وَكَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۔ سورہ مائدہ۔

آیت نمبر ۳:۔ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَیْرَا ِۨالْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اس آیت سے ثابت ہوا کہ والدین اقرباء کے لئے وصیت فرض ہے۔ اور آیت میراث سے اس کی فرضیت

جاتی رہی :-

آیت نمبر۴ :- وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّۃً لِّاَزْوَاجِھِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ الخ
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جاویں ان کی منکوحات کے لئے وصیت اور عدت ان کی ایک برس واجب ہوگی۔ اور اسکی ناسخ یہ آیت ہے وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا الخ پس اس آیت سے چار ماہ دس دن عدت ثابت ہوتی ہے ان عورتوں کی جن کے خاوند مر جائیں۔ بدوں حاملہ عورتوں کے۔ کیونکہ ان کی عدت وضع حمل ہے ؛

آیت نمبر۵ :- وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ وَقَوْلُہٗ وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَاءُ اِذَا مَا دُعُوْا۔ پس ان ہر دو آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بیع سلم و دین میں لکھنا اور گواہی کو ظاہر کرنا لازم ہے۔ اور حالانکہ اسکے نسخ پر یہ آیت شاہد ہے۔ وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَھِیْدٌ ؕ

آیت نمبر۶ :- وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ الخ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو دلوں میں خطرات ظاہر ہوتے ہیں ان کا بھی انسان سے حساب لیا جائے گا اور تکلیف مالایطاق کے دفعیہ کے لئے یہ حکم اسکے نسخ پر فرمایا۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

آیت نمبر۷ :- یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ اس آیت سے تقویٰ یعنی پرہیزگاری کرنی واجب معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اس لئے اس آیت کے نسخ پر یہ آیت شاہد ہوئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موافق طاقت پرہیزگاری کرنی چاہیئے۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ؕ

آیت نمبر۸ :- وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْہُ الخ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مساکین وغیرہ کو بھی ترکہ سے کچھ دینا واجب ہے۔ حالانکہ آیت میراث سے اسکا منسوخ ہونا ثابت ہے۔

آیت نمبر۹ :- وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآءِ کُمْ فَاسْتَشْھِدُوْا عَلَیْھِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ فَاَمْسِکُوْھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ الخ اگر عورتیں تمہاری زناکاری کریں اور ان کا زنا ثابت ہو جائے تو ان کو مرنے تک گھروں میں قید رکھو لہذا اسکے نسخ پر یہ آیت دلالت کرتی ہے اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ الخ

آیت نمبر۱۰ :- فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً الخ اس آیت سے متعہ کرنا ثابت ہوتا ہے

اور کہا بعض نے اِسْتَمْتَعْتُمْ کے معنی نَکَحْتُمْ وَمِنْ اُجُوْرِهِنَّ۔ اور اصل بات یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں متعہ مشروع تھا پھر اس آیت سے منسوخ ہو گیا وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ الخ

آیت نمبر ۱۱:۔ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا الخ اس آیت سے اکثر قیام اللیل اور قراۃ قرآن کا کرنا فرض ثابت ہوتا ہے اور اس آیت کے نسخ پر دلالت کرتی ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

آیت نمبر ۱۲:۔ وَمَا عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔

آیت نمبر ۱۳:۔ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۵

آیت نمبر ۱۴:۔ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ اور اسی طرح کی ایک سو چوبیس آیتیں منسوخ آیات جنگ وجدال سے ہو چکی ہیں جن کے تنسیخ پر یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ الخ پس اگر کسی صاحب کو مفصل حال دیکھنا منظور ہو تو تفسیر احمدی واتقان میں ملاحظہ کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب:۔

سوال:۔ آیات بینات کیوں منسوخ ہو جاتی ہیں۔ اور منسوخ سے کیا مراد ہے۔ آیات کی تلاوت منسوخ ہو جاتی تھی یا کہ احکام ان کے۔ اور ان کے ناسخ ہونے پر کیا دلیل ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اسکی اصلی حقیقت خوب جانتا ہے لیکن فقیر کو اسکی حکمت یہ سوجھی ہے کہ اس امر میں مصلحت مخلوقات واقتضائے وقت ہوتا تھا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور نے دیکھا کہ یہ لوگ موجودہ زمانہ کے یہ بوجھ اور تکالیف اسقدر برداشت نہ کر سکیں گے تو ان پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کر حکم اول کو منسوخ وتبدیل کر دیا۔ اور سہل اور آسان حکم اسکے عوض میں فرما دیا۔ چنانچہ سورہ نحل میں بایں طور مذکور ہے وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۵

ترجمہ:۔ جب بدل ڈالتے ہیں ہم ایک آیت کو جگہ ایک آیت کے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے اس چیز کو کہ اتارا ہے کہتے ہیں سوا اسکے نہیں کہ تو باندھ لینے والا ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اور دوسری آیت میں ہے وَمَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ترجمہ:۔ جو موقوف کرتے ہیں ہم آیتوں سے یا بھلا دیتے ہیں ہم انکو لاتے ہیں بہتر ان سے یا مانند ان کے کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ ناسخ منسوخ آیتیں قرآن مجید میں ہیں اور ان سے

انکار کرنا محض جہالت و اجماع مسلمین سے برخلاف ہوتا ہے۔ چنانچہ تفسیر احمدی صفحہ ۱۴ و تفسیر خازن میں مذکور ہے

واللہ اعلم بالصواب ۔

سوال: آیات کے کتنے اقسام ہیں۔ اور ان سے کیا کیا حکم ظاہر ہوتے ہیں قرآن و حدیث سے جواب دو۔

الجواب: قرآن مجید کی آیتیں صرف دو قسم پر ہیں (۱) محکمات (۲) متشابہات۔ محکمات وہ آیتیں ہیں جن کے سوا تاویل کرنے کے ایک ہی قسم کے معنی اور احکام صادر ہوتے ہیں۔ جیساکہ نماز روزہ و حج و زکوٰۃ و حلال وغیرہ احکام جو استعمال کرنے میں وقتاً فوقتاً آتے ہیں۔ چاہے وہ احکام عبارۃً یا اشارۃً یا کنایۃً حاصل ہوں غرضیکہ معنی اور مقصود ایک ہی رہتا ہے۔ اور متشابہات وہ آیتیں ہیں جن کے معنے میں کئی طرح کی تاویلیں کی جاتی ہیں جیساکہ الٓمٓ و کٓھٰیٰعٓصٓ و عٓسٓقٓ و اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ وَکُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ۔ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ وَیَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ وَ عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ وَیَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ہ وَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ وَسَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ وَجَاءَ رَبُّکَ وَیَاْتِیَ رَبُّکَ وَ عِنْدَ رَبِّکَ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ہ اور ایسا ہی رحمت و غضب و حیاء و مکر و استہزاء کی آیتیں جو قرآن مجید میں اکثر جگہ واقع ہیں۔ یہ سب کی سب متشابہات کہلاتی ہیں۔ اور ان کے معنی اور مراد اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی خوب جانتے ہیں۔ ہمارے لئے صرف ان کے ساتھ ایمان لانا ہی کافی ہے۔ (منقول از تفسیر احمدی صفحہ ۱۹۴) اور علاوہ اسکے سورہ آل عمران میں آیت اسپر شاہد ہے ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِھٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِہٖ ج وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ

ترجمہ: وہی ہے جس نے اتاری اوپر تیرے کتاب بعض اسکی آیتیں محکم ہیں یعنی ظاہر معنوں کی وہ اصل ہیں کتاب کی اور اور ہیں متشابہ یعنی ان کے کئی کئی معنی ہیں لیس وہ لوگ جو بیچ دل ان کے کے کجی ہے پس وہ پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ شبہ میں ڈالتی ہے اس میں سے واسطے چاہنے گمراہی کے واسطے چاہنے حقیقت اس کی کے اور نہیں جانتا حقیقت اس کی کو مگر اللہ تعالیٰ۔ اور مضبوط لوگ بیچ علم کے کہتے ہیں۔ ایمان لائے

ہم ساتھ اسکے ہر ایک نزدیک رب ہمارے کے سے ہے اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر صاحب عقل کے الخ پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آیتیں دو قسم پر ہیں۔ محکم و متشابہ۔ اور جس کے دل میں کجی ہوتی ہے وہ آیات متشابہ کی پیروی کرتا ہے۔ اور مومنین خالص اہل علم راسخ نیک اعتقاد صرف ان کے ساتھ ایمان لانے کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اور کتاب مشکوٰۃ باب الاعتصام فصل ثانی میں بایں مضمون حدیث مسطور ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰى خَمْسَةِ أَوْجُهٍ حَلَالٌ وَحَرَامٌ وَمُحْكَمٌ وَمُتَشَابِهٌ وَأَمْثَالٌ فَأَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوا بِالْمُحْكَمِ وَآمِنُوا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوا بِالْأَمْثَالِ۔ اور ایک حدیث میں یوں وارد ہے فَاعْمَلُوا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ الخ

ترجمہ: یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوا قرآن اوپر پانچ طرح کے حلال اور حرام اور محکم اور متشابہ اور امثال پس حلال جانو حلال کو اور حرام جانو حرام کو۔ اور عمل کرو ساتھ محکم کے اور ایمان لاؤ ساتھ متشابہ کے اور عبرت پکڑو ساتھ مثالوں کے الخ پس طالب مولیٰ کو لازم ہے کہ متشابہ آیتوں کی پیروی چھوڑ دے اور مرزائیوں اور وہابیوں کی طرح تاویلیں کر کے اپنے آپ کو جہنم میں نہ ڈالے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال: حدیث شریف کے معنی اور تعریف اور اقسام اور ان کی پہچان نزدیک علمائے محدثین کے کیا ہے جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: نزدیک اصطلاح جمہور محدثین کے حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہو یا خود کیا ہو یا جو قول یا فعل کسی کا حضرت کے سامنے ہوا ہو اور آپ نے اس سے منع نہ کیا ہو۔ اسکو تقریر رضائی بھی کہتے ہیں۔ اور جو صحابی نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا یا خود کیا ہو یا کسی نے قول یا فعل اسکے سامنے کیا ہو اور صحابی نے منع نہ کیا ہو یا تابعی نے اپنی زبان سے فرمادیا یا خود کیا یا کسی نے قول یا فعل اسکے سامنے کیا اور تابعی نے اسے منع نہ کیا۔ جو حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے اسکو حدیث مرفوع کہتے ہیں جیسا کہ کہیں کہ یہ حدیث یا کہا یہ کام یا تقریر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا کہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے یہ حدیث مرفوعاً آئی ہے۔ یا کہیں رفع کیا اسکو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے۔ اور جو حدیث صحابی تک پہنچے اسکو حدیث موقوف کہتے ہیں۔ جیسا کہ کہیں کہ کہی بات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے

یا فعل کیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے یا تقریر ظاہر کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے یا کہیں یہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر موقوف ہے۔ اور جو حدیث تابعی تک پہنچے اسکو حدیث مقطوع کہتے ہیں۔ جیسا کہ کہیں یہ بات حضرت امام اعظم ابی حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالے عنہ نے کہی۔ یا کوئی کام کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یا کسی نے روبرو قول اور فعل حالت اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لحظہ بھر دیکھا ہو خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو سنا ہو یا نہیں۔ سب علمائے دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق اسپر ہے کہ اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ یعنی ہر ایک صحابی ثقہ اور عادل ہیں۔ کوئی ضعیف نہیں۔ انکی روایات سب معتبر اور واجب القبول ہیں ان میں کسی طرح کا طعن نہیں ہے۔ تابعی اسکو کہتے ہیں جس نے حالت اسلام میں کسی ایک صحابی کو ایک لحظہ بھر دیکھا ہو۔ خواہ اس سے حدیث سنی ہو یا نہیں جیسے حضرت امامنا امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالے عنہ اس لئے کہ ان کا تابعی ہونا تمام علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے کسی ایک نے بھی اس بارے میں انکار نہیں کیا۔ اگر کسی غیر مقلد متعصب نے بفرض محال انکار بھی کیا ہو تو اسکا قول مردود اور واجب الرد ہے۔ امام صاحب کا انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکھنا اور ان سے احادیث کو سننا بالاتفاق ثابت ہے۔ بعضوں نے فرمایا کہ امام صاحب نے بیس اصحاب کرام کو دیکھا۔ اور ان سے روایت بیان کی۔ اور بعض نے فرمایا پانچ اصحاب اور ایک صحابیہ کو امام صاحب نے دیکھا۔ اور ان سے روایت کی۔ اور ان کل روایتوں سے انس رضی اللہ عنہ صحابی مرقوم ہیں انکو امام صاحب کا دیکھنا اور روایت کرنا تمام کے پاس ثابت ہے۔ الحاصل تابعی کے قول اور فعل و تقریر کو بھی حدیث کہتے ہیں مگر مقطوع۔ بعض علمائے دین مرفوع اور مقطوع کو بھی حدیث کہتے ہیں اور مقطوع کو حدیث نہیں کہتے بلکہ اثر کہتے ہیں یہ قول بعض کا جمہور کے خلاف ہے اس لئے معتبر نہیں۔ اور کبھی اثر کا اطلاق مرفوع پر بھی ہوتا ہے جیسا ادعیہ ماثورہ کا کہنا۔ ان کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہوں۔ یونہی امام طحاوی حنفی رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنی کتاب حدیث کو شرح معانی الآثار نام رکھا۔ حالانکہ اس میں مرفوع اور موقوف حدیثیں ہیں۔ خبر اور حدیث کے معنی نزدیک جمہور محدثین کے ایک ہی ہیں بعض نے کہا کہ لفظ حدیث کا مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل اور تقریر کو یا صحابی کے قول اور فعل اور تقریر کو۔ اور تابعی کے قول اور فعل اور تقریر کو لفظ خبر کا کو اگلے سلاطین اور حالات ماضیہ کو کہتے ہیں اس سے حافظ احادیث کو محدث کہتے ہیں اور تاریخ داں کو مؤرخ۔ اخباری حدیث مرفوع کے دو قسم ہیں صریحی اور حکمی۔ مرفوع صریحی کی مثالیں گذر چکی ہیں۔ مرفوع حکمی وہ ہے خبر دینا صحابی کا ایسے امر کا جو قبیل اجتہاد سے

نہ ہو جیساکہ انبیاء کے حالات اور قیامت کے احوال بیان کرنا۔ یا صواب الخفوصہ یا عذاب کسی فعل پر بتلانا گو کہ ظاہر میں یہ صحابی آنحضرت کے طرف نسبت ان باتوں کی نہ کئے۔ مگر یہ نہ کہا جاویگا کہ وہ آنحضرت سے سن کر نہیں کہی ہے۔ یا فعل صحابی کا جو قبیلہ اجتہاد سے نہیں مرفوع حکمی ہے یا صحابی کا کہنا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یونہی کرتے تھے یہ بھی مرفوع حکمی ہے۔ یا صحابی نے کہا مِنَ السُّنَّۃِ لَہٗ یعنی یہ سنت ہے یہ بھی مرفوع حکمی ہے۔ مگر بعض نے کہا یہ لفظ مرفوع حکمی نہیں۔ اس لئے کہ سنت کا اطلاق جیساکہ آنحضرت کے قول و فعل و تقریر پر بھی کہا جاتا ہے یونہی خلفاء الراشدین اور صحابہ کے قول و فعل و تقریر پر بھی کہا جاتا ہے۔ جیساکہ حدیث میں ہے سُنَّتِیْ وَ سُنَّۃِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اور سند و اسناد و طرق حدیث راویان حدیث کو کہتے ہیں اور متن الفاظ حدیث کو۔ پس اگر کوئی راوی حدیث کا درمیان سے ساقط نہ ہووے اسکو حدیث متصل کہتے ہیں۔ اور اگر ایک راوی رہ جاوے تو اسکو حدیث منقطع کہتے ہیں اور اگر ایک راوی سے زیادہ رہ جائیں اسکو حدیث مفصل کہتے ہیں اور اگر سر سے راوی رہ جاوے خواہ ایک یا کئی یا کل اسکو حدیث معلق کہتے ہیں۔ جیساکہ عادت مصنفین کی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ چنانچہ صاحب ہدایہ و صاحب برزخ وغیرہ کہہ دیتے ہیں۔ اور محدثین نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر محدث ثقہ ہو تو اسکی تعلیق معتبر ہوا کرتی ہے۔ اور بخاری میں حدیثیں معلق ہیں جنکو حکم اتصال کا دیا گیا ہے۔ اور ایسا ہی کتاب ہدایہ و برزخ کی حدیثیں معلق۔ معتبر اور واجب العمل کا حکم رکھتی ہیں۔ اور آخر سند سے بعد تابعی کے راوی مذکور نہ ہو اسکو حدیث مرسل کہتے ہیں۔ چنانچہ تابعی کہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پس حدیث مرسل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً مقبول ہے اس لئے کہ جس نے حدیث مرسل بیان کی ہے صرف اپنے کمال وثوق و اعتماد پر روایت کیا ہے۔ اگر اس کے نزدیک صحیح نہ ہوتا تو کیوں ارسال کرتا اور کیونکر کہہ دیتا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث مرسل مطلقاً مقبول نہیں ہوتی جب تک کہ اسکے ساتھ دوسری حدیث مرفوع با سند نہ آوے۔ پس حدیث مرسل کے ہوتے ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنا قیاس اسکے خلاف کرتے ہیں۔ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حدیث مرسل پر عمل کرتے ہیں اور اپنے قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پس عامل بالحدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پورے درجے کے ہوئے۔ اور حدیث باعتبار سند کے تین قسم پر ہیں صحیح اور حسن اور ضعیف اور صحیح کا سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور حسن متوسط اور ضعیف ادنیٰ مرتبہ ہے۔ حدیث صحیح وہ ہے کہ محدث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ساتھ نقل کرنے راویوں صاحب عدالت کے

اور صاحب ضبط نے بیان کی ہو۔ اور وقت پہچانے حدیث کے راوی حدیث کا مسلمان اور بالغ اور عاقل بھی ہو۔ اور معنی عدالت کے یہ ہیں کہ وہ راوی صاحب تقویٰ اور جھوٹ نہ بولتا ہو۔ اور گناہ کبیرہ نہ کیا ہو اور اگر کیا ہو تو اس سے توبہ کی ہو۔ اور چھوٹے گناہوں پر بھی دوام نہ کرتا ہو۔ سالم ہو سب اسباب فسق کے سے۔ اور ذی مروت یعنی ایسے کام بھی اس سے نہ ہوتے ہوں کہ لوگوں کی نظروں میں ہلکا ہو۔ جیسے ننگے سر بازار میں چلتے جانا۔ یا بازار کے ایک کونے میں بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ یا راستے میں چلتے ہوئے کوئی چیز کھانا ان باتوں سے بھی احتراز کرتا ہو اور معنے ضبط کے یہ ہیں ہشیار ہو تاکہ یاد رکھے الفاظ حدیث کے اور نہ غفلت کرے اور نہ بھولے اور نہ شک کرے وقت سننے کے اور نہ وقت پہنچانے کے اسی طرح ہر شخص صاحب کتاب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منصف ان صفات سے ہو۔ ایسا شخص جو حدیث نقل کرے اسکو حدیث صحیح کہتے ہیں۔ اور پس یہ صفتیں اگر پوری اسمیں پائی جاویں اسکو صحیح لذاتہ کہتے ہیں اور اگر کچھ قصور اس میں ہو اور کثرت طرق سے وہ نقصان پورا ہو جاوے اسکو صحیح لغیرہ کہتے ہیں۔ اور اگر نقصان پورا نہ ہو اسکو حسن لذاتہ کہتے ہیں۔ اور حدیث ضعیف وہ ہے کہ جو یہ شرائط حدیث صحیح اور حسن میں معتبر ہیں ان میں سے ایک یا زیادہ اس میں سے مفقود ہو۔ اور اسکا راوی عدالت یا ضبط نہ رکھتا ہو اور حدیث میں اگر راوی اسکا ایک ہی کسی طبقہ میں ہو اسکو حدیث غریب کہتے ہیں۔ اور اگر دو ہوں اسکو عزیز کہتے ہیں۔ اور اگر کثرت روایت کی اس حد کو پہنچے کہ عقل کے نزدیک جھوٹ بولنا ان کا محال ہو اسکو متواتر کہتے ہیں۔ اور طعن کے معنے یہ ہیں کہ اسکا راوی جھوٹا ہو۔ تو اسکو حدیث موضوع کہتے ہیں۔ اور جس پر تہمت جھوٹ کی لگی ہو اسکو متروک کہتے ہیں۔ اور جو غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا وہم بہت کرتا ہو۔ یا سچے لوگوں کے موافق اس کی روایت نہ ہو یا فاسق اور بدعتی یعنی مخالف اعتقاد اہلسنت وجماعت کے رکھتا ہو اسکو منکر کہتے ہیں۔ مدلس وہ حدیث ہے جس میں راوی نے اپنے شیخ کو یعنی کسی مصلحت کے لئے اسکا نام نہ لیا ہو۔ حدیث مضطرب وہ ہے جس میں راویوں نے سند یا متن حدیث میں اختلاف کیا ہو۔ حدیث مُدرَج وہ ہے جس میں راوی نے کچھ کلام اپنا حدیث میں شامل کیا ہو۔ حدیث معنعن وہ حدیث ہے جو برابر ایک دوسرے سے راویوں سے راویوں نے روایت کیا ہو ساتھ لفظ عن کے۔ حدیث شاذ اسکو کہتے ہیں جو حدیث مخالف روایت مستند لوگوں کے ہو۔ حدیث معلول اسکو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کی علت پوشیدہ جو صحت حدیث میں قدح کرتی ہو۔ اس میں پائی جاوے۔ اور حدیث متابع اسکو کہتے ہیں کہ ایک راوی نے

اور اگر زیادہ دو سے ہوں اسکو مشہور اور مستفیض کہتے ہیں۔

ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور اسکو شاذ بھی کہتے ہیں۔ اور حدیث ضعیف فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں معتبر ہوا کرتی ہے۔ اور اس سے حکم استحباب کا ثابت ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ فتح القدیر شرح ہدایہ اور ملا علی قاری موضوعات الکبیر یا شیخ الاسلام کتاب الاذکار وغیرہ نے ارقام فرمایا ہے۔ اور اگر حدیث ضعیف طرق متعددہ سے وارد ہو تو اسکو حکم حسن لغیرہ کا ہوتا ہے۔ اور لفظ لایصح سے بھی مراد حسن لغیرہ ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ابن الحجر عسقلانی نے اذکار نووی کے تخریج احادیث میں لکھا ہے مِنْ نَفْیِ الصِّحَۃِ لَا یَنْتَھِی الْحَسَن یعنی لایصح کہنے سے حدیث کا حسن ہونا منتفی نہیں ہوتا۔ اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بایں طور تحریر فرمادیا ہے قَوْلُ اَحْمَدَ اَنَّہٗ حَدِیْثٌ لَایَصِحُّ اَیْ لِذَاتِہٖ فَلَا یَنْفِیْ کَوْنَہٗ حَسَنًا لِغَیْرِہٖ یُحْتَجُّ بِہٖ کَمَا بُیِّنَ فِیْ عِلْمِ الْحَدِیْثِ ۔ یعنی امام احمد کا فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ صحیح لذاتہ نہیں تو یہ حسن لغیرہ ہے اور حسن اگرچہ لغیرہ ہو حجت ہوا کرتی ہے۔ جیساکہ علم حدیث میں بیان ہو گیا ہے۔ نقل از خاتمہ کتاب شرح برزخ صفحہ ۱۳۵ و مقدمہ مشکوٰۃ وغیرہ۔ فقط۔

المجیب

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال: حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی شخص سے مناظرہ کیا ہے یا نہیں۔ اور مناظرہ اور مکابرہ اور مجادلہ کی کیا تعریف ہے؟

الجواب: حضرت امامنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی دفعہ مناظرہ کیا۔ اور ہر مناظرہ میں غالب رہے چنانچہ کتاب فتح القدیر و حجۃ البالغہ سے حضرت مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النعمانی صفحہ ۸۱ میں بایں طور بزبان اردو اسکو نقل فرماتے ہیں کہ امام اوزاعی کہ اقلیم شام کے امام اور فقہ میں مذہب کے مستقل بانی تھے مکہ معظمہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور کہا کہ عراق والوں سے نہایت تعجب ہے کہ رکوع میں اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ میں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان موقعوں پر رفع یدین کرتے تھے امام اعظم ابو حنیفہ نے اس کے مقابلہ میں حضرت حماد و ابراہیم نخعی و علقمہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہم کے سلسلہ سے حدیث روایت کی کہ آنحضرت ان موقعوں پر رفع یدین نہ فرماتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا کہ سبحان اللہ میں تو زہری۔ سالم عبد اللہ کے ذریعہ سے حدیث بیان کرتا ہوں۔ آپ اسکے مقابلہ میں حماد نخعی علقمہ کا نام لیتے

ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے رواۃ آپ کے رواۃ سے زیادہ فقیہ ہیں۔ اور عبد اللہ بن مسعود کا رتبہ تو معلوم ہی ہے اس لئے اس کی روایت کو ترجیح ہے۔ اور اسکے متعلق امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحج میں ایک لطیفہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہتے ہیں کہ ہماری روایت عبد اللہ بن مسعود تک منتہی ہوتی ہے اور فریق مخالف کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ تک ہے۔ اس لئے بحث کا تمام تر مدار اس پر آجاتا ہے کہ ان دونوں میں کس کی روایت ترجیح کے قابل ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ آنحضرت کے زمانہ میں پوری عمر کو پہنچ چکے تھے۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ جماعت کی صف اول میں جگہ پاتے تھے۔ بخلاف اس کے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا محض آغاز تھا اور ان کو دوسری تیسری صف میں کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرکات و سکنات سے واقف ہونے کے جو مواقع عبد اللہ بن مسعود کو ملے عبد اللہ بن عمر کو کیونکر حاصل ہو سکتے تھے۔ اور ایک دن کا ذکر ہے کہ بہت لوگ جمع ہو کر امام صاحب کے پاس آئے کہ قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں امام صاحب سے گفتگو کریں۔ امام صاحب نے کہا اتنے آدمیوں سے میں کیونکر تنہا بحث کر سکتا ہوں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس مجمع میں سے کسی ایک کو انتخاب کر لیں جو سب کی طرف سے اس خدمت کا کفیل ہو اور اسکی تقریر پورے مجمع کی تقریر سمجھی جائے۔ لوگوں نے منظور کر لیا۔ امام صاحب نے فرمایا آپ نے یہ تسلیم کیا تو بحث کا خاتمہ ہی ہو گیا۔ آپ نے جس طرح ایک شخص کو سب کی طرف سے بحث کا مختار کر دیا اسی طرح امام نماز بھی تمام مقتدیوں کی طرف سے قرأت کا کفیل ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ امام صاحب نے ایک شرعی مسئلہ کو ایک عقلی طور پر طے کر دیا۔ بلکہ حقیقت میں یہ اس حدیث کی تشریح ہے جسکو خود امام صاحب نے بسند صحیح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم تک پہنچایا ہے کہ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَّہٗ یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت ہی اسکی قرأت ہے۔ اور ایک دن کا واقعہ ہے کہ جب ضحاک خارجی کوفہ پر قابض ہوا اور امام صاحب پر تلوار دکھا کر کہنے لگا کہ توبہ کرو۔ امام صاحب نے پوچھا کس بات سے۔ ضحاک نے کہا تمہارا عقیدہ ہے کہ علی علیہ السلام نے معاویہ کے ساتھ جھگڑے میں ثالثی مان لی تھی۔ حالانکہ وہ حق پر تھے تو ثالث ماننے سے کیا معنے؟ امام صاحب نے فرمایا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو یہ اور بات ہے۔ ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھ کو تقریر کی اجازت دے۔ ضحاک نے کہا میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج ہے ضحاک نے کہا ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیں۔ چنانچہ ضحاک کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے۔

امام صاحب نے فرمایا ہی تو حضرت علی علیہ السلام نے بھی کیا تھا پھر ان پہ کیا الزام ہے۔ ضحاک دم بخود ہوگیا اور چپکا اٹھکر چلا گیا۔ غرضیکہ مناظرہ کرنا جائز ہے۔ جسکا ثبوت جلد دوم میں مفصل گذر چکا ہے۔ اور سوال نمبر دوم کا جواب یہ ہے کہ مناظرہ وہ شے ہے کہ جس میں غرض تحقیق حق کے اظہار کرنے کی درمیان دونوں جھگڑا کرنے والوں کے ہو۔ چنانچہ کتاب رشیدیہ صفحہ ۹ اَلْمُنَاظِرَةُ تَوَجُّهُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ فِي النِّسْبَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ اِظْهَارًا لِلصَّوَابِ وَغَرَضُهُمَا مِنْ ذٰلِكَ اِظْهَارُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ۔ اور مجادلہ جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں جس میں اظہار حق کی غرض نہیں ہوتی۔ بلکہ خصم کو الزام دیکر ذلیل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے وَالْمُجَادَلَةُ هِيَ الْمُنَازَعَةُ لَا لِاِظْهَارِ الصَّوَابِ بَلْ لِاِلْزَامِ الْخَصْمِ اور مکابرہ بھی ایک قسم کا جھگڑا ہے جس میں نہ اظہار حق کی ہوتی ہے اور نہ ہی الزام دینے کی اپنے خصم کو جیساکہ بعض لوگ اس زمانہ میں کیا کرتے ہیں۔ اور مکابرہ کی تعریف صاحب رشیدیہ نے بایں طور تحریر فرمائی ہے وَالْمُكَابَرَةُ هٰذِهٖ اي المنازعة لَا لِاِظْهَارِ الصَّوَابِ اَلْاٰتِيَةُ لَا لِاِلْزَامِ الْخَصْمِ كَمَا اَنَّهٗ لَيْسَ لِاِظْهَارِ الصَّوَابِ وَالنَّقْلُ هُوَ الْاِتْيَانُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ بِحَسَبِ الْمَعْنٰى مُظْهِرًا یعنی نقل اسکو کہتے ہیں کہ لانا قول غیر سے بحسب المعنیٰ :۔ واللہ اعلم بالصواب ؛

المجیب

خادم شریعت محمد نظام دین ملتانی حنفی عفی عنہ وزیرآبادی

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت دوسری مسجد محلہ میں کرانی جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا ؛

السائل فقیر غلام حیدر واعظ ضلع جہلم۔

الجواب :۔ اس مسئلہ میں علمائے دین کا اختلاف ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جائز ہے اور اسی پر فتوے ہے چنانچہ فتاوے سعدیہ صفحہ ۳۲ میں مفصل ذکر بایں طور مسطور ہے۔ جماعت ثانیہ در مسجد محلہ باقامت بدون آذان ثانی در مسجد طریق ہم اذان ثانی جائز بلا کراہت است بروایات معتمدہ موثوق بہا در البحر اللبیب حاشیہ در مختار مرقوم است اي یکرہ تکرار الجماعة في المسجد على الطريق اولی لکن الکراهة مسجد لا بحال اذا کانت الجماعة الثانیة باذان واقامة فقط قال في سراج الوهاج وان في مسجد الجماعة وصلوا بیکرہ لغیر ہما ان یؤذنوا ویعیدوا الجماعة و در حاشیہ طحطاوی در مذکور است

واما اذا کررت بغیر اذان فلا کراہۃ مطلقا وعلیہ المسلمون۔ ودر حاشیہ درمختار مذکور است۔ والمراد بمسجد المحلۃ ما لہ امام وجماعۃ معلومون کما فی الدرر وغیرہ قال فی المنبع والتقیید بالمسجد المختص بالمحلۃ احترازا من الشارع وبالاذان الثانی احترازا عما اذا صلی فی المسجد المحلۃ بغیر اذان حیث یباح اجماعا ودر چلپی حاشیہ شرح وقایہ مسطور است وقید باذان ثان واقامۃ لانھم لو صلوا بلا اذان یباح اتفاقا ودر فتاوے عالمگیر مذکور است المسجد اذا کان لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اہلہ فیہ بالجماعۃ لا یباح تکرارھا فیہ باذان ثان اما اذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعا ودر شامی جائے دیگر مرقوم است قولہ علی الطریق وھو ما لیس لہ امام ومؤذن راتب فلا یکرہ التکرار فیہ باذان واقامۃ بل الا فضل خانیہ ودر جامع الترمذی در باب ما جاء فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ مرۃ مرقوم است عن ابی سعید الخدری قال جاء رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایکم یتجر علی ھذا فقام رجل وصلی معہ وفی الباب عن ابی امامۃ وابی موسی والحکم بن عمیر قال ابو عیسی وحدیث ابی سعید حدیث حسن وھو قول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم من التابعین قال لا باس ان یصلی القوم جماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ جماعۃ وبہ یقول احمد واسحٰق ودر سنن ابی داؤد حدیث مذکور بعد عنوان باب باب الجمع فی المسجد مرتین بایں روایت ذکر کردہ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابصر رجلا یصلی وحدہ فقال الا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ فقام رجل فصلی معہ ودر فتح الودود شرح ابی داؤد مرقوم است قولہ ای کانہ بصلوتہ یتصدق علیہ بفضل الجماعۃ وفیہ دلیل علی فضیلۃ الجماعۃ والثانیۃ علی ان الفضل فی جماعۃ الفرض لا یتوقف علی کون المقتدی مفترضا ونیز دراں مذکور است قال المظہر سماہ صدقۃ لانہ یتصدق علیہ ثواب ست وعشرین درجۃ اذ لو صلی منفردا لم یحصل لہ الا ثواب صلاۃ واحدۃ پس ہرگاہ کہ از اتفاق اکثر صحابہ وتابعین جمہور حنفیہ کرام جواز وتورع فضیلت جماعت ثانیہ بر انفراد ثابت شد نفس جماعت ثانیہ ہیچ جائے مکروہ نخواہد شد۔ نہ بکراہت تحریمیہ ونہ بکراہت تنزیہیہ بلکہ جماعت بہر طوریکہ ممکن باشد باید کرد۔ البتہ در مسجد محلہ تکرار اذان مکروہ است نباید کرد لیکن حتی الوسع التزام جماعت اولی باید کرد۔ کہ بسیار فضیلت دارد۔ واللہ اعلم۔

پس اس تمام عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ جماعت ثانی مسجد محلہ بلا اذان دوسری کے جائز بلا کراہت ہے اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے اور یہی فتوےٰ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ کرام و ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ اور حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ کہا ابوسعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک مرد آیا اس حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ سو فرمایا آپ نے کہ کون شخص تم میں سے اس پر تجارت کرتا ہے۔ پھر ایک مرد کھڑا ہوا اور اسکے ساتھ نماز پڑھی۔ اور اس باب میں روایت ہے ابی امامہ اور ابی موسیٰ اور حکم بن عمیر سے رضی اللہ تعالےٰ عنہم کہا ابو عیسیٰ نے اور حدیث ابی سعید کی حسن ہے۔ اور یہ قول ہے کئی ایک اہل علم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وغیرہ تابعین سے کہا انہوں نے اس میں کچھ خوف نہیں کہ ایک قوم جماعت کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھے جس میں نماز ہوچکی ہو۔ اور علامہ ابی دلائل قاطع کے تعلیق المغنی علی السنن الدارقطنی صاحب شمس بازغہ صفحہ ۲۱۰ تحت حدیث ابوداؤد کے یوں طور ارقام فرمایا ہے ان تکرار الجماعۃ فی المسجد الذی قد صلی فیہ مرۃ واحدۃ واثنتین او ثلاثۃ او اکثر من ذلک بلا کراھیۃ جائز وعلی ذلک الصحابۃ والتابعون ومن بعدھم واما القول بالکراھیۃ فلم یقم دلیل علیہ بل ھو قول ضعیف۔ یعنی جس جگہ جماعت ہوچکی ہو تو پھر اس مسجد میں ایک یا دو یا تین دفعہ یا اس سے زیادہ مرتبہ جماعت کرانا بلا کراہت جائز ہے اور اسی پر تابعین و تبع تابعین صحابہ کرام وغیرہ کا عمل رہا ہے اور جنہوں نے کراہیت کا فتویٰ دیا ہے ان کے پاس کوئی دلیل قوی نہیں بلکہ وہ قول ضعیف ہے۔ اور بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد رفاعہ میں تشریف لائے اور جماعت ہوچکی تھی۔ سو آپ نے جماعت باذان و اقامت دوسری کرائی۔ اور کہا ابو یعلی نے اپنی مسند میں کہ وہ نماز فجر کی تھی اور چالیس آدمیوں کی جماعت ہوئی۔ اور شرح منیہ میں بایں طور مسطور ہے۔ عن ابی حنیفۃ لو کانت الجماعۃ اکثر من ثلاثۃ یکرہ التکرار والا فلا وعن ابی یوسف اذا لم تکن علی الھیئۃ الاولیٰ لا تکرہ والا تکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیئۃ کذا فی البزازیہ وفی التاتارخانیہ پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت ثانی ہیئت اولیٰ بدلنے سے بلا کراہت جائز ہے۔ اور کہا صاحب انوار الحنفیہ نے کہ ہم اسی کو پکڑتے ہیں۔ اور جو بعض کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایک قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جماعت ثانیہ کی کراہت پر شاہد ہے سو کہا صاحب انوار الحنفیہ نے کہ یہ قول بالکل ضعیف و مرجوح ہے۔ اور قول مرجوح پر فتوےٰ دینا

سخت حماقت و اجماع سے الگ ہونے کی دلیل ہے۔ اور علاوہ اسکے تاحمل دیوبندی نے اپنے رسالہ میں حدیث کراہت جماعت ثانیہ پر تحریر فرمائی ہے اسکے استاد کی خبر کسی کتاب سے نہیں ملتی۔ اگر وہ حدیث صحیح بالاسناد کوئی دیوبندی صاحب دکھا دے تو انعام حاصل کرے۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب ط

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال: جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے یا سنت۔ اور اسکا ترک کیسا ہے۔ جواب دو اجر ملیگا۔

الجواب: جماعت سے نماز پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ جو کہ قریب واجب کے ہے۔ اور تارک اسکا گنہگار ہے۔ چنانچہ فتاوے سعدیہ صفحہ ۵۵ میں مذکور ہے اَلْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ قَالَ الزَّاهِدِيُّ اَرَادُوْا بِالتَّاكِيْدِ الْوُجُوْبَ اِلٰى اٰخِرِ مَا قَالَ وَقِيْلَ وَاجِبَةٌ وَعَلَيْهِ الْعَامَّةُ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ وَاسْتَدَلُّوْا بِالْاَخْبَارِ الْوَارِدَةِ بِالْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ بِتَرْكِ الْجَمَاعَةِ اور محیط میں ہے۔ بِاَنَّهُ لَا يُرَخَّصُ لِاَحَدٍ فِيْ تَرْكِهَا بِغَيْرِ عُذْرٍ وَلَوْ تَرَكَهَا اَهْلُ مِصْرٍ اُمِرُوْا بِهَا فَاِنْ ائْتَمَرُوْا وَاِلَّا يَحِلُّ مُقَاتَلَتُهُمْ يَجِبُ التَّعْزِيْرُ عَلٰى تَارِكِهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ بِاِثْمِ الْجِيْرَانِ بِالسُّكُوْتِ هٰكَذَا فِيْ رد المحتار اور تفسیر احمدی میں لکھا ہے فِيْ مَسْئَلَةِ فَرِيْضَةِ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالرُّكُوْعِ وَوُجُوْبِ الْجَمَاعَةِ پس ان تمام عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جماعت سنت موکدہ ہے۔ اور بعض نے اسکو واجب کہا ہے اور اسکے تارک کو حکم تعزیر کا ہے بشرطیکہ بلا عذر جماعت کی ترک کرتا ہو۔ اور کہا بعض علمائے دین نے کہ جن گاؤں میں جماعت نہ ہوتی ہو ان گاؤں والوں کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

سوال: عورتوں کی جماعت مسجد یا گھر میں کرانی جائز ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں۔ اگر صرف عورت اجنبیہ ہے تو امام کے برابر کھڑی نہیں ہوئی تو نماز با کراہت جائز ہے۔ اور اگر محرم ساتھ ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر مساوی کھڑی ہو تو فاسد چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ يُكْرَهُ اِمَامَةُ الرَّجُلِ لَهُنَّ فِيْ بَيْتٍ لَيْسَ مَعَهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ هُنَّ ذِيْ رَحْمٍ اَوْ اَمَّهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُكْرَهُ اور علامہ شامی نے حاشیہ درمختار میں لکھا ہے وَالْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ مَعَ زَوْجِهَا فِي الْبَيْتِ اِنْ كَانَ قَدَمُهَا حِذَاءَ قَدَمِ الزَّوْجِ لَا يَجُوْزُ صَلٰوتُهُمَا بِالْجَمَاعَةِ وَاِنْ كَانَ قَدَمَاهَا خَلْفَ قَدَمِ الزَّوْجِ اِلَّا اَنَّهَا طَوِيْلَةٌ يَقَعُ رَأْسُ الْمَرْاَةِ فِي السُّجُوْدِ قَبْلَ رَأْسِ الزَّوْجِ جَازَتْ

صلوٰتھما ان العبرۃ للقدم الخ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مرد گھر میں عورت اپنی کو جماعت کرائے تو جائز ہے۔ لیکن عورت مساوی ہو کر کھڑی نہ ہو۔ اگر اسکے برعکس کریں گے تو نماز دونوں کی غیر صحیح ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۞

سوال:۔ جس شخص کو جریان یا آتشک یا سلسل البول کی بیماری ہو وہ جماعت کرا سکتا ہے یا نہیں جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ یہ سب معذور ہیں ان کو جماعت کرانی درست نہیں۔ چنانچہ فتاوےٰ سعدیہ صفحہ ۵ میں تحریر ہے۔ نماز صحیح طاہر پس صاحب سلسل البول روا نیست کما فی العالمگیریہ لا یُصَلِّی الطَّاھِرُ خَلْفَ مَنْ بِہٖ سَلَسُ الْبَوْلِ یعنی درست نہیں ہوتی نماز صاحب طہارت کی پیچھے سلسل البول ولے کے اور اور دل کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔ ہاں معذوروں کی نماز معذوروں کے پیچھے درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۞

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال:۔ جو شخص ملازمت کفار کی کرتا ہوا سکے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اگر نوکری اس کی فعل معصیت پر ہے تو اسکے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ اگر پڑھ لے تو جائز با کراہت ہے۔ اور متقی کے پیچھے پڑھنی بہتر ہے۔ چنانچہ فتاوےٰ عالمگیر میں ہے لَوْ صَلّٰی خَلْفَ مُبْتَدِعٍ اَوْ فَاسِقٍ فَھُوَ جَامِعُ الثَّوَابِ الْجَمَاعَۃِ لٰکِنْ لَا یَنَالُ مِثْلَ مَا یَنَالُ خَلْفَ تَقِیٍّ کَذَا فِی الْخُلَاصَۃِ یعنی اگر نماز پڑھے کسی بدعتی یا فاسق کے پیچھے پس وہ جمع کرنے والا ہے ثواب جماعت کا لیکن نہ پائے گا اسقدر جتنا پائے گا ثواب پیچھے متقی اور پرہیزگار آدمی کے اور کہا صاحب طحطاوی نے کہ نماز نہیں پیچھے بدکردار کے اور فرمایا امام صاحب نے کہ مبتدع کے پیچھے نماز درست نہیں۔ چنانچہ فتح القدیر میں مسطور ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم ۞

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری عفی عنہ

سوال:۔ نماز تراویح نابالغ کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ نابالغ کے پیچھے کوئی نماز صحیح مذہب میں ہرگز ہرگز درست نہیں۔ شرح مختصر برجندی

مسطور ہے لا یقتدی رجل بصبیٍ اذا کانت الصلوٰۃ فرضاً او نفلاً الی اٰخر ما قال المختار انہ لا یجوز فی الصلوٰۃ کلھا الخ اور قاضی خاں میں ہے الصحیح انہ لا یجوز لانہ غیر مخاطب وصلوٰتہ لیست بصلوٰۃ علی الحقیقۃ فلا یجوز امامتہ کامامۃ المجنون اور عالمگیری میں ہے المختار انہ لا یجوز فی الصلوٰۃ کلھا کذا فی الھدایۃ وھو الاصح ھکذا فی البحر الرائق وفتاوٰی سعدیہ صفحہ ۵۸ پس ان تمام عبارتوں سے ظاہر ہوا کہ نابالغ کے پیچھے کوئی نماز درست نہیں۔ اور یہی روایات صحیح اور درست اور قابل عمل ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ؛

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری وزیر آبادی

سوال:۔ اگر کسی حافظ نے قرآن مجید ایک مرتبہ تراویح میں سنایا ہو پھر وہ دوسری مسجد میں دوسری قوم کو جا کر سنائے تو جائز ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن فقیر کی تحقیق اس پر ہے کہ وہ تراویح میں دوسری قوم کو نہ سنا دے۔ اگر سنانا ہو تو نذر مان کر سنا دے۔ چنانچہ فتاوے سعدیہ صفحہ ۶۷ حوالہ خزانۃ الروایۃ سے منقول ہے اما ختم التراویح مرۃ وختم ثانیاً بغیر ھذا القوم لا یخرج ھذا القوم الثانی عن السنۃ لان الامام قد خرج من السنۃ وصار لہ نفلاً فیہ ولا یکون ثواب صلوٰۃ النفل ولا بد یکون ثواب صلوٰۃ التراویح وقال بعض العلماء الحیلۃ فیہ ان الامام الذی ختم مرۃ اذا اراد ان یختم ثانیاً ینبغی ان ینذر علیہ الختم لیصح بہ اقتداء القوم الذین لم یسمعوا الختم فلا یلزم بناء القوی علی الضعیف اقول فیہ اشکال فان الختم لا یجب بالنذر علی من نذر بہ والسر فیہ ان المنذور انما یجب اذا کان من جنس الفرض والختم لیس فرضاً بخلاف التراویح فانھا من جنس الصلوٰۃ وھی فرض لھم الا ان ینذر الختم فی ضمن النذر بالتراویح ان یقول للہ علی ان اصلی التراویح مع الختم فقط واللہ اعلم بالصواب ؛

سوال:۔ کیا نماز نفل بیٹھ کر پڑھنی درست ہے بحوالہ بیان فرمادیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ بیشک نفلوں کی نماز بیٹھ کر پڑھنی درست ہے۔ چنانچہ ترمذی باب فی من یتطوع جالساً میں حدیث مذکور ہے عن عائشۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی

فیقراء وھو جالِسٌ الخ یعنی بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھکر نماز پڑھتے تھے جب کہ قرأت پڑھتے اس حالت میں کہ بیٹھے ہوئے تھے اور رکوع اور سجود بھی اسی حالت میں کہ بیٹھے ہوتے تھے۔ غرضیکہ اسی طرح کی بہت حدیثیں اسی باب میں موجود ہیں۔ اور نفل بیٹھ کر پڑھنے سے کھڑے ہوکر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے اور آپ کی ذات بابرکات اکثر اوقات کھڑے ہوکر ان کو ادا فرماتے تھے چنانچہ حدیثوں میں ہے اور وتروں کے بعد نفلوں کی نماز بیٹھ کر پڑھنی بھی درست ہے۔ جیساکہ فتاوے سعدیہ صفحہ ۱۶ میں بایں طور مسطور ہے۔ درگزاردن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو رکعت نشستہ بعد وتر حدیثے درجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ مروی شدہ است وامام احمد بقراءۃ اذا زلزلت وقل یا ایہا الکافرون ہم روایت کردہ وابن ماجہ ایں ہم نقل کردہ کہ در آخر ہر رکعت قیام میفرمود بعدہ رکوع نمودہ در صحیح مسلم مروی است وچوں قدر ثلثین یا اربعین باقی میماند بجا رست قیام تمام میکرد۔ فقط واللہ اعلم بالصواب؎

سوال: فرائض وسنن مؤکدہ اربع رکعت کے قعدہ اولیٰ کے بعد درود شریف یا ثنا پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ جواب دواجر ملے گا۔

الجواب: بیشک نماز فرائض وسنن مؤکدہ رکعت تیسری میں سبحانک اللھم پڑھنا درست نہیں چنانچہ فتاوے عالمگیریہ میں مذکور ہے فِي الْاَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَالْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا لَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَعْدَةِ الْاُوْلٰى وَلَا يَسْتَفْتِحُ اِذَا قَامَ اِلَى الثَّالِثَةِ بِخِلَافِ سَائِرِ ذَوَاتِ الْاَرْبَعِ مِنَ النَّوَافِلِ كَذَا فِي الزَّاهِدِي وفتاوی سعدیہ۔ فقط واللہ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ط

سوال: نماز فجر کی سنتوں کے بعد یا نماز ظہر کے فرض ادا کرنے سے پہلے بیع وشراء یا کوئی دنیاوی بات چیت کرنی درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا؎

الجواب: بیشک اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ ان سنتوں کو پھر ادا کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ ان کا اعادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ یہ امور ہرگز نہ کرے چنانچہ ان عبارات سے ظاہر ہوتا ہے لَوْ صَلّٰى رَكْعَتَي الْفَجْرِ وَالْاَرْبَعَ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاشْتَغَلَ بِالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْاَكْلِ وَالشُّرْبِ فَاِنَّهُ يُعِيدُ السُّنَّةَ اَمَّا بِاَكْلِ لُقْمَةٍ وَشُرْبِ لَا يَبْطُلُ السُّنَّةَ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ اور نہایہ میں ہے لَوْ تَكَلَّمَ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ هَلْ تَسْقُطُ السُّنَّةُ قِيْلَ تَسْقُطُ وَقِيْلَ لَا وَلٰكِنْ ثَوَابُهُ اَنْقَصُ مِنْ ثَوَابِهِ قَبْلَ التَّكَلُّمِ ۵ اور ایسا ہی صاحب کبیری شرح منیہ

وفتح القدیر میں ہے اور اصح بات یہ ہے کہ ثواب میں ضرور نقص آجاتا ہے۔ اور جو حدیث شریف میں مذکور ہے کہ کہا مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کہ آپ کی ذات دو رکعت فجر کے بعد میرے ساتھ کلام کرتے تھے سو اسکا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کلام بابرکات اور ہماری کلام میں کئی ہزار کوس کا فاصلہ ہے۔ کیونکہ آپ کے نطق پر وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى شاہد ہے۔ فَافْهَمْ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔ فقط۔

سوال:۔ نماز تراویح میں جب قرآن مجید ختم ہوتا ہے تو پھر حافظ قرآن تین دفعہ سورۃ اخلاص پڑھتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں جواب دو اجر ملے گا۔

السائل خاکسار غلام رسول ویٹنکے تارڑ۔

الجواب:۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسکو جائز کیا ہے۔ بعض نے ناجائز۔ لیکن فقیر کی تحقیق میں یہ امر مستحسن ہے۔ چنانچہ عبارت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

قراءۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ احد عقیب الختم استحسنه اکثر المشائخ لیجبر نقصان دخل فی قراءۃ البعض فی الاخیرۃ قراءۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث مَرَّاتٍ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ لَمْ يَسْتَحْسِنْهَا بَعْضُ الْمَشَائِخِ قَالَ الْفَقِيْهُ اَبُو اللَّيْثِ هٰذَا الشَّيْءُ اِسْتَحْسَنَهُ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ وَاَئِمَّةُ الْاَمْصَارِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ لِاَنَّ مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ هٰكَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ وفتاوی عالمگیریہ وفتاوی سعدیہ

یعنی سورۃ اخلاص کا ختم قرآن پر بہت بزرگان کے نزدیک درست اور مستحسن ہے۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک یہ فعل مستحسن نہیں۔ اور کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلام مستحسن ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس امر کو جماعت مسلمانوں کی پسند کرے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی کام پسند ہوتا ہے۔ اور اس امر کو آئمہ دین قرآن خوان اچھا سمجھتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی عیب نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال:۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا درست ہے یا نہیں۔ حدیث سے ثابت کرو۔

الجواب:۔ بیشک دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنا اور منہ پر پھیرنا درست ہے۔ چنانچہ کتاب ترمذی و ابو داؤد و مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ثانی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ دعا میں۔ نہ رکھتے ان کو جب تک کہ نہ پھیرتے ان کو اپنے منہ پر۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے۔ اور ابو داؤد کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ یعنی جب کہ فارغ ہو تم پس پھیرو ہاتھوں کو اپنے منہ پر اور بخاری شریف میں ہے۔ کہا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے ہاتھ اپنے یہاں تک کہ دیکھی ہیں نے سفیدی بغلوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔

استفتاء

سوال:۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کبھی نماز پڑھتا ہو اور کبھی ترک کر دیتا ہو۔ اور اپنی زوجہ کو بھی ستر میں نہ رکھتا ہو۔ بلکہ بغرقی اور دیوثی اسکے وجود میں کوٹ کوٹ کر بھری ہو ایسے شخص کو امام بنانا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

السائل حافظ رحمت علی نقشبندی از علی پور چھٹیاں۔

الجواب:۔ ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے شخص کے کفر میں اختلاف ہے۔ بعض آئمہ دین نے ایسے شخص کو کافر لکھا ہے۔ اور بعض نے گنہگار قابل تعزیر فرمایا ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امام اپنی نمازوں کے لئے کوئی نیک اختیار کرو۔ چنانچہ دار قطنی وغیرہ کتب حدیث میں بایں طور مسطور ہے۔ اجْعَلُوْا اَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ اَيْضًا اِنْ سَرَّكُمْ اَنْ تُقْبَلَ صَلٰوتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ

ترجمہ:۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ مقرر کرو امام بہتر اپنے سے پس تحقیق وہ قاصد ہیں درمیان اس کے جو کہ درمیان تمہارے اور درمیان رب تمہارے کے ہے اور بیشک بھید تمہارا یہ ہے کہ قبول کی جاوے نماز تمہاری پس چاہیئے کہ امامت کراویں تمہیں بہتر تمہارے الخ اور آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط بھی اسی بات پر شاہد ہے۔ اور علاوہ اسکے تمام کتب فقہ میں بھی اسی طرح مسطور ہے اور فتاوے جامع صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ دیوث کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوتی۔ وَاِذَا اَخْرَجَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ الزَّوْجِ عَلٰى رِضَائِهٖ وَلَا يَمْنَعُهَا فَهُوَ دَيُّوْثٌ لَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ خَلْفَهٗ لِاَنَّهَا اَمَرَتْ بِالْقَرَارِ فِي الْبُيُوْتِ اور صاحب طحطاوی نے لکھا ہے کہ گنہگار کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں بیشک کتب حنفیہ وغیرہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے کہ فاسق فاجر کے پیچھے نماز درست ہے

سو اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تم امام فاسق و فاجر کو ہمیشہ کے لئے مقرر کر لو۔ یہ تو ایک اضطراری حالت ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک وقت اپنے مخالفین محاصرین کے پیچھے اپنے لشکر کو نماز ادا کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ باقی مفصل ذکر اس کا جلد دہم میں مطالعہ کریں۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ مال زکوٰۃ کونسی چیزیں ہیں جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور ان کا مقدار کتنا ہے۔ اور مال زکوٰۃ کے مستحق کون کون لوگ ہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل حافظ رحمت علی از علی پور۔

الجواب:۔ مال زکوٰۃ سونا اور چاندی اور اونٹ اور گائے اور بکری اور بیل اور بھینس ہیں بشرطیکہ وہ جانور جنگل میں چرائی چرتے ہوں۔ نہیں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ اور نصاب اونٹوں کا پانچ ہے اور اس میں ایک بکری دینی پڑتی ہے اور دس میں دو اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار۔ اور جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو پھر ایک بنت مخاض یعنی ایک برس کی اونٹنی جسپر دوسرا برس شروع ہو۔ اور جب چھتیس[۳۶] ہو جائیں تو ایک بنت لبون جسپر تیسرا برس شروع ہو۔ جب چھیالیس[۴۶] ہو جائیں تو ایک حقہ جسپر چوتھا برس شروع ہو۔ اور اگر اکسٹھ ہوں تو ایک جزعہ جسپر پانچواں سال شروع ہو۔ اور جب چھہتر ہوں تو ان میں دو بنت لبون۔ اور اگر اکانوے ہو جائیں تو دو حقے یا ایک سو بیس[۱۲۰] الخ اور نصاب گائے اور بیل اور بھینس اور بھینسے میں تیس[۳۰] عدد ہیں اور ان میں سے ایک تبیعہ دینا پڑتا ہے۔ مادہ ہو یا نر۔ اور جب چالیس ہو جائیں تو ایک مسنہ دینا لازم آتا ہے۔ اور جب ساٹھ ہو جائیں تو دو تبیعے اور اگر ستر ہوں تو ایک مسنہ۔ اور اسی میں دو مسنے اور جب نوے[۹۰] ہوں تو تین تبیعے اور جب پورا سو ہو جاوے تو دو تبیعے اور ایک مسنہ پھر اسی طرح ہر ایک تیس میں[۳۰] تبیعہ اور ہر چالیس[۴۰] میں مسنہ زیادہ کرنا چاہیئے۔ اور تبیعہ کہتے ہیں ایک سال کی گائے یا بھینس کو جسپر دوسرا سال شروع ہو اور مسنہ دو سال کی کو کہتے ہیں جسپر تیسرا سال شروع ہو۔ اور نصاب بکریوں میں چالیس بکریاں ہیں۔ اور واجب ہوتی ہے ان میں ایک بکری سال کی۔ اور ایکسو اکیس میں دو بکریاں اور دو سو ایک[۲۰۱] میں تین بکریاں اور چار سو میں چار اور تمام مال تجارت میں بھی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ جب مال نصاب کی قیمت کو پہنچ جاوے۔ اور اس میں سے چالیسواں حصہ دینا پڑتا ہے۔ اور

جو گھوڑے تجارت کی خاطر ہوں ان میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر اسکی قیمت دو سو درہم ہے تو اس میں سے پانچ درہم دینے پڑیں گے۔ بشرطیکہ وہ گھوڑے جنگل میں چرانے جاتے ہوں۔ خواہ تجارت کی خاطر ہوں یا نہ ہوں۔ یہ مذہب ہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اور آئمہ اربعہ کے نزدیک زکوٰۃ تجارتی گھوڑوں پر واجب ہے۔ اور نصاب سونے کا بیس[۲۰] مثقال ہے اور چاندی کے دو سو درہم۔ اور ان ہر دو میں چالیسواں حصہ دینا لازم آتا ہے۔ خواہ زیورات ہوں یا نقدی۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَۃٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَۃٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَۃٌ متفق علیہ۔ نقل از مشکوٰۃ شریف۔

ترجمہ:۔ روایت ہے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں زکوٰۃ بیچ پانچ وسق سے کھجوروں میں سے اور نہیں ہے بیچ پانچ اوقیہ سے کم میں بیچ چاندی کے زکوٰۃ۔ اور نہیں بیچ کم پانچ راس اونٹ کے زکوٰۃ۔ بیان کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے۔ اور حاشیہ مشکوٰۃ میں اس کی تشریح یوں مرقوم ہے کہ وسق پانچ من پختہ کا ہوتا ہے۔ اور وسق میں ساٹھ صاع آتے ہیں۔ اور من چالیس سیر پختہ کا ہوتا ہے پس اس حساب سے پانچ وسق پچیس[۲۵] من کے ہوئے۔ اس سے کم[۱] زکوٰۃ کھجوروں میں واجب نہ ہوگی۔ اور کتاب مجمع البحار جلد سوم صفحہ ۴۶۳ مطبوعہ نولکشور میں اسطرح مرقوم ہے۔ وسق ساٹھ صاع اور صاع آٹھ رطل اور رطل نصف سیر کا ہوتا ہے۔ پس اس حساب کے مطابق پختہ تیس[۳۰] من کھجوروں کے ہوتے ہیں اور اس میں تین من کھجور زکوٰۃ دینی پڑتی ہے اور اگر اس سے کم کھجوریں ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور چاندی کا نصاب پانچ اوقیہ کا ہوتا ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا اور درہم چودہ قیراط کا اور قیراط پانچ جو کے وزن کا ہوتا ہے۔ اور درہم شرعی ستر جو کا ہوتا ہے۔ پس اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ پس اگر کسی شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو اس میں سے ساڑھے سولہ ماشے دے۔ اور اگر ساڑھے سات تولہ سونا کسی کے پاس ہو تو دو ماشہ دو رتی اس میں سے زکوٰۃ دے۔ اور اگر نقد پچاس روپیہ ہوں تو ایک روپیہ چار آنہ دینے پڑتے ہیں۔ بشرطیکہ بارہ ماشہ کا روپیہ ہو اور اگر ایک سو روپیہ ہو تو اڑھائی روپیہ ان میں سے زکوٰۃ دینی واجب ہوگی۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور یہی مذہب صحیح ہے اور اسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتوےٰ

---

[۱]:۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانچ وسق سے کم یا زائد ہوں۔ اور سال گذرا ہو یا نہ۔ ہر دو صورت میں دسواں حصہ دینا پڑے گا اور صاحبین اور امام شافعی اسکے خلاف ہیں اور فتوےٰ کے قول پر دینا چاہیئے۔ مؤلف عفی عنہ۔

ہے۔ چنانچہ ابوداؤد ونسائی میں حدیث بایں مضمون وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں
ایک عورت آئی۔ اور اسکے ہمراہ اسکی لڑکی تھی جس کے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن تھے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسکی زکوٰۃ دیا کرتی ہے۔ اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو پھر
آپ نے فرمایا کیا تجھے خوش لگتا ہے کہ اللہ تعالےٰ دن قیامت کے پہنا دے تجھکو ہاتھوں میں دو کنگن
آگ کے۔ پس پھینک دیا ان کو اس عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں۔ پس اس
حدیث صحیح سے صاف ثابت ہوا کہ زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے اور اس حدیث کے مختصر الفاظ یہ ہیں
اِنَّ امْرَاَۃً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَھَا ابْنَۃٌ لَّھَا وَفِیْ یَدَیْنِھَا مَسْکَتَانِ غَلِیْظَتَانِ
مِنْ ذَھَبٍ فَقَالَ لَھَا اَتُعْطِیْنَ زَکٰوۃَ ھٰذَا قَالَتْ لَا فَقَالَ اَیَسُرُّکِ اَنْ یُّسَوِّرَکِ اللّٰہُ بِھِمَا یَوْمَ
الْقِیَامَۃِ بِسِوَارَیْنِ مِنْ نَّارٍ　　　اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ۔ یہ روایت عمر بن شعیب
رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے۔ اور زکوٰۃ مال نصاب پر تب واجب ہوتی ہے کہ سال برابر وہ مال حاجات
ضروریہ کے علاوہ پڑا رہا ہو۔ چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتْ لَکَ مِأَتَا دِرْھَمٍ وَحَالَ عَلَیْھَا الْحَوْلُ خَمْسَۃُ دَرَاھِمَ
وَلَیْسَ عَلَیْکَ شَیْءٌ حَتّٰی یَکُوْنَ لَکَ عِشْرُوْنَ دِیْنَارًا فَحَالَ عَلَیْھَا الْحَوْلُ فَفِیْھَا نِصْفُ دِیْنَارٍ
فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذٰلِکَ وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِکَ وَلَیْسَ فِیْ مَالٍ زَکٰوۃٌ حَتّٰی یَحُوْلَ عَلَیْھَا الْحَوْلُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ
وَھُوَ حَسَنٌ۔

ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پس
جب کہ ہوں پاس تیرے دو سو درہم اور گذر جائے اسپر ایک سال پس بیچ اسکے پانچ درہم زکوٰۃ ہے
اور نہیں اوپر تیرے کوئی چیز یہاں تک کہ ہوں تیرے پاس بیس دینار اور گذر رہے اوپر اسکے ایک سال
پس بیچ اسکے نصف دینار ہے۔ پھر جو زیادہ ہو۔ اس حساب سے اور نہیں ہے بیچ مال کے زکوٰۃ یہانتک
کہ گذر رہے اوپر اسکے ایک سال۔ اور روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے الخ اور اسی طرح تمام
کتب فقہ میں ہے۔ اور دینار ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور بیس دیناروں کے ساڑھے سات تولہ

نوٹ:۔ اس زمانہ میں جو نوٹ وغیرہ ہیں ان میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ کیونکہ یہ حکم مالیت کا رکھتے ہیں۔ اور ان کی
غرض روپیہ چاندی اور سونا وغیرہ حاصل کرنا ہے۔ نقل از فتاوےٰ عبدالحی وشامی وغیرہ ۱۲ نظام الدین عفی عنہ

بنتے ہیں اور اس سے چالیسواں حصہ دینا واجب ہوتا ہے۔ اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ اور اگر کچھ زیورات سونے کے ہوں اور کچھ چاندی کے تو پھر ان کی قیمت لگا کر نصاب پورا کر کے زکوٰۃ دے دیا کریں اور وہ کام اس میں اختیار کریں جس میں فقراء کو فائدہ ہو۔ اور مال زکوٰۃ کے مستحق یہ لوگ ہیں۔ فقیر جس کے پاس کچھ مال ہے لیکن صاحب نصاب نہیں۔ اور مسکین جس کے پاس کچھ بھی مال نہیں۔ اور عامل جو زکوٰۃ وصول کرنے کی خاطر حاکم کی طرف سے مقرر ہوتا ہے۔ اور رقابؔ اور قرضدار اور مجاہدین و مسافرین کو پھر چاہے ایک کو ان میں سے دیدے یا تمام کو برابر۔ اور اپنے شہریوں کو دینا بہتر ہوتا ہے اگر وہ دوسروں سے زیادہ محتاج ہوں۔ اور حرام ہے زکوٰۃ دینا اولاد بنی ہاشم کو نزدیک آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور سادات کو مال غنیمت سے خمس لینا درست ہے۔ اور نا جائز ہے زکوٰۃ دینا کافر شخص اور زوجہ اپنی کو اور ایسا ہی زوج کو لینا درست نہیں۔ اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا غنی کو اور ماں باپ کو اور دادا دادی اور نانا نانی کو اصول سے یہاں تک کہ اوپر چلا جاوے۔ اور ایسا ہی نہیں جائز زکوٰۃ دینا بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ نواسہ نواسی کو فروع سے یہاں تک نیچے سلسلہ جاوے۔ پس یہ مذہب ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اور دوسرے آئمہ کا اس میں اختلاف ہے۔ اور ان کے ماسواء جو اور رشتہ دار غرباء ہیں ان کو مال زکوٰۃ لینا اور دینا افضل ہے۔ کیونکہ اس میں صلہ رحمی اور صدقہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات کسی صاحب شعور پر پوشیدہ نہیں اور علمائے دین اور طلباء علم دین کو زکوٰۃ دینا بہ نسبت دوسروں کے زیادہ ثواب ہے۔ اور مجالس الابرار صفحہ ۱۵۱ میں لکھا ہے وَمِنْ افضل المصارف من تکون ذا عیال اَوْ مدیونًا او مریضًا او قریبًا ذات الاعطاء الی القریب یکون صدقۃ و صلۃ ولایخفی علٰی احدٍ فی صلۃ الرحم من الثواب والا صدقاء والاخوان فی الدین یقدمون علی المصارف کما یقدم الاقارب علی الاجانب الخ

ترجمہ: یعنی سب سے بہتر مصرف وہ یہ شخص ہے جو بال بچوں والا قرضدار یا بیمار یا اپنا رشتہ دار ہو کیونکہ کیونکہ اپنے عزیزوں کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ بھی ہے۔ اور کسی پہ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ صلہ رحم میں کتنا ثواب ہے۔ اور دوست اور دینی بھائی اور مصارف پر مقدم ہیں جیساکہ اپنے غیروں پر مقدم ہیں۔ اور بہت ثواب ہے زکوٰۃ دینا ماہ رجب و شعبان و رمضان المبارک میں۔ کیونکہ اسکا مصرف اچھی جگہ ہوگا اور کہا بعض علمائے دین نے کہ زکوٰۃ دینا نیک آدمی کو بہت بہتر ہے۔ کیونکہ وہ اچھی جگہ خرچ کرے گا اور

عہ: رقاب۔ یعنی مکاتب۔ مراد یہ ہے کہ اسکو قیمت میں مدد کر کے آزاد کرا دیوے۔ مولف عفی عنہ

مال زکوٰۃ کو مسجد کے بنانے اور کفن میت وادا ء قرضہ میت پر نہ لگایا جاوے اور غنی کے غلام اور اسکے بیٹے صغیر کو بھی زکوٰۃ نہ دی جاوے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ؛

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی سروری عفی عنہ

سوال :۔ صدقہ فطر کا ادا کرنا کن لوگوں پر واجب ہے۔ اور عقیقہ میں کیا کیا حکم ہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب :۔ صدقہ فطر ان لوگوں پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہوں۔ پھر خواہ ان کے نصاب پر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو۔ اور اپنی حوائج سے فراغت رکھتے ہوں۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے :

صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى الْحُرِّ الْمُسْلِمِ اِذَا كَانَ مَالِكًا لِمِقْدَارِ النِّصَابِ فَاضِلًا عَنْ مَسْكَنِهٖ وَثِيَابِهٖ وَاَثَاثِهٖ وَفَرَسِهٖ وَسِلَاحِهٖ وَعَبِيْدِهٖ الخ اور صدقہ فطر عید کی صبح کے وقت واجب ہو جاتا ہے اور اسکو عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ اور بغیر دینے کے ساقط نہیں ہوگا۔ اور صدقہ دینا ولی کو واجب ہے اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں اور غلاموں اور کنیزوں کی طرف سے اور عورت اپنا فطرانہ خود ادا کرے۔ اور ایسے ہی فرزند بالغ جو غنی اور الگ ہو باپ سے۔ اور صدقہ دینا واجب ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ متفق عليه ؛

ترجمہ :۔ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہ کہا فرض کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوٰۃ ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے ہر مسلمانوں سے اور حکم فرمایا کہ اسکو ادا کریں لوگوں کے نکلنے سے پہلے نماز کی طرف۔ بیان کیا ہے اس حدیث کو بخاری ومسلم نے اور عبدالرزاق نے بایں طور حدیث نقل فرمائی ہے لقوله عليه السلام في خطبة اَدُّوْا عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ ؛

ترجمہ :۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ادا کرو ہر آزاد و غلام سے خواہ صغیر ہو یا کبیر ہو نصف صاع گیہوں اور صاع جو سے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور صاع ایک پیمانہ ہے۔ اور صاع معتبر وہ ہے کہ جس میں ایک ہزار چالیس درہم مونگ یا مسور سماوے۔ نقل از عین الہدایہ صفحہ ۷۵۶ سطر ۱۱ ؛

نوٹ :- صاع عراقی چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس اثار کا اور اثار چار مثقال کا۔ تو اس حساب سے من ایک سو اسی مثقال کا ہوتا ہے۔ اور مدینہ طیبہ کا صاع آٹھ رطل کا تھا۔ لہذا ہم دونوں کے قائل ہیں جو حساب لگانے سے ایک ہی وزن کے ہوتے ہیں۔ فقط از مصنف عفی عنہ۔

اور اصل صاع کے وزن میں علمائے دین کا اختلاف اس لئے پڑا ہے کہ ہر ایک ملک اور شہر کا الگ الگ صاع تھا۔ لیکن ہمارے نزدیک صحیح تر یہ امر ہے کہ صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ اور صاع میں دو سیر سے کچھ کم گیہوں سماجاتا ہے۔ لہذا ہمیں لازم ہے کہ دو سیر غلہ گندم دیا کریں۔ اگر اسکی قیمت حساب کر کے دے دیں تو بھی درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال :- عقیقہ کرنا سنت ہے یا واجب۔ اور کتنی عمر میں کیا جاوے۔ اور اسکا طریقہ کس طرح پر ہے۔ اور گوشت عقیقہ میں سے والدین یا دادا دادی کچھ کھائیں تو درست ہے یا نہیں۔ اور لڑکے کے کانوں میں آذان دینا کیسا ہے۔ جواب دواجر ملے گا۔

الجواب :- عقیقہ کرنا مسنون ہے۔ واجب نہیں چنانچہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِیْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ رَأْسُهٗ رواہ احمد والترمذی والنسائی ؀

ترجمہ :- روایت ہے حضرت حسن رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لڑکا گروی ہے بدلے عقیقہ اپنے کے ذبح کیا جاوے اس سے ساتویں دن۔ اور نام رکھا جاوے اور سر مونڈا جاوے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں ذبح کی۔ اور فرمایا اپنی دختر حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالے عنہا کو کہ اسکا سر مونڈو اور بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے صدقہ دو۔ سو بانی صاحبہ نے ویسا ہی کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دنبہ امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف سے عقیقہ میں ذبح کیا۔ اور آذان دینا لڑکوں کے کانوں میں نیز مسنون ہے چنانچہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ نقل از مشکوۃ باب

العقیقہ فصل ثالث :-

ترجمہ :- روایت ہے ابورافع رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ۔ کہا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو اذان دی بیچ کان حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے جسوقت کہ جنا اسکو حضرت مائی فاطمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا خاتون جنت نے مانند اذان نماز کے الخ پس ان دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ بروز ہفتم عقیقہ کرنا اور مولود کا سر مونڈوانا اور اسکے بالوں کو چاندی یا سونے سے وزن کر کے صدقہ کرنا اور بوقت تولد ہونے مولود کے اس کے کان میں آذان و اقامت کہنا یہ سب امور مستحب ہیں ۔ اور فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۱۱۵ میں لکھا ہے کہ اگر بروز ہفتم عقیقہ نہ ہو سکے تو چودھویں روز کرے ۔ اور اگر چودھویں روز بھی نہ ہو سکے تو اکیسویں روز کرے ۔ اگر ان تاریخوں میں نہیں کر سکتا تو جب طاقت ہو کرے ۔ اور عقیقہ کی خاطر قرضہ نہ اٹھاوے کیونکہ عقیقہ کرنا فرض واجب نہیں ۔ اور مولود کے بالوں کو زمین میں دفن کرے ۔ اور سر اور بکران اور پائے ذبیحہ کے حجام کو دیدے ۔ اور باقی گوشت کو تین حصوں پر تقسیم کرے ۔ اور اس سے ایک حصہ فقراء و مساکین کو دے ۔ اور دو حصہ باقی ماندہ ہمسایہ و اقارب اور اپنے لئے رکھے ۔ کما قَالَ الْعُلَمَاءُ حُکْمُ الْعَقِیْقَةِ حُکْمُ الْاُضْحِیَّةِ ۃ پس دریں صورت خوردن گوشت آں مادر و پدر و جد و جدہ رانیز جائز است ۔ اور ہڈی گوشت عقیقہ کو توڑنا اچھا نہیں ۔ اگر توڑ ڈالے تو کوئی حرج بھی نہیں ۔ اور پوست عقیقہ کو صدقہ کرے تو بہتر ہے ۔ ورنہ اپنے استعمال میں لاوے تو بھی جائز ہے ۔ اور وقت ذبح کرنے کے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَقِیْقَةُ ابْنِیْ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاجْعَلْھَا فِدَاءً لِابْنِیْ مِنَ النَّارِ ۔ اور مولود کا نام مطابق شرع شریف کے رکھنا چاہیئے ۔ اور اسکی خوشی میں شیرینی وغیرہ اشیائے ماکولہ تقسیم کریں تو درست ہے ۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور شریعت کے برخلاف کوئی کام نہ کیا جاوے ۔ اور مبارک بادی مروجہ کرنے میں کچھ عیب نہیں ۔ اور ختنہ بارہ (۱۲) برس سے پیشتر کرنا درست ہے ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۔

المجیب

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- طلاق رجعی اور طلاق بائن کسکو کہتے ہیں ۔ اور ان کے الفاظ کیا ہیں اور اسکا حکم کیا ہے ۔ جواب دو اجر ملے گا ۔

السائل حافظ رحمت علی نقشبندی از علی پور

الجواب:۔ طلاق رجعی اسکو کہتے ہیں جس میں بدوں نکاح جدید و حلالہ کے رجوع کرنے سے ہی عورت حلال ہو سکتی ہو۔ اور اسکی پانچ شرطیں ہیں۔ پہلے تین طلاق یکبارگی نہ کہے۔ دوم صریح لفظ طلاق کا بولے۔ سوم ایک دفعہ ہی طلاق کہی ہو۔ اس سے پہلے کوئی طلاق نہ کہی ہو۔ چہارم مالی اسباب کا ذکر طلاق کے ساتھ نہ کیا ہو۔ پنجم وہ عورت مدخولہ اسکی ہو۔ اگر ان کے برعکس کرے گا تو طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ چنانچہ کتاب صلوٰۃ مسعودی جلد سوم ص۵ میں بایں طور مسطور ہے۔ بدانکہ طلاق رجعی را پنج شرط است۔ اول آنکہ یکبارہ بہر سہ ندہد۔ دوم آنکہ صریح طلاق بود۔ سوم آنکہ یک طلاق دہد کہ پیش از وے نہ گفتہ بود۔ چہارم آنکہ مال درمیاں نبود۔ پنجم آنکہ مدخولہ بود۔ ہچنیں طلاق بارجعی بود۔ واگر زن نامدخولہ را سہ طلاق دہد سہ بار یک طلاق واقع شود واگر مدخولہ بود بہر سہ طلاق واقع شود۔ اور طلاق رجعی کے الفاظ بہت ہیں لیکن یہاں بطور اختصار تحریر کر دیئے جاتے ہیں وھوہذا۔ اگر مرو زن راگفت اگر بخانہ مادر بروی ترا طلاق۔ یا فلاں کار کنی ترا طلاق یا من فلاں کار کنم زن از من بطلاق۔ یا رستہ تو پوشم ترا طلاق۔ یا ہر چہ ترا طلاق۔ یا نصف ترا طلاق۔ یا ثلث ترا طلاق یا ربع ترا طلاق۔ یا مانند آں عضو شائع از بدن یا گوید روئے ترا یا سر ترا یا گردن ترا یا نفس ترا یا روح ترا بایں ہمہ الفاظ یک طلاق رجعی واقع شود۔

اور طلاق بائنہ وہ ہوتی ہے جس کے کہنے پر اس عورت کو بدوں نکاح جدید کے گھر میں نہیں رکھ سکتا اور طلاق بائنہ کے بے شمار الفاظ ہیں۔ کیونکہ اس میں الفاظ کنایہ کہ موضوع سے طلاق نہیں ہوتے۔ اپنے اپنے ملک کی بولی کے مطابق استعمال ہوا کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے الفاظ کنایہ بولے جاتے ہیں کہ جن سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے جیساکہ اعتدی یعنی شمار کر استبری رحمک یعنی اپنے رحم کو پاک کر لیا اَنْتِ واحدۃ۔ یعنی تو اکیلی ہے۔ انت حرۃٌ اختیاری۔ امرک بیدک مرختنک فارقتک وغیرہ۔ پس اگر یہ الفاظ عدم ناراضگی و عدم ذکر طلاق اور بدوں نیت طلاق دینے کے کسی شخص نے اپنی عورت کو کہے تو کوئی طلاق واقعہ نہ ہوگی۔ اور اگر یہ الفاظ بولے اور نیت طلاق کی کرے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر کسی شخص نے کہا اَنْتِ بَائِنٌ اَنْتِ بَتَّۃٌ۔ اَنْتِ حَرَامٌ۔ اَنْتِ خَلِیَّۃٌ۔ اَنْتِ بَرِیَّۃٌ۔ حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ اِلْحَقِیْ بِاَھْلِکِ وَھَبْتُکِ لِاَھْلِکِ۔ سَرَّحْتُکِ۔ فَارَقْتُکِ۔ اَمْرُکِ بِیَدِکِ اَنْتِ حُرَّۃٌ۔ تَقَنَّعِیْ تَخَمَّرِیْ۔ اِسْتَتِرِیْ۔ اُخْرُجِیْ۔ اِعْزُبِیْ۔ قُوْمِیْ۔ اِبْتَغِی الْاَزْوَاجَ۔ ترجمہ ان الفاظ کا یہ ہے۔ تو جدا ہے۔ تو حرام ہے تو خالی ہے۔ تو بری ہے۔ تو بیزار ہے۔ رسی تیری گردن پر ہے۔ یعنی جہاں چاہے تو چلی جا۔ مل جا اپنے

لوگوں سے۔ بخشا میں نے تجھ کو تیرے اہل کو۔ رخصت کیا میں نے تجھ کو۔ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو آزاد ہے۔ چادر پہن لے۔ چادر اپنے سر پہ ڈھانپ لے۔ اپنے آپ کو چھپا لے مجھ سے۔ دور ہو جا۔ نکل جا۔ کھڑی ہو جا۔ خاوند کو تلاش کر لے۔ پس ان تمام صورتوں میں ایک طلاق بائن پڑ جاوے گی۔ اگرچہ نیت کی تین یا ایک طلاق یا دو طلاق کی۔ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو کہا تجھ کو میں نے طلاق بائن دیا۔ یا کہ کہا اَشَدَّ الطَّلَاق یا اَفْحَشَ الطَّلَاق یا اَخْبَثُ الطَّلَاق یا طلاق الشَّیْطَان یا طلاق بدعت دیا میں نے تجھے طلاق مثل پہاڑ کے یا مثل ہزار طلاق کے یا گھر بھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض یا بڑی طلاق یا اَعْظَم طلاق یا غلیظ۔ پس ان تمام الفاظ میں ایک طلاق بائن بلا نیت واقع ہوگی۔ نقل از شرح وقایہ و در مختار اور فتاوے جامع الفوائد میں بایں طور ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا ترا رہا کردم لَا تُطَلَّقُ اِلَّا بِالنِّیَّۃِ وَاِنْ نَوٰی بَائِنًا۔ اور اگر کسی نے کہا میں تینکوں متا یا چھوڑ دیا۔ یا جدھر تے بھاویں تدھرے لگی وَنج۔ یَقَعُ طَلَاقٌ بَائِنٌ بِلَا نِیَّۃٍ کَمَا لَوْ قَالَ اَنْتِ بَائِنٌ۔ اور اگر کسی نے کہا ترا گذاشتم۔ یا تینوں میں متی یا تینوں میں چھوڑ دی۔ یَقَعُ طَلَاقٌ بَائِنٌ اِنْ اَعْرَفَ مُعْتَبَرٌ فِی الْکَلَامِ۔ اور اگر کسی نے کہا توں میتھوں رہی مُتّی فَطُلِّقَتْ طَلَاقًا بَائِنًا وَلَوْ قَالَ مرا با تو کار نیست ونزا ہمن نے۔ اِعْطِنِیْ مَاکَانَ عِنْدَكِ وَاذْھَبِیْ حَیْثُ شِئْتِ لَا یَقَعُ الطَّلَاقُ بِدُوْنِ النِّیَّۃِ اور صاحب کتاب خانی جلد ثانی صفحہ ۱۸ بحوالہ کتاب کافی دربارۂ مسائل طلاق یوں تشریح فرمائی ہے۔ الفاظ کنایتی بسیار است۔ چنانچہ اگر مردے زن خود را گوید تو جدا شدہ ٔ و یا تو حرامی و یا گوید دامن بریدہ شدی۔ یا گوید رسن بر گردن تو یعنی از من بروہر جائیکہ ترا خوش آید۔ و یا گوید برو بہ پیوند با اہل خود۔ یعنی برمادر و پدر یا قرابتیاں خود برو۔ و تو خالی یعنی از نکاح و تو بیزاری از نکاح۔ و ترا بخشیدم بقرابتیاں تو برو و تو جدائی و یا کار تو بدست تست و تو آزادی۔ و مقنعہ بپوش و دامنے بپوش۔ و پنہاں شوی یعنی از من و غریب شو یعنی از من بیروں آئی و برو و بر بہیز برائے خود طلب کن ایں جملہ لفظہا کنایات طلاق گویند۔ و در ہدایہ میگوید۔ اگر بدیں لفظہا نیت طلاق کند یکے طلاق بائنہ واقع شد و اگر نیت بر سہ طلاق کند ہر سہ واقع شد و اگر نیت دو طلاق کند یکے طلاق واقع شود۔ مگر آنکہ زن و شوہر در حالت ذکر طلاق باشند آنزماں بدیں الفاظ نزدیک یک طلاق واقع شود۔ اگرچہ نیت طلاق نباشد۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال :- اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو بحالت غضب کہے کہ تو میری ماں بہن ہے۔ اس میں کونسی طلاق واقع ہو گی۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل حافظ رحمت علی نقشبندی از علی پور۔

الجواب :- اس صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ فتاوے ہندیہ المعروف فتاوی عالمگیریہ صفحہ ۲۳۲ سطر ۱۲ میں اس طرح پر تحریر ہے اور عورت سے کہا کہ تو میری ماں ہے تو مظاہر نہ ہوگا مگر مکروہ تحریمہ ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اے میری دختر یا اے میری بہن یا مثل اسکے تو بھی وہی حکم ہے اور فتاوے حمادیہ و جواہر و فتاوے جامع الفوائد بالنظہار صفحہ ۱۲۷ میں نیز بایں طور مسطور ہے وَلَوْ قَالَ لَهَا اَنْتِ اُمِّيْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ اور کہا بعض نے کہ اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ لیکن یہ قول قابل عمل نہیں اور ایسے الفاظ کہنے والے کو توبہ کرنی چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- اگر ہندہ کا زنا کرنا اپنے سسر سے ثابت ہو جائے تو وہ اس حرمت مصاہرہ کی صورت میں بدوں حاصل کرنے طلاق کے شوہر سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب :- صورت مذکورہ بالا میں وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی۔ تاوقتیکہ وہ اپنے خاوند سے طلاق حاصل نہ کرے کیونکہ حرمت مصاہرہ میں نکاح بالفساد قائم رہتا ہے۔ اور اگر قاضی یا حاکم کے تفریق کرنے سے پہلے مرد نے اس سے وطی کر لی تو اس پر حد لازم نہ ہو گی۔ چنانچہ غایۃ الاوطار شرح در مختار جلد ۲ صفحہ ۱۵ میں مسطور ہے وَبِحُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ لَا يَرْتَفِعُ النِّكَاحُ حَتّٰى لَا يَحِلَّ لَهَا التَّزَوُّجُ بِاٰخَرَ اِلَّا بَعْدَ الْمُتَارَكَةِ وَانْقِضَاءِ الْعِدَّةِ والوطي بِهَا لَا يَكُوْنُ زِنَا۔

ترجمہ :- یعنی اور حرمت مصاہرہ سے نکاح نہیں ٹوٹ جاتا۔ یہاں تک کہ دوسرے سے نکاح کرنا حلال نہیں چھوڑ دینے یعنی بعد طلاق دینے اور عدت گذرنے کے نکاح اور قربت کرنا اس حرمت میں نہ ہوگا۔ یعنی زوج اگر قبل تفریق کے صحبت کرے گا تو اس پر حد زنا کی واجب نہ ہو گی۔ کذا فی حاشیہ المدنی عن الذخیرہ الخ اور فتاوے نور الہدیٰ صفحہ ۸۸ جلد اول میں لکھا ہے کہ اگر حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے تو نکاح ان کا بالکل باطل نہیں ہو جاتا۔ اور دوسرے شخص سے وہ عورت نکاح نہیں کر سکتی تاوقتیکہ اسکا خاوند اسکو طلاق نہ دیدے۔ اور اگر اسکا خاوند اس سے وطی کرے گا تو اس پر حد لازم نہ ہو گی۔ وہ نہ

بتحریم المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بزوج اٰخر۔ وان مضی سنون الا بعد المتارکة ولو طی لا یکون زنا فلا یجب علیه الحد هکذا فی خزینة وامینة اھ فتاوےٰ جامع الفوائد صفحہ ۹۰ سطر ۷ میں بایں طور مذکور ہے وَاِذَا وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ بَیْنَ الزَّوْجَیْنِ بِسَبَبِ الْمُصَاهِرَةِ فَاِنَّهٗ لَا یَرْتَفِعُ النِّکَاحُ مِنْهُمَا اَصْلًا بَلْ بَقِیَ النِّکَاحُ بَعْدَ الْحُرْمَةِ عَلٰی وَجْهِ الْفَسَادِ حَتّٰی لَا تَحِلَّ لَهَا تَزَوُّجٌ بِزَوْجٍ اٰخَرَ اِلَّا بَعْدَ الْمُتَارَکَةِ وَاِنْ مَضٰی عَلَیْهَا سُنُوْنٌ وَلَوْ وَطِئَهَا زَوْجُهَا لَا یَکُوْنُ زِنًا لِاَنَّهٗ مُخْتَلَفٌ فِیْهِ الخ اھ فتاوےٰ نور الہدیٰ جلد اول میں اسطرح مرقوم ہے۔ وقتیکہ میاں مرد وزن حرمت مصاہرہ واقع شود نکاح فاسد نمے شود بلکہ باقی میماند با فساد تا آنکہ زن را شوہر دیگر خواستن روا نیست سوائے جدائی ومتارکت شوہر اگرچہ سالہا بگذارد۔ اگر زن را ہماں شوہر وطی کند۔ زنا نتواں گفت وحد زنا نباشد زیرا حرمت مختلف فیہ است الخ اھ ونیز فتاوےٰ برہنہ دفتر دوم صفحہ ۴۹ میں مذکور ہے کہ حرمت مصاہرت رافع نکاح نیست وطی باو زنا نبود و بر شوہر دیگر حرام باشد۔ واگرچہ بریں سالہا رود۔ مگر بعد از متارکہ کما فی القنیہ۔ اور اسکے حاشیہ پر یوں لکھا ہے۔ یعنی اگر شخصے گفت مادر زن را مس بشہوت کردہ ام۔ پس مصاہرت ثابت شود۔ وزن ایں مرد را نکاح دور نشود۔ بشرطیکہ تکذیب نفس خود کردہ باشد۔ وطی ایں شخص بایں زن زنا نبود۔ و بر مرد دیگر حلال نشود تا آں شخص اورا طلاق ندہد الخ پس ان تمام دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ وہ عورت اس کے شوہر پر حرام بالفساد ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ دوسرے شخص سے بھی بدون حاصل کرنے طلاق وتفریق قاضی کے نکاح نہیں کر سکتی۔ واللہ اعلم بالصواب ؎

المجیب

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال :۔ اگر عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ تیرے والد نے یا تیرے بیٹے نے میرے ساتھ زنا بالجبر کیا ہے اور اس پر گواہ بھی پورے طور پر نہیں ملے۔ اور شوہر بھی اسکا تصدیق نہیں کرتا۔ یا تصدیق کرتا ہے لیکن اس کا باپ اس بات کو نہیں مانتا۔ اب اس صورت میں کیا وہ عورت اس پر حرام ہوتی یا نہیں اور ان پر کیا حکم ہے۔

لہ :۔ جب حرمت مصاہرہ ثابت ہو جاوے تو اس سے وطی کرنی درست نہیں۔ اور اگر شبہ میں وطی کرلی تو اس پر حد قائم نہ کی جاوے گی۔ اسکو تعزیر ہونی چاہیئے۔ الخ منہ عفی عنہ مصنف ؎

الجواب: اگر اسکے شوہر نے تصدیق کر لی تو وہ عورت اس پر بائنہ ہو جاوے گی۔ اگر تصدیق نہ کی تو وہ حرام نہ ہوگی۔ چنانچہ عبارات ذیل سے معلوم ہوتا ہے وَاِذَا تَزَوَّجَ بِكْرًا فَوَجَدَهَا ثَيِّبًا وَقَالَ اَبُوْكَ فَضَّنِيْ صَدَّقَهَا بَانَتْ وَالْمَوْلُوْد۔ اور اسکا ترجمہ یہ ہے۔ یعنی نکاح کیا ایک مرد نے باکرہ عورت سے۔ تو اس نے اسے باکرہ نہ پایا پھر اس نے پوچھا کہ کس نے تیرا ازالہ بکارت کیا۔ اس نے جواب دیا کہ تیرے باپ نے میری بکارت کا ازالہ کیا سو اگر زوج نے اس کے لئے تصدیق کی تو اسکا نکاح ٹوٹ گیا۔ بدوں مہر کے یعنی مہر دینا شوہر پر واجب نہ ہوا کیونکہ عورت کا قصور تھا کہ اس نے اول کیوں ظاہر نہیں کیا۔ اگر عورت کی تصدیق شوہر نے نہیں کی تو نکاح نہ ٹوٹا چاہے اسکو رکھے چاہے چھوڑ دے۔ نقل از غایۃ الاوطار جلد دوم صفحہ ۱۳۔ اور کتاب عین الہدایہ جلد دوم صفحہ ۱۷۱ میں تیرا بابِ طور مسطور ہے۔ جورو نے اپنے خاوند کو کہا کہ مجھ سے تیرے باپ نے وطی کی یا تیرے بیٹے نے شہوت سے مس کیا۔ اگر شوہر واسکا بیٹا تصدیق نہ کرے تو بائنہ نہ ہوگی۔ اور اسی فتاوے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے حرمت مصاہرہ کا اقرار کیا جس سے جورو حرام ہوتی ہے تو دونوں میں تفریق کرائی جائے گی الخ مثلاً کہا مرد نے کہ میں نے تیرے نکاح سے پہلے یا بعد تیری ماں سے وطی کی۔ اگرچہ دل لگی سے کہا ہو۔ المحیط پھر اگر دعویٰ کرے کہ میں نے جھوٹ کہا تو قاضی تصدیق نہ کرے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے نزدیک اگرچہ جھوٹا تھا تو یہی ہوگا۔ اور جورو حرام نہ ہوگی۔ مگر قاضی تفریق کرا کے پورا مہر دلوائیگا۔ التجنیس۔ پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اسکی حرمت کا دار و مدار اسکے خاوند پر ہے۔ اگر وہ تصدیق کرے تو اس پر حرام ہوگی۔ اگر وہ تصدیق نہ کرے اور گواہی پورے طور پر دیں تو پھر بھی اس پر حرام ہو جائے گی۔ اور اگر کبھی تصدیق کرے اور کبھی انکار کرے تو اس صورت میں قاضی کو چاہیئے کہ ان میں تفریق کرا دے۔ اور اسکے اصرار کو تسلیم نہ کرے۔ اور اگر گواہ بھی اسکے نہیں اور تصدیق بھی نہیں کرتا تو وہ عورت اس پر حرام نہ ہوگی۔ کما مر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: ثبوت زنا کے لئے گواہوں کی ضرورت ہے۔ اور کس طرح گواہی لی جاوے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: زنا کے ثبوت کی خاطر چار آدمیوں کی ضرورت ہے جو نیک مرد ہوں۔ چنانچہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ الخ اور کتاب شرح درمختار میں ہے وَيَثْبُتُ بِشَهَادَةِ اَرْبَعَةِ رِجَالٍ فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَلَوْ مُتَفَرِّقِيْنَ حُدُّوْا۔ یعنی زنا چار آدمیوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔ وہ ایک ہی مجلس میں ہوں۔ اگر متفرق ہونگے تو تمام پر حد لگائی جائے گی۔ اور امام گواہوں سے

اسطرح سوال کرے مَاھُوَ۔ یعنی زنا کیا تھا۔ وَکَیْفَ ھُوَ۔ وہ کسطرح تھا۔ وَاَیْنَ ھُوَ۔ اور کہاں تھا۔ وَمَتیٰ ھُوَ؟ اور زنا کب کیا تھا۔ وَبِمَنْ زَنَا۔ اور کِس کے ساتھ کیا تھا۔ فَاِنْ بَیَّنُوْا وَقَالُوْا رَاَیْنَاہُ وَطِئَھَا فِیْ فَرْجِھَا کَالْمِیْلِ فِی الْمُکْحَلَۃِ حَکَمَ بِھَا؛

ترجمہ :۔ یعنی اگر وہ تمام باتوں کو بیان کردیں اور کہیں ہم نے اس شخص کو اس عورت کے فرج میں وطی کرتے ہوئے دیکھا جیسے سُرمچہ سرمیدانی میں۔ پھر ان کی شہادت کے بعد قاضی ان پر حد مارنے کا حکم کرے الخ اور حد کی چھ قسمیں ہیں۔ حد زنا۔ حد شراب۔ اور حد بدمست۔ اور حد قذف۔ اور حد چوری۔ وحد ڈاکہ زنی پس اگر ان کا ثبوت ہو جائے تو ان پر حدود[علہ] قائم کئے جائیں گے۔ زانی اور زانیہ محصن ہونگے تو ان کو رجم کا حکم دیا جائے گا۔ اور محصن اس کو کہتے ہیں جو عاقل بالغ مسلم اصیل شادی شدہ اور عورت سے دخول بھی کیا ہو۔ تو ایسے شخص کو ایک بڑے وسیع میدان میں گاڑ کر پہلے اس پر گواہ پتھر ماریں۔ پھر حاکم صفیں باندھ کر عوام الناس اس پر پتھر ماریں۔ واللہ اعلم بالصواب؛

المجیب

خادم شریعت نظام دین حنفی قادری عفی عنہ

سوال :۔ آجکل بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو بیس بیس سال تک بٹھا دیتے ہیں اور ان کا نکاح نہیں کرتے اور یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وہ بُرے افعال کرنے لگ جاتی ہیں کیا اس صورت میں وہ گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں۔

الجواب :۔ لڑکی جب جوان ہو جائے تو اسکا نکاح جلدی کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر وہ بدفعلی کرے گی تو اسکے ذمہ وار اسکے ماں باپ ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے عَنْ عُمَرَابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّوْرَاۃِ مَکْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُہٗ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ سَنَۃً وَلَمْ یُزَوِّجْھَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِکَ عَلَیْہِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ :۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ کتاب

علہ :۔ حد زنا کنوارہ کی ۱۰۰ درہ ہے۔ محصن کی سنگسار ہے۔ حد شراب کی اور قذف کی ۸۰ درہ ہے۔ اور چور کی سزا دس درہم یا زائد چوری ثابت ہو تو ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ راہزن کی سزا مختلف ہے جیسی حرکت کرے گا ویسی سزا ہے۔ باقی بڑی کتابوں میں ملاحظہ کریں؛

توراۃ میں مرقوم ہے کہ جس شخص کی لڑکی بارہ سال کی ہو جائے اور وہ نکاح نہ کرے تو جو اسکی لڑکی سے گناہ ہوگا اسکا بوجھ اس کے باپ کی گردن پر ہوگا۔ اور ایک حدیث میں اسطرح وارد ہے۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَہٗ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَلَمَّا بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی سعید خدری وحضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اسکو چاہیئے کہ اسکا نام اچھا رکھے۔ اور اسکو ادب سکھائے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اسکی شادی کرے۔ اگر وہ بالغ ہوگیا اور باوجود طاقت ہونے کے اس کی شادی نہ کی۔ تو جو اس سے گناہ سرزد ہوگا وہ اس کے باپ کی گردن پر ہوگا۔ پس برادران کو چاہیئے کہ جب لڑکی یا لڑکا بالغ ہو جائے تو جلد شادی کردینی چاہیئے۔ ورنہ مجرم ہونگے۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سہروردی عفی عنہ

سوال:۔ حرمت مصاہرہ کا کیا ثبوت ہے۔ جواب حدیث شریف واقوال آئمہ دین سے دیں۔ کیونکہ وہابی لوگ اس مسئلہ کے بالکل منکر ہیں۔

الجواب:۔ مسائل حرمت مصاہرہ کا ثبوت قرآن مجید وکتب احادیث میں بایں طور مذکور ہے کہ سب خلقت اللہ تعالےٰ نے نطفہ سے رکھی ہے لقولہ تعالےٰ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ۔ پس اس میں فرق صرف بعیدی ہے۔ چنانچہ عین الہدایہ جلد دوم صفحہ ۸۱ میں اس مسئلہ کو بایں صورت بیان کیا ہے۔ تحقیق الکلام یہ ہے کہ جو بچہ کسی مرد کے نطفہ سے ہو وہ اسکا بیٹا اور بیٹی ہے۔ بدلیل حدیث راہب جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک عورت نے اسکو مبتلائے فجور کرنیکا بیڑا اٹھایا تھا۔ آخر قابو نہ پایا تو چرواہے سے زنا کراکے پیٹ دکھایا۔ اور لوگوں کو دکھلایا جنہوں نے راہب کو مارا اور اسکا صومعہ کھود ڈالا۔ مرد نیک نے اس دودھ پیتے بچے سے خطاب کیا۔ کہ او بچہ تیرا باپ کون ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بندہ صالح کی کرامت پر اس شیرخوار کو گویا کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ یہ دیکھ کر لوگ خوف وندامت سے اسکے پاؤں پر گرے غرضیکہ یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جسکے نطفہ سے مخلوق ہوا اسی کا فرزند بیٹا بیٹی ہوتا ہے۔ اور زبان عرب میں بھی معروف ہے۔ پس لغت موافق حدیث صحیح ہوئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ

اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ الآیۃ۔ میں بیٹیوں کو حرام کیا ہے۔ پس بیٹی موافق لغت و حدیث کے وہ بچہ مادہ جو مرد آدمی کے نطفہ سے مخلوق ہوئی خواہ نطفہ بطریق شرعی ڈالا ہو یا نہیں۔ کیونکہ حدیث راہب میں جریج راہب نے زنا سے نطفہ ڈالا تھا۔ پھر وہ باپ اور یہ بیٹا ٹھہرا ہاں فرق دونوں صورتوں میں بر وجہ دیگر ہے وہ اس طرح کہ فرزند سے دو قسم کے احکام متعلق ہیں۔ ایک بنظر ذات و خلقت اور دوم بنظر میراث و منفعت۔ پس خارج ذات کے احکام و منافع بطریق سزا کے زانی کو نہیں لیں گے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ الولد للفراش وللزانی هو الحجر۔ یعنی فرزند تو فراش والے کا ہے۔ مرد زنا کار کے واسطے پتھر ہیں۔ یعنی یہ کہ جس فرزند کے حق میں یہ احکام مرتب ہوں۔ وہ فرزند ہوتا ہے جو صحیح فراش کے یعنی حلال شرعی سے پیدا ہوا خواہ بطور نکاح یا بطور ملک کے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ احکام ذاتی میں وہ فرزند نہ ہو۔ حالانکہ حدیث راہب سے ثابت کیا اور حرمت قرابت بوجہ ذات کے ہے۔ اور بالاجماع جب وطی دختر سے واقع ہو تو ماں حرام ہو جاتی ہے۔ جب کہ نکاح ہو تو اسی جہت سے کہ وہ فرزند کا سبب ہے۔ حتیٰ کہ جو فرزند پیدا ہو وہ باپ کا بچہ ہے۔ اور جب کہ میں نے ثابت کر دیا کہ نکاح کو کچھ دخل نہیں بلکہ زنا سے پیدا ہو وہ بھی باپ کا بچہ ہے تو ثابت ہوا کہ ہر وطی موجب حرمت ہے کیونکہ اسکا کوئی قائل نہیں کہ بچہ ہو تو وطی موجب حرمت مصاہرہ ہے ورنہ نہیں۔ پس ثبوت ہو گیا کہ وطی سے حرمت مصاہرت لازم ہو جاتی ہے۔ اور جو بچہ پیدا ہو وہ بیٹا یا بیٹی ہوتی ہے اور اس سے قرابت محرمہ متحقق ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی بیٹی ہے۔ پھر اگر وہ حلال طور پر ہو تو احکام میراث وغیرہ بھی ثبوت ہیں ورنہ نہیں الخ۔ اور کتاب الآثار محمد رحمۃ اللہ علیہ میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے۔ وہو ہذا۔ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا قَبَّلَ الرَّجُلُ اُمَّ امْرَاَتِهٖ اَوْ لَمَسَهَا بِشَهْوَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَاَتُهٗ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ◆

ترجمہ:۔ جب بوسہ باس کیا کسی شخص نے اپنی ساس کا شہوت سے تو اس صورت میں اسکی زوجہ اسپر حرام ہوگی۔ اور کہا امام محمد نے ہم اسی کو پکڑتے ہیں۔ اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور کتاب نور الہدایہ جلد ۲ صفحہ ۶ میں ایک حدیث بایں الفاظ مسطور ہے۔ کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلہ حرمت مصاہرہ کے مسئلہ میں اس لئے مفتی کو لازم نہیں کہ بدوں طلاق دلانے کے تفریق زوجین میں کرانے کہ نے نکاح الفساد کا حکم دیا ہے۔ کہ جانبین کے دلائل میں کلام ہے؛

کہ تحقیق میں نے زنا کیا تھا ایک عورت سے جاہلیت میں کہ اب میں نکاح کروں اس کی بیٹی سے سو فرمایا آپ نے سو میں نہیں تجویز کرتا اسکو آخر حدیث تک۔ کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں جو نکاح کرے کسی عورت سے سوا سکو دبا دے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کرے تو نکاح کرے اس کی بیٹی سے اور یہ حدیث مرسل ہے۔ اور نزدیک ہمارے حدیث مرسل حجت ہوا کرتی ہے۔ جب کہ اسکے راوی ثقہ ہوں الخ اور کتاب فیض الباری شرح صحیح بخاری سپارہ ۲۱ صفحہ ۱۱۳ میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے دریافت کیا کہ اگر مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو اسکا کیا حکم ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ اسکی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے امام ہانی سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے تو اس مرد کو نہ اس کی ماں حلال ہوتی ہے اور نہ اسکی بیٹی الخ۔ اور بخاری میں ہے وَرُوِيَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِبْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَلِبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ یعنی روایت کی گئی عمران بن حصین سے اور جابر بن زید اور حسن اور بعضے اہل عراق سے کہ اسکی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے" اور عبد الرزاق نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہیں الخ پس یہی فتوے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شاگردوں اور حضرت امام ثوری اور حضرت ابوہریرہ و امام احمد بن حنبل و اوزاعی اور عطاء وغیرہ اہل عراق رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ اور حضرت امام شافعی و حضرت امام مالک و حضرت قتادہ و یحییٰ بن یعمر وہ سب کے سب اسکے برعکس ہیں۔ اور ان کی دلیل یہ ہے اَلْحَرَامُ لَا يُفْسِدُ الْحَلَالَ یعنی حرام نہیں فساد کرتا حلال کو۔ اور کہا اس حدیث کو ابن المدینی نے ضعیف ہے۔ اور البابی رازی و نسائی و داؤد نے اسکو کہا ہے۔ اور کہا دار قطنی نے یہ متروک ہے۔ غرضیکہ اسکے طرق میں عثمان بن عبد الرحمن و قاضی عبن بر طرح طرح کے اعتراض ہیں۔ لہذا یہ حدیث قابل عمل و اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب
خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال:۔ موجودہ زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ بعض عورتیں بسبب ناراضگی و نااتفاقی خاوند کے چند یوم کے واسطے مذہب عیسائی اختیار کر لیتی ہیں تاکہ اس صورت میں ہمارا نکاح ٹوٹ جاتے گا اور آپس میں خود جدائی ہو جاتے گی۔ کیا اس صورت و حیلہ میں نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اس حیلہ وصورت میں یہ نکاح ہرگز ہرگز نہیں ٹوٹ سکتا کیونکہ ان کا ایمان مطمئن بالقلب ہے۔ اور قرآن مجید اسپر شاہد ہے۔ لقولہ تعالے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ پ۱۴ سورۂ نحل۔

ترجمہ۔ یعنی جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے پیچھے ایمان اپنے کے مگر جو شخص کہ زبردستی کیا گیا اور دل اس کا آرام میں ہے ساتھ ایمان کے الخ پس اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص زبردستی سے کفر کے کلمات کہلایا جائے اور حالانکہ اسکا ایمان مطمئن ہو تو وہ ان کلمات کہنے سے کافر نہیں ہو سکتا ہے۔ اور کتاب غایۃ الاوطار جلد دوم صفحہ ۵۶۷ میں اسطرح اس مسئلہ کو واضح فرمایا ہے کہ جب عورت ابطال نکاح کے واسطے ارتداد اختیار کرے چنانچہ فتاوے عالمگیریہ میں اسکی تصریح کی ہے کہ اگر عورت کلمہ کفر زبان پر جاری کرے زوج کو رنج دینے کے واسطے اور مہر چھڑانے کے واسطے بسبب نکاح جدید کے تو اسکو بزبردستی مسلمان کرنا چاہیئے پھر قاضی اسکا نکاح جدید کرے تھوڑے مہر پر کذا فی الحاشیۃ المدنی۔ اور آگے اسکے درمختار کی عبارت بھی یوں دلالت کرتی ہے۔ وہو ہذا۔ وَاَفْتٰى مَشَايِخُ بَلْخٍ بِعَدَمِ الْفُرْقَةِ بِرِدَّتِهَا زَجْرًا وَتَيْسِيْرًا لَاسِيَّمَا الَّتِيْ تَقَعُ فِي الْكُفْرِ ثُمَّ تُنْكِرُ قَالَ فِي النَّهْرِ وَالْاِفْتَاءُ بِهٰذَا اَوْلٰى مِنَ الْاِفْتَاءِ فِي النَّوَادِرِ۔ یعنی فتوے دیا مشائخ بلخ نے جدائی نہ پڑنے کا عورت کے مرتدہ ہونے سے عورت کی جھڑکی کے واسطے تاکہ شوہر پر اسکا حیلہ نہ چلے۔ اور خلق پر آسانی کے واسطے جہاں قاضی اور حاکم نہ ہو علی الخصوص وہ عورت کہ موجبات کفر کرے پھر منکر ہو جاوے۔ نہر الفائق میں کہا کہ اس روایت پر فتوے دینا بہتر ہے نوادر کی روایت کے فتوے سے الخ من عینہ نقل از غایۃ الاوطار شرح درمختار۔ اور فتاوے قاضیخان جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ لکھنؤ میں باین طور تحریر ہے مَنْكُوْحَةٌ اِرْتَدَّتْ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ حُكِيَ عَنْ اَبِيْ نَصْرٍ وَاَبِي الْقَاسِمِ الصَّفَّارِ اِنَّهُمَا قَالَا لَا يَقَعُ الْفُرْقَةُ بَيْنَهُمَا حَتّٰى لَا تَصِلُ اِلٰى مَقْصُوْدِهَا الْفُرْقَةِ وَفِي الرِّوَايَاتِ الظَّاهِرَةِ يَقَعُ الْفُرْقَةُ وَتُحْبَسُ الْمَرْاَةُ حَتّٰى تُسْلِمَ وَيُجَدَّدُ النِّكَاحُ الخ اور فتاوے نور الہدیٰ صفحہ ۱۶ میں نیز اسطرح پر مشائخ بلخ وسمرقند کا فتویٰ تحریر ہے كَانُوْا يُفْتُوْنَ بِعَدَمِ وُقُوْعِ الْفُرْقَةِ بِرِدَّةِ الْمَرْاَةِ حسما لباب المعصیۃ وعامتہم یقولون لیقع الفتح ولکن تجبر علی النکاح بزوجہا بعد الاسلام زجرا لمقصود یحصل بذالک ومشائخ بخاری کانوا علی ہذا علی من عینہ ولا تقتل مرتدۃ حرۃ کانت او امۃ تجبر علی الاسلام ولا تحبس حتی تسلم الی الدکار میں ان تمام دلائل سے واضح ہو چکا ہے کہ اس حیلہ سے نکاح خود بخود فسخ نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر اسکا مطلب مرتدی پر ہے تو پھر بھی حاکم ومفتی وقاضی کو لازم ہے کہ اس

عورت کو اسلام پر مجبور کریں، ورنہ قید کریں۔ یہانتک کہ وہ اسلام لا دے۔ ہورا سکے خاوند سے ہی اس کا نکاح کر دے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب ___

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال: لڑکا ہو یا لڑکی کتنی عمر میں بالغ ہو جاتے ہیں۔

الجواب: کتاب ہدایہ جلد سوم میں یہ مسئلہ اسطرح پر مسطور ہے قَالَ بُلُوْغُ الْغُلَامِ بِالْاِحْتِلَامِ وَالْاِحْبَالِ وَالْاِنْزَالِ اِذَا وَطِیَ فَاِنْ لَمْ یُوْجَدْ ذٰلِکَ فَحَتّٰی یَتِمَّ لَهٗ ثَمَانِیَ عَشْرَةَ سَنَةً عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَبُلُوْغُ الْجَارِیَةِ بِالْحَیْضِ وَالْاِحْتِلَامِ وَالْحَبَلِ فَاِنْ لَمْ یُوْجَدْ ذٰلِکَ فَحَتّٰی یَتِمَّ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً وَ هٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رحمة الله علیه وَقَالَا اِذَا اَتَمَّ لِلْغُلَامِ وَالْجَارِیَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً بَلَغَا هُوَ رِوَایَةٌ عن ابی حنیفة رحمة الله علیه وهو قول الشافعی رحمة الله علیه وعنه فی الغلام تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً بَلَغَا وهو ندا فیہ عن ابی حنیفة رحمة الله علیه وَ هُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِ رحمة الله علیه وعنه فی الغلام تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً یعنی لڑکا بالغ اسوقت ہوتا ہے کہ احتلام ہو یا وطی کر کے عورت کو حاملہ کرے۔ یا انزال ہو۔ پس اگر ان میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو بالغ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اٹھارہ برس پورے ہو جائیں۔ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور لڑکی اسوقت بالغ ہوتی ہے کہ اسکو حیض آوے۔ یا احتلام ہو یا حمل ہو جاوے۔ اور یہ بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور صاحبین نے فرمایا کہ لڑکا لڑکی دونوں جب کہ پندرہ برس کے ہو جاویں۔ اور یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت ہے اور یہی حضرت امام شافعی کا قول ہے الخ اور اگر لڑکا یا لڑکی قریب بلوغت کے پہنچ جائیں اور کہہ دیں کہ ہمیں احتلام ہوتا ہے تو ان کے قول کو تسلیم کیا جائیگا۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے قال واذ اراهق الغلام او الجاریة الحلم واشكل امره فی البلوغ فقال قد بلغت فالقول قوله واحكامه احكام البالغین لانه معنی لا یعرف الا من جهتها ظاهرا فاذا اخبرا به ولم یكذبها الظاهر قبل قولهما فیه كما یقبل قول المرأة فی الحیض یعنی اگر لڑکا یا لڑکی قریب بلوغ پہنچے اور بلوغ میں ان کی حالت مشتبہ ہوگی۔ پس اس نے کہا کہ میں بالغ ہوں تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اس پر بالغین کے احکام ثابت ہونگے کیونکہ بلوغ ایک ایسی ہی چیز ہے جو سوا ان دونوں کے اور کسی طرح پر معلوم نہیں ہوسکتی۔ تو جب ان دونوں نے بلوغ کی خبر دی اور ظاہر میں کوئی ایسی چیز

نہیں جوان کو جھٹلا دے تو اس بارہ میں ان دونوں کا قول قبول ہوگا۔ جیسے عورت نے اپنے حیض کی خبر دی تو اسکا قول قبول ہوتا ہے۔

ف: قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو امر صرف عورت ہی کی طرف سے معلوم ہوتا ہے اس میں عورت کا اظہار بحکم قولہ تعالے وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ الآیہ کے قبول ہوگا۔ اسی طرح طفل قریب بلوغ کا قول ہے۔ اور فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے وَحَدُّ الْمُرَاهِقَةِ اِثْنَیْ عَشَرَ فِی الذَّکَرِ وَتِسْعَ سِنِیْنَ فِی الْاُنْثٰی۔ یعنی حد لڑکا مراحق کی بارہ سال میں ہے۔ اور عورت کی نو سال میں ہے اور حکم مراحقہ کا مانند حکم بالغین کے ہے۔ وَالْمُرَاهِقَةُ کَالْبَالِغِ وَالْبَالِغَةِ۔ اور اگر لڑکا یا لڑکی میں یہ آثار نہ پائے جائیں تو ان کی عمر جب پندرہ برس کی ہو جائے تو فتوے ان کی بلوغت کا دیا جاوے گا۔ اور اسی پر فتوے ہے۔ نقل از جامع الفوائد صفحہ ۸۸۔ اور حدیث بھی اس پر شاہد ہے۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُرِضْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ اُحُدٍ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَدَّنِیْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَیْهِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِیْ الخ

ترجمہ: یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ احد کے موقعہ پر جنگ میں جانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور میری عمر اسوقت چودہ برس کی تھی۔ تو میرے لڑکپن کے سبب سے حضرت نے مجھے واپس کر دیا۔ پھر جنگ خندق کے موقعہ پر میں حاضر ہوا۔ اس وقت میری عمر پندرہ برس کی تھی۔ تو اس میں مجھے اجازت جنگ میں شریک ہونے کی دی گئی۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بارہ برس سے کم عمر کا لڑکا بالغ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی لڑکی نو برس سے کم عمر کی بالغ ہو سکتی ہے۔ یعنی ان کو آثار مثل حیض و انزال و احتلام و حمل کے نہیں ہو سکتے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۞

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال: میت کے ساتھ شجرہ شریف اپنے خاندان کا رکھنا درست ہے یا نہیں۔ جواب۔ دو اجر ملے گا۔

الجواب: شجرہ شریف قبر میں ایک طرف میت کے ساتھ دیوار میں طاقچہ بنا کر رکھنا اس میں رکھنا تبرکاً درست ہے۔ لیکن میت کے سینہ پر رکھنا نزدیک علمائے کرام و فضلائے عظام کے درست نہیں۔ چنانچہ فتاوے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی جلد اول صفحہ ۷۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں بایں طور مسطور

ہے۔ شجرہ در قبر نہادن معمولی بزرگان است۔ لیکن این را دو طریق است۔ اول اینکہ بر سینہ مردہ در دل کفن یا یا بالائے کفن گذارند۔ این طریق را فقہا منع میکند۔ و میگویند کہ از بدن مردہ خون وریم سیلان میکند و موجب سوء ادب باسماء بزرگان میشود۔ و طریق دوم اینست کہ جانب سر مردہ اندرون قبر طاقچہ بگذارند و درآں کاغذ شجرہ را نہند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ وزیرآبادی

سوال: ہر پانچ نماز کے بعد کیا وظیفہ کرنا چاہیئے اور بوقت وظیفہ کرنے کے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت مبارک کا تصور کرنا یا مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: جو کسی صاحب کے مرشد نے فرمایا ہو وہ وظیفہ کرنا چاہیئے۔ اس میں بہت فائدہ ہوتا ہے لیکن فقیر کا خاندان قادری ہے۔ اور قادری خاندان کے نزدیک بعد از نماز صبح پانچ تسبیح درود شریف کی پڑھنی چاہیئے۔ اور نماز ظہر کے بعد استغفار کی چھ تسبیح پڑھنی چاہیئے۔ اور نماز عصر کے بعد سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ پانچ دفعہ پڑھنا چاہیئے۔ اور نماز مغرب کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ پانچسو بار۔ اور نماز عشاء کے بعد سورہ ملک و سورہ مزمل ایک ایک بار پڑھنی چاہیئے۔ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوے جلد اول صفحہ ۷۲ سطر ۱ میں لکھا ہے کہ بوقت درود شریف پڑھنے کے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت کو تصور کرنا اور منہ بجانب مدینہ منورہ کر کے بیٹھنا درست ہے۔ اور عبارت بعینہ یہ ہے۔ بعد از نماز عشاء درود بہر صیغہ کہ باشد صد بار متوجہ بسمت مدینہ منورہ شدہ و استحضار صورت مبارک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمودہ باید خواند الخ۔ اور کتاب شامی و نہر الفائق و احیاء العلوم جلد اول میں مذکور ہے۔ کہ بوقت پڑھنے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور دل میں کرے۔ اور کتب تواریخ میں ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا جائز ہے۔ اور باقی مفصل ذکر اسکا جلد اول و پنجم میں گذر چکا ہے مطالعہ کریں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال: ختم خواجگان بوقت مصیبت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: ختم خواجگان کا پڑھنا ہر مصیبت کے لئے تیر بہدف ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدال

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوے عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲ سطر ۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور فوائد اسماء کے یوں تحریر کرتے ہیں۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پانصد بار اول وآخر درود شریف دہ بار تا حصول مقصود برائے استمالت قلوب حکام۔ یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ بِالْخَیْرِ دو صد بار بعد از نماز عشاء باید خواند۔ یَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ صد بار نیز برائے ایں کار مجرب است۔ واگر ختم خواجگان برائے حصول مہم اتفاق افتد بہتر است۔ ویا قاضی الحاجات نیز باید خواند الخ فقط۔

المجیب
خادم شریعت نظام دین قادری سروری حنفی ملتانی عفی عنہ

سوال:۔ طریق زیارت قبور اور ان سے استمداد کرنے کا کیا ہے۔ اور اسکا ثبوت کسی حدیث کی کتاب میں ہے تو تحریر فرماویں۔ فقط۔

الجواب:۔ اس مسئلہ کا ثبوت جلد اول میں گذر چکا ہے۔ اور شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوے جلد اول صفحہ ۱۷۱ میں بایں الفاظ تحریر کیا ہے۔ کہ جب کوئی کسی مومن کی قبر پر جاوے کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَنَحْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔ اول پشت بقبلہ روبسینہ میت نماید وسورہ فاتحہ یک بار واخلاص سہ بار بخواند۔ اور اگر صاحب قبر ولی ہو تو منہ اسکے سینہ کے مقابلہ میں کرے اور اکیس مرتبہ ضربیہ اسماء طیبہ پڑھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ اور بعد اسکے سورۃ انا انزلناہ کو تین مرتبہ بہ نیت خالص پڑھے تو ان کے پڑھنے سے برکات وانوار دل پر نازل ہونگے اور اسکے آگے صفحہ ۱۷۷ میں بایں طور مسطور ہے۔ بعضے از اہل قبور مشہور بکمال اند وکمال ایشاں بتواتر شدہ طریق استمداد از ایشاں آنست کہ جانب سر قبر او سورہ بقر انگشت بر قبر نہادہ تا مُفْلِحُوْن بخواند باز بطرف چپ قبر بیاید۔ وَاٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ بخواند وبزبان گوید اے حضرت من برائے فلاں کار در جناب الٰہی التجا کے دعا میکنم شما نیز بدعا شفاعت امداد من نمائید۔ باز رو بقبلہ آورد مطلوب خود را از جناب باری خواہد۔ و کسانیکہ کمال ایشاں معلوم نیست ومشہور ومتواتر نشدہ دریافت کمال آنہا ہمیں طریق است کہ بعد فاتحہ درود وذکر سبوح دل خود را مقابلہ سینہ مقبور بر آرد۔ واگر راحت وتسکین ونورے دریافت کند بداند کہ ایں قبر اہل اصلاح وکمال است۔ لاکن استمداد از مشہورین بباید کرد الخ اور باقی ثبوت ان مسائل کا جلد اول میں مطالعہ کریں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب
خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال: ۔ تعویذ اور گنڈہ اور استخارہ کرنا درست ہے یا نہیں ۔ کیونکہ فرقہ وہابیہ ان کو شرک اور کفر بتاتے ہیں ۔ چنانچہ کتاب تقویۃ الایمان و کتاب التوحید میں مذکور ہے ۔ اور اس مسئلہ کا جواب حدیث شریف سے تحریر کریں ۔ فقط ۔

الجواب: ۔ تعویذ بنانا اور دم کرنا اور دھاگے پر عقد کرنا برائے دفع امراض وغیرہ جائز ہے ۔ کیونکہ حدیث شریف اسپر شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزندان حسنین رضی اللہ تعالے عنہما کے لئے تعویذ بنایا ۔ اور ان کے گلے میں ڈالا اور فرمایا یہ تعویذ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمہارے باپ نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق علیہما السلام کے لئے بھی بنایا کرتے تھے ۔ اور یہ حدیث مسلم شریف و کتاب قول الجمیل صفحہ ۱۰۶ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی میں بھی موجود ہے ۔ اور حدیثیں اسپر بہت شاہد ہیں ۔ اور حافظ محمد صاحب سرگروہ فرقہ غیر مقلدین نے اپنی کتاب زینت الاسلام حصہ دوم ص۸۱ میں بہت تعویذ تحریر فرمائے ہیں اور لکھتے ہیں ۔

شعر

نفع رسانی خلقت کارن چاہو عمل جے کوئی ۔۔۔ روا شرع وچہ میں اوہ لکھاں تساں اجازت ہوئی

اور استخارہ کرنا بھی درست ہے ۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا دیکھو مشکوٰۃ شریف ۔ واللہ تعالے اعلم ۔

سوال: ۔ برائے دفع کرنے آسیب جادو کے کونسا عمل مجرب ہے ۔

الجواب: ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوے صفحہ ۱۳ میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں کہ روغن سرشف دراوندمبی انداختہ چہار دہ بار آیت قطب یعنی ثُمَّ اَنْزَلَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ تا بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کہ در سیپارہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ در سورت آل عمران است خواندہ برآں روغن بدبدبر بار کہ خواندہ دم کردہ باشد ۔ پس روغن مذکور بر تمام بدن آسیب زدہ بمالد ۔ بوجہیکہ موضع یک موئے ہم خالی نہ ماند ۔ واحتیاط نماید کہ آں روغن را بر زمین بنہد ۔ و دست داراں نہ اندازد ۔ و ہر کہ اول روز بمالد ہماں کس ہر روز مالیدہ باشد ۔ و تا ... اول روز مقرر کند تجاوز نماید انشاء اللہ آسیب دفع گردد ۔ و دفع سحر معوذتین و آیات سحر کہ مرقوم گردد کہ در آب جاری کہ آب گنگ باشد یا غیر آں در سبوچہ طلبیدہ در آں ایں تعویذ را انداختہ ازاں آب مسحور را قدرے باید نوشانید ۔ و دست و پائے ہم باید شویانید ۔ واگر اتفاق غسل شود بہتر است ۔ و ایں عمل روز یکشنبہ باشد

چند بار ہمیں طور کردہ باشد انشاء اللہ تعالےٰ دفع سحر خواہد شد۔ آیات دفع سحر این است۔

نمبر ۱: فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝

نمبر ۲: فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۔

نمبر ۳: اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى۔ پس انشاء اللہ چند بار عمل کرنے سے سحر وغیرہ کا اثر باقی نہ رہے گا۔ اور اول آیت شریف سورہ اعراف اور دوسری آیت کریمہ سورہ یونس میں ہے۔ اور تیسری سورہ طٰہٰ میں ہے۔

اور اگر کوئی شخص خواب میں ڈرتا ہو یا جادو سحر یا سایہ دیو پری کا اس پر ہو تو اس دعائے طیبہ کو تحریر کرا کر گلے میں ڈالدے۔ مجرب ہے۔ وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ اٰهِيًا شَرَاهِيًا اللّٰهُ حَافِظِيْ اللّٰهُ نَاصِرِيْ اللّٰهُ نَاصِرِيْ اللّٰهُ مَعِيْ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

سوال: بعض عورتوں کو حمل ہوتا ہے لیکن خام ہی گر جاتا ہے۔ اس کے واسطے کونسا تعویز کر دینا چاہیئے۔

الجواب: اس کے واسطے یہ ہر دو تعویز مجرب ہیں۔ یہ تعویز تو بنا کر اسکے گلے میں ڈالے۔ اور دوسرے ۹ تعویز جب حاملہ ہو تو ہر تین ماہ میں تین تین بکری کے دودھ میں بھگو کر نوش کرے انشاء اللہ تعالےٰ حمل کبھی نہیں گرے گا۔ تعویز گلے میں باندھنے والا یہ ہے۔

۷۸۶

یَا رَبِّ جِبْرَئِیْلَ	یَا قَیُّوْمُ	یَا رَبِّ مِیْکَائِیْلَ
یَا قَیُّوْمُ	یَا قَیُّوْمُ	یَا قَیُّوْمُ
یَا رَبِّ اِسْرَافِیْلَ	یَا قَیُّوْمُ	یَا رَبِّ عِزْرَائِیْلَ

اور جو تعویز ہر ماہ پہنے والا ہے وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَا اللّٰہُ	یَا اللّٰہُ	یَا اللّٰہُ
یَا اللّٰہُ	یَا اللّٰہُ	یَا اللّٰہُ
یَا اللّٰہُ	یَا اللّٰہُ	یَا اللّٰہُ

اور اسم شریف یَا رَحْمٰنُ کو ہر روز بلا ناغہ پانی میں دھوکر نوش کرے۔ اور سورہ والشمس کو چالیس بار بروز سوموار بعد بارہ بجے دن کے با وضو اجوائن اور مرچ خورد سیاہ بوزن یک سیر پر دم کرے اور اول آخر درود شریف ضرور پڑھے اور وہ عورت اس سے تین چار دانہ بلا ناغہ بوقت صبح بچے کے دودھ چھڑانے تک کھا لیا کرے۔ اور جس عورت یا حیوان کو حمل نہ ہوتا ہو اسکے گلے میں یہ کلمات لکھ کر ڈالے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّ یُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا مَالَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ اور عورت و مرد کو ضروری ہے کہ نماز و استغفار وغیرہ کا پورے طور پر پابند ہو۔ اور کوئی مرض ہو تو اسکا پہلے علاج ضروری کرالیں۔ اور اگر کرنگ ہو تو سورہ نون کی اخیر آیت تین بدھ وار روٹی پر لکھ کر عورت کو کھلائی جاوے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اور آیت یہ ہے۔ وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تا اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔

سوال:۔ جس عورت کا خاوند ناراض رہتا ہو یا لڑکا رات کو روتا رہتا ہو یا درد زہ یا بخار باری آتا ہو ان کے واسطے کونسا تعویز مجرب ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ عورت کو لازم ہے کہ کسی بزرگ سے یہ تعویز لکھوا کر خاوند کو پانی میں گھول کر پلا دے۔ خاوند مہربان ہوگا نقش یہ ہے۔

اااااااااااااااااااا ب ج د

۸	۱	۶	۱۰	۲	۸
۳	۵	۷	۴	۷	۹
۴	۹	۲	۶	۱۱	۳

اور اگر لڑکا روتا ہو تو اسکے گلے میں یہ تعویز بنا کر باندھے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ یا قدوس یا قدوس یا قدوس یا قدوس یا قدوس یا قدوس یا قدوس یا غفور یا غفور یا غفور یا غفور یا غفور یا غفور یا غفور ط ط ط ط ط ط ط لا لا لا لا لا لا لا ھ ھ ھ ھ ھ ھ ھ برحمتك یا ارحم الراحمین ۵

دیگر :۔ دردزہ کے لئے یہ دعا مجرب ہے۔ گڑ پر دم کرکے عورت کو کھلاوے آرام ہو گا وہ دعا یہ ہے

مراخر شد و جائے خر شد مرازن دہقاں پسر زاید نہ زاید؛

اور باری کا بخار جس کو آتا ہو ۱۵ منٹ پہلے بخار کے چڑھنے سے یہ ایک تعویز بنا کر اسکے گلے میں ڈلے دوسرا بتی شکل بنا کر اسکے تمام بدن کو دھونی دے۔ فرعون اور فرعون بے فرعون۔ فقط۔

سوال :۔ نماز استخارہ کا سہل طریقہ تحریر فرمائیے۔

الجواب :۔ نماز عشاء کے بعد رات چہار شنبہ و پنجشنبہ و جمعرات کو متواتر تین رات بافراغت امور دنیاوی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کو صد بار اور سورہ الم نشرح کو ستر مرتبہ مع بسم اللہ شریف پڑھے۔ اور اپنے سینے پر دم کرے اور اللہ تعالے سے دعا مانگے اور ایک صد بار اس درود شریف کو پڑھ کر سو جائے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعۡلُوۡمٍ لَّكَ ۵ اور دل میں جس کام کی نیت کرے گا ویسا ہی ہاتف غیب سے آواز پائے گا۔ اور اگر کسی ولی اللہ کے مزار پر استخارہ کرنا ہو تو یہ کلمات متواتر تین شب بعد از نماز عشاء تین سو مرتبہ پڑھ کر رخ بسوئے قبلہ کرے اور دائیں ہاتھ پر پانچ مرتبہ درود شریف پڑھ کر دم کرلے اور کان کے نیچے رکھ لے۔ اور بائیں ہاتھ کو دل پر رکھ کر سو جائے۔ انشاء اللہ تعالے ہاتف سے آواز پائے گا۔ مجرب ہے۔

سوال :۔ عزت اور حرمت بڑھانے کی خاطر یا کچہری روبرو عدالت کے جانا ہو تو کونسے وظائف پڑھنے سے فتح ہوتی ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب :۔ اسم خداوند کریم یا عزیز کو اکتالیس بار بعد از نماز صبح ہمیشہ پڑھنا چاہیئے۔ اور جب حاکم کے پاس جانا ہو تو باوضو بے حساب راستہ میں پڑھتا جائے اور اپنے بدن پر دم کرے اور انشاء اللہ تعالے فتح ہوگی اور تسخیر قلوب حکام کی خاطر بوقت روبرو ہونے کے یہ پڑھے یَارَحۡمٰنَ كُلِّ شَیۡءٍ وَّرَحِیۡمَهٗ یَارَحۡمٰنُ سترہ مرتبہ پڑھ کر ان پر دم کرے یا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ کو دو صد بار پڑھ کر اللہ تعالے سے دعا مانگے انشاء اللہ مراد پوری ہوگی۔

سوال :۔ برائے دفع شرارت دشمناں کوئی مجرب وظیفہ تحریر فرمائیں۔

الجواب :۔ اس دعا کو ہمیشہ چلتے پھرتے وقت تصور دشمن کا کرکے پڑھنا چاہیئے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ اور علاوہ اسکے سورہ فیل وتبت بھی مجرب ہے۔

دیگر :۔ اگر دشمن کو بہت جلدی ذلیل وپریشان کرنا ہوتو سورہ تبت کو مرغی کے انڈے خراب شدہ پر الٹی لکھ کر پرانی قبر میں دفن کردے اور خود بھی تین ہفتہ قبر کے درمیان بیٹھ کر ہر روز بلا ناغہ سورۂ مذکور کو دو سو اسی دفعہ ۲۸۰ بتصور پڑھے۔ انشاء اللہ تعالے دشمن بہت جلدی ہلاک ہوگا۔ اور ان تمام عملیات کی اجازت کتاب ہذا کے خریداروں کو ہے۔ فقط۔

سوال :۔ طریق روزی حلال حاصل کرنے کا کس طرح پر ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب :۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوے جلد اول صفحہ ۱۷۶ میں اسکا طریق بایں طور لکھا ہے کہ اول نوکری بشرطیکہ اعانت کفر وظلم دراں نباشد۔ وکار غیر مشروع نیز دراں نباشد۔ دوم :۔ زراعت بشرطیکہ اداے حقوق عاملاں بوجہ مشروع گردد۔ سوم :۔ تجارت درامور مباح بشرط اداے حقوق وعدم تطفیف درکیل ووزن وغش وغیرہ ذٰلک۔ چہارم :۔ صنعت وحرفت ہمیں مشروط است۔ وَكُلُوْا حَلٰلًا طَيِّبًا بریں امر نص صریح شاہد است۔ فقط۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین حنفی عفی عنہ

استفتاء

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگوں کو وجد ورقص بوقت سماع سننے کے پیر کامل کی توجہ سے ہوتا ہے۔ یہ کیسا ہے۔ اور جھمبر مارنا درست ہے یا نہیں۔ جواب بسند الکتاب تحریر فرمادیں۔

السائل خادم الفقرا شہاب دین مخدوم از قادر پوراں علاقہ ملتان

الجواب :۔ رقص اور وجد ایک بے اختیاری حالت ہے جو طالب پر آتی ہے جبکہ شارع علیہ السلام نے جائز رکھا ہے۔ چنانچہ شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے فتاوے میں بچند وجوہ جائز فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔ مقصود از آفرینش محبت حضرت منعم واطاعت اوست واین محبت را ببسیار اقسام است

وبحکم چند سبب مختلف میشود یکے اسباب محرک ایں محبت دوم مقتضائے دورہ سوم فیض مرشد۔ آں چہارم امزجہ محباں بایں سبب گوناگوں طریقہ برائے اظہار محبت پیدا میشود۔ وحق تعالےٰ چندیں درجات جنت کہ پیدا کردہ است برائے اختلاف امزجہ واحوال اہل جنت است۔ جماعت رافع الحقیقت شورشے در دل پیدا میشود۔ کہ بمثل خفقان از محافظت ادب معقول ومشروع عاجزی آیند۔ صحابہ کرام وتابعین عظام را بسبب غلبہ انوار نبوت وانوار قرآن مجید ایں احوال طاری نمیشد۔ چوں نظر خلق بر احوال قلب افتاد۔ بذکر و شغل کہ لطیفہ قلب بجوش مے آرد مشغول شدند۔ گوناگوں احوال از انواع دیگر پیدا شد۔ بعضے او را در مزاج غلبہ لذت حسن سماع بود۔ ہمراہ آں غلبہ نسبت باطن میشود۔ بعضے را بالعکس ورا کہ نسبت ایشاں سکون واطمینان واستغراق بودہ است۔ وبعضے را نسبت ابتہاج وانبساط بدریافتن وصل محبوب حقیقی شد وبعضے را ملاحظہ غایت تنزیہ حسن ابدی لازم حال گشت بالجملہ مردن بعضے ازیں حادثہ شوق دلیل صریح است بر شدت ہیجان محبت الٰہی واستیلائے آں بر قلب ایشاں پس اعتراض بر ہیچ یکے ہرگز نبایدکرد ۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں کند

ظاہر است کہ اوقات لیل ونہار چہ قدر تفاوت دارد الخ اور علاوہ اسکے کتاب وجیز الصراط صفحہ ۱۴ سطر اول علامہ ابن حیون بایں طور اسکے جواز پر دلیل تحریر فرماتے ہیں وَالرَّقْصُ وَمِمَّا یُؤَکِّدُ جواز الرقص مَا ذکر فی مسند اَحْمَدَ بن حنبل عن علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم انا وجعفر وزید فقال صلی اللہ علیہ وسلم لزید انت مولای فحجل وقال الجعفر انت اشبھت خلقی وخلقی فحجل ثم قال لی اَنْتَ منی فحجلت والحجل رقص خاص والعام جزء الخاص فاذا اجاز نوع من الرقص جاز مطلقۃ الخ

ترجمہ :۔ اور رقص کی بابت جس سے کہ اس کی تاکید ملتی ہے یہ کہ جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام احمد بن حنبل کی مسند میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ میں اور زید اور جعفر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور آپ نے زید کو فرمایا اَنْتَ مَوْلَایَ پس میں رقص میں آیا پھر آپ نے جعفر کو فرمایا اَنْتَ اَشْبَھْتَ خلقی وخلقی تو اس پر جعفر رقص میں آیا اور پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ اَنْتَ مِنِّیْ تو آپ کے فرمانے سے میں بھی رقص میں آیا۔ اور رقص خاص ہے۔ اور عام خاص کی جزو ہوا کرتا ہے۔ جب نوع رقص کا جواز ملتا ہے تو مطلق بھی جائز ہوا۔ اور قرآن مجید سورہ بنی اسرائیل کے اخیر میں مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے

کہ جب مومن قرآن مجید سنتے ہیں تو بے اختیار ہو کر گر پڑتے ہیں وہو ہذا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدہم خشوعا۔

ترجمہ :- یعنی گر پڑتے ہیں اوپر ٹھوڑیوں کے روتے ہوتے۔ اور زیادہ کرتا ہے ان کو بلحاظ خشوع کے الخ پس ان دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ اہل دل کا رونا اور رقص بے اختیار کرنا جائز ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں جو باختیار خود ناچتے کودتے ہاتھ پاؤں مارتے اور ہاہو کرتے ہیں اور مزامیر سے دوسرے سرود سنتے ہیں۔ اور کنجروں اور ڈوموں سے غنا سنتے ہیں اور نمازوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے یہ سب امور بیشک باتفاق علمائے دین حرام و ناجائز ہیں چنانچہ فتاوے نور الہدیٰ صفحہ ۲۷۱ میں بایں طور ہے۔ الرقص الذی یفعلہ المتصوتہ فی زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیہ اور جھپر مارنا ڈھول وغیرہ اشیاء کے حرام ہے۔ چنانچہ انواع مولوی عبداللہ صاحب دفتر اول صفحہ ۷۴ میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص جھپر مارتا ہے تو اس کی دبر میں شیطان انگشت دیتا ہے اور وہ خوب ناچتا کودتا ہے۔ اور وہ یہ ہے ؎

جو مسلم ہو کر نچدا ہے اوہ دیکھو برا کریندا دبر پچھوں اس جلدی شیطوں ہیٹھوں انگل دیندا

ہاں اگر بوقت عیدین برائے اعلان یا بوقت نکاح یا تولد لڑکا یا برائے تیاری قافلہ یا بوقت قدوم کسی شخص کے یا حفظ قرآن کی فرحت پر دف بجائے تو ان مقاموں پر جائز ہے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ رجل استاجر رجلا لیضرب لہ الطبل ان کان لھوا لا یجوز لانہ معصیۃ وان کان للغزو او العرس او القافلۃ یجوز لانہ طاعۃ نقل از حاشیہ در مختار باب اجارہ فاسد حاشیہ علامہ طحطاوی عن ظہیر الدین۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- عوام الناس کے لئے سرود سننا مباح ہے یا حرام۔

الجواب :- بیشک بغرض شہوت ونفس پرستی وبلا شرائط وما سوائے صاحب حال واہل دل کے عوام الناس کے لئے سرود سننا حرام بالاتفاق آئمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہے۔ اس میں کسی صاحب کو کلام نہیں۔ چنانچہ فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۲۹۱ میں اسطرح پر مسطور ہے لقولہ علیہ السلام استماع صوت الملاھی معصیۃ والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا من الکفر اور صاحب کافی نے لکھا ہے واما الاستماع صوت الملاھی کالضرب بالقصب وغیرہ ذلک فھو حرام ومعصیۃ اور صاحب نصاب الاحتساب میں ہے لھو الحدیث والغناء ضرب البربط والطنبور والدف والاوتار دما

اشبههم کل ذٰلك حرام۔ اور فتاوے نور الہدیٰ صفحہ ۳۱۴ میں بایں طور مسطور ہے امّا الغناء فلا خلاف فی التحریمة لانّها من اللهو واللعب اذ المذ موم وهو مذهب مالك وسائر اهل المدینة وهو مذاهب ابی حنیفة رحمة الله علیه وسائر اهل الکوفة الخ وفی شرح منهاج عن الشافعی رحمة الله علیه قال الغناء لهو ومعصیت وقال شیخ الامام ابو القاسم البغوی احد ائمة الشافعیه فی المعالم اعلم۔ التغنی حرام فی جمیع الادیان وقال احمد بن حنبل الغناء والاوتاد والاکداب والملاهی والمزامیر کلها حرام پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ سارنگی طبلہ طنبور گانا بجانا مزامیر وغیرہ اشیاء کے ساتھ حرام ہے نزدیک آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور تمام ادیان ہیں اور محیط میں لکھا ہے کہ ان اشیاء کو حلال تصور کرنے والا کافر ہے۔ وہو ہذا۔ ان التغنی والتصفیق بهما استماعا کلها حرام ومستحلّها کافر الخ هکذا فی جامع الرموز وقاضی خان وتاتارخانیه وغیرہ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین قادری عفی عنہ وزیرآباد

سوال:۔ طلاق تفویض اور ایلاء اور ظہار اور خلع کی کیا کیا صورتیں ہیں۔ اور نکاح فضولی کس چیز کا نام اور اس کی صورت کیا ہے جواب دو اجر ملے گا۔

السائل محمد عبدالغنی مدرس جھبورالوالی مورخہ ۸ ادسمبر ۲۱ء

الجواب:۔ طلاق تفویض اسکو کہتے ہیں کہ مرد اپنی زوجہ کو طلاق واقع کرنے کے لئے اختیار دیتا ہے اور اسکے ایقاع کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تفویض یعنی غیر کو طلاق کا مالک کر دینا دوسرا توکیل یعنی دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا۔ تیسری قسم رسالت یعنی غیر سے طلاق کو کہلا بھیجنا۔ اور فرق میان تفویض و توکیل کے یہ ہے کہ جس کو تفویض ہو وہ اپنی ذات کے واسطے عمل کرتا ہے۔ یعنی اس میں اختیار ہے چاہے کرے یا نہ کرے اور توکیل میں وکیل مامور ہوتا ہے۔ وکیل کو وہ کام ضرور کرنا پڑتا ہے۔ اور رسالت تو محض تحمل اور سفارش سے عبارت ہے جس کے معنی ایلچی گری کے ہوتے ہیں۔ اور الفاظ تفویض کے تین طرح پر بولے جایا کرتے ہیں اور حکم ان کا حکم طلاق بائن کا ہوا کرتا ہے۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں تخییر امر بالید امشیت اور مثال ان کی یہ ہے اَمْرُكِ بِيَدِكِ اور اختیاری یعنی اگر زوج نے اپنی عورت کو کہا کہ تو اپنے تئیں طلاق دے یا بہ نیت طلاق

لہ:۔ یہ حکم عام نہیں بعض صورتوں میں رجعی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ ۱۲ منہ مؤلف عفی عنہ

کہاکہ یہ حکم تیرے ہاتھ میں ہے۔ تجھکو اختیار ہے۔ پس اگر اسی مجلس طویل اور اسی کام میں جو کر رہی تھی علم ہونے پر طلاق دیوے تو طلاق واقع ہو جاوے گی۔ اور اگر مجلس مختلف ہوگی یا علم ہونے پر اور کام کو شروع کر دیا تو خیار ان صورتوں میں باطل ہو جاوے گا۔ اور اسی پر اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم ہونے کے پھر بیٹھ گئی۔ یا بیٹھی تھی تکیہ لگالیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے طلب کیا یا گواہوں کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سوار تھی اسکو کھڑا کرایا۔ پس ان تمام صورتوں میں مجلس مختلف نہ ہوگی۔ اور نہ ہی خیار باطل ہوگا۔ اور کشتی کا حکم مانند حکم اسکے گھر کے ہے۔ اور اگر مرد نے ایک دفعہ عورت کو کہا کہ اختیاری اور بہ نیت تین طلاق کی کرلی اور عورت نے جواباً اختارتُ نفسی تو اس میں طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر مرد نے تین بار عورت کو کہا اختاری اختاری اختاری اور عورت نے جواباً کہا اختیار کیا میں نے اختیار کیا میں نے اختیار کرنے کو یا کہا اختیار کیا اختیار میں نے پہلے یا دوسرے کو یا اخیر کو تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہونگی نزدیک حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔ اور اگر مرد نے کہا طلقی نفسک اور ایک لفظ زیادہ کیا مثل متی شئتِ یا ماشئتِ یا اذا شئتِ تو ان صورتوں میں جب چاہے عورت علم ہونے پر اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے۔ اور اس میں مرد کو رجوع کرنا صحیح نہیں۔ اور توکیل میں مرد کو رجوع کرنا صحیح اور درست ہوتا ہے۔ اور توکیل میں قید مجلس کی نہیں ہوتی۔ نقل از ہدایہ و در مختار و شرح وقایہ و فتاوےٰ جامع الفوائد جلد ثانی۔

اور ایلاء کہتے ہیں کہ کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ میں عدت ایلاء میں عورت کے ساتھ جماع نہ کروں گا پس اس صورت کو ایلاء کہتے ہیں۔ اور ایلاء کی مدت چار مہینے ہے۔ اگر اس نے اس مدت کے اندر جماع نہ کیا تو پھر اس کی عورت اس پر بائن ہو جاوے گی اور قرآن مجید اس پر شاہد ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ الخ

ترجمہ:۔ جو لوگ ایلاء کرتے ہیں اپنی عورتوں سے انتظار ہے چار مہینے کا۔ اور ایلاء کے الفاظ بھی دو قسم پر ہوا کرتے ہیں۔ صریح۔ کنایہ۔ اور صریح الفاظ میں تو نیت کی ضرورت نہیں اور کنایہ میں نیت شرط ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ قسم خداوند کریم کی میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یا کہا خدا کی قسم میں چار مہینے تک تیرے ساتھ قربت نہ کروں گا۔ اگر میں نزدیکی کروں تو مجھ پر حج ہے۔ یا روزہ یا صدقہ یا تجھے طلاق ہے یا میرا غلام آزاد ہے تو ان سب صورتوں میں ایلاء ثابت ہوگا۔ اور ایلاء چار ماہ سے کم میں نہیں

ہوتا۔ اگر کسی نے قسم خدا کی کھائی اور ایلاء کی مدت کے بیچ میں اس سے وطی کر لی تو حانث ہوگا۔ اور کفارہ قسم کا دینا اس پر لازم ہوگا۔ نقل از شرح وقایہ و در مختار و فتاوے جواہر وغیرہ۔

اور ظہار یہ ہے کہ اپنی عورت کو یا اسکے ایسے اعضاء یا عضو شائع کو تشبیہ دینا مرد کا ان عورتوں کے ساتھ جنکو نکاح میں لانا یا ان کے اعضاء جنکو دیکھنا خداوند کریم نے حرام کر دیا ہو مثلاً کہہ دیا کہ تو اوپر میرے مثل پشت یا شکم میری ماں یا بہن یا پھوپھی کے ہے۔ یا کہے سر تیرا یا فرج تیری مثل پشت یا شکم میری ماں یا بہن کے ہے۔ یا کہے نصف تیرا یا ثلث تیرا مثل پشت یا شکم میری خالہ یا بہن کے ہے۔ تو پس ان تمام صورتوں میں ظہار ثابت ہوگا۔ اور اس سے وطی کرنی حرام ہوگی۔ تاوقتیکہ کفارہ ادا نہ کرے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَالَّذِیْنَ یُظَاھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ یہاں تک کہا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا اور اگر اس نے پہلے کفارہ دینے کے وطی کر لی تو گنہگار ہوگا۔ اسکو توبہ کرنی چاہیئے۔ اور کفارہ ظہار کا ہی صرف ادا کرے۔ چنانچہ شرح وقایہ چلپی صفحہ ۱۱۸ میں باین طور مسطور ہے ھُوَ تَشْبِیْهُ زوجة او ما عبربه اوجزء شائع منها العضو يحرم نظره الیه من اعضاء محارمه نسبًا او رضاعًا علی کظهرامی او رأسك ونحوه او نصفك كظهرا فی اورأسك ونحوه او نصفك كظهرامی او كبطنها او كفخذها او كفرجها او كظهراختی اوامی وليصير مظاهرًا ويحرم وطيها الخ اور اگر کسی شخص نے بلا تشبیہ عورت اپنی کو یوں کہہ دیا کہ تو میری ماں یا بہن یا بیٹی ہے تو ان الفاظ کے کہنے سے ظہار ثابت نہ ہوگا۔ نقل از فتاوے جامع الفوائد و حمادیہ و شرح ہدایہ و جواہر۔ اور اگر مرد نے عورت کو کہا کہ تو اوپر میرے مثل ماں میری کے ہے تو اسکا حکم اس کی نیت پر دیا جائے گا۔ اگر اسکی نیت طلاق کی ہے تو طلاق بائن کا حکم دیا جائے گا۔ اور اگر ظہار کی ہے تو ظہار۔ اور مرد نے کہا کہ تو اوپر میرے حرام مانند ماں بہن میری کے تو اس میں بھی جیسی نیت ہوگی ویسا حکم ہوگا۔ اگر نیت ظہار کی ہے تو ظہار۔ ورنہ طلاق بائن۔ اور اگر کچھ نیت نہیں کی تو لغو۔ اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہار اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایلاء کذا فی الہدایہ۔ اور اگر کسی نے کہا تو اوپر میرے حرام ہے۔ مانند پشت ماں بہن میری کے تو اس صورت میں ظہار ہوگا اگرچہ اسکی نیت ایلاء یا طلاق کی ہوگی۔ اور کفارہ ظہار کا یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی آزاد کرے۔ اور اگر یہ نہ پاوے تو دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔ اگر ان کی طاقت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے چنانچہ قرآن مجید میں ہے فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا یعنی جو شخص کہ طاقت نہ رکھے

روزوں کی تو کھانا کھلاوے ساٹھ مسکینوں کو۔ اور اگر کسی شخص نے دو ماہ کے روزے رکھنے شروع کر دیے
اور رکھتے ہوئے ایک روزہ بھی افطار کیا یا قصداً یا سہواً یا عورت سے وطی کی تو پھر از سر نو روزے
رکھنے شروع کرے اور پہلے رکھے ہوئے شمار میں نہ لاوے۔ اور اگر رشتہ دار بہ نیت کفارہ اس
کی طرف سے کفارہ ادا کریں تو بھی درست ہے۔ اور اگر پکا کر طعام نہ کھلاتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو نصف
صاع کے حساب پر فی آدمی کو مثل صدقہ فطر کے گیہوں سے دیدے۔ نقل از شرح وقایہ وجامع ا
صفحہ ۱۶۶۔ اور خلع کہتے ہیں زوجیت زائل کرنے کو مقابلے اس مال کے کہ خاوند زوجہ سے لیتا ہے۔ ا
بلا حاجت شدید خلع کرنا منع ہے۔ ہاں اگر شرارت اور لڑائی درمیان میاں بیوی کے اسقدر تک
بڑھ گئی ہو کہ اسکی اصلاح کرنی دشوار ہو چکی ہو تو پھر اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ چنانچہ قرآن مجید میں
مذکور ہے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ۔ یعنی اگر تم خوف کرو
اس بات کا کہ وہ نہ قائم کر سکیں گے حدیں اللہ کی تو نہیں ہے گناہ ان دونوں پر اس چیز میں کہ بدلہ دیوے
عورت ساتھ اسکے اور حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت
عالیہ میں حاضر ہو کر کہا کہ میں اپنے خاوند کو پسند نہیں رکھتی۔ بلکہ اگر مجھے نہ ہوتا خوف اللہ تعالےٰ کا تو میں اس
کے منہ پر تھوکتی۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اسکا باغ تو دے دے گی۔ اس نے کہا
یا رسول اللہ۔ تو فرمایا آپ نے اس کے خاوند کو کہ تو باغ قبول کرے۔ اور اسکو طلاق دے دے۔ اور یہ حدیث
کتب صحاح میں مسطور ہے۔ اور فرمایا علمائے دین محققین نے کہ خلع طلاق ہے نہ فسخ۔ اور اس کی عدت
مانند عدت مطلقہ کے ہے۔ اور اسکا مفصل ذکر جلد اولین میں گذر چکا ہے۔ اور مرد کو جائز نہیں کہ زیادہ مال
حق مہر دیئے ہوئے سے لینا۔ نقل از شرح وقایہ۔ اور نکاح فضولی وہ ہوتا ہے کہ جو بغیر اذن مرد عورت
بلا وکالت و بلا ولایت سر خود نکاح ان کا کرتا پھرے۔ چنانچہ عبارت ذیل سے ثابت ہے۔

کہ مردے بر دو نفر گواہ میگوید کہ شما گواہ باشید کہ من فلانہ را نکاح بفلاں دادم او را فلان و فلانہ وکیل نہ
نہ کردہ بود۔ اس نکاح را فضولی گویند۔ نقل از تاتار خانی جلد ثانی صفحہ ۳۰۔ اور شرح وقایہ۔ چلپی صفحہ ۹۶ میں بایں
طور مذکور ہے کہ نکاح ایک فضولی یا دو فضولی کا موقوف ہے۔ اوپر اجازت اس شخص کے جس طرف سے
وہ فضولی ہے۔ یعنی اگر کسی مرد یا عورت کا بے اذن انکے نکاح کر دیا نکاح جائز ہے اور موقوف رہے گا
ان کی اجازت پر۔

ف :- اگر اجازت دیں گے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ نہیں ۔ اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص اپنے ساتھ نکاح کرے وہ اصیل کہلاتا ہے ۔ اور جو کسی دوسرے کا نکاح کر دے ۔ پس اگر اسکے اذن سے نکاح کرتا ہے تو وکیل کہلاتا ہے ۔ اور اگر بغیر اذن کے نکاح کرتا ہے اور ان سے قرابت رکھتا ہے تو ولی کہلاتا ہے ۔ اور جس میں یہ امور نہیں وہ شخص فضولی کہلاتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں نے ایک مرد اور ایک عورت کا نکاح بغیر اذن انکے کر دیا ۔ تو یہ نکاح جائز رہے گا ۔ اور موقوف رہے گا ان کے اذن پر ۔ پس اگر دونوں نے اذن دے دیا تو نکاح صحیح ہے ۔ اگر ان دونوں میں سے ایک نے بھی انکار کر دیا تو نکاح باطل ہوگا ۔ فقط ۔

اور اسی طرح عین الہدایہ شرح ہدایہ جلد دوم صفحہ ۵۵ سطر ۲۵ میں مذکور ہے ۔ فقط ۔ واللہ اعلم بالصواب

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- اگر عورت اپنی کو طلاق دے کر پھر اسکی ہمشیرہ یا خالہ یا پھوپھی سے اس کی عدت میں نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں ۔ اگر وہ مر جائے تو اس پر کیا حکم ہے ۔ جواب دو اجر ملے گا ۔ فقط

السائل حافظ رحمت علی نقشبندی از علی پور

الجواب :- بیشک یہ نکاح کرنا صورت مذکورہ بالا ناجائز ہے ۔ چنانچہ کتاب قدوری صفحہ ۷۱ اور اسکی شرح عین الہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۲ میں بایں طور مذکور ہے وَاِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ طَلَاقًا بَائِنًا لَمْ يَجُزْ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ بِاُخْتِهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا ۔ تو مرد کو روا نہیں کہ اس عورت کی بہن سے نکاح کرے یہاں تک کہ اسکی عدت گذر جائے

ف :- بعد اسکے اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے ۔ اور یہی حکم پھوپھی و خالہ وغیرہا جن کا جمع کرنا حرام ہے ۔ اور اگر عورت اپنی کو طلاق دے دے خواہ بائن ایک دو بصفت بائن یا تین طلاق یا رجعی یا خلع وغیرہ جو تین سے کم بغیر صفت بائن ہو ۔ بہر حال وہ عورت عدت طلاق میں ہے ۔ اسطرح جیسے کہ نکاح فاسد یا وطی شبہ کی عدت میں ہو لَمْ يَجُزْ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ بِاُخْتِهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا ۔ اور شرح وقایہ مترجم صفحہ ۱۰ جلد ۲ میں اس طرح لکھا ہے کہ اگر ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا ۔ اب اس عورت کی پھوپھی سے یا خالہ سے یا بھتیجی سے یا بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہیں ہوگا ۔ اور کہا صاحب قدوری نے وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ امْرَأَةٍ وَبَيْنَ عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا وَلَا بِنْتِ اَخِيْهَا وَلَا عَلٰى بِنْتِ اُخْتِهَا وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ بِنِكَاحٍ ۔ الخ اور فتاوے کنز صفحہ ۹۵ جلد اول میں یوں مسطور ہے تَحْرُمُ تَتَزَوَّجُ اُخْتَ معتدۃ اتلہ اور شرح

قدوری فارسی میں بھی بایں طور مسطور ہے۔ وچوں طلاق دہد شخصے زن خود را طلاق بائن پس جائز نیست او را نکاح کند خواہر آنرا تا آنکہ نگذرد عدت آں ہر آنچہ نکاح خواہر اول ہنوز باقی است بسبب باقی ماندن بعضے احکام آں چوں نفقہ و ممانعت بیروں شدن و از نکاح نمودن باشوہر دیگر و در اثر قاطع نکاح تاخیر است۔ اور اسی طرح کتاب خانی جلد ثانی صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے۔ اور کتاب صلوٰۃ مسعودی اور انواع مولوی عبداللہ صاحب دفتر سوم صفحہ ۱۸۹ میں بایں طور مسطور ہے۔

ابیات

کوکر نکاح چھوڑی عورت کیتا نہ دخول	اس عورت بیٹی جائز آہی جے اوہ کرے قبول
زن موئی کوئی سالی کرداعدت نا ہیں کجھ	جائز عقد ہے آیا اسدا اوتے ساعت بجھ
طلاق کہے کو رن نوں سالی عقد کرے	عدت اندر جائز نا ہیں وچہ مسعودی ہے
زن موئی زن پھپھی کردا عدت بیروں آ	جائز عقد ایہائی ایہناں خبر کتابیں آ
کسے زن موئی زن ماسی کرداعدت بیروں آ	جائز عقد ایہائی اسدا مسعودی فرماء

اور کتاب مسعودی جلد سوم صفحہ ۱۷ مطبوعہ گرامی اسلامی میں اسطرح تحریر ہے۔ کہ عدت مرداں بر ہست است۔ اول آنکہ مرد یرا چہار زن است یکے را طلاق داد زن دیگر میخواہد روا نبود از بہر انکہ عدت ایں زن نگذاشتہ است۔ دوم انکہ مرد یراز نے است زنے دیگر کرد۔ خواہر زن مے بیروں آمد عقد برافتد۔ اورا بزن اول صحبت حلال نبود تا عدت آں خواہر نگذرد۔ سوم آنکہ مردے زن را رہا کرد تا خواہر آں زن را بخواہد۔ تا خواہر اول را عدت نگذرد خواہر دوم را عقد روا نبود الخ اور حدیث شریف میں ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمَرْأَةَ عَلٰى عَمَّتِهِمَا وَلَا خَالَتِهِمَا وَلَا عَلٰى بِنْتِ أُخْتِهِمَا الخ از فتاوے امینہ وخزانہ وجواہر وفتاوے جامع الفوائد صفحہ ۸۰ جلد اول میں بایں طور مسطور ہے۔ وَيُحَرَّمُ نِكَاحُ الْاُخْتِ فِي عِدَّةِ الْاُخْتِ الخ پس ان تمام عبارتوں سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ جب تک اپنی عورت مدخولہ مطلقہ کی عدت نہ گذر جائے۔ یہاں تک اسکی ہمشیرہ یا خالہ یا اسکی پھوپھی یا اس کی بھانجی یا اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا شرعًا درست نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وہ مر جائے تو پھر ان سے نکاح کرنا بلا عدت صحیح اور درست ہوگا۔ چنانچہ خلاصہ میں ہے۔ اِذَا مَاتَتِ الْمَرْأَةُ يَتَزَوَّجُ أُخْتَهَا بَعْدَ يَوْمٍ جَازَ وَنِكَاحُ الْمُعْتَدَّةِ بَاطِلَةٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب:۔ خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سہروردی عفی عنہ

سوال:۔ دربارہ مسائل رباعیات کے جو جلد دوم صفحہ ۱۱ میں آپ نے عبارت تحریر کی ہے اس کا مطلب کیا ہے۔ جواب مفصل تحریر کرو۔ کیونکہ اسکا مجھے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ فقط

السائل حافظ خدا بخش شاعر فرخپوری۔

الجواب:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طالب علم کو علم رباعیات پر بایں الفاظ مطلع کیا اور رباعیات عربی کا ترجمہ بعینہ یہ ہے۔ پس کیا وہ چار جس کی احتیاج ہے۔ لکھنے کی خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور شریعتیں ان کی اور حال اصحابہ رضوان اللہ عنہم کے اور مقادیر انکے اور تابعین کے اور اقوال انکے اور باقی عالموں کے اور تاریخ ان کی اور اسماء رجال ان کے اور کنیتیں ان کی مکان ان کے اور زمانے ان کے جیسے کہ تمہید ساتھ خطبوں کے اور دعا ساتھ توسل کے اور بسم اللہ ساتھ سورۃ کے اور تکبیر ساتھ نماز کے۔ ساتھ سندات و مرسلات و موقوفات کے اسکے لڑکپن میں اور وقت بلوغ وجوانی و بڑھاپے میں اور وقت فراغت اور شغل میں اور محتاجی و تونگری میں پہاڑوں اور دریاؤں میں اور شہروں میں اور جنگلوں میں۔ پتھروں پر اور ٹھیکروں پر اور چمڑوں اور ہڈیوں پر اسوقت تک کہ ممکن ہووے اسکو نقل کرنا اس کا در توں پر وہ شخص کہ فوق ہے اس سے اور اس سے کہ مثل اس کے ہے۔ اور اس سے کم ہے۔ اس سے اور کتاب اپنے باپ کی سے جو لکھی ہوئی اس پر یقین ہو نہ غیر کی واسطے اللہ کے اور طلب کی اس کی خوشنودی کے اور عمل ساتھ اسکے کہ موافق ہو ساتھ کتاب اللہ تعالےٰ کے اور پھیلانا اسکا درمیان اسکے طالبوں دوستوں کے اور تالیف بیچ زندہ رکھنے اسکے ذکر کے بعد موت اس کی کے پھر کبھی نہ پوری ہونگی واسطے اس کے یہ چیزیں مگر ساتھ چار کے۔ کیونکہ وہ کسب بندہ کے سے ہیں اعنی پہچاننا کتابت و لغت و صرف و نحو کا ساتھ چار کے۔ وہ اللہ کی بخشش سے ہیں۔ اعنی قدرت و حرص و حفظ پس جبکہ پورے ہو جائیں گے واسطے اس کے یہ سب اشیاء پھر اس پر آسان ہو جاویں گی یہ چار اشیاء اہل اور مال اور بچہ اور وطن اور گرفتار ہوگا بیچ چار کے طعنے دشمنوں کی اور ملامت دوستوں اور طعن جاہلوں کی اور حسد عالموں کا۔ پس اگر صبر کیا اوپر ان امور کے تو بزرگی دیگا اللہ تعالےٰ اسکو دنیا و آخرت میں ساتھ چار چیزوں کے وہ یہ ہیں عزت، قناعت بہ ہیبت نفس اور لذت علم اور حیات ابدی کی اور ثواب دیگا اسکو آخرت میں چار چیزوں سے شفاعت اسکی ارادہ کرے اپنے بھائیوں سے اور سایہ عرش کا جسدن کہ نہیں سایہ مگر سایہ اس عرش کا اور پلاوے جسکو چاہے حوض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سے اور ہیلیوں کی اعلیٰ علیین میں۔ پس تحقیق بتلا دیا میں نے تجھکو اے بیٹے میرے مجملاً جو کچھ سنا میں نے

اپنے استاذوں سے مفصلاً پس اب اقبال کو اس چیز کا قصد کیا تو نے یا چھوڑا اسکوالخ پس جب کہ طالب علم حدیث نے یہ بات امام بخاری علیہ الرحمتہ سے سنی تو اسکو مشکل سمجھ کر ترک کر دیا اور چھوڑ کر چلا گیا۔ نقل از نبراس الصالحین صفحہ ۷۹ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

جلد یازدھم تمام شد

تصحیح کنندہ فقیر ابوالمنصور محمد صادق قادری رضوی غفرلہٗ

جلد دوازدہم از فتاوی مناظر اسلام حضرت مولانا نظام دین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:۔ عنین کس کو کہتے ہیں اور اسکا حکم کیا ہے جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ صاحب عین الہدایہ نے جلد دوم صفحہ ۲۹۸ باب العنین وغیرہ میں اسکی یوں تشریح فرمائی ہے کہ عنین وہ شخص ہے کہ جو عورتوں پر قابو نہ پاوے۔ باوجودیکہ آلہ تناسل موجود ہے۔ اور اگر وہ شخص باکرہ پر قادر نہ ہو مگر ثیبہ پر قادر ہو خواہ بوجہ مرض کے یا پیدائشی ضعف یا بڑھاپے یا سحر کے۔ تو وہ جس عورت پر قادر نہ ہو سکے اس عورت کے حق میں وہ عنین ہے۔ حتی کہ اس عورت کو اختیار ہے کہ حاکم سے اپنی جدائی کا مطالبہ کرے۔ اور فرمایا صاحب کنز و معیار و ہدایہ وغیرہ نے اِذَا کَانَ الزَّوْجُ عِنِّیْنًا اجله الحاکم سنۃ یعنی اگر کسی عورت کا شوہر عنین ہوا (اور عورت نے مطالبہ کیا)، تو حاکم شرع اسکو ایک سال کی مہلت دیگا۔

ف:۔ یہ مہلت اسوقت سے ہوگی جس دن عورت نے نالش کی ہے پس یہی آئمہ اربعہ و تمام فقہاء و جمہور صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فیصلہ ہے۔ اور کہا فقہاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سال شمسی مہلت علاج معالجہ کے لئے معتبر ہے۔ اور کہا صاحب عین الہدایہ نے کہ ظاہر مذہب میں سال قمری معتبر ہونا صحیح ہے۔ اسی واسطے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اصل میں سال کو مطلق رکھا ہے۔ اور قمری یا شمسی کی قید نہیں لگائی اور ولوالجی نے کہا ہے کہ سال قمری ہونا صحیح ہے۔ اور مترجم کتاب کا اسی پر فتوے ہے۔ اور شرح طحاوی میں ہے کہ یہی ظاہر روایت ہے الخ اگر سال کے بیچ میں اسکو طاقت ہوگئی اور وطی کرلی تو بہتر ورنہ عورت کو حق ہے کہ حاکم شرع کو درخواست دیکر جدائی حاصل کرے۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے فَاِنْ وَصَلَ اِلَیْھَا فِیْھَا وَاِلَّا فَرَّقَ بَیْنَھُمَا اِذَا طَلَبَتِ الْمَرْاَۃُ ذٰلِکَ یعنی پھر اگر مرد نے اس مہلت کے اندر اس عورت سے وطی کرلی تو بہتر ورنہ قاضی ان دونوں میں تفریق کردے گا بشرطیکہ عورت اسکی درخواست کرے۔ ھٰکذا روی عن عُمَرَ وعَلِیٍّ وابن مسعود رضی اللہ عنہم اور کہا عبد الرزاق نے اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ قَضٰی عمر بْنِ الخطاب اور اس کے آگے صاحب ہدایہ نے یوں اتمام فرمایا ہے وَلِاَنَّ الْحَقَّ ثَابِتٌ لَّھَا فِی الْوَطْیِ وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْاِمْتِنَاعُ لِعِلَّۃٍ مُعْتَرِضَۃٍ وَیَحْتَمِلُ لِاٰفَتِہٖ اَصْلِیَّۃٍ فَلَابُدَّ مِنْ مُدَّۃٍ مَعْرِفَۃٍ لِذٰلِکَ وَقَدَّرْنَاھَا بِالسَّنَۃِ لِاِشْتِمَالِھَا عَلَی الْفُصُوْلِ اَرْبَعَۃٍ فَاِذَا مَضَتِ الْمُدَّۃُ وَلَمْ یَصِلْ اِلَیْھَا تَبَیَّنَ اَنَّ الْعِجْزَ بِاٰفَۃٍ اَصْلِیَّۃٍ فَفَاتَ

الْاِمْسَاكُ بِالْمَعْرُوْفِ وَوَجَبَ عَلَيْهِ التَّسْرِيْحُ بِالْاِحْسَانِ فَاِذَا امْتَنَعَ نَابَ الْقَاضِيْ مَنَابَهٗ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَلَا بُدَّ مِنْ طَلَبِهَا لِاَنَّ التَّفْرِيْقَ حَقُّهَا یعنی اور اسی دلیل سے کہ وطی کے بارے میں عورت کے واسطے حق ثابت ہے۔ اور یہ حق ادا کرنے سے شوہر کا انکار کرنا شاید کسی بیماری سے ہو جو پیدا ہوگئی ہے۔ اور شاید کہ اصلی آفت سے ہو تو اس کی شناخت کے واسطے ایک مدت کی ضرورت ہے کہ یہ آفت عارضی ہے یا اصلی ہے۔ پس ہم نے یہ مدت ایک سال اندازہ کی کیونکہ سال میں چاروں فصلیں موجود ہیں یعنی ربیع و خریف و سردی و گرمی۔ پھر جب یہ مدت گذر گئی اور وہ عورت تک نہ پہنچا تو ظاہر ہوگیا کہ اصل آفت کی وجہ سے عاجز ہے۔ تو معروف طریقہ سے عورت کا رکھنا جاتا رہا۔ تو خوبصورتی کے ساتھ اس کو چھوڑ کر رہا نہ کرنا واجب ہوا۔ پس جب شوہر نے خود ایسا نہ کیا تو قاضی نے اسکا قائم مقام ہو کر دونوں میں تفریق کر دی اور اس میں عورت کی درخواست ضروری ہے۔ کیونکہ جدائی حق اسکا ہے۔ ہاں اگر عورت نے عنین کے ہاں رہنے کو قبول کر لیا تو پھر اسکو یہ حق نہ ملے گا۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہے فَاِنْ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا لَمْ يَكُنْ لَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ خِيَارٌ وَلِاَنَّهَا رَضِيَتْ بِبُطْلَانِ حَقِّهَا وَفِي التَّأْجِيْلِ تُعْتَبَرُ السَّنَةُ الْقَمَرِيَّةُ هُوَ الصَّحِيْحُ وَيُحْتَسَبُ بِاَيَّامِ الْحَيْضِ وَبِشَهْرِ رَمَضَانَ لِوُجُوْدِ ذٰلِكَ فِي السَّنَةِ وَلَا يُحْتَسَبُ بِمَرَضِهِ وَمَرَضِهَا لِاَنَّ السَّنَةَ قَدْ تَخْلُوْ عَنْهُ۔

ترجمہ: یعنی پس اگر عورت نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا یعنی باوجودیکہ عنین ہونے کے اس کے ساتھ رہنا منظور کر لیا تو اسکے بعد زوجہ کو جدائی کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عورت اپنے حق کو مٹانے پر راضی ہوگئی۔ اور مدت مہلت میں سال قمری معتبر ہے۔ یہی صحیح قول ہے۔ اور اس سال میں سے حیض کے ایام اور رمضان کا مہینہ منہا نہ کیا جاویگا کیونکہ سال میں ان کا وجود ضروری ہے اور مرد کی بیماری اور عورت کی بیماری کے ایام منہا ہونگے۔ کیونکہ سال کبھی بیماری سے خالی نہیں ہوتا اور کتاب جامع الفوائد صفحہ ۲۹ میں بایں طور مسطور ہے۔ اِعْلَمْ اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا وَجَدَتْ زَوْجَهَا عِنِّيْنًا عِنْدَ النِّكَاحِ رَضِيَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ بِاَنَّهَا كَانَ لَا يَلْزَمُهَا وَلَا خِيَارَ لَهَا وَكَذَا لَوْ وَطِئَ مَرَّةً ثُمَّ عَجَزَ لَيْسَ لَهَا الْخِيَارُ لَوْ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ عَجَزَ عَنِ الْوَطْيِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَصَارَ عِنِّيْنًا لَمْ يَكُنْ حَقَّ الْخُصُوْمَةِ ابراہیم شاہی۔ اور اگر وطی میں عورت اور مرد کا آپس میں اختلاف پڑ جائے تو اس صورت میں اگر عورت ثیبہ ہے تو مرد کے قول کو اس کی قسم پر قبول کیا جاوے گا۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اسکو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

وَاِنْ كَانَتْ بِكْرًا نَظَرَ اِلَيْهَا النِّسَآءُ فَاِنْ قُلْنَ اَيْ بِكْرٌ اَجَلَ سَنَةً تَظْهُورِ كَذِبِهِ ۔ یعنی اگر عورت باکرہ ہو تو عورتیں اسکو دیکھیں یعنی وہ عورتیں یا ایک ہی کافی ہے۔ اور اگر ان عورتوں نے کہا کہ یہ عورت باکرہ ہے تو مرد کو ایک سال کی مہلت دی جاوے کیونکہ اسکا جھوٹ ظاہر ہوگیا۔ اور جب قاضی نے مرد اور عورت کے درمیان تفریق کر دی تو اسکو عدت کے بعد کہیں نکاح کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خلوت صحیح ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال:۔ مجبوب اور خصی اور جذام وغیرہ امراض والے کے واسطے حکم عنین کا ہے یا کوئی اور ہے۔ جواب دوا جر ملے گا۔

الجواب:۔ صرف مرد خصی کو جس کے دونوں خصیہ کو فتہ کئے گئے ہوں یا نکالے گئے ہوں تو اسکو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اور مرد مجبوب جس کی آلت زیادہ حصہ کٹی ہوئی ہو تو اسکو مہلت نہ دی جائے گی کیونکہ اس میں کچھ فائدہ نہیں۔ لہذا اگر عورت درخواست کرے تو انہیں جلدی تفریق کر دینی چاہیئے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے تحریر فرمایا ہے وَاِنْ كَانَ مَجْبُوْبًا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا فِي الْحَالِ اِنْ طَلَبَتْ لِاَنَّهُ لَا فَائِدَةَ فِي التَّاجِيْلِ وَالْخَصِيُّ يُؤَجَّلُ كَمَا يُؤَجَّلُ الْعِنِّيْنُ لِاَنَّ وَطْيَهُ مَرْجُوٌّ اور اگر مرد مجبوب ہو تو دونوں میں فی الحال تفریق کر دی جائے گی۔ بشرطیکہ عورت درخواست کرے۔ کیونکہ مہلت دینے میں کچھ فائدہ نہیں اور خصی کو بھی ایک سال کی مہلت دی جائے گی جیسے عنین کو دی جاتی ہے۔ کیونکہ وطی کرنے کی اسمیں بھی امید ہے چونکہ آلہ تناسل موجود ہے۔ شاید کسی وقت اس میں وطی کرنے کی قوت پیدا ہو جائے اور جذام و برص و مجنون میں عورت کو اختیار نہیں ہے کہ نکاح تڑا سکے۔ چنانچہ عبارت ذیل سے ثابت ہوتا ہے وَاِذَا كَانَ بِالزَّوْجِ جُنُوْنٌ اَوْ بَرَصٌ اَوْ جُذَامٌ فَلَا خِيَارَ لَهَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَهَا الْخِيَارُ الخ

ترجمہ:۔ جب مرد کو جنون ہو یا برص یا جذام ہو تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک زوجہ کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار نہیں۔ اور کہا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عورت کو یہ اختیار حاصل ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ نقل از شرح وقایہ و ہدایہ۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال:۔ جانوروں میں جو درندے اور پرندے ہیں ان میں حلال و حرام کی پہچان کرنے کی خاطر شارع علیہ السلام نے کوئی معیار مقرر کیا ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو تحریر فرما دیں کہ کونسے حرام اور کون سے

حلال ہیں۔ جواب دو اجب ملے گا۔ السائل حافظ رحمت علی نقشبندی۔

الجواب :۔ بیشک شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درندوں پرندوں کے حلال وحرام کے پہچاننے کے لئے بایں طور حکم فرماکر معیار قائم کیا ہے۔ کہ نہیں حلال ہر وہ درندہ جو اپنے دانت سے شکار کرتا ہے۔ اور نہیں حلال وہ پرندہ جو اپنے پنجے سے شکار کرتا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث بایں الفاظ مسطور ہے عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم نَھٰی یَوْمَ خَیْبَرَ عَنْ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَعَنْ کُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطُّیُوْرِ الخ۔

ترجمہ :۔ یعنی روایت ہے عرباض بن ساریہ سے یہ کہ منع کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دن خیبر کے کھانے ہر کچلنے والے کے سے درندوں میں سے۔ منع فرمایا ہر پنجے والے کے سے پرندوں میں سے اور اسی طرح روایت کیا مسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہ منع کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر دانت والے درندے سے اور ہر پنجے والے پرندے سے اور کہا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ ہر دانت والا درندہ حرام ہے۔ اور ہدایہ جلد چہارم وکتاب قدوری وغیرہ میں نیز بایں طور مسطور ہے وَلَا یَجُوْزُ اَکْلُ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطُّیُوْرِ الخ اور نہیں جائز ہر ذی ناب کا درندوں میں سے اور نہ ہی پنجے والے کا پرندوں میں سے اور کتاب تمیز الکلام وکتاب عین الہدایہ شرح میں لکھا ہے کہ جانور دو قسم پر ہیں۔ حلال اور حرام۔ اور ان کی تفصیل ذیل میں مختصر طور پر مطابق مذہب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ درج کر دی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔

اونٹ۔ بکری۔ بکرا۔ بھیڑا۔ مینڈھا۔ بارہ سنگھا۔ خرگوش۔ دنبہ۔ گائے۔ بیل۔ گورخر۔ نیل گائے مچھلی ہرن یہ سب کے سب جانور چار پایوں سے نزدیک آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حلال ہیں۔ اور اور جو جانور اڑنے والوں میں سے نزدیک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بلا اختلاف حلال ہیں وہ یہ ہیں۔ ابابیل بطخ۔ بالکل۔ بگلا۔ بٹیر۔ تیتر۔ چکور۔ کلیک۔ چکاوک۔ چڑیا۔ چکوی۔ چکوا۔ شتر مرغ۔ فاختہ۔ قمری۔ گیدبچہ کبوتر۔ کلنگ۔ لدی۔ ململ۔ مرغی۔ ممولا۔ مور۔ مینا۔ ہدہد۔ یہ سب جانور امام صاحب کے نزدیک حلال ہیں۔ اور طوطا وطوطی حلال ہیں۔ لیکن ان میں علمائے دین کا کچھ اختلاف ہے۔ اور صحیح اور مفتی بہ روایت یہی ہے کہ حلال ہیں۔ اور کوا چار قسم پر ہوتا ہے ایک وہ ہے کہ صرف دانہ ہی چگتا ہے جسکو فارسی میں زاغ کہتے ہیں وہ حلال ہے۔ اور جو کوا مردار ہی کھاتا ہے وہ حرام ہے۔ اور جو کوا پنجہ سے شکار کرتا ہے وہ بھی حرام ہے۔

جو دانہ بھی کھاتا ہے اور مردار بھی کھاتا ہے جسکو عربی میں عقعق کہتے ہیں وہ امام صاحب کے نزدیک حلال ہے لیکن صاحبین کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ اور اول قول مفتیٰ بہ ہے۔ اور بھیڑیا یعنی گرگ اور بجو یعنی کفتار اور بلی اور بندر۔ بچھو اور پلنگ۔ چیتا۔ چوہا جنگلی۔ چوہا خانگی۔ ریچھ۔ خنزیر۔ سنجاب۔ سیاہی یعنی خارپشت۔ سانپ۔ شیر کچھوا۔ کیکڑا یعنی سرطان۔ گیدڑ۔ گدھا۔ گوہ یعنی ضب۔ لومڑی۔ ناکا۔ نیولا۔ ہاتھی پس یہ سب جانور ہیں جو اڑ نہیں سکتے۔ امام صاحب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ سب کے سب حرام اور نادرست ہیں اور اڑنے والوں میں سے جو حرام ہیں وہ یہ ہیں۔ باز۔ یا بہری۔ ترمتی۔ حدہ یعنی چرغ چیل چمگادڑ۔ گدھ یعنی کرگس اور گوشت گھوڑے و خچر و گدھے میں اختلاف سخت ہے۔ صاحبین کے نزدیک حلال اور امام صاحب کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور اصح قول یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔ چنانچہ حدیث نسائی و ابو داؤد و ابن ماجہ سے ظاہر ہے۔ عَنْ خالد بن ولید انہٗ سَمِعَ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یقول لا یحِلُّ اَکْلُ اللُّحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحمیر ترجمہ:۔ یعنی حضرت خالد بن ولید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہیں۔ اور ابو داؤد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ اللُّحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ الخ اور خرگوش حلال ہے۔ صرف شیعہ مذہب کو اس میں اختلاف ہے۔ اہل سنت و جماعت کو اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور مرغی کا سر بلی جدا کر کے لے جائے اور باوجودیکہ محل ذبح کا باقی اور وہ زندہ ہے۔ تو پھر اسکا ذبح کر کے کھانا درست نہیں ہوگا کیونکہ وہ اپنی رگوں جنکا قطع کرنا ضروری ہے اپنے وجود میں کھینچ لے جاتی ہے۔ اور اگر بھینس یا گائے یا بکری کا سر شیر یا بھیڑیئے نے الگ کر دیا اور وہ زندہ ہوں تو ان کا ذبح کر کے کھانا درست ہے۔ اور اگر حیوانوں کے ساتھ کسی بشر نالائق نے وطی کی تو ان کا ذبح کر کے کھانا یا ان کا دودھ پینا اچھا نہیں۔ کیونکہ امام صاحب نے لکھا ہے کہ اگر جانور مردا ہے تو اسکو ذبح کر کے جلا دینا چاہیئے اور قیمت اس کی وطی کنندہ سے لی جائے اور ایسا ہی دوسرے جانوروں کا حکم ہے۔ اور فقیر کہتا ہے کہ حاکم وقت جو اس پہ تعزیر لگا دے وہ اسکو ادا کرنی پڑے گی۔ اور فتاوے عبدالحی جلد اول صفحہ ۳۶۱ میں یوں مرقوم ہے لا یحرم لحم البھیمۃ الماکول لحمھا بوطی رجل بھا لکن یکرہ الانتفاع بھا حیًا و میتا و ینبغی ذبحھا و قتلھا و احراقھا قالوا ان کانت دابۃ مما لا یؤکل لحمھا تذبح و تحرق کما ذکرنا و ان کانت ما یؤکل لحمھا تذبح و یؤکل عند ابی حنیفۃ و قالا تحرق ھذہ ایضًا و اذا کانت البھیمۃ للفاعل و ان کانت لغیرہ و کان لصاحبھا

ان یدفع الیہ بالقیمۃ وفی تبیین الکنز یطالب صاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ ثم تذبح ذبحت ویکرہ الانتفاع بہا حیتہا ومیتہا اطلق الطحطاوی الخ اذا کانت لہ ذبحت ولم تؤکل الخ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اسکا گوشت کھانا درست نہیں۔ اور ایسے حیوان کی ذات سے نفع حاصل کرنا موت اور حیاتی اسکی میں اچھا نہیں۔ اسکو ذبح کرکے جلادینا بہتر ہے۔ اور اگر کسی غیر کے حیوان سے وطی کی ہو تو اس کی قیمت کا ذمہ دار وطی کنندہ ہوگا۔ الخ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال:۔ اگر اہل ہنود کو راضی کرنے کی خاطر قربانی گائے کی نہ کی جائے تو اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی گائے کی کی ہے یا نہیں۔ اسکا جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اہل ہنود کو راضی کرنے کی خاطر گائے کی قربانی کو ترک کردینا مسلمانوں کے لئے بہت برا ہے۔ کیونکہ گاؤکشی کا طریق زمانہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر تابعین و تبع تابعین و آئمہ اولیعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تک جاری رہا ہے۔ اور نہ ہی کسی مسلمان صاحب حق الیقین نے اس سے انکار کیا ہے اور نہ ہی کسی غیر مذہب سے ڈر کر یا کسی کی خوشنودگی کی خاطر اس سنت قدیمہ کو ترک کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اونٹوں کی قلت ہوگئی تھی تو آپ نے لوگوں کو حکم قربانی گائے کا کیا تھا اور خود بھی گائے کی قربانی حجۃ الوداع و حدیبیہ میں کی۔ چنانچہ حدیث ابن ماجہ میں وارد ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قلت الْاِبِلُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ یَّنْحَرُوا البقرۃ۔

ترجمہ:۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اونٹ کم ہوگئے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ گائے کی قربانی کریں۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وسلم بالحدیبیۃ بدنۃ من سبعۃ والبقرۃ عن سبعۃ رواہ الترمذی صفحہ ۱۸۱ وابن ماجۃ صفحہ ۲۲۳ وموطا امام محمد صفحہ ۳۸ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح والعملُ علٰی ھٰذا عند اھلِ العلم من اصحاب رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحٰق وقال محمدٌ وھٰذا ناخذ البدنۃ والبقرۃ تجزی عن سبعۃ

فی الاضحیۃ عن علی قال البقرۃ عن سبعۃ قلت فان ولدت قال اذبح ولدھا معھا رواہ الترمذی و
عن عائشۃ فی حدیث وضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نسائہ البقرۃ رواہ البخاری وعن
عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم بقر تصدق بہ علی بریرۃ فقال لہا صدقۃ
ولنا ھدیۃ رواہ مسلم وعن ابی ھریرۃ قال ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اعتمر من
نسائہ فی حجۃ الوداع رواہ ابن ماجہ صفحہ ۲۲۳۔
ترجمہ :۔ روایت ہے حضرت جابر بن عبد اللہ سے کہا انہوں نے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ حدیبیہ میں قربانی کیا ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے سات آدمیوں کی طرف
سے ۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے ۔ اور روایت کیا امام محمد نے موطا میں ۔ اور کہا ترمذی
نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس پر عمل ہے اہل علم صحابہ کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری و ابن المبارک
و شافعی و احمد و اسحاق کا ۔ اور کہا امام محمد نے کہ اس حدیث سے ہم لوگ لیتے ہیں کہ اونٹ اور گائے سات
آدمیوں کی طرف سے قربانی میں کافی ہوتی ہے ۔ اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا کہ گائے
سات آدمیوں کی جانب سے ایک ہے ۔ میں نے کہا کہ اگر جنے تو فرمایا کہ بچہ کو بھی اسکے ساتھ ذبح کیا جاوے
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بایں طور ایک حدیث مروی ہے کہ آپ نے عورتوں کی جانب سے
گائے قربانی کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور نیز مائی صاحبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس گائے کا گوشت لایا گیا جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو صدقہ میں ملا تھا ۔ حضرت
نے فرمایا کہ یہ اسکے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے ۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے
اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں
کی جانب سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا حجۃ الوداع میں ایک گائے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے الخ
پس ان تمام دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ یہ سنت قدیمہ ہے ۔ اسکو ہندوؤں کے راضی کرنے کی خاطر ترک
نہ کرنا چاہیئے ۔ اور فتاوے عبد الحی جلد دوم صفحہ ۱۲۴ میں نیز بایں طور مسطور ہے کہ یہ ایک طریقہ قدیمہ ہے
زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین و جملہ سلف صالحین سے تمام بلاد و امصار میں اور اسکی اباحت
پر اجماع و اتفاق ہے ۔ تمام اہل اسلام کا ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکیں اور بنظر تعصب مذہبی
منع کریں تو مسلمانوں کو ان سے باز رہنا درست نہیں ہے ۔ بلکہ ہرگاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کی ابطال میں

کوشش کریں تو اہل اسلام پر واجب ہے کہ اسکے القائے واجراء میں سعی کریں۔ اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گناہگار ہونگے۔ ہاں بخاطر برانگیختہ کرنے وفتنہ وفساد بحالت عملداری ہنود کے یا دل آزاری کے قریب مکان اہل ہنود کے قربانی گائے کی نہ کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ اور بخوف فساد ہنود قربانی وذبح گائے سے مسلمان لوگ باز نہ رہیں بلکہ اسکو کوشش بلیغ سے سرانجام دیں۔ ان ینصرکم اللّٰہ فلا غالب لکم واللہ غالب علیٰ امرہٖ الخ اور فقیر کے نزدیک اگر کسی مصلحت عظیمہ اور باوجود ملنے دنبہ وغیرہ کے گائے کی قربانی کو خود بخود مسلمان چندے زمانہ کے لئے ترک کردیں تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن مسلمانوں کو اختیار ہے کہ اونٹ گائے اور خصی یا دنبہ کی قربانی کریں کہ جس چیز کی قربانی میں آسانی ہو۔ جو میسر آئے کہ اس قربانی کر سکتے ہیں تو کریں۔ باقی مفصل ذکر اسکا فتاوے ابوالبرکات عبدالرؤف دانا پوری کو ملاحظہ فرمائیں۔

فقط واللہ اعلم بالصواب ۔

سوال:۔ گیسوئے دراز رکھنے جائز ہیں یا نہیں۔ اس کا ثبوت حدیث شریف سے تحریر فرمائیں جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ بیشک گیسوئے دراز رکھنے جائز ہیں۔ چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے عَنْ اُمِّ ھَانِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھَا قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَا ضَفَائِرَ اَرْبَعٍ۔

ترجمہ:۔ کہا مائی صاحبہ نے کہ آپ کی ذات کو دیکھا میں نے کہ آپ صاحب چار زلفیں رکھتے تھے۔ اور اسکا ترجمہ شمائل ترمذی کی شرح صفحہ ۱۶ سطر ۱۹ میں اسطرح پر ہے۔ مروی است از ام ہانی کہ دیدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را صاحب چار گیسو یعنی دیدم در انحالیکہ چہار گیسو داشت۔ اور کتاب کبیری معہ صغیری شرح منیہ صفحہ ۱۸ میں بحوالہ محیط لکھا ہے اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا اَضْفَرَ شَعْرَۃً بِمَا یَفْعَلَہُ الْعَلَوِیُّوْنَ اَیْ الْمَنْسُوْبُوْنَ اِلیٰ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ وَبَعْضُھُمْ یَخُصُّھُمْ بِمَنْ کَانَ مِنْ غَیْرِ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھَا ؀

پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ گیسو وبال لمبے رکھنے میں کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ طریق علویوں کا ابتداہی سے چلا آتا ہے۔ اگر مخالف کے پاس کوئی دلیل ان کے عدم جواز کی ہے تو تحریر کرے۔ کیونکہ فقیر کی نظر میں اسکے عدم جواز کی دلیل کسی کتاب حدیث میں نہیں گذری۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب ؀

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال: نماز کے پیچھے یا کسی اور وقت میں ذکر جہر کرنا درست ہے یا نہیں۔ حدیث شریف سے جواب دو اجر ملے گا۔

السائل خاکسار غلام حیدر واعظ

الجواب: بیشک ذکر جہر کرنا خداوند کریم کا برائے اطمینان قلب درست ہے۔ لقولہ تعالٰے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ؛ سورہ رعد۔ اور صاحب تفسیر روح البیان اسکے تحت میں لکھتے ہیں کہ جب مومن لوگ ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل خوش ہوتے ہیں اور کتاب نصر الباری شرح صحیح بخاری سیپارہ ۴ صفحہ ۱۰ باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهٗ الخ

ترجمہ: حدیث بیان کی ہم سے اسحٰق بن نصر نے کہا خبر دی ہمکو عبدالرزاق نے اور کہا خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا خبر دی مجھ کو ابا معبد مولے بن عباس نے خبر دی خبر دی اسکو ابن عباس نے خبر دی اسکو بیشک بلند کرنا آواز کا ذکر سے جب کہ فارغ ہوں لوگ نماز مکتوبہ سے تھا (ذکر جہر) زمانہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کہا ابن عباس نے معلوم کرتا تھا اسوقت کہ جب فارغ ہوتے نماز سے ساتھ اسکے جب سنتا میں اسکو الخ اور ایک حدیث میں یوں بھی وارد ہے کہ اسقدر ذکر کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ قرار دیں۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ فَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِ الْجَهْرِ۔ پس ان دلائل سے واضح ہوا کہ جہر ذکر کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص منتہی ہو تو اسکو بہتر ہے کہ دل میں ذکر کرے۔ اور اگر مبتدی ہو تو چند یوم کے لئے جہری ذکر کرنا اولٰے ہے۔ کیونکہ بزرگان طریقت نے لکھا ہے کہ انسان دل میں بوقت ذکر خفی کے طرح طرح کے خطرات وہ ساوس بیہودہ پڑتے ہیں۔ اور ذکر جہر کرنے سے وہ خطرات وغیرہ رفع ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کو ذکر جہر کرنا چاہیئے۔ فقیر کہتا ہے کہ ایسا بھی ذکر جہر نہ کرنا چاہیئے جس سے مفرط صادر ہو چنانچہ اس آیت کریمہ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ کے تحت میں حضرت مولانا امام رازی نے لکھا ہے قولہٗ دُوْنَ الْجَهْرِ المفرط والمراد منه ان نفع الذکر بحیث یکون بین المخافتہ والجهر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب: خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ۔

سوال :- اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ۔ بآواز بلند کہنا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب :- بیشک حرف ندا سے صلوٰۃ بآواز بلند کہنے میں کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اسکا ثبوت پہنچ چکا ہے۔ اور اسکا ذکر جلد اوّلین میں مفصل تحریر ہے۔ اور کتاب جذب القلوب کے ترجمہ مرغوب صفحہ ۲۴۲ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَابَکْرٍ الخ غرضیکہ تمام اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی طرح کہتے اور اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ بوقت یہ الفاظ کہنے کے ہاتھ باندھ کر مثل نماز کے کھڑے ہوکر بڑی عاجزی سے یہ الفاظ کہے جائیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ اور تین بار کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ الخ ۔ اور اگر کوئی وہابی نجدی اعتراض کرے کہ یہ الفاظ تو آپ کے مزار پر حاضر ہونے کے وقت پڑھنے کا حکم ہے۔ نہ کہ ہمیشہ اور ہر جگہ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارے آقائے نامدار نے ہمارے لئے ہمیشہ کے واسطے یہ فرمایا کہ جب تمکو کوئی تکلیف ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر مجھکو یاد کیا کرو۔ تمہاری تکلیفیں دور ہوں گی۔ نقل از حصن حصین حدیث علیؓ۔ اور یہ حدیث مشہور ہے کہ جب نمازی نماز پڑھے تو تشہد میں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ۔ اور مولوی غلام قادر صاحب بھیروی لکھتے ہیں۔ السماع البعید للاولیاء رضی اللہ عنھم والانبیاء علیھم السلام لا سیما السید الرسل علیہ والہ الصلوٰۃ و فخر الاولیاء قدس سرہ حق ثابت بالقرآن والاحادیث و کلام العلماء والراسخین الصالحین و ھی عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ وماذا بعد الحق الا الضلال الخ۔ اور باقی مفصل ثبوت اسکا جلد اول میں مطالعہ کرو۔

سوال :- ایک لڑکے نے ہڈی کسی جانور کی اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دی ہے۔ یہ حال معلوم نہیں کہ کہ ہڈی جانور مردار کی ہے یا حلال کی ہے۔ اب اس چاہ کے پانی کا کیا حکم ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔ فقط۔

السائل حافظ خدا بخش فرخپوری

الجواب :- صورت مذکورہ بالا میں ایسے کنوئیں کے پانی کو نجس ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا تاوقتیکہ

اس چیز کے نجس یا پاک ہونے کا یقین کامل نہ ہو۔ چنانچہ فتاویٰ سعدیہ صفحہ ۵ و شرح الاشباہ میں مذکور ہے قال محمد حوض تملاء منہ الصغار والعبد بالعہدی الدنسۃ والجرار و سخنۃ یجوز الوضوء منہ مالم یعلم بہ نجاسۃ ولذا افتو بطہارت ثیاب طریقہ محمدیہ میں ہے من شک فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابہ نجاسۃ ام لا فہو طاہر مالم یستیقن وکذالک الاٰبار والحیاض التی یستقی منہا الصغار والکبار والکفار اور رسائل الارکان میں لکھا ہے ولا یعتبر احتمال بلوغ الماء والنجس الی ماء البئر مالم یقطع بلوغ النجس لان الاحتمال لا یزیل بہ العمل بالیقین الخ پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ جب تک اس چیز کا علم یقینی نہ ہو فتویٰ اسکے نجس ہونے کا نہیں دیا جائے گا۔ اور فقیر کہتا ہے کہ اگر ممکن ہے تو اس چاہ سے ہڈی کو نکال کر کچھ پانی اس سے احتیاطاً نکلوا دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی عفی عنہ وزیرآباد

سوال: اگر آدمی چاہ میں بطہارت داخل ہو کر ڈول یا کوئی اور چیز نکال لادے۔ تو اس چاہ کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب: بیشک اس چاہ کا پانی پاک ہے۔ بشرطیکہ اس کے بدن پر نجاست کا اثر حقیقی یا حکمی نہ ہو۔ اذا اخرج حیًا ولم یکن فی بدنہ نجاسۃ حقیقیہ وحکمیۃ وکان مستنجیًا لم یفسد الماء بحر الرائق۔

سوال: قسموں کی کتنی قسمیں ہیں۔ اور جبری قسم پر کفارہ ہے یا نہیں اور قرآن مجید کی قسم پڑتی ہے یا نہیں۔ اور قسم کا کفارہ کیا ہے۔ جواب دوا جر ملے گا۔

الجواب: قسموں کی تین قسمیں ہیں۔ یمین الغموس۔ ویمین المنعقدہ۔ ویمین اللغو۔ اور یمین غموس وہ ہوتی وہ ہوتی ہے۔ جو کسی کام گذشتہ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے۔ مثلاً کہا کہ خدا کی قسم میں حج کر چکا ہوں۔ اور حالانکہ حج اس نے نہیں کیا تھا۔ اور قصداً جھوٹ بولا۔ لہٰذا یہ قسم غموس ہوئی جس کا مرتکب گناہ کبیرہ ہوا۔ اور اسکا کفارہ توبہ و استغفار ہے۔ اور یمین المنعقدہ وہ قسم ہے کہ جو قسم کھائے کسی امر آئندہ کی اس کے کرنے یا نہ کرنے پر اگر وہ کام کر دیا یا نہ کیا تو اس پر قسم کا کفارہ دینا لازم ہو جائے گا۔ مثلاً کہا کہ میں اس گھر میں نہ جاؤں گا۔ پھر بیمار و بیہوش ہوا اور اس حالت میں لوگ اسکو وہاں لے گئے تو حانث اور کفارہ اس پر لازم ہوگا۔ غرضیکہ جس بات پر قسم ہے اگر اسکو عمداً کرے یا بھول کر یا اس سے زبردستی کام کرا لیا جاوے یا حالت بیہوشی یا جنون میں کرے تو اس صورت میں حانث۔ اور کفارہ دینا لازم ہوگا۔ نقل از عینی الہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۷۔

اور یمین اللغو وہ ہے۔ کہ قسم کھاوے کسی امر گذشتہ کی۔ درانحالیکہ گمان اسکا یہ ہو کہ وہ ٹھیک کہتا ہے۔ اور اصل معاملہ اسکے بخلاف ہو۔ اور اس میں امید مغفرت کی ہے۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کہے کہ واللہ یہ شخص زید ہے۔ اور یہ اسکو زید ہی گمان کرتا ہے۔ درواقع وہ خالد ہے۔ اور اس کی دلیل مغفرت پر یہ ناطق ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ الخ اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے والقاصد فی الیمین والمکرہ والناسی سواء حتی تجب الکفارۃ یعنی جس شخص نے عمداً قسم کھائی اور جبیر قسم کھانے کے لئے زبردستی کی گئی۔ اور جو بھول کر قسم کھا گیا یہ سب برابر ہیں حتی کہ حانث ہونے پر کفارہ لازم ہو گا۔ لقولہ علیہ السلام ثلث جدھن جد و هزلهن جد النکاح والطلاق والیمین الخ

ترجمہ:۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا قصد عمدی بھی ہے اور ہزل بھی عمدی ہے۔ وہ نکاح و طلاق اور قسم ہیں۔

ف:۔ اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور بجائے یمین کے بعض حدیثوں میں التفاق و رجعت کا کلمہ وارد ہے۔ ہکذا فی عین الہدایہ جلد دوم صفحہ ۳۹۸۔ اور قرآن مجید کی قسم اٹھانے سے قسم پڑ جاتی ہے۔ اور اسی پر علمائے دین محققین نے موجودہ زمانہ میں فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ عین الہدایہ جلد دوم صفحہ ۳۹۹ میں تحت اس عبارت کے تحریر ہے۔ اِذَا حَلَفَ بِالْقُرْاٰنِ لِاَنَّهٗ غَيْرُ مُتَعَارِفٍ۔ یعنی اگر قرآن کریم کی قسم کھائے تو قسم نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ رواج نہیں۔

ف:۔ بدائع میں ہے کہ کلام اللہ کی قسم کھانے سے حلف ہو جائے گی۔ اور مترجم کہتا ہے یہی اظہر ہے اور ہمارے یہاں اسی پر فتوے ہو گا۔ اور فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۱۳۵ میں نیز مذکور ہے اِنَّ الحلف لغیر اللہ تعالیٰ لا یجوز لو حَلَفَ بِالْقُرْاٰنِ یَکُوْنُ یَمِیْنًا وَ بِهٖ اَخَذَ جُمْهُوْرُ مَشَائِخِنَا الخ۔

ترجمہ:۔ بیشک ماسوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے قسم کھانی درست نہیں۔ اگر کسی نے قسم کھائی مجید کی تو قسم ہو گی۔ اسی کو جمہور مشائخ ہماروں نے لیا ہے۔ اور کتاب برجندی صفحہ ۲۱۱ میں لکھا ہے اَلْاَیْمَانُ عَلَی الْعُرْفِ فِیْمَا تَعَارَفَ النَّاسُ بِهِ الْحَلْفَ تَکُوْنُ یَمِیْنًا اور عین الہدایہ میں نیز مذکور ہے کہ قاضی اگر کسی مقدمہ میں قسم پر فیصلہ کرنا چاہے تو ایسی قسم ان سے لے جسکا اٹھانا ان کو دشوار ہو جاوے۔ کیونکہ اس زمانہ میں قرآن مجید کی حلف کو بہت جلدی سے اٹھا لیتے ہیں۔ الشرع اعتبر العادۃ لقولہ علیہ السلام مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ الخ والمتعارف من غیر نکیر اصل فی الشرع بمنزلۃ اجماع المسلمین۔

اور مجموعہ نوادر میں ہے العرف والعادۃ سیّان لا فرق بینھما عند الجمھور وقال صاحب الکشف ان الاول فی الاقوال والثانی فی الافعال الخ ھکذا فی نور الھدیٰ۔ پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ باعتبار رواج زمانہ کے قسم قرآن مجید وغیرہ اشیاء کی پڑجاتی ہے۔ اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اور اگر اسکو یہ طاقت نہیں۔ تو دس مسکینوں کو کھانا کھلاوے یا ان کو لباس پہناوے۔ ایسا کہ جس سے ان کا اکثر بدن چھپ جاوے۔ اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ ادنیٰ اسکا یہ ہے کہ جس سے ان کی نماز درست ہو جائے۔ اور دلیل کفارہ یہ ہے قولہ تعالےٰ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ الخ پس ان تینوں میں سے جو چاہے کرے اگر یہ طاقت بھی نہیں تو تین یوم روزے پے درپے رکھے ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ متتابعات یعنی تین روزے ہیں پے درپے۔ اور پہلے قسم توڑنے کے کفارہ نہ دیا جائے۔ ہکذا فی کتب الاحادیث والفقہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال:- اہلبیت رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے فضائل اور شہادت کا ثبوت قرآن مجید واحادیث شریف سے ثابت کرو۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل حکیم محمد علی شاہ چک نمبر ۲۵ تحصیل بھوپہ ، ۲۰ دسمبر ۳۸ء

الجواب:- قرآن مجید کی آیات اور حدیثیں اہلبیت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل پر بے شمار شاہد ہیں۔ جنکا بیان کرنے سے عاجز قاصر ہے۔ لیکن بطور اختصار خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے فضائل اور شہادت کے دلائل تحریر کر دیئے جاتے ہیں۔ وھو ہذا۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ چاہتا ہے خداوند کریم یہ کہ دور کرے تم سے گناہوں کی پلیدی والے ، اہل بیت نبوت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا الخ پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہلبیت بغض وحسد وعداوت وکینہ وبخل وغصہ وتکبر وزنا وشراب وجفا وغیرہ گناہوں سے پاک وصاف تھے۔ اور نیز حدیث مسلم ومشکوٰۃ مناقب اہل بیت میں بایں الفاظ ان کے شان پر شاہد ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (رواہ مسلم)

ترجمہ :- حضرت مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا کہ نکلے وقت صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کہ آپ کی ذات بابرکات پر ایک کمبل نقش دار سیاہ بالوں کی تھی۔ پس آئے آپ کے پاس حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالے عنہ۔ پس داخل کیا آپ نے ان کو اس کمبل میں پھر آئے آپ کے پاس حضرت حسین رضی اللہ تعالے عنہ ان کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ تشریف مبارک لائے تو ان کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ اور فرمایا اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ اور کہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالے عنہ نے لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ رواہ مسلم ط

ترجمہ :- روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا جب اتری یہ آیت پس کہا لاویں ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو۔ بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالے عنہم کو پس کہا حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اے میرے خداوند کریم یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ایک حدیث میں یوں بھی مذکور ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں درمیان تمہارے کتاب اللہ و عترت چھوڑ چلا ہوں۔ تم ان کے ساتھ تمسک کرنا۔ یعنی قرآن مجید پر عمل کرنا اور میرے اہل بیت کی تعظیم و تکریم بجالانا۔ اور قرآن مجید بھی ان کی تعظیم و تکریم پر ناطق ہے۔ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ فرمایا اللہ تعالے نے کہ اے میرے حبیب ان لوگوں کو فرما دے کہ میں تبلیغ احکام وغیرہ امور پہنچانے کی تم سے اجرت طلب نہیں کرتا۔ ہاں یہ بات ضرور کہتا ہوں کہ تم میرے اہل بیت کی تعظیم و تکریم کریو۔ اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اکلیل میں لکھا ہے کہ کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا الْمَوَدَّةَ کون لوگ ہیں فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میری بیٹی فاطمہ اور اسکے فرزند الخ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ۔ رواہ ابونعیم وغیرہ۔ یعنی بیشک میری بیٹی عیوب سے پاک ہے۔ لہذا خداوند کریم نے اسکی اولاد پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔ اور حدیث شریف باسناد صحیح طبرانی میں بایں طور مسطور ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَيْرُ

مَعَذِّبِكَ ولا احد من ولدك یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اے فاطمہ بیشک اللہ تعالےٰ تجھ کو عذاب دیگا اور نہ ہی تیری اولاد کو اور امام بیہقی مدخل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالےٰ نے چھ شخصوں پر لعنت کی ہے۔ اور میری اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پہلے وہ شخص جو خداوند کریم کی کتاب میں کمی بیشی کرتا ہے۔ دوم خدا کی تقدیر کا منکر اور تیسرا جو ذی عزتوں کی بے عزتی کرے۔ مثلاً امراء و اہل بیت کی چوتھا جو حرام چیزوں کو حلال جانے اور پانچواں جو شخص بیت اللہ شریف میں بدفعلی کرے۔ اور چھٹا جس نے سنت میری کو برا سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ حدیث یہ ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم ستة لعنهم الله و كُلّ نَبِيّ يُجَابُ الزائد فی كتاب اللّٰهِ والمكذِّبُ بقدر اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ ليعز من اذله الله ويذل من عزه الله والمحرم الله والتارك لسنتي رواه البيهقی فی المدخل ورزين فی كتاب وتصنيف مولوی دین محمد غیر مقلد صفحہ ۶ اور ابن عدی نے اپنے کامل میں ابی سعید خدری سے نیز روایت کی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے من ابغضنا اهل البيت فهو منافق یعنی جو شخص ہمارے اہلبیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔ اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے قَالَ قَالَ رسول اللّٰهِ صَلَّى الله عليه وسلم والذی نفسی بيده لا يبغضنا أَهْلَ البيت رجل الا ادخله النار یعنی کہا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص بغض ہمارے اہلبیت سے رکھے وہ ناری ہے وعَنْ عَلِيّ رضی الله تعالےٰ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ عِتْرَتِيْ وَالْاَنْصَارِ فَهُوَ لِاَحَدٍ ثلاث اما منافق او لزنية واما لغير طهور يعنی حملته امه علىٰ غير طهور رواه ابن عدی والبيهقی فی شعب الايمان

ترجمہ:۔ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نہیں پہچانتا حق اولاد میری اور انصاری کا وہ تین امور سے خالی نہیں ہوگا۔ یا منافق ہوگا یا ولد الزنا۔ یا پلیدی سے جنا ہوا۔ نقل از گلزار فاطمہ صفحہ ۸ تصنیف مولوی دین محمد گوندی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تاریخ میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لِكُلِّ شَيْءٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُبُّ اَهْلِ بَيْتِهٖ۔ یعنی واسطے ہر ایک چیز کے ایک بنیاد ہوتی ہے۔ جس پر وہ چیز قائم رہتی ہے۔ اور اسلام کی بنیاد محبت صحابہ کرام و اہل بیت

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ پیارا نہیں ہوں۔ کہا حاضرین نے ہاں یارسول اللہ۔ پھر فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تم کو دو چیزوں سے سوال کرتا ہوں۔ ایک تو قرآن مجید کے ساتھ محبت رکھنا اور دوسرا اہل بیت سے۔ اور دن قیامت کے سب سے اول شفاعت میری اپنے اہل بیت کی ہوگی۔ پھر جو ان سے محبت رکھنے والے لوگ ہونگے۔ اور فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو تین امور کا ادب سکھاؤ۔ ادب اپنے پیغمبروں کا اور ان کے اہل بیت کا اور قرآن مجید کا، اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ضرور میرے اہل بیت کی تعظیم کریو۔ ورنہ میں بروز قیامت خداوند کریم کے سامنے تمہارے ساتھ جھگڑا کروں گا۔ جس کے سبب سے تمہیں جہنم میں تکلیف ہوگی الخ

پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ شان اہلبیت کا بے شمار ہے جن کا بیان کرنے سے خادم شریعت قاصر ہے۔ اور قول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر ختم کرتا ہے۔ ؎

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمْ　　فَرْضٌ مِنَ اللهِ فِي الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْفَخْرِ اَنَّكُمْ　　مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ

ترجمہ:۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہاری محبت ہم پر ہے جسکا ثبوت قرآن مجید میں ہے۔ یہ تمہارے لئے کافی فخر ہے کہ بیشک جو شخص درود تم پر نماز میں نہ پڑھے۔ اس کی نماز نہیں ہوتی الخ

اور واقعات شہادت اور ثبوت مسئلہ شہادت امامین علیہما السلام ہر ایک مسلمان پر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے۔ اس پر چنداں دلائل طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن بطور اختصار بخاطر ناظرین و منکرین وغیرہم کے تحریر کر دیتا ہوں۔ وھو ہذا۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ اَنَّ حُسَيْنًا يُقْتَلُ بِشَاطِئِ الْفُرَاتِ رواه ابن سعد۔

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ مجھ کو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ حسین علیہ السلام کو فرات کے کنارے شہید کیا جاوے گا۔ اور فرمایا مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے اِنَّ ابْنِي الْحُسَيْنُ يُقْتَلُ بَعْدِيْ بِاَرْضِ الطَّفِّ رواه الطبراني في الكبير یعنی بیشک حسین میرا فرزند میرے بعد طف کے میدان میں مارا جاوے گا۔ یعنی زمین بلند نزدیک کوفہ کے۔ اور ابو داؤد و حاکم فی المستدرک سے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بایں الفاظ حدیث تحریر کتاب ماثبت بالسنۃ میں

فرماتے ہیں عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثْ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّتِیْ استقتل ابنی ھذا یعنی الحسین وَاَتَانِیْ بتربتہ من تربۃ احمر آء۔

ترجمہ :- یعنی ام الفضل روایت کرتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ بیشک قریب ہے کہ میری امت میرے اس فرزند کو مار ڈالے گی۔ مجھ کو وہاں کی مٹی سرخ مٹی سے لا دی گئی ہے الخ اور مائی صاحبہ ام سلمہ اور مائی صاحبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہما سے اسی طرح کی کئی روایتیں آچکی ہیں۔ اور کتاب دیلمی وجامع الاصول وترمذی سے صاحب المستقصٰے نیز بایں طور حدیث تحریر کی ہے عَنْ سَلْمٰی اِمْرَاَۃٍ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلْمَۃَ وَھِیَ تَبْکِیْ قُلْتُ مَا یُبْکِیْکِ قَالَتْ رَاَیْتُ الْاٰن رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہِ التُّرَابُ وَھُوَ یَبْکِیْ فَقُلْتُ مَالَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ شَھِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اَلْفًا الخ۔

ترجمہ :- روایت ہے سلمہ سے جو انصار میں سے ایک عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میں ام سلمہ کے پاس گئی۔ اور وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ مائی صاحبہ نے جواب میں کہا کہ میں نے ابھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور سر اور داڑھی پر گرد پڑی ہوئی تھی اور روتے تھے۔ اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی حسین کے قتل کو میں نے دیکھا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے حجرے میں ایک غرفہ بنا ہوا تھا جس میں جس میں جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے لئے حضرت تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز حسب معمول جناب غرفہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرما گئے کہ میرے یہاں ہونے کی کسی کو اطلاع نہ ہو اور نہ کوئی میرے پاس آنے پائے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مجھے امام حسین علیہ السلام کے آنے کا علم دو۔ اور وہاں چلے گئے۔ جبریل امین نے ان سے دریافت کیا یہ کس کا بچہ ہے۔ فرمایا میرا فرزند میرے فرزند کا فرزند ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے اپنی مبارک ران پر بٹھا لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ کی امت کے بے رحم اور ظالم لوگ آپ کے تھوڑے دنوں کے بعد انہیں قتل کریں گے۔ آپ نے ٹھنڈا سانس بھر کر حیرت ناکوں کی طرح پوچھا اے جبرئیل کیا میری امت میرے فرزند کو قتل کرے گی۔ کہا ہاں آپ کی ہی امت میں آپ کو اس زمانہ کی خبر دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر عراق کی کی طرف اشارہ کیا اور اس زمین سے سرخ مٹی کی ایک مٹھی لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی اور

کہا حسین علیہ السلام کا یہی مقتل ہے الخ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ امام حسین علیہ السلام کو ران پر بٹھا کر ان کے لب اور منہ کو بوسہ دینے لگے۔ تو فرشتہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ فرشتہ نے کہا کہ عنقریب آپ کی امت ظالم انہیں کربلا کے میدان میں جو عراق کا حصہ ہے وہاں بھوکا پیاسا قتل کر دے گی۔ اگر فرماؤ تو وہاں کی مٹی ملاحظہ کراؤں۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ فرشتہ نے سرخ مٹی اس میدان کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائی۔ آپ نے وہ مٹی ام سلمہ کو دے دی۔ غرضیکہ امام صاحب مع اپنے یاروں دوستوں اور فرزندوں کے شہید کربلا ہوئے ۶۱ھ میں جب کہ آپ کی عمر شریف چھپن ۵۶ برس پانچ ماہ اور پانچ دن کی تھی۔

اور کتاب ماثبت بالسنۃ صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اُتِیَ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ زِیَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ فَجُعِلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْکُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِہٖ شَیْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ شَبَّہَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَۃِ الخ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جب حسین علیہ السلام کا سر مبارک لے گئے پھر لگن میں رکھا پس ابن زیاد بد نہاد نے اسکو لکڑی سے چھیڑنا شروع کیا اور کچھ ان کے حسن کی بات کہی۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا واللہ یہ ابن رسول۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ صورت وشکل میں ملتے تھے۔ اور اسوقت وسمہ سے خضاب کئے ہوئے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب ابن زیاد کے پاس سر مبارک لائے تو وہ ناک مبارک پر چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے ایسا صاحب حسن کوئی نہیں دیکھا۔ اور کہا راوی نے میں نے اسکو کہا سینہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ ملتا تھا۔ اور مولوی دین محمد غیر مقلد اپنی کتاب گلزار فاطمہ میں لکھتا ہے کہ جب امام صاحب میدان میں نکلے تو یہ شعر پڑھے۔ ؎

اَنَا ابْنُ عَلِیِّ الْخَیْرِ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ	کَفَانِیْ بِھٰذَا مَفْخَرًا حِیْنَ اَفْخَرُ
وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَکْرَمُ مَنْ مَشٰی	وَنَحْنُ سِرَاجُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُزْھَرُ
وَفَاطِمَۃُ اُمِّیْ سُلَالَۃُ اَحْمَدِیْ	وَعَمِّیْ یُسَمّٰی ذَا الْجَنَاحَیْنِ جَعْفَرُ
وَفِیْنَا کِتَابُ اللّٰہِ اُنْزِلَ صَادِقًا	وَفِیْنَا الْھُدٰی وَالْوَحْیُ بِالْخَیْرِ یُذْکَرُ

اور مورخ لکھتے ہیں کہ جب اہلبیت کو قیدی بنا کر لے چلے اور راستہ میں شراب وفساد پینے لگے تو قدرت کاملہ سے یہ سطر لکھی ہوئی نظر آئی۔ ؎

؎ اَتَرْجُوْا اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا　　　شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

اور جب سنان شقی قاتل امام صاحب نے ابن زیاد کے آگے سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا رکھا تو کہنے لگا میری رکاب کو سونے اور چاندی سے پر کر دیجئے کیونکہ میں نے بڑے سردار اور جس کا ماں باپ از روئے نسب کے سب سے اچھے ہیں۔ اسکو قتل کر ڈالا۔ ؎

اِملاءِ رِکَابِیْ فِضَّۃً وَّ ذَھَبًا　　　اَنِّیْ قَتَلْتُ سَیِّدًا الْمُحَجَّبًا

قَتَلْتُ خَیْرَ النَّاسِ اُمًّا وَّ اَبًا　　　وَخَیْرُھُمْ اِذْ یَذْکُرُوا النَّسَبًا

اور جب اہلبیت کو یزید پلید نے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا تو اہل مدینہ والے مرد و عورتیں سب کے سب اہل بیت کے حال سے مطلع ہو کر روتے اور بآواز بلند یہ اشعار کہتے۔ ؎

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِذَا قَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ　　　مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ خَیْرُ الْاُمَمِ

بِعِتْرَتِیْ وَبِاَھْلِیْ بَعْدَ مُفْتَقَدِیْ　　　مِنْھَا اُسَارٰی وَقَتْلٰی ضُرِّجُوْا بِدَمٍ

مَاکَانَ ھٰذَا الْجَزَائِیْ اِذَا نَصَحْتُ لَکُمْ　　　اَنْ تَخْلُفُوْنِیْ بِسُوْءٍ فِیْ ذَوِیْ رَحِمٍ

ترجمہ

کی تسیں کہو گے جدوں تساں نوں نبی اللہ فرمائے　　　امتاں تھیں تسیں چنگی امت کی تساں عمل کمائے

نال اولاد تے ٹبر میرے بعد جیلاں ہمارے　　　کئی قیدی کئی قتل کیتو جے لہو بھرے بچارے

عبد میں خیر خواہی تساں کیتی بدلہ ایہ نمونے　　　فرزنداں میریاں نال سے جو کیتے کچھ بھیڑے اندلے

اور جب اہل بیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ طیبہ میں پہنچے تو پہلے اپنے نانا صاحب کے روضہ مبارک پر جاکر گریہ وزاری سے یہ الفاظ کہے۔ اور تمام لوگ ان کی فریاد پر اس قدر روتے گویا نیا صدمہ برپا ہو گئی تھی۔

نظم

یا رسول اللہ ذرا دیکھو ہمارا حال زار　　　دشمنوں کے ہاتھ سے کیسے ہوئے ہم دلفگار

جو مصیبت ہم پہ گذری کیا کریں اسکا بیان　　　کوئی دنیا میں نہ ہوگا اسطرح سے زار زار

قتل اعدا نے کیا کنبہ تمہارا سربسر　　　ظلم اعدا نے کئے آل نبی پہ بے شمار

بدتئیں وہ کیں جو دنیا میں کوئی کرتا نہیں　　　کچھ نہ سمجھے وہ تمہاری آل کا عزو وقار

حال خستہ پہ ہمارے اب نظر فرمائیے　　　کیا ہمارا حال ہے کیسے ہیں ہم کو انتشار

ظالموں کا ظلم گر آنکھوں سے اپنی دیکھتے بے قراری سے ہماری خود بھی ہوتے اشکبار
درد دل کس سے کہیں کس کو دکھائیں حال زار پاس آ سکتے نہیں تمہارے یا رسول کردگار

اشعار مطابق واقعہ حال

نثار ہو بلا خون تمام سعد بسیم سوار دوش رسول خدا سلام علیک
برائے ناک کہ شمشیر کرد سپہر توان بازوئے شیر خدا سلام علیک
ز تشنگی بدہا ستن زباں نے تردید زبان قدرت کلک خدا سلام علیک
مقیم جنت ہوئی شہید راہ خدا غریب کوفہ و کرب و بلا سلام علیک

المجیب
خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال: نماز عیدین کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔ اور اسکی نیت کس طرح کی جائے۔ جواب دو اجر ملیگا۔

الجواب: عیدین کی نماز ادا کرنے سے پہلے غسل و مسواک سے اپنے وجود کو پاک کرے۔ اور پاک کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور عید الفطر سے پہلے کچھ کھانا کھائے۔ اور فطرانہ ادا کرے۔ اور راستہ میں مسجد کی طرف تکبیریں آہستہ آہستہ کہتا جاوے۔ اور نماز عیدین اس وقت پڑھی جاوے جب کہ آفتاب دو نیزے کے برابر ہو۔ اور اسکا آخیر وقت آفتاب کے زوال ہونے تک ہے۔ اور نماز عید کی نیت بایں طور کرے۔ دو رکعت نماز عید الفطر واجب ادا کرتا ہوں میں ساتھ تمام تکبیروں کے اور امام دو رکعت لوگوں کو اسطرح پڑھائے کہ بعد تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھے۔ پھر تین تکبیریں کہے اور ہاتھ اٹھائے۔ پھر سورہ فاتحہ مع سورت پڑھ کر تکبیر رکوع کہے اور پھر رکوع کرے۔ اور جب کہ دوسری رکعت میں کھڑا ہو تو سورت فاتحہ و سورت پڑھ کر تین تکبیریں کہے اور ہاتھ بھی ساتھ ہی اٹھائے۔ اور ایک تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جاوے اور بعد سلام کے دو خطبے پڑھے جن میں احکام عید بیان کرے۔ اور جس شخص کی نماز عید قضا ہو جائے یعنی امام کے ساتھ نہ پڑھی ہو تو وہ پھر نہ پڑھے کیونکہ اس کے لئے شرط حضور سلطان کی ہے۔ اور جب نماز ادا نہ پڑھی تو وہ قضا سے بھی عاجز رہا۔ اور فرمایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ چار رکعت نماز پڑھ لے تو اسکو ثواب مل جائیگا۔ نقل از شرح وقایہ و نور الہدایہ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب: خادم شریعت نظام الدین حنفی قادری سروری عفی عنہ وزیرآباد

سوال :۔ عورتوں کو نماز میں انضمام کرنا چاہیئے یا نہیں کیونکہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث کہتا ہے کہ عورتوں کے انضمام کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

الجواب :۔ بیشک عورتوں کو نماز میں انضمام کرنا چاہیئے اور جو اسکو نا جائز کہتا ہے وہ علم حدیث سے بالکل ناواقف اور بیخبر ہے۔ اور اسکا ثبوت خود مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی نے اپنے فتاوی صفحہ ۲۷ بحوالہ زاد المعاد وغیرہ کا دے کر اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ ابو داؤد نے مراسیل میں اور بیہقی میں سنن کبریٰ میں زید بن ابی حبیب سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی اِمْرَاَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدْتُّمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلَی الْاَرْضِ وَاِنَّ الْمَرْاَۃَ لَیْسَتْ فِیْ ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ واخرج البیہقی مرفوعاً اذا سجدت المرأۃ الصقت بطنھا بفخذھا کاستر ما یکون لھا

ترجمہ :۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو سمٹ کر سجدہ کرو۔ کیونکہ عورت اس فعل میں مرد کی طرح نہیں ہے۔ اور بیہقی نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملالے۔ اس میں زیادہ پردہ ہے۔ اور کتاب ہدایہ و شرح وقایہ وغیرہ میں لکھا ہے والمرأۃ تخفض فی السجود وتلحق بطنھا بفخذیھا یعنی عورت سجدے میں جھک جائے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملالے اھ اور مولوی ثناء اللہ کا ہم کیا بیان کریں وہ تو دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح بھی جائز قرار دیتا ہے۔ دیکھو پرچہ اہلحدیث مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء اللہ تعالےٰ اسکو ہدایت بخشے۔ فقط۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سہروردی عفی اللہ عنہ

سوال :۔ خنثیٰ کس کو کہتے ہیں۔ اور اسکا کیا حکم ہے۔ اور شتر قدر یا بیہ نجدیہ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا درست ہے یا نہیں۔ اور گیارہویں پیران پیر اور تیجا اور ساتواں کرنے کا کیا ثبوت ہے۔ جواب دو اجر ملیگا۔

الجواب :۔ خنثیٰ وہ ہوتا ہے جو فرج و ذکر دونوں رکھتا ہو۔ اگر پیشاب کرے ذکر سے تو مرد کا حکم اس کے لئے ہے۔ اگر فرج سے پیشاب کرے تو حکم عورت کا لگایا جائیگا۔ اگر دونوں جگہوں سے پیشاب کرے تو جو پہلے نکلے اسکا حکم ہوگا۔ اگر دونوں جگہوں سے ساتھ ہی پیشاب نکلتا ہو تو خنثیٰ مشکل ہے۔ اور یہ حکم بلوغ کے پہلے کا ہے۔ اور جب بالغ ہو اور داڑھی نکل آئی ہو یا کسی عورت سے اس نے جماع کیا تو مرد ہے اگر

اسکو پستان نمودار ہوگئے یا حیض یا حمل ہوگیا یا دودھ اترآیا تو اسکو عورت کا حکم ہے۔ اگر داڑھی اور پستان دونوں ظاہر ہوں تو وہ خنثیٰ مشکل ہے۔ اور خنثیٰ مشکل کو نہ مردوں کی نماز کی صف میں کھڑا ہونا درست ہے اور نہ عورتوں کی صف میں۔ اور اگر مرجائے تو اسکے والدین خرقہ سے غسل دیں۔ اور اگر متعذر ہوں تو تیمم دیں اور کہا بعض نے کہ اگر حوض یا دریا موجود باشد خنثیٰ را ریختہ یا چہار پائی نہادہ در آب بجنبانند تا غسل حاصل گردد! ؟
اگر صغیر ہو تو خواہ مرد غسل دیں خواہ عورتیں واللہ اعلم بالصواب ؛

اور فرقہ وہابیہ نجدیہ جن کی نوبت کفر تک پہنچ چکی ہے ان کا مذبوحہ جانور کھانا درست نہیں۔ چونکہ اس میں شرط ذابح کا مسلمان ہونا لازمی ہے۔ شرط کون الذابح مسلماً وکتابیاً ذمیاً او حربیاً فحل ذبیحتھما ولو مجنوناً او امرأۃ او صبیاً یعقل ویضبط التسمیۃ او اقلف او اخرس لا ذبیحۃ وثنی ومجوسی ومرتد وتارک تسمیۃ عمداً فان ترکھا سہواً حل۔ (نقل از جامع الفوائد صفحہ ۲۹۳) غرضیکہ ذابح کا مسلمان ہونا شرط ہے اور مرتد کا ذبح جائز نہیں۔ اور یہ فرقہ وہابیہ نجدیہ باتفاق نزدیک تمام علمائے اہلسنت وجماعت کے کافر ومرتد ہے۔ چنانچہ کتاب نجوم الشہابیہ تحفہ احمدیہ کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۴ میں علامہ بے بدل شیخ احمد صاحب وطنی بھائی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث کے نے ارقام فرمایا ہے۔ ؎

کہ بلاشک آں خبیثاں کافران مطلق اند	کہ مہین انبیاء منکر اہل حق اند!
بدگمان چار مذہب متفق گشتہ برایں	کہ سزائے ایں گروہ فرض است ہجو کافریں
مجتمع گشتند بر یک کلمہ اہل اجتہاد	زندقہ اند ایں قوم حکم شان چو اہل ارتداد

اور باقی ان کے عقائد کفریہ پر انشاء اللہ تعالے ایک رسالہ مسمیٰ بہ تکذیب المبتدعین فی رد تکفیر المومنین عنقریب خادم شریعت شائع کردے گا۔ فقط۔

اور گیارہویں اور تیجہ کا ثبوت جلد اول میں مفصل گذر چکا ہے۔ اور علاوہ ان دلائل کے کتاب قرۃ الناظر و خلاصۃ المفاخر تصنیف حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ صفحہ ۱۱ میں بایں طور لکھا ہے۔ ذکر یازدہم غوث الثقلین علی نبینا وعلیہ السلام بود ارشاد شد کہ اصل یازدہم اینست کہ حضرت قطب ربانی غوث صمدانی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ چہلم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند آں نیاز آنچناں مقبول ومتبوع افتادکہ در ہر ماہ بتاریخ یازدہم فاتحہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند۔ دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید وے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یازدہم میکردند۔ آخر رفتہ رفتہ یازدہم

حضرت محبوب سبحانی مشہور شد۔ الحاصل مردم فاتحہ حضرت شاں در یازدہم میکنند و تاریخ وصال غوث الاعظم ہفتدہم ربیع الثانی ہست بالاتفاق۔ اور تیجا وغیرہ بھی درست ہے۔ چنانچہ عین العلم شرح زین العلم صفحہ ۱۶۲ میں میاں حضرت ملا علی قاری صاحب محدث نے تحریر کیا ہے ویتصدق الولی قبل مضی لیلۃ بشئی ان تیسر یعنی تصدق کند متولی از پیش گذشتن شب اول بچیزے اگر میسر آید ورنہ بگذارد دو رکعت نماز بسورت فاتحہ وآیۃ الکرسی وسورت تکاثر دہ مرتبہ در ہر رکعت وبخشند میت را ثواب آنہا وسلام زیر قبور بر مردگاں والستادہ شود پشت بقبلہ ویواظب علی الصدقۃ سبعۃ ایام وموانبست کند متولی بر تصدق کردن از جانب میت تا ہفت روز الخ اور اسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ میت اسوقت مانند ڈوبنے والے کی ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی مجھے اس تکلیف سے نجات دلائے لہذا سات یوم تک اس کے لئے صدقہ وقرآن مجید ونماز نفل پڑھ کر بخشنا چاہیئے۔ اور ہمارے تمام اہلسنت وجماعت کا اجماع خیر القرون سے ہے کہ متواتر چلاآتا ہے۔ اس سے انکار کرنا معتزلہ وفرقہ وہابیہ نجدیہ کا کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ کیا فرماتے ہیں علمائے دین دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص جمعہ کو بدوں شرائط فرض سمجھتا ہو اور احتیاط الظہر کو فضول اور بدعت کہتا ہو کیا ایسا شخص اپنے آپ کو حنفی کہلا سکتا ہے۔ اور حنفی مذہب والے کی نماز ایسے شخص کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔ اور حنفی لوگ ایسے عالم کے فتویٰ پر اعتبار کریں یا نہ۔ بینوا توجروا ۔

السائل خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سہروردی وزیرآباد

الجواب: بیشک جن بلاد کے مصر ہونے میں شک ہو وہاں احتیاط الظہر صاحب شامی نے واجب لکھی ہے۔ اور بلاد ہندوستان کے مصر ہونے میں شک ہے بوجہ اختلاف مصریتہ کے احتیاط الظہر پڑھنی واجب ہے۔ نقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصرا ینبغی لہم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعا بنیۃ الظہر حتی انہ لو لم تقع الجمعۃ موقعہا یخرجون عن عہدۃ فرض الوقت باداء الظہر لکن بقی الکلام فی تحقیق انہ واجب او مندوب اما عند قیام الشک والاشتباہ فی صحۃ الجمعۃ فالظاہر الوجوب انتہی ٥ ایسا ہی کبیری شرح منیہ اور

فتاوی عالمگیری میں ہے احناف کرام متفق ہیں کہ جمعہ بشرائط فرض ہے۔ بلا شرائط فرض نہیں۔ پس جیب عجائب اب ہندوستان میں جمعہ بلا شرائط فرض سمجھتے ہیں اور احتیاط الظہر کو فضول جانتے ہیں پس فرقہ احناف کرام سے خارج ہیں پابندان مذہب حنفی کو لازم ہے کہ اسکے فتوے پر ہرگز ہرگز عمل نہ کریں۔ بلکہ ایسے مسائل فروعہ میں کسی عالم حنفی کی طرف رجوع کریں۔ فقط حررہٗ محمد عالم امام مسجد گمٹی بازار لاہور مدرس نعمانیہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

احناف کرام نے جمعہ کے شرائط ادا وجوب ثابت کئے ہیں بغیر ان کے جمعہ فرض نہیں ہٰذا جو شخص منکر شرائط ہے وہ اہل احناف سے خارج ہے۔ جمال الدین عفی عنہ لاہور مدرس نعمانیہ لاہور۔

حررہ المجیب فہو فیہ مصیب۔ نور اللہ خاں متوطن ضلع کیملپور حال لاہور امام مسجد نعمانیہ لاہور۔

غیر مقلدوں کو وہابی کہنا ان کی کتابوں میں ثابت ہے

چنانچہ مولوی محمد حسین قاضی ساکن اچھرا ضلع والوان کتاب منجی المومنین فی تنبیہ المشرکین صفحہ ۲۷ مطبوعہ صمدلیتی لاہور میں یوں تحریر ہے۔

کہیں بدعتی جنکو ہیں یہ وہابی	وہی ہیں حقیقت میں ہیرو صحابی	منافق کے جیب مذہب رکابی
نہیں ہیں یہ زانی شرابی کبابی	وہابی کے معنے ہیں رحمان والا	کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا
خدا اور نبی کا ہے تابع وہابی	ہے شرک اور بدعت کا مانع وہابی	رسوم کفر کا ہے مانع وہابی
طریق جہالت کا قاطع وہابی	وہابی کے معنے ہیں رحمان والا	کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا
رسول خدا پر ہے قرباں وہابی	طریق نبی پر ہے قرباں وہابی	صحابہ نبی پر ہے قرباں وہابی
اور آل نبی پر ہے قرباں وہابی	وہابی کے معنے ہیں رحمان والا	کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

لیکن فقیر کہتا ہے کہ فرقہ وہابیہ نجدیہ کا اللہ تعالے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا غلط ہے دیکھو صاحب شامی جلد سوم باب البغاۃ وکتب تاریخ واحادیث میں مذکور ہے کہ یہ وہ گروہ ہے جس کی نسبت آپ نے فرمایا اھناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطان یعنی ملک نجد سے زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور اس سے ظاہر ہوگی امت شیطان کی سو اس کے مطابق ۱۲۲۱ھ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی نے ایک نیا مذہب نکالا اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کی اور بزرگان خلد وشہدا کی مزارات کو گرایا۔ اور لوگوں کو قتل کیا حالانکہ اپنے آپ کو مسلمان اور علمائے دین کو دھوکا دینے کے لئے اپنے آپ کو حنبلی کہلوایا اور کتاب التوحید بنائی جس کا ترجمہ

تقویۃ الایمان اب بھی موجود ہے۔ جس پر وہابی ناز کرتے ہیں۔ اور اس سے دلائل اخذ کرتے ہیں۔ غرضیکہ ۱۲۲۳ھ میں یہ گروہ مغلوب ہوگیا۔ اور سلطان روم نے ان پر فتح پائی۔ کچھ خفیہ طور پر ہند میں آگئے۔ مگر یہ گروہ باغی ثابت ہوا۔ پھر خبیث اپنے آپ کو محمدی مذہب اور عامل بالحدیث اور موحد کہلانے لگ گئے وغیرہ مفصل ذکر ان کا جلد سوم میں دیکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خُطْبَةُ عِيْدِ الْفِطْرِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْزَلَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَجَعَلَهُ اِلَيْهِ سَبِيْلَنَا وَوَسِيْلَتَنَا لِلْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِيْنَ بِنُوْرِ الْهِدَايَةِ وَالْعِرْفَانِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ فَتَحَ لِلصَّائِمِيْنَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ اَنْزَلَ فِىْ هٰذَا الشَّهْرِ الْمُبَارَكِ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ اَنْزَلَ فِىْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ الْقَدْرِ سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى اَوَّلِ الصَّحَابَةِ وَاَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى اَعْدَلِ الصَّحَابَةِ نَاطِقِ الصِّدْقِ وَالصَّوَابِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْاِيْمَانِ صَاحِبِ النُّوْرَيْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ الْمُطَهَّرَيْنِ اَسَدِ الْاَسَدِ اَبِى الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَعَلٰى سَيِّدَةِ النِّسَآءِ الْفَاطِمَةِ الزَّهْرَآءِ بَضْعَةِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَعَلَى الْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ الْمَقْتُوْلَيْنِ اَبِىْ مُحَمَّدٍ

اَبِی مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلَی الْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ ہ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ہ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

خُطْبَۃُ عِیْدِ الضُّحٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ہ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْکَعْبَۃَ الشَّرِیْفَۃَ لِعِبَادَۃِ الْخَوَاصِ وَالْعَوَامِ ہ وَمَنَّ عَلَیْہِمْ اِسْتِجَابَۃَ الدَّعْوَۃِ وَالتَّجَاوُزَ عَنِ الذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ ہ وَتَعَدَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِدُخُوْلِ مِنْ اَبْوَابِ مَشْعَرِ الْحَرَامِ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ہ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ قِبْلَۃً لِلْمُصَلِّیْنَ فِی اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ہ سُبْحَانَ مَنْ صَیَّرَ الْکَعْبَۃَ اِنْعَامًا لِلْاَنَامِ ہ یَجْلِبُ اِشْتِیَاقَہٗ وَشَوْقَ لِقَائِہٖ قُلُوْبَ عِبَادِہِ الْکِرَامِ ہ حَتّٰی تَدْعُوْا الزُّرَّادَ وَالْاَوْطَانَ فِیْ کُلِّ عَامٍ ہ وَیَمْشُوْنَ مُنِیْبِیْنَ مُکَبِّرِیْنَ بِاِقْتِدَاءِ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ ہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَنَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہ خُصُوْصًا عَلٰی اَوَّلِ الصَّحَابَۃِ وَاَفْضَلِہِمْ بِالتَّحْقِیْقِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہ وَعَلٰی اَعْدَلِ الصَّحَابَۃِ شَیْخِ الصِّدْقِ وَالصَّوَابِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ کَامِلِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ حَبِیْبِ الرَّحْمٰنِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہ وَعَلٰی مَظْہَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ مِنْ کُلِّ غَالِبٍ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی عَمَّیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَہَّرَیْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِ الْحَمْزَۃِ وَالْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہ وَعَلٰی سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ الْفَاطِمَۃِ الزَّہْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہ وَعَلَی الْاِمَامَیْنِ الْہُمَامَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّہِیْدَیْنِ الْمَقْتُوْلَیْنِ الْمَغْفُوْرَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ

الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعلی من تبعھم من الناس المہاجرین والانصار والتابعین الابرار الی دار القرار وسلم تسلیما کثیرا کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین ۰

خطبۂ جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ابدع الوجود من العدم ۔ والشکر للہ الذی بیدیہ انواع النعم
ھو خالق ھو رازق ھو فاتح ھو فالق ۔ ھو فی المواعد صادق فیضانہ اعلیٰ وعم
ھو قاصر بعبادہ ھو کاسر لمضادہ ۔ لاشک فی ارشادہ ذلیل لعباد الصنم
برھانہ قلب العدی سلطانہ بلغ العلا ۔ غفرانہ ستر التقی رضوانہ ادنی اھم
ثم الثناء لرسولہ ھو واسطۃ لوصولہ ۔ سبب لحسن قبولہ ھو مظہر الفیض الاتم
احمد محمد مصطفیٰ خیر الوریٰ نور الھدیٰ ۔ فخر الرسل والانبیاء اعلیٰ لوائہ العلم
اصحابہ احبابہ اولادہ اعبادہ ۔ احبابہ امجادہ اتباعہ خیر الامم
صدیقہ اھل الصفا فاروقہ ذو الاجتبا ۔ عثمانہ عین الحیا المرتضیٰ بحر الکرم
زھراتہ فی نورہ سبطاہ سیر سرورہ ۔ عماہ فی منشورہ للعشر بشری بالنعم
یا قوم موتی بالفقا توبوا الی اللہ بالصفا ۔ من کل ذنب قد مضیٰ صدقا خلوصا باللہ
یغفر ذنوبا کلھا اعنی الدق والجلھا ۔ عفظلک نارا علھا این خلک جنت النعم
واذکروہ ذکرا دائما جنبا قعودا قائما ۔ فی حبہ صرھا نما فی بینہ ثابت قدم
سر فی سبیل ثنائہ کن راضیا بقضائہ ۔ کی تحتظی بلقائہ فی الجنۃ دار القدم
یا رب انت رجائنا بالفضل اعف خطائنا ۔ صرف علیک ھوائنا امنح لنا اعلی الھمم

دیگر خطبۂ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان من خلق الوریٰ اللہ جل جلالہ ۔ سبحان من رفع السماء اللہ جل جلالہ

سبحان من اجلی انبیا سبحان من کشف الدجی — سبحان من وعد اللقا اللہ جل جلالہ

سبحانہ سبحانہ ولقد تعالی شانہ — ملک المحامد والثنا اللہ جل جلالہ

لبدایۃ بعنایۃ ولذا غدوہ بشریعۃ — فی الخلق بعث الانبیاء اللہ جل جلالہ

خلق الخلائق کلھا بصغارھا وکبارھا — فاختار منہ المصطفی اللہ جل جلالہ

قد بعثہ من رحمۃ للعلمین بحکمۃ — اعطاہ اعلام الھدی اللہ جل جلالہ

واعزہ بخطابہ وبوحیہ و کتابہ — حتی اراہ ما رای اللہ جل جلالہ

قد حقہ ببراقہ فوق السماء وعرشہ — اسری بہ لیل السری اللہ جل جلالہ

وقد اجتباہ بعلمہ وبخلقہ وبحلمہ — حتی محمد فی الثنا اللہ جل جلالہ

ھو شافع لعبادہ و مشفع لعصاتہ — ولسوف یعطیہ الرضا اللہ جل جلالہ

ھو قائل بعدائہ لیسوفہ وغزاتہ — ایاہ ایدہ بالملاء اللہ جل جلالہ

بلغ العلی بکمالہ غلب الوری بنوالہ — صلی علیہ وارتضی اللہ جل جلالہ

اصحابہ بحضورہ یستعرفون بنورہ — قد قال فی اصحابنا اللہ جل جلالہ

لا سیما صدیقہ ورفیقہ وعتیقہ — اعطاہ شرفا بالصفا اللہ جل جلالہ

ثم النصیر بفضلہ عمر الامیر بعدلہ — قد جعلہ نعم الفتا اللہ جل جلالہ

ثم الفتا المقتدی عثمان مصباح الھدی — اعطاہ حلما والحیا اللہ جل جلالہ

ثم العلی المرتضی یا حبذا اخیر الفتی — یسقی بیدہ الکوثرا اللہ جل جلالہ

فالحسن احسن امۃ واخوہ اجمل خلقہ — بشھادۃ احیاہ ما اللہ جل جلالہ

والفاطمۃ بنت النبی فی جنۃ الخلد التی — قد جعلہ خیر النساء اللہ جل جلالہ

ثم الامیر محمد عباس سیدقومہ — قد سترہ بید الرضا اللہ جل جلالہ

وکذالک الشیخ الولی ھو حمزۃ عم النبی — اھراق دمہ فی الغزا اللہ جل جلالہ

رب ارض عنھم اجمعین وارحم لاصحاب الیقین — وجزا لھم خیر الجزا اللہ جل جلالہ

احسن الینا بالکرم وامنن علینا بالنعم — ولسوف یعطینا المنا اللہ جل جلالہ

ثم اغفر عنا ربنا واغفر بفضلک ذنبنا — ترجوا عجبا ونعف من خطا اللہ جل جلالہ

فاذکر لدیک یا اخی بلسان باطنک الخفی | علم الجھار والخفی اللہ جل جلالہ

بخط حقیر غلام محمد قادری رضوی عفی عنہ | واسجد الیہ خاشعا وارکع لہ متواضعا
واعبد کانک قد تری اللہ جل جلالہ | در ورود مسجد تبلیغ آباد ملک پور بتاریخ ۱۴ ذی

خطبۂ ثانیہ

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ بعد تسبیح جلسہ کند ایں خطبہ بخواند۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ۝ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَعَلٰی کُلِّ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ ۝ عِبَادَ اللّٰہِ ۝ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ۝ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ ۝

جلد دوازدہم تمام شد

تصحیح کنندہ فقیر ابو المنصور محمد صادق قادری رضوی غفرلہ

جلد سیزدہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام دین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ تمام اشیاء سے پہلے اللہ تعالے نے کس چیز کو پیدا کیا۔ جواب دو اجر ملے گا۔ السائل محمد شفیع طالب علم

الجواب:۔ تمام اشیاء سے اول اللہ تعالے نے اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا چنانچہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیْ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ۔ الحدیث نقل از مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۹ وحجۃ العالمین صفحہ ۲۱۶ ونزہۃ المجالس ومدارج النبوت وتفسیر بحر العلوم نسفی۔ یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے والدین آپ کی ذات والاصفات پر قربان ہوں مجھے خبر فرمایئے کہ تمام اشیاء کائنات سے پہلے اللہ تعالے نے کس چیز کو پیدا کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جابر اللہ تعالے نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ یعنی آپ کے نور کے فیض سے پیدا کیا اور اسی نور سے عرش وکرسی لوح وقلم ارواح جنت دوزخ وغیرہ کو پیدا کیا۔ اور نیز مدارج النبوۃ وتفسیر روح البیان ومکتوبات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمت کے صفحہ ۱۸۷ جلد سوم مطبوعہ نولکشور میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے۔ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں اللہ تعالے کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اَوَّلُ مَاخَلَقَ نُوْرِیْ۔ یعنی تمام چیزوں سے اول اللہ تعالے نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور صاحب مواہب لدنیہ نے صفحہ ۹ میں لکھا ہے ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا جن ولا انس الخ اور مدارج النبوۃ جلد ۲ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۷ میں نیز بایں طور حدیث مسطور ہے قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا من نور اللہ والمومنین من نوری وفی روایۃ انا من اللہ

وَالمومنون من نوری یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مومن میرے نور سے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اللہ سے ہوں اور باقی مومن میرے نور الانوار سے ہیں۔ اور تفسیر روح البیان جلد اول تحت آیت کریمہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ کے بایں الفاظ کے لکھا ہے وَاعْلَمْ اِنَّ اللّٰہَ تعالٰی بعث النبی صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم نورلیبین حقیقۃ خط الانسان من اللہ تعالیٰ وانہ تعالیٰ سمی نفسہ نورالقولہ تعالیٰ اللہ نور السمٰوات والارض الخ۔

ترجمہ:۔ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو نور بنا کر بھیجا جو کہ اللہ تعالیٰ سے انسان کی حقیقت ظاہر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام نور رکھا ہے۔ چنانچہ فرمادیا ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ چونکہ زمین اور آسمان غیبتی کے ظلمت میں چھپے ہوئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایجاد کر کے ظاہر کر دیا اور اپنے حبیب کا نام بھی نور رکھا۔ چنانچہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ پھر اللہ تعالیٰ نے جہاں کو تمام اشیاء کے ساتھ آپ کے نور سے بعض کو بعض سے پیدا کیا پس جب موجودات آپ کے نور سے بعض کو بعض سے پیدا کیا۔ پس جب موجودات آپکے نور مبارک کے وجود سے ظاہر ہوئی تو آپ کا نام نور رکھا اور آنحضور نے فرمایا انا من اللہ والمؤمنین منی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ:۔ من عینہ۔ ترجمہ عبارت روح البیان اور کتاب مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۷ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریشی ہزار سال پیشتر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کے آگے نور تھے اور وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور اس کی تسبیح کے ساتھ فرشتے بھی تسبیح کرتے تھے اور جب کہ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور زمین پر اتارے گئے تو ان کی پشت مبارک میں یہ نور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ڈالا گیا اور ان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں۔ پھر حضور فرماتے ہیں کہ مجھے کئی پشتوں سے اللہ تعالیٰ نے کریم پشتوں سے منتقل فرماتے ہوئے میرے والدین کی پشت اطہر سے اظہار فرمایا۔ ہٰکذا فی شفا قاضی عیاض و نسیم الریاض و خصائص کبریٰ صفحہ ۳۹ اور تفسیر ابو السعود و فتح البیان و نیشا پور و غرائب القرآن وغیرہ تفاسیر میں تحت آیت کریمہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ط کے لکھا ہے نور سے یہاں مراد وجود مسعود آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حقیقت میں یہ نور آفتاب و ماہتاب سے کئی لاکھوں درجہ زیادہ ہے۔ چونکہ ماہتاب

تو ایک حد تک پہنچ کر گھٹنے لگ جاتا ہے لیکن آپ کی ذات کا نور دن بدن ترقی پر ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اس پر شاہد ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلیٰ۔ اور آفتاب تو بوقت شب زمین کی آڑ لے کر عالم میں اندھیر لگا دیتا ہے لیکن آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود زمین تشریف لے جانے کے ہر عالم کے اہل کو نور سے معمور فرما رہے ہیں اور امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی ذات کا سایہ نہ تھا آفتاب میں نظر آتا اور نہ ہی ماہتاب میں لم یکن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر لانہ کان نورا عن ابن عباس لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل۔ نقل از تفسیر مدارک سورہ نور صفحہ ۴۳ جلد۲۔ ذیل آیت کریمہ ظن المومنین والمؤمنات بانفسھم کے حدیث بایں الفاظ مسطور ہے ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا قاطع بکذب المنفقین ان اللہ عصمک من دقوع الذباب علی جلدک لانہ یقع علی النجاسات دفیہ الیضا قال عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذلک الظن۔ اور امام مناوی شرح جامع الصغیر میں لکھتے ہیں۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یبصر ممن خلفہ لانہ کان یری من کل جھۃ من حیث کان نوراً کلہ وھذا امن عظیم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم ولھذا کان لا ظل لہ مطلب اسکا یہ ہے کہ آپ کا دیکھنا اپنی پشت مبارک کے پیچھے سے یہ خاص حالت نماز میں نہیں تھا بلکہ ہر وقت آپ کا آگے اور پیچھے اور ہر جہت سے دیکھنا اظہر من الشمس ہے اور چونکہ آپ نور تھے اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا اور یہ معجزہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا اعلیٰ تھا اور امام زرقانی نے کہا شرح مواہب میں لکھا ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر اس لئے دکھائی نہیں دیتا تھا کہ بے دین لوگ آپ کے سایہ کو پائمال نہ کریں اور کہا بعض علمائے دین محققین نے کہ آپ نور تھے اور آپ کا نور غالب آفتاب و ماہتاب پر رہتا تھا اس لئے آپ کی ذات کا سایہ نظر نہیں آتا تھا اور اگر کبھی حرارت ظاہر ہونے لگتی تو جھٹ بادل سر مبارک پر سایہ کر لیتا۔ اور شمائل ترمذی میں ہے کہ آپ اندھیری رات میں روز روشن کی طرح دیکھتے تھے اور کتاب خصائص کبریٰ صفحہ ۶۱ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا کرتے کہ تمہارا رکوع وخشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں میں تم کو اپنے پشت کے پیچھے دیکھتا ہوں اور کتاب بخاری باب خشوع فی الصلوٰۃ میں ہے کہ جب آپ بات کرتے تو آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔ اور کتاب خصائص الکبریٰ لجلال الدین

جزاول صفحہ ۳۷ میں ہے کہ جب آپ ضحک فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں اور اسی صفحہ ۳۷ میں ہے کہ آپ کے وجود مقدس جیسا کوئی وجود لطیف اب تک نہیں پیدا ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ اور تحافۃ المراد کے صفحہ ۲۵ میں ہے کہ اصحاب فرماتے ہیں کہ قسم بخدا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ بھی چاند چودھویں کی طرح دکھائی دیتا تھا اور اسی کتاب غایۃ المراد صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہ سے ایک عورت نے جسکا نام ام خولہ سعدیہ سے تھی۔ اس نے پوچھا کہ تو تمام رات روشنی چراغ کی رکھتی ہے اسکا سبب کیا ہے۔ مائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم جب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے ہیں مجھے چراغ جلانے کی ضرورت نہیں رہی اور یہ تو رات کو دیکھتی وہ حسن وجمال آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور کتاب مطالع المسرات وحرز الایمان صفحہ ۱۰ میں ہے حضرت امام ابوالحسن اشعری سے مروی ہے قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبوۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار، قال صلی اللہ علیہ وسلم اول ماخلق اللہ نوری و من نوری خلق کل شئی اور تاریخ خمیس میں ہے عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ماخلق اللہ نوری اور مواہب لدنیہ میں مسطور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تمام انبیاء علیہم السلام کے سامنے کیا اور کہا ان کو کہ دیکھو تم اسکو پس جب کہ دیکھا انہوں نے تو آپ کی ذات کا نور غالب ہوا اور ان سب کے نور کو اس نور نے دبا لیا تب ان سب کے نور نے عرض کیا کہ اے ہمارے مالک یہ کس شخص کا نور ہے حکم ہوا یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے تم سب اس کے ساتھ ایمان لاؤ تو پھر تم کو نبوت کا منصب حاصل ہوگا۔ تب سب ارواح انبیاء علیہم السلام نے آپ کی نبوت پر اقرار کیا اور ایمان لائے۔ چنانچہ قرآن مجید اسپر شاہد ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ الآیہ۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم واقعی انوار صمدیہ سے نور تھے اور آپ کی ذات والا صفات کا نور بھی قدیم تھا جسکو قدیم مجازی کہتے ہیں۔ اور یہ نور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت وذات کے لئے اصل تھا۔ اور یہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدم کو جو ظلمت سے مناسبت تھی اور وجود کو نور سے تھی اس میں فرق کرنے والا ہے۔ اور یہ نور سرتاج الانبیاء والاولیاء وتمام کائنات کا ہادی بن کر ہدایت ومعرفت ابدالآباد کے فرمان وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ کے پورا کرنے کے لئے لباس بشریت میں تشریف فرما ہوئے اس لئے تمام مسلمانان کو لازم ہے کہ آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نوری تصور کریں۔

ے کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست ہمہ نورہا پرتو نور اوست

اور باقی ذکر سلطان الفقہ جلد پنجم میں ملاحظہ فرمائیں اور ان اشعار کو پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کریں فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب

خادم شریعت نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ

ابیات

محمد شمع ایوان نبوت محمد مشعل بزم فتوت

محمد آفتاب مشرق نور محمد ماہتاب مطلع سور

محمد مظہر ستر الٰہی محمد کان نور لاتناہی

محمد باعث تخلیق عالم محمد مفخر حوا و آدم

محمد رحمۃ للعالمیں ہیں بروز دیں شفیع المذنبیں ہیں

نہ ہوتے وہ تو کل عالم نہ ہوتا کبھی تخم ظہور اللہ نہ ہوتا

اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مظہر الٰہی کہنا جائز ہے کیا اگر وہ نہ ہوتے تو خداوند عالم کی ذات کا ظہور عالم میں نہ ہوتا۔ بینوا توجروا۔

السائل مسکین عبدالستار صوفی۔

الجواب:- بیشک آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعث منظہر ایزد لایزال کے ہیں۔ چنانچہ یہ مضمون حدیث قدسی سے بایں الفاظ ظاہر ہوتا ہے لولا محمد لما اظھرت ربوبیتی رواہ الحاکم یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ اگر نہ ہوتے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو نہ ظاہر کرتا میں اپنی ربوبیت کو نقل کیا ہے اس حدیث قدسی کو حاکم نے اور صاحب بدایۃ الحرمین نے صفحہ ۴۳ میں اور نیز حدیث قدسی بایں الفاظ ابن عساکر میں موجود ہے ماخلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا رواہ ابن عساکر۔ یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے نہیں پیدا کیا میں نے مخلوقات سے بزرگ تر نزدیک اپنے تجھ سے (یعنی اپنے حبیب سے) البتہ تحقیق پیدا کیا میں دنیا اور مرتبہ تیرا جو کہ نزدیک

میرے اور اگر نہ ہوتا تو اے میرے حبیب تو نہ پیدا کرتا میں عالم دنیا کو روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ثقہ عساکر نے اور کتاب دیلمی اور حاکم و معجم طبرانی صفحہ ۲۸۲ میں نیز مسطور ہے کہ جب آدم صفی اللہ علیہ السلام نے عرش معلے کی طرف نظر اٹھائی اور چمکتا ہوا نور دیکھا تو عرض کیا کہ اے مالک الملک یہ کیسا نور ہے تو جواب ملا ھٰذَا نور نبی من ذُرِّیَّتِكَ اسْمُهٗ فِی السَّمَآءِ احمد وفی الارض محمد لولا ہ ما خَلَقْتُكَ ولا خلقت السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ الحدیث. اور مستدرک حاکم کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں ولولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار الحدیث اور حضور فرماتے ہیں اتانی جبرائیل فقال ان اللہ تعالیٰ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار الحدیث اور حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کتاب کبیر صفحہ ۵۹ حدیث لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کو تحریر فرمایا اور بطور جرح کے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث معناً صحیح ہے لکن مَعْنَاهُ صحیح لقد روی الدیلمی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا مرفوعاً اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا الحدیث. پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ اگر خداوند کریم لم یزل ولا یزال لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ اپنے حبیب صاحب لولاک کو پیدا نہ کرتا تو اپنی ربوبیت کو کبھی ظاہر نہ کرتا اور نہ ہی دوزخ ہوتا اور نہ ہی جنت اور نہ ہی عالم دنیا پس یہ تمام اسباب کائنات بواسطہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ تعالے نے پیدا فرمایا ہے اور اپنے حبیب کے واسطے سے اپنے اسماء ذاتیہ و صفاتیہ و فعلیہ کا اظہار فرمایا اور اپنے حبیب کو مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کے لباس میں محفوظ فرما کر وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے کلمہ کو اہل قلوب کی زبان پر سوزش سے عالم کونین میں جاری کرا دیا اور اپنی توحید و ربوبیت کا مظہر اپنے پیارے حبیب کو بنا دیا۔ ؎

نہ ہوتے وہ تو کل عالم نہ ہوتا قسم اللہ ظہور اللہ نہ ہوتا

فقط ۔ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ المجیب

حررہ ابوالمنصور محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات بشر تھی یا نور۔ پس اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہراً تو سید البشر تھے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث

دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ ؎

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَر مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر

لَا یُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس انسان کو چاہیے کہ اس امر پر اعتقاد رکھتے ہوئے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اور اسی سے ایمان کو تازہ کرے۔ اور اس مقام عبودیت میں زبان چون وچرا کو بند رکھے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نقل از صلات الصفایا یَا اَبَا بَكْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَةً غَیْرُ رَبِّیْ۔ یعنی اے ابا بکر صدیق نہیں پہچانا کسی نے میری حقیقت کو بدوں پروردگار اپنے کے اور حدیث قدسی میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَوْلَا مُحَمَّدٌ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّةَ رواہ الحاکم یعنی اگر نہ ہوتے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میں اپنی ربوبیت کو ہرگز ظاہر نہ کرتا نقل کیا ہے اس حدیث قدسی کو امام حاکم نے اور قرآن مجید میں ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماسوائے اللہ تعالیٰ کے تمام کائنات کے لئے باعث رحمت ہیں اور آپ کا جسم اطہر تمام کا تمام رحمت ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اور عالم کہتے ہیں ماسوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے۔ اور کتاب تجلی الیقین صفحہ ۲ میں حدیث قدسی بایں الفاظ مسطور ہے یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ نُوْرِیْ وَسِرُّ سِرِّیْ وَكُنُوْزُ هِدَایَتِیْ وَخَزَائِنُ مَعْرِفَتِیْ وَجَعَلْتُ نُوْرًا لَكَ مُلْكِیْ مِنَ الْعَرْشِ اِلٰی مَا تَحْتَ الْاَرْضِیْنَ كُلُّهُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاءَكَ یَا مُحَمَّدُ۔ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا محمد تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز ہے اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کا خزانہ اور میں نے تو اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قرباں کر دیا اور جو عالم میں ہے سب میری رضا کے جویاں ہیں لیکن اے میرے حبیب میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۲ بحوالہ شرح شفا ملا علی قاری علیہ الرحمت سے یوں حدیث نقل فرمائی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے بفرمان خداوند کریم ان الفاظ سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پیش کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اٰخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ظَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَاطِنُ یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل کی زبان سے سنے تو فرمایا اے جبرائیل یہ صفتیں تو رب العلمین کی ہیں مخلوق کو یہ کیونکر مل سکتی ہیں۔ جبرائیل نے عرض کیا یہ میں نے خود نہیں الفاظ کہے بلکہ بحکم خداوند کریم کہے ہیں۔ اور آپ ان اوصاف سے موصوف ہیں چونکہ

آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے آفرینش میں اول اور ظہور میں موخر اور آخر میں خاتم الانبیاء ہیں۔ اور باطن اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش سے ۲ ہزار سال پیشتر ساق عرش پر آپ کا نام اپنے نام کے ساتھ اللہ تعالے نے مزین فرمایا اور یہاں تک کہ میں ہزار سال آپ پر درود بھیجتا رہا اور ظاہر اس لئے کہا کہ آپ کا دین تمام ادیان پر غالب ہے اور آپ کے اوصاف کا آشکارا تمام عالم زمین و آسمان میں ہو چکا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ولقولہ تعالیٰ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ کے دیباچہ میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس آیت کریمہ سے ثابت کی ہے هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسماء صفات الٰہی کے متخلق و متصف ہیں۔ اس لئے آپ کی ذات ان اسماء کے بھی مصداق ہے۔ باقی ذکر اصل کتاب میں ملاحظہ فرمادیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کو أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي تصور کرکے سید البشر ہونے پر اعتقاد رکھے اور ان دلائل سے ہرگز انکار نہ کرے۔ فقط والعلم عند اللہ ؕ

المجیب

خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر خیال کرے اس کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔ بینوا توجروا ؕ

السائل محمد شفیع از لوپریوالہ

الجواب :۔ بیشک شرعاً بطریقہ حقارت و توہین مطلق بشر کہنا یا اپنے جیسا بشر کہنا صریح کفر ہے چنانچہ قرآن مجید سورہ تغابن وغیرہ سورہ یٰسین و سورہ فرقان میں خداوند کریم شاہد ہے قال اللہ تعالیٰ قَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا۔ ولقولہ تعالیٰ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا۔ الغرض ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اطہر کو مشرک کافر سرکش بطور اہانت اپنے جیسا اور اپنے برابر سمجھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ یہ شخص ہماری طرح ہے اور ہماری طرح ہی کھانا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ ایسے شخص کو کسطرح ہم ہادی اور رسول مان سکتے ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے یہ الفاظ ان کے کہنے پر ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور وہ لوگ بھی کافر ہیں جو حقارت و مبکی ؕ

عادت بد کے طور پر یوں کہا کرتے ہیں کہ ارے میاں وہ کہاں نور تھے وہ تو ایک ہماری بشر ہی تھے صرف انہوں نے خدا کی عبادت کی اور مقبول بندے ہو گئے ورنہ ان کے اور ہمارے درمیان کیا فرق ہے۔ پس ایسا کہنے سے بھی انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب منح الازہر میں بایں طور لکھا ہے کہ جو شخص بطور حقارت بجائے لفظ عَلوی کے عُلوی سے آپ کی ذات کو پکارے تو وہ بھی کافر ہے نہ اسکی توبہ قبول ہو گی اور نہ کوئی اس کا عذر و بہانہ تسلیم ہوگا۔ متن قَالَ لِعُلْوِیٍّ عِلْوِیًّا بِالْاِسْتِخْفَافِ فَقَدْ کَفَرَ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ وَلَا عُذْرُهٗ وَاِنْ دَعٰی سَهْوًا اَوْ غَلَطًا هٰکَذَا فِیْ هِدَایَةِ الْحَرَمَیْنِ صفحہ ۳۵۔ یعنی کہا حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے منح الازہر میں کہ جس شخص نے کہا عُلوی کو عِلویًا واسطے سبکی کے پس بیشک وہ شخص کافر ہوا اور نہ مقبول ہو گی توبہ اس کی اور نہ عذر اسکا اگرچہ پکارا اس نے بھول چوک سے اور کتاب شامی و شفا شریف میں ہے جو شخص آپ کی ذات بابرکات کے کسی فعل پر نقص رکھے یا کوئی عیب پکڑے وہ کافر ملحد ہے اور مولانا روم علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ مردان خدا کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہیئے چونکہ اہل مکہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہا اور مانا تو وہ کافر اور گمراہ منفصل ہو گئے۔

ابیات

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر
ہمسری با انبیاء برداشتند — اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
جملہ عالم ایں سبب گمراہ شد — کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان الفاظ سے یاد کرنا چاہیئے جن سے آپکی کی ذات کی کسر شان و توہین ثابت نہ ہو اور اپنی طرح آپ کی ذات کو بشر تصور کرنا محض توہین ہے جس سے ظاہر کفر ثابت ہوتا ہے اور ایسا کہنا کفار کا طریق ہے نہ اہل ایمان کا۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان الفاظ کہنے سے اپنی زبانوں کو روکیں۔ ہاں اگر کوئی دریافت کرے کہ تم مسلمان اپنے نبی علیہ السلام کو خالق سمجھتے ہو یا سمجھتے ہو تو اسوقت بیشک اس کے جواب میں کہو کہ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالق مخلوقات کا نہیں سمجھتے اور نہ ہی ہم اسکی جزو قرار دیتے ہیں بلکہ ہم تو اس خالق کا محبوب اور سید البشر و سلطان الانبیاء

وصاحب علم الاولین والآخرین سمجھتے ہیں اور اسی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ فقط والسلام مع الاکرام ؂

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جب قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر تھے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ شاہد ہے اور نبی علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ میں مانند تمہاری بشر ہوں تو پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر بشر کہنے میں کیا کفر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زید کا یہ کہنا کہاں تک صحیح اور درست ہے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر ہماری طرح ہی تھا۔ جواب دو اجر ملے گا۔　　السائل مسکین حافظ رحمت علی از علی پور

الجواب: زید کا یہ کہنا بالکل لغو اور بے سمجھی پر دال ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابابکر الصدیق میری حقیقت کو سوائے میرے پروردگار کے کسی نے کسی نے نہیں پہچانا۔ اور کتاب مدارج النبوۃ میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو از اسمائے ذاتیہ سے پیدا فرمایا ہے۔ وبہ ہذا۔ انبیاء مخلوق اند از اسمائے ذاتیہ حق و اولیائے از اسماء صفاتیہ وبقیہ کائنات از صفات فعلیہ وسید الرسل مخلوق است از ذات حق و ظہور حق در وے بالذات است۔ اور علامہ قسطلانی علیہ الرحمت کتاب مواہب لدنیہ صفحہ ۲۴۸ میں نیز ارقام فرمایا ہے کہ کمال ایمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ ہے کہ انسان ایمان لاوے خداوند کریم پر کہ جس نے پیدا کیا بدن اطہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہ جس کے برابر و ثانی نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی اسکے بعد پیدا ہوگا۔ یعنی آپ کی مثل و ثانی کوئی پیدا نہ ہوگا۔ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بین اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی اوجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ الخ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات کی جلد ۳ میں نمبر بایں الفاظ تحریر فرمایا ہے کہ پیدائش نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام افراد انسانوں کی طرح پر ہرگز نہیں ہے بلکہ تمام عالم میں کسی فرد کی پیدائش آپ کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی باوجود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عنصری ہونے کے اللہ تعالےٰ کے نور سے تھے جیسا کہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ میں اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ اور یہ دولت کسی

دوسرے کو میسر نہیں ہوئی الخ اور کتاب بخاری و مسلم و مشکوٰۃ وغیرہ کتب احادیث باب الوصال میں کئی حدیثیں بایں مضمون وارد ہوئی ہیں کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے صوم وصال رکھنے کی خواہش ظاہر کی اور اجازت خواہاں ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے رب کی جانب سے کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے وَاِنِّی لَسْتُ مِثْلُكُمْ اور فرماتا ہے لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اَنْ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ اور فرمایا اَيُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ الحديث۔ اور تفسیر حسینی اور تفسیر مجددی سورہ مریم و کتاب بحر الاسرار صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیئت و صورت شکل مبارک تین طرح پر تھی۔ بشری۔ ملکی۔ حقی۔ چنانچہ مروی ہے رُوِیَ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم كانت ثلثة صور الاول صورة بشريه كقوله تعالىٰ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ والثانی صورة ملكيه كقوله صلى الله عليه وسلم لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنِّی اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّیْ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِیْ۔ والثالث صورة حقيه كقوله عليه الصلوٰة والسلام لی مع الله وقت لَا يَسَعُنِیْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ۔ یعنی روایت کی گئی ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تین صورتیں تھیں۔ پہلی صورت مبارک آپ کی بشری تھی برائے ظاہری بصارت والوں کے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ سوائے اسکے نہیں کہ بیشک میں تمہاری طرح ظاہر صورت پر بشر ہوں۔ اور دوسری صورت آپ کی فرشتہ کی ہے جیسا کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ نہیں ہوں میں مانند ایک تمہارے کے چونکہ بیشک میں شب باشی کرتا ہوں میں نزدیک رب اپنے کے کھلاتا ہے مجھکو اور پلاتا ہے مجھکو اور تیسری صورت آپ کی حقیہ ہے چنانچہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ واسطے میرے نزدیک اللہ تعالے کے ایک وقت ہے کہ اسوقت میں فرشتہ مقرب بھی نہیں گنجائش کرتا اور بخاری شریف و کتاب مدارج النبوۃ میں ہے کہ آپ کے بدن مبارک سے خوشبو عطر سے اعلیٰ آتی تھی اور حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک چاندکی چودھویں رات سے بھی کئی درجہ زیادہ روشن تھا اور شفا شریف میں ہے کہ آپ کی ذات جس شخص سے مصافحہ فرماتے تھے اس شخص کے ہاتھ سے کئی یوم خوشبو آتی رہتی تھی اور جس راستہ سے آپ گذر جاتے وہ راستہ بھی خوشبودار ہو جاتا تھا۔ اور شرح شفا شریف و مواہب لدنیہ و معراج النبوت میں لکھا ہے کہ جس جگہ آپ حاجت ضروری کیا کرتے تھے وہاں سے نہایت اعلیٰ درجہ کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات کو اپنے برابر اور اپنے جیسا کہنا صریح کفر ہے چونکہ اس میں بے ادبی اور توہین آپ کی ذات کی پائی جاتی ہے۔ ہاں

یہ امر تو روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مماثل ہونا فی الصفات جمیع بنی نوع ہونے میں تو کسی صاحب کو شک نہیں لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ لعل وجواہر ومرجان وحجر اسود تمام کے تمام جنس پتھر کی ہیں لیکن ان کو پتھر پتھر کہتے پھرنا اور ادنیٰ پتھر کو بھی ان کے برابر ویسا ہی سمجھنا کمال بے ادبی اور انصاف کا خون کرنا ہے۔ اور آیت کریمہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا یہ مطلب نہیں جو معترض نے سمجھ رکھا ہے بلکہ علمائے دین راسخین رحمہم اللہ تعالےٰ نے اس آیت کی بایں طور تشریح فرمائی ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (سورۃ کہف) مطلب یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے میرے حبیب فرما دیجئے ان مخالفین کو کہ جز این نیست کہ بظاہر صورت بشری میں تم جیسا ہوں اور دعوے احاطے کلمات اللہ اور اسکے علوم جیسا ہرگز نہیں کرتا البتہ مجھے وحی آتی ہے اور بیشک تمہارا معبود ایک ہی ہے پس جس شخص کو اپنے رب کی لقا کی امید ہے چاہیئے عمل کرے اچھے اور اسکی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ الآیہ۔ پس اس آیت کریمہ میں تو مماثلت وشراکت صفات انسانی میں ہونے کا ثبوت ہے نہ ماہیت وذات میں کما ورد فی التفسیر الکبیر واعلم انہ تعالیٰ لما تبین کمال کلام اللہ تعالیٰ امر محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم بان یسلک طریق التواضع فقال قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ ای لا امتیاز بینی وبینکم فی شیٔ من الصفات الا ان اللہ تعالیٰ اوحیٰ الیّ انہ لا الٰہ الا اللہ الواحد الصمد۔ اور تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو تعلیم تواضع کی فرمائی اور وحی کے ساتھ مخصوص فرما کر کہہ دیا کہ آپ ان کو کہہ دو کہ میں بظاہر ایک آدمی مانند تمہارے ہوں تاکہ تمام خلقت کو آپ کی تواضع اور خلق عظیم کا علم ہو جائے اور آپ کی حقیقت کو پہچان لیں اور عالم دنیا کو تواضع کا آپ سے سبق حاصل ہو جائے۔ الخ اور یہ نوبت اس حد تک اس لئے پہنچی کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم خداوند کریم دعوے نبوت کا اظہار فرمایا اور توحید کا اعلان فرمایا اور جامہ بشریت کا پہن کر فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ ولقولہ تعالیٰ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝ ولقولہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ۔ الآیہ۔ یعنی حسب بفرمان حکم خداوند لایزال کے آپ نے فرمایا کہ تحقیق میں تمام عالم کے لئے رحمت ہوں اور صاحب وحی اور صاحب کتاب ہوں۔ پس جب کہ ناآشناؤں وبے بصروں وکم عقلوں نے یہ حکم سنا تو فوراً بوجہ حسد وعداوت کے بول اٹھے اور کہہ دیا کہ یہ امر بالکل محال ہے۔ بشر ہو کر صاحب رسالت اور وحی ہو اور اتنا بڑا

دعوئے نبوت کا کب ملتے اور اتنی صفت ثنا کرے۔ تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ان کو بڑی نرمی و طریقہ کسر نفسی و احسن پیرایہ سے فرما دیجئے کہ بیشک بقول تمہارے میں بظاہر صورت تمہاری طرح بشر ہوں لیکن بشر ہونا منافی وحی و رسالت کے نہیں ہوا کرتا۔ لہذا مجھے وحی آتی ہے اور پہلے بھی مجھ سے رسول صاحب وحی بشر ہی ہوا کرتے تھے۔ اور معبود تمہارا ایک ہی ہے بندگی اسی کی چاہیئے۔ پس اتنی گفتگو پر وہ لاجواب ہو گئے۔ اور جن حدیثوں میں آپ نے اخالکم یا اپنے آپ کو بشر فرمایا ہے وہاں سے محدثین نے معنے مراد کسر نفسی و تواضع کے لئے ہیں۔ چنانچہ کتاب مجمع البحار جلد اول صفحہ ۲۰ میں بایں طور لکھا ہے اَعْبُدُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوا اَخَاكُمْ اراد نفسہٗ صلی اللہ علیہ وسلم ھضماً لنفسہ ای اکرموا من ھو بشر مثلکم لما اکرمہ اللہ تعالیٰ بالوحی الخ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے نیز اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے کہ آپ نے تواضعاً اور لوگوں کو تنبیہاً یہ فرمایا تاکہ لوگ بطور عبادت آپ کو سجدہ کرنے اور آپ کی عبادت کرنے نہ لگ جائیں۔ اور فرمادیا کہ میری عزت ایسی کیا کریں جیسی کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے عطا کی ہے۔ پس اگر حقیقی معنے ہی مراد ہوتے تو کوئی صحابی تو آپ کی ذات کو بلفظ اخی و بھائی سے پکارتے باوجود یکہ ان کو حق قرابت کا بھی حاصل تھا لیکن سوائے بد مذہبوں کے آپ کو بھائی کہنا اور اپنے جیسا بشر کہتا کسی نے نہیں کہا۔ بلکہ کوئی صحابی ان کی ذات کو پکارتا تو بابی و امی یا رسول اللہ و یا نبی اللہ۔ بڑی نرمی اور خفیف آواز سے پکارتا اور آیت کریمہ وَلَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ کے پورے عامل تھے اور اعمال کے حبط ہو جانے کے ڈر سے اپنے آوازوں کو شان محمدی کے آگے بلند نہ کر سکتے تھے اور مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا اور افسوس ہے ان بد مذہبوں پر جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور دلیلیں وہ پیش کرتے ہیں جو کسر نفسی پر دال ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اگر مافی الضمیر تمہاری باتوں کو مان لیا جائے تو کیا تم حضرت آدم علیہ السلام کو ظالم و فاسق کہو گے۔ فَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى اور رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کے حقیقی معنے لے کر اسکو اپنا معمول ٹھہراؤ گے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ کیا تم بھی یوسف علیہ السلام کو مبتلا خواہش نفسانی کا خیال کرو گے۔ اور علاوہ اسکے میں کہتا ہوں کہ تمہاری عداوت آپ کی ذات کے ساتھ کیوں ہے کہ جب خداوند کریم اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اور وبالمومنین رؤف الرحیم وحق المبین ورسول کریم وعلیم حکیم مومن، مہیمن ھادی مہدی سراج المنیر اولی و ولی بالمومنین واول۔ آخر

ظاھر۔ باطن اور اوصاف اعلیٰ الفاظوں سے پکارا ہے تو پھر تم ان الفاظوں سے کیوں نہیں پکارتے اور اس حدیث اوّل مَاخلق اللہ نُوْرِی جسکی نوبت حد تواتر تک پہنچ چکی ہے اسکے ساتھ کیوں ایمان نہیں رکھتے اور آیت کریمہ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ہ سے کیوں اعراض ہے کیا نوری جسم منافی لبشریت کے ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ جیساکہ قرآن مجید اسپر ناطق ہے کہ حضرت مریم کے پاس نوری فرشتہ لباس بشریت میں آتاہے اور اپنا بشر ہونا ہی ظاہر کرتا ہے ولقولہ تعالیٰ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا پارہ ۱۶ ایضاً ولقولہ تعالیٰ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ۔ پارہ ۲۶۔ ولقولہ تعالیٰ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا پارہ ۱۲۔ اور کتب احادیث اس پر شاہد ہیں کہ فرشتہ اکثر اوقات آپ کے پاس آتا تو لباس بشریت میں آتا۔ جبکو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی خود دیکھتے چنانچہ مشکوٰۃ و بخاری و مسلم میں ہے پس مسلمانوں کو چاہیے کہ آپ کی ذات بابرکات کو اعلیٰ القاب سے یاد کیا کریں اور توہین آمیز الفاظوں سے بچا کریں اور اس آیت کریمہ کو اپنا معمول بنائیں اور اس سے سبق حاصل کریں۔ قال اللہ تعالیٰ فِیْ کِتَابِهِ الْکَرِیْمِ۔ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ہ (سورہ یوسف) یعنی جب کہ مصری عورتوں نے حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بے خودی سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خداوند کریم کی صفت بیان کرتی ہوئی بول اٹھیں کہ یہ کوئی بشر نہیں یہ تو خاص فرشتہ ہے اور حدیث صحیح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے حق میں ارشاد فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَحْسَنَ مِنْكَ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ آپ کے برابر اور آپ کا ثانی خلقاً وخلقاً کوئی لبشر و ملک بھی نہیں ہے اور نہ ہی آپ کا نظیر کوئی فرد بن سکتا ہے لہٰذا زید وغیرہ نجو خیرہ کا یہ کہنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری طرح لبشر ہی تھے صریح کفر ہے قال بعض العقلاء ان الارواح مساویۃ فی تمام الماھیۃ وقال الاخرون انھا لاتساوی فی تمام الماھیۃ بل النفوس مختلفۃ فی الجواھر والماھیات لعضھا خیر ومن العلائق الجسمانیۃ طاھرۃ فھی مشرفۃ بالانوار الالٰھیۃ یہ عبارت تفسیر نیشاپوری تحت ایت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ دیکھو مسطور ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی عفا عنہ وزیر آباد۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلات پاک تھے یا نہیں۔ چونکہ ہمارے ایک حکیم صاحب ہیں وہ کہتے کہ آپ کے تمام فضلات نجس ہماری طرح تھے کیا اسکا یہ کہنا کہاں تک صحیح اور درست ہے۔ جواب بسند الکتاب۔

السائل نور محمد از منگووال ضلع سرگودھا۔

الجواب:۔ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام فضلات پاک تھے ان کو نجس کہنا محض توہین وبے ادبی ہے جس سے ایمان کے زائل ہو جانے کا از حد خطرہ ہے۔ چونکہ ہمارے لئے ہر ایک چیز آپ آپ کی ذات مقدس کی سبب رحمت وشفا تھی اور آپ کا جسم مبارک جوہر لطیف اور نوری تھا جس سے ہر وقت خوشبو آیا کرتی تھی اور آپ کے قارورہ سے بھی از حد خوشبو ظاہر ہوتی تھی اور جس جگہ آپ حاجت ضروری فرمایا کرتے تھے وہاں سے بھی عطر سے بڑھ چڑھ کر خوشبو آتی تھی چنانچہ ذیل کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے آئمہ دین رحمہم اللہ تعالٰے علیہم اجمعین نے فتویٰ طہارت فضلات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دیا ہے وہو ہذا۔ اصح بعض ائمۃ الشافعیۃ طہارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر فضلاتہ وبہ قال ابو حنیفۃ کما نقلہ فی المواھب الدنیہ من شرح البخاری للعینی۔ نقل از شامی جلد اول صفحہ ۲۱۲ باب الانجاس اور کتاب مدارج النبوۃ مترجم صفحہ ۹۴ میں نیز تحریر ہے کہ آپ کی ذات والا صفات کے تمام فضلات پاک تھے اور ان کے پاک ہونے پر بہت دلائل ابن حجر نے بیان کئے ہیں اور کتاب مواہب اللدنیہ میں علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ نے بیشمار حدیثیں اس بارہ میں تحریر کی ہیں اور آپ کے فضلات کے پاک ہونے پر اجماع ثابت کیا چنانچہ خادم شریعت بطور اختصار کچھ دلائل تحریر کر دیتا ہے وہو ہذا۔

حدیث نمبر ۱:۔ عن ام ایمن قالت قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل الی فخارۃ فی جانب البیت فبال فیہا فقمت من اللیل وانا عطشانۃ فشربت مافیہا وانا لا اشعر فلما اصبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ام ایمن قومی فاھریقی ما فی تلک الفخارۃ قلت قد واللہ شربت ما فیہا قال فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال اما واللہ لا تیجعن بطنک ابدا ۔ رواہ ابو احمد العسکری نقل از کتاب التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر صفحہ ۱۱ از تالیفات علامہ عسقلانی علیہ الرحمۃ وکتاب مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۲۸۵ از علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ وشفا شریف مصری

صفحہ ۴۰ مطبوعہ عثمانیہ ؎

ترجمہ :۔ یعنی حضرت مائی ام ایمن جس کو برکہ بھی کہتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کی خدمت گار تھی اور آپ کی ذات کا ایک پیالہ لکڑی کا تھا جس میں آپ رات کو پیشاب کیا کرتے تھے اور آپ کی چارپائی کے نیچے رکھدیا جاتا تھا اور آپ نے ایک رات اس میں پیشاب کیا کسی حصہ رات سے میں اٹھی اور مجھے سخت پیاس تھی اور مجھے یاد نہ تھا اور نہ ہی شعور رہا پس اسکو میں نے پی لیا اور جب کہ صبح ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اے ام ایمن کھڑی ہو اور جو کچھ اس پیالہ میں ہے اسکو گرا دے۔ اس نے کہا خدا کی قسم یا رسول اللہ تحقیق میں نے تو جو کچھ اس میں تھا پی لیا ہے اور آپ نے تبسم فرمایا جس سے آپ کے دانت مبارک جلوہ گر ہوئے اور آپ نے حلفاً فرمایا اے ام ایمن تیرے شکم میں ہرگز کبھی کوئی درد نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نقل کیا ہے اس حدیث کو علامہ عسقلانی و قسطلانی و حاکم و عساکر و صاحب شفا و دارقطنی و علامہ عینی و صاحب فتاوے سعدیہ مصری وغیرہ محدثین نے ؎

حدیث نمبر ۲ :۔ ان ام ایمن شربت بول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا لاتلم النار بطنك ولا ینکر علیها الحسن بن سفیان فی مسندہ والحاکم والدارقطنی والطبرانی وابونعیم نقل از تلخیص ومواہب۔ یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنے ہے۔

حدیث نمبر ۳ :۔ عن عبد الرزاق عن ابن جریج اخبرت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبول فی قدح عیدان ثم یوضع تحت سریرہ فجاء فاذا القدح لیس فیه شیٔ فقال لامرأۃ یقال لها برکة تخدم ام حبیبة جاءت معها من ارض الحبشة این البول الذی کان فی القدح قالت شربته الحدیث ؎ نقل از تلخیص صفحہ ۱۱ و مواہب۔ یہ حدیث بھی حدیث نمبر ا کے ہم معنی ہے صرف لونڈی کی جو ام حبیبہ کی خادمہ تھی جو حبشہ سے اسکے ساتھ آئی تھی تشریح ہے۔

حدیث نمبر ۴ :۔ عن عبد اللہ ابن الزبیر شرب دم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ؎

حدیث نمبر ۵ :۔ سلمی امرأۃ ابی رافع انها شربت بعض ماء غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لها حرم اللہ بدنك علی النار نقل از رافعی الکبیر صفحہ ۱۱ ؎

حدیث نمبر ۶ :۔ سفینه عن ابیه عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجم ثم قال له خذ هذا الدم فادفنه فی الدواب والطیر والناس فتغیبت به فشربته ثم سألنی او قال فاخبرته

نفحك۔ الحدیث نقل از تلخیص صنہ

حدیث نمبر ۷: حدثنا ابو خلیفۃ حدثنا عبد الرحمٰن بن المبارک حدثنا سعد ابو عاصم مولیٰ سلیمان بن علی عن کیسان مولیٰ عبد اللہ بن الزبیر اخبرنی سلمان الفارسی انہ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا عبد اللہ بن الزبیر معہ طشت یشرب بما فیہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماشانک یا ابن اخی قال انی احببت ان یکون من دم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جوفی فقال ویلک من الناس وویل للناس منک لا تمسک النار۔ نقل از تلخیص صنہ علامہ عسقلانی:

حدیث نمبر ۸: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذهبت انظر مایکون من المیت فلم اجد شیئاً فقلت طبت حیاً ومیتاً۔ قال واسطعت منہ ریحۃ طیبۃ لم نجد مثلها قط ومثلہ قال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ۔ نقل از شفا شریف صتہ

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کی ذات کا خون مبارک پیا اور بشارت جنت کی حاصل کی اور ایک عورت نے آپ کے غسل کے پانی کو پیا تو آپ نے اس کے لئے فرمایا تجھ پہ دوزخ کی آگ حرام اور حجام آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حدیث باسناد بیان کرتا ہے کہ جب آپ نے پچھنی لگوائی اور خون نکلا تو فرمایا اسکو کہ اس خون کو پرندوں اور جانوروں سے پوشیدہ کر دے تو میں نے بڑی خوشی سے پی لیا اور جب آپ نے یہ بات سنی تو خوش ہو کر دعا فرمائی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر ہے کہ جب آپ نے پچھنی لگوائی اور ایک طشت نیچے دھرا تھا جس میں خون گرتا تھا اور حضرت عبد اللہ بن زبیر نے اس طشت سے وہ خون پاک منہ لگا کر پی لیا تو آپ نے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے یہ تمہارا کیا حال ہے ایسا کیوں کرتے ہو اس نے کہا حضرت میں اسکو محبوب رکھتا ہوں اور میں نہیں چاہتا اس خون کو کسی اور جگہ گراؤں تو حضور نے بطور محاورہ عرب بڑی خوشی سے فرمایا ویل ہو تجھ سے آدمیوں کو اور ویل ہو آدمیوں کو تجھ سے اور بشارت دی کہ تجھے آگ جہنم کی ہرگز نہ چھوئے گی۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ کی ذات کو غسل دیا تو میں دیکھنے لگا کہ کیا آپ سے وہ چیز نکلتی ہے جو دوسروں سے نکلتی ہے تو میں نے ہرگز بدون خوشبو کے کچھ نہ دیکھا اور کہا طبت حیاً ومیتاً۔ اور آپ سے ایسی خوشبو مہکی کہ میں نے کبھی ایسی خوشبو نہیں دیکھی اور حضرت ابوبکر الصدیق نے بھی ایسی ہی شہادت دی ہے کہ جب انہوں نے آپکے پاؤں اور چہرہ پر بوسہ دیا اور حضرت مائی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ جب آپ حاجت ضروری کے لئے پاخانے میں تشریف لے جاتے ہیں تو اس جگہ بدون اثر خوشبو کے اعلیٰ کے ہمیں کچھ نظر نہیں آتا تو آپ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتی تحقیق ہمارے وجود پیدا ہوئے اور ارواح اہل جنت کے اور جو ہم انبیاء سے ظاہر ہوتی ہے زمین نگل جاتی ہے۔ اور مالک بن سنان نے بروز احد آپ کا خون زخم سے پیا اور چوسا اور آپ نے انکار نہ کیا اور دعا خیر فرمائی۔ ۱۲ خادم شریعت عفا عنہ۔

حدیث نمبر۹ :- حدثنا حسین بن علوان عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا دخل الغائط دخلت فی اثره فلا اری شیئا الا انی کنت اشم رائحة الطیب فذکرت ذلك له فقال یا عائشة اما علمت ان بنت علی ارواح اهل الجنة وما خرج منها ابتلعته الارض :- الحدیث نقل از مواهب صفحه ۳۸۴ ۔

حدیث نمبر۱۰ :- عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها انها قالت للنبی صلی الله علیه وسلم انك تاتی الخلاء ولا نری عنك شیئا من الاذی فقال یا عائشة او ما علمت ان الارض تبلع ما خرج من الانبیاء فلا نری منه شیئا :- الحدیث نقل از شفا شریف مطبوعه عثمانیه ص۳۵ ۔

حدیث نمبر۱۱ :- شرب مالك بن سنان دمه یوم احد ومصه ایاه وتسویغه صلی الله علیه وسلم الحدیث نقل از شفا شریف ص۳۵ ۔

پس ان تمام دلائل صحیحہ سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام فضلات مثل پیشاب و خون وغائط وغیرہ کے پاک وصاف وشفا سے بھرے ہوئے تھے اور جو شخص ان کو استعمال میں لاتا وہ ہمیشہ کے لئے شفا پاتا اور آپ کے جسم اطہر و پیشاب اور جگہ پاخانہ سے از حد خوشبو مہکا کرتی اور جس نے آپ کا خون بہتا ہوا احد میں پیا یا پچھنی لگانے سے نکلا ہوا پیا تو ان کی کئی پشتوں میں وہ اثر خوشبو رہا اور ائمہ دین حضرت اماما امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وامام مالک وامام شافعی وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام فضلات کو پاک وصاف سمجھتے تھے اور صاحب دارقطنی نے امام بخاری ومسلم پر عدم اخراج اس حدیث صحیح کی وجہ سے الزام دیا ہے چنانچہ شفا شریف میں ہے۔ اور علاوہ ان امور مسطورہ کے یہ کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے کسی صحابی کو یہ فرمایا ہو کہ تم میرے فضلات کو نجس اور اپنے فضلات کی طرح سمجھنا بلکہ جس نے آپ کے پیشاب خوشبو دار اور خون کو پیا اور چوسا تو آپ نے نہ ان کو آئندہ کے لئے منع کیا اور نہ ہی ان کو منہ دھونے کا حکم فرمایا اور نہ ہی ایسے فعل سے روکا اور تعزیر نہ دی اور نہ انکار فرمایا بلکہ فرمایا لن تشتکی وجع بطنك ابدا ھذا حدیث حسن صحیح نقل از مواہب لدنیہ۔ یعنی تجھ کو کبھی پیٹ کی بیماری نہ ہوگی اور جس نے آپ کے غسل کا پانی پیا تو فرمایا تجھ پہ دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔ اور ایک کو فرمایا کہ ویل ہو تجھ کو لیکن یا در کھنا کہ تو نے میرے خون کو اپنے پیٹ میں جگہ دی ہے تجھے ہرگز دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلات کو نجس

کہ وہ بڑا بے ادب اور گستاخ ہے ایسے شخص سے مسلمانوں کو مشاربت ومواکلت ومجالست ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کرنی چاہیئے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ

سوال:۔ از جانب عارف باللہ محمد دین صاحب مرحوم ومغفور علیہ الرحمۃ۔ نیکی کا کیا وزن ہے اور نیکی کس چیز کا نام ہے۔

الجواب:۔ نیکی اچھے کام کو کہتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرے گا اسکو بدلے ہر حرف کے دس دس نیکیاں بہ روز حشر اللہ تبارک وتعالےٰ عطا فرمائے گا۔ الٓمٓ کہنے سے تیس ۳۰ نیکیاں حاصل ہوں گی چونکہ یہ تین حرف ہیں۔ الف۔ لام۔ میم۔ اور حضرت علامہ ابوبکر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے ارشاد الہٰی ہوا کہ اے ابوبکر کیا تو جانتا ہے کہ ایک نیکی کا ثواب کتنا بڑا ہوتا ہے عرض کیا نہیں حکم ہوا کہ ایک نیکی کا وزن ہزار رطل کے برابر ہوتا ہے۔ اور ایک رطل ہزار وثق کے برابر اور ایک واثق ہزار درہم کے برابر۔ ایک درہم ہزار قیراط کے برابر۔ ایک قیراط پہاڑ احد کے برابر۔ نقل از تفسیر والضحٰے افضل المواعظ منوا۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ تلاوت قرآن مجید کیا کریں اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کا حافظ ہو اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہی مرجائے تو اس کی زیارت کے لئے فرشتے ہمیشہ اس کی قبر پر آتے ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہترین وہ شخص ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھا وے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

المجیب

خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین ملتانی حنفی سروری عفا عنہ

سوال:۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چراغ سے کس لئے تشبیہ دی گئی ہے اور اس میں کیا حکمت اور نکتہ ہے۔

السائل الٰہی بخش حکیم از منتے بہٹی علاقہ ملتان

الجواب:۔ اس میں کئی وجوہات ہیں جنکا ذکر ذیل میں درج ہے اور یہ آیت کریمہ سورہ احزاب سپارہ ۲۲ میں بایں الفاظ مسطور ہے قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ فَضْلًا كَبِيْرًا یعنی فرمایا اللہ تعالٰی نے اے نبی بھیجا ہم نے آپ کو گواہ بنا کر جنت کی بشارت سنانے والا جہنم سے ڈرانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے مخلوقات کو بلانے والا چراغ روشن اور خوشخبری فرما دیجئے مومنوں کو ساتھ ان کے واسطے ان کے ہے فضل بڑا اور چراغ روشن سے مراد سورج ہے اور سورج سے مشابہت و مناسبت آپ کی یہ ہے کہ سورج تمام جہان میں اکیلا ہی روشنی پھیلاتا ہے اور آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمام عالم میں اکیلے ہی نور ہدایت پھیلاتے ہیں اور پھیلانے والے ہیں اور سورج روشنی ظاہر کرنے میں سوائے خداوند کریم کے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اور ایسا ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالت و نور نبوت و شفاعت کرنے میں سوائے خداوند لایزال کے کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ جب رات ہوتی تو تمام ستارے اپنی اپنی روشنی ظاہر اور اپنی اپنی تاثیر دکھاتے ہیں لیکن جب سورج نکلتا ہے تو تمام ستاروں کی روشنی سمٹ جاتی ہے۔ اور کوئی روشنی بھی مقابلہ سورج کا نہیں کر سکتی۔ اور ایسا ہی جب کہ آپ کی ذات بابرکات تشریف فرما ہوئی تو تمام رسولوں کی ہدایت کی روشنی اور ان کی شریعتیں سمٹ گئیں اور کسی نبی کی نبوت کی روشنی نہ کھڑی ہو سکی۔ یہاں تک ارشاد آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اس پر شاہد ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی بدون تابعداری میری کے چارہ نہیں۔ غرضیکہ آپ سے پہلے کئی نبی تشریف لائے اور نبوت پھیلاتے رہے۔ جب کہ آپ کی ذات کا سورج نبوت جلوہ گر ہوا تو سب کے نور سمٹ گئے اور کوئی روشنی مقابلہ نہ کر سکی۔ اور سورج سے یہ نسبت بھی ہے کہ سورج پوجنے والوں اور نہ پوجنے والوں کو سورج ہر ایک کو نفع پہنچاتا ہے۔ ایسا ہی آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک ایماندار دوست و دشمن کو نفع پہنچایا۔ اور آپ کی طفیل اب کفار سے بھی عذاب اٹھ گیا۔ اگرچہ کوئی شخص جتنا بھی اس دنیا میں گناہ و کفر کرے عذاب پہلی امتوں کی طرح ہرگز نہ ہوگا۔ لقولہ تعالٰی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور چراغ کے ذریعہ گھر کی گمی ہوئی چیز اس کی روشنی سے مل جاتی ہے اور اس چراغ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور معرفت جو عشاقوں سے جاتا رہا پھر ان کو حاصل ہو گیا اور چراغ اندھیرے میں سبب امن و راحت ہے اور چوروں کے لئے سبب خجالت و عقوبت ہے اور ایسا ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دوستوں کے لئے سبب راحت و مسرت اور دشمنوں کے لئے سبب حسرت و ندامت اور چراغ کی روشنی سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور ایسا ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چراغ

نبوت و رسالت سے کئی سالوں کا اندھیر ظلمت و کفر و بدعت کا جاتا رہا سبحان اللہ۔

بیت

رہیں بند ظلمت میں پھر کیوں اسیر دیا حق نے ہمکو سراج منیر

اور وہ چراغ دنیا کے تو ہوا سے اور پھونکوں سے بجھ جاتے ہیں لیکن یہ چراغ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور کبھی ہوا اور پھونکوں سے نہیں بجھ سکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔ لقولہ تعالٰے۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ سورۃ توبہ۔ اور کتاب کشف الاسرار میں ہے کہ اللہ تعالٰے نے سورج کو بھی چراغ فرمایا ہے۔ لقولہ تعالٰے وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّھَّاجًا۔ الآیۃ۔ اور سورج چراغ آسمان کا ہے اور ہمارے آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراغ تمام زمینوں اور آسمانوں کے ہیں اور وہ چراغ آسمانی صرف دنیا کا ہے اور یہ چراغ دین کا ہے جس سے ہر نعمت و برکت و انوار حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ چراغ صرف منازل فلک کا ہے اور یہ چراغ محافل ملک کا ہے اور چراغ دنیا آب و گل کا ہے اور چراغ جان و دل کا ہے اور اس چراغ کے طلوع ہونے سے عشاق خواب سے بیدار ہوکر عالم بقا کا راستہ حاصل کرتے ہیں۔

اسی کے نور نے روشن کیا ہے راہ آمد کا نہ ہوتا گر ظہور ان کا تو پھر عالم میں کون آتا

اور آپ کی ذات والا صفات کو چراغ اس لئے کہا گیا کہ ایک چراغ سے لاکھوں اور کروڑوں و بے تعداد چراغ روشنی حاصل کر سکتے ہیں اور ایسا ہی جناب والا صفات احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ نبوت و رسالت و ہدایت سے بے تعداد عالم کائنات نے روشنی حاصل کی اور قیامت تک آپ کے چراغ سے علمائے دین و حاملان شرع متین چراغ ہدایت کا روشن کرتے رہیں گے۔ پس یہی مسلمانوں کے لئے ایک بڑا فضل اللہ تعالٰے کا اور احسان ہے۔

اور علاوہ ان امور مسطورہ کے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالٰے نے آٹھ وصف آپ کی ذات والا صفات کے بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ یعنی اے صاحب وحی اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ اے رسول صاحب کتاب و صاحب شریعت ہم نے آپ کو بھیجا شَاھِدًا آپ گواہ ہیں یعنی تمام نبیوں و رسولوں کے تبلیغ و نبوت اور ان کی فتحیابی کے دارومدار آپ کی شہادت پر ہوگی اور آپ تمام امتوں کے لئے شاہد ہیں۔ لقولہ تعالٰے وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰۤؤُلَآءِ شَھِیْدًا سورہ نساء۔ مُبَشِّرًا یعنی آپ کی ذات والا صفات مسلمانوں کو

جنت کی بشارت دینے والے اور ان کی رحلت کرنے سے پہلے ہی ان کی مراتب و منازل عطا فرمانے والے اور خبر دینے والے وصف وَنَذِیْرًا یعنی کفار کو غضب و قہر الٰہی سے ڈرانے والے اور ان کو ان کے انجام کی خبر دینے والے وصف دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ یعنی خدا سے بچھڑے ہوئے بندوں کو بلا کر اسی سے ملانے والے بِاِذْنِہٖ یعنی اسی کے حکم سے انکو پکارنے والے اور وعظ و نصیحت کرنے والے وصف سِرَاجًا مُّنِیْرًا یعنی آپ روشن چراغ ہیں جن کے انوار و تجلیات کے سامنے آفتاب و مہتاب بھی سرنگوں ہیں۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لقولہ تعالیٰ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ پس جب کہ حقیقت علم صمدیت و حدیث و حقیقت علم محبوبیت و محمودیت و عبودیت کا احاطہ ادراک انسان کا اس مقام کو طے نہیں کر سکتا تو وہ حد مدح رب العلمین و رحمۃ اللعالمین کو کس طرح مقرر کر سکتا ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب

خادم شریعت فقیر محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفا عنہ

سوال: از جانب حضرت مولانا مولوی معنوی استاذیم صاحب جان محمد مدظلہ العالی مورخہ $\frac{5}{12}$ ۶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب ہمارے علاقہ میں وعظ کرتا پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات کو ہر آن و ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا چاہیئے اور مسلمانوں کے ہر گھر میں موجود رہتے ہیں۔ پس یہ کہنا مولوی مذکور کا شرعاً کہاں تک صحیح اور درست ہے بینوا توجروا۔

السائل فقیر جان محمد قادر پور راں۔

الجواب: ہر آن اور ہر وقت حاضر ناظر خداوند کریم لم یلد ولم یولد کا خاصہ ہے۔ اور وہ ذات لایزال لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے اور اسکے صفات بھی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہیں اور اسی طرح کے صفات ذاتیہ میں کسی انبیاء و اولیاء عظام کو شریک کرنا یا ویسا ہی سمجھنا اور اسپر اعتقاد کرنا صریح کفر ہے چنانچہ فتاوے بزازیہ سے مولانا مولوی عبدالحی مرحوم و مغفور اپنے فتاوے جلد اول صفحہ ۳۲۸ و جلد ۳ صفحہ ۵ میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں وَتَزَوَّجَ بِلَا شُهُوْدٍ وَقَالَ وخدائے و رسول و فرشتگاں را گواہ کردم یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب انتھی و نیز بزازیہ است، وعن ھذا قال علماؤنا من قال ان الارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتھی اور جلد سوم میں یوں مسطور ہے۔ **سوال**: اگر کسی اعتقاد دارد کہ ارواح مشائخ

حاضر اند و ہر چیز مید انند بحق او چہ حکم است :- جواب - او کا فر است فی البزازیہ من قال ارواح المشائخ حاضرون یعلمون یکفر انتہی۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جو شخص میری قبر کے نزدیک آکر درود شریف پڑھتا ہے میں اسکو خود کانوں سے سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اسکو فرشتے مجھے پہنچا دیتے ہیں۔ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ غَائِبًا اُبْلِغْتُهٗ نقل از شعب الایمان وتفسیر سورہ مزمل۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کے زمین پر پھرتے ہیں اور جو شخص میری امت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ فوراً مجھے پہنچا دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ حدیث بایں الفاظ مشکوٰۃ شریف و نسائی وتفسیر سورہ مزمل نور مکمل میں ہے عَنْ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للّٰہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغنی من امتی السلام رواہ نسائی والدارمی۔ اور کتاب مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ علی النبی میں ابو ہریرہ سے نیز حدیث اس بات پر شاہد ہے کہ جہاں کوئی شخص ہو اور مجھ پر درود شریف پڑھے تو اسکا درود شریف میرے پاس پہنچایا جاتا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا قبری عیدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فان صلوٰتکم تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی اور علاوہ ان دلائل کے تفسیر نیشا پوری و تفسیر کبیر ذیل آیت کریمہ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ کے کئی طرح کے جواب دیتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ قدرت کاملہ و علم محیط خاصہ اللہ اللہ تعالےٰ کا ہے اور اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں آپ کا علم قلیل ہے اور خداوند کریم کے علم محیط کے احاطہ کرنے سے خود بذاتہ قاصر ہیں۔ ان قدرتہ قاصرۃ وَعِلْمَهٗ قَلِيْلٌ والقدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط لَيْسَ اِلَّا لِلّٰهِ۔ اور نیز علم استقلالی ذاتی کی نسبت حضرت ملا علی قاری وغیرہ علمائے کرام احناف کا بھی یہ فیصلہ ہے کہ علم محیط اللہ تعالےٰ کے لئے ہے اور ہر وقت وہر آن اسی کے لئے علم غیب ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے ولا یحیطون بشیءٍ من علمہ الا بما شاء۔ اور حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح فقہ اکبر میں اس علم غیب استقلالی پر بایں الفاظ فیصلہ تحریر فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يَعْلَمُوا الْمُغَيَّبَاتِ مِنَ الْاَشْيَاءِ اِلَّا بِمَا اَعْلَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَحْيَانًا وَذكر الحنفیۃ قال لا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ هكذا فی مسایرہ علامہ ابن الہمام علیہ الرحمۃ ... (الیمانی) فتاوے قاضی خاں و فتاوے عالمگیری و عینی شرح کنز و بحر الرائق و فتاوے خاصہ وغیرہ میں مسطور ہے کہ علم غیب استقلالی ہر آن وہر وقت خاصہ خداوند کریم کا ہے چونکہ علم محیط اسی کے لئے ہے ... ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا۔ حاضر و ناظر ہر وقت وہر آن وہی ذات لایزال ہے

اور اسکی ذات کے سوا دوسروں کو حاضر ناظر خداوند کریم کی طرح سمجھنا اور اس پر اعتقاد رکھنا اور آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب استقلالی مانند خداوند کریم کے سمجھنا صریح کفر ہے اور ذلیل بے ایمانی ہے العیاذ باللہ۔ ہاں البتہ بایں معنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جاننا جائز ہے اور درست ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ہر اقوال وافعال کو بنور نبوت دیا بلفرشتہ ہر جگہ سے بحکم خداوند لایزال ہمیشہ ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں اور آپ کا جسم نورانی بحکم خداوند کریم ہر آن میں ہر عالم میں سیر کر سکتا ہے۔ چنانچہ ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسا اعتقاد کرنے سے ہرگز کفر عائد نہیں ہوتا چنانچہ در مختار میں تحریر ہے یا حاضِرُ یا ناظِرُ لیس بکفر ان الحاضر بمعنی العلم والناظر بمعنی الرؤیۃ انتھی۔ اور حدیث صحیح میں آتا ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اٹھا لیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے میں سب کو دیکھتا ہوں۔ چنانچہ یہ حدیث کتاب مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ سطر ۱۲ مطبوعہ مصری اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الیٰ یوم القیٰمۃ الحدیث۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۸۰ جلد ۲ سطر ۷ میں علامہ قسطلانی علیہ الرحمت نے بایں طور فیصلہ کردیا ہے اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذٰلک عند اللہ جلیٌّ لا خفاء بہ۔ یعنی ہمارے علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی اور اسوقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے وہ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے احوال کو پہچانتے ہیں اور ان کی نیتیں اور ان کے دلوں کو خوب جانتے ہیں اور ان پر کچھ پوشیدہ نہیں سب کچھ روشن ہے۔ اور کتاب شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۵۸ مطبوعہ سلیمانیہ میں ہے کہ جب کسی مسجد یا گھر خالی میں جاؤ تو اسطرح پر سلام کہو وقال النخعی اذا لم یکن فی المسجد احدٌ فقل السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا لم یکن فی البیت فقل السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اور اسی کتاب کی شرح قدری جلد ۲ صفحہ ۱۱۷ میں ہے ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لان روحہ[1] علیہ السلام حاضر فی البیوت اھل اسلام یعنی اگر تم گھر یا

[1] ولان روحہ قرآن مجید میں ہے کہ ہر مومن کو قرب آپ کی ذات کا ہے۔ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ اس پر شاہد ہے۔ اور اولیٰ بمعنی قرب۔ خادم شریعت عفا عنہ۔ [2] بنور نبوت تفسیر عزیزی جلد اول بذیل آیت وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا کے ہے۔ ۱۲

یا مسجد میں جاؤ اور وہاں کوئی شخص بھی نہ پاؤ تو یہ کہو والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس لئے کہ بیشک آپ کی ذات کی روح مبارک ہر اہل اسلام کے خانہ میں حاضر یعنی جلوہ گر رہتی ہے اور کتاب حصن حصین منزل یکشنبہ مختلف ہو مقام میں احادیث صحیحہ تحریر ہیں۔ وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْنِیْ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ یعنی جسوقت کسی آدمی کا جانور بھاگ جائے تو یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو ویَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا الحدیث اور حدیث طبرانی وحصن حصین صفحہ میں نیز مسطور ہے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ[1] یعنی اے بندگان خدا مدد کرو میری اے بندگان خدا مدد کرو میری اے بندگان خدا مدد کرو میری اور کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار جلد اول صفحہ ۲۲۳ ونہر الفائق شرح کنز الدقائق باب التشہد وغیرہ میں لکھا ہے کہ حکایت کے طور پر آپ کی ذات پر سلام نہ بھیجے بلکہ دل میں خاص قصد کرے اور کتاب مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم جلد اول باب ۴ صفحہ ۳۱۹ میں اسطرح لکھا ہے کہ جب تشہد کے لئے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں خواہ صلوات ہو یا طیبات یعنی اخلاق طاہرہ وہ سب اللہ کے لئے ہیں۔ اسی طرح ملک خدا کے لئے ہے اور یہ معنے التحیات کے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باوجود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من عینہ اور امام شعرانی نے اپنے استادسے یوں ارقام فرمایا ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انہیں آگاہ فرما دیتے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں اور سمجھیں کہ حضور کبھی اللہ تعالےٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے اور اس لئے نمازیوں کو لازم ہے کہ آپ کی ذات پر بالمشافہ سلام عرض کریں۔ فَخَاطِبُوْہُ بِالسَّلَامِ مشافھۃ من عینہ میزان شعرانی جلد اول صفحہ ۱۲۹ و ۱۰۴ مطبوعہ مصری۔ اور کتاب اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۰۲ ذیل حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لکھا ہے کہ آپ کی ذات والا صفات خاص مومنوں کے لئے ہر وقت نصب العین وقرۃ العین ہیں۔ یعنی آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابداں است در جمیع احوال

---

[1] یعنی اے بندگان خدا مدد کرو اے بندگان خدا مدد کرو یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ بندگان سے مراد ابدال وجنات وصالحین ہیں۔ ۱۲۔ خادم شریعت عفا اللہ عنہ

واوقات خصوصًا در حالت عبادت وآخراں کہ وجود نورانیت وانکشاف دراں محل بیشتر قوی تر است
من عینہ الخ

اور تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۲۵۵ ذیل آیت کریمہ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اسکے نیچے یاں طور لکھا ہے
یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیراکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین
من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او
میشناسد گناہاں شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا لہذا شہادت
او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول وواجب العمل است وآنچہ او از فضائل ومناقب حاضران زمان خود
مثل صحابہ وازواج واہلبیت یا غائباں از زمان خود مثل اویس وصلہ ومہدی ومقتول دجال یا از معائب و
مثالب حاضراں وغائباں میفرمایدا عتقاد براں واجب وازیں است کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال
امتیان خود مطلع میسازند کہ فلانے امروز چنیں میکند وفلانے چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند
کرد الخ بعینہ اصل عبارت اور ایک حدیث شمع الانوار صفحہ ۳۱ بایں معنے مسطور ہے کہ کسی صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے دریافت کیا کہ جو شخص آپ سے بہت دور اور غائب درود شریف پڑھے تو آپ کو کس
طرح پہنچتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص محبت وشوق میں مجھ پر درود شریف پڑھتا
ہے میں اسکو خود کانوں سے سنتا ہوں اور جو از روئے عادت وثواب کے پڑھتا ہے اسکو فرشتے
پہنچا دیتے ہیں وَقِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ صَلٰوةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ
غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ صَلٰوةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ
وَتُعْرَضُ عَلَيَّ صَلٰوةُ غَيْرِهِمْ عَرْضًا الحدیث۔ اور مشکوٰۃ شریف میں نیز حدیث اس مضمون پر درج ہے
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تمام امت کے اعمال ناموں کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور کتاب جذب
القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ کلکتہ حضرت علامہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حدیث صحیح
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
علیہ وسلم علمی بعد موتی کعلمی فی حیاتی یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میرا علم ویسا ہی
ہے بعد لباس پردہ فرمانے دنیا کے جیساکہ حیاتی دنیا میں تھا۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو حافظ منذر
رحمۃ اللہ علیہ نے اور حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تنویر الملک برؤیۃ الملک میں آپکے

حالات میں اسطرح اقام فرمایا ہے۔

فحصل من مجموع هذه النقول والاحاديث ان النبي صلى الله عليه وسلم حي بجسده وروحه وانه يتصرف ويسير حيث شاء في اقطار الارض وفي الملكوت وهو بهيئته التي كان عليها قبل وفاته لم يبدل منه شيء وانه مغيب عن الابصار كما غيبت الملئكة مع كونهم احياء باجسادهم فاذا اراد الله رفع الحجاب عمن اراد كرامه برؤيته رأه على هيئته التي هو عليها۔ فتح الحق مطبوعہ مدراس صفحہ ۹۰ وشرح قصیدہ غوثیہ یوسفیہ صفحہ ۴۷۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات جسم مع روح زندہ ہیں اور اپنی امت کے تمام حالات ظاہری و باطنی کو بنور نبوت خود و بواسطہ ملائکہ علیہٖ مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں اور جہاں چاہتے سیر کرتے ہیں اور آپ کے علوم میں بوجہ نقل مکانی کے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اور خداوند کریم کے حکم سے ایک ہی آن میں تمام عالم کا سیر اور مشاہدہ فرما سکتے ہیں اور پکارنے والے کی پکار کو بھی اپنے مکان مقدس سے بحکم خداوند کریم سنتے ہیں اور آپ کا تصرف بھی ہر جگہ پر موجود ہے پس بایں معنے خادم شریعت کے نزدیک آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر جاننا کفر نہیں درست ہے۔ اگر زید اسی خیال پر ہے تو کچھ حرج نہیں ہاں اگر آپ کی ذات کو علم غیب استقلالی سمجھتا ہے اور بذاتہ ہر جگہ و ہر مقام میں خداوند کریم کی مانند حاضر ناظر سمجھتا ہے تو اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ فقط والعلم عند اللہ ؎

المجیب

خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین حنفی قادری سروری

سوال:۔ روح قدیم ہے یا حادث اور اسکو فنا ہے یا نہیں اور انسان جب مرجاتا ہے یہ کہاں

عسہ:۔ پس حاصل ان منقولات واحادیث کا یہ ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے جسم مع روح کے زندہ زندہ ہیں اور بیشک آپ تصرف کرتے ہیں جہاں چاہیں اطراف زمین میں اور تمام ملکوت میں اور نیز آپ ایسی حالت پر ہیں جو قبل از وفات تھی کچھ آپ کی ذات سے تبدیل نہیں ہوا اور آپ غائب ہیں ہماری آنکھوں سے جیسا کہ غائب ہیں ملائکہ باوجودیکہ وہ زندہ ہیں اپنے اجسام سے پھر جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالےٰ اٹھا دیتا ہے اس شخص سے حجاب کو جسکو مکرم کرنا چاہتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے تو دیکھتا ہے آپ کو ایسی حالت پر الخ ؎ جب کہ ملائکہ ایک آن میں تمام عالم کا سیر کرتے ہیں جانیں قبض کر لیتے ہیں اور حساب کتاب قبر کا لیتے ہیں اور حوران جنت عورت گستاخ کا آواز آسمان

باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں

رہتا ہے۔

الجواب:- روح حادث اور اشیاء قدیمہ سے ہے۔ اور اسکے لئے فنا نہیں اور جسم لطیف ہے عرض نہیں جوہر ہے اور اسکو صعود و نزول و سزا و جزا و ادراک معقولات کا ہے۔ چنانچہ کتاب تمہید سالمی صفحہ ۲۱ و کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۹ و شرح الصدور وغیرہ میں بایں طور مسطور ہے اجمع المسلمون علی ان الروح مخلوق محدث الا انہ لا فناء لہ لما خرج من الجسد فان ارواح المتقین تکون فی دار النعیم کما قال اللہ تعالیٰ کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ و ارواح المجرمین فی دار الجحیم کما قال اللہ تعالیٰ کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ہ ثُمَّ یعود الرُّوْحُ الی جسد ولیقوم للحساب بامر اللہ تعالیٰ یوم التناد فیکون فی الجنۃ او فی النار۔ نقل از تمہید یعنی اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ روح مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اس کے لئے فنا نہیں ہے اور جب کہ انسان مرجاتا ہے تو یہ روح اس جسم سے علیحدہ ہوجاتا ہے اگر نیک ہے تو اسکو مقام دار النعیم کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے اور اگر بدکردار ہے تو اس کے لئے دار الجحیم ہے یعنی مقام سجین ہے۔ اور جب کہ یہ مقام اپنے اعمال کے مطابق دیکھ لیتا ہے تو پھر اس روح کو فرشتے انسان کے جسم کی طرف لوٹا لاتے ہیں اور بروز قیامت کے جیسے اسکے اعمال و افعال ہوں گے ویسے اسکو مراتب مل جائیں گے۔ اور صاحب برزخ نے لکھا ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح غمگین افسوس و حسرت کرتا ہے جیسے کہ زندہ آدمی اپنے جسم پر تکلیف آنے سے غمگین ہوتا ہے اَنَّ الرُّوْحَ یَتَحَسَّرُ وَیَتَحَزَّنُ عَلٰی حَالَۃِ الْبَدَنِ بَعْدَ الْمَوْتِ کَمَا یَتَحَزَّنُ الْحَیُّ علی تغیر صورتہ نقل از شرح برزخ صفحہ ۳۴۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۹ میں مسطور ہے کہ روح مخلوق اور محدث ہے اور اگر اسکو فنا نہیں ہے۔ چونکہ یہ قدیم باعتبار زمانہ کے ہے اور یہ موجود ہے اور اس کی حقیقت عوام پر مخفی ہے اور خاص کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی حقیقت کا پورا پورا علم ہے اور اسکو بھی پتہ ہے جس نے اپنے نفس کو پہچانا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ نقل کیا ہے اس حدیث شریف کو علامہ مناوی نے شرح جامع الصغیر میں حضرت امام الجہ امام

حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے: پرسن کر ناراضگی کا اظہار کرسکتی ہیں اور ایک ... غلام آتا ہے نادار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک آنکھ کے چمکار میں کتنی سالوں کے فاصلے سے تخت بلقیس لاکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور پیش کرسکتا ہے تو پھر وجود مسعود رحمۃ للعالمین کے آگے حکم ربی کون سی مشکل امور میں ... جب کہ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین شاہد ہے۔ ... نظام الدین عفا عنہ۔

غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں اور حضرت قدوۃ السالکین شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں اور اس حدیث شریف کو علمائے محدثین نے معناً صحیح لکھا ہے۔ نقل از موضوعات کبیر صفحہ ۱۷، اور بیشک عوام لوگ اور سائلین جو ان کے مخاطب تھے ان کو روح کی حقیقت کا علم نہیں تھا لیکن آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیہ کریمہ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا سے مستثنیٰ ہیں اور یہ کہنا بھی شرعاً جائز نہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح کی حقیقت کا پتہ نہ تھا چونکہ جو شخص روح کی معرفت کا علم نہیں رکھتا وہ نفس کی حقیقت کا ماہر نہیں ہوتا۔ وہ اپنے رب کو کس طرح پہچان سکتا ہے اور حالانکہ حضور علیہ السلام ان تمام اشیاء کے ماہر اور واقف کار اور اعلم تھے لہذا ضروری ذی عقل کو ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح کی پوری پوری حقیقت معلوم تھی ولا یجوز ان یقال ان حقیقۃ الروح لم یکن مکشوف للنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لان من لم یعرف الروح لم یعرف نفسہ ومن لم یعرف نفسہ کیف یعرف ربہ وکذا قیل من عرف نفسہ فقد عرف ربہ الی الحدیث والمذہب ان الروح محدث مخلوق الا انہ لوننا ومن لنا قدیمۃ الخ نقل از شرح برزخ صفحہ ۲۹ اور اگر کسی صاحب نے روح کی بحث تفصیلاً دیکھنی ہو تو تفسیر کبیر و کیمیاء سعادت واحیاء العلوم و رسالہ حقیقت روح وغیرہ کتب میں ملاحظہ کریں اور یہ یقین کریں کہ واقعی مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے اور جہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہے اور یہ ایک جسم لطیف ہے اور جوہر ہے عرض نہیں۔ اس لئے کہ یہ اپنے آپ کو اور اپنے خالق کو پہچانتی ہے اور معقولات کا ادراک کرتی ہے اور روح عالم و قادر و مرید اور حی اور سمیع اور بصیر اور متکلم ہے لیکن یہ صفتیں روح کی غیر مستقل ہیں خداوند کریم کی یہ صفتیں مستقل ہیں۔ دیکھو کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۳۴ بحوالہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب الاذان بعد ذہاب الوقت میں بایں الفاظ تحریر ہے الروح جوہر لطیف نورانی مدرک للجزئیات والکلیات اور علامہ اس کے کتاب شرح برزخ میں لکھا ہے کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ پانچ جگہ پر ہمیشہ رہتا ہے ایک تو حالت جنین شکم مادر میں دوسرا شکم مادر سے خروج کے بعد اور تیسرا خواب میں اور چوتھا عالم برزخ میں اور پانچواں بروز قیامت۔ فقط والعلم عند اللہ ◆

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال:۔ تناسخ روح کے بارہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں بحوالہ قرآن و حدیث بیان فرماویں۔

الجواب: قرآن مجید میں ثبوت تناسخ و رجعت کا کہیں ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کی تردید باین الفاظ ظاہر ہوتی ہے وھو ہذا۔ اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّھُمْ اِلَیْھِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ سورۂ یٰسین ای قدرا وان من ھلک لا یرجع الی الدنیا وھم یتقلبون فی قبورھم الی ان یبعثوا فیحاسبوا و یجازوا واعمالھم فدلت الآیۃ الکریمۃ علی بطلان قول القائلین بالتناسخ والرجعۃ الخ نقل از کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۹۵۔

ترجمہ: یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا نہیں دیکھا اور نہیں جانا انہوں نے کہ کتنوں کو ہلاک کیا ہم نے پہلے آنے سے اہل قرنوں سے پھر وہ طرف ان کے نہیں پھر آتے یعنی دنیا میں عود نہیں کرتے۔ وہ قبور میں اب تک پڑے ہیں پھر قیامت کو اٹھ کر حساب دیویں گے اور اپنے اعمال کی جزا پاویں گے اور یہ آیت کریمہ تناسخ کے قائلین و رجعت کے معتقدین کے بطلان پر دلالت کرتی ہے اور اس آیت شریفہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رجعت کے بطلان پر پیش کیا ہے اور فرقہ روافض کے خیال و اعتقاد کو ملیا میٹ کیا ہے۔ چونکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت علی مبعوث ہوں گے پھر قیامت ہوگی اور ظالموں غاصبوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ چنانچہ کتاب حق الیقین مترجم صفحہ ۵۵۴ باب ۵ مقصد ۹ حدیث مغفل باب رجعت میں مفصل طور پر علامہ باقر مجلسی شیعہ صاحب نے اس مسئلہ کو واضح کر دیا ہے۔ اور علاوہ اس کے تفسیر امام حسن عسکری مترجم کے صفحہ ۵۵۳ پر شیعہ صاحب نے یوں لکھا ہے کہ بروز قیامت ناصبیوں کی نیکیاں شیعان کو دی جائیں گی اور ان کے گناہ ناصبیوں سنیوں کو دیئے جائیں گے اور پھر ان کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا اور کتاب حق الیقین میں صفحہ ۶۸۸ میں صاف لکھا ہے کہ ناصبی لوگ اہلسنت و جماعت ہیں چنانچہ ملا باقر مجلسی شیعہ تحریر کرتا ہے وھو ہذا۔ امام علی نقی کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ آیا ہم ناصبی کے جاننے اور پہچاننے میں اس سے زیادہ کے محتاج ہیں کہ حضرت امیر المومنین پر ابوبکر و عمر کو مقدم جانے اور ان دونوں کی امامت کا اعتقاد رکھے حضرت نے جواب میں فرمایا کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو وہ ناصبی ہے۔ من عینہ عبارت ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص رجعت کا قائل نہیں وہ بے دین خارج از اسلام ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ فرقہ شیعہ سے اپنے آپ کو بچائیں اور ان کے ساتھ سلام و کلام و موانست و مجالست و مناکحت سے پرہیز کریں اور ان کے ایسے اعتقاد کو باطل سمجھیں۔ فقط۔ واللہ یھدی من یشاء۔

اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم۔

المجیب

خادم شریعت ابو المنظور محمد نظام الدین حنفی عفا اللہ عنہ

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد نے بھانجی وخالہ کا نکاح ایک شخص کے ساتھ دیدہ دانستہ کسی لالچ پر جائز سمجھ کر پڑھ دیا ہے۔ باوجودیکہ اسکو کتب معتبرہ میں یہ مسئلہ دکھا بھی دیا تھا کہ بھانجی اور خالہ کا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے لیکن اس نے کچھ پرواہ نہ کی اور نکاح پڑھا دیا کیا اب شرعاً ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا ناجائز اور اسکے ساتھ مسلمان لوگ برت برتاؤ کریں یا نہ بینوا توجروا۔

السائل احقر العباد سردار شاہ خطیب جامع مسجد از علم پور علاقہ ملتان

الجواب :۔ بیشک خالہ اور بھانجی کا جمع کرنا ایک نکاح میں شرعاً حرام ہے چنانچہ کتب احادیث وفقہ کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں۔ وہو ہذا لایجمع بین المراۃ وعمتہا او خالتہا او ابنۃ اخیہا او ابنۃ اختہا لقولہ علیہ السلام لاتنکح امرأۃ علیٰ عمتہا ولا علیٰ خالتہا ولا علیٰ ابنۃ اخیہا ولا علیٰ ابنۃ اُختِہا رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن حبان من حدیث ابی ہریرۃ رضی تعالیٰ عنہ۔ اور اس حدیث شریف کو ایک جم غفیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کیا ہے اور بوجہ کثرت طرق کے یہ حدیث مشہور ہے۔ نقل از عینی الہدایہ شرح ہدایہ جلد۲ صفحہ ۱۶۔ اور ہدایہ مجتبائی جلد۲ صفحہ ۲۸۹ اور قاضی خاں صفحہ ۱۶۷ میں نیز بایں طور مسطور ہے ومنہا الجمع بین ذواتی رحم محرم لایجوز لہ ان یتزوج امراۃ علیٰ عمتہا ولا علیٰ خالتہا ولا علیٰ ابنۃ اختہا ولا علیٰ ابنۃ اخیہا ولو تزوجہما معا لایصح نکاحہما قالوا کل امراتین لوکانت احدہما ذکرا والاخریٰ انثیٰ حرم النکاح بینہما الخ ھکذا فی فتاویٰ عالمگیری جلد ا صفحہ ۸ وعینی شرح کنز وفتاویٰ عزاۃ۔ اور نیز صاحب شامی نے صفحہ ۲۸۲ میں لکھا ہے وحرم الجمع نکاحا وعدۃ ولو من طلاق بائن ووطیا بملک یمین بین امرأتین ایتہا فرضت ذکرا ولم یحل لہ الاخریٰ ابدًا کالجمع بین المراۃ وعمتہا وخالتہا۔ ردالمختار۔ اور کتاب غایۃ الاوطار شرح در مختار جلد۲ صفحہ ۱۶ میں ذیل عبارت حرم الجمع بین المحارم کے لکھا ہے کہ دو بہنوں کو یا خالہ اور بھانجی یا پھوپھی اور بھتیجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے محارم میں نسبی ہوں یا رضاعی الخ اور صاحب محیط وفتاوےٰ عالمگیری صفحہ جلد۲ میں لکھا ہے فلایجوز الجمع بین المرأۃ وعمتہا نسبا ورضاعا وخالتہا کذلک ونحوہا الخ ھکذا فی فتاویٰ خلاصہ پس ان تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ جمع کرنا ایک نکاح میں شرعاً خالہ اور بھانجی کا حرام ابدی

ہے اور ان کو حرام سمجھ کر دیدہ دانستہ جمع کرنا سخت حرام اور منع ہے اور ایسا کرنے والا شخص ضال و مضل و گمراہ ہے اور ایسے شخص کے ساتھ برت برتاؤ کرنا، اور السلام علیک کرنا امام بنانا منع ہے تا وقتیکہ تعزیر اور توبہ علانیہ نہ کرے فتاویٰ عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ میں لکھا ہے من اعتقد الحرام حلالاً اوردّ علی الکلب، یکفر ولو قال الحرام هذا احلال لترویج السلعة وبحکم الجهل لا یکون کفراً الخ فقط والعلم عند اللہ ۔

المجیب
خادم شریعت ابوالمنصور محمد نظام الدین حنفی عفی عنہ

الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ بقلم خود ابوالبرکات سید احمد الوری حنفی مدرس و مہتمم حزب الاحناف شہر لاہور

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ بیشک جمع کرنا ماسی اور بھتیجی اور خالہ و بھانجی دونوں بہنوں کا ایک نکاح میں حرام ہے چنانچہ فتویٰ اولیٰ سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اب اتنا فرما دیا جاوے کہ نکاح عورت اول کا صحیح ہے یا دوسری کا۔ بینوا توجروا۔ السائل غلام احمد از کھریاں ڈاکخانہ ہڑیالہ ضلع جہلم۔

الجواب:- اللّٰھم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً بیشک صورت مذکورہ میں نکاح عورت اول کا صحیح اور درست رہا اور نکاح عورت ثانیہ کا باطل اور فاسد چنانچہ کتب معتبرہ میں ہے وھو ھذا ولو تزوجھا فی عقدتین فنکاح الاولیٰ جائز ونکاح الثانیة فاسد الخ پس ان ہر دو عبارتوں سے ثابت ہوا کہ نکاح اول صحیح اور دوسرا باطل۔ فقط والعلم عند اللہ۔ المجیب:- خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری [illegible]

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قاضی جسکو عدالت نے مقرر کر دیا ہے اور وہ قرآن پڑھانے اور نکاح خوانی پر کچھ مقرر شدہ لیتا ہے کہ یہ شرعاً لینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے تو قاضی عدالت میں دعویٰ کر کے ان سے اجرت لے سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

السائل قاضی شہر امیر علی از جودھ پور (ریاست مارواڑ)

الجواب:- اقول باللہ التوفیق بیشک شرعاً العوض اوقات اجرت تعلیم قرآن مجید واذان وامامت ونکاح خوانی وغیرہ امور دینیہ پر مبنی جائز اور درست ہے اگرچہ آئمہ دین متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام کی ہے لیکن متاخرین ائمہ دین رحمت اللہ علیہم اجمعین کا اسی کے جواز پر فتویٰ ہے چنانچہ

کتب معتبرہ میں مسطور ہے ۔ وبہذا بعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القرآن الیوم لانہ ظہر التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع یضیع حفظ القرآن وعلیہ الفتوٰی نقل از ہدایہ شریف صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ فاروقی دہلی کتاب الاجارات وفتح القدیر اور کتاب ردالمحتار صفحہ ۴۴ میں نیز اس طرح پر لکھا ہے ویفتی الیوم بصحتہا علی تعلم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان الخ اور فتاوٰے عالمگیر میں ہے واختلفوا فی الاستیجار علی قراۃ القرآن علی القبر مدۃ معلومۃ قال بعضہم لایجوز وقال بعضہم یجوز وھو المختار اور صاحب دارالافتاء نعمانیہ اپنے فتوٰی نمبر ۲۹۳ صفحہ ۲۹۲ میں لکھا ہے کہ جو صاحب شامی نے کتاب جوہرہ نیرہ سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے کہ واختلفوا فی الاستیجار علی قرأۃ القرآن مدۃ معلومۃ قال بعضہم لایجوز وقال بعضہم یجوز اور اس سے خود اپنی رائے عدم جواز پر ظاہر کی ہے سو یہ کہنا علامہ صاحب شامی کا مفتی بہ اور فیصلہ مختار سے بالکل خلاف ہے جو کہ قابل تسلیم کے نہیں ۔ اور کتاب عین الہدایہ جلد سوم صفحہ ۶۴۹ میں اس طرح پر لکھا ہے وبہذا۔ اس زمانہ میں بعض مشائخ نے قرآن پڑھانے پر اجارہ لینا استحسانًا جائز رکھا ہے کیونکہ دینی امور میں سستی اور بے پروائی ظاہر ہوگی۔ پس اگر منع ہوگی تو قرآن کا حفظ کرنا ضائع ہوجائے گا اور اسی پر فتوٰی ہے ۔ اور تحفۃ الفتاوٰی میں حضرت امام سرخسی سے نقل کیا کہ مشائخ بلخ نے قول اہل المدینہ کا اختیار کیا کہ تعلیم القرآن پر اجرت جائز ہے پس ہم بھی اسی قول پر فتوے دیتے ہیں اور روضہ وذخیرہ میں ہے کہ موذن وامام کو اس زمانہ میں اجرت لینی جائز ہے اور یہی امر مفتی بہ ہے الخ اور حدیث صحیح میں ہے کہ آپ کی ذات بابرکات سے بنسبت اجرت کتاب اللہ کے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کتابُ اللہ رواہ البخاری ومشکوٰۃ باب الاجارۃ اور دارالافتاء نعمانیہ صفحہ ۸۶۸ نمبر فتوے ۸۳۲ میں نیز بایں طور مسطور ہے یفتی الیوم بصحتہا لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان ویجبر المستاجر علی دفع ما قیل ویحلس بہ بہ یفتی ویجبر علی دفع الحلوۃ المرسومۃ وھی مایھدی بہ للمعلم علی راس بعض سور القرآن سمیت بہا لان العادۃ اھداء الحلاوی پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ نزدیک علماء متاخرین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے یہ اجرت صحیح اور درست ہے اور اسی پر فتوٰی ہے اور صحیح اور اصح سے اقوٰی ہے اور اس کے جواز پر کسی محقق کو کلام نہیں اور فتاوے عبدالحی جلد سوم صفحہ ۱۱۸ کی عبارت اس پر نیز شاہد ہے اور کتاب دجنیز الصراط صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ اگر اہل محلہ یا شہر والوں سے کوئی امام تنخواہ پر

مقرر کیا اور پھر اگر وہ خدمت کرنے سے اعراض کر جائیں اور امام دعوے کر دے تو قاضی کو لازم ہے کہ فوراً ان کا حق دلوادے اور انکو تعزیر دے اور فتاوے فصول العمادی میں لکھا ہے اذا عینوا الامام بشئ من الاوقاف والصدقات والھدایا وغیرھا لزمھم اداؤھا الخ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر لوگوں نے یہ اشیاء اس کی خدمت کے لئے معین کئے ہوئے ہیں اور اسی آدمی پر مقرر ہے تو ان کو ان اشیاء کا ادا کرنا ضروری ہے ورنہ مستوجب سزا کے ہوں گے اور عتاب الٰہی کے مستحق ہوں گے لقولہ تعالےٰ واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا ولقولہ علیہ السلام لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔ پس اہل اسلام کو چاہیئے کہ وعدہ خلافی ہرگز نہ کریں اور خداوند کریم کے غضب وغیرہ سے ہمیشہ ڈرتے رہیں اور اماماں دین اور معلمین ومتعلمین کی خدمت سے ہرگز اعراض نہ کریں۔ واللہ غنی عن العلمین والحمد للہ رب العلمین فقط **المجیب**

خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین حنفی قادری

نوٹ: جس حدیث سے ممانعت اجرت پائی جاتی ہے اسکے اسناد میں ضعف ہے اور ایک طرق صحیح بھی ہے لیکن اضطراب سے خالی نہیں اور اسکا عمل اسی زمانہ پر معمول تھا۔ چونکہ زمانہ خیر القرون اور اہل دل اور خواہشمند تعلیم علم قرآن واحادیث کے تھے اور لوگ علمائے دین پر جان نثار تھے اور علمائے دین بھی دولتمند اور غنی اور حکام وقت کی طرف سے ان کو وظیفے ملتے تھے اور بعض علماء مجتنب حال تھے چنانچہ کتب تواریخ اسپر شاہد ہیں۔ خادم شریعت عفا عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں ائمہ دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دادا اپنی پوتی نابالغہ کا باجازت ولی جائز باپ کے جو اسی مجلس میں موجود تھا نکاح کر دیا ہے۔ دادا کا باجازت ولی جائز باپ کے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح کردینا عند الشرع صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہے تو بوقت بالغ ہونے کے وہ لڑکی اپنے نکاح کو عند الشرع فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: دادا کا باجازت ولی جائز باپ کے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح کر دینا عند الشرع صحیح اور درست ہے اور بعد بالغ ہونے کے اسکو نکاح فسخ کرنے میں عند الشرع کچھ اختیار نہیں۔ جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے وَمَنْ اَمَرَ رَجُلًا اَنْ یُّزَوِّجَ صَغِیْرَتَہٗ وَلِیَّتَہٗ فَزَوَّجَھَا المامور عِنْدَ رَجُلٍ وامرأتین

صح العقد ان کان الاب حاضرا ۔ لانه اذا کان حاضرا انتقل عبارۃ الوکیل الی الاب فصار کانه عاقد والوکیل مع ذلک الرجل شاهدان وهو المعتمد کما فی المنح نیز دوسری جگہ پر مذکور ہے و للولی انکاح المجنونة والصغیر والصغیرۃ ولو کانت الصغیرۃ ثیباً فان کان المزوج ابا او جدا لزم العقد فلیس لها خیار الفسخ بعد الافاقة ولا لها بعد البلوغ ان روایات سے صاف طور پر اظہر من الشمس ہے کہ دادا کا اپنی پوتی نابالغہ کا باجازت ولی جائز کے نکاح کر دینا بالکل درست ہے اور نہ ہی وہ بعد بالغہ ہونے کے اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے۔ المجیب مسکین فتح محمد

الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ حررہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفا عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شب ولادت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل میلاد شریف کرنی، اور کثرت سے روشنی کرنی اور اپنے اپنے مکانوں کے اندر یا باہر چراغ جلانے اور مکانوں کو روشنی سے خوب مزین کرنا اور حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارک کی خوشی منانی عند الشرع جائز ہے یا نہیں یا کہ روشنی کرنی مثل دیوالی کفار حرام ہے مدلل بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور روشنی کرنیکا جواز یا عدم جواز کا مدلل بیان فرماویں۔

الجواب: بیشک سب کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ مباح اور جائز ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ اس کی حرمت یا مکروہ تحریمی یا ناجائز ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے سو خادم شریعت کی نظر میں ان امور مذکورہ کے عدم جواز و حرام ہونے کی نسبت کوئی دلیل قاطعہ نہیں گذری اور یہ بھی نہیں ثابت ہوا کہ ہر ایک امر میں تشبہ بالکفار مکروہ یا حرام ہوتا ہے۔ لہذا روشنی کرنا اظہار فرحت و سرور نعمت و رحمت میلاد آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یا تلاوت قرآن مجید یا دفع ظلمت یا آمد و رفت عوام الناس وغیرہ جس کے تحت میں تکمیل دین کی ہو ایسی روشنی کرنے میں کوئی قباحت شرعی نہیں۔ نقل از تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷۹ و ضیاء القنادیل صفحہ ۸ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے ما راٰہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن فقط۔

المجیب

خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفا عنہ وزیر آباد

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں (۱) کہ ایک لڑکی نابالغہ اللہ رکھی دختر کریم بخش مرحوم کا عقد بموجودگی چچا حقیقی کے والدہ نے کر دیا۔ باوجودیکہ چچا اس بارہ میں اب تک ناراض ہے

اب لڑکی (۲) اب لڑکی قریب بلوغت پہنچ کر اس نکاح سے روبرو چند افراد کے بالکل انکار کر دیا اور اس نکاح میں ناراض ہے جس کو عرصہ ۵ سال گذر گیا ہے اور اسکو نا منظور کرتی ہے۔ اور مرد بھی عنین ہے (۳) ان صورتوں میں جو مذکور ہوئی ہیں نکاح منعقد ہوا ہے یا کہ نہیں اور دوسری جگہ ان صورتوں میں لڑکی نکاح کر سکتی ہے یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا۔

فدویہ اللہ رکھی دختر کریم بخش معرفت مولابخش و محمد حسین بھلہ دوکاندار شہر رسول نگر معروف رام نگر تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ نشان انگوٹھہ اللہ رکھی۔

الجواب وھو الموفق الصواب

بایشک درصورت صدق مستفتی یہ نکاح نابالغہ کا جو والدہ حقیقی ولی بعیدہ نے بموجودگی چچا حقیقی ولی قریب کے کر دیا ہے نہ درست وغیر صحیح ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ولی قریب کے موجود رہتے ہوئے بدوں اجازت اور رضامندی اسکے نکاح درست نہیں ہوتا۔ چنانچہ امور مذکورہ پر مندرجہ ذیل کتب کی روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وھو ہذا۔ وعند عدم العصبة كل قريب يرث الصغير والصغيرة من ذوي الارحام يملك تزويجها في ظاهر الرواية عن ابي حنيفة قال محمد لاولاية لذوي الارحام وقول ابي يوسف مضطرب والاقرب عند ابي حنيفة الام ثم البنت وفيها ايضاً ان زوج الصغير او الصغيرة العد الاولياء فان كان الاقرب حتى وهو من اهل الولاية توقف نكاح الابعد على اجازته وفيها ايضاً لو زوجها الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازة الاقرب ثم غاب الاقرب وتحولت الولاية الابعد لا يجوز ذلك النكاح الذي باشره الابعد الا باجازة منه بعد تحويل الولاية اليه نقل از فتاوے عالمگیر جلد ثانی باب سلسلہ الاولیاء و هكذا في الظهيرية وجامع الرموز وصابر ص۲۸ وجامع الفوائد ص۹۵ اور فتاوے غرائب وجامع صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے ولا يجوز تزويجها للام في حال حضور العصبة وفيها ايضاً فلو زوج الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته ولو تحولت الولاية اليه لم يجز الا باجازته وفيها ايضاً الاقرب فالاقرب وعند محمد ليس لذوي الارحام ولاية هكذا في فتاوى خلاصه جلد ۲ ص۳ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ یہ نکاح پہلے ہی سے شرعاً درست اور صحیح نہیں۔ اگر لڑکی اپنے بیان میں صادق ہے تو بیشک شرعاً جس جگہ چاہے نکاح کر سکتی ہے اور صورت ثانی وغیرہ کے بارہ میں ہدایہ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ و درمختار و فتاوے عالمگیر میں یوں مرقوم ہے وان

زوجہا غیر الاب والجد سکلو احد منہما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ وھذا عند ابی حنیفۃ ومحمد ویشترط فیہ القضاء یعنی قضاء القاضی اور عنین کی نسبت شارع علیہ السلام نے سال بھر کی مہلت کا حکم دیا ہے۔ اگر علاج معالجے سے اسکو آرام ہو جائے تو بہتر ورنہ حاکم وقت یا قاضی تفریق کر دے اور اگر ایسا ہو چکا ہے اور اب تک اسکو آرام نہیں ہوا اور وہ طلاق نہیں دیتا تو اس پر یہ حکم بالا جاری ہوگا ان اختارت الفرقۃ وامر القاضی ان یطلقہا بائنۃ فان ابی فرق بینہما ھکذا ذکر محمد فی الاصل کذا فی التبیین فقط واللہ اعلم۔ والفرقۃ تطلیقۃ بائنۃ کذا فی الکافی ولہا المہر کاملاً وعلیہا العدۃ کاملاً بالاجماع ان کان الزوج قد خلا بہا ھکذا فی فتاویٰ عالمگیر جلد ۲ باب عنین لکن صورت مسئولہ میں چونکہ پہلے سے نکاح منعقد نہیں ہوا اس لئے نمبر ۱ و ۲ کی تعمیل کرانے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ وزیر آباد

دروازہ موحدین ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۴۶ھ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو بموجب شریعت تین طلاق دے کر اسے تمام کے اوپر اپنے نفس پر حرام کر دی ہے۔ جس طلاقنامہ کی تاریخ ۱۲ نومبر ۱۹۲۷ء ہے اور اس عورت نے ۲۵ نومبر ۱۹۲۷ء کو نکاح ثانی کر لیا ہے۔ آیا وہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور نکاح خوان اور حاضرین مجلس کیا تعزیر ہے۔ بینوا توجروا۔ السائل منشی محمد حسین انڈگھ کا میتر بقلم خود ۴ جنوری ۱۹۲۹ء

الجواب:۔ بیشک درصورت صدق مستفتی نکاح ثانی ناجائز و غیر صحیح ہے کیونکہ عدت میں پڑھا گیا ہے اس لئے یہ نکاح ناجائز و فاسد ہوا لقولہ تعالےٰ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ اور فتاوےٰ قاضیخاں صفحہ ۱۶۰ میں ہے ولا یجوز نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدۃ الغیر عند الکل الخ اور فتاوےٰ عالمگیر صفحہ ۱۰ جلد ثانی لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذلک المعتدۃ کذا فی السراج الوہاج سواء کانت العدۃ عن طلاق او وفاۃ او دخول فی نکاح فاسد او شبہۃ نکاح کذا فی البدائع وحلالہ صہ پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ نکاح عدت میں پڑھنا حرام ہے اور حرام قطعی کو حلال جاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ فتاوےٰ عالمگیر جلد ثانی صفحہ ۱۲۸

میں ہے من اعتقد الحرام حلالاً او علی القلب لیکفر بلا فی خلاصہ. پس اگر نکاح خوان وگواہان و حاضرین مجلس نے دانستگی میں حلال سمجھ کر یہ نکاح پڑھایا ہے تو ان سب کو بعد از تجدید اسلام کے اپنی اپنی بی بیوں سے دوبارہ نکاح پڑھادیں اور علانیہ توبہ واستغفار کریں اور حسب الطاقت کھانا بھی کھلائیں واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ÷ الجیب

خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا اللہ عنہ

استفتاء

علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں جو ایک شخص اپنی منکوحہ کو بار بار ماں اور بہن کا لفظ بولتا ہے اور پھر اس منکوحہ نے کہا کہ مجھے طلاق دے دو۔ اس نے اسکو کہا کہ میں نے جو شرعی طلاق تھی دے دی ہے اور میرے گھر سے باہر نکل جا. پھر بار بار جب اس نے کہا مجھے تحریری طلاق دے تو پھر اس نے اسکو کہا کہ جاؤ قلم دوات سے آؤ تو میں تم کو تحریری دے دیتا ہوں پس اتنے میں نہ اس نے کاغذ دوات قلم لائی اور نہ اس نے اسکو طلاق دی. پھر اسکو کہنے لگا کہ ۳۶ روپیہ وزیور وغیرہ گھر سے جو چاہیں لے جاؤ اور لڑکیاں بھی لے جاؤ اور پھر اس نے ۳۶ روپے زیور گھر سے لے کر بھی اور گھر میں چلی گئی دو تین دن کے بعد اسکو پھر گھر لے آیا جواب دو اجر ملے گا۔ بقلم خود مولاداد حال حافظ آباد

الجواب :۔ بیشک درصدق قول مستفتی صورت مذکورہ میں نہ ظہار واقعہ ہوتا ہے اور نہ کفارہ البتہ یہ الفاظ کہنے گناہ ہیں۔ اور باقی الفاظوں سے طلاق بائن واقعہ ہوتی ہے۔ چنانچہ کتب ذیل کی عبارات اس پر شاہد ہیں۔ وجوبہا لو قال لہا انت امی لا یکون مظاہرا و ینبغی ان یکون مکروها نقل از فتاوے عالمگیر جلد ۲ صفہ ۱۸ ھکذا فی در المختار وغایۃ الاوطار صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ ولو قال لہا انت امی فلیس بشئی ہ نقل از حمادیہ اور فتاوے جامع میں لکھا ہے ولو قال لہا انت امی من غیر تشبیہ لا یکون مظاھرا لکنہ مکروہ کذا اور صاحب حامیہ حمادیہ میں لکھا ہے لو قال میں تیں کو متا۔ یا جدھے بھادیں تسے ونج ینعم طلاق بائن بلانیۃ ولو قال تراگذاشتم یقع الطلاق بائن ولو قال رجل تو مینتھوں رہی مکی تطلق طلاقا بائنا اور فتاوے خلاصہ جلد ۲ صفحہ ۹۹ میں ہے امرأۃ طلبت الطلاق من زوجہا فقال الزوج لم یبق فلتہ سندی طلاق تو می واذھبی فھذا اقرار بالطلاق ولو قال لہا اذھبی فی ای طریق شئت لا یقع الطلاق بدون النیۃ ولو قال لہا اخرجی اذھبی وتزار باکردم لو تطلق الا بالنیۃ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ صورت

مذکورہ بالا میں طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور نہ ظہار اور نہ کفارہ مرد مذکور کو لازم ہے کہ بعد حلالہ یا بغیر حلالہ عورت مذکورہ سے دوبارہ نکاح کرے اور حسب الطاقت فی سبیل اللہ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور آئندہ ایسے الفاظ سے توبہ کرے فقط واللہ اعلم عند اللہ۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری عفاعنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ ایک مولوی کہتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہماری طرح پر احتلام ہو جاتا تھا اور ایک عورت اجنبیہ غیر محرم مرد کے شکم پہ ہاتھ رکھ کر تشخیص کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت اجنبیہ کے فرج میں اپریشن کرنا حکیم کو جائز ہے اور میں حکیم ہوں اور عورت مذکورہ نوجوان اور حکیم مولوی بھی مجرد نوجوان ہے اور کہتا ہے کہ نماز میں انسان بھول جاوے تو نماز میں آیتیں چھوڑ چھوڑ کر پڑھنا بھی درست ہے اور ذات کا بھی حکیم مولوی باندہ ہے۔ اب ایسے شخص کو نماز میں امام بنانا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل فقیر فضل نور چک ۲۱۴ ڈاکخانہ چٹیانہ

الجواب: بیشک درصورت صدق مستفتی ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز درست نہیں کیونکہ اس نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی ہے جو کفر ہے۔ کسی نبی کی ذات والاصفات کو احتلام نہیں ہوا دیکھو کتاب مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۵۱ باب مباشرت وشفا قاضی عیاض وخصائص وحمودی وغیرہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ کوئی پیغمبر ہرگز محتلم نہیں ہوا کیونکہ احتلام فعل شیطان سے ہے اور آپ کی ذات بابرکات احتلام سے محفوظ تھی اور احتلام رسول خدا پر جائز نہیں الخ نقل از طبری اور فتاوے قاضی خاں میں مسطور ہے کہ طبیب کو جائز نہیں ہے کہ وہ کسی عورت اجنبیہ کے مقام مخصوصہ کو دیکھے بلکہ اسکو لازم ہے کہ وہ کسی عورت کو اس کا طریق وعلاج سکھاوے الخ اور فتاوے عالمگیریہ میں ہے ولا تمس شیئاً منہ اذا کان احدھما شابا فی حد الشھوۃ وان امنا علی نفسھما الشھوۃ اور قرآن مجید میں ہے وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ الآیۃ اور حدیث شریف میں آتا ہے لعن اللہ الناظر والمنظور یعنی اللہ کی لعنت ہے بنظر دیکھنے اور دکھانے والے پر۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ یہ فعل ناجائز اور حرام ہے اور اسکو حلال کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو بعض علمائے خاص نے حکماء کے لئے جواز کا فتویٰ دیا ہے اس میں چند قیود ہیں۔ جنکو حکیم صاحب نہ جانتے ہوں گے۔ اور نمازوں میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ بکذا فی کتب الفقہ پس مسلمانا

اہلسنت وجماعت کو چاہیئے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں۔ تاوقتیکہ وہ توبہ کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

المجیب

خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین قاسمی حنفی قادری بدری

سوال:۔ نکاح میں رکن کتنے ہیں۔ اور منگنی سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ دو رکن ہیں۔ اور منگنی سے نکاح ہرگز نہیں ہوتا چونکہ وہ صرف وعدہ ہوتا ہے۔ ہاں اگر بصغیرہ نابالغین کے والدین نے روبرو گواہان کے ایجاب قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو جائے گا ورنہ نکاح منعقد نہ ہوگا چنانچہ فتاوے عالمگیر جلد ۲ کتاب النکاح میں مسطور ہے وَاَمَّا رُکْنُہٗ فَالْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ کَذَا فِی الْکَافِی والایجاب ما یتلفظ بہ اولاً من ای جانب کان والقبول جوابہ یعنی رکن نکاح کے دو ہیں ایجاب وقبول چنانچہ کافی میں ہے اور اول جس جانب سے بولا جائے اسکو ایجاب کہتے ہیں اور اسکے جواب کو قبول اور کتب احادیث بھی اس پر شاہد ہیں دیکھو طحاوی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ میں سنی مذہب ہوں اور اس بناء پر اس نے کسی سنیہ عورت سے نکاح کر لیا اور چند ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شیعہ مذہب کا آدمی ہے اور خود بھی اقرار کرتا ہے کہ میں شیعہ ہوں۔ کیا اس صورت میں یہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں۔

السائل عبدالرحمٰن

الجواب:۔ شرعاً یہ نکاح نکاح نہیں لہذا طلاق کی ضرورت نہیں۔ چونکہ شرع شریف میں نکاح کے جواز کے لئے اعتبار کفو کا ہے اور شیعہ آدمی سنیہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کتاب درمختار وفتاوی عالمگیر جلد ۲ باب الاکفاء میں مسطور ہے اَخْبَرَ لَھُمْ بِالْکَفَاءَۃِ ثُمَّ ظَھَرَ اَنَّہٗ غیر کفو کان لھم خیار یعنی کسی نے والیوں کو کفو ہونے کی خبر دی پھر غیر کفو ظاہر ہوا تو ان کو نکاح توڑنے کا اختیار ہے۔ اور کہا صاحب درمختار نے غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوتا اور فتاوی عالمگیر وفتح القدیر وفتاوی خلاصہ وجامع الرموز وغیرہ کتب میں مسطور ہے کہ فرقہ شیعہ مرتد اور ان پر حکم کفر کا ہے۔ لہذا ان کے ساتھ سنی کا نکاح جائز نہیں ہوتا اس نکاح توڑنے کی ضرورت ہی نہ رہی اور خادم شریعت کہتا ہے جو کچھ فقہا نے کرام نے ارقام فرمایا ہے صحیح اور درست ہے لیکن لطور احتیاط حاکم وقت سے ضرور اجازت لی جائے۔ اگر

کسی نے مفصل حال دیکھنا ہو تو فتاوے عبدالحی جلد اول صفحہ ۴۲ کو ملاحظہ کرے۔ فقط والعلم عنداللہ۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال: تفضیلی شیعہ کو متولی مسجد حنفیہ کا بنانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ہرگز جائز نہیں چونکہ یہ فرقہ بھی مبتدع وگمراہ ہے اور مبتدع وگمراہ کو جب سلام علیکم کہنا اور اس کی تعظیم وتکریم شرعاً حرام ہے تو یہ منصب اس کے لئے کب جائز ہو سکتا ہے۔ لقولہ تعالے وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا۔ اور مبتدع کے متولی بننے پر بہت امور میں اس کی اطاعت کرنی پڑے گی۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے تو مبتدع کا سلام بھی قبول نہیں فرمایا اور حدیث شریف غنیہ میں ہے کہ مبتدع دوزخ کا کتا ہے اور اس کے ساتھ موانست ومواکلت ہرگز جائز نہیں اور فتاوے عالمگیری جلد ۲ وفتاوے خلاصہ وبرجندی وغیرہ میں لکھا ہے کہ تفضیلی شیعہ بھی سخت بدکردار اور گمراہ ہے۔ الرافضی اذا کان یَسُبُّ الشیخین ویلعنهما والعیاذ باللہ فهو کافر وان کان یفضل علیا علیهما فهو مبتدع الخ پس بہر حال اہل ہوا ومبتدع ووہابی نجدی وشیعہ تفضیلیہ وشیعہ اثنا عشریہ کو متولی مسجد اہلسنت وجماعت کا ہونا اور اسکو مقرر کرنا جائز نہیں بلکہ ان لوگوں کو مساجد سے نکال دینا چاہیئے۔ چونکہ ان کے آنے سے مسجد میں فساد پیدا ہوتا ہے اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ان کی ممانعت پر شاہد ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سہروردی عفا عنہ

سوال: شرعاً کیا حکم ہے اس شخص کے حق میں کہ پہلے تو ایک عورت سے زنا کرتا رہا پھر اسکی نابالغہ لڑکی سے نکاح کرتا ہے پھر وہ لڑکی قبل از بلوغت فوت ہو جاتی ہے پھر وہ اسی زانیہ عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ میں اس عورت کے ساتھ قبل از نکاح زناہ کرتا رہا ہوں۔ کیا شرعاً یہ اسکا اقرار جائز ہے یا نہیں اور اسکا نکاح اس عورت سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل پیر غلام محی الدین از کوٹلہ سید اں

الجواب: جس عورت کے ساتھ زناہ کیا جاوے تو پھر اسکی دختر سے نکاح کرنا زانی کو حرام ہے۔ چنانچہ ہدایہ شریف میں ہے وَمَنْ زَنَا بِامْرَأَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ اُمُّهَا وَابْنَتُهَا هکذا فی الدر المختار وقاضی خاں وجامع الفوائد۔ پس اس عبارت سے واضح ہوا کہ جس عورت سے زناہ کیا جاوے تو پھر اس زانی پر اسکی اصل وفرع سے

نکاح کرنا حرام ہے لہذا مزنیہ سے زانی کا نکاح کرنا جائز ہے لیکن اس کی دختر سے ناجائز اور کالعدم سمجھا جائے گا اور مزنیہ سے درست ولقولہ تعالٰے الزانی لاینکح الا زانیۃ سورہ نور اور ہدایہ شریف میں ہے الزنا یثبت بالبینۃ والاقرار اور ایسا ہی فتاوی نعمانیہ فتوی نمبر ۱۲۵ پس خلاصہ یہ ہوا کہ نکاح تو اس سے جائز ہے لیکن اول مزنیہ کو زبانی اقرار کرنے پر شرعاً حد عائد ہوگی۔ لیکن آجکل حد کا نافذ کرنا دشوار ہے۔ اس لئے ان کو توبہ کرانی لازم اور صدقہ دینا ضروری ہے لقولہ تعالٰے الم تعلموا انہ یقبل التوبۃ عن عبادہ و یاخذ الصدقات اور حرمت مصاہرہ کے دلائل جلد نہم و دہم میں مسطور ہو چکے ہیں اور جب تک یہ شخص علانیہ توبہ نہ کریں۔ ان کے ساتھ برتاؤ مسلمان ترک کر دیں۔

المجیب

خادم شریعت ابو المنظور محمد نظام الدین حنفی قادری عفا عنہ

سوال:۔ از جانب مولوی عبد العزیز برنالوی علاقہ لادھوسی۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ساس حقیقی کے ساتھ نکاح کرنا کیسا ہے۔ اور جو اس نکاح کو جائز قرار دے اسکے لئے کیا حکم اور فرقہ وہابیہ نے آپ پر یہ کیوں الزام و بہتان باندھے یہ بات کیونکہ ہے مفصل جواب دو۔

الجواب:۔ بیشک شرعاً ساس حقیقی کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَاُمَّھٰتُ نِسَآئِکُمْ یعنی تمہاری بیبیوں کی مائیں تم پر حرام ہیں۔ ان سے نکاح مت کرو اور جو شخص اس حکم خداوند کریم کا منکر ہے وہ بے ایمان دائرہ اسلام سے خارج ہے چنانچہ فتاوے عالمگیر صفحہ ۲۱۵ جلد ۲ میں بایں طور مسطور ہے من اعتقد الحرام حلالا او علی القلب یکفر ھکذا فی کتب العقائد والفقہ اور یہ محض فرقہ نجدیہ وہابیہ شنائیہ طائفہ کا سراسر بہتان و افتراء ہے جس کی بنیاد ضد و تعصب و حسد پر ہے اور یہ وہ مرض ملعونہ ہے کہ جس کا علاج کرنے سے جالینوس و بقراط جیسے حکیم عاجز آ چکے ہیں ؎

خدایا مفتری را روسیاہ کن زقہر و ان خود تباہ کن

اور اس نااہل فرقہ کو اپنے گھر کی کچھ خبر نہیں۔ ذرا ان کے مسائل کو دیکھ کر پھر اصل معاملہ کو ملاحظہ فرما دیں۔ وہو ہذا۔ ان کے مذہب میں لکھا ہے کہ جس عورت کے ساتھ کوئی شخص زنا کرتا رہے پھر اگر اسی مزنیہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرے تو جائز ہے اور ایسا ہی اگر کسی لڑکی کے ساتھ زنا کرے پھر اسکی ماں کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور ایسا ہی جائز باپ کی مدخولہ مزنیہ بیٹے پر جائز اور بیٹے کی باپ پر۔ دیکھو کتاب کنز الحقائق از تصنیف مولوی وحید الزمان غیر مقلد والزنا لا یوجب حرمۃ المصاھرۃ فتحل لہ ام المزنیۃ

و بنتہا و مزنیہ الابن والاب۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ اور بیچاری بوڑھیا دادی کا پوتے سے نکاح جائز کا فتویٰ دے کر شریعت حقہ کا خون ہی بہا دیا ہے۔ دیکھو پرچہ اہلحدیث اخبار مورخہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ جواب نمبر ۲۵۱ مطابق ستمبر ۱۹۱۰ء بایں مضمون فتویٰ تحریر ہے بحکم لا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم حقیقی والدہ اور سوتیلی والدہ سے نکاح کرنا تو منع مگر جد دادا کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہیں اس لئے اس سے نکاح بھی صحیح ہو اور جو اس سے بچہ پیدا ہو وہ بھی صحیح النسب اور اسی امیر اہلحدیث نے پرچہ اہلحدیث ۱۳۲۵ھ ہجری مورخہ ۱۷ رمضان المکرم میں بھتیجی رضاعی کا نکاح چچا سے جائز کا فتویٰ دیا تھا جس پر الودل نے اس پر خوب گت بنائی تھی اور اسی سردار اہلحدیث نے مزنیہ باپ کا بیٹے سے نکاح جائز قرار دیا تھا اور ان کے بڑے استاذ صدیق حسن خاں و نذیر حسین صاحب نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا ہو تو اس سے اسکے بھانجے کا نکاح درست ہے دیکھو جامع الشواہد فتوے صدیق حسن۔ اور ثناء اللہ کا فتویٰ ہے کہ اب رضاعی کی منکوحہ پسر رضیع پر جائز ہے۔ اور ایسا ہی جو لڑکی گود میں ندپلی ہو اور جب اسکی والدہ مدخولہ مرجائے تو پھر اسکو اس لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ناظرین یہ مختصر مسائل اس فرقہ وہابیہ نجدیہ کے ہیں۔ اگر مفصل عقاید و مسائل ان کے دیکھنے ہوں تو سیف الابرار کو ملاحظہ کریں اور خادم شریعت نے اس میں پورے طور پر فہرست بحوالہ کتاب لکھدی ہے اور مفترین پر خدا کی لعنت یاد۔

میرے اخی اجل متانہ یہ ہے کہ کوٹلہ سیداں سے سید محمد غوث نے ایک استفسار حضرت سید دیدار علی شاہ صاحب فاضل اجل علماء مہیلے بدل سے بایں مضمون کیا جو کہ مع اصل استفسار و فتویٰ ذیل میں درج ہے اور واقعی وہ مطابق مذہب حنفی کے صحیح اور درست ہے اور وہ یہ ہے ناظرین غور سے ملاحظہ فرماویں اور فرقہ ضالین کاذبین پر نفرین کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا ہندہ کے ساتھ ناجائز تعلق رہا وہ باہم زنا کرتے رہے۔ پھر ہندہ نے اپنی نابالغہ لڑکی چھ سات سالہ زبیدہ نامی کے ساتھ زید کا نکاح کر دیا۔ ہندہ کی لڑکی زبیدہ منکوحہ زید بغیر کسی مس وغیرہ کے دو تین مہینے بعد نکاح کے فوت

ہو گئی اب ہندہ خود زید کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ جو اسکی لڑکی کا زوج ہو چکا تھا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ مگر زانیہ ہندہ کے زناہ کے چند اشخاص بطور گواہ موجود ہیں جن کے روبرو ہندہ نے چند بار اقرار کیا ہے کہ میں لڑکی کا نکاح کر دینے سے پہلے زید کے ساتھ چند دفعہ مجامعت کر چکی ہوں اور بعد نکاح کے بھی میں نے ہی زید کے ساتھ برتت برتاؤ ناجائز طور پر کرتی رہی ہوں کیونکہ میری لڑکی بالکل کم عمر نابالغہ تھی جو بالکل مس وغیرہ خاوند کے قابل نہ تھی۔ اور زانیہ بھی مقر ہے۔

السائل انوار حسین شاہ

الجواب:- درمختار جلد دوم صفحہ ۳۰۲ میں ہے وحرم الیضا بالصهریة اصل مزنیته واصل ممسوسة بشهوة والمنظور الى فرجها الداخل وفروعهن مطلقاً انتهى مختصراً اور جب زبیدہ زید کے نکاح سے خارج رہی تو اب زید کو اپنی مزنیہ ہندہ سے نکاح بلا تامل جائز ہے کما فی صفحہ ۳۰۷ من الدر المختار وصح نکاح موطوءة بزنا انتهى مختصراً بقدر الحاجة۔

حرره العبد الراجی رحمة ربه القوی ابو محمد دیدار علی الرضوی الحنفی الخطیب فی مسجد وزیر خان المرحوم الواقع فی اللاهور

ذلك كذلك انا مصدق بذلك فهذا الجواب صحيح والمجيب نجيح۔ محمد یار عفی عنہ امام وخطیب ومفتی مسجد طلائی لاہور۔

الجواب صحیح والمجیب مصیب

سید نور حسین مدرس مدرسہ دینیہ وزیر آباد

اگر واقعی ہندہ نے پہلے کر دینے اپنی لڑکی زبیدہ نابالغہ کے نکاح زید سے زنا کیا ہے تو اب بعد مرنے زبیدہ کے زید سے نکاح جائز ہے۔ لیکن تحقیق اسکی مطابق شریعت ضروری ہے۔

فقیر محمد عظیم امام جامع مسجد وزیر آباد عفی عنہ۔

اگر واقعی قبل از نکاح دختر اس کی والدہ سے زناہ کر چکی ہے تو پھر نکاح جائز ہوگا۔

خاکسار قمر الدین کان اللہ لہ از وزیر آباد۔

غلام رسول بقلم خود

الجواب صحیح — احمد دین بقلم خود — ذلك كذلك — بقلم خود قاری نور احمد عفی عنہ

فضل الدین بقلم — ماحسن ما اجاب — محمد خلیل عفا اللہ عنہ — مدرس مدرسہ عربیہ

مورخہ ۱۲ ... سن ... ہندہ کو بار ثانی بالا مین نے مولوی ... محمد دین صاحب مدرس مسجد ... کے پیش کیا ... انہوں نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔

اگر واقعی یہ امر واقعہ مابین ہندہ و زید کے صادر ہوا ہے، بلا اختلاف ان کا نکاح آپس میں صحیح و درست ہوگا اور جو کچھ مجیب صاحب نے لکھا ہے وہ حق بجانب ہے اس میں شک کرنا اہلسنت وجماعت کو درست نہیں اور شرعاً خادم شریعت نے روبرو گواہاں حلفی ہندہ و زید زانی و زانیہ کا بیان سنا ہے اور وہ آپس میں تصدیق کرتے ہیں اور زانی و مزنیہ اقرار کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفاعنہ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء

اسماء گواہان مقدمہ مذکورہ بالا

غلام محمد زمیں دار اللہ داد محمد دین

حسن محمد ماچھی۔ انکے روبرو چند مرتبہ بیان لیا گیا ہے

اور ان کے سوا چار مرتبہ ہندہ و زید کے مختلف جگہ قواعد شرعیہ کے مطابق بیان لیا گیا ہے وہ دونوں متفق ہیں کہ ہم پہلے سے ہی یہ کام بدکاری کا م کرتے چلے آئے ہیں۔ (مہر مولوی محمد نظام الدین ملتانی خادم شریعت)

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ غلام محمد خویدم الطلباء والحکماء ساکن چیچہ وطنی

سوال: شیعہ زیدیہ واسمٰعلیہ وسلیمانیہ کے کیا عقائد ہیں اور ان کے ساتھ برت برتاؤ کرنا کیسا ہے اور یہ کے قسم ہیں جواب دیں اجر ملے گا۔ السائل نبی شاہ

الجواب: فرقہ شیعہ کی اننی قسمیں ہیں چنانچہ ان کی کتاب حق الیقین اردو میں مسطور ہے اور فرقہ زیدیہ و اسماعیلیہ بھی ضال و مضل ہیں۔ ان کے ساتھ برت برتاؤ کرنا شرعاً حرام ہے و ناجائز ہے اور ان کے بعض عقائد کفریہ ضال ہیں چنانچہ سلیمانیہ کا عقیدہ ہے۔

کہ حضرت عثمان غنی و طلحہ و زبیر و حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیاذ باللہ یہ سب کافر تھے اور موجودگی حضرت علی کے لوگوں کو دوسرے شخص کی بیعت کرنا خطا ہے دیکھو تحفہ اثنا عشریہ مترجم صفحہ ۲۶۔ اور فرقہ شیعہ اسمٰعیلیہ کا عقیدہ ہے کہ احکام شرائع کا لوٹ پوٹ کر دینا جائز ہے اور باقی عقائد ان کے فرقہ امامیہ کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ دیکھو تحفہ صفحہ ۳۳ و ۲۰۔ اور فتاوی عالمگیر جلد ۲ صفحہ مطبوعہ نولکشور میں ان کے عقائد لکھ کر یوں فیصلہ کیا ہوا ہے ویجب اکفارھم باکفار عثمان وعلی وطلحۃ و زبیر و عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ویجب اکفار الزیدیۃ کلھم فی قولھم باستنا

نبی من العجم ینسخ دین نبیناو سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی الوجیز اور کتاب باب خیر الامتہ صفحہ ۲۱۳ میں فتوے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بابت تمام فرقہ شیعان بایں طور مسطور ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فمن سبہم فعلیہ اللعنۃ اللہ وفی روایۃ ان اللہ عزوجل اختارنی واختارلی اصحابی فجعلہم انصاری وجعلہم اصہاری وانہ سیجئ فی اٰخر الزمان ینتقصونہم الا فلا تؤاکلوھم الا فلا تشاربوا الا فلا تناکحوھم الا فلا تصلوا معہم الا فلا تصلوا علیہم وحلت علیہ اللعنۃ اور ایک حدیث میں ہے کہ مبتدع کے ساتھ محبت ہرگز نہ کی جاوے اور اہل بدعت سے میل محبت کرنے سے ایمان تباہ ہو جاتا ہے۔ پس ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ یہ فرقہ ضال و مضل ہے اور گمراہ و گمراہ کنندہ ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے ہر طرح کا اجتناب کریں اور ان کو اپنی مساجد سے نکالدیں چونکہ ان کے آنے سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کم علم کو اپنی خلافت میں مسجد سے نکال دیا تھا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بصل وثوم خام کی بدبو کے سبب سے دخول مسجد سے منع کر دیا ہے اور قرآن مجید میں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ولقولہ تعالیٰ الفتنۃ اشد من القتل۔ والعلم عند اللہ ؁

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفا اللہ عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شیعہ لوگ اصحاب ثلثہ یعنی حضرت ابوبکر الصدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم کو دائرہ اسلام سے خارج نعوذ باللہ سمجھتے ہیں اور ان کے ایمان پر بھی گفتگو کرتے رہتے ہیں اور حضرت مائی عائشہ صدیقہ و حضرت مائی حفصہ کو بہت برا جانتے ہیں اور اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غاصب و خائن و غدار و ان کو گالی گلوچ دیتے ہیں اور اہلسنت و جماعت کو بہت برا جانتے ہیں کیا ایسے شیعان کے ساتھ محبت رکھنا کرنا اور ان کے ساتھ ناطہ داری کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا ؁

السائل محمد عبد اللہ و شیر محمد و خان محمد و غلام لیسین انچپاد ضلع سرگودھا

الجواب: بیشک در صدق مستفتی صورت مذکور میں ایسا فرقہ شیعہ سبیہ شرعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے اور حکم ان کا حکم مرتد کا ہے لہذا مسلمانوں کو ان کے ساتھ کھانا پینا برتنا ذکرنا اور ناطہ دینا و لینا

ترک کر دینا چاہیے چنانچہ ان کے مرتد ہونے پر دلائل ذیل میں درج ہیں الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما العیاذ باللہ فھو کافر ولو قذف عائشة رضی اللہ عنہا بالزنا فقد کفر ومن انکر خلافة ابی بکر فھو کافر وکذلک من انکر خلافة عمر فی اصح الاقوال وھم ھٰؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین نقل از فتاوے عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۱ اور مطبوعہ مصری صفحہ ۲۶۴۔ اور فتاوے بزازیہ اور فتاوی خلاصہ وبحر الرائق وطحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۹۸ وبرہان شرح مواہب الرحمٰن وتیسیر المقاصد شرح وہبانیہ وعقود الدریہ جلد اول صفحہ ۹۲ و ۹۳ واشباہ فن ثانی وطریقہ محمدیہ حدیقہ ندیہ صفحہ ۲۰۷۔

اور کتاب برجندی جلد ۴ صفحہ ۲۰ وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ان کو کافر و مرتد کہنا واجب یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعة الاموات الی الدنیا والی قولھم ھٰؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذا فی الظھیریة یعنی روافض کو ان کے عقائد کے سبب کافر کہنا واجب ہے۔ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بایں طور مسطور ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة اللہ علی شرکم رواہ الترمذی اور کتاب غنیۃ الطالبین مطبوعہ اسلامیہ لاہور صفحہ ۱۶۹ وصواعق محرقہ میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے کہ فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابا والصارا وسیاتی قوم یسبونھم وینقصونھم فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم اور اسی کتاب غنیہ میں ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ ایک رافضی ٹولہ اخیر امت میری سے ہوگا وہ اسلام سے خارج ہوگا۔ چونکہ وہ میرے اصحابوں کو گالی نکالے گا اور کتاب توضیح الاحباب صفحہ ۲۵۵ میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کا جنازہ نہیں پڑھا تھا کیونکہ وہ حضرت عثمان ذی النورین کے ساتھ عداوت رکھتا تھا اور جن کا مومن ہونا بنص قطعی ثابت ہے ان کو عیاذاً باللہ کافر کہنا پرلے درجے کی بے ایمانی ہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایماندار اور جنتی ہونا بنص قطعی ثابت ہے اس لئے ان کو گالی گلوچ دینے والا بحکم لیغیظ بھم الکفار دائرہ اسلام سے خارج اور ایسے شخص کے ساتھ مواکلت و مشاربت و مناکحت و مجالست حرام

ہے۔ فقط وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آجکل فرقہ نجدیہ وہابیہ اقامت صرف نصف اذان کے بولتے ہیں یہ کیونکر ہے کیا یہ فعل جائز ہے یا نہ جواب دو۔

السائل غلام حیدر واعظ

الجواب: بیشک ہمارے مذہب حنفی احناف میں ایسا کرنا بہتر نہیں اور حدیث ترمذی وبیہقی و دارقطنی و تقویم فی احادیث نبی الکریم وابوداؤد و آثار السنن و عبدالرزاق کے خلاف ہے ان کتابوں میں حدیث بایں مضمون مسطور ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اذان واقامت مثنیٰ مثنیٰ الفاظ سے تھی اور اسی حدیث صحیح کو محدثین نے ترجیح دی ہے اور اسی پر عمل کیا ہے اور ان حدیثوں کے الفاظ یہ ہیں عن عبد اللّٰہ ابن زید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم شفعاً شفعاً فی الاذان والاقامۃ نقل از ترمذی جلد اول ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الاقامت مثنیٰ مثنیٰ یعنی کہا حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان و اقامت میں دو دو کلمے تھے وعن الشعبی عن عبد اللّٰہ ابن زید الانصاری قال سمعت اذان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکان اذانہ واقامتہ مثنیٰ مثنیٰ رواہ ابو عوانۃ فی صحیحہ وھو مرسل قوی آثار السنن وعلاء السنن جلد ۲ صفحہ ۸۷ یعنی حضرت شعبی تابعی صحابی عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود آپ کی اذان و اقامت کو سنا دوہری ہوتی تھی اور اس حدیث ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں بیان کیا ہے۔

اور کتاب طحاوی میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ اذان و اقامت سکھائی گئی اور انہوں نے دو دو دفعہ کلمات کہے عن عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ قال اَخْبَرَنِیْ اصحاب محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان عبد اللّٰہ ابن زید الانصاری رأی فی المنام الاذان فاتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال علمہ بلالاً فَاَذَّنَ مثنیٰ مثنیٰ واقامَ مثنیٰ الخ نقل از آثار السنن صفحہ ۸۶ وجوہر النقی صفحہ ۱۰۸ جلد اول اور احیاء السنن میں ہے روی عن بلال انہ اذن مثنیٰ مثنیٰ واقام مثنیٰ اور کتاب جامع الآثار صفحہ ۲۷

ہیں بایں طور حدیث مسطور ہے عن الاسود بن یزید ان بلالاً کان یُثَنّی الاذان ویثنی الاقامة رواہ عبد الرزاق والطحاوی والدارقطنی واسنادہ صحیح وھکذا فی فتح القدیر جلد اول ودارمی پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ اقامت و اذان میں ہر ایک کلمہ کو دو دو بار کہنا چاہیئے اور اسی کو علامہ طحاوی وغیرہ محدثین نے ترجیح دی ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال:- اجرت پر اذان دینی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- متاخرین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے فتاوی نفع المفتی کے صفحہ ۲۲ پر بایں طور فتوے دیا ہے ولا یکرہ اخذ الاجرة علی الاذان فی زماننا کذا فی السراج المنیر عن مختار الفتاوی، اور متاخرین کی دلیل یہ ہے کہ کہا صحابہ کبار نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اجرت تلاوت قرآن مجید پر ایک شخص نے لی ہے جائز ہے یا نہیں حضور علیہ الصلوٰة والسلام نے ارشاد فرمایا کہ لائق اور حق ترین یہ امر ہے کہ پکڑو تم اجرت قرآن مجید سے نقل کیا ہے اس حدیث صحیح کو امام بخاری علیہ الرحمت نے اور نقل کیا ہے اسکو صاحب مشکوٰة باب الاجارہ فصل اول میں اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں فقالوا یا رسول اللہ اخذ علی کتاب اللہ اجرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم انّ احقّ ما اخذتم علیه اجرًا کتاب رواہ البخاری اور صاحب ہدایہ نے باب الاجارہ میں نیز اجرت تعلیم القرآن کو متاخرین کے نزدیک مستحسن لکھا ہے اور اسیر علمائے دین نے فتوے دیا ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال:- اذان دینی سنت ہے یا واجب۔

الجواب:- اذان دینا نماز مکتوبہ کے لئے سنت موکدہ ہے اور بعض کے نزدیک واجب لیکن صحیح قول اول ہے۔ چنانچہ فتاوے عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۱ میں ہے الاذان سنة لاداء المکتوبات بالجماعة کذا فی فتاوی قاضی خان وقیل انه واجب والصحیح انه سنة موکدة کذا فی الکافی والمحیط والاقامة مثل الاذان پس اس عبارت سے واضح ہوا کہ اذان دینا سنت موکدہ بغرض جماعت فرائض کے ہے اور نماز عیدین وصلوٰة خوف واستسقاء وتراویح ونماز نوافل وسنن ونماز وتروں کے لئے اذان دینا سنت نہیں ہے اور نہ جنازہ کی نماز کے لئے اذان ہے۔ ہاں اگر طاعون یا کوئی اور بلاء

دوبا شہر میں واقع ہو جائے تو اسکے دفع کے لئے اذان دینا جائز اور مستحسن ہے چنانچہ فتاوےٰ رضویہ میں مسطور ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہٗ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفا عنہ

سوال:۔ اذان دینا کس شخص کا منصب ہے۔

الجواب:۔ اذان ہر ایک شخص مسلمان دے سکتا ہے لیکن افضل موذن وہ ہے جو صاحب عقل و متقی و پرہیز گار و صالح و عالم ہو چنانچہ فتاوےٰ عالمگیر صفحہ ۱۴۱ میں بایں طور مسطور ہے وینبغی ان یکون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحاً تقیاً عالماً بالسنة کذا فی النہایہ اور صاحب تاتارخانیہ نے لکھا ہے کہ محیسب و محتسب ہونا چاہیئے اور نہر الفائق میں ہے والاحسن ان یکون اماماً فی الصلوٰۃ کذا فی معراج الدرایہ اور نفع المفتی و فتاوےٰ عالمگیری میں نیز مسطور ہے کہ موذن فاسق فاجر اور نابالغ بے عقل و مجنون و مست و نابینا نہ ہونا چاہیئے ان کی اذان مکروہ ہے اگر یہ لوگ اذان دے دیں تو پھر اسکا دوبارہ کہنا لازم نہیں ہے ویکرہ اذان الفاسق ولا یعاد ھکذا فی الذخیرۃ واذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراھۃ فی ظاھر الروایۃ واذان الصبی الذی لا یعقل لا یجوز ویعاد وکذا المجنون ھکذا فی النہایہ ویکرہ اذان السکران ویستحب اعادتہ ویکرہ اذان الاعمیٰ عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وبہ قال انشافعی کذا فی البنایۃ عن المحیط وفی الکنز و تنویر الابصار نقل از فتاوےٰ نفع المفتی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۹۲ پس ان عبارات کتب معتبرہ سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کو موذن نہ بنانا چاہیئے اور کہا بعض علماء دین نے کہ اذان اندھے کی جائز ہے بشرطیکہ اسکو کوئی شخص وقت بتلانے والا اور تعلیم دینے والا موجود ہو ورنہ مکروہ ہوگی۔ اور بے وضو اذان نہ دی جاوے اگر کسی نے کہدی تو اسکا اعادہ نہیں ہے اور اذان کو اپنے وقت میں دینا چاہیئے۔ اگر بے وقت دی جائے تو اسکو اعادہ کرنا چاہیئے۔ لیکن کہا بعض نے کہ اذان صبح کا اعادہ کرنا نہیں ہے اور اذان زبان فارسی و ہندی وغیرہ میں بلا زبان عربی جائز نہیں چنانچہ فتاوےٰ نفع المفتی میں مسطور ہے اور اذان کا جواب دینا واجب ہے اور جب موذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو اسوقت ہر دو انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحسن ہے چنانچہ جامع الرموز وشامی و فتاوےٰ رضویہ میں تشریح موجود ہے اور باقی مفصل ذکر جلد اول سلطان الفقہ میں ملاحظہ کریں۔

والعلم عند اللہ۔ حررہٗ فقیر محمد نظام الدین عفا عنہ

سوال:۔ رقص کرنا بوقت فرحت قلب کے یا اپنے پیشوا کی کسی عمدہ بات پر جائز ہے یا نہیں اور اکثر لوگ اپنے بزرگوں کی مجلس میں رقص کرتے ہیں کیا ان کا کچھ کہیں ثبوت ہے جواب دیں اجر ملے گا۔

السائل خادم العلماء مخدوم پیر شہاب دین از قادر پور

الجواب:۔ بلاشبہ رقص بلا ریا درسم جائز و درست ہے چنانچہ کتاب التشرف صفحہ ۲۶ اور سنن ابو داؤد و فتح الباری باب عمرۃ القضا میں مسطور ہے اختصم علی وجعفر وزید بن حارثہ فی ابنۃ حمزۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَلِی انت منی وانا منک فحجل وقال لجعفر اشبہت خَلقِی وَخُلقِی فحجل وقال لزید انت اخونا ومولانا فحجل ابو داؤد عن حدیث علی باسناد حسن وھو عند البخاری دون حجل فی الاحیاء یعنی حضرت علی وحضرت جعفر وحضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے دربارہ پرورش دختر امیر حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اختلاف وجھگڑا شروع کیا کہ کون ان کا کفیل ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب کی اچھی طرح سے تسلی فرمائی اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہ تم میرے اور میں تمہارا ہوں۔ پس یہ فرمان سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے اور پھر فرمایا حضرت جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اے جعفر تم میری صورت وسیرت میں مشابہ ہو تو وہ رقص کرنے لگے اور حضرت زید سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو تو حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ فرمان سن کر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے اور اس روایت کو بیان کیا ابو داؤد نے حضرت علی سے باسناد صحیح اور درست۔ کیونکہ صحابہ کرام نے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد رقص کیا اور چکر لگایا جیسا کوئی کسی پر قربان ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت ابو المنظور محمد نظام الدین عفا عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ روح مومنین کے گھروں میں آتے جاتے ہیں یا نہیں اور اولیاء اللہ کے ارواح ہم مریدوں کو مدد دیتے ہیں یا نہیں جواب دو اجر ملیگا۔

الجواب:۔ بیشک ارواح مومنین کو آزادی ہے جہاں چاہیں جائیں سیر کریں گھروں میں یا

اور دیوبندیوں کا گرو اشرف علی تھانوی اپنی کتاب التشرف کے صفحہ ۲۶ میں لکھتا ہے کہ رقص کرنا صحیح ہے۔

مساجد وغیرہ میں اور جہاں چاہیں آئیں۔ چنانچہ کتاب حدیث شرح برزخ و شفاء الصدور علامہ سیوطی صفحہ ۱۵۹ میں مسطور ہے اخرج ابن المبارک فی الزھد والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن ابی دینار وابن منذر عن سعید بن المسیب عن سلمان رضی اللہ عنہ قال ان ارواح المومنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت واخرج ابن ابی دینار عن مالک بن انس بلغنی ان ارواح المومنین مرسلۃ تذھب حیث واخرج الحاکم عن الترمذی عن سلمان قال ان ارواح المومنین تذھب فی برزخ من الارض حیث شاءت بین السماء والارض حتی یردھا اللہ الی اجسادھا اور ایسا ہی کتاب شرح مشکوٰۃ جلد اول اشعۃ اللمعات صفحہ ۷۶۳ میں مسطور ہے کہ ارواح مومنین عالم برزخ میں زمین وآسمان کے درمیان جہاں چاہیں جاتی ہیں روز حشر تک ان کا یہی حال ہے اور اولیاء اللہ بیشک زندہ ہیں ان کے فیض روحانی اور امداد سے انکار کرنا صریح گمراہی ہے اور ان کی امداد کا ثبوت حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور ومیزان شعرانی صفحہ ۴۴ وغیرہ کتب ومشکوٰۃ شریف وحصن حصین وکتاب معجم طبرانی وکتاب ادب المفرد امام بخاری وشرح برزخ وہدیۃ الحرمین صفحہ وغیرہ میں مسطور ہے۔

قال حجۃ الاسلام محمد الغزالی کل من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ خلاصہ یہ ہوا کہ کہا حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے کہ جو شخص حیاتی میں مدد دے سکتا ہے بعد وفات کے بھی مدد دے سکتا ہے نقل از حاشیہ مشکوٰۃ شریف اور اسکے آگے یوں مسطور ہے وقال احد من مشائخ العظام رأیت اربعۃ من المشائخ یتصرفون فی قبورھم منھم شیخ المعروف الکرخی والشیخ العبد القادر جیلانی وذکر رجلین غیرھما یعنی کہا ایک مشائخ عظام سے کہ دیکھا میں نے چار شخصوں کو مشائخ سے جو کہ تصرف کرتے ہیں اپنی قبروں میں مانند تصرف کرنے ان کے کے زندگی اپنی میں ان میں سے ایک تو شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ اور دوسرے حضرت شیخ المشائخ حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ اور ان کے علاوہ دو اوریں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

اور اس کے علاوہ کہا امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کہ امداد زندہ کی اہل قبور اولیاء اللہ سے اقویٰ ہیں اور امداد اولیاء اللہ سے طلب کرنے کی ممانعت پر کوئی آیت وحدیث نہیں وارد ہوئی اور اسکے جواز پر جماعت کثیر اہل اللہ کی قائم ہو چکی ہے۔ اور کہا علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر میں کہ امداد اہل قبور سے انکار کرنا بے سمجھی پر دال ہے اور جن لوگوں نے اس سے انکار کیا ہے ان کا یہ کہنا قابل سماعت کے نہیں

ہے نقل از ہدیۃ الحرمین صفحہ ۵۱۔
اور تفسیر روح البیان و تفسیر بیضاوی و تفسیر عزیزی تحت آیت فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کے تحریر فرمایا ہے کہ وسیلہ اور حاجات اہل اللہ سے طلب کریں تو اس میں کچھ حرج نہیں جائز ہے اور درست ہے اور کہا صاحب روح البیان نے کہ اگر ان کو زائر باعتقاد متصرف بالذات حقیقی تصور کرے اور ان کی قبر کو سجدہ کرے تو یہ ناجائز ہے اور میزان شعرانی صفحہ ۴۴ مصری میں بنیر بایں طور مسطور ہے عن ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدھم ویلاحظون احدھم عند طلوع روحہ وعند سوال منکر ونکیر له وعند النشر والحشر وعند الحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنھم فی موقف من المواقف اور اسی صفحہ ۴۴ میں یوں لکھا ہے واذا کان مشائخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی الدنیا والاٰخرۃ فکیف بائمۃ المذاھب الذین ھم اوتاد الارض وارکان الدین وامناء الشارع علی امتہ رضی اللہ عنھم اجمعین۔ یعنی امام اجل عبدالوہاب شعرانی میزان شریعت کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ تمام مجتہدین و صلحاء کرام اپنے مریدوں و معتقدین کی شفاعت کرتے ہیں دنیا میں اور برزخ میں اور قیامت کو ان کے شفیع ہونگے اور ہر جگہ ان کو نگاہ رکھتے ہیں۔ ہر ایک سختی و مصیبت میں ان کو امداد دیتے ہیں اور ایسا ہی آئمہ دین اپنے اپنے مقلدوں کی شفاعت کرتے ہیں اور مدد کریں گے بوقت حساب حشر و میزان و پلصراط اور بیان کے احوال سے غافل نہیں ہیں سب کچھ جانتے ہیں۔ ہر حال و ہر جگہ مدد دیتے ہیں۔ اور صاحب تفسیر نبوی جلد ۱۰ صفحہ ۹۳۲ بحوالہ تفسیر مظہری سپارہ ۲۵ سے یوں ارقام تحت آیت کریمہ یعنی اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یعطی ارواحھم قوۃ الاجساد فیذھبون من الارض والسماء والجنۃ حیث یشاؤن وینصرون اولیاءھم ویدمرون اعداءھم ان شاء اللہ تعالیٰ ومن اجل ذلک الحیات لاتاکل الارض اجسادھم واکفانھم الخ ہیں ان عبارات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ اولیاء و شہداء تمام کے تمام زندہ ہیں اور جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور اپنے دوستوں کو امداد دیتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو ذلیل و خوار و ہلاک کرتے اور ان کے جسم و کفن زمین کی خوراک نہیں ہوتے صحیح سلامت رہتے ہیں اور حدیث صحیح بخاری و مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء فصل اول میں بنیر بایں طور اسی بات پر شاہد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم رواہ البخاری۔ یعنی فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے نہیں مدد کئے جاتے تم اور نہیں رزق دیئے جاتے تم مگر برکت ضعیفوں اپنے کے روایت کیا ہے اسکو بخاری نے اور اسی کتاب جلد ۱۱ باب ذکر الیمین فصل ۳ میں بایں طور حدیث شریف میں مسطور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ہم اہل شام یمن کو لعنت کریں۔ فرمایا حضرت علی نے ایسا نہیں چاہیئے کیونکہ اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الابدال یکونون بالشام و ھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدال اللّٰہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث و ینصر بھم علی الاعداء و یصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔ میں نے آپ کی ذات سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ابدال ہوتے ہیں شام میں اور وہ چالیس مرد ہیں اور جب کہ ان میں سے ایک انتقال کر جاتا ہے تو اسکی جگہ پر اللہ تعالیٰ ایک اور ابدال کھڑا کر دیتا ہے۔ اور ان کی برکت سے دشمنوں پر فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کی برکت سے عذاب لوگوں کا دور کیا جاتا ہے اور اسی حدیث کے حاشیہ پر حدیث مرفوع نیز شاہد ہے جس کے اخیر یہ الفاظ ہیں ابدال اللّٰہ مکانہ من العامۃ یلقی نعم البلاء عن ھذہ الامۃ مرقات و مشکوٰۃ مطبوعہ گلزار۔

اور کتاب عین العلم کی شرح زین الحلم کے صفحہ ۵۳ میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمتہ یوں نقل فرماتے ہیں قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من باھل القبور نقل از فتاوی زاد اللبیب و خزانۃ الجلالی و ہدیۃ الحرمین صفحہ ۵۰ و شرح مسند امام اعظم علیہ الرحمت مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۱۱۴ و کتاب شرح برزخ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یعنی جب کہ حیران ہو تم کاموں میں بس مدد چاہو اہل قبور سے۔ فقط واللہ اعلم عنداللہ۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی ملتانی عفا اللہ عنہ

سوال: کیا افیون کا استعمال کرنا شرعاً حلال ہے یا حرام اور حقہ نوشی کا کیا حکم ہے۔

بقلم خود محمد شفیع از لویری والہ

الجواب: بلاریب بدوں عذر افیون کا استعمال کرنا ممنوع و حرام ہے چنانچہ فتاویٰ عبدالحی جلد سوم صفحہ ۱۰۸ و در مختار و فتاویٰ عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ وغیرہ کتب معتبرہ میں مسطور ہے ولا یجوز اکل البنج والحشیش والافیون وذٰلک کلہ حرام لانہ یفسد العقل لکن تحریم ذٰلک دون تحریم الخمر فان اکل شیئا من ذٰلک لاحد علیہ وان سکر منہ کما اذا شرب البول او اکل الغائط فانہ حرام ولاحد علیہ فی

ذٰلک بل یعزر دون الحد کذا فی الجوھرۃ نیرہ اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان فی الافیون سبعین مضرۃ اقلھا نسیان الشھادۃ عند الموت اور مسلم و مشکوٰۃ و بخاری و ابوداؤد و مسند امام احمد بن حنبل میں بایں الفاظ حدیث شریف مسطور ہے عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر قال القسطلانی فی المواھب قال العلماء المفتر کلما یورث الفتور والخدر فی الاطراف وھذا الحدیث اول دلیل علی تحریم الحشیش وغیرھا من المخدرات اور حدیث متفق عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ کل شراب اسکر فھو حرام اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قال ما اسکر قلیلہ و کثیرہ حرام نقل از ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ یعنی فرمایا آپ نے کہ جو چیز نشہ لاوے بہت اسکا تھوڑا اسکا بھی حرام ہے پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ جو چیز نشہ لاوے اور سست کر دے وہ حرام ہے اور اسمیں بھنگ اور بوزہ اور شراب اور تاڑی اور نان پاؤ اور افیوں سب داخل ہیں اور ان کا قلیل و کثیر حرمت میں برابر ہے فرق صرف اتنا ہے کہ شراب نجس بنص ہے اور اسکے پینے سے حد نافذ ہوتی ہے اور ان میں تعزیر ہے اور جو لوگ ان اشیاء کی حرمت کے قائل نہیں ان کا قول مردود خلاف جمہور کے ہے نقل از حاشیہ مشکوٰۃ شریف اور مسئلہ حقہ نوشی کی کراہت و حرمت میں علمائے دین کا سخت اختلاف ہے لیکن محقق علامہ محدث دہلوی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمت نے اسکو مکروہ تحریمی لکھ کر یہ فتویٰ دیا ہے اصح یہ بات ہے کہ واقعی یہ مکروہ تحریمی ہے و بعبارتہٖ در حلت و حرمت حقہ اختلاف است اصح آنست کہ مکروہ تحریمی است از جہت بوئے بد کہ از دہان حقہ کش مے آید مثل پیاز و سیر خام و از جہت نشہ اہل نار وغیرہ الخ نقل از فتاوے عزیزی صفحہ ۸۱ اور صاحب مجالس الابرار اور صاحب فتاوے جامع نے اسکو بدلائل کثیر حرام لکھا ہے پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے اجتناب کریں اور اپنے دہان کو مسواک وغیرہ سے پاک و صاف رکھیں اور حقہ نوشی اپنا معمول نہ بنائیں واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ غنی عن العلمین ٭

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ

سوال: مال خبیث کو کہاں خرچ کیا جاوے۔

الجواب: اگر صاحب مال کا پتہ ہو تو اسکو واپس کر دیا جاوے ورنہ صدقہ بہت مفلسوں پر اسکو کیا جاوے اور اس مال کو مسجد پر ہرگز نہ لگایا جاوے اور اس میں امید ثواب کی بھی نہ ہونی چاہیے۔ چونکہ مال حرام و نجس و خبیث کو اللہ تعالےٰ منظور نہیں فرماتا۔ چنانچہ حدیثوں میں ہے۔ لیکن علامہ ہمدانی نے ان الخبیث واجب

التصدق فلا یاخذہ ولا من یجوز لہ اخذ الصدقۃ اور عالمگیری میں ہے امرأۃ نائحۃ او صاحب طبل او مزمار اکتسب مالا قال ان کان علی شرط ردہ علی صاحبہ ان عرفہم یرید بقولہ علی الشرط ان شرط لہا فی اولہ بازاء النیاحۃ او بازاء الغناء وہذا لانہ اذا کان الاخذ علی الشرط کان المال بمقابلۃ المعصیۃ فکان الاخذ معصیۃ والسبیل فی المعاصی ردہا وذلک ہہنا برد المأخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ وبالتصدق منہ ان لم یجدہ اھ فقط اور صاحب مدارج النبوۃ نے لکھا ہے کہ گداگران جو دروازوں پر آکر طبلہ یا ڈھول یا بذریعہ گانے کے حاصل کرتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے ان کو کچھ نہیں دینا چاہیے چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب نے بایں طور لکھ کر فیصلہ دیا ہے و نیا بید داد سائل را کہ طبل زدہ را بر در ہا میگردد و مطرب از ہمہ را فحش است فقط واللہ اعلم۔

المجیب خادم شریعت ابو المنظور محمد نظام الدین عفا اللہ عنہ

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ خرگوش حلال ہے یا حرام اور شیعہ لوگ اسکو حرام کیوں جانتے ہیں۔ السائل محمد رمضان قادری چشتی خطیب جامع مسجد مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۱۹ء

الجواب:۔ بیشک خرگوش حلال ہے کیونکہ اسکی حلت پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے چنانچہ ہدایہ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ و نور الہدایہ باب الذبائح صفحہ ۹۰ و کتاب الرحمۃ اختلاف الائمہ وغیرہ کتب معتبرہ میں بایں طور مسطور ہے ولا باس باکل الارنب لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل منہ حین اہدی الیہ مشویا وامر اصحابہ بالاکل منہ ولانہ لیس من السباع ولا من اکلۃ الجیف فاشبہ الظبی یعنی خرگوش کے کھانے میں کسی طرح کا خوف نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے کھایا اور صحابہ کو بھی کھانے کا حکم دیا اور وہ گوشت خرگوش بھون کر کے ہدیہ کے طور حضور کو دیا گیا تھا۔ اور یہ خرگوش درندوں اور مردار خوروں میں نہیں بلکہ یہ مثل ہرن کے ہے اور شرح وقایہ مترجم صفحہ ۵۹ باب الذبائح میں لکھا ہے کہ باتفاق آئمہ اربعہ کے خرگوش حلال ہے اور بہت سی حدیثیں اسکی حلت پر وارد ہوئی ہیں اور صاحب مظاہر حق جلد سوم صفحہ ۲۴۲ میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکو قبول فرمایا اور کھایا اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خرگوش کا گوشت کھایا۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے اور یہ حدیث حاشیہ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۴ مطبوعہ فاروقی دہلی پر لفظ بلفظ درج ہے اور مشکوٰۃ شریف کتاب الذبائح باب مایحل اکلہ و یحرم فصل اول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ حدیث

مسطور ہے وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ انْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا اَوْ فَخِذَيْهَا فَقَبِلَهٗ متفق علیہ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بھگایا خرگوش موضع مرالظہران میں پس پکڑ لیا ہم نے اسکو پس لایا میں اسکو حضرت ابو طلحہ کے پاس پھر ذبح کیا اسکو اور بھیجا حضور علیہ السلام کے پاس کولا اور دورانیں اس کی پس آپ کی ذات بابرکات نے اسکو بلاحیل وحجت قبول فرمایا۔ اور اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے بیان کیا ہے پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ گوشت خرگوش حلال طیب ہے اور اسکا کھانا عند اللہ وعند رسول علیہ السلام وآئمہ جمہور کے نزدیک جائز ہے ولقولہ تعالےٰ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا نیز اس پر شاہد ہے یعنی جو چیز تمکو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم دیں اسکو تم مسلم لوگ قبول کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ اور شیعہ کے پاس اسکی حرمت کی کوئی دلیل ایسی نہیں صرف تاویلات ہیں چنانچہ فروع کافی صفحہ ۹۷ و ۱۹۸ اسکی حرمت بوجہ مسخ شدہ ہونے کے منقول ہے کہ یہ خرگوش عورت تھی اور اسنے اپنے خاوند کی خیانت کی اور مسخ ہوگئی حالانکہ یہ خلاف عقل ونقل کے ہے کیونکہ مسخ شدہ قوم تین یوم سے زائد زندہ نہ رہی تھی۔ چنانچہ تفسیر عزیزی میں مسطور ہے درینجا باید دانست کہ ممسوخات ہمہ بعد از مسخ ہلاک شدہ اند نسل از ایشاں باقی نماندہ است۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ مسخ شدہ قوم سے تین یوم کے اوپر کوئی باقی نہ رہا۔ لَمْ يَعِشْ مَسْخٌ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَلَمْ يَاْكُلْ وَلَمْ يَشْرَبْ وَلَمْ يَنْسِلْ نقل از تفسیر ابن جریر اور تفسیر شیعہ امام حسن عسکری صفحہ ۲۰۱ میں نیز باین طور لکھا ہے وَمَا بَقِيَ مَسْخٌ بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ پس ان عبارات سے معلوم ہوا کہ وہ قوم تین دن کے اندر اندر ہی تباہ ہلاک ہوگئی تھی۔ اور ان کی نسل سے کوئی باقی نہ رہا اور یہ چیزیں سب پہلے کی ہیں اور اگر شیعان کے پاس اس کی حرمت کی کوئی اور دلیل قوی ہے تو پیش کریں ورنہ حلال چیزوں کو حرام کہہ کر اپنا خاطر خراب نہ کریں۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب:۔ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سہروردی عفا اللہ عنہ

سوال:۔ نوکر ہونا واسطے تعلیم قرآن واذان وامامت کے جائز ہے یا نہیں اور اسکے عوض دام مقرر کر کے حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ بیشک علمائے متاخرین کے نزدیک اذان وامامت وقرآن مجید کی تعلیم پر نوکر ہونا اور

اسکے عوض دام • مقرر کرنا ذیل کے طریق پر جائز ہے چنانچہ فتاوے عبدالحی جلد سوم صفحہ ۱۰۸ میں مسطور ہے متقدمین استیجار بر طاعت را ناجائز داشتہ اند و متاخرین بسبب کسل و سستی در اقامت امر دین فتوے بر جواز آں دادہ اند و بعضے از متاخرین تطبیق بایں طور کردہ اند کہ در نوکری بر نفس تعلیم قرآن و اقامت بدوں تعیین مکان و زمان جائز نیست و در خانہ کسے رفتن و از صبح تا شام نشستن و اطفال و اشباہ آں کردہ تعلیم کردن امر نیست کہ براں اجارہ منعقد میشد ند چنیں تعیین مسجد مقید بودن بحاضری پنجوقت برائے اذان یا امامت بر محل انعقاد اجارہ بسہ بست فقط۔

اور صاحب درمختار نے فتاوے جوہرہ سے یوں نقل فرما کر جواز کا فتوی تحریر کر دیا ہے واختلفوا فی الاستیجار علی قراۃ القرآن مدۃ معلومۃ فقال بعضہم لا یجوز وقال بعضہم یجوز وھو المختار اور کتاب ردالمختار صفحہ ۳۵ میں ہے ویفتی الیوم بصحتھا لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان اور ایسا ہی صاحب فتح القدیر نے تحریر کیا ہے۔ اور فتاوی عالمگیری میں مرقوم ہے کہ قبر پر قرآن پڑھنا مدت معلومہ مقرر کرکے جائز ہے واختلفوا فی الاستیجار علی قراۃ القرآن علی القبر مدۃ معلومۃ قال بعضہم یجوز وھو المختار وکذا فی السراج الوھاج اور صاحب ہدایہ شریف جلد ۳ باب اجارہ فاسد صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ فاروقی متقدمین کا فتوی عدم جواز کا لکھتے ہوئے جواز کے فتوی کو بایں طور مستحسن ارقام فرماتے ہیں بعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القرآن الیوم لانہ ظہر التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع یضیع حفظ القرآن وعلیہ الفتوی اور کتاب بخاری شریف جلد اول باب الاجارہ میں ہے کہ بعض محدثین کے نزدیک قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے اور کہا بعض نے کہ ہرگز درست نہیں۔ المعہلات شرح مشکوۃ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ پر لکھا ہے کہ تلاوت قرآن مجید پر اجرت حاصل کرنا صحیح اور درست ہے اور فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۲۱۵ میں لکھا ہے کہ اجرت پر فتوی تحریر کرنا درست ہے ویجوز للمفتی اخذ الاجرۃ علی کتابۃ الجواب بقدر کذا نقل از جیب المفتین اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے آنحضور علیہ السلام سے استفسار کیا تھا کہ ہم قرآن مجید سے دینی و دنیوی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں بلا شک اسکی اجرت حاصل کرنے میں کوئی خوف نہیں، درست ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری شریف صفحہ ۳۰۴ باب ما یعطی فی الرقیۃ میں بایں الفاظ مسطور ہے۔ قال ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ الخ اور اس حدیث کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ معلم تعلیم قرآن پر اجرت حاصل کرنا نزدیک جمہور علماء کے دین کے

درست ہے اور یہ حدیث مشارق الانوار میں بھی مسطور ہے۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ زمانہ حال میں اجرت تعلیم قرآن اور قاریان قرآن کو اجرت پر قرآن پڑھانا درست ہے اور ایسے ہی مفتیوں کو فیس لے کر فتویٰ دینا جائز ہے۔ لیکن متقدمین کے نزدیک یہ سب امور مذکورہ اجرت پر کرنے جائز نہیں لیکن فتوے متاخرین کے قول پر ہے لہذا موجودہ زمانہ میں اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ چونکہ قاریان قرآن و مفتیان دین آجکل کسی بادشاہ کی طرف سے وظیفہ خوار نہیں ہیں اور جو لوگ وظیفہ خوار اور بادشاہ سے مفتی مقرر ہو چکے ہیں ان کو متقدمین کے قول پر عمل کرنا چاہیئے۔ فقط والعلم عند اللہ واللہ غني عن العٰلمین۔

المجیب: خادم شریعت محمد نظام الدین عفا اللہ عنہ

سوال: اجرت تعویذات کی مقرر کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بیشک جائز ہے چنانچہ فتاوے عبدالحی جلد سوم صفحہ ۱۲۱ میں مسطور ہے اور حدیث بخاری شریف صفحہ ۳۰۴ کتاب الاجارہ میں نیز مرقوم ہے کہ صحابہ کرام نے ایک شخص جسکو سانپ یا بچھو نے کاٹا تھا اس کے اوپر الحمد شریف پڑھ کر دم کیا اور تیس[1] بکریاں مقرر کرلیں اور اسکے صحت یاب ہونے پر وہ بکریاں لے لیں اور اس حدیث کو صاحب مشکوۃ نے بھی نقل کیا ہے اور لکھا ہے۔ جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بکریاں اجرت فاتحہ پر لیں تو یہ مسئلہ حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قالوا یا رسول اللہ اخذ كتاب الله اجرا فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم احق ما اخذتم عليه اَجْرًا كتاب الله رواه البخاری یعنی حضور نے فرمایا کہ لائق ترین ہے کہ وہ چیز جو کہ تم (مزدوری) کتاب اللہ سے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب: خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین عفا عنہ از وزیر آباد

سوال: آجکل فرقہ وہابیہ و مرزائیہ وغیرہ کم علم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر صرف لفظ صلعم یا ص یا میم کا اشارہ لکھ دیتے ہیں کیا ان کا ایسا کرنا شرعاً درست ہے۔

الجواب: جناب آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر تمام درود شریف لکھنا چاہیئے صلعم و صل و میم کا صرف اشارہ لکھ دینا سخت حرام ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا چاہیئے اور حاشیہ کتاب در مختار کی شرح طحطاوی سے صاحب فتاوے افریقیہ صفحہ ۵۸ میں یوں لکھا ہے من کتب علیه السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانه تخفیف وتخفیف الانبیاء کفر یعنی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء علیہم السلام کے ساتھ

ایسا کرنا لاریب کفر ہے اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ جس شخص نے پہلے پہلے یہ اختصار کا طریق نکالا تھا اسکا ہاتھ کاٹا گیا تھا اور فقیر کے نزدیک بھی واقعی دیدہ دانستہ ایسا کرنا حرام ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ قلم بھی زبان رکھتی ہے اور یہ انسان کے اختیار میں ہے اور قرآن مجید میں ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پس ایماندار کو لازم ہے اور ضروری ہے کہ سنتے اور لکھتے وقت حضور علیہ السلام کے اسم گرامی پر درود شریف پڑھ لیا کریں اور وقت لکھنے کے لکھ لیا کریں۔ اور قوم مغضوب بنی اسرائیل کے مصداق نہ بنیں۔ لقولہ تعالے فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ۔ والعلم عند اللہ۔

المجیب: خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین عفا عنہ

سوال: بھنگی مسلمان کے گھر کا مال جبکا مال سوائے پاخانہ اٹھانے کی اجرت کے کچھ نہ ہو جائز ہے یا نہیں اور اسکا مال تعمیر مسجد پر لگانا کیسا ہے۔

الجواب: کتب صحاح ستہ میں لکھا ہے کہ کسب الحجام خبیث پس اس سے ثابت ہوا کہ ایسا کام کرنا جس میں تلبیس و اختلاط نجاسات کے ساتھ ہو مکروہ ہے اور ایسا مال خالی خباثت سے نہیں ہوگا لہذا طبقہ متقین کو چاہیئے کہ ان کے گھر کا جن کے مال ایسے کسب خبیث سے ہو نہ کھائیں اور مسجد پر ہرگز نہ لگائیں۔ فقط **المجیب** خادم شریعت محمد نظام الدین عفا عنہ وزیرآباد

سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے سنتیں پڑھتے تھے اور ان کی نیت کسطرح پر کرتے تھے اور نیت زبان کرنی فرض ہے یا نہیں۔ السائل محمد رمضان از ریلی گراہیہ

الجواب: بیشک یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق ہے حضور ان کو پڑھا کرتے تھے اور ترغیب حاضرین کو دیا کرتے تھے اور جن کی آپ نے تاکید کی اور فرمایا کہ جو شخص میری سنت کو بلا عذر ترک کریگا وہ میری شفاعت سے محروم رہیگا اور جن کی آپ نے تاکید فرمائی وہ یہ ہیں۔ وہ فجر کی سنتیں اور

لہ: حدیث قال علیہ السلام ثمن الکلب خبیث ومہر البغی خبیث وکسب الحجام خبیث نقل از مسلم ومشکوٰۃ باب الکسب اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے جب پچھنے لگوائی تو اسکے عوض حجام کو ایک صاع گیہوں کا دیا پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر اجرت اس کی حرام ہوتی تو حضور اسکو کیوں دیتے لہذا حدیث مسلم کراہت پر دال ہوئی اور مہر البغی اور کتے عقور کی مزدوری اجماعاً حرام ہیں دیکھو حاشیہ مشکوٰۃ ۱۲ خادم شریعت عفا عنہ

چار اول الظہر اور دو بعد کی اور ۲ مغرب اور دو عشاء کے بعد کی اور اسکے ماسوا جسقدر رکعتیں حضور علیہ السلام سے صادر ہوئی ہیں وہ سب کی سب سنت زوائد کہلاتی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے ثواب ہے اور ترک سے عذاب نہیں۔ چنانچہ ان کی تعداد پر احادیث ابوداؤد و ترمذی و طبرانی وغیرہ کی شاہد ہیں اور آپ کی عبادت ماسوائے فرائض کے سب نوافل کہلاتی ہے لیکن ہمارے لئے سنت موکدہ و سنت زوائد حضور علیہ السلام کے حکم و تعلیم سے ثابت ہوئی چنانچہ اسکی تصریح کتب فقہ میں مسطور ہے اور نیت دل سے کرنی کافی ہے چنانچہ غنیہ میں ہے ہاں اگر زبان سے بھی الفاظ نیت کے ادا کرے تو مستحسن اور مستحب ہے۔ اور سنت صالحین کی بھی ادا ہو جائے گی چنانچہ کتب ذیل کی عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ والتلفظ عند الارادۃ بہا مستحب ہو المختار وقیل سنۃ احبہ السلف نقل از در مختار اور فتاوی قاضی خاں میں لکھا ہے کہ زبان سے نیت نماز کرنی افضل ہے فان فصد و ذکر بلسانہ کان افضل اور صاحب ہدایہ کے زبان کی نیت کو احسن فرمایا ہے چنانچہ مسطور ہے۔

ویحسن ذٰلک لاجتماع العزیمۃ اور شرح وقایہ اور فتاوے عالمگیر جلد اول صفحہ ۵۰ اور فتاوے جامع الرموز صفحہ ۶۱۔ اور منیہ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۶ جلد اول و اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۶ و شرح سفر السعادت صفحہ ۷۴ و مواہب الرحمٰن جلد ۲۔ اور غنیہ حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مترجم مطبوعہ لاہوری صفحہ ۳ ۷ میں لکھا ہے کہ نماز میں نیت زبان سے کرنی افضل و مستحسن و مختار ہے ینوی الامامۃ بقلبہ وان تلفظ ذٰلک بلسانہ کان احسن الخ پس ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوا کہ نیت نماز زبان سے کرنے پر ثواب ہوتا ہے اور یہ طریق صالحین کا ہے اور جن لوگوں نے اسکو بدعت لکھا ہے وہاں بدعت حسنہ مراد ہے نہ بدعت سیئہ چنانچہ شامی میں اسکا مفصل ذکر کتاب نماز مدلل حنفی صفحہ ۳۹ میں فاضل کوٹلوی نے کر دیا ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ مسلم صادق وہ ہی ہوتا ہے جس کی زبان و قلب کا حال برابر ہو ورنہ منافق ہے لقولہ تعالیٰ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اسی پر عمل کریں اگر کسی صاحب کے پاس ممانعت کی دلیل ہو تو پیش کرے۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ۱۱

المجیب خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین عفا عنہ

چنانچہ علامہ مفسر نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے لو قال المصلی اصلی لثواب اللہ فسدت صلوٰتہ بل ایقول ھکذا اصلی للہ یعنی علامہ نیشاپوری تفسیر ایاک نعبد وایاک نستعین کے تحت میں تحریر کرتے ہیں کہ نمازی کو لازم ہے کہ وہ زبان سے کہے کہ خدا کی نماز پڑھتا ہوں تو معلوم ہوا کہ زبان سے کہنا کہ خدا کی

نماز پڑھتا ہوں اور یوں نہ کہے کہ ثواب کی خاطر نماز پڑھتا ہوں تو معلوم ہوا کہ زبان سے کہنا تو ضروری ہوا اگر ثواب وغیرہ کا ذکر نہ آئے بلکہ محض اللہ ہی کا نام لے۔

محمد دین مدرس دینیہ لکے زیاں وزیرآباد

سوال:۔ تقلید یعنی اتباع آئمہ دین مجتہدین کی کن آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت ہوتی ہے؟

الجواب:۔ تقلید آئمہ دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی ذیل کے دلائل قاطعہ سے ثابت ہوتی ہے دیکھو ہذا۔

نمبر ۱:۔ قال اللہ تعالے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ الآیہ پ۵ رکوع ۵۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم اور اسکے پیارے حبیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولی الامر جو تم مسلمانوں میں سے ہوں ان کی اطاعت ہر مسلمان پر واجب ہے۔ یہاں سے مراد صحابہ کبار خلفاء الراشدین وعلمائے دین مجتہدین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ دیکھو تفسیر معالم ومدارک وخازن وابن جریر وغیرہ۔ خادم شریعت عفی عنہ۔

نمبر ۲:۔ ولقولہ تعالے وَ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ سورہ لقمان پ۲۱۔[1]

نمبر ۳:۔ ولقولہ تعالے اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا۔

نمبر ۴:۔ وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ (سورہ یوسف)۔

نمبر ۵:۔ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا (سورہ مریم)۔

نمبر ۶:۔ ولقولہ تعالے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ آل عمران)۔

نمبر ۷:۔ ولقولہ تعالے فَسْــٴَـلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ نحل ع)۔

نمبر ۸:۔ ولقولہ تعالے یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (سورہ حشر)۔

نمبر ۹:۔ ولقولہ تعالے وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (الآیہ سپارہ ۱۱ رکوع ۲)

نمبر ۱۰:۔ ولقولہ تعالے وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ (سورۃ الانبیاء)

---

[1] اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص بھی صالح ہو اسکی اتباع واجب ہے ۱۲

نمبر۱۱:- لقولہ تعالیٰ ۔ یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ ؕ
نمبر۱۲:- وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا ۔
پس ان آیات بینات سے صاف صاف ثابت ہوا کہ اتباع انبیاء علیہم السلام وآئمہ دین صالحین کی ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس سے انکار کرنا پرلے درجہ کی گمراہی ہے۔
اور اسی اتباع یعنی تقلید پر کئی حدیثیں بھی شاہد ہیں۔ چنانچہ مشکوۃ شریف باب مناقب میں بروایت حضرت حذیفہ بایں الفاظ حدیث مسطور ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی ۔ یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے بذاتہ نہیں معلوم کہ زندگانی میری تمہارے کس قدر ہے۔ اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ میرے بعد پیروی کرو ان دونوں کی۔ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی۔ روایت کیا ہے اس حدیث شریف کو ترمذی نے۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ جب آپ ان دونوں کو دیکھتے تو فرماتے ھذان السمع والبصر یعنی یہ دونوں بمنزلہ میری آنکھوں اور کانوں کے ہیں۔ اور اللہ تعالے نے ان کی زبان پر حق گردانا ہے۔ اور ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے لوگو! عنقریب تم میری امت میں بہت اختلاف دیکھو گے۔ اور تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ پر قائم رہنا اور حاکم وقت کی اطاعت کرتے رہنا۔ اگرچہ وہ حبشی ہو اور میری سنت اور میرے خلفاء الراشدین کی سنت کو مضبوط پکڑنا۔ اور ایسا مضبوط پکڑنا جیسا کہ کوئی چیز دانتوں سے پکڑی جاتی ہے۔ اور حدیث شریف کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ۔ الحدیث۔ اور اسی باب الاعتصام فصل ۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے جن سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کونسا ہے آپ نے فرمایا ما انا علیہ واصحابی وفی روایة وواحد فی الجنة وھی الجماعة۔ یعنی وہ شخص جو پیروی کرے میری اور میرے صحابوں کی پس وہ جنتی گروہ اہلسنت و جماعت ہی ہے۔ اس لئے کہ آپ نے صاف صاف فیصلہ فرما دیا ہے کہ لا یجتمع امتی علی الضلالة۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اور علی الاعلان فرمایا۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رواہ ابن ماجہ و مشکوۃ باب الاعتصام۔ یعنی فرمایا آپ نے کہ پیروی کرو جماعت

بڑی کی۔ پس جو شخص الگ ہوا جماعت سے وہ ڈالا جائے گا جہنم میں۔ اور یہ حدیث ابن ماجہ کی ہے۔ اور اس حدیث کے حاشیہ پر مولوی عبدالجبار غیر مقلد امرتسری نے لکھا ہے کہ جس امر پر اکثر علمائے دین کا اعتقاد اور اقوال اور افعال ہوں اسپر عمل کرنا چاہیئے۔ دیکھو المہداۃ صفحہ ۵۳ ترجمہ مشکوٰۃ۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ اگر مسلمان ایک شخص کی امامت پر جمع ہوجائیں اور اسکو امام بنالیں اور کوئی شخص اس میں تفرقہ ڈالے اور اس جماعت کو الگ الگ کر دے تو وہ شخص قابل قتل ہے اسکو تلوار سے قتل کر دینا چاہیئے۔ دیکھو مسلم و مشکوٰۃ باب امارت عن عرفجۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم ان یفرق جماعتکم فاقتلوہ (رواہ مسلم) اور ایک حدیث میں ہے من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی وانما الامام جنۃ : الحدیث۔ یہ حدیث بخاری و مسلم و مشکوٰۃ میں ہے پس اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ فرمانبرداری امام کی عین فرمانبرداری خداوند کریم اور اسکے حبیب کی ہے۔ اور اسکا بے فرمان خدا اور اسکے رسول کا بے فرمان ہے۔ چونکہ امام لوگوں کے لئے بمنزلہ سپر کے ہوتا ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے رب سے بنسبت اختلاف اصحابہ جو میرے بعد واقعہ ہونے والا ہے سوال کیا تو حکم ہوا کہ تمام اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستاروں کے ہیں۔ اور بعض سے بعض فوقیت رکھتے ہیں۔ اور ان کا اختلاف ہدایت پر مبنی ہے۔ اور وہ سب نور ہیں۔ تب حضور علیہ السلام نے بڑی خوشی سے ارشاد فرمایا کہ تمام صحابی میرے مانند ستاروں کے ہیں جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک کی اتباع کرے گا وہ بھی ہدایت پر ہوگا۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ مشکوٰۃ باب مناقب صحابہ فصل ۳۔

اور تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما حضرت امیرالمومنین عثمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قرآن مجید میں وارد ہے کہ فَاِنْ کَانَ لَہٗ اِخْوَۃٌ فَلِاُمِّہِ السُّدُسُ الآیہ۔ یعنی فرمان الٰہی ہے کہ اگر میت کے تین بھائی بہنیں ہوں تو پھر ان کی ماں کو چھٹا حصہ دینا چاہیئے۔ چونکہ اخوۃ جمع ہے اور عرب میں کم از کم تین سے کم نہیں ہوتی۔ اور آپ صرف دو بہنیں بھائی ہونے سے بھی ماں کو چھٹا حصہ دلا دیتے ہیں۔ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر الصدیق و حضرت عمر فاروق ایسا ہی کیا کرتے تھے اور قرآن مجید کو خوب سمجھتے تھے۔ لہٰذا ان کی اتباع کو کبھی نہ چھوڑو

گا کیونکہ وہ مجھ سے اور آپ سے زیادہ قرآن دان تھے۔ اور اس لئے جسقدر دنیا میں محدث گذرے ہیں سب نے بدوں تقلید کرنے کے چارہ نہیں دیکھا چنانچہ کتاب حطہ فی ذکر صحاح ستہ و بستان المحدثین و نبراس الصالحین و شامی کی عبارتیں اسپر شاہد ہیں۔ اور کتاب غنیۃ الطالبین مطبوعہ اسلامیہ لاہور صفحہ ۲۳۹ و مطبوعہ مصری صفحہ ۸۲ جلد ثانی میں خود حضرت امامنا و مخدومنا سلطان العاشقین سراج السالکین زبدۃ الاولیاء سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں واماتنا علیٰ مذھبہ اصلاً و فرعاً و حشرنا فی زمرتہ الخ سبحان اللہ جب کہ ایسے عالم فاضل عابد زاہد ولی اللہ اپنے آپ کو تقلید کے زمرہ میں داخل کرکے یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو اسی مذہب حنبلی میں مارنا اور اسی میں ہمارا حشر کرنا۔ اور ہمارا اعتقاد اصلاً و فرعاً اسی پر مضبوط رکھنا۔ پھر اب تتھو خیرے کی بات پر کیا اعتبار کیا جائے۔ اور علاوہ اسکے خود امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب بخاری سپارہ ۳۰ باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھا ہے وحض علیٰ اتفاق اھل العلم و ما اجمع علیہ الحرمان مکۃ والمدینۃ و ما کان بھا۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رخصت دی ہے کہ جسپر علمائے مکہ و مدینہ اتفاق کریں اسکو مسلمان لوگ تسلیم کریں الخ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ اتباع یعنی تقلید[1] بزرگانِ دین کی کرنی عام اہل اسلام کے لئے واجب اور خاصوں کے لئے مستحسن ہے۔ اور اتباع انبیاء علیہم السلام کی ہر مسلمان کے لئے فرض ہے۔ فقط واللہ اعلم ؛

المجیب :۔ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال :۔ تم حنفی اپنے آپ کو کس لئے کہلاتے ہو۔ اہلحدیث کیوں نہیں کہلاتے ؟

الجواب :۔ حنفی[2] ہم اس لئے کہلاتے ہیں کہ یہ نام عنداللہ و عندالانبیاء علیہم السلام نہایت پسندیدہ و برگزیدہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو اسی فطرت حنیفی پر پیدا فرمایا ہے۔ اور اس سے روگردانی کرنے والوں کو فرقہ شیطانی سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے وَاِنِّی خَلَقْتُ عِبَادِی حُنَفَاءَ کُلَّھُمْ فَاِنَّھُمْ اَتَتْھُمُ الشَّیٰطِیْنُ فَاجْتَالَتْھُمْ عَنْ دِیْنِھِمْ نقل از مسلم و مشکوٰۃ جلد ثانی باب تغیر الناس کے

---

[1] :۔ تقلید بمعنی مجازی اتباع و پیروی کے ہیں۔ دیکھو غیاث اللغات صفحہ ۱۰۳ و کریم اللغات صفحہ ۴۵۔ اور ہم لوگ تقلید کے یہی معنی مراد لیتے ہیں۔ اور قرآن مجید بھی اسی معنی پر شاہد ہے ؛

[2] :۔ حنفاء جمع حنیف کی ہے۔ اور اسناف جمع حنف کی بہذا حنفی اور حنیفی کہنا جائز ہے جیساکہ مدنی و مدینی اور معنیٰ دونوں کا ایک ہی ہے ؛

ملحق اور بخاری شریف جلد اول باب الدین یسر میں ہے قال علیہ السلام احبُّ الدّین الی اللہ الحنیفۃ السمحۃ الحدیث :۔ اور ہم اہلحدیث اس لئے نہیں کہلاتے کہ اہلحدیث کوئی مذہب نہیں۔ اور اسکا ثبوت قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے کہیں پتہ نہیں چلتا۔ اگر اسکا کچھ اصل ہوتا تو سفیان ثوری و عبداللہ بن عمرو مغیرہ بن مقسم و امام اعمش استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہم جیسے محدث اس مذہب نام نہاد کو کیوں برا سمجھتے اور نقص رکھتے اور یہ الفاظ ان کے حق میں درج کرتے لو کانت لی اکلب کنت ارسلہا علی اصحاب الحدیث نقل از شرف الخطیب وما فی الدنیا قوم اشر من اصحاب الحدیث۔ یعنی حضرت امام اعمش استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس کتے ہوتے تو میں اہلحدیث پر چھوڑ دیتا۔ اور دنیا بھر میں سب سے بڑھ کر شرارتی اہلحدیث ہیں فقط۔ والعلم عند اللہ ۔

سوال:۔ ایک شخص اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے لیکن امام صاحب کے مذہب کو حقیر جانتا ہے اور ان کے حکم کے خلاف کام کرتا ہے۔ فاتحہ خلف الامام وغیرہ کا قائل اور عامل ہے۔ شرعًا ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے جواب دیں اجر ملے گا۔ السائل حسین بخش از ملتان۔

الجواب:۔ بیشک ایسا شخص مفتری اور مضل ہے۔ اور جو شخص مذہب امام صاحب کو حقیر جانتا ہے وہ ملعون اور مردود ہے۔ کیونکہ مذہب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عین مطابق حکم خداوند کریم و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے۔

حضرت امام شافعی و حضرت عبداللہ بن المبارک علیہما الرحمۃ وغیرہ علمائے کرام ایسے شخص کو ملعون قرار دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جو شخص امام صاحب کے قول کو حقیر سمجھ کر رد کرتا ہے۔ وہ ملعون و مردود ہے چنانچہ کتاب المرضیہ و شرح درمختار و شامی و حدائق حنفیہ صفحہ ۸۱ میں بایں طور مسطور ہے ۔

فَلَعنَۃُ رَبِّنَا اَعۡدَادَ رَمۡلٍ عَلٰی مَنۡ رَدَّ قَوۡلَ اَبِیۡ حَنِیۡفَۃَ

اور حدیث صحیح میں ہے کہ جو شخص اہل اللہ کا عدو ہے۔ وہ ملعون و مردود ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عادی ولیا فقد اذنتہ بالحرب رواہ البخاری ومشکوٰۃ باب ذکر اللہ عزوجل۔ پس برادران اہلسنت وجماعت کو چاہیئے کہ ایسے شخص سے موانست و مواکلت و مشاربت ترک کر دیں۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت ابو المنظور محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال:۔ مؤمنین کے ارواح کہاں رہتے ہیں۔ جواب حدیث سے دیں

الجواب:۔ مومنوں کی ارواح سبز پرندوں کے قالبوں میں عرش کے نیچے معلق رہتی ہیں۔ چنانچہ حدیث ابن ماجہ ونسائی کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ حَوَاصِلِ طُيُوْرٍ خُضْرٍ مُعَلَّقَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ نقل از کتاب الشرف صفحہ ۴۳:

المجیب خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال:۔ انسان مومن پر مصائب کیوں نازل ہوتے ہیں؟

الجواب:۔ جب انسان کے گناہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں تو اللہ تعالے اس سے دوستی لگانا چاہتا ہے تو اسپر بلیات ومصائب طرح طرح کے نازل کر دیتا ہے۔ اور پھر وہ انسان عجز ونیاز وتضرع کرتا ہے اور روتا اور گڑگڑاتا ہے اور مقبول بدرگاہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اصب عليه البلاء صبًّا الخ حدیث اِذَا كَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ ابتلاء بهم ليكفرها روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے۔ نقل از الشرف صفحہ ۵۲ والعلم عند اللہ:

فقیر محمد نظام الدین عفی عنہ

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی ڈاڑھی کم از مشت اور خلاف سنت ہو اسکے پیچھے نماز میں اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور مساجد میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں کیونکہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسجد حرام کعبۃ اللہ شریف میں جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ اور اس مسجد سے اعلیٰ کون مسجد ہے۔ جواب لسند ہونا چاہیئے:

السائل محمد الدین بمبئی پوسٹ ۳ فارس روڈ مسلم بازار معرفت طیب تار محمد نمبر مرچنٹ

الجواب:۔ بیشک ایسے شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ چونکہ امامت منصب احترام ہے اور اسکی تعظیم واجب۔ اور فاسق شخص کی تعظیم کرنا نقصان ایمان کا ہے۔ بلکہ اسکی اہانت کرنا لوگوں پر واجب ہے اور ڈاڑھی کا برابر مشت رکھنا باتفاق علمائے دین سنت ہے۔ اور اسکے خلاف کرنا فسق وفجور میں داخل ہونا ہے لہذا ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ چنانچہ کتاب حاشیہ طحطاوی میں مسطور ہے اَمَّا الْفَاسِقُ الْعَالِمُ فَلَا يُقَدَّمُ لِاَنَّ فِيْ تَقْدِيْمِهٖ تَعْظِيْمَهٗ وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ اهانته شرعًا ومفاد هٰذا كَرَاهَةُ التَّحْرِيْمِ فِيْ تَقْدِيْمِهٖ انتهى وهكذا فى مجمع الاسرار صفحہ ۱۲۵:

اور مشکوٰۃ شریف باب المساجد میں حدیث بایں مضمون وارد ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک

شخص کو امامت سے روک دیا تھا چونکہ اس نے صرف قبلہ کی طرف تھوک پھینک دی تھی اور آپ نے حکم فتویٰ دے دیا کہ لوگو تم اسکے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهٖ حِيْنَ فَرَغَ لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُّصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ الخ

جواب نمبر ۲:۔ واقعی مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا منع ہے۔ چنانچہ خود مسلم شریف کی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ اس امر کو معیوب سمجھتے اور اس کا انکار کرتے تھے۔ اور فتح القدیر باب الصلوٰۃ علی میت میں حدیث صحیح مرفوع نیز اس پر شاہد ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا اَجْرَ لَهٗ هٰكَذَا فِي التِّرْمِذِيْ وَاَبُوْدَاوٗدَ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جو شخص نماز پڑھے جنازہ کی مسجد میں پس واسطے اس کے کوئی اجر نہیں۔ اور برہان شرح مواہب الرحمٰن باب الصلوٰۃ علی المیت میں فرقہ مخالفین کا جواب بایں طور مسطور ہے کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیل پر واقعہ حال کا ہے جس میں عموم نہیں۔ پس جائز ہے یہ کہ ہووے بسبب ضرورت اعتکاف کے۔ اور اگر تسلیم کیا جاوے عدم ضرورت کو تو انکار کرنا صحابہ کا عائشہ پر دلیل اسکی ہے کہ بعد اسکے ترک پر حکم قرار پایا تھا۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو انکار صحابہ نہ کرتے اور فرماتے ہیں وَصَلٰوةُ الصَّحَابَةِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ لِعَارِضٍ دَفْنِهِمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور اسی مقام پر عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے عَلٰى كُلِّ تَقْدِيْرِ الصَّلٰوةُ عَلَى الْجَنَازَةِ خَارِجَ الْمَسْجِدِ اَوْلٰى وَاَفْضَلُ بِلَا وُجُوْبِ الْخُرُوْجِ عَنِ الْخِلَافِ لَا سِيَّمَا فِيْ بَابِ الْعِبَادَاتِ یعنی اوپر ہر تقدیر کے نماز جنازہ کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہے۔ بغیر وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے خصوصاً باب عبادات میں ہکذا فی فتح المبین اور مسجد حرام مسجد محلہ نہیں ہے بلکہ وہ مسجد حکم عام شارع کا رکھتی ہے۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز مسجد شہر محلہ میں ادا نہ کی جائے ورنہ ثواب سے محروم رہیں گے۔ ہاں ضرورت شدید سے کچھ حرج نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

المجیب:۔ خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین حنفی قادری حال وارد وزیرآباد دروازہ جدید

سوال:۔ مسجد میں بآواز بلند درود شریف یا کوئی اور ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

السائل:۔ عبدالرحیم

الجواب:- جائز ہے بشرطیکہ دوسروں کو اس کی آواز سے تکلیف نہ پہنچے۔ اور اصول کا مسئلہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جب تک اس کی ممانعت پر شرعی دلیل ناطق نہ ہو۔ اور ذکر اذکار جہر کے کرنے پر حدیث مسلم و جوہر نقی و مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ عن عبد اللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا سلم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الاعلیٰ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ پس اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ ذکر بلند آواز سے کرنا جائز ہے۔ ورنہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں بعد صلوٰۃ کے جہر ذکر فرماتے وہکذا فی فتاویٰ عالمگیر وغیرہ۔ فقط واللہ اعلم عند اللہ ؛

المجیب فقیر محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال:- نماز جنازہ میں آواز سے سورۃ فاتحہ بطور قرأۃ کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ چونکہ وزیر آباد میں غیر مقلد عمر الدین نے ایک جنازہ پر ایسا کیا ہے ؛

السائل:- عبد اللہ طالب العلم

الجواب:- بیشک ہمارے مذہب حقہ احناف میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بطور قرأۃ کے جائز نہیں اور ہمارے مذہب حقہ احناف کے یہ دلائل ہیں۔ ولا یقراء فی صلوٰۃ الجنازۃ القرآن لما روی عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء رواہ ابو داؤد وعن نافع قال ان عبد اللہ ابن عمر کان لا یقراء فی الصلوٰۃ الجنازۃ رواہ الامام مالکؒ یعنی صاحب ارکان اربعہ نے تحریر فرمایا ہے کہ نماز جنازہ میں قرآن مجید سے کچھ نہ پڑھا جائے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جس وقت تم نماز پڑھو جنازے پر تو پس خالص کرو واسطے اس کے دعا کو۔ روایت کیا ہے اس حدیث شریف کو ابو داؤد نے۔ اور موطا امام مالک جو اصح کتاب ہے بعد کتاب اللہ کے۔ اس میں نافع سے مروی ہے کہ کہا انہوں نے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نماز جنازہ میں قرآن شریف سے کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ اور کتاب فتح القدیر و عینی شرح ہدایہ و معانی الآثار وغیرہ کتب میں مسطور ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اور ابن عمر و ابو ہریرہ اور حضرت عطا و طاؤس رضی اللہ تعالےٰ عنہم اس سے صاف انکار فرمایا کرتے تھے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ہرگز مدینہ شریف والوں کو نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھتے نہیں پایا۔ یعنی ایسا کسی نے نہیں کیا۔ اور کہا صاحب معانی الآثار وغیرہ اصحاب آئمہ دین شرع متین نے کہ اگر الحمد شریف بنیت دعا و ثناء کے پڑھ لیا جائے تو کچھ حرج نہیں

چونکہ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم سے اسکا پڑھنا ثابت ہے۔ سو وہ اسی امر پر محمول ہے۔ نہ بطریقۂ قرأت ولعل قراۃ بعض الصحابۃ فی صلوۃ الجنازۃ کان بطریق الثناء والدعاء لا علیٰ وجہ القرأۃ۔ نقل از معانی الآثار اور فتح القدیر میں ہے لایقرء الفاتحۃ الا ان یقرا ھا بنیۃ الثناء والدعاء نقل از فتح المبین صفحہ ۱۵ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ الحمد شریف یعنی سورۃ فاتحہ کو نماز جنازہ میں بطور قرأت کے نہ پڑھنا چاہیئے۔ بلکہ خاص اس میت کے لئے اور دعائیں پڑھنی چاہییں۔ ہاں اگر وہ دعائیں یاد نہ ہوں تو سورت فاتحہ کو بطور دعا وثناء کے پڑھ لیا جائے تو جائز اور درست ہے۔ ورنہ قرأت قرآن کا نماز جنازہ میں مطلقاً جائز نہ ہوگا۔ چنانچہ آثار امام محمد صفحہ ۴۷ سے ظاہر ہوتا ہے محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم قال لا قرأۃ علی الجنازۃ ولا رکوع ولا سجود ولکن یسلم عن یمینہ وشمالہ اذا فرغ من التکبیر قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ وقال ابراھیم النخعی والثوری الاولی الثناء علی اللہ والثانیۃ صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والثالثۃ دعاء للمیت والرابعۃ سلام تسلیم قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ پس معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز میں اول حمد باری تعالےٰ کرنی چاہیئے اور دوسری تکبیر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام پہنچانا چاہیئے اور تیسری تکبیر میں خاص کر میت کے لئے دعا مانگنی چاہیئے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام دائیں بائیں طرف سے فارغ ہو کر نماز جنازہ سے باہر آنا چاہیئے اور اس میں نہ تو قرات ہے اور نہ رکوع ونہ سجود اور نہ ہی جنازہ کی نماز کے لئے کوئی وقت معین ہے۔ فقط والعلم عند اللہ ؛

حررہ خادم شریعت ابو المنظور محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

س :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ افطار روزہ میں کہ زید کہتا ہے جب آفتاب غروب ہو روزہ افطار کر کے نماز مغرب پڑھنی چاہیئے چونکہ وقت نماز مغرب صرف تین رکعت کا ہے ورنہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہوگی۔ اور عمرو کہتا ہے کہ جب آفتاب غروب ہو وے تا وقتیکہ سرخی جانب مشرق سے یا سیاہی تبدیل نہ ہووے یا جائے آفتاب غروب سے کم نہ ہو جائے مغرب کی سرخی میں تب تک روزہ افطار نہ کیا جائے۔ اب کس کا قول صحیح اور درست ہے۔ بینوا توجروا ؛

السائل نبی محمد از قادر پور راں ۲/۳ ۲۰

الجواب :۔ اللھم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً خادم شریعت کی تحقیق میں دونوں زید اور عمرو بہردو مسائل قریباً مسلک ایک ہی رکھتے ہیں۔ چنانچہ کتب احادیث وفقہ کی عبارات اس پر شاہد ہیں عن سہل قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر نقل از بخاری و مسلم جلد اول کتاب الصیام وعن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین ظاهرا ما عجل الناس الفطر لان الیهود والنصاری یؤخرون نقل از ابن ماجه وابوداؤد و مشکوٰۃ۔ اور ایک حدیث میں ہے وغربت الشمس فقد افطر الصائم پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو جائے اور اسکے ڈوبنے کی جگہ گم ہو جائے تو فوراً روزہ کو افطار کر دیا جائے۔ زیادہ تاخیر نہ کی جائے ورنہ مشابہت یہود و شیعہ و نصاری کی پائی جائے گی اور طبرانی میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر وہ شخص ہے کہ جو روزہ کے افطار میں بہت جلدی کرے اور ایک دو کھجوریں کھا کر نماز کو ادا کرے۔ ہاں اگر طعام حاضر ہو تو پہلے روزہ دار خوب طعام کھالے تاکہ نماز میں کھانے پینے کی طرف خیال نہ رہے اور پھر نماز مغرب ادا کرے۔ اور زید کا یہ کہنا کہ نماز مغرب کا وقت صرف بقدر تین رکعت کے ہوتا ہے البتہ اماما امام اعظم علیہ الرحمۃ کے مذہب کے خلاف ہے۔ یہ مذہب امام شافعی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ چنانچہ ہدایہ شریف جلد اول مطبوعہ مجتبائی کے صفحہ ۹۰ پر یوں طور مسطور ہے وقت المغرب اذا غربت الشمس واٰخر وقتها ما لم یغب الشفق و قال الشافعی مقدار ما یصلی فیه ثلث رکعات لان جبرائیل علیه السلام امّ فی الیومین فی وقت واحد وقت المغرب حین تغرب الشمس واٰخر وقتها حین یغیب الشفق هٰکذا فی فتح القدیر۔ و قاضی خان واثار امام محمد واثار محمد یہ۔ پس زید کو چاہیئے کہ حنفیوں کو شافعی مذہب کا عامل نہ بنائے اور عمرو کو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ تفقہ فی الدین عطا فرمائے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب:۔ خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ حال وارد وزیرآباد

سوال:۔ نماز تراویح سنت ہے یا مستحب؟

الجواب:۔ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ کتاب فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۰۵ و کتاب ماثبت من السنۃ و فتاوے عزیزی و جمع الجوامع و عین الهدایہ و شرح وقایہ مترجم صفحہ ۱۲۱ و ہدایہ شریف جلد اول صفحہ ۱۳۱ میں بایں طور مسطور ہے والاصح انها سنة کذا روی الحسن عن ابی حنیفة لانه واظب علیه الخلفاء الراشدون والنبی صلی اللہ علیه وسلم بین العذر فی ترك المواظبة وهو خشیة ان تکتب علینا الخ۔ یعنی صحیح یہی بات ہے کہ یہ سنت ہے کیونکہ اس پر مواظبت کی ہے خلفاء الراشدین نے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کیا عذر کو ترک مواظبت میں وہ خوف اس بات کا تھا کہ یہ نماز کہیں فرض نہ ہو جائے۔ اور اس سنت کا تارک سنت گنہگار ہے۔

سوال: تراویح کے معنی کیا ہیں اور اسکی کتنی رکعتیں ہیں؟

الجواب: تراویح جمع ترویحہ کی ہے اور اسکے معنے آرام پکڑنے کے ہیں۔ اور یہ اس سبب سے ہے کہ آپ کی ذات والا صفات کے صحابہ کرام چہار رکعت کے بعد آرام لیتے پھر شروع ہوتے۔ غرض اسی طرح سے بیس رکعتیں پوری کرتے چنانچہ صاحب فتح الباری نے ارقام فرمایا ہے التراویح جمع ترویحۃ وھی المرۃ الواحدۃ من الراحۃ تسلیمۃ من السلام سمیت الصلوٰۃ فی الجماعۃ فی لیالی رمضان التراویح لانھم اول ما اجتمعوا علیھا کانوا یستریحون بین کل تسلیمتین الخ اور نماز تراویح خلفاء الراشدین و آئمہ دین امام شافعی و امام احمد حنبل و امامنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک بیس رکعتیں ہیں۔ چنانچہ ترمذی شریف جلد اول باب ما جاء فی قیام شہر رمضان صفحہ ۲۵ میں بایں طور مسطور ہے قال ابو عیسیٰ و اختلف اھل العلم فی قیام رمضان فرای بعضھم ان یصلی احدی و اربعین رکعۃ مع الوتر وھو قول اھل المدینۃ والعمل علی ھذا عندھم بالمدینۃ و اکثر اھل العلم علی ما روی عن علی و عمر و غیرھما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری و ابن المبارک والشافعی وقال الشافعی ھکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ وقال احمد روی فی ھذا الخ یعنی صاحب ترمذی نے نماز تراویح کی جماعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تین شب کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلہ میں علمائے دین کا اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اکتالیس رکعت پڑھیں مع وتروں کے۔ اور یہ قول اہل مدینہ کا ہے۔ اور اکثر علمائے دین اسپر ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے بجز نماز وتروں کے۔ چونکہ روایت کی گئی ہے حضرت علی و حضرت عمر وغیرہ صحابہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ اور یہی فیصلہ حضرت سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔ اور یہ صاحب امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاد ہیں۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر مکہ کے لوگ بھی بیس رکعت تراویح کے عامل تھے۔ ان کو میں نے بیس ہی رکعت پڑھتے ہوئے پایا۔ اور حضرت امام احمد حنبل علیہ الرحمۃ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور کتاب کبیری صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ لکھنؤ میں نیز بایں طور لکھا ہے ان التراویح عندنا عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات وھو مذھب الجمہور وعند مالک ست و ثلثون رکعۃ احتجاجا بعمل اھل

لہ: تہجد بمعنی الانتباہ بعد النوم یعنی نیند کے بعد بیدار ہونا اور وتر طاق کو کہتے ہیں جفت چیز کو نہیں بولتے اور ترویحہ کے معنی آرام آرام پکڑنے کے ہیں۔ اس سئے یہ ہر ایک نماز ہی علیحدہ علیحدہ ہے۔ ہاں البتہ قیام و صلوٰۃ تراویح میں مشابہت ہے۔ خادم شریعت

المدینة یعنی ہمارے مذہب میں بیشک تراویح بیس رکعت ہے۔ اسکو دس سلاموں کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔
اور مذہب علمائے جمہور کا بھی یہی ہے۔ اور امام مالک کے مذہب میں چھتیس رکعتیں تراویح کی ہیں۔ اور اہل مدینہ
جو اس کے مقلد ہیں اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اور کتاب غنیۃ الطالبین مطبوعہ اسلامیہ لاہوری صفحہ ۱۹۸ میں ہے وھی
عشرون رکعة یجلس عقب کل رکعتین ویسلم فھی خمس ترویحات کل اربعة منھا ترویحة الخ یعنی حضرت
شیخ المشائخ غوث الاغواث قطب الاقطاب سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ نماز تراویح بھی بیس
رکعت ہے اور نمازی کو چاہیئے کہ ہر دو رکعت پر بیٹھے اور سلام کرے اور یہ پانچ مکان راحت پہنچنے کے ہیں
اور ان میں سے چار بار آرام پہنچتا ہے۔ اور نماز تراویح مسنون ہے۔ اور اسکو اسی نیت سے دو دو رکعت پہ
ادا کرے۔ اور صاحب جامع الجوامع نے غایۃ المراد سے بایں طور لکھا ہے کہ یہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے
اور یہ بیس رکعت ہے اور اس نماز سے انکار کرنا رافضی ہونے کی نشانی ہے۔ اور بیس رکعت تراویح سے
انکار کرنا مبتدع اور گمراہ لوگوں کا کام ہے۔ اور بیس رکعت تراویح پر اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا
ہوچکا ہے۔ التراویح سنة موکدة ومن لم یرھا فھو رافضی وفی الصحیحة سنة موکدة بالاجماع
الصحابة تارکھا مبتدع غیر مقبول بالشھادة وھی سنة للرجال والنساء۔ نقل از نظام اسلام حضرت
شیخ محدث قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۴ اور کتاب ماثبت من السنة حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
علیہ الرحمۃ مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۴۴ میں نیز بایں طور تحریر فرمایا ہے عندنا ھی عشرون رکعة لما روی البیھقی
باسناد صحیح انھم کانوا یقومون علی عھد عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بعشرین رکعة وفی عھد عثمان
وعلی مثله۔ والذی استقر علیه الامر واشتھر من الصحابة والتابعین ومن بعدھم ھو العشرون
وماروی انھا ثلث وعشرون فلحساب الوتر معھا الخ یعنی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں تراویح بیس رکعت ہے چونکہ امام بیہقی نے اسناد صحیح سے ثابت کیا
ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت حقہ راشدہ میں بیس رکعت پر لوگ قیام فرماتے تھے
اور وہ گنتی جو مقرر کی گئی ہے وہ صحابہ اور تابعین خیر القرون اور جو ان کے بعد ہوئے ہیں ان سے ہے کہ یہ بیس رکعت
تراویح بلا وتروں کے ہے۔ اور امام شافعی وامام احمد حنبل علیہ الرحمۃ کا بھی یہی مذہب ہے اور صاحب
فتح القدیر صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے روی البیھقی فی المعرفة عن سائب بن یزید قال کنا نقوم فی عھد
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه بعشرین رکعة والوتر قال النووی فی الخلاصة اسناده صحیح و

فی الموطا ثم استقر الامر علی العشرین فانہ متوارث الخ فیکون سنۃ ولکونہا عشرین سنۃ خلفاء الراشدین وقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین من بعدی ۔اور کتاب اذکار صفحہ ۸۲ مصری میں حضرت علامہ امام النووی شافعی یوں ارقام فرماتے ہیں۔ اعلم ان الصلوٰۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ یسلم من کل رکعتین الخ یعنی حضرت امام نووی شارح مسلم شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بیشک نماز تراویح کی سنت باتفاق علمائے دین بیس رکعتیں ہیں الخ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے ۔اس سے کم ہرگز نہیں اور جو اسکے خلاف کرے گا وہ ضال اور مضل ہے ۔چونکہ اسپر تمام صحابہ وتابعین وجمہور ائمہ اربعہ دین رحمہم اللہ اجمعین کا اتفاق ہو چکا ہے اور آئمہ اربعہ رحمہم اللہ علیہم میں سے کوئی ایک بھی بیس رکعت سے کم کا قائل نہیں ہے ۔اگر ہے تو کوئی وہابی نجدی پیش کریں ۔فقط ۔

سوال:۔ بیس رکعت تراویح پر آپ کے پاس کیا دلائل ہیں؟ تحریر کریں۔

الجواب:۔ بیشک تراویح بیس رکعت ہے ۔اور اس پر یہ دلائل ہیں:۔

دلیل ۱:۔ روی ابن ابی شیبۃ والطبرانی والبیہقی من حدیث ابن عباس انہ علیہ السلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر واشتہر العمل علی ذلک ازمن عمر رضی اللہ عنہ ولم ینکر علیہ احدٌ من الصحابۃ فالحق الاجماع ۔نقل از حاشیہ بخاری جلد اول صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ کرزن دہلی وجوہر النقی صفحہ ۲۰۸ جلد اول ۔یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ بیشک

لہ:۔ حدیث صحیح غیر مجروح اگر اجماع کے خلاف ہو تو مؤول یا معلل منسوخ ہوگی معتبر نہ ہوگی ۔اور اگر حدیث بادی الرائی میں ضعیف ہو لیکن اجماع نے اسکو مان لیا ہو اور اس پر کبھی قرار دیا ہو تو اس پہ عمل کرنا ضروری ہے ۔اور وہ حدیث مقبول ہوگی ۔چنانچہ تفسیر مظہری تحت آیت قل یا اھل الکتاب تعالوا کے مرقوم ہے ۔اور کتاب طحاوی باب الجنائز وحد شراب میں مسطور ہے ۔اور جو حدیث ابراہیم بن عثمان ابی شعبہ پر جرح ہے وہ نامقبول اور غیر موثر ہے ۔دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری سیپارہ ۱۷ صفحہ ۱۸ حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھ کر جارحین کی جرح پر پانی ڈال دیا ہے ۔ابراہیم بن عثمان الوشیبۃ الحافظ الخ اور اگر فرضاً تسلیم کر لیا جائے کہ بیس رکعات تراویح کسی حدیث مرفوع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہیں لیکن خلفاء الراشدین سے تو ثابت ہیں اور یہ امر مسلم ہے کہ جسطرح سنت نبوی لازم الاتباع ہے اسی طرح سنت خلفاء الراشدین لازم الاتباع ہے ۔فقط خادم شریعت عفی عنہ ۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیس رکعت نماز تراویح ادا کی رمضان المعظم میں بدوں وتروں کے اور اسی بناء پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کی خلافت راشدہ میں تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا۔

اور بیس رکعت تراویح سے کسی صحابی نے انکار نہیں کیا پس اس پر اجماع منعقد ہوا ؛

حدیث ۲ :۔ حدثنی عن مالکؒ عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ نقل از مؤطا امام مالک صفحہ ۴۱ مطبوعہ استنبول یعنی یزید بن رومان جو بڑے ثقہ ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تمام لوگ ۲۳ رکعت تراویح کے ساتھ قیام فرماتے تھے۔ جن میں سے تین رکعت وتر اور بیس رکعت تراویح۔

حدیث ۳ :۔ عن سائب بن یزید قال کانوا یقومون علیٰ عھد عمر بن الخطاب فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ وعلی عھد عثمان وعلی مثلہ رواہ البیھقی باسناد صحیح نقل از کبیری مطبوعہ کانپوری صفحہ ۳۸۸ وفتاوے سعدیہ صفحہ ۲۹ ورسالہ تراویح امام سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۲ وفتح القدیر یعنی یزید بن سائب فرماتے ہیں کہ تھے لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کی خلافت میں بیس رکعت تراویح پڑھتے اور حضرت عثمان وحضرت علی کی خلافت راشدہ میں بھی یہی عمل رہا۔ اور یہ حدیث سائب بن یزید کی نہایت درجہ پر صحیح ہے۔

حدیث ۴ :۔ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ جمع الناس علی ابی بن کعب وکان یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ رواہ البیھقی ورسالہ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۳ ۔

حدیث ۵ :۔ عن یحیی بن سعید ان عمر ابن الخطاب امر رجلا یصلی بھم عشرین رکعۃ نقل از ابی شیبہ وجوہر النقی صفحہ ۲۰۸ ۔

حدیث ۶ :۔ عن یزید بن حضیفۃ عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عھد عمر بن الخطاب فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ الحدیث رواہ البیھقی ۔

حدیث ۷ :۔ عن عطاء قال ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثا وعشرین رکعۃ بالوتر رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ واسنادہ حسن ۔

حدیث ۸ :۔ عن ابی الخطیب قال کان یؤمنا سوید بن غفلہ فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعۃ رواہ البیھقی اسنادہ صحیح ۔

حدیث ۹:۔ عن نافع عن ابن عمر قال کان ابن ابی ملکیہ یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعۃ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ اسنادہ صحیح یعنی حضرت نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ملکیہ ہم کو بیس رکعت نماز تراویح رمضان شریف میں پڑھایا کرتے تھے۔

حدیث ۱۰:۔ عن سعید بن عبید ان علی بن ربیعۃ کان یصلی بھم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر بثلاث رواہ ابن ابی شیبۃ اسنادہ صحیح۔

حدیث ۱۱:۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ الحدیث نقل از مسلم و ترمذی و مشکوٰۃ۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قیام رمضان کے لئے نہایت لوگوں کو تاکید فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص خالص نیت و اعتقاد سے قیام کرے اور طلب بخشش کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے تمام اگلے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور پھر اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اسقدر قیام رمضان میں حریص ہوتے کہ ساری ساری رات ہی اس میں ختم کر دیتے۔

حدیث ۱۲:۔ قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی رمضان ما لا یجتھد فی غیرہ رواہ مسلم۔ یعنی مائی صاحبہ فرماتی ہیں کہ جسقدر کوشش قیام رمضان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔ دوسروں میں ایسی نہیں فرماتے تھے۔

حدیث ۱۳:۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ امر رجلا ان یصلی بھم فی رمضان بعشرین رکعۃ۔ نقل از کبیری صفحہ ۲۲۸۔ دفتاوےٰ سعدیہ صفحہ ۶۶۔

پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ فعل تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بیس رکعت سے کم نہ تھا اور یہی سنت آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قولی ہے جو کہ فعلی پر کئی درجہ فوقیت رکھتی ہے۔ اور بیس رکعت ادا کرنے سے سنت قولی و فعلی بھی ہو جاتی ہے اور حدیث علیکم بسنتی و سنۃ خلفاء الراشدین پر بھی پوری پوری تعمیل ہو جاتی ہے اور حدیث مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا بھی عامل ہو جاتا ہے۔ اور اعتقاداً آٹھ رکعت تراویح پڑھنے سے انسان عامل بالحدیث و اہلسنت وجماعت ہونے سے بہت دور جا پڑتا ہے۔ لقولہ علیہ السلام اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ لقولہ تعالیٰ وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا کے مصداق بن جاتا ہے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- حدیث بخاری و مسلم میں بایں الفاظ مسطور ہے اسکا کیا جواب ہے عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَئَلَ عَائِشَۃَ کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علٰی احدیٰ عشرۃ رکعۃ یعنی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے سوال کرتا ہے کہ کس طرح پر تھی آپ کی نماز رمضان شریف میں۔ جواباً کہا مائی صاحبہ نے کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نہیں زیادہ کرتے تھے نماز کو رمضان شریف اور غیر رمضان شریف میں گیارہ رکعت سے۔

الجواب :- یہ حدیث نماز تہجد پر محمول ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوے جلد اول و رسالہ تراویح میں تحریر فرماتے ہیں۔ پس وجہ تطبیق دریں روایات کہ دلالت کند بر زیادت کمی و کیفی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درر مضان و غیر آں میکند۔ و دراں روایات کہ نفی زیادت میکند اینست کہ آں روایات محمول بر نماز تہجد است کہ درر مضان و غیر رمضان یکساں بود و غالباً عددش بقدر زیادہ رکعت مع وتر میرسد۔ و روایات زیادت محمول بر نماز تراویح است کہ درعرف آں وقت بقیام رمضان مسمی بود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحق آں فرمودہ من قام رمضان الحدیث۔ اور علاوہ اس کے خود مولوی عبدالجبار غزنوی پیشوائے غیر مقلدین نصرالباری سیپارہ ۵ صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ آپ کی شب تمام سال ایک برابر تھیں۔ چنانچہ فتح الباری میں ہے۔ اور حدیث کے الفاظ اتنام قبل ان توتر خود اس پر شاہد ہیں اور آپ اسکا جواب فرماتے ہیں یا عائشۃ ان عینیّ تنامان ولا ینام قلبی اور اسی صفحہ میں ایک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے کہ آپ اول رات سو جاتے ہیں اور آخر رات کو قیام فرماتے ہیں پھر نماز پڑھ کر اپنے فراش پر آجاتے ہیں۔ اور جب مؤذن آذان دیتا ہے تو اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ الحدیث اور اسی باب تہجد کیف صلٰوۃ اللیل حضرت ابن عباس سے مسطور ہے کہ آپ کی ذات گیارہ رکعت رات کو پڑھا کرتے تھے۔ عن ابن عباس قال کان صلٰوۃ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث عشرۃ رکعۃ یعنی باللیل اور اسی روایت کے آگے بجواب مسروق کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی نماز رات میں سات رکعت اور نو رکعت اور گیارہ رکعت بدوں نماز فجر کے ہوا کرتی تھی۔ اور نماز فجر کی دو رکعت کے ساتھ تیرہ رکعت ہوتی تھیں۔ اور ایک روایت میں تعداد رکعت اللیل کا چار اور چھ اور آٹھ اور دس سوائے وتر کے بھی آپ کا قیام کرنا ثابت ہے۔ اور اس حدیث مسلمہ میں نقل

غیرہ رمضان موجود ہے۔ جو تہجد پر دال ہے۔ اور لفظ صلوٰۃ مطلق ہے جس سے نماز تراویح کا ثابت ہونا محال ہے
اور یہ حدیث درجہ غریب حدیث کے بھی پڑی ہے۔ چونکہ سوائے ابی سلمہ کے اس حدیث کو کسی نے
بیان نہیں کیا۔ اور مسلم شریف صفحہ ۲۸۵ میں ہے کہ آپ کی ذات پندرہ رکعت کبھی رات کو پڑھا کرتے تھے۔
پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ یہ نماز تہجد تھی۔ اور نماز تراویح ایک علیحدہ نماز ہے۔ جس کی تعداد بیس رکعت
سے کم نہیں۔ جسپر آپ نے تین رات قیام فرمایا ہے۔ اور حدیث جابر جس میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے وہ بھی
ضعیف ہے۔ چونکہ سند میں عمر بن حمید ہے اور دوسری سند میں یعقوب بن عبداللہ پس یہ ہر دونوں صاحب
منکر الحدیث اور لیس بالقوی اور متروک ہیں۔ دیکھو تقریب و دارقطنی ونسائی۔ پس غرضیکہ گیارہ رکعت تراویح
کا ہونا کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں۔ اور حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ گیارہ رکعت والی تہجد پر
دال ہے۔ اور باقی جسقدر اس فرقہ وہابیہ کے پاس اس بارے میں حدیثیں ہیں وہ سب ضعیف اور متروک
ہیں اور منسوخ اور اجماع کے خلاف پر ہیں۔ اگر کسی وہابی کو شک ہو تو مرد میدان بن کر تحقیق کرے۔ ورنہ
کتاب فتح الباری وعینی شرح بخاری اور کتب حوالہ دادہ کو ملاحظہ کرکے اپنا شک رفع کرے اور خلق خدا کو
گمراہ نہ کرے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ؛

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

مسئلہ۔ شیعہ مذہب میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا حکم ہے۔ چنانچہ کتاب استبصار معتبر شیعہ جلد
اول صفحہ ۲۳۴ میں بایں طور حدیث مسطور ہے قال الرضاء علیہ السلام کان ابی زید فی العشر الآخر
فی شهر رمضان فی کل لیلۃ عشرین رکعۃ۔ قال حسین بن سفیان الصلوۃ فی شهر رمضان
ثلث عشرین رکعۃ۔ اور صفحہ ۲۳۱ میں ہے عن محمد بن یحیی قال کنت ابی عبد اللہ علیہ السلام
فسئل هل یزید فی شهر رمضان فی صلوۃ النوافل فقال نعم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی
بعد العتمۃ فی مصلاہ فیکبر وکان للناس یجتمعون خلفہ الخ وعن عبد اللہ علیہ السلام
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزید فی صلوتہ فی شهر رمضان ان انا صلی
العتمۃ صلی بعدھا یقوم الناس خلفہ الحدیث پس ان تمام دلائل شیعہ سے ثابت ہوا کہ نماز تراویح
رمضان شریف میں بیس رکعت اور اس سے زائد بھی ہیں کم نہیں۔ اور اسکی جماعت بھی ہے۔ نقل از استبصار
کتاب شیعہ جلد اول فقط ؛

سوال: اس حدیث شریف ما من احد یسلم علیّ الا رد اللہ علیّ روحی حتیٰ ارد علیہ السلام کے کیا معنی اور مطلب ہے؟

الجواب: لفظی معنی اسکے یہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی شخص مجھ پر سلام بھیج دیتا ہے تو اللہ تعالےٰ مجھ میں روح ڈال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسکے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ نقل کیا ہے اس حدیث صحیح کو صاحب مشکوٰۃ وابوداؤد وغیرہ محدثین علیہم الرحمۃ نے۔ اور اس حدیث شریف کے اصل معنی یہ ہیں کہ رد اللہ علیّ جملہ حالیہ ہے اور عربی کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ حالیہ ماضی پر واقعہ ہو تو اس میں قد مقدر ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے جاءوکم حصرت صدورہم میں قد حصر موجود ہے۔ لہٰذا یہاں بھی سلام سے قد مقدر ہے۔ اور لفظ حتیٰ بمعنی واؤ عطف کے ہیں۔ نہ حتیٰ تعلیل کے واسطے یہاں پر واقع ہوا ہے۔ اور مقدر عبارت نکلنے سے یوں ہی ما من احد یسلم علیّ الا وقد رد اللہ علیّ روحی قبل ذٰلک وارد علیہ السلام یعنی جب کبھی کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ پہلے ہی مجھ میں جان ڈال چکا ہوتا ہے۔ میں اسکا جواب دیدیتا ہوں۔ اور اگر اسکے یہ معنی نہ لئے جائیں تو اس میں کئی مشکلیں پیش ہوں گی چنانچہ حضرت شیخ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ حیات الانبیاء میں تحریر فرمائی ہیں۔ اور علامہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ رد اللہ علیّ نطقی یعنی اللہ تعالےٰ مجھے قوت گویائی دے دیتا ہے۔ اور کہا علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے کہ روحی سے مراد شنوائی ہے۔ کہ آپ کی ذات ہر سلام دینے والے کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ خواہ کوئی دور سے سلام دے۔ بہرحال آپ سنتے ہیں۔ اور روحی سے مراد خوشی و رحمت و فرشتے کے بھی آسکتے ہیں۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہمارے سردار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا سلام سنتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ اور سلام کا جواب دیتے ہیں اور اس سے انکار کرنا محض گمراہی ہے۔ فقط۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ: مدیون پر زکوٰۃ بشرطیکہ جائداد کم یا برابر دین کے ہو۔ اگر جائداد زائد ہو اور قرضہ اتار کر نصاب کو پہنچ جائے تو پھر زکوٰۃ واجب ہے۔ فلا زکوٰۃ علی مدیون بقدر دینہ وعلی الزائد ان بلغ نصابا نقل از درمختار وبرحاشیہ شامی جلد دوم صفحہ ۷ اور مکان سکونت والے میں اور پارچہ جات اور برتن جو برتنے کے لئے ہوں

ان میں زکوٰۃ نہیں اور نہ ہی ان بیلوں میں ہے جو ہل جوتے جائیں لا فی ثیاب واثاث للتجمل و دور سکنی ودرمختار برشامی۔ ولا فی العوامل التی اعدت للعمل کاثارۃ الارض وکالسقی (درمختار)

مسئلہ: زمین میں زکوٰۃ نہیں ہے عشر ہے اور ہمارے ملک کی زمین خراجی ہے عشری نہیں۔ اور ہم سے فرنگی خراج وصول کرلیتا ہے۔ لہٰذا ہم دوبارہ عشر بادشاہ اسلام کو نہیں دے سکتے۔ چنانچہ شامی جلد ۲ صفحہ ۴۲ میں ہے۔ یعنی کفار اگر ہمارے کسی شہر پر غلبہ پائیں اور ہم سے خراج لیں تو پھر ہم لوگوں پر واجب نہیں کہ ہم بادشاہ کو خراج دیں۔ چونکہ خراج حمایت کے عوض ہوتا ہے اور مسلم بادشاہ نے تو ہماری حمایت ہی نہیں کی۔ اس لئے وہ حقدار خراج کا نہیں رہا۔ ۱۲۔

اور ہمارے مولانا صاحب حضرت غلام احمد مرحوم ومغفور اول مدرس نعمانیہ فتوے نمبر ۴۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر زمین خراجی باشد بر غلہ کہ ازاں پیدا شدہ زکوٰۃ لازم نیست۔ وزمین ایں ملک عشر نیست لہٰذا زکوٰۃ کہ نامش با صطلاح شرع عشر است بر غلہ اش واجب نیست۔ فقط۔

مسئلہ: حقیقی بھائی اور ہمشیرہ غریب اور مفلس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ صرف فروع اور اصول اور غنی اور علوی کو زکوٰۃ دینا منع ہے۔ اور علمائے دین اور طالب علم اور زاہدین اور عابدین مجاہدین کو زکوٰۃ دینا نہایت فضیلت ہے۔ اور بد مذہبوں کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔ کیونکہ یہ حق فقراء ومساکین کا ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ اس پر شاہد ہے۔ اور زکوٰۃ کے مال کو مسجد پر نہ لگایا جائے۔ اور نہ ہی کسی کے کفن پر۔ اور مال زکوٰۃ کے عوض اگر کوئی اور چیز دے دے تو بھی جائز ہے۔ اور مال زکوٰۃ کو دوسرے گاؤں میں روانہ کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر دوسرے گاؤں کے فقراء نہایت تنگ اور مفلس ہیں تو پھر جائز ہے۔

مسائل متعلق مساجد

مسجد پر مال حرام لگانا جائز نہیں۔ اور متولی مسجد پکا اور سچا مسلمان ہونا چاہیئے۔ کافر بد مذہب متولی جائز نہیں۔ اور خرچی مزنیہ کا مال مسجد پر لگانا جائز نہیں۔ اور ایک مسجد کی چیز دوسری پر نہ لگائی جائے۔ اور مسجد میں چراغ جلانا نماز کے لئے بڑا ثواب ہے۔ فضول جائز نہیں۔ اور اگر مسجد تنگ ہو تو اس کے ساتھ اور جگہ ملانا جائز ہے۔ اور ایسا ہی اگر گلی تنگ ہو اور مسجد فراخ ہو تو اس سے رستہ لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ ضرورت شدید ہو ورنہ خلاف ادب ہے۔ جواز کے دلائل یہ ہیں۔ وَاِنْ کَانَ جَعَلَ شَیْئًا مِنَ الطَّرِیْقِ مَسْجِدًا صَحَّ

کے عکسیہ نقل از کنز الدقائق مع شرح مستخلص و عینی مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۰۵ و فتاوے خلاصہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ میں نیز بایں طور مسطور ہے عن الفقیہ ابی جعفر من ھشام عن محمد رحمہم اللہ یجوز ان یجعل شیئا من الطریق مسجدا او یجعل شیئا من المسجد طریقا للعامۃ الخ ہکذا فی فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۸۵۰ مطبوعہ نولکشور سطر ۱۵ اور فتاوے فصول عمادیہ میں ہے اذا جعل من المسجد طریقا و من الطریق مسجدا جاز۔ اور فتاوے جامع بحوالہ فتاوے خزانہ صفحہ ۱۲۰ میں نیز بایں طور مسطور ہے لا بأس بان یجعل شئ من الطریق مسجدا ان ضاق او شئ من المسجد طریقا لان الکل لعامۃ المسلمین۔ ہکذا فی معیار الحقائق الخ پس ان تمام دلائل متقدمین سے ثابت ہوا کہ مسجد سے ضرورت کے لئے راستہ لینا اور اسکو راستہ دینا برائے فائدہ عام مسلمین کے جائز ہے۔ اور متاخرین علمائے دین اسکے خلاف پر ہیں۔ خدا معلوم ان کے پاس کیا دلیل ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

مسائل متعلق اذان و خطبہ

مؤذن کو اذان مسجد سے باہر دروازہ پر سامنے خطیب کے دینی چاہیئے۔ یہ طریق تمام خلفاء الراشدین اور آپ کی ذات والا صفات صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا آتا ہے۔ لقولہ علیہ السلام قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر نقل از ابو داؤد بروایت سائب بن یزید جلد اول صفحہ ۱۵۲۔ اور قاضی خاں صفحہ ۷۸ میں ہے لا یؤذن فی المسجد ہکذا فی فتاوے عالمگیر و خلاصہ برجندی و فتح القدیر و فتویٰ رضوی صفحہ ۱۸۹۔

لہ:- حال ہی میں اسی مسئلہ پر سید نادر شاہ صاحب فاضل سجادہ نشین سمبڑیالی اور مولوی ظہور احمد صاحب بگوی کا مناظرہ موضع کھیوہ میں ہوا۔ اور سید موصوف نے یہی دلائل پیش کئے اور بار بار مطالبہ کیا جسکا جواب بدوں اقوال علمائے متاخرین بے دلیل کے مولوی مذکور سے کچھ نہ بنا۔ اور سید موصوف کا اول مطالبہ یہ تھا کہ میں سند یافتہ ہوں۔ تم اپنی سند پیش کرو (۲) میں متقدمین کے فیصلے اصل متن سے پیش کرتا ہوں (۳) میں ان کے تاخیر حال بحوالہ کتب پیش کرتا ہوں آپ صرف درمختار لئے بیٹھے ہو۔ جسکے مولف کا حال مجہول ہے دیکھو مقدمہ عبدالحی شرح وقایہ۔ پس ان مطالبوں پر مولوی ظہور احمد صاحب کو جوش پیدا ہوگیا۔ اور لاجواب ہوکر تہذیب سے باہر ہو گئے۔ اور فتنہ برپا ہوا۔ اور اس پر خادم شریعت نے بطور انصاف کہدیا کہ حضرت پیر نادر شاہ صاحب کے دلائل اور مطالبات زبردست اور قوی ہیں۔ باقی میری تحقیق اس مسئلہ پر وہی ہے جو اوپر تحقیق ہو چکی ہے۔ فقط خادم شریعت عفی عنہ

مسئلہ: وقت سے پہلے اذان دینی منع اور ناجائز ہے لا یؤذن قبل الوقت ویعاد فیہ وانکار السلف علی من یؤذن بلیل انہ لم یجز قبل الوقت۔ نقل از تبیین الحقائق وبحر الرائق۔

مسئلہ: نماز جماعت قائم کرنے کے لئے بلفظ الصلوٰۃ جامعۃ سے پکارنا مستحب و مستحسن ہے۔ یستحب ان ینادی لہا الصلوٰۃ جامعۃ بالاتفاق اور شامی و در مختار میں نیز اسی تثویب کو جائز قرار دیا ہے۔ نقل از فتاوی رضوی صفحہ ۵۰۷ جلد دوم۔

مسئلہ: اذان کے وقت بطریق محبت بوقت اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنا اور چومنا جائز ہے۔ بدعت نہیں۔ لیکن اسوقت یوں کہنا چاہیئے قرۃ عینی بک یارسول اللہ اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر نقل از جامع الرموز وکنز العباد و شامی و فتاوے رضوی صفحہ ۵۰۵ جلد دوم۔

مسئلہ: مؤذن و امام فاسق فاجر ہرگز نہ بنائے جائیں۔ لقولہ علیہ السلام الامام ضامن والمؤذن مؤتمن ۱۲۔ کنز العمال۔

مسئلہ: قبر پر اذان دینی جائز ہے۔ اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور اسکے جواز پر حضرت فیض درجت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اگر شک ہو تو ملاحظہ کریں۔

مسئلہ: میت کو بعد از دفن تلقین کرنی مستحب ہے۔ دیکھو اذکار امام نووی فقط۔

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ و عیدین میں خطبہ عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے یا عجمی زبان میں۔ جواب دیں اجر ملے گا۔

الجواب: بیشک جمعہ وغیرہ زبان عربی میں پڑھنا چاہیئے۔ اس میں فضیلت ہے۔ اور غیر زبان عربی میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب صراط المستقیم میں فرماتے ہیں۔ افضل آنست کہ خطبہ بزبان عربی باشد و نزد امام ابوحنیفہ بغیر عربی نیز جائز است ہر زبانیکہ باشد۔ کہ بعضے گفتہ اند کہ از غیر عربی جز بفارسی روا نباشد۔ و ایں فرع اختلافیست کہ میان وے و صاحبین ؒ

نوٹ:۔ واقعی خطبہ مختصر طور پر عربی میں ادا کیا جائے۔ اور اسکے بعد اپنی زبان میں وعظ کر لیا جائے۔ تو اس میں کوئی قباحت ظاہراً نظر نہیں آتی۔ اور فقیر کے نزدیک اس حدیث مطابق عمل بھی ہو جائے گا تکلم الناس علی قدر عقولہم (الحدیث) اور خطبہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ جس میں حمد و نعت و وعظ و نصیحت مخلوقات خدا کو ہو۔ خادم شریعت عفی عنہ ۱۲۔

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا یجوز القراءۃ بالفارسیۃ الا بعذر عند ابی یوسف ومحمد رحمہما اللہ وبہ یفتی
ھکذا فی شرح النقایہ۔ اور ابی المکارم میں ہے۔ ویجوز عند ابی حنیفۃ بالفارسیۃ وبای لسان کان و
ھو الصحیح الخ پس خطیب کو چاہیے کہ خطبہ کو بزبان عربی پڑھا کرے۔ اگر غیر زبان میں پڑھے گا تو بکراہت جائز
ہوگا۔ باقی مفصل ذکر فتاویٰ سعدیہ صفحہ ۱۰۸ میں ملاحظہ کریں۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت عفی عنہ ۱۲

سوال:۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ اس آیت کریمہ کے کیا معنے اور کیا مطلب ہے۔ جو کہ فرقہ
وہابیہ نجدیہ طاغیہ کہتا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرچکے ہیں۔ اور وہ کچھ امداد
نہیں دے سکتے اور ایسا ہی تمام انبیاء علیہم السلام۔

الجواب:۔ آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ بیشک اے میرے حبیب آپ اس عالم سے انتقال فرمانے
والے ہو۔ وہ بے دین کافر مرنے والے ہیں۔ اور کتاب مجمع الابحار جلد سوم ولغات راغب صفحہ ۴۹۲ میں موت
کے کئی معنے کئے ہیں۔ اور یہاں پر معنے نقل مکانی وتبدیل حالات کے کئے ہیں۔ اور تفسیر عرائس البیان صفحہ ۱۹۹ جلد
دوم میں لکھا ہے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ اے میرے حبیب آپ انوار تجلیات الہیہ میں مستغرق اور محو ہو کر حیاتی ابدی
کے مراتب کا انتہا حاصل کرنے والے ہو۔ اور وہ ناآشنا بیدین اس نعمت سے محروم رہ کر جہنم میں جانے والے
ہیں۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ مومن کو فنا نہیں ہے۔ بلکہ اسکو حیات ابدی حاصل ہوتی ہے اِنَّ المؤمن لا یفنی
بالموت حقیقۃ بل ھو حیّ بالحیٰوۃ الابدیۃ الحدیث۔ نقل از شرح برزخ صفحہ ۲۸۔ اور اسی کتاب کے صفحہ
۲۹ میں حدیث مرفوع بایں معنی وارد ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ اے ایماندارو تم فنا کے لئے نہیں ہو۔ تم
ہمیشہ کی حیاتی میں داخل ہونے والے ہو۔ اور موت تمہاری یہ ہے کہ جیسا ایک گھر سے نقل کرکے دوسرے
گھر میں چلے جاتا ہے۔ ان ینتقل من دار الی دار الاخریٰ الحدیث۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے موتوا
قبل ان تموتوا۔ اور قرآن مجید میں آتا ہے لم تمت فی منامھا۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ موت بمعنی
استخراج روح کے ہی نہیں ہوتے بلکہ موت حیاتی ابدی کے حاصل کرنے کے بھی آتے ہیں۔ اور قرآن مجید
میں وارد ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں ان کو مردہ خیال مت کرو۔ اور ان کو مردہ مت
کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں۔ روزی کھاتے ہیں۔ فرحین ویستبشرون کے انعامات بے تعداد پر خوش ہوتے ہیں
پس جب کہ شہداء مجاہدین جنکا کئی درجہ مرتبہ مراتب نبوت سے کم ہے اور ادنیٰ ہے۔ اور ان کے لئے زبان

سے مردہ کہنا اور دل میں مردہ خیال کرنا منع اور حرام ہے تو انبیاء علیہم السلام اور خاصکر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مردہ کہنا تو ہر حال میں حرام اور منع ہے۔ لقولہ تعالے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ۔ ولقولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ہ اور حدیث میں آتا ہے والمجاھد من جھد نفسہ فی طاعۃ اللہ۔ یعنی مجاہد وہی ہے جس نے جہاد کیا اپنے نفس سے اللہ کی عبادت میں الحدیث۔ نقل از مشکوٰۃ جلد اول باب الایمان۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء عظام سب کے سب زندہ ہیں۔ اوران کو مردہ کہنا یا مردہ تصور کرنا پرلے درجہ کی بے ایمانی ہے اور گمراہی ہے۔ العیاذ باللہ۔ بقلم خود خادم شریعت عفی عنہ۔ فقط۔

سوال:۔ کیا بزرگان دین کے مکانات اوران کی اولاد میں بھی کچھ ان کی ولایت کا اثر باقی رہتا ہے۔

الجواب:۔ بیشک رہتا ہے چونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منبر نبی علیہ السلام پر ہاتھ مار کر اپنے چہرے پر ملتے تھے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین برکت کے لئے اپنے گھر میں حضور کو بلا کر جس جگہ نماز پڑھنی ہوتی وہاں پر آپ کی ذات کو بٹھاتے۔ پھر وہاں آپ نماز پڑھتے۔ اور وہاں گھر کے لوگ نماز ادا کرتے نقل از بخاری و تفسیر عزیزی جلد ۱ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۷۱ میں بایں طور مسطور ہے برکت در کلام و در انفاس و در افعال و در مکانات ایشاں و در صحبتان ایشاں و در اولاد و نسل ایشاں و زیارت کنندگان ایشاں پے در پے ظاہر میگردند و نزد خود ایشاں راجلے و مرتبہ می بخشند کہ دعائے ایشاں مستجاب میشود بلکہ ہر کرا حاجتے باشد بایشاں توسل نماید حاجت ماروا میگردد الخ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ کاملان مرشدان کی اولاد و مکانات اوران کے ازواج و محبان کی بھی عزت و تعظیم کیا کریں۔ فقط راقم خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفی عنہ۔

جلد سیزدہم تمام شد

جلد چہاردہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

بم کا گولہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ :- خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری برادران اہل اسلام کی خدمت عالیہ میں ملتمس ہے کہ پچھلے دنوں میں نیم ملا چارچشم رافضی نعمت اللہ جان لاہوری نے ایک اشتہار بعنوان "میں شیعہ کیوں ہوا" شائع کیا تھا جس میں طرح طرح کے بہتان دل دکھانے والے مذہب حقہ احناف پر کئے ہوئے تھے جس کے دیکھنے سے انسان کا دل کانپتا تھا۔ خدا کے فضل و کرم سے اشتہار رافضی مذکور کی چند دنوں میں اہلسنت وجماعت نے خاک اڑادی اور خادم شریعت نے بھی اسکا وہ خاکہ اڑایا کہ اس کا نشان بھی رافضیوں کی نظروں میں نہ رہا۔ لیکن افسوس ہے کہ جبکا مذہب واصول وایمان جھوٹ بولنا اور قرآن مجید موجودہ پر ایمان ہونا ہی ثابت نہ ہو تو ان کی زبان وقلم کو کون شخص روک سکتا ہے۔ موضع چونترہ علاقہ کیملپور میں ان کے ساتھ وہ حالت ہوئی کہ ناگفتہ بہ ہے۔ اخبار الفقیہ میں مسطور ہے کہ ان رافضیوں کے پاجاموں سے بوجہ دہشت علمائے کرام و ہجوم امت خیرالانام کے بول وبراز جاری ہو گئے تھے۔ اور اس کے بعد خادم شریعت کو لوگوں نے بڑی کوشش سے موضع رامہ علاقہ پوٹھوہار نیم ٹرملاں رافضی کی تردید وعظ کے لئے طلب کیا اور بندہ نے خوب فرقہ رافضیہ کے مذہب کی حقیقت بیان کی اور ان کی کتابوں سے بطور مشتے نمونہ از خروارے ظاہر کئے جن کا جواب آج سال بعد بدوں گالی گلوچ وبے تہذیبی وبیہودگی رفتار کے ان رافضیوں سے کچھ نہ بن سکا۔ آخر ایک رسالہ دل دکھانے والا "طمانچہ برچشم بر رخسار ملا ملتانی" شائع کردیا۔ جبکا جواب الجواب یہ "بم کا گولہ بر رافضی ٹولہ" خادم شریعت نے ہدیہ ناظرین کردیا ہے۔ مہربانی فرما کر غور سے پڑھیں اور دعا فرمائیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔

مسئلہ ۱ :- شیعہ مذہب میں عورت کی دبر میں وطی کرنا درست ہے کتاب استبصار شیعہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ سطر ۱۳۔ ہذیان رافضی نمبر اول۔ کہ وطی فی الدبر ہمارے مذہب شیعہ میں اجماعاً حرام ہے اور خود کتاب استبصار میں اسکو جائز بھی لکھا ہے۔ افسوس تمہاری ایک آنکھ کام نہیں کرتی۔ محولہ کتاب میں تو مختلف روایات ہیں۔ اور تمہارے مذہب میں وطی فی الدبر درست ہے۔ دیکھو تفسیر درمنثور وغیرہ ملخصاً از طمانچہ رافضی ۶

جواب از حنفی نمبر اول :۔ دل کو روؤں یا کہ جگر کا غم کروں ۔ ایک میں ہوں اب کس کس کا ماتم کروں
ملا مرثیہ خواں جی تم ایک آنکھ سے کان کر بیٹھے آنکھ اپنی پر کیوں نجس طین کا لیپ دیکر امام جعفر علیہ السلام کے
قول سے انکار کر دیا اور ان کو بے اعتبار کر کے اپنے آپ کو خارجی بنا لیا افسوس صد افسوس دیکھئے استبصار
جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ یَعْفُوْرَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنِ الرَّجُلِ یَاْتِی الْمَرْاَۃَ فِیْ
دُبُرِهَا قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ یعنی راوی نے بہ نسبت دبر زنی عورت کے مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ کچھ مضائقہ
نہیں د بیشک کر دیا کر ، اور صاحب استبصار نے اسکے جواز پر آیت ، فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ اور لوط علیہ السلام
کا قصہ بیان کیا ہے ، اور لکھا ہے کہ لوط علیہ السلام نے اپنی لڑکیوں کو اسی کام کے لئے اپنی قوم لواطت کرنے والی
کو اجازت دی تھی ، قول لوط علیہ السلام کہ ہٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَکُمْ وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ یُّرِیْدُوْنَ الْفَرْجَ
اور ایسا ہی فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ حضور آپ بھی ایسا کام کرتے ہیں ، آپ نے فرمایا نہیں اور آخر
صاحب استبصار نے دبر زنی کو حرام نہیں لکھا ہے اور جو عدم جواز کے دلائل ہیں انکو تقیہ پر محمول کر دیا ہے اور
کراہت کا حکم لگا دیا ہے اور تم نے یہ الزام اہلسنت کے ذمہ لگایا ہے خدا کی قسم محض افتراء و بہتان ہے دیکھو
صاحب درمنثور نے جہاں سے وہ روایت نقل کی ہے اس تفسیر کا نام ابن جریر ہے اس نے اسی روایت
کے ساتھ لکھدیا ہے کہ ایسے فعل کرنے اور کرانے والے پر لعنت خدا کی ہو ، اور تفسیر درمنثور میں نیز اس فعل
کو حرام لکھا ہے اور تمام کتب حدیث صحاح وغیرہ اہلسنت میں مسطور ہے کہ فاعل اور مفعول کو قتل کر دینا چاہیئے
اور کتب فقہ حنفیہ میں اس کی مختلف سزائیں مقرر ہیں اگر بفرض محال کہیں ایسی ویسی روایتیں بطور حکایت مسطور
بھی ہیں تو وہ شیعہ پاک کی ہیں اگر رافضی ہمارے مذہب مفتی بہ سے ثابت کر دیں تو دس روپیہ انعام لیں ۔
فافہم ولا تعجل ۔

مسئلہ ۲ :۔ مذہب شیعہ میں عاریتہ فرج یعنی مانگواں فرج اپنے بھائی کو دینا درست ہے کتاب شیعہ استبصار
جلد ۲ صفحہ ۵۰ :۔

ہذیان رافضی ۲ :۔ عاریتہ لونڈی دینا ہمارے مذہب میں حرام ہے ، اگر کوئی اپنے بھائی کو حلال کر دے تو
درست ہے ۔ یہاں پر بھی جدید شیعہ کیدار نے خیانت کر دی ہے ۔ ان کے مذہب میں باپ کی لونڈی بیٹے پر
حلال ہے وغیرہ وغیرہ ملخصاً ۔

جواب از حنفی :۔ اس مقام پر بھی رافضی دشمن اہلبیت خارجی نے وہی تماشا دکھایا ہے جو نمبر اول میں دکھایا

ہے۔ اس روایت میں یہ کوئی قید نہیں صاف صاف امام جعفر علیہ السلام کا فیصلہ ہے دیکھو کتاب استبصار جلد ۲ صفحہ
قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ عَارِيَةِ الْفَرْجِ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ قُلْتُ فَاِنْ كَانَ مِنْهُ وَلَدٌ فَقَالَ
لِصَاحِبِ الْجَارِيَةِ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْفَرْجَ عَلَيْهِ یعنی راوی نے دوبارہ عاریۃ فرج عورت اور اسکی اولاد کے متعلق
مسئلہ امام جعفر علیہ السلام سے پوچھا تو امام صاحب نے کہا کوئی خوف نہیں۔ اور کہا کہ اگر اس سے اولاد پیدا
ہو جائے تو وہ ان کے صاحب کی ہوگی بشرطیکہ ان سے شرط ہو چکی ہو اور کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ میں
مذکور ہے کہ حصہ کوئی شخص اپنی لونڈی کا حلال اپنے بھائی پر کر دے اتنا ہی حلال ہوتا ہے باقی نہیں۔ اگر مالک نے
فرج اسکا حلال نہیں کیا تو اسکے بھائی مومن نے اس سے صحبت کر لی یعنی اسکی شرمگاہ سے لذت اٹھائی تو وہ زنا
نہیں اور نہ ہی ایسے زانی پر حد جاری ہو سکتی ہے۔ اور جلد ۲ صفحہ ۱۹۸۔ اسی کتاب میں مذکور ہے کہ ایک عورت حضرت
امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت عالیہ میں آئی اور کہا کہ حضرت میں نے زناہ کیا ہے مجھے پاک
کر دیجئے آپ نے اس پر حکم رجم یعنی سنگساری کا دیا اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو پتہ لگا تو آپ نے اس
سے کیفیت زناہ دریافت کی۔ اس عورت نے کہا میں جنگل میں جا رہی تھی مجھے سخت پیاس لگی میں نے ایک اعرابی
یعنی جانگلی سے پانی مانگا۔ اس نے مجھ سے شرمگاہ کی لذت طلب کی میں نے اسکو اپنی شرمگاہ دے دی اور آپس میں
دونوں نے زناہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا قبلہ والے کی قسم یہ زناہ نہیں ہے نکاح ہے الخ پس اب ملا خرچی
بتلائے کہ یہ مانگاں فرج اور پانی کے عوض زناہ آپ کے ہاں جائز ہوا کہ نہیں اور اس روایت نے فیصلہ کر دیا ہے یا نہیں
انصاف سے بتلائیے اور تمکو اَلرَّجُلُ يُحِلُّ جَارِيَتَهٗ لِاَخِيْهِ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ کا بھی پتہ لگ گیا ہے یا نہیں ہاں سنیئے
ادنا آنکھ اٹھا کر دیکھئے یہ سب افعال حرام اور ناجائز ہیں۔ ہاں البتہ لونڈی کو بالکل ہبہ اور آزاد کر دینا درست ہے اور جو تم
نے ہدایہ شریف کا حوالہ دیا ہے مرثیہ خواں جی اس میں کہاں لکھا ہے کہ اسپر کوئی شریعت کی سزا نہیں۔ ملاجی اس میں تو
تعزیر کا حکم ثابت ہے۔ اور ہارون الرشید کا قصہ جو تاریخ سے بیان کیا ہے کہ امام یوسف نے باپ کی لونڈی بیٹے پر
جائز کر دی تھی۔ ملا مرثیہ خوان بتلائیے کہ اس لونڈی نے کب بینہ یا اقرار مطابق حکم شریعت کے اپنے ہمخواب ہونے اسکے
والد سے ذکر کیا تھا اور کہاں لکھا ہے اور کونسی دلیل ہے جس کے برخلاف امام یوسف نے فتویٰ دیا تھا۔ اور تمہارا مسئلہ
باپ کے مرنے کے بعد مال متروکہ اسکی لونڈیوں کا مالک بیٹا بدل اولاد وغیرہ رشتہ داروں کے کون ہو سکتا ہے اور لونڈیوں کا کیا حکم
ہے اور مسئلہ کی بنا حقیقی ہے یا فرضی طور پر۔ چار چشم ملا جی کسی استاد سے علم پڑھ کر پھر اعتراض کریں۔ فافہم فلا تعجل +

مسئلہ ۳: شیعہ عورت فاجرہ سے بھی متعہ کرنا درست ہے کتاب استبصار جلد ۲ صفحہ ۷۸۔

ہذیان رافضی ۳: وکان من الکافرین استبصار میں فاجرہ عورت سے متعہ کرنے کی ممانعت ہے اُسنے عمداً عبارت ترک کر دی ہے۔ شرم کافی اسکو معلوم نہیں کہ ان کے ہاں اجرت پہ زنا کر لیا جاوے تو اس پر کوئی حد نہیں اور ان کے ہاں بن پیسے مزے اڑانیکی بھی اجازت ہے۔ در المختار میں ہے کہ اگر زناہ کا خوف ہو تو دستی مشین چلاؤ۔ ملخصاً۔

جواب از حنفی: کیا کہنا ہے رافضی جی تو غصہ میں آکر بوجہ خبث باطنی کے اپنے ایمان کو بھی جواب دے دیا ہے۔ اور خالی ہوکر وکان من الکافرین کا خود مصداق بن گیا ہے۔ اور استبصار جلد ۲ صفحہ ۸۰ کو کبھی نہیں دیکھ سکا عَنْ جَمِیْلٍ عَنْ زُرَارَۃَ سَأَلَ عَمَّارَۃَ وَاَنَا عِنْدَہٗ عَنِ الرَّجُلِ یَتَزَوَّجُ الْفَاجِرَۃَ مُتْعَۃً قَالَ لَا بَأْسَ یعنی امام جعفر سے یہ مسئلہ سائل نے پوچھا کہ متعہ فاجرہ عورت کا کیا حکم ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ متعہ کرنا دوسرے کی عورت کو بٹہ لگانا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فعل متعہ کو حرام کر دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عورت مجوسیہ و نصرانیہ سے متعہ درست ہے اور افسوس کہ ایک روایت کہ متعہ کو سنت رسول خدا قرار دیا گیا ہے نعوذ باللہ من ذلک۔ اور صاحب استبصار شیعہ نے یہ روایت لکھ کر فیصلہ دیا ہے کہ عفیفہ عورت سے متعہ کرنا افضل ہے بنسبت فاجرہ عورتوں کے اور جن سے ممانعت متعہ پائی جاتی ہے وہ تقیہ پر دال ہیں۔ اور فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ میں لکھا ہے کہ امام جعفر علیہ السلام کی اس مسئلہ میں گفتگو ہوئی۔ امام صاحب نے کہا یہ متعہ حلال قیامت تک ہے۔ کون شخص اسکو حرام کر سکتا ہے۔ حضرت کے مقابل نے جواباً کہا کہ متعہ آپ کی عورتیں و دختریں بھی کرتی ہیں ان کے لئے بھی ہے فَقَالَ یَسُرُّكَ اِنَّ نِسَاءَكَ وَبَنَاتِكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ فَقَالَ یَفْعَلْنَ قَالَ فَاَعْرَضَ عَنْہُ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ ذَکَرَ نِسَاءَہٗ وَبَنَاتِ عَمِّہٖ پس جب کہ یہ جواب تسلی بخش امام صاحب نے سنا تو لاجواب ہو کر اس سے منہ پھیر لیا نعوذ باللہ من ذالک۔ اب ملا اختر رافضی جی بتلائیے کہ جب تمہارے ہاں یہ متعہ سنت ہے تو تم میں سے کون کونسا شخص متعہ کا جنا ہوا ہے ان کی فہرست تحریر کرو اور جو تم نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام جعفر علیہ السلام پر کیا ہے اسکا جواب تو سلطان الفقہ جلد چہارم و اقوال الصحیح میں مفصل تمہارے بھائی وہابی کو دیا جا چکا ہے۔ اور اس مسئلہ کی بنا اجارہ باطل و فاسد پر ہے اور ہمارے ہاں تو اس خرچی زانیہ تو اچھا خاصا [illegible] دیکھو فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ سَاَلْتُ عَنِ الدَّلْكِ قَالَ نَاكِحُ نَفْسِہٖ لَا شَیْءَ عَلَیْہِ یعنی سائل نے بہ نسبت مشت زنی یعنی دستی مشین چلانے کے امام جعفر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواباً بلا کسی قید و عذر کے فرمایا کہ دستی مشین چلانے والے پر کوئی سزا و گناہ نہیں۔ اب اختر جی کچھ شرم آتی ہے

یا نہیں خوب زور سے دستی مشین برہنہ ہو کر اپنے شیعوں کے سامنے چلایا کریں ملا حول ولا قوۃ ونعوذ باللہ من ذلک
ہمارے مذہب میں تو مشت زنی کرنا حرام لکھا ہے۔ دیکھو تفسیر معالم وفتح البیان ذیل آیت کریمہ قَدْ اَفْلَحَ
الْمُؤْمِنُوْنَ اور کذب بیانی کرنے والوں کے لئے ہمارے ہاں بدوں جواب لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کے
اور کچھ نہیں اور مسائل اجتہادیہ اضطراریہ مقابل مسائل منصوص کے کچھ قدر نہیں رکھتے اگر رکھتے ہیں تو بیان کریں فافہم فلا تعجل

مسئلہ ۴: شیعہ مذہب میں ایک بار متعہ کرنے سے امام حسین کا درجہ ملتا ہے۔ دو دفعہ کرنے سے امام حسن کا۔ تین دفعہ کرنے سے حضرت علی کا۔ چار مرتبہ کرنے سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دیکھو کتاب شیعہ برہان المتعہ صفحہ ۵۲۔

ہذیان رافضی ۴: ملا یک چشم یہ روایت فضائل متعہ پر ہے جس میں تنقیدیں کی جاتی ہیں جو کہ مخالف ترجیح نہیں ہو سکتی اور اسکا جواب دور قعہ کرم الدین و میزان المقابل میں دیا جا چکا ہے اور درجہ کے معنی نبی اور امام کے کہاں ہیں۔ ملخصاً۔

جواب ۴ از حنفی: رافضی عقل کے اندھے سنئے خادم شریعت نے کہاں لکھا ہے کہ متعہ کرنے سے آدمی امام حسن وحسین وعلی ورسول خدا بن جاتا ہے۔ نعوذ باللہ میں نے بھی تو اس متعہ یعنی ایک قسم کے زناہ کا درجہ بھی آپ کے مذہب سے ثابت کیا تھا تم کیوں غصہ میں آگئے اور تم نے کب میری طرف اشتہار و میزان المقابل روانہ کی ہے تاکہ اسکا جواب بھی تمکو بل جاتا سارے ملا دیکھئے جو میں نے تمکو تحریر کیا ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحُسَيْنِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحَسَنِ وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ عَلِيٍّ وَمَنْ تَمَتَّعَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَتِيْ نقل از برہان المتعہ مؤلفہ ابو القاسم مجتہد لاہوری پسر حائری صاحب۔

اب ناظرین ذرا اس ۔ ۔ ۔ ۔ رافضی عقل کے اندھے سے دریافت کریں کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جگر گوشہ نے کس کس کے ساتھ متعہ کیا اور کتنی دفعہ کیا اور یہ سنت متعہ کس خانہ میں جاری ہوئی جو دیں بھر ان کا متبع بنیں۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۵: شیعہ مذہب میں کنجریوں کی کمائی حلال ہے کتاب شیعہ جلد ۲ فروع کافی صفحہ ۳۲۔

ہذیان رافضی ۵: یہاں پر بھی جاہل نے خیانت وافتراء پردازی کی ہے۔ اصل عبارت کو ترک کر کے کنجریوں کی کمائی کو حلال لکھا ہے حالانکہ کمائی کنجریوں کی حرام ہے جو زناہ کرتی ہوں۔

جواب ۵ از حنفی: منمبر ہذا میں بھی رافضی مجہول مرثیہ خان نے اپنے اوپر خود الزام بنا کر لگایا ہے۔ ناظرین

اصل عبارت شیعہ کو ملاحظہ کریں اور موذی مذکور کو دکھا دیں۔ کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۳۲ مطبوعہ نولکشور عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ کَسْبِ الْمُغَنِّیَاتِ فَقَالَ الَّتِیْ یَدْخُلُ عَلَیْھَا الرِّجَالُ حَرَامٌ وَالَّتِیْ تُدْعٰی اِلَی الْاَعْرَاسِ لَیْسَ بِہٖ بَاْسٌ وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ الْمُغَنِّیَۃُ الَّتِیْ تَزِفُّ الْعَرَائِسَ لَا بَاْسَ بِکَسْبِھَا یعنی ایک شخص نے کمائی گانے والی عورتوں کے متعلق امام جعفر علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے جواباً کہا جو زناہ کرتی ہیں حرام ہے۔ جو شادیوں میں بلائی جاتی ہیں گاتی ہیں اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ جو گا کر لیتی ہیں وہ حلال ہے اور کافی کلینی کی عبارت نمبر اول میں گذر چکی ہے جس میں صاف لکھا تھا کہ حضرت علی نے بعوض پانی کے زناہ کرانے کو حکم نکاح کا لگا دیا تھا جسکا جواب ملا اختر قیامت تک بھی نہیں دے سکتے اور شہر وزیرآباد۔ پشاور و لاہور وغیرہ میں کونسی کنجریاں تمہارے ہاں مل کر گانے والی مرثیہ خوانی کرنے والی زناہ سے پاک ہیں ان کی فہرست بیان کریں تاکہ ہم ان کو کنجریاں نہ کہیں۔ اور یہ کس آیت کریمہ میں ہے کہ گانے والی کی کمائی حلال ہے جواب دیں اور امام صاحب نے کسب زانی کی خرچی کو حلال کہا ہے ہمارے ہاں تو باتفاق صحیح قول میں زانیہ کی خرچی کو حرام لکھا ہے دیکھو کتاب مشارق الانوار و فتح المبین اور اسکی بنا اجارہ باطل و فاسد پر ہے جسکو تم رافضی سمجھ بھی نہیں سکتے اگر تم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب ظاہر روایت سے یہ ثابت بلا مرجوع قول کے کر دو تو دس روپیہ انعام لو۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۷ شیعہ مذہب میں اگر کسی شخص نے نکاح اپنی ماں وغیرہ محرمات سے کیا اور پھر اسکے ساتھ دخول کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا اگر اس لڑکے کو کسی نے کہا تو حرامزادہ ہے تو کہنے والے پر حد لگ جائیگی۔ کیونکہ ماں بہن وغیرہ کے ساتھ جو نکاح کیا گیا تھا وہ من وجہ صحیح اور درست تھا۔ کتاب شیعہ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ کتاب النکاح۔

ہذیان رافضی ۷:۔ جاہل ملا اصل عبارت عربی لکھئے جواب لیجئے یہ محض افترا ہے اس روایت میں تو صاف صاف لکھا ہے کہ محرمات سے نکاح حرام ہے اور ان کے ہاں تو عجیب مسئلہ ہے۔ چنانچہ اہلحدیث بھائیوں کی کتاب ظفر المبین سے لکھ دیتا ہوں کہ کسی شخص نے محرمات سے نکاح کر کے وطی کر لی تو امام اعظم کے نزدیک اس پر حد نہیں ملخصاً۔

جواب ۷ از حنفی [illegible]
کر دیتا ہوں۔ ترجمہ خود کریں فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ کتاب النکاح وَلَا یَکُوْنُ النِّکَاحُ ھُمْ زَنَادِقَۃٌ اَوْلَادُھُمْ

مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اَوْ اَرَادَ زِنَا وَمِنْ تَذْنِيبِ الْمَوْلُوْدِ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَلَدُوْا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ جُعِلَ الْحَدُّ لِاَنَّهٗ مَوْلُوْدٌ بِتَزْوِيْجٍ رَشَدَةً وَاِنْ كَانَ زِنَاهُ مُفْسِدًا لَهٗ بِجِهَةٍ مِّنَ الْجِهَاتِ الْمُحَرَّمَةِ وَلَوِ الْمَنْسُوْبُ اِلَى الْاَبِ مَوْلُوْدٌ بِتَزْوِيْجِ رَشَدَةٍ عَلٰى نِكَاحِ مِلَّةٍ مِنَ الْمِلَلِ خَارِجٌ مِنْ حَدِّ الزِّنَا وَلٰكِنَّهٗ مُعَاقَبٌ عُقُوْبَةَ الْفُرْقَةِ الخ اب نیم ملا صاحب سمجھ آگئی یا نہیں وہی مطلب ہے یا نہیں اور جو تم نے اپنے بھائی وہابی کی کتاب ظفر المبین سے نقل کر کے امام صاحب علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیا ہے اسکا جواب فتح المبین رد ظفر المبین واقوال صحیحہ وسلطان الفقہ جلد چہارم میں خود ملاحظہ کر لیں اور مختصر مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے فعل کرنے والے شخص کو بے حد مارنا چاہیئے اور ایسے فعل کرنے والے پر حد نہیں۔ ہاں رافضی جی دیکھئے تمہاری کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۷۷ میں لکھا ہے کہ ساس یا اپنی عورت کی بیٹی کے ساتھ زنا کرنے سے عورت حرام نہیں ہوتی اور لعف حریر مسئلہ شاید ملا اختر جی کو یاد ہی ہوگا اور اپنی ماں کا بوسہ لینا شہوت سے بحالت حرام نیز معلوم ہوگا۔ اس سے لئے ہم اسکو فی الحال ظاہر نہیں کرتے اگر ملا جی کو اسکی ضرورت ہوئی تو ظاہر کر دیں گے فقط فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۷:۔ شیعہ مذہب میں عورت کی شرمگاہ چومنا درست ہے۔ حلیۃ المتقین صفحہ ۷۷:۔

ہذیان رافضی:۔ جاہل ملا شرمگاہ چومنے کی ممانعت شرعی کہیں دکھا سکتا ہے اسکو اپنی کتب کی خبر نہیں جن سخت گندے مسایل درج ہیں۔ ملخصاً۔

جواب ۷ از حنفی:۔ ملا مرثیہ خوان جی بھلا امام کاظم اور امام جعفر علیہ السلام جیسے وجود ایسے ننگے اور بیحیائی دار مسئلے بیان کیا کرتے تھے ہر گز نہیں ہر گز نہیں ہمارے ایمان تو یہ شہادت نہیں دیتے لیکن تم ایمان سے بتلاؤ کہ ایسا فعل کرنا کہیں قرآن وحدیث وہماری کتب فقہ میں بھی یہ مسئلہ تمہارے ہاں ہیں دیکھئے صفحہ ۱۲۲ فروع کافی عَنْ اَبِيْ اِبْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ ثَانِيَةً مَسْئَلَةٌ عَنِ الرَّجُلِ يُقَبِّلُ فَرْجَ امْرَأَتِهٖ قَالَ لَا بَأْسَ اور فروع کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام برہنہ ہو کر بیٹھ گئے تو راوی سے فرمایا [illegible] سے امام نے فرمایا کہ آگے کی طرف تو ہاتھ نے چھپالی ہے اور پیچھے کی دونوں طرف سے۔ اور حلیۃ المتقین میں ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں انگلی ڈالدینا یا اسکو برہنہ کر دینا یا اس کی فرج کو چومنا درست ہے۔ کیا ناظرین آپ غور کریں کہ کیا یہ افعال انسانوں کے لئے ہیں یا حیوانوں کے لئے۔ ہمارے آقا نے نامدار [illegible] نے تو فرمایا ہے کہ تم اپنی عورتوں کے ساتھ انسانوں کی طرح برتاؤ کرنا یعنی ان کے پاس انسانیت کے طریق پر آنا اور مجامعت کرنا اور لہو ولعب بیشک ان سے کرنا لیکن حیوانات

کی طرح مجامعت نہ کرنا اور برہان الشیعہ تمہارے جیسے کسی متعصب شیعہ کی بنی ہوئی کتاب ہے اور فتاوے عالمگیری میں یہ فعل ناجائز لکھا ہے تم ہمارے کسی مجتہد کا یہ فتویٰ دکھاؤ تو جواب لو ارے طاجی تم کو شرم نہیں آتی کہ مقابل امام معصوم کے اقوال بقول اپنے پیش کرتے ہو۔ حالانکہ پھر ان کی بریت بھی کسی حیلہ سے نہیں کر سکتے۔ سچ ہے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ بھلا ملا مرثیہ خوان جی تمہارے مذہب میں ذکر سے نماز میں کھیلنا جائز لکھا ہے یا نہیں اور تمہارے ہاں منہ خداوند کریم نے شرمگاہ عورتوں کے چومنے کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں یا ذکر اپنے ذکر کے لئے سبحان اللہ جب کہ تمہارے ہاں شرمگاہ چومنے میں حرج نہیں تو اپنی عورت کے پستان خالی منہ میں ڈالنے سے حرمت رضاع کب ثابت ہوگی۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۵: شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ متعہ کا نزول قرآن کے ساتھ ہوا اور اسکی نسبت آنحضور سے جاری ہوئی یعنی اس زناہ کی سنت آنحضور علیہ السلام سے جاری ہوئی کتاب استبصار جلد ۲ صفحہ ۷۷۔

اسپر ہذیان رافضی ۵: یہ متعہ تو قرآن مجید و حدیث شریف و صحابہ تابعین وغیرہ سے ثابت ہے یہ ملا کی محض جاہلیت ہے کہ اسکو حرام و زناہ قرار دیا اور خدا و رسول کی توہین کرتا ہے یہ محض اسکا افتراء ہے واستبصار کے اس صفحہ پر نہیں۔ دیکھو اسکا ثبوت رسالہ متعہ علامہ حائری و سراج المذہب و طبری ملخصاً۔

جواب ۵ از حنفی: رافضی جی میں نے کہاں لکھا ہے کہ تمہارے مذہب میں یہ متعہ حرام ہے میں نے بھی سنت ہی لکھا ہے۔ چنانچہ استبصار جلد ۲ صفحہ ۷۷ سے یوں روایت تحریر کر دی گئی ہے عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ الْمُتْعَۃُ نَزَلَ بِھَا الْقُرْاٰنُ وَجَرَتْ بِھَا السُّنَّۃُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ ناظرین ذرا اس رافضی دشمن اہلبیت سے تو پوچھو کہ نبی علیہ السلام و اہل بیت نے کس کس عورت اور کس کس کی بیٹی یا بہن یا ماں سے متعہ کیا ہے ثابت کریں۔ اگر رافضی جی جواب دیں کہ انہوں نے نہیں کیا تو پھر ان کو جواباً کہنا کہ ارے بھلے مانس تم انکو بقول اپنے کیوں قرآن کا نافرمان بناتے ہو جب کہ تمہارے نزدیک یہ خدا کا حکم ہے اور وہ آیت تو پیش کر دیجئے جس سے یہ متعہ ثابت ہوتا ہے۔ قرآن تو اس بات پر شاہد ہے کہ تم چار عورتوں حرہ سے زائد جمع مت کرو۔ ہاں اگر تم کو طاقت ہے اور ضرورت اس سے زیادہ کی ہے تو لونڈیاں رکھ لو اور یہ بھی فرما دیا کہ تم اپنی شرمگاہ کی حفاظت رکھنا اور یہ نہیں فرمایا کہ تم متعہ یعنی زناہ کرتے پھرنا اور ملا مرثیہ خوان جی سنئے اور دیکھئے کہ امامان معصوم نے اس متعہ کو کس قدر مذموم سمجھا ہے فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ فِی الرَّجُلِ یَتَزَوَّجُ الْبِکْرَ الْمُتْعَۃَ قَالَ

نکوۃ الصب علیٰ اھلھا۔ یعنی عورت بکرہ سے متعہ کرنا کے خاندان پر بٹہ لگانا ہے اور حضرت امیر نے حضرت ابن عباس سے کہا تو مرد عیاش ہے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ سے منع کر دیا ہے اور کتاب استبصار جلد ۲ صفحہ میں مسطور ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لُحُوْمُ الْحِمَارِ الْاَہْلِیَّۃِ وَالنِّکَاحُ الْمُتْعَۃِ یعنی فرمایا کہ حرام کر دیا نبی علیہ السلام نے گوشت گھر لو گدھے کا اور نکاح متعہ کا اور فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ متعہ کو بالکل چھوڑ دو کیا تمہیں حیا نہیں آتی عورت غیر کا سال اپنے بھائیوں کے آگے بیان کرنا عَنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ فِی الْمُتْعَۃِ دَعُوْھَا اَمَا یَسْتَحْیِیْ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّرٰی فِیْ مَوْضِعِ الْعَوْرَۃِ فَیَحْمِلُ ذٰلِکَ عَلٰی صَالِحِیْ اِخْوَانِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الخ پس رافضی مرثیہ خوان جی پتہ لگا ہے یا نہیں پس ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ متعہ منسوخ ہو کر حرام ہو چکا ہے اور اس میں اور زناہ میں کچھ فرق نہیں کیونکہ یہ فعل عیاشی و بے حیائی پر مبنی ہے۔ ذرا غور سے ملاحظہ کریئے۔

۱:۔ خرچی زنا کی پہلے ادا کی جاتی ہے اور متعہ میں بھی دیکھو کتاب تنبیہ المنکرین۔ ص ۱۹۲

۲:۔ زناہ میں خرچی کا تعین نہیں ہوا کرتا اور متعہ میں بھی نہیں۔ کتاب شیعہ تنبیہ المنکرین صفحہ ۲۹ و فروع کافی جلد ۲

۳:۔ زناہ کے لئے پوشیدگی و تنہائی ضروری ہے اور متعہ کے لئے بھی اعلان و اشتہارات کی ضرورت نہیں ہوتی

۴:۔ زناہ کے لئے بھی تعین وقت شرط ہے۔ متعہ کے لئے بھی شرط ہے ورنہ باطل ہوگا صفحہ ۱۱۷ جامع عباسی۔

۵:۔ زناہ میں زانی کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ جتنی عورتوں سے چاہے زنا کرے متعہ میں بھی یہ کوئی رکاوٹ نہیں۔ چاہے ہزار عورت سے متعہ کرتا پھرے یا جسقدر چاہے تَزَوَّجْ مِنْھُنَّ اَلْفًا فَاِنَّھُنَّ مُسْتَاْجَرَاتٌ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۱۹۔ اور استبصار میں ہے مَا یَحِلُّ مِنَ الْمُتْعَۃِ قَالَ کَمْ شِئْتَ۔

۶:۔ کنجریوں پیشہ دار کو پردہ نہیں ہوتا۔ متوعہ عورتوں کو بھی پردہ جائز نہیں ہوتا۔ دیکھو استبصار جلد ۲ صفحہ ۲۹۹

۷:۔ زناہ میں غرض دفع شہوت کی ہوا کرتی ہے نہ کہ بقائے غرض نسل انسانی اور متعہ میں بھی غرض و مقصد منی کا خارج کرنا ہی ہوتا ہے۔ تنبیہ المنکرین صفحہ ۶۔

۸:۔ زانی مرد جب چاہے بلا طلاق الگ ہو جاتا ہے متعہ میں بھی یہی حال ہے۔ دیکھو جامع عباسی صفحہ ۱۱۷

۹:۔ زناہ میں بھی وارث کے حقدار نہیں ہوتے اس میں بھی وَلَا تَوَارُثَ وَلَا تَلَقَّ کافی میں موجود ہے صفحہ ۱۱۵ و جامع عباسی صفحہ ۱۳۵۔

نمبر ۱: زناہ میں بھی نان ونفقہ مزنیہ کا زانی مرد پر واجب نہیں ہوتا اور متعہ میں بھی یہی حال ہے۔ دیکھو جامع عباسی صفحہ ۱۱ علاوہ مزنیہ عورتوں کے لئے کوئی عدت نہیں ہوا کرتی اسی طرح ممتوعہ عورتوں میں بھی ولا عدۃ لہا مسطور ہے فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۳۔

پس اگر رافضی جی کے پاس ان دلائل کے توڑنے کے لئے کچھ سامان ہے تو پیش کرے اور امام مالک کیطرف تحریر ہے کہاں سے موطا میں صاف صاف لکھا ہے کہ متعہ ناجائز ہے اور محولہ کتابیں اکثر انکے مذہب کی ہیں۔ جو ہمارے لئے حجت نہیں۔ اور بخاری وغیرہ کی روایات منسوخ ہیں جن پر فریقین کے دلائل شاہد ہیں۔ ذرا رافضی ان کو تحریر تو کرے دیکھئے جواب کس طرح نکلتا ہے۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۹: شیعہ مذہب میں کتے پس خوردہ یعنی شکار سے بچا ہوا مسلمانوں کو کھانا درست ہے استبصار شیعہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔

ہذیان رافضی ۹: جاہل ملا نے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا ہے صاحب استبصار نے کتے معلم کا ذکر کیا ہے ان کے مذہب میں تو کتے سؤر کا پس خوردہ پاک ہے حاشیہ کنز وغیرہ ملخصًا۔

جواب از حنفی ۹: رافضی مرثیہ خوان جی ذرا ملتانی کا مغالطہ وافتراء تو ثابت کیجئے۔ ارے دیکھئے کتاب استبصار جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْكَلْبِ يُمْسِكُ عَلَيْكَ صَيْدًا وَقَدْ اَكَلَ مِنْهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ اِنْ اَكَلَ وَهُوَ لَكَ حَلَالٌ۔ یعنی راوی نے امام جعفر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ کتے شکاری کا پس خوردہ کھانا جائز ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ اب رافضی جی میں نے کب کہا ہے کہ کتے غیر شکاری کا ان کے مذہب میں حلال ہے کیوں خواہ مخواہ خادم کو برا کہہ کر اپنے ایمان کو جواب دے دیا ہے اور یہ کہاں ہمارے مذہب احناف میں کتے شکاری کا پس خوردہ حلال ہے۔ ہم مسلمان تو ایسے شکاری کتے کا پس خوردہ حرام جانتے ہیں۔ تمہیں مبارک ہو اور کنز وغیرہ کسی متن یا مفتی بہ روایات سے پس خوردہ خنزیر و کتے کا ثابت کرو تو پانچ روپیہ انعام لو اور اسکا جواب بدوں اس آیت کریمہ کے ہمارے پاس کچھ نہیں لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ فافہم ولا تعجل

مسئلہ ۱۰: شیعہ مذہب میں جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کتاب استبصار شیعہ جلد ۱ صفحہ ۷۷۔

ہذیان رافضی ۱۰: یہ روایت جلد ثانی صفحہ ۷۷ استبصار میں نہیں ملا یک چشم کا افتراء ہے۔ یہ روایت مختلف طریق کتب شیعہ میں مدرج ہے جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا قاضی خاں وغیرہ ملخصًا۔

جواب از حنفی ۱۰: رافضی جی کچھ تو شرم کرتے۔ دیکھئے عقل کے اندھے مت بنو قال سألت ابا عبد اللہ

عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الرَّجُلِ وَهُوَ صَائِمٌ فَيُجَامِعُ اَهْلَهٗ قَالَ يَغْتَسِلُ وَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ۔ کتاب استبصار جلد اول حصہ دوم صفحہ ۸۰۔ یعنی راوی نے امام جعفر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ روزہ دار اپنی عورت سے صحبت کرلے تو اسکے لئے کیا حکم ہے تو امام صاحب نے فرمایا کہ وہ نہالے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور صاحب استبصار نے کہا ہے کہ چاہے یہ فعل کسی سے سہوا ہو یا نا سیا روزہ میں کچھ خلل نہیں ہوگا لَا يَلْزَمُهٗ شَيْئٌ وَقَدْ تَمَّ صَوْمُهٗ اور رافضی کیا اچھا ہوتا کہ تم اپنے گھر کا پہلے اچھی طرح پتہ لیتے پھر دوسرے گھر کی نکتہ چینی کرتے اور جو تم نے مشت زنی کا بہتان ہمارے ذمہ لگایا ہے رافضی جی بقول افواہ تمہارے کے تمکو امام جعفر علیہ السلام کے قول پر عمل کرنا فرض ہے دیکھئے کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنِ الدَّلْكِ قَالَ نَاكِحُ نَفْسِهٖ وَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ یعنی امام جعفر علیہ السلام سے ایک شخص نے بنسبت مشت زنی کے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسے فعل کرنے والے پر کچھ نہیں ہے یعنی بیشک کر لیا کر۔ اب ملاجی پتہ لگا اور جو تم نے قاضی خاں کا حوالہ دیا ہے اسمیں تو لکھا ہے کہ جب یہ فعل کرے اور انزال ہو تو روزہ ٹوٹ جائیگا کیونکہ انسان کے لئے ہاتھوں کو مشت زنی کے لئے نہیں بنایا ہے۔ اور دوسرے یہ مفتی بہ روایت نہیں۔ اگر یہ روایت مفتی بہ ثابت کر دیں تو انعام لیں۔ اور باقی تمہاری ہزلیات پر ہم بدول لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کے اور کچھ نہیں کہتے۔ جب تک کہ تم اپنا پورا ذخیرہ جہنمی نہ بنالوگے اور قاضی خاں وغیرہ میں لکھا ہے کہ جماع سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ فافہم ولا تعجل۔

مسئلہ ۱۱۱: شیعہ مذہب میں نماز میں اپنے عضو تناسل سے کھیل کرنا درست ہے۔ اور اس فعل سے نماز کو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ کتاب شیعہ استبصار جزو اول جلد ۲ صفحہ ۵۸۔

ہذیان رافضی: یعبث بذکرہ فی الصّلوٰۃ کے متعلق لَا بَاْسَ وارد ہے اور دوسری روایت مس ذکر اس کی تشریح کرتی ہے۔ مس ذکر کیا جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اہلسنت کے ہاں نماز میں گوز مارنے سے نماز درست ہوتی ہے۔ گدھے وغیرہ کو ہانکے تو نماز نہیں ٹوٹتی ملخصًا۔

جواب ۱۱۱ از ملتانی: رافضی صاحب اپنی من گھڑت آیات کو امام صاحب کے قول پر زائد نہ کیجئے ذرا آنکھ سے چھونکے اتار کر دیکھئے کتاب استبصار صفحہ ۵۸ جلد اول قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الرَّجُلِ يَعْبَثُ بِذَكَرِهٖ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَقَالَ لَا بَاْسَ۔ یعنی راوی نے پوچھا کہ ایک شخص نماز مفروضہ میں اپنے ذکر سے کھیلتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ اور اسکی تشریح یوں مذکور ہے عَنِ الرَّجُلِ

یلعب بذکرہ حتی ینزل قال لا باس ولم یبلغ بہ ذلک شیئ دیکھو رسالہ قاطع الانف صفحہ ۱۵۔ اور کتب لغت میں یلعب کے معنی بازی کردن کے ہیں اور یہاں پر مضارع کا صیغہ ہے جسکی خصوصیت استمراری ہوتی ہے اور فروع کافی جلد اول صفحہ ۲۰ میں مذکور ہے کہ اگر نماز میں ودی یا مذی بہہ کر ایڑیوں تک چلی جاوے تو نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ وضو ٹوٹے گا۔ اور استبصار میں لکھا ہے کہ اسکے وضو نے کی بھی ضرورت نہیں۔ اور مسئلہ دربارہ گوزوہ تمہارا ہی ہے دیکھئے کتاب استبصار جلد اول صفحہ ۱۷۴ الرجل یحدث بعد ما یرفع راسہ من السجدۃ الاخیرۃ قال تمت صلوتہ وانما التشہد سنۃ فی الصلوۃ الخ رافضی جی انصاف کیجئے کہ وہ ہی بعینہ وہی مسئلہ ہے یا کچھ فرق ہے پس جو تمہارے ہاں اسکا جواب ہے وہی ہمارا ہے اور اسی کتاب میں صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ حضرت علی نے بے وضو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور ان کی نماز تو درست ہوگئی اور لوگوں کو لوٹانی پڑی اور مسئلہ نمبر ۲ کتاب محولہ سے نہیں ملا اصل عبارت لکھو اور جواب لو۔ اور باقی کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ فعل ان کے ڈرانے کی نیت سے کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور باقی ہذلیات کا جواب بدل لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ہمارے ہاں کچھ نہیں۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۲ ۔ شیعہ مذہب میں مذی یا ودی بہہ کر ایڑیوں تک چلی جاوے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ نماز فاسد ہوگی کتاب فروع کافی جلد اول صفحہ ۲۱۔

ہذیان رافضی ۱۲ :۔ اسکا جواب دو ورقہ کر مدین ساکن بھیس کو دیا جا چکا ہے اب اعادہ کی ضرورت نہیں ملتانی ٹٹو اگر ذی علم ہوتا تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتا ایسا مسئلہ تو موطا امام مالک وغیرہ میں لکھا ہے۔ ملخصاً۔

جواب از حنفی ۱۲ :۔ ارے لاہوری خچر تمہارا جواب تو مثال الٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے کی ہے۔ ذرا ہوش سے سنیئے دیکھ امام جعفر علیہ السلام تمہارا کس طرح گلا کاٹ کر جواب دیتے ہیں۔ کتاب فروع کافی جلد اول صفحہ ۲۱ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان سال من ذکرک شیئ من مذی او ودی انت فی الصلوۃ قال لا تغسلہ ولا تقطع الصلوۃ ولا تنقض لہ الوضوء وان یبلغ عقبیک۔ اور دوسری روایت میں ہے محمد بن مسلم سے قال سالت ابا جعفر علیہ السلام عن المذی یسیل حتی یصیب الفخذ فقال لا تقطع صلوۃ ولا تغسلہ من فخذہ پس خچر لاہوری جی ان ہر دو روایات سے اصل مطلب مذی اور ودی نماز میں جاری ہو کر ایڑیوں تک جانیکا نکلا ہے یا نہیں۔ اور مذی و ودی کے پاک ہونے کا ثبوت ملا ہے یا نہیں۔ اگر رافضی جی زیادہ اس مسئلہ کی تشریح دیکھنی منظور ہو تو استبصار علی الشرائع میں ملاحظہ کر لو۔ اور جو تم نے موطا امام مالک کا حوالہ دیا ہے وہ بالکل غلط

ہے۔ عبارت لکھو۔ جواب لو۔ اور منی ہمارے مذہب حنفی میں نجس ہے۔ اگر اسکا پاک ہونا تم اس مذہب میں ثابت کردو تو اپنے خطاب مشہور کے مطابق انعام حاصل کرو۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۳۔ شیعہ مذہب میں حق امر کو ظاہر کرنا درست نہیں جو ظاہر کرے گا اسکو اللہ تعالٰے مذلیل اور عذاب کرے گا کتاب اصل کافی صفحہ ۴۵۸۔

ہذیان رافضی ۱۳:۔ یہ مسئلہ متعلق تقیہ کے ہے جسکا انکار کرنا کفر ہے قیامت تک جاری ہے۔ اس مقام پر بھی جاہل ملا نے افتراء کیا ہے اور ان کے ہاں بھی تقیہ ثابت ہے۔ بخاری وبیضاوی وکنز العمال ملخصاً۔

جواب ۱۳ از حنفی:۔ رافضی جاہل مرثیہ خواں جی یہ تو تم مان گئے کہ تقیہ قیامت تک جاری ہے۔ پھر تمہارا افتراء کہنا کیا معنے۔ اور ملا سن اور دیکھ جو میں نے روایت بیان کی تھی اصول کافی صفحہ ۴۸۵ و ۴۸۶ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا سُلَيْمَانُ اِنَّكُمْ عَلٰى دِيْنٍ مَنْ كَتَمَهٗ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَذَاعَهٗ اَذَلَّهُ اللّٰهُ الخ اور صفحہ ۴۸۶ میں ہے کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا يَا مُعَلّٰى اُكْتُمْ اَمْرَنَا وَلَا تُذِعْهُ فَاِنَّهٗ مَنْ كَتَمَ اَمْرَنَا وَلَمْ يُذِعْهُ اَعَزَّهُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَجَعَلَهٗ نُوْرًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ يَقُوْدُهٗ اِلَى الْجَنَّةِ يَا مُعَلّٰى مَنْ اَذَاعَ اَمْرَنَا وَلَمْ يَكْتُمْهُ اَذَلَّهُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَنَزَعَ النُّوْرَ مِنْ بَيْنِ عَيْنَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ الخ۔ اب ناظرین اختر جی لاہوری سے دریافت کریں کہ ملتانی نے کونسا افتراء باندھا ہے کیا اس عبارت کا یہ مطلب نہیں جو حق امر ظاہر کرے گا وہ دنیا وآخرت میں ذلیل ہوگا۔ اور جو شخص حق امر کو چھپائے گا اس کی اللہ تعالٰے دنیا وآخرت میں عزت کرے گا۔ یا کچھ اور ملا مرثیہ خوان جی جواب دیں اور جو تم نے کہا ہے کہ اس مسئلہ کی بنیاد تقیہ پر ہے جو قیامت تک رہے گا۔ اور اسکا منکر کافر۔ ارے ملا جی بتلائیے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت موسٰی علیہ السلام وحضرت نوح علیہ السلام ودیگر انبیاء علیہم السلام نے کب تقیہ کیا تھا اور کب تبلیغ احکام میں انہوں نے قصور کیا تھا۔ اور قرآن مجید اسپر شاہد ہے کہ جو شخص حق امر کو چھپا وے اس پر اللہ کی لعنت ہے وَالَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ تا آخر يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ تک غور سے پڑھیں اور ملا راضی سینئے۔ اگر تقیہ کرنا فرض ہوتا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ جگر گوشہ بتول نے کیوں کربلا میں تقیہ کو ترک کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کیوں اپنی کتاب نہج البلاغت میں تقیہ کو مذموم سمجھ کر اسکے کرنے والوں پر حکم نفاق کا لگا دیا۔ اور ملا اختر جی مترجم نہج البلاغت سے ان مختلف مقامات کو غور سے پڑھو۔ اور سوچ سمجھ کر فتوئی کفر کا لگایا کرو۔ وبعد ہذا کتاب نہج البلاغت صفحہ ۲۱۷ میں ہے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے قسم خدا کی میں نے کبھی کبھی امر حق کو نہیں چھپایا اور نہ

کبھی کوئی جھوٹ بولا۔ اور صفحہ ۳۱ میں فرمایا کہ کذب و دروغ سے دوری اختیار کرو۔ کیونکہ یہ صفت ایمان سے دور کرنے والی ہے اور صفحہ ۵۵۳ پر ہے کہ فرمایا کہ ایمان کی علامت یہ ہے کہ اگر جھوٹ سے تجھ کو نفع پہنچے تو بھی سچ کہو۔ اگرچہ اس میں بڑا نقصان ہی ہو الخ اور صفحہ ۴۹۴ حضرت طلحہ و زبیر کے یوں خط لکھ کر فرمایا کہ مجھے زندگی کی قسم کہ تم دونوں مہاجرین ہو۔ اور اس تقیہ کرنے اور حق چھپانے کے سبب زیادہ سزاوار نہیں ہو الخ یعنی تقیہ کرنے کرنے والا اور حق چھپانے والا سخت سزاوار ہے۔ کیونکہ تم نے بظاہر تو اطاعت کا اظہار کیا اور باطن میں نافرمانی کو چھپائے رکھا لہٰذا تم منافق ہو گئے۔ اور صفحہ ۲۱۵ میں فرمایا وہ بہت برا آدمی ہے کہ جو دو صورتوں کے ساتھ آدمیوں سے ملاقات کرے یعنی کبھی دوست بن کر ان کی تعریف کرے اور کبھی دشمن کے ساتھ ان کی شکایت کرے تو فرمایا ایسا شخص لوگوں کو فریب دینے والا جھوٹا اور مکار ہے اور فرمایا ایسا شخص جو دو زبان کے ساتھ ہو وہ منافق ہے۔ پس ملا رافضی جی دیکھا ان تمام دلائل قاطع سے ثابت ہوا کہ تقیہ کرنے والا اور خداوند کریم کے احکام چھپانے والا شخص منافق اور مردود ہے۔ اور تمہارے دلائل پیش کردہ سے نہ تقیہ ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی کتمان بلکہ صحابہ کا کمال ایماندار ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ ملا اختر جی ہماری کتابوں کی اصل عبارتیں تحریر کر کے جواب لیں۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۴: شیعہ مذہب میں گوشت خنزیر کھانے سے کوئی حد شرعی نہیں۔ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۲۱۔

ہذیان رافضی ۱۴: جاہل ملاں کی ایمانداری ملاحظہ ہو۔ لَيْسَ عَلَيْهِ حد سے لیا۔ باقی حصہ ہضم کر لیا۔ ڈکار تک نہ آنے دیا۔ اگر اسی پر اعتراض ہے تو حضرت یک چشم قرآن میں کہیں خنزیر کا گوشت کھانے پر حد دکھا سکتا ہے ان کے ہاں تو اگر بکری کا بچہ سورنی کے دودھ کے ساتھ پالا جائے تو اسکا کھانا حلال ہے۔ غایۃ الاوطار جلد ۴ صفحہ ۱۹۶ اور اختلاف الائمہ۔ امام مالک کے مذہب میں خنزیر سے سب اشیاء پاک لکھتے ہیں سوائے گوشت خنزیر کے۔

جواب ۱۴ از حنفی: ملا اختر رافضی چار چشم جی گالی گلوچ دینا ہی تمہارا کام ہے۔ بیشک خالق خدا دیکھ رہی ہے اور ہمارا یہ ایمان نہیں۔ کہ ہم آئمہ دین کی طرف ایسے واہی تباہی مسائل منسوب کریں جیسے تمہاری کتب صحاح میں مسطور ہیں۔ جن سے تم دراصل نادم ہو کر جواب نہیں دے سکتے چنانچہ مسائل متنازعہ درپیش ہے وهو ہذا۔ کتاب فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ کتاب الحدود۔ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ اَكَلَ مَيْتَةً وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ عَلَيْهِ اَدَبٌ فَاِنْ عَادَ اَدَبٌ وَلَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ الخ یعنی امام جعفر علیہ السلام نے اپنے شیعہ کو فرمایا کہ گوشت خنزیر وغیرہ تین مرتبہ کھانے پر کوئی حد نہیں۔ صرف تنبیہ ہے اور اسی کتاب

فروع کافی کتاب الصید صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے کہ امام علیہ السلام وگوں کو بلا کسی عذر کے حرام گوشت کھانے کا حکم دیتے تھے الجواب اختر رافضی جی سنا ہے اور پتہ لگا ہے۔ ہمارے ہاں تو لکھا ہے کہ جو شخص ... سوئر وغیرہ حرام اشیاء بد کو کور کو کھاتا ہے اس کے لئے تعزیر ہے۔ چاہیئے کہ حاکم وقت اسکو قتل کرادے یا وطن سے بیوطن کرادے یا کوئی اور سزا حسب رائے اس پر قائم کرے اور اگر کوئی شخص حرام قطعی کو حلال جانے اور کھائے تو وہ باتفاق مرتد قابل قتل ہے اور اگر جان بچانے کے لئے ذیل حکم غَیْرَ بَاغٍ کھائے تو سکے لئے مباح ہے۔ لیکن رافضی جی تمہارے ہاں تو صرف تنبیہ ہی کافی ہے اور ہمارے مذہب حنفی میں تو چمڑا خنزیر کا کبھی دباغت سے بھی پاک نہیں ہوسکتا یہ محض تمہارا بہتان ہے۔ اور نہ ہی ہماری کتب ظاہر روایت میں کہیں اسکو پاک لکھا ہے۔ اگر تم دکھا دو تو اپنے خطاب کے مطابق انعام حاصل کرو۔ اور کتاب اختلاف الائمہ[1] کسی تمہارے جیسے آدمی کی ہے جو کہ مفتی بہ نہیں۔ اور مسئلہ ثانی بوجہ اختلاط ہونے کے حلال ہے کیونکہ اسکے وجود میں جب کہ اثر دودھ کا نیست و نابود ہوگیا تو پھر حلال جانور کی حلت میں کونسا صاحب عقل انکار کرسکتا ہے۔ اور اس نے ماکولات اشیاء جن کی پیدائش نجس العین وغیرہ کی آمیزش سے ہی ہوتی ہے۔ جنکو تم لوگ بھی شب و روز کھاتے پیتے ہو اور ان کے کھانے پینے کے بدون تمہارا جینا ہی محال ہے پھر اعتراض ہی کیا۔ اور اسکے علاوہ تمہاری کتاب کلینی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ میں لکھا ہے کہ اگر گوشت کسی کو کسی بستی میں مل جائے اور اسکے حلال و حرام ہونے کا کچھ پتہ نہ چلا تو اس گوشت کو آگ پر رکھ دیں اور کھالیں۔ جو انقبض ہو وہ حلال اور جو انبسط ہو وہ مردار۔ اور اسی کتاب کے آگے لکھا ہے کہ اگر روغن زرد یا تیل میں کتا یا چوہا گرے تو ان کو نکال کر شیعہ شخص بیشک کھالیں۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۵:۔ شیعہ مذہب میں ڈول چمڑے خنزیر سے بنانا درست ہے۔ مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیہ صفحہ ۴۔

ہذیان رافضی ۱۵:۔ جاہل ملانے یہ کہہ کر کہ خنزیر کے چمڑے کا ڈول بنانا درست ہے سوائے مغالطہ دیا ہے حالانکہ اسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ایسا ڈول زراعت کے پانی پلانے کے لئے کافی ہوتا ہے اور ان کے ہاں کتے اور لومڑ کے چمڑے پر نماز پڑھنا درست ہے۔ دیکھو قاضی خاں صفحہ ۱۱۔

جواب ۱۵ از حنفی:۔ رافضی مرثیہ خوان جی بس تے کونسی زیادتی کی ہے میں نے بھی تو یہی لکھا تھا کہ ان کے ہاں خنزیر کے چمڑا سے ڈول بنانا درست ہے چنانچہ آپ نے مان کر امام معصوم کے قول و فعل کو رد کر دیا۔ ذرا غور

[1] اختلاف الائمہ ایک عربی میں ہے۔ مصنفہ امام شعرانی اور دوسری غیر مقلد کی ہے۔ آپ اس کی تشریح کریں ۱۲ منہ

کافی صفحہ ۴ کو اٹھا کر یہ حدیث دیکھئے عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَامُ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنِ الْحَبْلِ يَكُوْنُ مِنَ الشَّعْرِ الْخِنْزِيْرِ يُسْتَقٰى بِهِ الْمَاءَ مِنَ الْبِئْرِ هَلْ يُتَوَضَّاُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ قَالَ لَا بَاْسَ وُضُوْئُكَ وَسُئِلَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ جِلْدِ الْخِنْزِيْرِ يُجْعَلُ دَلْوًا يُسْتَقٰى بِهِ الْمَاءُ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ پس ان ہر دو روایات سے صاف صاف ثابت ہوا کہ خنزیر کے چمڑے اور اسکے بالوں کی رسی سے پانی نکال کر کنوئیں سے وضو کرنا درست ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کنواں اور ڈول اور رسی سب شیعہ کے نزدیک پاک ہیں چاہے شیعہ شخص اسکو پیئے یا وضو کرے اور اسی روایت کے آگے صاحب من لایحضرہ الفقیہ نے بیان کیا ہے کہ مردار کے چمڑے کے برتن میں روغن وتیل و پانی رکھنا درست ہے۔ اور جو تم نے روایت قاضی خاں کی ہمارے لئے پیش کی ہے وہ روایت مرجوع ومردود و نامقبول ہے۔ جسکا مفصل ذکر سلطان الفقہ جلد ۲ میں آچکا ہے۔ اگر تم یہ مسئلہ کتب ظاہر روایات سے دکھا دو تو انعام لو۔ اور ہمارے ہاں تو خنزیر کا چمڑا دباغت سے بھی پاک نہیں ہو سکتا ہے اور یہ مفتی بہ قول ہے اور باقی اشیاء بھی خنزیر کی نجس العین ہیں۔ دیکھو تفسیر حسینی و خازن وکتب فقہ معتبرہ یہ سب کچھ تمہارے ہی ہاں پاک ہیں تم بیشک ان کو استعمال کرو۔ دیکھو جامع عباسی۔ و فروع۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۶: شیعہ مذہب میں پانی کے عوض اگر عورت زنا کرائے تو اس پر کوئی تعزیر نہیں بلکہ یہ زنا حکم نکاح کا رکھتا ہے۔ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۸۔

ہذیان رافضی ۱۶: منافی کارٹون نے تقلید رئیس الخوارج لکھنوی روایت کا غلط مفہوم بیان کیا ہے اسکا مدلل جواب میزان المقابل میں دیا جا چکا ہے اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں اور آپ کے ہاں کتاب تبیان الحقائق فتوی محمد کا بھی ایسا ہی ہے اور در مختار بد دل گواہاں نکاح درست لکھا ہے صرف ان کی ایجاب قبول ہی کافی ہے ملخصاً۔

جواب ۱۶ از حنفی: ؎ جھوٹے موتی کی طرف کب دیکھتے ہیں جوہری ٭ بے صداقت آبرو ہرگز کبھی ملتی نہیں۔

اختر رجم الشیاطین چاوچشم بدید ہمارے عالم باعمل پر پڑا ہنکتا ہوا بکتا ہے کہ اس روایت کا یہ مطلب نہیں پس خادم شریعت اس امر کا فیصلہ اب اصل عبارت لکھ کر ناظرین کے انصاف پر چھوڑ دیتا ہے خود ناظرین انصاف کریں گے اور تمہارے بہتان کا جواب بھی خود سمجھ لیں گے۔ کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ اِلٰى عُمَرَ فَقَالَتْ اِنِّیْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِیْ فَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُرْجَمَ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَقَالَ كَيْفَ زَنَيْتِ فَقَالَتْ مَرَرْتُ بِالْبَادِيَةِ فَاَصَابَنِیْ

عَطَشٌ شَدِیۡدٌ فَاسۡتَسۡقَیۡتُ اَعۡرَابِیًّا فَاَبٰی اَنۡ یَّسۡقِیَنِیۡ اِلَّا اَنۡ اُمَکِّنَہٗ مِنۡ نَفۡسِیۡ فَلَمَّا اَجۡهَدَ نِیَ الۡعَطَشُ وَخِفۡتُ عَلٰی نَفۡسِیۡ مَقَامِیۡ فَاَمۡکَنۡتُہٗ مِنۡ نَفۡسِیۡ فَقَالَ اَمِیۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَیۡهِ السَّلَامُ تَزۡوِیۡجٌ وَرَبِّ الۡکَعۡبَةِ فقط۔ اب ناظرین انصاف سے فرمائیں کہ اس روایت شیعہ کا وہی مطلب نکلتا ہے یا کچھ اور کیا حضرت خلیفہ ثانی نے حکم رجم کا عورت مزنیہ کو دیا ہے یا نہیں اور حضرت علی نے بدوں گواہاں یہ زنا بحلف حکم نکاح رکھا ہے یا نہیں اور بعوض پانی کے زنا ہوا ہے یا نہیں فقط۔ اور رافضی باقی اعتراضات کا جواب اقوال الفصیحہ میں ملاحظہ کریں تسلی ہو جائے گی۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۷: شیعہ مذہب میں کتے اور خنزیر کی ہڈیاں و ریشم بفتوائے مرتضیٰ کے پاک ہیں جامع عباسی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۷ سطر ۱۹۔ اگر ان مسائل میں سے ایک مسئلہ بھی غلط نکلے۔ اور ان کی کتابوں سے نہ ملے تو فی مسئلہ غلط ثابت کرنے کے ہم دس روپیہ دینے کو تیار ہیں۔ فقط اشتہار روغط ختم۔

ہذیان رافضی ۱۷: بفرض تسلیم اگر یہ راست بھی ہو تو ایک سید مرتضیٰ علیہ الرحمۃ کا قول مذہب شیعہ کے لئے حجت نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب باقی کو سب آئمہ نجس کہتے ہیں۔ لیکن حنفی مذہب میں سب جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں۔ ملخصاً۔

جواب ۱۷ از حنفی: رافضی مرثیہ خوان جی من گھڑت تاویل کو کون مان سکتا ہے۔ ارے ملاجی دیکھئے فروع کافی جلد ۲ جزو ۲ صفحہ ۳۰۰۔ یہ فتوائے سید مرتضیٰ کا ہے یا کہ اماماں دین کا ہے عَنِ الۡحُسَیۡنِ بۡنِ زُرَارَةَ قَالَ کُنۡتُ عِنۡدَ اَبِیۡ عَبۡدِ اللّٰهِ عَلَیۡهِ السَّلَامُ وَاَبِیۡ یَسۡئَلُہٗ عَنِ اللَّبَنِ عَنِ الۡمَیۡتَةِ وَالۡبَیۡضَةِ عَنِ الۡمَیۡتَةِ وَالۡعَظۡمِ مِنَ الۡمَیۡتَةِ فَقَالَ کُلُّ هٰذَا ذَکِیٌّ قَالَ فَقُلۡتُ لَہٗ فَشَعۡرُ الۡخِنۡزِیۡرِ یُجۡعَلُ حَبۡلًا یُسۡتَقٰی بِهٖ مِنَ الۡبِئۡرِ الَّتِیۡ یُشۡرَبُ مِنۡهَا اَوۡ یُتَوَضَّاُ مِنۡهَا قَالَ لَا بَاۡسَ بِهٖ وَزَادَ فِیۡهِ عَلِیُّ بۡنُ عُقۡبَةَ وَعَلِیُّ بۡنُ الۡحُسَیۡنِ بۡنِ زُرَارَةَ قَالَ وَالشَّعۡرُ وَالصُّوۡفُ کُلُّہٗ ذَکِیٌّ۔ پس اب رافضی جی ان اماماں دین کے اقوال کو بھی تم مانو گے یا نہیں اور ان کے فتاوے تمہارے لئے حجت ہیں یا کہ نہیں۔ اور سید مرتضیٰ کے فتویٰ کی تائید ہوئی ہے یا نہیں۔ اور ان سے انکار کرنے والا تمہارے نزدیک کافر بنتا ہے یا نہیں۔ اور ہمارے نزدیک تو یہ سب اشیاء اجزاء خنزیر کے نجس العین ہیں بدوں حالت اضطراری کے ان سے فائدہ حاصل کرنا ناجائز ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اس پر شاہد ہے۔ لیکن افسوس کہ اس چارچشم کو آشنائیتہ نہیں کہ ہمارے اس اسلام پر کس قدر غیر مذاہب والے نکتہ چیں و حملہ آور ہو رہے اور اس امر پر اخبار شیطان و کتاب رنگیلا رسول دال ہے۔ لیکن ان بے علم مرثیہ خوانوں کذابوں کو اس دین حق سے

کیا واسطہ ہے یہ لوگ تو حلوے منڈے کھانے میں مستغرق وعبدالدرہم والدینار ہیں۔ اور ریتا وڈی قصے کہانیاں لوگوں کو سنا کر اپنی جیبیں گرم کرنا یہ سب بے حیا بے شرم مفسد پردازوں کا ہی شیوہ ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ اگر جاہل رافضی مرثیہ خواں ایسی حرکات وافعال مذمومہ سے باز نہ آیا تو پھر خادم شریعت کو بھی مجبوراً اس مذہب سبائی رافضیہ کی ضرور قلعی کھولنی پڑے گی۔ درگت بنانی پڑے گی۔ بعدازیں گلہ وشکایت شیعان رافضیاں کی خادم شریعت پہ بے جا ہوگی۔ ؎

من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

المعلن: خادم شریعت ابوالمنظور محمد نظام الدین ملتانی حال وارد وزیر آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور شیعہ کا ایمان

انجمن صدیقیہ اثنا عشریہ ملتان مصنف داستان معاویہ کے ہر دو حصہ کا مختصر رداز کتب اور مطالبہ خادم شریعت کہ شیعہ صاحبان اپنے مذہب کی کتابوں کو ملاحظہ کریں اور جواب دیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ لقولہ تعالیٰ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ولقولہٖ تعالیٰ اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اَنَا وَاٰلِ اَبِیْ سفیان اھلبیتین معانی الاخبار صفحہ ۹۰ مطبوعہ ایران کتاب معتبر مذہب شیعہ۔ یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم علوی اور سفیانی دونوں اہلبیت ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی خاندان قریش سے تھے۔ چنانچہ شیعہ منتہی الآمال میں ہے کہ عبدالمناف کے دو فرزند تھے۔ ہاشم۔ عبدالشمس امیہ حرب ابی سفیان معاویہ یزید۔ اور ادھر سے ہاشم کے فرزند عبدالمطلب اور ان کے فرزند ابی طالب اور ان کے فرزند حضرت علی اور ان فرزند حسنین

شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ اور یہ سب کے سب دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام فرزند اسمٰعیل علیہ السلام ومقامات حجر اسود وکعبہ وچاہ زمزم ودار الامان کے پودے تھے۔ اور خاصکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متقی اور صاحب حلم اور تمام شیعوں سے اعلیٰ ایماندار تھے۔ چنانچہ کتاب شیعہ آئینہ حق مطبوعہ یوسفی دہلی صفحہ ۱۰۹ میں امام معصوم واجب الاطاعت جنکا قول اور فعل تمام شیعوں کے لئے حق اور حجت ہے فرماتے ہیں واللہ معاویہ واسطے میرے بہتر ہے ان لوگوں سے جو گمان کر رہے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں۔ اور کتاب علل الشرائع مطبوعہ ایران صفحہ ۸۳ میں ہے کہ بایع الحسن ابن علی صلوات اللہ علیہ معاویۃ۔ یعنی بیعت کی حضرت امام حسن بن علی صلوٰۃ اللہ علیہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور ایسا ہی علامہ مجلسی شیعہ جلاء العیون جلد اول میں رقمطراز ہے۔

پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیعان پاک کے نزدیک بڑے متقی اور ایماندار اور صاحب عدل اور ماہر قرآن مجید تھے۔ ورنہ دست بوس اور امام ودینی مقتدا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو نہ بناتے اور نہ ہی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خود بیعت کرتے۔ بلکہ اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح لڑکر شہید ہو جاتے۔ اور علاوہ اسکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان واسلام میں اپنے مساوی نہ سمجھتے۔ چنانچہ فرمان عالی شان کتاب نہج البلاغت جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۱ میں بایں طور ناطق ہے وَمِنْ کتاب لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَتَبَہٗ اِلٰی اَھْلِ الْاَمْصَارِ یَقُصُّ فِیْہِ مَا جَرٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَھْلِ الصِّفِّیْنِ وَکَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اِلْتَقَیْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ وَالظَّاھِرُ اِنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِیَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِی الْاِسْلَامِ وَاحِدَۃٌ وَلَا نَسْتَزِیْدُھُمْ فِی الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَالتَّصْدِیْقِ بِرَسُوْلِہٖ وَلَا یَسْتَزِیْدُوْنَنَا اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِیْہِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ بَرَاءٌ۔

پس اس کلام پاک امام المسلمین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے صاف صاف فیصلہ ہوا کہ اسلام وایمان وتصدیق رسالت وتوحید میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع گروہ اپنے کے حضرت اسد اللہ الغالب

---

[1] اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا وَمَھْدِیًّا وَاھْدِ بِہٖ رواہ الترمذی اور امام احمد نے بایں الفاظ روایت کی ہے اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِہِ الْعَذَابَ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اے اللہ امیر معاویہ کو صاحب ہدایت کا بنا اور اسکو عذاب سے محفوظ فرما دیجئے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کا امر خلافت ان کے سپرد کر دینا اور ان کی بیعت کرنا ان کی بزرگی اور متقی اور امور دینیات کے ماہر ہونے پر کافی دلیل ہے اور شیعہ صاحبان ایمان سے فرمائیں کہ تمہاری نظم اور دیدہ و دانش سے کوئی فرد بشر ایسا بھی ہے جو بیان کرو حضرت علی اور حضرت جیسا ہوں کہ تم مرد میدان بن کر کبھی اپنی بزدلی ظاہر نہ کر سکو گے۔ [illegible] ۱۲۔

کے برابر و مساوی تھے۔ صرف اختلاف ان کا اجتہادی خون حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں تھا۔ پس اب شیعان کو لازم ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو ہرگز برانہ منائیں۔ اور ان کو گالی گلوچ دینے سے اپنی زبان کو بند رکھیں۔ اور امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے رہنما کو گالی گلوچ دے کر ان کے مزار اقدس کو نہ ستائیں۔ اور اپنے رسالہ داستان معاویہ ہر دو حصہ کا یہ مختصر جواب باصواب تصور کرکے انکو یاد کریں۔ اور احوال الرجال متروکہ کا حوالہ ہرگز نہ دیا کریں۔ اور دیکھیں کہ محدثین تمہارے ہی محولہ صاحبان نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں حدیثیں مشکوٰۃ وغیرہ کتب احادیث میں مسطور ہیں۔ ان پر کس قدر انہوں نے جرح کی ہے اور لکھ دیا ہے کہ فلاں حدیث ضعیف اور فلاں حدیث موضوع۔ دیکھو المسناۃ صفحہ ۳۹۵ تا ۳۹۸ حاشیہ مشکوٰۃ۔ پس فرمائیں کہ اب بھی پتہ چلا ہے یا نہیں۔ کیا اب حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فضیلت سے انکار کر دو گے جواب دو۔ ؎

فخر کیا کرنا ہے ایسے عقل پر　　　حشر میں روئے گا ایسے جہل پر

ملتانی دوستو! خدا کے لئے توبہ کرو اور گالی گلوچ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دے کر اپنا اعمال نامہ سیاہ نہ کرو اور ایسی ویسی روایتوں کو اہلسنت کے سامنے نہ کیا کرو۔ ؎

جھوٹے موتی کی عزت کب دیکھتے ہیں جوہری　　　بے صداقت آبرو ہرگز کبھی ملتی نہیں

دیکھئے بیا تو بد کلام خارجی حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو نعوذ باللہ مشرک کہنے لگ گئے کہ ان دونوں نے حکمین پر امارت کو کیوں مقرر کیا لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ الا ان علیاً و معاویہ الشرکا فی اللہ نیرنگ صفحہ ۵۹ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ ناظرین حق اور سچ کو قبول کرو اور کذب بیانی سے دور رہو اور سچی مت بنو! فقط

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری ؎ فصاحت

؎ اور باغی ہونا امیر معاویہ کا کہیں ثابت نہیں ۱۲۔ مورخہ ۱۲/۲۳ ؎ ہمارے مذہب حنفی میں یہ کہیں نہیں لکھا دکھا دو انعام حاصل کرو۔

اعتراض شیعہ

حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ امیر معاویہ نے لڑائی کی اور اپنے بیٹے یزید کے لئے خلافت پر بڑا زور دیا اور باغی

ہوا اور حضرت علی علیہ السلام کو یزید گالی دیتا تھا اس لئے ہم اسکو نہیں مانتے۔

جواب از خادم شریعت:۔

ہرگز ہوئے نہ مولوی عالی جناب کرم
گو چاٹ بیٹھے ساری سیاہی کتاب کی

جناب والا ہم کب کہتے ہیں کہ یہ فعل ان کا جائز یا اچھا تھا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ طرفین آپس میں جدی بھائی تھے۔ اور حضرت معاویہ نبی علیہ السلام کا سالہ بھی تھا اور کاتب وحی[1] بھی اور واقعی ان کی آپس میں لڑائی بھی ہوئی اور بعد از جنگ وجدال آپس میں صلح اور صفائی بھی ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت اسد اللہ الغالب نے ان کو نصف یا کچھ حصہ ملک بھی عطا کر دیا اور ہر ملک اور ہر شہر پہ یہ اشتہار بھی دے دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور جو ہمارے درمیان لڑائی صفین میں ہوئی ہے وہ صرف اختلاف خون عثمان تھا اور نہ وہ توحید و رسالت و تصدیق ایمان میں ہمارے برابر ہے۔ خدا و رسول کے مانتے ہیں نہ وہ ہم سے زیادہ نہ ہم ان سے زیادہ۔ معاملہ واحد ہے۔ دیکھو نہج البلاغت صفحہ ۱۰۵ جلد ۲ مطبوعہ مصری رَبَّنَا وَاحِدًا وَنَبِيُّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتُنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا۔ اور علاوہ اسکے امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ان کی بیعت کرنا اور ان سے ہزار ہا روپیہ وصول کر کے اپنے کام میں خرچ کرنا اور فرمانا کہ یہ میرے شیعوں سے بہتر اور اعلیٰ ہے اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ یہ ہمارے خاندان سے ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ ان کو گالی مت دو۔ اور علاوہ اسکے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو معاف کر دیا اس لئے حق نہیں کہ ان کو برا کہیں اور ایسا ہی حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور حضرت علی اسد اللہ الغالب کے درمیان تنازعہ ہوا اور حضرت مائی صاحبہ کی زبان سے ان کے حق میں ایسے الفاظ نکلے جو تحریر سے باہر ہیں دیکھو کتاب شیعہ احتجاج طبری صفحہ ۹۹ مطبوعہ ایران و حق الیقین صفحہ ۲۳۳۔ اور ایسا ہی آئمہ معصوم کے درمیان وہ تنازعات ہوئے ہیں کہ قلم کو طاقت نہیں

---

[1] معاویہ بن سفیان؛ صحابی اسلم قبل الفتح وکتب الوحی ومات فی رجب سنۃ ستین وقد قارب الثمانین ۱۲ نقل از تقریب التہذیب صفحہ ۲۵۰ مطبوعہ نولکشور۔ یعنی معاویہ بن سفیان صحابی ہے پہلے فتح مکہ کے اسلام لایا تھا اور کاتب وحی اور منشی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا ۱۲ خادم شریعت عفی عنہ؟ [2] قالت امیر المؤمنین علیہ السلام یا ابن ابی طالب اشتملت شملۃ الجنین وقعدت حجرۃ الظنین الخ اور حق الیقین کی یہ عبارت ہے۔ خطا بہائے درشت باسید اوصیا نمود کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ مثل خائنان در خانہ گریختہ یعنی اے ابی طالب کے بیٹے بچہ شکم کی طرح چھپ کر بیٹھا ہے اور خائنوں کی طرح گھر میں گھسا ہوا ہے الخ نعوذ باللہ ۱۲۔

کہ تحریر میں لائے ۔ اور ایمان کو زیبا نہیں کہ ظاہر کرے ۔ ہاں اگر شیعہ صاحبان اجازت دیں تو مجبوراً ان کی کتابوں سے تحریر کردوں گا ۔ اور اسوقت صرف اتنا ہی تحریر کردینا کافی ہے کہ ایسے تنازعات آپس میں ہوا ہی کرتے ہیں اور صلح بھی ہوجایا کرتی ہے ۔ لہذا زبان درازی ان کے حق میں نہ کی جائے ۔ اور جو اسنے یزید عنید کی نسبت چارہ جوئی کی وہ خلافت منہاج السنہ پر نہ تھی ۔ اسکی بنا محض بادشاہی کی بنا پر تھی ۔ خلافت حقہ جو امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر ختم ہو چکی تھی ۔ چنانچہ حدیث سفینہ سے ظاہر ہوتا ہے اور کتاب زبدۃ المصائب صفحہ ۲۹ امام شیعہ میں صاف لکھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس فعل سے روک دیا تھا کہ تم ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کی ایذاء نہ دینا اور تو جانتا ہے کہ وہ خون اور نواسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں ۔ ذرا ہوش کرنا ۔ لیکن اس بدبخت موذی یزید عنید نے اپنے باپ کے کہنے کی بھی کچھ پرواہ نہ کی ۔ اور دنیا سے ہی ظالم طوق لعینی کا گلے میں ڈال کر واصل جہنم ہوا اور گالی گلوچ دینا تو شیوہ اہل تشیع کا ہے ۔ اور ان روایات کے راوی سب مجروح ہیں ۔ اور اصول کافی شیعہ صفحہ ۴۸۴ سطر ۵ میں لکھا ہے کہ حضرت علی کو گالی دینے میں کچھ حرج نہیں قَالَ اِنَّکُمْ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی سَبِّیْ فَسُبُّوْنِیْ ۔ اور علاوہ اسکے مرزا احمد علی شیعہ لاہوری امرتسری مناظر نے بعدالت سنٹر سب جج صاحب دیوان سیتارام بی ۔ اے مورخہ ۲۶ میں بیان دیا کہ اگر کوئی مسلمان حضرت علی کو گالی دے تو بھی کافر نہیں ہوتا ۱۲ ۔ ہاں اور اہلسنت کے نزدیک تو وہ شخص ملعون ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے حضرت علی کو گالی دیں لاریب اس نے مجھے گالی دیں اور حضرت علی کے ساتھ کوئی شخص عداوت نہیں رکھتا مگر منافق قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ رواہ احمد (مشکوٰۃ) اب شیعہ صاحبان انصاف سے فرمائیں کہ کون محب علی کے ہیں ؎

شیوۂ علم درتم سیکھو نہ ہرگز اے بتو　　دیکھو دیکھو ہر کسی کا دل دکھانا منع ہے

فافہم ولا تعجل ۔

حضرات خرقہ پوشان درویشی ہر چہار سلسلہ والوں کیلئے نصیحت

حضرات اہلسنت وجماعت کو لازم ہے کہ تمام صحابہ کرام کے ساتھ ایمان رکھیں اور کسی پر بدظنی نہ کریں ۔ چونکہ صحابہ کرام تمام قطب اور اولیاء عظام سے شان ورتبہ میں اعلیٰ ترین ہیں ۔ چنانچہ ذیل کی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ نقل از بخاری ومسلم مشکوٰۃ باب مناقب

الصحابۃ. فصل اول یعنی حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر کوئی تم میں سے خرچ کرے احد پہاڑ کے برابر سونا تو نہ پہنچا نکو ایک مُد کی[1] ثواب کو اور نہ اسکے نصف کے برابر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے صحابی تھے جنہوں نے کئی مرتبہ اپنا مال جنگ، وجدال و حضرت امام حسن و حضرت علی رضی اللہ عنہما کو دیا چنانچہ کتب تاریخ و مکتوبات امام مجدد الف ثانی جلد اول صفحہ ۸۴ مکتوبات ۲۶ مطبوعہ نولکشور سے ظاہر ہوتا ہے (حاشیہ پر[2] دیکھو)

حدیث ۲: ۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي رواہ ترمذی و مشکوٰۃ۔ یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں نہ آگ لگے گی اس مسلمان کو کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا مسلمہ امر ہے۔ کَمَا مَرَّ۔ اور بخاری و مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت میں فرمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر بایں طور شاہد ہے۔

حدیث ۳: ۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رواہ بخاری۔ پس اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ گروہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور گروہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ دونوں پکے سچے مسلمان تھے اور جو ان کے درمیان پھوٹ ہو گئی تھی وہ امام حسن لخت جگر فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ذریعہ سے جاتی رہی۔ یعنی جب کہ امام صاحب نے خلافت منہاج السنۃ پوری کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی، اور ان کو اپنا امیر بنا لیا۔

حدیث ۴: ۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ

---

[1] مُد کہتے ہیں تقریباً گیارہ چھٹانک کے پیمانہ کو ۱۲۔

[2] شخصے از عبداللہ بن مبارک سوال کرد أَيُّهُمَا أَفْضَلُ معاويۃ ام عمر بن عبد العزيز قال الغبار الذي دخل انف فرس معاويۃ تبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خير من عبد العزيز كذا مرة الخ پس حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ہی سبب نقشبندیہ خاندان کے سلسلہ کی فوقیت پر چسپاں فرماتے ہیں کہ ان کا اعتقاد تمام صحابہ کرام بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی اسقدر رکھتے ہے اور تابعی ان کی شرح پر ایسی ہے جیسے امتحان ہے۔ ۱۲

نقل از مشکوٰۃ و علل الشرائع کتاب مذہب شیعہ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تمام صحابی میرے مانند ستاروں کے ہیں۔ جس کسی صحابی کے ساتھ پیروی کروگے راہ پاؤگے ہدایت کی اور ایک روایت میں ہے کہ اختلاف صحابیوں کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک رحمت خدا ہے۔ اور تمام صحابی مثل ستارے آسمانوں کے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر از روئے نورانیت قوی تر ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے کشتیاں چلتی ہیں اور بے راہوں کو راستے ملتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ستارے ہوتے ہیں کہ اپنے آپ میں بہت فرق و نور دیکھاتے ہیں۔

حدیث ۵:۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ الحدیث۔ نقل از مشکوٰۃ۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی صحابی کو نشانہ بنانا یا ان سے بغض رکھنا یا ان کو ایذا دینا خدا اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے جو کہ سبب جہنمی ہونے کا ہے۔

حدیث ۶:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ رواہ ترمذی و مشکوٰۃ۔ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس وقت دیکھو تم ان لوگوں کو جو برا کہتے ہیں میرے اصحابوں کو پس کہو لعنت خدا کی تمہارے اس فعل بد پر اور غنیہ شریف صفحہ ۹۷ مطبوعہ اسلامیہ لاہور میں حدیث حضرت انس سے مسطور ہے وَاِنَّہٗ یَجِیْئُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَنْقُصُوْنَھُمْ اَلَا فَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ اَلَا فَلَا تُشَارِبُوْھُمْ اَلَا فَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ اَلَا فَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ اَلَا فَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ وَعَلَیْھِمْ حَلَّتِ اللَّعْنَۃُ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحابوں کو پسند فرمایا ہے کہ انہوں نے مجھے مددی ہے اور بعض ان میں سے میرے سسر ہیں۔ عنقریب آخر زمانہ میں ایک قوم ان کے رتبہ کو گھٹائے گی خبردار تم ان کے ساتھ مت کھاؤ خبردار ان کے ساتھ مت پیو۔ خبردار مت ان کے ساتھ رشتہ لو اور خبردار مت ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ خبردار مت ان پر جنازہ پڑھو۔ ان پر حلال ہے لعنت۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَمَنْ سَبَّھُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ پس یہ فتوے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت پیر صاحب کا ہے اور سفرنامہ مکمل امام جلال الدین سید بخاری علیہ الرحمۃ کو صفحہ ۹ سے ملاحظہ فرما کر اپنے ایمان کو تازہ کریں۔ اور آئندہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں زبان درازی اور سوئے ظنی سے اجتناب کریں اور حضرت سید ممدوح فرماتے ہیں کہ شہر فرنگیا میں ایک امام باڑہ عشاویان عاشورہ میں تمام مرد اور عورتیں جمع ہو کر امام حسن اور حسین کا شہید نامہ پڑھتے اور سنتے ہیں اور ابیت

کچھ مال خرچ کرتے ہیں اور ثواب انکے روحوں کو بخشتے ہیں اور موذیوں کو لعنت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو محب اہلبیت تصور کرتے ہیں۔ اور جب انہوں نے حضرت امیر معاویہ کو گالی دیں تو میں نے کہا یہ مناسب نہیں کیونکہ حضرت امیر معاویہ بھی اصحابہ کرام سے ہیں وہ سن کر مجھ سے جھگڑ پڑے جنگ وجدال کی نوبت آگئی اور ان میں ایک عالم فاضل تھا منصف مقرر ہوا منصف نے انہیں جھوٹا قرار دیا تمام اس ماجرے کے بعد انہوں نے توبہ کی اور میرے پاؤں پکڑے۔ تقدیر الٰہی ایسی تھی لقولہ تعالےٰ وَمَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی کوئی مصیبت بغیر حکم اللہ تعالےٰ کے نہیں پہنچی وہ تو بدنام ہوئے اور مصداق اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ کے ٹھہرے اور ان مظلوموں کو شہادت کا درجہ مل گیا جوان کے سننے کافی ہے۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ حال وارد وزیر آباد

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

سیف الابرار

علی النجب الاشرار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدِہِ الَّذِیْ عَلَّمَہٗ عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الْعَالِمِیْنَ بِمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اخْتَارَھُمُ اللّٰہُ بِعُلُوْمٍ وَّفُنُوْنٍ ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ خادم شریعت الی المنظور محمد نظام الدین حنفی ملتانی قادری سروری از خلفائے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ برادران اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آجکل اخبار اہلحدیث وزمیندار وارد رسائل میں دیکھا جاتا ہے کہ ملک نجد اور اہل نجد اور محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اسکے متبعین کی ثناخوانی اور اسکے ظلم کی بربیت کے گیت گائے جاتے ہیں لہذا خادم شریعت نے برائے افادہ عوام الناس امر متنازعہ کو فرقہ غیر مقلدین کی کتب معتبرہ سے واضح کردیا ہے کہ مذبذبین کو اعتبار آجائے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بیان حالات ملک نجد و فرقہ وہابیہ و معنے وہابی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ھُنَالِکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ: رواہ البخاری نقل از مشکوٰۃ جلد ۲ باب ذکر الیمن فصل صفحہ ۵۷۷ مطبوعہ گلزار محمدی لاہور۔ یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کی ذات بابرکات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک شام ویمن کے لئے دو مرتبہ دعا برکت فرمائی اور جو لوگ حاضر مجلس اہل نجد تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائی جاوے۔ آپ نے تیسری بار کہا کہ اس ملک میں زلزلے اور فتنے اور سینگ شیطان کا ظاہر ہوگا۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ پیشگوئی آپ کی پورے طور پر محمد بن عبدالوہاب کے زمانہ میں ظاہر ہوئی۔ چنانچہ مولوی صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب ترجمان وہابیہ کے صفحہ ۳۲ تا ۴۰ میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں کہ نجد اس ملک کو جو متصل شام جانب شمال اور عراق سے جانب شمال اور عراق سے جانب مشرق اور حجاز سے جانب مغرب اور یمامہ سے جانب جنوب ہے اور محمد بن عبدالوہاب قبیلہ سالخ موضع درعیہ نجد میں تھا۔ یہ ایک بڑا امیر تھا۔ جب اس کا واسطہ ابن مسعود کے ساتھ ہوا تو ان سے اپنی وہابیت کی بہت زور شور سے ملکوں میں دعوت دی اور عبدالوہاب کی لڑکی سے ابن مسعود نے نکاح کرلیا۔ اور اسی وجہ سے ابن مسعود کے قبیلے نے محمد بن عبدالوہاب کی دعوت وہابیت قبول کرلی۔ اور بہت شہر وہابی ہوگئے۔ اور محمد بن عبدالوہاب نے ابن مسعود کو وعدہ دیا کہ تو ضرور حاکم نجد ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ ابن مسعود والیت نجد کا حاکم ہوگیا اور موضع درعیہ کو اس نے آباد کیا اور مساجد بنوائیں۔ اور محمد بن عبدالوہاب کی پاس خاطر بہت کیا کرتا تھا۔ اور وہابیت کو بڑے زور سے پھیلاتا تھا اور دین کے اختیارات محمد بن عبدالوہاب کو دیتے تھے۔ اور ابن مسعود نے سنہ ۱۷۹۰ء میں وفات پائی۔ اور محمد بن عبدالوہاب اپنے باپ کے کہنے پر خوب وہابیت پھیلاتا رہا۔ غرضیکہ مولوی سید صدیق حسن خانصاحب نے لکھا ہے کہ فرقہ وہابیہ نے مشہد امام حسین اور مشہد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر محاصرہ کرلیا اور لوٹ لیا اور خونریزی بیشمار کی اور امام حسین کی مزار کا سامان لوٹ والوں پر مباح کیا۔ اور کربلا میں خون کا بازار گرم کردیا اور پھر وہابیہ فرقہ نے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی۔ اور زور شور سے

خونریزی کی اور شرفاء مکہ کو قتل کر ڈالا۔ اور کعبہ شریف کو برہنہ کر دیا اور لوگوں کو دعوت وہابیت پر مجبور کیا۔ برابر تین ماہ تک مکہ شریف کا محاصرہ کیا۔ آخرالامر لوگوں نے دعوت وہابیت قبول کرلی۔ اور اس اثنا میں مسعود وہابی کا باپ عبدالعزیز قتل کیا گیا۔ اور پھر جدہ شریف پر بھی وہابیوں نے بہت کچھ ناجائز حرکتیں کیں اور پھر مدینہ منورہ کی طرف وہابیوں نے چڑھائی کی اور مزار مقدس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برہنہ کر دیا۔ اور اسی طرح ابا بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات در پیش آئے رقبہ مزار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابن عبدالعزیز وہابی نے ڈھانے کا قصد کیا۔ مگر اس امر کا مرتکب نہ ہو سکا۔ اور ساٹھ اونٹ خزانے کے لوٹ مار کر کے مدینہ منورہ سے اپنے ملک نجد درعیہ میں روانہ کر دیئے اور حج کعبۃ اللہ کا سوائے وہابیوں کے سب کو بند کر دیا گیا اور طرح طرح کی دغابازیوں و فریبوں سے انہوں نے کام لئے اور اپنی حکومت وہابیت پر زور دیا۔ پھر مولوی صاحب اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند میں کوئی مسلمان وہابی نہیں ہے۔ اس لئے جو کاروائی ان لوگوں نے ملک عرب میں عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خصوصاً کی اور جو تکلیف ان کے ہاتھوں سے ساکنان حجاز سے و حرمین شریفین کو پہونچی وہ معاملہ کسی مسلمان ہند وغیرہ نے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہیں کیا اور اس طرح کی جرأت کسی شخص سے نہیں ہو سکتی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتنہ وہابیوں کا ۱۸۱۸ء میں بالکل خاموش ہو گیا۔ ملخصاً نقل از ترجمان وہابیہ مطبوعہ محمدی لاہور ۱۳۱۲ھ ۳۱ تا ۴۰ تصنیف مولوی محمد صدیق حسن خان غیر مقلد اور علاوہ اسکے کتاب عجالہ بر دو رسالہ کے ضمیمہ صفحہ ۲۷ پایں طور مسطور ہے۔

وہابی کے معنے کیا ہیں

مولوی محمد حیدر اللہ خاں صاحب درانی المجددی نقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرانی میں لکھتے ہیں مورخ بلطردن جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بگ ناظر مدرستہ الالسن میں لکھتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور علی الخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو جرح والا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اسکے بدن سے ظاہر ہو کر زمین میں پھیل گیا اور جو اسکے سامنے آتا ہے اسکو جلا دیتا ہے یہ خواب اسنے معبرین کے سامنے بیان کیا جو کہ خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے اس خواب کی تعبیر دی کہ اسکا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پاویگا۔ آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہو گیا۔ جو ۱۱۱۱ھ میں متولد ہوا اور بعد از ہزار خرابی ۱۲۰۶ھ میں فوت ہو گیا یعنی اس نے چھپانے

سال کی عمر پائی۔ اور ابتداءً اس نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبد الوہاب) ملحد ہوگا۔ اور نیز اسکا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود انسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا تھا جنہوں نے اسکے قبل نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور قدرت خدا کی ہے کہ اسکو پورے طور دینے کی قدرت نہ دی جبکہ ۱۱۴۳ھ میں اس نے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظروں میں محترم رہا اور اپنے عقائد کے ظاہر کرنے سے اول اس نے اپنے کو قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اسکا نام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے۔ گویا آنحضرت سے ہمنام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ پھر اس نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ ان فروعات کی جو اس سے مستنبط ہیں۔ اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن ان کی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہیں۔ کیونکہ مدح اور تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے شایاں ہے۔ لہٰذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم میں قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگوں کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا لہٰذا اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ میں انکو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں۔ پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اسکا قتل بلاشبہ واجب ہے۔

پھر مورخ ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبد الوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اسکے مقلد ہوگئے۔ اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا۔ لیکن وہاں اسکی کچھ بن نہ آئی۔ اور آخر کار تیس برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ میں ۱۱۴۳ھ میں گیا لیکن وہاں کے علماء نے اسکی خوب خبر لی بالآخر ۱۱۵۰ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اسکا فسوں اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء میں ایک شخص ابن مسعود مسلی بہ اسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیرزادہ تھا اور جسکے عرب کے کئی قبائل اسکے خاندانی مرید اور مطیع تھے اس نے اپنی ایک مخفی آرزو کے لالچ سے کہ اسکی حکومت عالمانہ بصورت ریاست کی طرح سے بڑھے اور اسنے اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائیگا اور اسکے مذہب کی تائید سے اسکا دلی ارادہ پورا ہو نکلیگا اس نے محمد بن عبد الوہاب کا مذہب قبول کیا اور اسکے سارے مرید آبائی بھی اسکے ساتھ ہوگئے اور اسنے مذہب وہابیہ کو اسقدر تقویت دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اسکے مطیع ہو گئے۔ حتیٰ کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہوگئی اور محمد بن عبد الوہاب ان کا امام قرار پایا۔ اور ابن مسعود اسکے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا اور مدینہ

اور رعیہ انہوں نے اپنا دار السلطنت معین کیا۔ اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مقرر کر کے اپنے ملک و دولت کی توسیع میں ساعی ہوا۔ مگر حیات نے وفا نہ کی اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا حتٰی کہ ابن مسعود کا بیٹا عبد العزیز اسکا جانشین ہوا جو کہ شجاعت اور ہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا۔ اور محمد بن عبد الوہاب کے اعتقادات و قواعد کے مطابق دعوت دین وہابیہ بزور شمشیر شروع کر دی۔ پس جب کہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو اسکی تفہیم کے لئے بھیجتا تاکہ وہ اسکے اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اسکا اعتقاد قبول کر لیتا تو اسکو امن دے دیتا۔ ورنہ اسکے اسکی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر اسکے تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا لیکن بچوں اور عورتوں کا التعرض نہ کرتا تھا اور مطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی خلافت بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف تک پھیل گئی حتٰی کہ عبد العزیز ابن مسعود کے مرنے کے بعد تاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ مسعود ابن عبد العزیز لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبۃ اللہ میں خونریزی کی جس کی شان بقول قرآن ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا لیکن اس نے آمن کو غیر آمن بنا دیا اور حدود حرم جس میں جنگلی بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بمجرد داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے، اس وہابی بھیڑئے کے پنجہ سے حرم حل ہو گیا اور چاروں مصلے جلا دیئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی۔ اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے ایک رسالہ ابن عبد الوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجا جسکی اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اسکے دیکھنے سے مشتے نمونہ از خروارے عبرت کا باعث ہو چنانچہ لکھا کہ فَمَنِ اعْتَقَدَ اَنَّهٗ اِذَا ذَكَرَ اسْمَ نَبِيٍّ فَيَطَّلِعُ هُوَ عَلَيْهِ صَارَ مُشْرِكًا وَهٰذَا الْاِعْتِقَادُ شرك سواء كَانَ مَعَ نبي او ولي او ملك او جني او صنم او وثن سَوَاءٌ كَانَ يَعْتَقِدُ حصوله بذاته او باعلام الله تعالى بِاَيِّ طريقٍ كَانَ ليسير مشركًا وَمَنْ اعتقد النبي وغيره ولية وشفيعة فهو والبو جهل في الشرك سواء اَمَّا السابقون فاللات والسواع والعزّٰى وما اللاحقون محمد وعلي وعبد القادر ومن لم يفعل في حاجته يا الله وقال يا محمد وان اعتقد عبدا غير متصرف في الكل صار مشركًا وكذالك قد دلّ في ذلك شيخنا تقي الدين بن تيميه وقد ثبت ان السفر الى قبر محمد ومشاهده ومساجده وآثاره وقبر اي نبي او ولي وسائر الاوثان شرك اكبر۔

ترجمہ: یعنی جو کوئی اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اسکا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے

یہ اعتقاد ہو اس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں، پہلے بت لات اور سواع اور عزیٰ تھے لیکن پچھلے بت محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہے اور اگرچہ اسکو ایک بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ اور تحقیق اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے، کہ محمد کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے۔

پس مکہ کو غارت کرکے اس نے ۱۸۰۴ء میں مدینہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزائن بیشمار لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود بن عبدالعزیز نے جب کہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اسکے پاس سے ایک صندوق ملا جس میں سے تین سو نوے آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اسکے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق اور علی بن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قبے بھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام ہیں اور روضہ رسول کریم کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجیب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے **وهابی سرنگون** گر کر مرے اور اسی اثنا میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بہتوں کو جلایا۔ اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسیٰ کے اژدہا کی طرح نکلا جس نے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا اور راستے میں سلطان معظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اسکا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید احمد طحطاوی محشی در مختار بھی مصر میں آئے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازہ پر وہابیہ کی بیخکنی کے لئے آپہنچا۔ اسوقت عثمان مضائقی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر لئے۔ لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور اتفاق سے ایک حصہ دیوار کا گر گیا اور طوسون نے اندر گھس کر نجدیوں پر قیامت برپا کر دی اور مقید وہابیوں کے کان کتر دیئے گئے اور مدینہ منورہ ۱۲۲۷ھ میں وہابیوں کے وجود سے پاک ہو گیا اور ۱۲۲۸ھ میں عثمان مضائقی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۲۹ھ میں مسعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اسکا بیٹا عبداللہ بن مسعود اسکا جانشین ہوا اور آخر کار وہ بھی حروب کثیر کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ درعیہ پایہ تخت وہابیاں فتح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ میں باب ہمایوں پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور

دولت کا خاتمہ ہوا۔ اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری پوری سزائیں بطور تعزیر دی گئیں یعنی مقید کئے گئے اور کان کتر دیئے گئے اور امن وامان قائم ہوا اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مذہبوں کے مصلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہوگیا۔ وہابی نامہ میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنی طویل میعاد ہونے کا باعث یہی ہے کہ ابتداءً غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد فوت ہوتے رہے اور ان کے تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہ ہوا۔ اور یہ فرقہ زور پکڑتا گیا۔

مگر خدا تعالےٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس فرقہ کا داعیہ ہند و پنجاب میں منتقل ہوگیا۔ گویا خدا کے غضب نے ایک ملک میں ظہور کیا چنانچہ پنجاب میں اس مذہب کی اشاعت مولوی عبداللہ غزنوی کے وجود سے ہوئی جو اسی مذہب کی بدولت غزنی سے بہت رسوائی کے ساتھ نکالا گیا۔ اور اولاً بصورت درویشاں حضرت کوٹھہ والے ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت میں رہا مگر آخر کار وہاں سے بھی اسے نکلنا پڑا اور حضرت اخوند صاحب کے فتووں اور مریدوں سے ڈر کر امرتسر میں جا گزیں ہوا اور وہابیت کا بیج بو دیا۔ غالباً اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۱۸ میں اپنی الہامی تفسیر کے اثبات میں کیا کہ مولوی عبداللہ غزنوی کو ایک دفعہ الہام ہوا کہ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔ اور اس سے مراد اسکے معنے نہ تھے بلکہ یہ مراد تھی کہ مولوی صاحب کوہستان ریاست قابل سے پنجاب کے ملک میں بزیر سلطنت برطانیہ آئیں گے اور یہی مولوی غزنوی ہیں جن کا ایک کشفی قول قادیانی صاحب نے اپنے دعوے کی صداقت کے لئے ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی میں نقل کیا ہے۔ پس پنجاب میں اسوقت تک جسقدر وہابی مولوی ہیں وہ سب اسی غزنوی مولوی کے متبع اور مقلد ہیں۔ اور ہم کو ان کے فروعی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اسقدر مشہور اور معروف ہیں کہ عوام اور بچے بھی اس سے ناواقف نہیں۔ اور خدا ہمکو اور ہمارے دوستوں کو ان کے شر سے بچاوے اور صلح اور خیر کے حقیقی راستے پر قائم رکھے آمین رب العلمین۔ علاوہ ان دلائل کے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی بنسبت اس فرقہ جدیدہ غیر مقلدین مفسدین بایں طور بروایات متفرقہ باختلاف الفاظ کتب احادیث[ع] میں مسطور ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ قرآن مجید و حدیث شریف پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اتریگا۔ اور زبانیں انکی شکر سے زیادہ شیریں ہونگی۔ بد دل حدیث کے بات کریں گے اور تمکو گمراہ کریں گے۔ اور جس راستہ پر پہلے تم ہوگے اس سے تمکو بدلا ڈالیں گے اور نمازیں بہت لمبی کرکے

[ع] نقل از البخاری باب الخوارج الفتن ۱۲ ۔

پڑھیں گے۔ تم لوگ بنسبت انکی نمازوں کے اپنی نمازوں کو ناقص سمجھا کروگے اور وہ تم کو ایسی حدیثیں سنائیں گے کہ کبھی تمہارے آباؤ اجداد نے نہ سنی ہونگی۔ لہذا تم انکو دشمن دین تصور کرنا اور انکے ساتھ موافقت و مواکلت نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ کہیں تمکو گمراہ کردیں۔ پس یہ وہی لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ نقل از

مختصر فہرست عقائد و مسائل فرقہ غیر مقلدین

عقیدہ نمبر ۱: حق تعالیٰ کو جہت و مکان سے خالی سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ایضاح الحق صفحہ ۳۵ و ۳۶ مطبوعہ صدیقی۔

عقیدہ نمبر ۲: خداتعالیٰ کے صفات حادث ہیں۔ کتاب اقامۃ البرہان عبدالاحد خانپوری صفحہ ۸۳۔

عقیدہ نمبر ۳: خداتعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے کرسی پر پاؤں رکھے ہیں۔ کرسی چرچر کرتی ہے۔ قرآن مجید مترجم وحید الزمان حاشیہ آیت الکرسی۔ در رسالہ استواء علی العرش صدیق حسن خان ۱۲۔

عقیدہ نمبر ۴: تمام انبیاء تبلیغ احکام میں معصوم نہیں۔ یعنی ان سے بھول چوک ہوتی رہی ہے۔ رد تقلید بجناب السید صدیق حسن خان مطبوعہ احمدی لاہور صفحہ ۱ سطر ۲۔

عقیدہ نمبر ۵: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ طیبہ جہل عظیم اور بدعت ہے کتاب تطہیر الاعتقاد مصری تلت ہذا جہل عظیم بحقیقۃ الحال فان ہذالبقیۃ لیس بناو یا منہ۔

عقیدہ نمبر ۶: آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ طیبہ گرا دینے کے لائق ہے۔ چنانچہ کتاب ہلاک الوہابیین صفحہ بحوالہ کتاب فصل الخطاب علامہ احمد بن علی بصری و کتاب ترجمان وہابیہ صفحہ ۳۶ از تصنیف نواب سید صدیق حسن خان۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ ہے لَوْ اَقْدِرُ عَلٰی حُجْرَۃِ الرَّسُوْلِ لَهَدَمْتُهَا۔ یعنی اگر میں طاقت پاؤں تو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ کو توڑ ڈالوں۔

عقیدہ نمبر ۷: چار مصلے بدعت ہیں۔ ظفر المبین و سبیل الرشاد۔ رشید احمد گنگوہی۔

عقیدہ نمبر ۸: فقہا مقلد اور کتب فقہ تمام فریبوں اور مکروں اور دغا بازیوں کے سرچشمہ ہیں اور مقلد لوگ جاہل اور فسادی اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو کسی مذہب کا مقلد کہلاتے ہیں۔ کتاب ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۴ تصنیف نواب سید صدیق حسن خاں غیر مقلد۔

عقیدہ نمبر ۹: صرف اللہ اللہ کہنا اور یہ ذکر کرنا بہت برا ہے۔ کتاب تطہیر الاعتقاد صفحہ ۲۶ مطبوعہ فاروقی۔

عقیدہ نمبر ۱۰: نبی اور ولی وغیرہ کی قبروں کے پاس تعظیماً کھڑا ہونا اور ان سے توسل پکڑنا اور ان کو بوقت مصیبت

پکارنا اور ان کی قبروں کو بوسہ دینا اور ان پر غلاف چڑھانا یہ سب امور شرک و کفر ہیں۔ اور ان کے مزار سب بت ہیں۔ کتاب تطہیر الاعتقاد تصنیف محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی صفحہ ۹ و ۱۰ و ۱۱۔ اور کتاب ہدایہ طیبہ صفحہ ۱۱ و ۲۵ و ۲۶۔ از تصنیف قاضی غلام احمد کوٹ قاضی محمد جان۔

عقیدہ باطل ۱۱ :۔ انبیاء و اولیاء عظام کے مزاروں پر قبہ بنانا اور ان پر کچھ لکھنا یا چراغ جلانا یہ سب ذریعہ شرک و الحاد و سبب لعنت کا ہے۔ تطہیر الاعتقاد مصری ۲۴ فان ھٰذہ القباب والمشاھد التی صارت اعظم ذریعۃ الی شرک والحاد۔

عقیدہ ۱۲ :۔ جو شخص بزرگاں کے مزار سے امداد طلب کرے اسکو قتل کرنا چاہیئے۔ کتاب ایضاً صفحہ ۲۰ مطبوعہ فاروقی۔

عقیدہ ۱۳ :۔ بزرگان خدا و محبوبان لایزال کے مزاروں کی طرف سفر کر کے زیارت کرنا اور نذریں دینا اور ان کی مزار کے چوگردے پھرنا اور انکو پکارنا یہ سب شرک و بدعت و کفر یہ سب قسم بتوں کی طرح ہیں از کتاب تطہیر الاعتقاد صفحہ ۲۲ مطبوعہ فاروقی۔

عقیدہ ۱۴ :۔ آنحضور علیہ السلام کے روضہ مبارک پر کھڑے ہو کر کسی طرح کی حاجت طلب کرنا حرام ہے کیونکہ یہ شیم اشان کے ہے۔ مجموعہ شرح ابن تیمیہ صفحہ ۱۰۶ ھذا من جنس دین النصاری ولم تکن الصحابۃ رضی اللہ عنہم والتابعین یقصدون الدعاء عند قبر نبی ولا غیرہ بل کرہ الائمۃ وقوف الانسان علیٰ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء وقالوا ھٰذا بدعۃ اور اسی صفحہ میں لکھا ہے ولم یکونوا یقصدون الدعاء عند قبر النبی ولا صالح ولا الصلوٰۃ عندہ ولا طلب الحوائج منہ فلما مات النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لم یکونوا یدعونہ ولا یستغیثون بہ ولا یطلبون منہ شیئاً عندا قبرہ ولا بعید من قبرہ وھٰکذا یتوسل علیہ با الشیوخ و ھٰذا کلام اھل الشرک والضلال صفحہ ۲۲ و ۲۰۔ اور امام شوکانی نے الدر النضید میں لکھا ہے تعظیم المقبور وخطاب الموتی بالحوائج کفر والمتوسل نبیٌ وعندہ الانبیاء او عالم من العلماء وھو یعتقد ان لمن توسل بہ مشارکۃ جل جلالہ فی امر من امور الدین ومن اعتقد ھٰذا العبد من العباد سواءً کان نبیاً او غیر نبی وھو فی ضلال مبین ومن ھذا یعنی الکفر العملی من یدعوا الاولیاء وھتف بھم عند الشدائد ویطوفون بقبورھم ویقبل جدرانھا وینذرلھا بشئ من مالہ فانہ کفر الخ دیکھو الدر النضید شوکانی

صفحہ ۵۰ و ۶۰ و ۷۰، ومن فعل ذٰلک لمخلوق من حي او ميت سواء كان ملكا او نبيا او وليا صار مشركا وان اخبر بالله وعبد دیکھو کتاب تطہیر الاعتقاد صفحہ ۱۱ مطبوعہ فاروقی دہلی۔ ناظرین یہ سب کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔

عقیدہ کفر ۱۵: اللہ کے سواکسی سے مدد نہ مانگو اس میں بت اور اولیاء اور انبیاء بھی آگئے۔ اور پیغمبر کو تو اپنی جان کا بھی کچھ اختیار نہیں۔ اولیاء انبیاء اور ہم لوگ عاجز اور بے اختیار ہونے میں سب خدا کے آگے برابر ہیں صرف فرق رتبہ کا ہے مثل ادنیٰ سپاہی اور رسالدار بادشاہ کے آگے دیکھو صفحہ ۱۰ نصیحت المسلمین خرم علی وہابی گلابی۔

عقیدہ ۱۶: خداوند کریم آسمان و زمین بنانے سے پہلے ہوا کے درمیان رہتا تھا فتاوے محمدیہ صفحہ ۲ ترجمہ دربیہ

عقیدہ ۱۷: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش لفظ سگ سے نکلتی ہے اور وفات از لبوئے کم جہان پاک الجرح علی ابی حنیفہ صفحہ ۱۳ موجود ہے۔

عقیدہ کفر ۱۸: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ و شاگرد خود آپ نعوذ باللہ زندیق وجہمیہ ومرجیہ وکم حلم وکم فہم تھے۔ الجرح علی ابی حنیفہ صفحہ ۱۱۔ از تالیف ابوالقاسم بنارسی۔

عقیدہ ۱۹: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ کتاب تقویۃ الایمان مطبوعہ افتخار دہلی مولفہ مولوی اسمعیل۔

عقیدہ ۲۰: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں۔ کتاب تقویۃ الایمان۔

عقیدہ ۲۱: ہر مخلوق بڑا ہویا چھوٹا اللہ کے شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴ سطر ۱۵ مطبوعہ افتخار دہلی۔

عقیدہ ۲۲: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ کے لئے سفر کرنا شرک اکبر ہے۔ دیکھو کتاب التوحید ان السفر الی قبر محمد ومشاهدها ومساجدها وأثارها وقبر نبي وولي وسائر الاوثان وغيرها شرك اكبر الخ سيف الجبار ۱۴۔ آنحضور کے مقبرہ کے لئے اور مشاہد اور مساجد اور آثار کے لئے یا کسی اور نبی وولی کی مزاروں کی طرف یہ سب بت ہیں اور یہ سب کام شرک اکبر ہیں۔

عقیدہ کفر ۲۳: نبوت کا سلسلہ ہر طرح سے ختم نہیں ہوچکا صراط مستقیم مترجم صفحہ ۳۹۔ اور اولیاء اور انبیاء اور انبیاء میں فرق چھوٹے اور بڑے بھائی کا ہے۔

عقیدہ کفر ۲۴ :۔ نبی علیہ السلام کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے اور کھجری کے زیادہ سے بھی ظلم اور بدتر ہے (نعوذ باللہ) دیکھو صراط مستقیم مترجم صفحہ ۹۳ سطر ۳۔ اور مارسی مولوی اسمٰعیل قتیل ۱۲

عقیدہ کفر ۲۵ :۔ میری لاٹھی حضرت محمد صلعم سے بہتر ہے مقولہ محمد بن عبدالوہاب عصا ھذہ خیر من محمد لانھا ینتفع بھا فی قتل الحیۃ ونحوھا ومحمد قدمات ولم یبق فیہ نفع اھ۔

(ترجمہ) یعنی وہابیوں کا پیر بکتا ہے کہ میری لاٹھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ وغیرہ مار کر نفع لیا جاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اب باقی کوئی نفع نہیں رہا۔ بحوالہ کتاب اوضح البراہین صفحہ ۱ وفیوضات سید احمد مکی مہاجر۔

عقیدہ کفر ۲۶ :۔ انبیاء و اولیاء کو پکارنے اور ان کے روبرو ناچنے سے بھی کمتر ہیں صفحہ ۲۹ سطر ۱۸ وصفحہ ۵ سطر ۱۸ تقویۃ الایمان مطبوعہ افتخار دہلی۔

عقیدہ کفر ۲۷ :۔ انبیاء و اولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ سنتے ہیں تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳ و ۲۹۔ افتخار دہلی۔

عقیدہ کفر ۲۸ :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظیر اور نبی پیدا ہونا ممکن ہے صفحہ ۳۱ و ۳۳۔

عقیدہ کفر ۲۹ :۔ اجماع امت جس کی سند کو معلوم نہ ہو حجت شرعی نہیں۔ معیار الحق صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ رحمانی دہلی۔

عقیدہ کفر ۳۰ :۔ چار مذہب وخاندان قادریہ نقشبندیہ وچشتیہ وسہروردیہ کافر اور مشرک اور بدعتی ہیں۔ دیکھو کتاب تحقیق الکلام غلام علی قصوری وظفر المبین واعتصام السنہ صفحہ ۲۳ ومظہر البدعت۔

عقیدہ کفر ۳۱ :۔ کتب فقہ متداولہ پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ان کو جلا دینا چاہیئے اور پلیدی سے اور خرافات سے بھری ہوئی ہیں۔ دیکھو بوئے غسلین صفحہ ۸ عبدالجلیل سامردی وبوئے سرگین وزیور بہشتی غلام یاسین۔

عقیدہ کفر ۳۲ :۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسق بھی تھے۔ نزل الابرار جلد ۳ صفحہ ۹۴ ان من الصحابۃ من ھو فاسق۔

عقیدہ کفر ۳۳ :۔ تقلید شخصی شرک وبدعت ولبد سے بدتر ہے معیار التقلید وبدیع الزمان ومختلف اخبار اہلحدیث کے پرچہ ولوامع الانوار۔

عقیدہ ۳۴ :۔ قول صحابی حجت نہیں۔ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۲ راگست ۱۹۱۷ء مرزا قادیانی کافر نہیں دجال ہے دعوے اسکا جھوٹا ہے پرچہ اخبار اہلحدیث ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء۔

بیان مسائل فرقہ غیر مقلدین المعروف فرقہ وہابیہ

مسئلہ ۱: منی مرد و عورت کی پاک ہے اور ایک قول میں اسکا کھانا بھی درست ہے۔ دیکھو کتاب فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۱۴ و ۱۴ سطر ۴ او عرف الجادی صفحہ ۱۰ و کنز الحقائق صفحہ المنی طاہر منی ہر چند پاک است لیکن مذہب حقہ احناف میں کسی قول میں نہیں لکھا کہ منی پاک ہے۔ یہ ثناء اللہ و گرجا کھی کی ڈبل غلطی ہے۔ اگر کسی کتاب معتبر حنفی سے یہ دکھادیں کہ امام صاحب کے مذہب میں منی پاک ہے تو ایک آنہ انعام لیں۔

مسئلہ ۲: رطوبت شرمگاہ عورت کی صحیح قول میں پاک ہے۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۱۴ سطر ۲ کنز الحقائق وحید الزمان صفحہ ۱۶ رطوبۃ الفرج والخمر وبول الحیوانات نجس عندنا یعنی رطوبت فرج عورت اور شراب اور بول مطلق حیوانوں کے پاک ہیں۔ ہکذا فی عرف الجادی۔

مسئلہ ۳: بول و گوبر کتے کا مذہب اہلحدیث میں پاک ہے۔ نزول الابرار جلد اول صفحہ ۵۰ وکذالک فی بول الکلب خرءہ والحق انہ لادلیل علیہ النجاستہ نقل از اخبار الفقیہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۴ء۔

مسئلہ ۴: بلی اور گدھے وغیرہ کا جوٹھا پاک ہے اور وضو بھی درست ہے فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۲۳ و ۲۴۔

مسئلہ ۵: کتے اور خنزیر کا چمڑا ظاہر باہر رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۳۶۔

مسئلہ ۶: خون حیض کا کھرچنے اور دھونے سے اور نشان اگر اسکا باقی رہے تو کوئی ہرج نہیں صفحہ ۸۶ طریقہ محمدیہ کلاں۔

مسئلہ ۷: دس عورتوں کو ایک نکاح میں رکھنا ایک مرد کو درست ہے۔ حضور علیہ السلام کے لئے کوئی تخصیص نہیں۔ عرف الجادی صفحہ ۱۱۵۔

مسئلہ ۸: جوتا پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا آدمی کو درست ہے۔ طریقہ محمدیہ کلاں۔

مسئلہ ۹: اگر اہل کتاب کے ماسوا اور کوئی کافر جانور کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو اسکا کھانا درست ہے عرف الجادی صفحہ ۱۱ و کتاب کنز الحقائق۔

مسئلہ ۱۰: مشت زنی اور چھید جمادات سے نکال کر انزال فرقہ وہابیہ کے نزدیک واجب ہے۔ کتاب عرف الجادی بالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزے از جمادات نزد دعاء حاجت مباح است و مندوب بلکہ گاہے واجب گردد صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ شاہجہانی ۱۲۹۶ھ تصنیف نواب صدیق الحسن خاں فرزند ارجمند۔

مسئلہ ۱۱:۔ نوجوان عورت کو واسطے نظربازی کے نوجوان داڑھی والے مرد کو دودھ پلانا درست ہے دیکھو فتح المغیث صفحہ ۱۲ و در البہیہ مترجم صفحہ ۲۴ سطر ۱۰۔ از تصنیف امام شوکانی مطبوعہ محمدی لاہوری دیکھو ارضاع الکبیر ولو کان ذالحیۃ التجویز النظر؟ الخ ۱۔

مسئلہ ۱۲:۔ مسح کرنا پگڑی و عمامہ پر اور بعض حصہ سر کا کافی ہے فتح المغیث۔

مسئلہ ۱۳:۔ آٹا کو شراب کی میل سے گوندھ کر اسکی روٹی پکا کر کھانی درست ہے۔ نزل الابرار صفحہ ۱۴۹ جلد ۳ تصنیف وحید الزمان۔

مسئلہ ۱۴:۔ روٹی سے اگر مینگن چوہا کی نکلے تو اسکا کھانا درست ہے۔ کتاب ایضاً صفحہ ایضاً۔

مسئلہ ۱۵:۔ اگر گوشت مردار بکریوں مذبوحہ کا آپس میں مل جائے تو دیکھیں اگر حلال گوشت زیادہ ہے تو اس تمام گوشت کو بیشک کھالیں۔ نزل الابرار صفحہ ۱۴۶ جلد ۳۔

مسئلہ ۱۶:۔ محبوب کی تھوک کھانے سے روزہ کا کفارہ نہیں صفحہ ۱۴۶ نزل الابرار۔

مسئلہ ۱۷:۔ حیوانات کے خصیے اور ذکر اور مثانے مکروہ نہیں کھائے جائیں صفحہ ۱۷ جلد نزل الابرار۔

مسئلہ ۱۸:۔ شراب پینا لقمہ اتارنے کے لئے بسبب نہ ملنے پانی کے درست ہے نزل الابرار جلد ۲ صفحہ ۹۸

مسئلہ ۱۹:۔ اگر مرد حالت نماز میں ہو اور ذکر سے منی باہر نکلنے لگے تو نمازی کپڑے سے سر ذکر پکڑ رکھے اور منی کو باہر نہ آنے دے یہاں تک کہ سلام پھیر دے تو اسکی نماز درست ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ پاک ہے دیکھو کتاب فقہ محمدیہ کلاں ص۴۹۔

مسئلہ ۲۰:۔ جنبی کو ہر طرح سے بفتویٰ ابن عباس رضی اللہ کے قرآن مجید پڑھنا درست ہے۔ نعوذ باللہ صفحہ ۲، فقہ محمدیہ کلاں لیکن جی میں نزدیک وہابیہ کے درست ہے اور ایسا ہی دیکھنا اسکا اور پڑھنا بلانیت ذکر کے

مسئلہ ۲۱:۔ جنبی کو مسجد سے گذرنا اور وضو کر کے مسجد میں جا کر ٹھہرنا درست ہے دیکھو کتاب فقہ محمدیہ کلاں ص

مسئلہ ۲۲:۔ نماز میں اشارہ کرنا یا سلام کا جواب دینا یا نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور عورت کو نماز میں تالی بجانا بغرض تنبیہ اور بچوں کو نماز میں اٹھانا اور نماز میں چلنا پھرنا اور کسی ضرورت کے لئے ران پر ہاتھ مارنا اور کوئی کلام کرنا نماز میں علیحدہ علیحدہ نماز میں بہت فعل کرنے یہ سب امور جائز اور درست ہیں ان سے نماز باطل نہیں ہوتی طریقہ محمدیہ صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۷ مصنفہ فیض الباری شرح صحیح بخاری۔

مسئلہ ۲۳:۔ تعویذات اور مراقبہ اور عرس وغیرہ کرنا یہ سب شرک و بدعت ہیں محل نامہ صفحہ ۳۳ و ۳۴۔

مسئلہ ۲۴: کتا۔ بلی۔ سور۔ حیض و نفاس کا خون اور پیشاب آدمی کا اور لتے حیض کے اگر پانی تھوڑے یا بہتے میں بقدر دو مشک یا کم دو مشک میں یہ اشیاء پڑ جائیں تو پانی پلید نہیں ہوگا تاوقتیکہ اس پانی کا رنگ اور بو اور مزہ نہ بگڑے دیکھو فتح المغیث مترجم صفحہ ۵ مطبوعہ لاہور و فقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ صفحہ ۶ و ۷ و بلاغ المبین

مسئلہ ۲۵: پیشاب شیر خوار بچہ کا اور بول کتے اور سور اور ریچھ و بندر اور بلی اور گدھے اور گھوڑے وغیرہ کا ماسوا بول و گوہ آدمی و لعاب و لینڈ کتے کے اور حیض و نفاس و گوشت خنزیر کے سب پاک ہیں۔ فتح المغیث صفحہ ۵ شوکانی۔

مسئلہ ۲۶: اگر مال تجارت ایک کروڑ روپیہ کا ہو اس میں زکوٰۃ نہیں۔ فتح المغیث صفحہ ۱۳۔

مسئلہ ۲۷: زیور پہننے مردوں کو بلا زیور سونے کے درست ہیں۔ فتح المغیث صفحہ ۴۹ و ۳۷ عربی مترجم درر کو ملاحظہ کرو۔

مسئلہ ۲۸: دباغت سے خنزیر کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے کتاب کنز الحقائق صفحہ ۱۳ وحید الزمان غیر مقلد۔

مسئلہ ۲۹: خنزیر کے جھوٹے میں دو قول ہیں۔ ایک میں لکھا ہے پاک اور دوسرے میں نہیں سور الکلب والخنزیر ففیہ قولان وکذا فی ریق الکلب والعرق کالسؤر۔ کنز الحقائق وحید الزمان صفحہ ۱۳۔

مسئلہ ۳۰: مال زکوٰۃ زیورات میں ہرگز نہیں اور نہ ہی مروارید جواہرات اور نہ ہی عروض میں اگرچہ یہ تجارت کے لئے ہوں۔ کنز الحقائق صفحہ ۴۵۔

مسئلہ ۳۱: اگر کوئی شخص بلا فرج و دبر کے کسی اور جگہ جماع عورت سے کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ او جامع امرأۃ فیما دون الفرج اوالدبر ولم ینزل۔ لم یفطر۔ وحید الزمان کنز الحقائق صفحہ ۴۸۔

مسئلہ ۳۲: اگر روزہ دار چارپایہ یا لڑکی نابالغہ یا سوائے فرج عورت یا دبر کے انزال کیا یا کچھ کھایا پیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن کفارہ لازم نہ ہوگا۔ کتاب ایضاً صفحہ ۵۹۔

مسئلہ ۳۳: جس عورت سے کوئی شخص زنا کرے تو پھر اسکی لڑکی یا اسکی ماں سے نکاح کرے تو جائز ہے۔ اور اسی طرح بیٹے کی مزنیہ باپ اور باپ کی مزنیہ بیٹے پر حلال ہے۔ کتاب کنز الحقائق والزنا لا یوجب حرمۃ المصاھرۃ فتحل لہ ام المزنیۃ وبنتھا صفحہ ۲ مصنف وحید الزمان وقال مزنیۃ الابن الخ

مسئلہ ۳۴: صرف دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا تاوقتیکہ انزال نہ ہو کتاب بلاغ المبین از شیخ

محی الدین صفحہ ۲۲۔
مسئلہ ۳۵:۔ کتے اور سور کا لعاب اور ان کا جوٹھا پاک ہے۔ کتاب نزل الابرار جلد اول صفحہ ۴۹ و ۳۱ بحوالہ اخبار الفقیہ۔
مسئلہ ۳۶:۔ کتے کے بال پاک ہیں۔ کتاب الیضاً صفحہ ۳۰ جلد اول (یعنی نزل الابرار)
مسئلہ ۳۷:۔ کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنا درست ہے مفسد نماز نہیں کتاب الیضاً صفحہ ۳۰۔
مسئلہ ۳۸:۔ کتا پانی میں گرے تو پانی پلید نہیں ہوتا۔ کتاب الیضاً صفحہ ۳۰۔
مسئلہ ۳۹:۔ کتے کے چمڑے کا جانماز بنانا درست ہے کتاب الیضاً صفحہ ۳۰۔
مسئلہ ۴۰:۔ خود کتا اور اسکی لعاب پاک ہے۔ نزل الابرار صفحہ ۳۰ جلد اول۔
مسئلہ ۴۱:۔ مردار اور سور کے بال پاک ہیں۔ کتاب الیضاً صفحہ ۳۰۔
مسئلہ ۴۲:۔ جس روٹی کے خمیر میں شراب کی میل ڈالی جاتی ہے وہ پاک ہے اور اسکا کھانا حلال ہے۔ صفحہ ۳۰ جلد اول کتاب الیضاً۔
مسئلہ ۴۳:۔ وطی فی الدبر کی حرمت ظنی ہے یقینی نہیں نزل الابرار جلد ۲۔
مسئلہ ۴۴:۔ گدھا یا سور اگر کان نمک میں گر کر نمک ہو جائیں تو وہ نمک پاک ہے اور اسکا کھانا حلال ہے۔ کتاب الیضاً صفحہ ۵۰ نقل از اخبار الفقیہ مورخہ ۵ ۱۹۱۹ء قلمی مضمون مولانا مولوی محمد شریف کوٹلی لوہاراں و نقل از اباطیل وہابیہ۔
مسئلہ ۴۵:۔ متعہ کرنا نزدیک بعض صحابہ کے بوقت ضرورت جائز ہے۔ نعوذ باللہ۔ کتاب نزل الابرار جلد ۲ صفحہ ۳۳ تا ۳۵۔
مسئلہ ۴۶:۔ بزرگی مدینہ طیبہ کی آپکے زمانہ تک تھی اب وہ نہیں۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری۔
مسئلہ ۴۷:۔ قرآن مجید کو قاذورات میں ڈالنا بوقت ضرورت درست ہے۔ ایسا ہی اسکو پاؤں کے نیچے رکھ کر بلند مکان سے طعام آتار کر کھانا درست ہے۔ دیکھو تحریق اوراق صفحہ ۴ و ۵ از تصنیف غلام علی بحوالہ از فصیح ۱۲۔
مسئلہ ۴۸:۔ مشرک کی اقتدا نماز میں درست ہے۔ اخبار اہلحدیث ۲۹ ۱۹۱۵ء۔
مسئلہ ۴۹:۔ رامچند رکشن۔ لچھمن یہ سب نبی ہیں۔ ہم کو لازم ہے کہ ہم ان کو مان لیں۔ کتاب ہدایۃ ا

مسئلہ ۵۰: اگر اجنبیہ عورت مردوں کے ساتھ نماز میں کھڑی ہو جائے۔ نماز اس عورت کی نزدیک جمہور علماء کے نہیں ٹوٹتی صفحہ ۱۵۷۔ ص۵۱

مسئلہ ۵۱: انبیاء و اولیاء کرام کی مزارات اور بت برابر ہیں۔ ہدایت السائل صفحہ ۳۰۹ و تجلی گرجا کھی ثنائی۔

مسئلہ ۵۲: ساپ رضاعی کی منکوحہ بر پسر رضیع جائز ہے۔ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۱۹۱۶ء۔ ص۱۱۵

مسئلہ ۵۳: اگر لڑکی گود میں نہ پلی ہو یعنی دختر ربیبہ سے نکاح کرنا درست ہے۔ دیکھو فیض الباری پارہ ۲۱۔

مسئلہ ۵۴: شادیوں میں باجے بجانے اور گانا گوانا یا مزامیر درست ہیں۔ کتاب نزل الابرار صفحہ ۲۷ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۱۴/۷ رمضان ۱۳۳۹ھ۔

مسئلہ ۵۵: تقلید آئمہ دین و میلاد و قیام میلاد مبارک و قیام میلاد و چہلم و گیارہویں و ختم خواجگان و اسقاط میت دیار سول اللہ کہنا یہ سب امور شرک و بدعت ہیں۔ دیکھو کتاب لوامع الانوار و السنۃ ضروریہ و پرچہ اہلحدیث۔

مسئلہ ۵۶: سوتیلی دادی کا نکاح پوتے کے ساتھ جائز اور درست ہے اور جو اس سے لڑکا پیدا ہو وہ بھی صحیح النسب ہے۔ دیکھو پرچہ اہلحدیث ثناء اللہ مورخہ ۴/۱۱ رمضان ۱۳۳۸ھ۔

مسئلہ ۵۷: مقلدین کو نماز کے لئے امام نہیں بنانا چاہیئے۔ چونکہ تقلید شرک ہے۔ پرچہ اہلحدیث۔

مسئلہ ۵۸: حضرت عمر بدعتی ہیں کیونکہ انہوں نے بیس رکعت تراویح کو پڑھا۔ انتقاد الرجیح صفحہ ۶۳ تصنیف سید صدیق حسن خان۔

مختصر فہرست کفریہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث

عقیدہ کفریہ ۱: اگر اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول نہ کرے یعنی نہ بخشے تو سمجھو کہ ہمارے ہاں بیٹھے بقال سے بڑھ کر کنجوس و سخت دل ہوگا۔ ترک اسلام تصنیف ثناء اللہ امرتسری صفحہ ۲۳ سطر ۲ نمبر ۵ مطبوعہ اہلحدیث امرتسر ۱۹۰۳ء۔

عقیدہ کفریہ ۲: میزان یعنی ترازوں کا صاف من وجہ انکار دیکھو ترک مطبوعہ اہلحدیث ۱۹۰۳ء سطر ۲۱ نمبر ۳۰ صفحہ ۶۷۔ القسط کا لفظ الموازین سے بدل ہے جس کے یہ معنے ہوئے کہ ہم انصاف سے ہر ایک کو اسکے عملوں کا بدلہ دیں گے۔ سورۃ انبیاء ع۔

عقیدہ کفریہ ۳: یاجوج و ماجوج کی سد موجود ہونے سے صاف انکار۔ ترک اسلام صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱ نمبر ۸۰ مطبوعہ اہلحدیث امرتسر ۱۹۰۳ء۔

عقیدہ کفریہ ۴: فرشتوں کا وجود نہیں۔ فرشتے چونکہ مجردات سے ہیں اس لئے ان کے پروں سے مراد ان کے قوے ہیں۔ ترک اسلام صفحہ ۱۳۹ سطر ۲۱ نمبر ۸۶ مطبوعہ اہلحدیث۔

عقیدہ باطل ۵: حضرت آدم علیہ السلام سے حوا علیہا السلام کے پیدا ہونے سے صاف انکار اور آدم علیہ السلام کا انگی کے رنگ پر پیدا ہونے کا قائل ترک اسلام اور تفسیر عربی ثنائی میں ہے صفحہ ۲۴۸ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ای من جنسہا زوجہا حوا۔

عقیدہ کفریہ ۶: آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن کا پورا علم نہیں دیا گیا۔ تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۷۶۴ نقل از القول الفاضل عبدالاحد خانپوری غیر مقلد صفحہ ۱۶۲۔

عقیدہ ۷: غلمان جنت سے انکار تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۳۲ نقل از قول الفاضل صفحہ ۱۶۳ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ صغار ماتوا قبل البلوغ۔

عقیدہ کفر ۸: حوران جنت سے انکار۔ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ای جعلنا ازواجهم حسنا تفسیر ثنائی صفحہ ۵۱۴ بحوالہ القول الفاضل صفحہ ۱۶۲ خانپوری۔

عقیدہ باطل ۹: معراج کی رات میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو کشف کی حالت میں دیکھا تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۴۳۸ نقل از قول الفاضل صفحہ ۱۶۲۔

عقیدہ باطل ۱۰: درخت سبز سے آگ پیدا کرنا اسکے لئے کوئی خصوصیت نہیں۔ تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۲۷۲ نقل از قول الفاضل عبدالاحد صفحہ ۱۸۰ غیر مقلد خانپوری۔

عقیدہ کفر ۱۱: اجماع صحابہ سے انکار (نقل از قول الفاضل عبدالاحد خانپوری غیر مقلد صفحہ ۲۳۲۔

عقیدہ باطل ۱۲: در قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی صحابی کا قول حجت نہیں رسالہ مذہب اہلحدیث ثناء اللہ صفحہ ۵۹

عقیدہ کفر ۱۳: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہر مخلوق کو نہ علم غیب ذاتی نہ وہبی نہ مبکی ہے (رسالہ اہلحدیث صفحہ ۱۱۔ از ثناء اللہ)

عقیدہ باطل ۱۴: حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فیصلہ دربارہ طلاق ثلاثہ کے وہ کوئی حکم شرعی نہیں جو مانا جائے۔ وہ حکم سیاسی ہے۔ رسالہ اہلحدیث صفحہ ۷ سطر ۵۔

عقیدہ ۱۵: جو موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ ہوا تھا اس سے انکار صفحہ ۴ تفسیر ثنائی نقل از اخبار الفقیہ و القول الفاضل مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۴ء۔

عقیدہ کفر ۱۶:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پرندہ کے زندہ کرنے سے صاف انکار تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۱۷ نقل از اخبار الفقیہ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۲ء والقول الفاضل خانپوری۔

عقیدہ کفر ۱۷:۔ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میوہ جات جو بطور معجزات آتے تھے اس سے صاف انکار دتفسیر ثنائی صفحہ ۵۶ اخبار الفقیہ والقول الفاضل۔

عقیدہ کفر ۱۸:۔ لوح محفوظ و تقدیر الٰہی کا انکار۔ تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۱۲۶ و ۱۰۶ و ۴۵۰ و ۳۶۹۔

عقیدہ کفر ۱۹:۔ عذاب قبر سے انکار تفسیر ثنائی صفحہ ۱۸۹۔ القول الفاضل واخبار الفقیہ۔

عقیدہ ۲۰:۔ دیدار الٰہی کا بہشت میں ہونے کا انکار۔ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۹۷۔ اخبار الفقیہ والقول الفاضل۔

ناظرین۔ یہ ہے بھائی سردار اہلحدیث کے عقائد وایمان کی مختصر فہرست جن کی وجہ سے علمائے اہلحدیث وغیرہ نے اسکو دائرہ اسلام سے خارج گن کر القاب بدعتی و ملحد و سبے دین و بے شرم و معتزلہ و کافر و زندیق و جاہل و موذی و دین فروش و فریب باز و مکار و حرام خور کے دیئے ہیں۔ اور مہریں بھی ثبت کردی ہیں۔ دیکھو اربعین غزنوی صفحہ ۱۶ تا ۳۳۔ اوران کے اسماء یہ ہیں۔ نقل از قول فاضل و کتاب اربعین غزنویہ اسوقت میرے پاس موجود ہے۔ جسکو شک ہو آکر ملاحظہ کرلے۔

مولوی عبدالجبار صاحب امرتسری۔ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی۔ مولوی عبدالرحیم غزنوی۔ مولوی عبدالغفور صاحب غزنوی۔ مولوی عبداللہ بن عبداللہ صاحب غزنوی۔ مولوی عبدالصمد صاحب امرتسری۔ مولوی سلام الدین صاحب۔ مولوی غلام علی صاحب۔ مولوی عبدالجبار صاحب۔ مولوی محمد معصوم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب میر واعظ۔ مولوی عبدالحق امرتسری۔ مولوی عبدالعزیز دینانگری۔ مولوی احمداللہ صاحب رئیس المحدثین استاد خود ثناء اللہ۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی استاد ثناء اللہ۔ مولوی محمود الحسن صاحب محدث دیوبندی استاد ثناء اللہ۔ مولوی غلام احمد صاحب مدرس نعمانیہ لاہور۔ مولوی محمد صاحب خانپوری۔ مولوی عبدالاحد خانپوری مولوی قاضی محمد زمان صاحب راولپنڈی۔ مولوی ہدایت اللہ صدر راولپنڈی۔ مولوی غلام رسول سید پوری مولوی گل حسن ہزاروی۔ مولوی محمد ربانی رجبڑی مولوی راولپنڈی۔ مولوی عبداللہ شاہ لالہ موسیٰ۔ مولوی حافظ عبدالباری امام مسجد اہلحدیث راولپنڈی۔ مولوی غلام محمد پشاوری۔ مولوی فضل دین چک لالہ۔ مولوی محمد ظریف ہزاروی مولوی نادر دین امام مسجد راولپنڈی۔ مولوی نا صح صاحب۔ قاضی محسن دین انبالوی۔ حافظ ظہور سلطان صاحب پشاوری عبدالکریم صاحب پشاوری۔ محمد حسن ہزاروی۔ مولوی گل محمد صاحب۔ مولوی محمد یونس صاحب گڑھی حبیب اللہ

مولوی شیخ حسین صاحب استاد صدیق حسن خان صاحب۔ مولوی احمد علی صاحب مدرس مدرسہ میرٹھ۔ مولوی قدرت شاہ صاحب ولایتی۔ مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ مولوی ابوفضل الدین صاحب پنجابی حالوارد میرٹھ۔ مولوی محمد عظیم صاحب دہلوی۔ مولوی محمد اسمٰعیل فیروز پوری۔ حافظ عبدالغفور صاحب میرٹھی۔ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی۔ مولوی محمد ابراہیم بیگ پوری۔ مولوی عبدالعزیز صاحب۔ مولوی ابوالفیض احمد صاحب احمد پوری۔ مولوی سلطان محمود صاحب ملتانی۔ مولوی محمد عبدالحق صاحب ملتانی۔ مولوی عبدالتواب صاحب ملتانی۔ مولوی عبدالغفار صاحب ملتانی تاجر کتب۔ مولوی محمد یار صاحب حویلی۔ مولوی عبداللہ صاحب۔ مولوی برخوردار صاحب۔ مولوی شمس الحق صاحب۔ مولوی عبدالعظیم ریاست جموں۔ مولوی بشیر صاحب مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی۔ مولوی منفعت علی صاحب فتحپوری۔ مولوی عبدالغنی صاحب فتحپوری۔ مولوی عبدالرحمٰن خان دہلوی۔ مولوی احمد صاحب۔ مولوی عبدالسلام صاحب۔ مولوی سید ابوالحسن صاحب مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی۔ مولوی محمد صاحب مدراسی۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی عبدالعزیز از لاہور مسجد چینیاں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند۔ مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دیوبند۔ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی۔ مولوی محمد سعید بنارسی۔ مولوی محمد صدیق صاحب پشاوری۔ مولوی منہاج الدین صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب مدرس نعمانیہ۔ مولوی محمد علاؤالدین صاحب گوجرانوالہ۔ مولوی اصغر علی روحی۔ مولوی عبدالرحیم راولپنڈی۔ میاں خدابخش بادشاہی مسجد راولپنڈی۔ محمد عبدالرحیم وارد کرٹسیال۔ مولوی احمد گل رو کھ۔

ناظرین! یہ احباب مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر امرتسری کو تاج فاضلیت واسلام واہلحدیث واہلسنت وجماعت کے دائرہ سے فتوے دے کر خارج کرنے والے سبحان اللہ پھر کیا کہنا ہے۔ ایسے عالم فاضل کی فاضلیت کا ایڈیٹر صاحب کو اگر کچھ علم وعقل ہوتا تو کبھی نور حسین گرجاکھی وعبدالرحیم شاہ وعنایت اللہ گجراتی وامام خاں سوہدروی وعمر الدین سوہدروی وعمر الدین وزیرآبادی۔ واسمٰعیل گوجرانوالیئے وغیرہ جہلاء کے کہنے پہ خادم شریعت کے درپے نہ ہوتا اور نہ ہی بزرگانِ خدا پر حملہ آور ہوتا اور نہ ہی کبھی کتب فقہ حنفیہ پہ بہتان باندھتا اور ہم بھی پھر اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے۔

شعر

نہ تو صدمے ہمیں دیتا نہ ہم فریاد یوں کرتے ۔ نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

لیکن سچ ہے جب سانپ کی موت آتی ہے تو رستہ میں آکر خلق خدا کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگ جاتا ہے۔ ناظرین خادم شریعت خداوند کریم کو حاضر و ناظر سمجھ کر حلفاً بیان کرتا ہے کہ ثناء اللہ کے ساتھ میری کوئی عداوت نہیں۔ صرف عوام الناس کو اسکے اقوال وافعال قبیحہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تاکہ اسکے دامِ تزویر سے بچیں اور صراط مستقیم پر قائم رہیں۔ اور اسکے فتوے پر کبھی اعتبار نہ کریں۔ تاوقتیکہ یہ شخص اپنے فتوائے اغلاط کو صحت نہ کرے اور توبہ نامہ شائع نہ کرے۔

مختصر سوانح عمری مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

کتاب حق الیقین صفحہ ۵ تا ۸ تالیف حکیم مولوی ابوتراب مولوی عبدالحق صاحب ایڈیٹر اخبار اہلسنت امرتسری بایں طور ارقام فرماتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کا باپ محمد خضر صاحب عالم نہ تھا۔ ایک عامی شخص تھا۔ یعنی جاہل تھا۔ سن طفولیت میں اسکا والد فوت ہوگیا۔ کشمیری ہونے سے یا کسی اور وجہ سے رفوگری کا کسب سیکھا۔ مدت تک یہی کام کرتا رہا۔ اس اثنا میں اسکو لکھنے پڑھنے کا شوق بھی ہوگیا۔ تو مولوی احمد اللہ صاحب رئیس المحدثین کے درس میں جا بیٹھا۔ اور نہایت کند ذہن اور کم فہم تھا۔ بصد مشکل شرح ملاجامی و قطبی تک وہاں کتابیں پڑھیں۔ پھر وزیرآباد میں حافظ عبدالمنان شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب کے ہاں کچھ سبق پڑھے پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں کبھی کتاب کا سر اور کبھی کی ٹانگ پکڑ کر مدرسہ دیوبند میں جا پہنچے۔ وہاں سے بھی اسی حال سے نکلے جیسے کہ پہلے تھے الخ جس طرح کہ اپنی اخبار میں لکھا کرتے ہیں کہ ہمارے استاذ صاحب بہت کچھ سمجھایا کرتے تھے اور نصیحت فرمایا کرتے تھے لیکن مجھ پر ان کی باتوں نے کچھ اثر نہ کیا۔ افسوس صد افسوس الخ اور اخبار الفقیہ نمبر ۲۵ سنہ ۱۹۲۴ء میں نامہ نگار صاحب ثناء اللہ کو مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ کیا آپ اس نام کو پسند کریں گے کہ آپ کو اسی نام سے یاد کیا جائے جو پہلے مشہور تھا۔ جن دنوں آپ بچے تھے اور نئے بازار کے تھے آپ کو یاد ہوگا کہ ان دنوں آپ کو ثنّہ لوگ کہہ کر پکارتے تھے۔ اب تک بعض سن رسیدہ لوگ کڑہ جہان سنگھ کے رہنے والے آپ کا ذکر کرتے وقت ثنّہ ہی بولتے ہیں الخ اور نامہ نگار صاحب فاضل تو بہت کچھ ارقام فرماتے ہیں لیکن خادم شریعت بوجہ کسی خاص مصلحت کے ان تمام امور کو چھوڑ کر ایک اور مضمون کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہے اور خاصکر مولوی ثناء اللہ صاحب اور اسکے ہم مشربوں کو آگاہ کرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ رسالہ احمدی ماہواری جو دہلی سے نکلتا ہے جس کا شائع کنندہ قاسم علی ایڈیٹر اخبار الحق تمہاری نظروں سے ابتک گذرا ہے یا نہیں۔ اگر گذرا ہے

تو پھر کس معنے پر اب تک تم نے سکوت کر رکھا ہے۔ یہ کیا دلیری اور حوصلہ ہے اُدھر تو خادم شریعت کے لئے اپنی اپنی قوم کو آمادۂ قتل اور بے عزت کرنے کے لئے.......... گھوڑا قلم کا میدان اخبار اہلحدیث میں بے خوف و بے لگام ہو کر چل رہا ہے اور ادھر یہ سکوت لو اچھا اگر کسی صاحب سے تم نے وہ رسالہ ۱۲ سال سے چند مرتبہ شائع شدہ نہیں دیکھا تو خادم شریعت اسکی مختصر عبارت لبطور خیر خواہی مشتے نمونہ از خروارے لکھ دیتا ہے۔ بقول شخصے نقل کفر کفر نباشد۔ دہو ہذا۔

رسالہ احمدی جلد اول نمبر ۵ صفحہ ۸۹ بابت ماہ مئی ۱۹۱۱ء سے ایک مضمون بنسبت ثناء اللہ صاحب سردار اہلحدیث کے بایں طور مسطور ہے کہ مشتہر نے صفحہ ۴ میں تین سوال بغرض حصول جواب علمائے اہلحدیث سے کیے ہیں۔ جنکا ذکر خالی از دلچسپی نہیں۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بتہ منڈا حاصل کرنے کے لئے سفر میں چلا گیا۔ اس کے بعد لسو کے کاٹنے سے اس کی زوجہ نے ایک بچہ جنا اور مولود مسعود سن شعور کو حاصل کرنے کے بعد علم و فضل سے بھی مزین ہو گیا تو ایسا شخص مقتدائے قوم یا امام بن سکتا ہے یا نہیں۔

۲:۔ چند ایسے اشخاص جو بچپن میں ناجائز امور کے مرتکب (یعنی وطی کرتے رہے ہوں) اور ان کے استاد یا دوسرے دوست انکے ناجائز افعال کے ارتکاب سے متہم ہو چکے ہوں کیا ایسے اشخاص یا منجملہ ان کے کوئی شخص دنیائے نصرت اسلام کا مستحق ہے کیا ایسے شخص کا فتوے یا ایسے شخص کی اقتدا شرعاً درست ہے۔ ہرگز نہیں۔

۳:۔ پس بسبب تہذیب کے برخلاف ہونے کے نہیں لکھا گیا۔

پس ناظرین اس فرقہ ضالہ کے حالات رسالہ مذکور کے صفحہ ۹۷ سے لے کر صفحہ ۱۰۳ تک ملاحظہ کر کے خود انصاف کریں۔ اور دیکھ لیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کیسی پاکدامنی کے خوشہ چین ہیں۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ❊ میلش اندر طعنۂ پاکاں کند

مسئلہ:۔ فرقہ وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ چونکہ یہ فرقہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہے اور ضال مضل ہے۔ چنانچہ ان کے عقائد و مسائل کی فہرست نمبروار اوپر گذر چکی ہے اور باقی مفصل ذکر سلطان الفقہ فتاوے نظامیہ میں ملاحظہ کریں۔

مسئلہ:۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام کے مزار مقدسہ پر گنبد بنانا شرعاً مستحسن امر ہے۔ اور اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے۔ اور اس کے جواز پر یہ دلائل ہیں لما مات الحسن بن علی ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ یعنی جب فوت ہوئے حسن بن علی رضی اللہ تعالے عنہ تو ان کی زوجہ صاحبہ نے ان کی قبر پر سا

پھر خیمہ کھڑا رکھا۔ نقل از بخاری باب الجنائز۔ پس اگر یہ شرعاً ناجائز تھا تو اسوقت کے بہادران اسلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس فعل سے کیوں نہ ان کو منع کیا یا توبیخ کی اور کتاب عینی شرح صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت ذینب بنت جحش کی قبر پر اور حضرت محمد حنفیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر قبہ کھڑا کیا۔ اور حضرت عثمان بن مظعون کی قبر بہت اونچی تھی جس پر نوجوان بہادر کود کر اس قبر شریف پر تجاوز نہ کر سکتا تھا۔ اور مرقات شرح مشکوٰۃ تحت حدیث ان یجصص القبر کے لکھا ہے وقد اباح السلف البناء قبر المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيه واما المتاخرون فقد استحسنوا الخ اور کتاب شرح برزخ و شامی جلد اول وکشف النور ومجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ میں بایں طور مسطور ہے فبناء القباب علیٰ قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز اذا قصد بذالك التعظيم الخ۔

اور میزان شعرانی صفحہ ۱۹۰ میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں قبر پختہ بنانا جائز ہے۔ ہاں البتہ قبر کا اندرون پختہ بنانا جائز نہیں۔ چنانچہ فتاوے سراجیہ وغیرہ میں مسطور ہے۔

پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ قبور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام پر قبہ بنانا جائز اور درست ہے اور ان کو گرانا اور بے حرمتی کرنا حرام ہے اور منع ہے اور جن حدیثوں سے قبوں کے گرانے کا حکم ثابت ہوتا ہے وہ قبور مشرکین کی تھیں جو کہ تصویر کی صورت میں بنی ہوئی تھیں۔ کسی مسلمان کی قبر نہ تھی۔ دیکھو کتاب جوہر نقی۔

اور باقی مفصل ذکر سلطان الفقہ ورسالہ السیف البتاء میں ملاحظہ کریں۔

ابیات

ہو وے شوکت دین کی جس کام میں — اور مستحسن ہو وہ اسلام میں
بولتا ہے بدعت اسکو بر ملا — دیکھئے نجدی وہابی بے حیا
اے میرے سنت جماعت بھائیو — بات نجدی کی نہ ہرگز مانیو
دائرہ سنت سے خارج ہے یقیں — فرقہ نجدی شیطان اللعین

نوٹ:۔ دیوبندی علماء ادلہ شرعیہ سے جواب دیں کہ یہ اشعار مطابق شریعت ہیں یا کہ خلاف اور کیا ان سے فتوے رشیدیہ اور براہین قاطع کی تردید ہوتی ہے یا نہیں۔

مرثیہ مولوی رشید احمد صاحب از قلم مولوی محمود الحسن صاحب مرحوم استاذ الکل؛

دیوبندی حضرات و ناظرین و مناظرین ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں ....

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی

الٰہی کیا کریں کیونکر سنیں وہ لحن داؤدی
خدایا کس طرح آوے نظر وہ شکل نورانی

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

رقاب اولیاء کیوں خم نہ ہوتیں آپکے آگے
وہ شہباز طریقت تھے محی الدین جیلانی

خلاان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے!
میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جگہ ہوا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

ہو سینہ جسکا مصباح نبوت کے لئے مشکوٰۃ
بجز مہدی نیابی ایں چنیں ہادی حقانی

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہونچے خود حضرت
کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لاثانی

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے
ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی

جلد چہاردہم تمام شد

تصحیح کنندہ فقیر ابو المنصور محمد صادق قادری رضوی غفرلہٗ

جلد پانزدہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دافع البلاء یا مشکلکشا کہنا شرعاً کیسا ہے جائز ہے یا نہیں اور فرقہ نجدیہ اس سے کیوں منع کرتے ہیں۔

سائل حافظ رحمت علی از علی پور

الجواب:۔ بیشک نبی علیہ السلام دافع البلاء ومشکل کشا ہر خاص وعام کے لئے ہیں اور اس سے انکار کرنا محض جہالت وبے نصیبی ہے اور آیات قرآن مجید واحادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر شاہد ہیں لقولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ آیت (۲)، وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آیت (۳)، وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سبب رحمت ودافع البلاء وعذاب ووسیلہ نجات ہر ایک مسلم وغیر مسلم کے لئے ہوئے اور سوائے اس دروازہ کے سرنگوں ہونے کے کسی ظالم بدکردار کی توبہ ونجات کی سبیل نہیں ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالے چاہتا ہے کہ زمین والوں پر عذاب نازل کرے لیکن جب دیکھتا ہے کہ ان لوگوں کو جو پچھلی رات استغفار کرتے ہیں اور محض اللہ کے لئے بزرگوں سے محبت رکھتے ہیں اور مساجد آباد کرتے ہیں تو پھر اپنے غضب کو ان سے دفع کر دیتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر نہ ہوتے نمازی لوگ اور دودھ پینے والے لڑکے اور گھاس چرنے والے چوپائے تو دنوں بے فرمانوں پر اللہ تعالےٰ عذاب نازل کر دیتا۔ اور ایک حدیث میں بایں طور مذکور ہے کہ اللہ تعالےٰ نیک اور بزرگ بندوں کے سبب سے ہمسایہ سوگز تک سے بلا دفع کر دیتا ہے۔ وہو ہذا اَنَّ اللّٰهَ لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ مِنْ مِائَةِ اَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ اور ایک حدیث شریف میں ہے ہر یوم ستائیس مرتبہ مومن مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرے تو وہ انہی سے ہوگا جن کی دعا مستجاب یعنی ہے اور ان کے سبب سے لوگوں کو رزق ملتا ہے اور ایک حدیث میں آتا ہے هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ اور ایک حدیث میں آتا ہے لَا يَزَالُ الْاَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِيْ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءَ

یُقَالُ لَھُمُ الْاَبْدَالُ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہونگے اللہ تعالٰے ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا۔ ان کا لقب ابدال ہوگا۔ نقل از الامن والعلی[1] صفحہ ۱۹۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ جب امت مرحومہ سے بزرگ لوگ سبب دافع البلاء ہوئے تو آقائے نامدار رحمۃ للعٰلمین کے دافع البلاء ہونے سے کون مسلمان صاحب انکار کرسکتا ہے۔ کسی نے کیا خوب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شان میں کہا ہے ؎

علی کا نام جب مشکل کشا ہے — مدد مشکل میں گر مانگیں روا ہے
علی کے غیرتی دشمن پہ لعنت — مگر کلمے میں یوں کہنا خطا ہے

نقلم خود خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال:۔ کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے سامنے سے دیکھتے ویسا ہی پیچھے سے دیکھتے تھے۔

جواب:۔ ہاں بیشک آقائے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آگے اور پیچھے سے دیکھنا حدیثوں سے ثابت ہے وھو ہذا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی انظر الی مَا وَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مَا بَیْنَ یَدَیَّ اَخرجہ عبد الرزاق جامعہ والحاکم وابو نعیم یعنی حضرت ابوہریرہ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے اور مواہب وطبرانی میں یہ ایں الفاظ حدیث موجود ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ علیہ وَسَلَّمَ اِنَّ اللہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذَا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ بیشک اللہ تعالٰے نے میرے سامنے دنیا کو اٹھا کر رکھدیا جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسکو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کو نماز کے بارے میں کہا کہ تم لوگ صفیں در رکوع وسجود خوب کیا کرو مجھ سے تمہارے رکوع وسجود پوشیدہ نہیں کیونکہ میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں ویسا ہی پیچھے سے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا سُجُوْدُکُمْ اِنِّیْ اَرٰکُمْ وَرَاءَ ظَھْرِیْ نقل از بخاری ومسلم۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک صحابی کو کہا کہ یہ لوگ جو دعا مانگ رہے

[1] یہ کتاب اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت مولانا العلامہ الشاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

ہیں ان کے ہاتھ نور سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی یہ طاقت دلا دیں۔ آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اس نے بھی دیکھا۔ یہ حدیث تاریخ بخاری و بیہقی میں بایں الفاظ مسطور ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَسْجِدِ فِيْهِ قَوْمٌ رَافِعُوْا اَيْدِيْهِمْ يَدْعُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَرٰى بِاَيْدِيْهِمْ نُوْرًا قُلْتُ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُرِيَنِيْهِ فَدَعَا اللّٰهُ فَاَرَانِيْهِ۔ اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر مبارک بھی بے مثل تھی اور زمین و آسمان میں جو چیز بھی کسی بشر کو نظر نہیں آتی آپ سب دور و نزدیک چیزوں کو ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ فقط۔ حررہٗ خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال: کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اندھیری رات میں برابر دیکھنا ثابت ہے یا نہیں۔

جواب: بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رات اور دن میں برابر دیکھنا اس حدیث شریف سے ثابت ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرٰى فِي اللَّيْلِ فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى بِالنَّهَارِ فِي الضَّوْءِ اَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَائِشَةَ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کے اندھیرے میں ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں۔ فقط۔ العلم عند اللہ۔

سوال: آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم لم یزل ولا یزال کو ان آنکھوں سے دیکھا یا نہیں۔

جواب: بیشک اس میں سلف صالحین کا اختلاف ہے لیکن صحیح ترجیحی امر ہے کہ آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ بے مثل سر اور آنکھ قلبی سے دیکھا چنانچہ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ اَخْرَجَهُ اِمَامُ اَحْمَد یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بیشک میں نے اپنے رب کو دیکھا اور طبرانی نے معجم اوسط میں بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک بار آنکھ سے ایک بار دل سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِعَيْنِهٖ وَمَرَّةً بِقَلْبِهٖ اور حضرت قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ اور ایسا ہی عکرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مذکور ہے اور علاوہ ان کے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت عطا فرمائی اور اپنے پیارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر۔ اور نسائی شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جبرائیل تمکو سلام دیتا ہے۔ میں نے کہا علیك وعلیه السلام ورحمة اللہ وبرکاته (حضرت آپ کو نظر آتا ہے (ترئی مالا نری) اور علاوہ اسکے خادم شریعت کی تحقیق بھی اسی پر ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم کو آنکھ بقا والی سے دیکھا ہے۔ کیونکہ آنکھ بقا والی کو لقائے خداوند کریم سے کوئی امر مانع نہیں بقولہ تعالےٰ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور جو حدیث مسلم شریف مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے عدم رویت پر ناطق ہے اس سے بھی یہی مراد ہے کہ آنکھ فانی اور سروانی نہیں دیکھ سکتی ورنہ مائی صاحبہ کیوں فرمائیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ چنانچہ یہ روایت بھی مسلم شریف میں ہے اور مائی صاحبہ نے جواس دلیل سے اجتہاد کیا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ اور خداوند کریم کو بینائی نہیں پا سکتی وہ بینائیوں کو پاتا ہے تو یہ مائی صاحبہ کا اپنا ہی اجتہاد ہے۔ حالانکہ اکثر روایات واقوال صحابہ وقبیلہ بنو ہاشم ومحدثین ومفسرین واصفیا کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اسکے خلاف پر ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم کو دیکھا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث نیز اسبات پر شاہد ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰی بِفُؤَادِہٖ مَرَّتَیْنِ نقل از شفا قاضی عیاض وطبرانی

کلام سرمدی بے نقل بشنید | خداوند جہاں را بے جہت دید
دراں دیدن کہ حیرت حاصلش بود | دلش در چشم وچشمش در دلش بود

پس طالبان مولا کو چاہیئے کہ اس مسئلہ میں عقل وتوقف وتدبر ورشتہ ایمانی محبت وعشق سے کام لیں

مانگویم یاد داری بالیقین | اسم اللہ کن تصور عین دیں

فافہم۔ والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت عفا عنہ

سوال:۔ کیا کوئی حدیث مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے بایں مضمون مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رات معراج میرے پاس رہے اور جسمی معراج نہیں ہوا۔

جواب:۔ اس مضمون کی حدیث کتب صحاح ومشہورہ ومعتبرہ میں نہیں ہے اور نہ ہی خود مائی صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا مشاہدہ معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی متن اس حدیث کا صحیح ہے وہو ہذا عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اٰلِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا کَانَتْ تَقُوْلُ مَا فَقَدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم ولکن اللہ اسری بروحہ تفسیر جامع البیان جزء ۱۵ صفحہ ۱۳ اور علاوہ اسکے علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ شرح مواہب جزء ۶ صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور بنائی گئی ہے واسطے

ردکرنے حدیث صحیح کے اور یہ حدیث واقعہ کے خلاف پر دال ہے۔ اگر معراج شریف موافق بعض روایات ابتداء اسلام میں ہوا تب تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔ بعض روایت میں ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوا اور بعض میں ہجرت سے ایک سال پیشتر ہوا۔ ہجرت کے وقت حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا آٹھ سال کی تھیں اگرچہ نکاح ہو گیا تھا مگر بعد ہجرت نو سال عمر شریف ہوگی دولت خانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رونق افروز ہوئیں پس معلوم ہوا کہ یہ روایت کسی طرح بمقابلہ احادیث صحیحہ متعددہ معتبر قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کما مر۔ اگر کسی صاحب نے زیادہ تحقیق کرنی ہو تو تحفہ احمدیہ کو ملاحظہ فرمادیں فقط واللہ العلم عند اللہ۔ المجیب خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال:۔ حضرت آقائے نامدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بول و براز کو زمین کس لئے جلدی لقمہ کر جاتی اور بول و براز میں خوشبو لطیف کیوں آتی اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیشاب کو کیوں مائی ام ایمن وغیرہ نے نوش کیا

جواب:۔ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک اقسام بہشت سے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیز سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک روز میں دیکھتی ہوں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جانے خلا میں حاجت ضروری کے لئے تشریف لے گئے تھے اور جب وہاں سے آئے تو میں وہاں فوراً پہنچی لیکن میں نے بدبو، خوشبو وہاں کچھ نہ پایا اور نہ دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر بہشتی وجودوں کی قسم سے ہوتے ہیں اس لئے ہمارا بول و براز و پسینہ خوشبودار ہوتا ہے اور بول و براز وغیرہ کو زمین چھپا لیتی ہے اور جس جگہ پڑتا ہے وہ جگہ بھی معطر ہو جاتی ہے اور وہاں سے خوشبو آنے لگ جاتی ہے۔ نقل از کنز العمال جلد ۶ واخرج ابو نعیم من لیلیٰ مولاۃ عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت رایت یا رسول اللہ انک تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت فی اثرک فما اری شیئاً انی لاجد رائحۃ المسک قال انا معاشر الانبیاء تنبت اجسادنا علی ارواح اھل الجنۃ فما خرج منھا شیء ابتلعہ الارض۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم اطہر کی ذاتی خوشبو تھی اس لئے تمام پسینہ بھی خوشبودار اور آپ کے بول و براز سے خوشبو آتی تھی اور جنہوں نے پیشاب مبارک پیا ہے اور انہوں نے محض خوشبودار سمجھ کر اور کمال محبت کی وجہ سے پیا ہے بیماریوں سے نجات حاصل کی اور جنت کی خوشخبری پائی۔ باقی فتاوےٰ ہذا میں ملاحظہ فرمادیں فقط۔

خادم شریعت عفی عنہ

سوال: کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ظہور سے سوئی گم شدہ حضرت مائی صاحبہ کو مل گئی تھی اور اسکا کہیں ثبوت ہے۔

جواب: بیشک اسکا ثبوت حدیث صحیح سے ملتا ہے وہو ہٰذا اخرج ابن عساکر عن عائشۃ قالت کنت اخیط فسقط منی الابرۃ فطلبتہا فلم اقدر علیہا فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتبینت الابرۃ بشعاع نور وجہہ فاخبرتہ فقال یا حمیراء الویل ثم الویل ثلاثا لمن حرم النظر الی وجھی الحدیث: یعنی حضرت ابن عساکر مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مائی صاحبہ فرماتی ہیں کہ میں اندر بیٹھ کر کچھ سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی ہر چند تلاش کی لیکن اندھیرے کے سبب سے نہ ملی اتفاقاً آپ کی ذات اندر تشریف لائے تو آپ کے چہرۂ انور کی روشنی سے تمام اندر روشن ہوگیا۔ اندھیرا جاتا رہا سوئی گم شدہ زمین پر گری ہوئی مل گئی اور فرمایا اے عائشہ افسوس افسوس اسکے لئے جس نے مجھے نہ دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کا چہرہ مبارک القمر لیلۃ البدر کی طرح چمکتا تھا نقل از ترمذی ابوہریرہ سے ہے کہ آپ کا چہرہ آفتاب عالمتاب تھا جب آپ ہنستے تو نور کا عکس دیواروں پر پڑتا۔

سوال: کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکو مس فرمائیں اسکو آگ نہیں لگ سکتی۔

جواب: بیشک ہمارا یہ ایمان ہے کہ جسکے ساتھ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم مس کریں اسکو کبھی آگ اثر نہیں کر سکتی چنانچہ ذیل کی روایت اس پر شاہد ہے حافظ ابو نعیم نے عباد بن عبد الصمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم کئی آدمی انس بن مالک کے ہاں تھے انہوں نے اپنی کنیزک کو کھانا لانیکا حکم دیا پھر انہوں نے کہا کہ وہ رومال بھی لا۔ جب وہ لائی تو انس رضی اللہ عنہ نے اسے میلا دیکھ کر کنیزک کو حکم دیا کہ تنور جلا کر اس میں ڈالدے۔ اس نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر کے بعد نکالا تو وہ سفید دودھ جیسا نکلا۔ ہم دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جائے حیرت نہیں یہ رومال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے آپ کھانا کھا کر اس سے منہ پونچھتے تھے۔ اور ہم بھی تبرکاً ادائے سنت بعد فراغت اسی سے منہ پونچھا کرتے ہیں۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسکو اسی طرح آگ میں جلا کر صاف اور سفید کر لیا کرتے ہیں۔ اور یہ تم سب جانتے ہو کہ حضور علیہ السلام

لہ: معنے حمیرہ بریہ ابیضا چنانچہ کتاب مجمع البحار جلد اول صفحہ ۳۰۱ میں مسطور ہے خذو شطر دینکم من الحمیراء یعنی عائشہ لصفہ الحمرا یہ مدالبیضا۔ پس معلوم ہوا کہ اتباع مائی صاحبہ سے منزل ناسوتی طے ہو جاتی ہے اور طالب مولیٰ مقام لاہوت تک پہنچ جاتا ہے ۱۲ خادم شریعت ا۔

کے جسم مبارک کو لگی ہوئی چیز کو آگ نہیں جلا سکتی نقل از بے مثل بشر صفحہ ۷۸۔ اور الفاظ حدیث شریف کے یہ ہیں اخرج ابو نعیم عن عباد بن عبد الصمد قال اتینا انس بن مالک فقال یا جاریۃ ھلمی المائدۃ نتغدی فاتت ثم قال ھلمی المندیل فاتت بمندیل وسخ فقال اسجری التنور واوقدتہ فامر بالمندیل فطرح فیہ فخرج ابیض کانہ اللبن قلنا ما ھذا قال ھذا مندیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یمسح بہ وجھہ فاذا اتسخ صنعنا بہ ھکذا لان النار لا تاکل شیئا مس علیہ الحدیث فقط۔ خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال:۔ آپ کا پیالہ کس لکڑی سے بنا ہوا تھا اور کتنی قیمت سے فروخت ہوا۔

جواب:۔ شمائل بیہقی میں مسطور ہے کہ وہ لکڑی جھاؤ سے بنا ہوا ہے اور اسکو کڑی لوہے کی لگوائی ہوئی تھی اسکو تبرکاً حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حفاظت سے رکھا جب انہوں نے انتقال کیا تو انکے فرزند ارجمند نضر نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ کو آٹھ لاکھ درہم یعنی دو لاکھ روپیہ سے فروخت کر دیا۔ اور شفا شریف میں ہے کہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہما کے پاس نیز ایک پیالہ تھا وہ بیمار لوگوں کو اس سے پانی حصول شفا کے لئے پلواتی تھیں اور حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ کو دیکھا اور اس سے پانی بھی پیا۔ فقط والعلم عند اللہ۔ خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ

سوال:۔ کیا جمعہ مسقط ظہر ہے یا نہ۔

جواب:۔ بیشک جمعہ بجمیع شرائط مسقط ظہر ہے بلا شرائط ہرگز مسقط ظہر نہیں ہو سکتا اور وہ شرائط بارہ ہیں جنکا ذکر پچھلی جلدوں میں مدلل گذر چکا ہے اور اسلئے ہم حنفی لوگ جہاں کہیں شرائط میں شک پڑ جائے تو ظہر کی نماز احتیاطاً ادا کر لیتے ہیں چنانچہ نقایہ وشامی وفتاوے عالمگیر وغیرہ کتب میں مسطور ہے ثُمَّ فِیْ کُلِّ مَوْضِعٍ وَقَعَ الشَّکُّ فِیْ جَوَازِ الْجُمُعَۃِ لِوُقُوْعِ الشَّکِّ فِی الْمِصْرِ اَوْ غَیْرِہٖ وَاَقَامَ اَھْلُہٗ الْجُمُعَۃَ اَنْ یُصَلُّوْا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ وَیَنْوُوا الظُّھْرَ حَتّٰی لَوْ لَمْ تَقَعِ الجمعۃ موضع ما یخرج عن عھدۃ الفرض الوقت ھکذا فی المحیط وفتح القدیر وفتاوی جواھر الفتاوی وبدر السعادۃ والتاتارخانیہ وابراھیم شاہ وجامع الفتاوی والکافی وفتاوی عتابیہ وفتاوی خزانۃ المفتین وخزانۃ العلوم وفتاوی المحمدیہ ان وقع الشک فی المصر فلیصلوا اربعا فرض الوقت بعد الفراغ من صلوۃ الجمعۃ الخ یعنی جس جگہ شک پڑ جائے جمعہ کی نماز کے جواز میں

واسطے واقع ہونے شک کے مصر میں یا اسکے غیر میں اور قائم کریں وہاں کے لوگ نماز جمعہ تو مناسب ہے کرپڑھیں بعد جمعہ کے چار رکعت اور نیت کریں نماز ظہر کی کیونکہ اگر نہ صحیح ہو تو جمعہ تو بری ہوگی ذمہ داری فرض وقتی سے ساتھ یقین کے اسی طرح ہے محیط وغیرہ کتب فقہ میں اگر کسی صاحب نے اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنی منظور ہو تو رسالہ نور الشمعہ و سلطان الفقہ و کتاب بہلل الرسول والنعمان میں ملاحظہ فرماویں اور اسکی نیت میں علمائے دین کا بہت اختلاف ہے لیکن فقیر کی تحقیق اسطرح ہے کہ نیت کرتا ہوں میں چار رکعت نماز فرض ظہر جو کہ ذمے میرے ہے۔ چنانچہ فتاوے غرائب و رحمانیہ میں ہے والصحیح ان یقول اصلی لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ صلوٰۃ الظہر الذی اَدْرَکْتُ ولماُ صلّہ بعد اور بعض لوگ جو بے دھڑک یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ شرائط کوئی ضروری نہیں اگر ہوں تو بہتر ہے ورنہ ان کے نہ پائے جانے میں جمعہ کی نماز میں کوئی نقص نہیں آتا جیساکہ بادشاہ اسلام کا ہونا جمعہ کی نماز کو مانع نہیں افسوس ؎

دِل کو روؤں یا جگر کا غم کروں ایک میں اب کس کس کا ماتم کروں

مسلمانو یاد رکھو کیا نکاح میں دو گواہ اور جہاد کے لئے بادشاہ مسلمان اور زکوٰۃ کے لئے صاحب نصاب و مسلمان عاقل بالغ اور حج کے لئے مسلمان عاقل بالغ زادراہ و حفظ امن وغیرہ شرائط پائے جائیں گے تو یہ سب امور جائز اور واجب ادا ہو جائیں گے اگر ان احکام سے ایک کی شرط نہ پائی گئی تو وہ حکم بھی ہرگز ادا نہ ہوگا اسی طرح جمعہ کی شرائط میں سے اگر ایک کی بھی ترک ہوگی تو جمعہ محققین احناف کے نزدیک ہرگز ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ جن دلائل سے ان کے شرائط فرض ہیں انہیں دلائل سے جمعہ کے شرائط بھی فرض ہیں اور شرط سلطان میں صرف اختلاف امام شافعی و امام مالک رحمۃ اللہ علیہا کا ہے نہ امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہما کا چنانچہ مبسوط باب الجمعہ صفحہ ۲۴ میں مسطور ہے السلطان شرط عندنا فانہ غیر شرط عند مالک والشافعی نقل از شرح نقایہ صفحہ ۱۳۲ من شرائط الجمعۃ اختلاف للشافعی اور تعریف سلطان کی یہ ہے ینفذ الاحکام ویقیم الحدود اور ہدایہ صفحہ ۱۴۸ و شرح النقایہ صفحہ ۱۲۲ میں بایں طور ہے المصر الجامع کل موضع لہ امیر و قاضی ینفذ الاحکام و یقیم الحدود وھذا عن ابی یوسف اور اسی کتاب ہدایہ شریف کے صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے لاتصح الجمعۃ الافی مصر جامع اوفی مصلی المصر ولاتجوز فی القریٰ لقولہ علیہ السلام لاجمعۃ ولاتشریق ولافطر ولا اضحیٰ الافی مصر جامع اور فتح القدیر و شرح نقایہ میں نیز بایں طور تحریر ہے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہ لَیْسَ علی اطلاقہ اتفاقًا بَیْنَ الْاَئِمَّۃِ اذلایجوز

اِقَامَتُهَا فِي الْبَوَادِي اِجْمَاعًا وَلَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ عِنْدَ الشَّافِعِي اور عینی شرح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت ابن منذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ قدیمی سنت یہی ہے کہ جمعہ کو قائم کرنا حق سلطان ہے یا جسکو اس نے حکم کیا ہو اگر یہ نہیں تو لوگ ظہر کی نماز پڑھیں۔ وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ مَضَتِ السُّنَّةُ بِاَنَّ الَّذِي يُقِيمُ الْجُمُعَةَ السُّلْطَانُ وَمَنْ قَامَ بِهَا بِاَمْرِهٖ فَاِذَا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ صَلَّوُا الظُّهْرَ اور فرمایا حبیب ابن ثابت امام اوزاعی ومحمد بن مسلمہ ویحییٰ بن عمر مالکی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ جمعہ بدون خطبہ وامیر کے نہیں ہو سکتا اور ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بایں طور ہے کہ اگر بدون سلطان کوئی شخص آگے ہو کر نماز جمعہ پڑھائے تو جائز نہ ہوگی اور کبیری شرح منیہ میں لکھا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا محاصرہ کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عثمان خلیفہ وقت سے اجازت لے کر جمعہ کی نماز کو پڑھایا وَعَلٰى هٰذَا كَانَ السَّلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ حَتّٰى اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّمَا جَمَعَ اَيَّامَ مُحَاصَرَةِ عُثْمَانَ بِاَمْرِهٖ۔ یعنی اس پر سلف صحابہ اور اسکے بعد تابعین وغیرہ رہے ہیں حتی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دنوں میں انکے حکم سے جمعہ پڑھایا تھا الخ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ جمعہ بدون سلطان و ماموراسکے جائز نہ ہوگا لہٰذا مسلمانوں کو نماز احتیاطاً ضروری پڑھنی ہوگی چنانچہ فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۳۰ میں مسطور ہے اور جن ملکوں اور جس جگہ جمیع شرائط سے جمعہ پڑھا جاوے تو وہاں احتیاط الظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں صرف جمعہ کے بعد چھ[1] رکعت سنتیں پڑھنی چاہییں پہلے چار اور پھر دو اور جہاں کہیں شرائط جمعہ میں شک پڑ جائے تو وہاں بعد از دو رکعت نماز جمعہ دس رکعات ادا کی جائیں چنانچہ شامی و شرح نقایہ وغیرہ میں مسطور ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

---

[1] فعلی حدیث سے دو رکعت آپ کی ذات کا پڑھنا ثابت اور قولی سے چار رکعت پڑھنا ثابت اور قولی فعلی پر ترجیح رکھتی ہے اور سعید بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب ہمارے شہر میں تشریف لاتے تو چھ رکعت بعد نماز جمعہ پڑھتے تھے فلما قدم علينا ابن ابي طالب رضي الله تعالىٰ عنه علمنا ان نصلي ستا پس جو چار پر زائد ہے تو اس قاعدہ پر قائم ہو گئیں المثنیٰ مقدم على الثاني اور فعلی حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں انه كان يصلي بعد الجمعة ركعتين ترمذی از ابن عمر اور قولی حدیث کے الفاظ یہ ہیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم.. من كان منكم مصليا بعد الجمعة فليصل اربعا هذا حديث حسن صحيح نقل از طحاوی و عینی شرح بخاری اور صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ جمعہ کے بعد دس رکعتیں پڑھیں۔

مسائل شتّٰی

ہمارے مذہب حنفی میں جمعہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں باوجود بادشاہ اسلام ہونے کے بھی جائز نہیں وہاں ظہر پڑھنی چاہیئے ہاں اگر وہاں جمعہ قائم ہو چکا ہو اور لوگ مدت سے پڑھتے چلے آتے ہوں تو ان کو جمعہ سے رد کا نہ جائے اور ظہر کی نماز فرضاً بعد از جمعہ قریوں یعنی بستیوں میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہاں قریہ سے مراد شہر اور محلہ شہر مراد ہے۔ چنانچہ مجمع البحار و قاموس وغیرہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں اور قرآن مجید نیز اس پر ناطق ہے کہ قریہ شہر کو بولا جاتا ہے لقولہ تعالےٰ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اٰى مَكَّةَ وَ طَائِفَ ذَكَرَهٗ فِى الْكَبِيْرِىْ و فتح القدیر اور سورہ بقرہ میں ہے هٰذِهِ الْقَرْيَةَ مراد یہاں بیت المقدس مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ مراد شہر ایلیا ہے۔

اور اکثر جگہ لفظ قریہ کا اطلاق شہر پر ہی آیا کرتا ہے جس کا مفصل ذکر ظہور الشمعہ میں مسطور ہے ہاں اگر کسی صحابی نے بعد از انتقال آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کسی بستی چھوٹی یا کسی کنواں یا جنگل میں پڑھا دیا ہو تو وہ اسکا خود اجتہاد ہوگا جو کہ مقابلہ حدیث مرفوع کے قابل اعتبار نہیں ہوگا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوائے مکہ و مدینہ منورہ کے اپنی ظاہری زندگی میں کسی بستی یا جنگل میں نہ جمعہ پڑھا ہے نہ ہی کسی کو حکم دیا ہے بلکہ آپ نے عرفات ایام حج الوداع میں باوجودکہ آپ کے پاس کئی ہزار آدمی موجود تھے لیکن آپ نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کو حکم دیا اور نہ ہی آپ نے قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھا باوجود سے کہ فرضیت جمعہ کا علم آپکو ہو چکا تھا اور لوگ مدینہ منورہ والے بادشاہ آنحضور علیہ السلام جمعہ کو ادا کر لیا کرتے تھے۔ اور آپ نے وہاں اس لئے جمعہ نہ پڑھا کہ ابھی وہاں شوکت و حکومت بوجہ غلبہ کفار حاصل نہ تھی اور یہ شعار اسلامیہ ہے جسکا علانیہ ادا کرنا لازمی تھا اس لئے آپ اسوقت نہ ادا کر سکے اور اگر اور نمازوں کی طرح ہوتا تو ضرور ادا فرماتے پس اس سے معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ و شوکت سلطانیہ کا ہونا ضروری ہے۔ دیکھو دار قطنی و نور الشمعہ صفحہ ۱۔ اور ما علاوہ اس کے تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی طرف جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہجرت فرما گئے تھے اور وہاں عرصہ قریب چھ سال سے زائد رہے اور بدوں جمعہ سب احکام جو اُن کے ذمہ تھے ادا کئے لیکن جمعہ کو نہیں پڑھا حالانکہ انکو جمعہ کی فرضیت کا علم پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ فقط۔

مسئلہ۔ خطبہ جمعہ عربی زبان میں بقدر طوال مفصل پڑھنا مسنون ہے اگر کوئی غیر زبان میں چند اشعار

پند و نصائح عوام الناس پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہوگا چنانچہ کتاب ردالمحتار کتاب الجمعہ میں ہے لکن
یقید الخطبۃ بکونہا بالعربیۃ اور خطبہ لمبا نہ پڑھنا چاہیئے اور جمعہ کے روز غسل کرنا سنت ہے بشرطیکہ
اسی غسل و وضو سے جمعہ پڑھا جائے تو یہ سنت ادا ہوگی نقل از قاضی خاں اور جمعہ سردیوں میں اول وقت
اور گرمیوں میں ٹھنڈے وقت پر ادا کرنا سنت ہے اور جو خطیب ہو وہی نماز پڑھائے اور خطیب سوا
امر معروف کوئی بات نہ کرے۔ اگر کسی شخص کی سنتیں پہلی جمعہ کی رہ جائیں تو بعد از جمعہ ان کو پڑھے نقل از
درمختار۔ خطبہ جمعہ امام کھڑا ہو کر بلند آواز سے پڑھے لیکن دوسرے خطبہ میں پہلے خطبہ سے آواز پست کرے۔

مسئلہ: جمعہ اگر شہر میں کئی جگہ پڑھا جائے تو نزدیک حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جائز ہے اور
یہی اصح و صحیح ہے چنانچہ فتاوے عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۱۰ مطبوعہ نولکشور سطر ۱۵ میں بایں طور مسطور ہے وتؤدی الجمعۃ
فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ وھو قول ابی حنیفۃ ومحمد وھو الاصح وذکر الامام السرخسی
انہ الصحیح من مذھب ابی حنیفۃ وبہ ناخذ ھکذا فی بحر الرائق اور علاوہ اسکے کتاب عینی شرح
ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ جب[1] دو کے لوگ دو جگہ پڑھنے لگے تو علماء دین نے اختلاف کیا اور
فتوے دیا کہ بیشک جمعہ پڑھو لیکن نماز ظہر اسکے بعد ضرور پڑھو تلمیذ و رشید حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حسن ابن
زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی کو پسند کیا اور اسکے بعد چار رکعت بہ نیت سنت ادا کریں۔ فقط۔

خُطبہ جُمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَنَّانِ الْمَنَّانِ ذِی الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ وَالْکَرَمِ وَالْاِمْتِنَانِ مُبِیْنِ الْبَیَانِ
مُلْھِمِ الْجَانِ وَالْجَنَانِ رَازِقِ اَھْلِ الْخَیْرِ وَالطُّغْیَانِ جَاعِلِ الزَّمَانِ الْاَرْکَانِ فَاطِرِ

[1] اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب علیہ الرحمۃ کا مذہب بھی یہی ہے اسی طرح جو روایتیں انکے شاگردوں سے بیان فرمائی ہیں وہ سب کی سب امام صاحب علیہ الرحمۃ سے اخذ کی ہیں اور ان کے قواعد اصول کے موافق ہیں
تصریح کر دی ہے اور صاحب ردالمحتار نے جلد اول میں لکھا ہے کہ جب امام صاحب کے شاگرد دوں کا قول لیا گیا تو یقینی سمجھنا
چاہیئے کہ یہ خاص پیروی امام صاحب علیہ الرحمۃ کی ہوگی اور امام ابویوسف ... زیادہ تر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا قول کوئی ظاہر
اظہار نہیں کیا جسکی روایت امام صاحب سے ہمکو نہ پہنچی ہو۔ فقط خادم شریعت عفا عنہ۔

السماء باشد البيان نحمده على القلب واللسان ونشكره في كل حين وآن ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله الشفيع لاصحاب الجرم والعصيان اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم وشر الامور محدثاتها كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار اعوذ بالله من الشيطن الرجيم يايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون ٥ يايها الذين امنوا اتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا ٥ يايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما ٥ بارك الله لنا ولكم في القرآن العظيم ونفعنا واياكم بالآيات والذكر الحكيم ٥ انه تعالى جواد قديم كريم ملك بر رؤف رحيم ٥

خطبہ منظوم جمعہ

حمدت لسامع رب قديم — هو السلطان من غير النديم
اله الخلق ذو المن العظيم — جواد ماجد معطي النعيم
مليك مالك ملك كبير — حكيم قادر محيي الرميم
رءوف حامد حي لطيف — رفيع مالك الملك العظيم
بديع الخلق علام الخبايا — سميع الصوت من تحت العظيم
هو الفرد المدبر كل شيء — هو الموصوف بالوصف القديم
وصل على النبي الهاشمي — رسول صاحب الدين القويم
شفيع المذنبين بيوم عسر — كريم صاحب المجد الكريم
شهيد سيد مولى البرايا — امين صاحب الوحي الحريم
تحيات كمسك زاكيات — نثرن عليه كالدر النعيم
على الاولاد والاصحاب طرا — جواد الناس بالفيض الجسيم

عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ مَنْ فَاقَ دَهْرًا	بِاَفْضَالٍ وَبِالْمَنِّ الْعَظِیْمِ
حَبِیْبِ الْمُصْطَفٰی جَهَّازِ جَیْشٍ	رَفِیْقِ الْغَارِ رَکَّابِ شَهِیْمِ
عَلَی الْفَارُوْقِ سِرِّ الْحَقِّ وَالدِّیْنِ	اَشَدُّ النَّاسِ فِیْ اَمْرِ الْحَکِیْمِ
عَلٰی عُثْمَانَ ذُو النُّوْرَیْنِ اَوْفٰی	لِعَهْدِ اللّٰهِ بِالْعَزْمِ الصَّمِیْمِ
عَلٰی اَسَدٍ وَلِلْمَوْلٰی عَلِیٍّ	هُمَا مِحَارِبُ بَطَلِ الشَّهِیْمِ
عَلَی الْحَسَنَیْنِ مَظْلُوْمَیْنِ اِبْنَیْ	عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی مَوْلَی الْکَرِیْمِ
عَلَی الْعَبَّاسِ وَالْحَمْزَةِ عَمَّیْ	رَسُوْلِ اللّٰهِ مُبْتَسِمٍ وَسِیْمِ
عَلٰی زَهْرَاءَ قَدْ فَاقَتْ نِسَاءً	مُنَقَّاةٌ مُضَنَّاةُ النَّسِیْمِ
وَعَائِشَةَ الزَّکِیَّةِ وَالْعَفِیْفَةِ	مُطَهَّرَةُ الْقَوِیَّةِ مِنْ نَمِیْمِ
عَلَی الْاَنْصَارِ وَالْاَتْبَاعِ جَمْعًا	وَمَنْ قَامُوْا بِدِیْنٍ مُسْتَقِیْمِ
اِلٰهُ الْعَالَمِیْنَ اٰمِنْ عَلَیْنَا	فَمَنْ غَیْرُکَ بِکَاْسِ الْحَدِیْمِ

فَیَا رَبِّ اغْفِرَنْ عَنِّیْ ذُنُوْبِیْ
وَاَدْخِلْنِیْ بِفَضْلِكَ وَالنَّعِیْمِ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ، وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ اِنَّهٗ
اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِیْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ

خُطبہ ثانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِیْرًا، وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا، وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِیْرًا وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ سَمِیْعًا قَدِیْرًا، وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ مُخَاطَبٌ نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا، اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ صَلٰوةٍ وَصِیَامٍ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ

الصّالحین ۰ وعلیٰ اہل طاعتک اجمعین من اہل السمٰوٰت والارضین ۰ برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ اللّٰہم انصر من نصر دین محمد صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم و اجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم عباد اللّٰہ رحمکم اللّٰہ ان اللّٰہ یأمرکم بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربٰی وینہٰی عن الفحشاءِ والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ۰ اذکروا اللّٰہ العزیز الجبار یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللّٰہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واتم واہم واعظم واکبر ۰

مسئلہ :۔ اسکے بعد فوراً ہی امام یعنی خطیب صفیں بناکر دو رکعت فرض جمعہ خود پڑھائے اور کسی دوسرے کو بلا عذر حکم نماز پڑھانے کا نہ دے ورنہ کراہت ہوگی اور بعد سلام مقتدیوں کے قسے دعا مانگے اور اسکے بعد چار رکعت سنت پھر چار فرض احتیاطًا اور دو سنتیں خود بھی پڑھے اور لوگوں کو بھی پڑھائے اور چھوٹے گاؤں میں ہرگز نہ پڑھیں ۔ اگر کسی قصبہ میں جمعہ پڑھیں تو وہاں ضرور فرض ظہر نماز بعد جمعہ ادا کریں اگر شہر لاہور و امرتسر ، ملتان ، دہلی وغیرہ بلاد ہند والے لوگ جمعہ پڑھیں اور تعدد جمعہ اور عدم شرائط جمعہ میں اختلاف پائیں تو اس صورت میں بھی ظہر احتیاطًا پڑھیں اگر عوام الناس نہ پڑھیں اور خطیب کے کہنے پر عمل نہ کریں تو خطیب کو چاہیئے کہ ضرور ظہر کی نماز ادا کریں کیونکہ عبادت میں احتیاط مشروع ہے اور احتیاط الظہر کا ثبوت ۳۶ کتب فقہ معتبرہ میں درج ہے ۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

مسائل عید الضحٰے و عید الفطر

ہر دو عیدیں واجب ہیں فصل لربک وانحر اس پر شاہد ہے اور ان کے پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ عیدگاہ میں داخل ہوکر باطہارت کھڑا ہو اور دو رکعت نماز واجب عید الفطر والضحٰی کی نیت کرے اور تکبیر اولٰے کہے اور ثنا اور اعوذ پڑھے اور تین تکبیریں متواتر ہاتھ چھوڑ کر کہے پھر مع بسم اللّٰہ سورت فاتحہ و قرأت پڑھے اور رکوع و سجود کرے پھر دوسری رکعت میں کھڑا ہو جائے مع بسم اللّٰہ سورہ فاتحہ پڑھے اور قرأت پڑھے اور تین تکبیریں پہلی صورت پر ادا کرے اور پھر تکبیر رکوع کہہ کر رکعت ثانیہ ادا کرے اور خطبہ عید پڑھے اور اس میں احکام عید بیان کرے ۔

اور غسل کرے اور خوشبو لگائے اور خوب نئے کپڑے پہنے اور عید فطر ادا کرنے سے پہلے کچھ کھانا کھاوے اور تکبیریں عید راستہ میں بلند آواز یا آہستہ کہے اور لغویات اور کھیل بازی سے باز رہے اور استغفار کرے اور ہر ایک سے میل جول و محبت سے پیش آوے۔

مسئلہ: صدقہ فطر کس روز اور کس وقت ادا کرنا سنت ہے۔

جواب: بروز عید نماز ادا کرنے سے پہلے مساکینوں میں ادا کرنا سنت ہے چنانچہ تمام کتب احادیث و فقہ اس پر شاہد ہیں۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكوٰةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ الْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ نقل از بخاری و مسلم (مشکوٰۃ کتاب صدقۃ الفطر)

ترجمہ: روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرض کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی ایک صاع کھجور سے ایک صاع جو سے غلام پر اور آزاد پر اور مرد پر اور عورت پر اور چھوٹے پر اور بڑے پر درحالیکہ مسلمان ہوں اور حکم فرمایا صدقہ فطر کا یہ کہ دیا جاوے پہلے لوگوں کے نکلنے کے طرف نماز کی۔

حدیث ۲: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ زَكوٰةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ مَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكوٰةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكوٰةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهُوَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ ص ۲۱۹ وَقَالَ لَيْسَ فِيْ رُوَاتِهٖ مَجْرُوْحٌ۔

ترجمہ: فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ لازم کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوٰۃ فطر کی واسطے پاک کرنے روزہ کے بیہودہ بات سے اور کلام بری سے اور لازم کی واسطے کھلانے مسکینوں کے اور جو ادا کرے پہلے نماز عید پڑھنے کے پس ہوگی وہ زکوٰۃ فطر کی مقبول اور جو شخص بعد نماز عید کے ادا کرے وہ ایک صدقہ ہے صدقات میں سے یعنی جیسے دوسرے صدقات ہوتے ہیں اور کہا حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ وصاحب دارقطنی وغیرہ محدثین نے کہ اس حدیث کسی راوی پر جرح نہیں اور کسی قسم کا اس حدیث پر اعتراض نہیں۔

حدیث ۳: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ الْحٰرِثِ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ

ثنا الحجاج عن عطاء عن ابن عباس قال من السنة ان یخرج صدقة الفطر قبل الصلوٰة اخرجه ابن ابی شیبة والدارقطنی واصله فی الصحیحین نقل از تقویم فی احادیث۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے کہ سنت یہ ہے کہ نکالے صدقہ عید فطر کا پہلے نماز عید کے نکالا اسکو ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری کے اور نکالا اسکو دارقطنی نے اور اصل اسکا بخاری ومسلم میں ہے۔

حدیث ۴: عَنْ نافع عَنِ ابن عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وسلم اَمَرَ باخراج زکوٰۃ الفطر تُوَدّیٰ قَبْلَ خُرُوْجِ النّاسِ اِلَی الصَّلوٰۃ الحدیث رواہ الدارقطنی صفحہ ۲۲۵۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صدقہ فطر کے ادا کرنے کا پہلے نماز کے حکم فرماتے تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک روز یا دو روز پہلے صدقہ فطر ادا کر دیا کرتے تھے

حدیث ۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وَسَلَّمَ زکوٰۃ الفطر وقال اَغْنُوْھُمْ فِیْ ھٰذَا الیومِ رواہ الدارقطنی۔

حدیث ۶: عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَکوٰۃِ الفِطْرِ قَبْلَ ان یخرج الرَّجُلُ اِلَی الصَّلوٰۃِ رواہ الدارقطنی صفحہ الضّا یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غنی کرو تم آج کے دن محتاجوں کو رواہ الدارقطنی صفحہ الضّا یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم صدقہ فطر نماز ادا کرنے سے پہلے کا ہے تاکہ وہ غربا لوگ اس روز غنی ہو جائیں۔

حدیث ۷: عن ابن عمر قال کَانَ یا مرنا رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وَسَلَّمَ اَنْ نُخْرِجَ صدقة الفِطرِ قَبْلَ الصَّلوٰۃِ وکَانَ رسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسَلَّمَ یقسمها قبل ان یَنْصَرِفَ اِلَی المُصَلّیٰ ویقول اَغْنِھِمْ عَنِ السُّوَالِ فِیْ ھٰذَا الیَوْمِ رواہ ابوداؤد والحاکم وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ لفظا اَمَرَنَا علیه السلام بزکوٰۃ الفطران تُوَدّیٰ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلوٰۃ نقل از شرح نقایہ جلد ا صفحہ ۱۶۸ سطر ۱۵ مولفہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ۔ خلاصہ اس فرمان عالی شان کا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی بات کا حکم فرمایا کرتے تھے کہ صدقہ فطر نماز عید پڑھنے سے پہلے ہی مسکینوں میں ادا کر دیا کرو اور ہم آپکے فرمان کے مطابق ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہمیشہ ایسا ہی کرتے یعنی صدقہ فطر کا مال جمع شدہ بھی نماز عید ادا کرنے سے اول ہی مساکینوں میں تقسیم فرما دیتے تھے تاکہ وہ لوگ اس روز کسی کے محتاج نہ رہیں اور کسی کے آگے سوال نہ کریں اور کتاب عین الہدایہ شرح ہدایہ صفحہ ۸۹۱ میں لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ لوگوں سے صدقہ فطر پہلے عید فطر کے جمع کیا تھا اور اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کو صدقہ فطر کے طعام پر حفاظت کے لئے مقرر کیا تھا اور پہلے ہرگز کسی کو نہیں دیا حتیٰ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کو جانے سے پہلے تقسیم صدقہ فطر کا حکم دیا اور کیا چنانچہ حدیث یقسمھا قَبْلَ اَنْ یَنْصَرِفَ اِلَی الْمُصَلّٰی روز روشن کی کی طرح معلوم ہوتا ہے اور کتاب قدوری و شرح کنز ملا مسکین و بحر الرائق و عینی و در مختار و برجندی و شرح نقایہ و فتح القدیر و قاضی خاں و فتاوے خلاصہ و فتاوے غرائب و فتاوی جامع و جوہرۃ النیرہ و ہدایہ مجتبائی جلد اول صفحہ ۱۹۱ و فتاوے عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۲ میں مسطور ہے وَالْمُسْتَحَبُّ لِلنَّاسِ اَنْ یُخْرِجُوْا الفطر بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج اِلَی المصلی کذا فی جوھرۃ النیرۃ پس ان تمام کتب احادیث و فقہ شریف سے ثابت ہوا کہ آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ فطر پہلے نماز عید پڑھنے کے غربا و مساکینوں کو تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور خلفاء الراشدین و صحابہ کبار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین و آئمہ مجتہدین کا بھی اسی پر عمل رہا ہے اور مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی صدقہ فطر نماز کے پہلے ادا کرنے کو فضیلت سمجھا کرتے تھے اور یہی سنت طریق چنانچہ لفظ اَغْنُوْھُمْ و امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کان یقسمھا قبل ان ینصرف الی المصلی سے ظاہر ہوتا ہے ہاں اگر کسی شخص نے کسی مصلحت سے کسی محتاج و مسکین کو پہلے ہی دے دیا تو جائز ہے دینے والے سے صدقہ ساقط ہو جائے گا اگرچہ یہ فعل سنت کے خلاف ہے اور فتاوے جامع الرموز و فتح القدیر و حاشیہ ہدایہ شریف و فتاوے خلاصہ میں ہے کہ صدقہ فطر قبل طلوع الفجر ہرگز تعجیل نہ کی جائے وھو ہذا وقال الحسن بن زیاد لایجوز التعجیل ۱ھ نقل از فتح القدیر صفحہ ۲۷۴ لیکن صاحب برجندی و صاحب ہدایہ اور اسکے متبعین نے لکھدیا ہے کہ اگر کوئی پہلے بھی دے دیا تو جائز ہو جائے گا۔ ہاں اگر فقرا کسی عالم وغیرہ امین شخص کو صدقہ فطر کے لئے خود مقرر کریں اور وہ لوگوں سے قبل از یوم فطر صدقہ فطر وصول کرلے اور بروز فطر فقرا میں تقسیم کردے تو جائز ہوگا اور اگر وہ نہ کریں تو نہ ہوگا۔ نقل از فتاوے عالمگیری و عین الہدایہ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو اس روز صدقہ فطر ادا کرنے کی طاقت نہیں تو جب

اسکو طاقت ہو دے دے گا تو جائز ہوگا۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال:۔ ایک مولوی صاحب نے ۱۲ فروری ۳۳ء کو مولوی محمد دین صاحب خطیب جامع مسجد وزیر آباد سے سوال کیا۔ جیسا کہ انہوں نے قبل از عید الفطر صدقہ اکٹھا کیا تھا، کہ یہ تین حدیثیں آپ کے پیش کرتا ہوں کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ فطر عید کی نماز کے پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام و اصحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین فقراء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ اور اس میں تملیک شرط ہے لہٰذا جو آپ نے کیا ٹھیک نہیں ہے خلاف سنت ہے۔ مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ ان حدیثوں میں لفظ کان کا موجود ہے اور لفظ کان دوام واستمرار کے لئے نہیں آیا کرتا۔ کبھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کبھی کیا کرتے ہونگے۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے۔

جواب از خادم شریعت:۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ لفظ کان کا استمرار و دوام کے لئے نہیں آیا اس محل میں ان کا یہ کہنا بالکل غلط ہے علم قرآن مجید و علم حدیث شریف و علم معانی سے ناواقفی ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں دیکھو وکان اللہ بکل شیئ علیما کیا خداوند کریم کو کبھی ہر چیز کا علم کبھی نہیں ہے نعوذ باللہ من ذلک اور دیکھئے کان اللہ ولم یکن معہ شیئاً الحدیث۔ پس معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے نزدیک تو اللہ کا وجود بھی ثابت نہیں ہوتا نعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور علاوہ اسکے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات جلد طلد اول میں نیز بایں طور تحریر فرمایا ہے کہ جمہور محدثین اسی بات پر ہیں کہ لفظ کان کا استمرار و دوام کے معنے کے لئے آتا ہے ورلفظ کان محدثا نیتقرر بین است مقرر ومشہور درمیان جمہور آنست کہ افادہ دوام واستمرار میکند الخ اور خادم شریعت کے نزدیک فقہی ۱۳۱ فرمان عالی شان میں جو لفظ کان کا واقع ہے معنے دوام و استمرار کے دیتا ہے۔ چونکہ قرینہ اغنوھم واغنوھم فی ھذا الیوم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسمھا قبل ان ینصرف الی المصلی اس پر شاہد ہے اور جو بعض محدثین نے لکھا ہے لفظ کان لا تقتضی التکرار والاستمرار بعض محل اختلافات میں ہے نہ محل اتفاق ونہ معتمد فتوے۔ افسوس کہ مولوی محمد دین ساکن بد ہو ضلع کیا پڑی احکام شارع علیہم السلام کے مقابلہ کرنے سے بھی خوف نہیں کرتے اور حدیث اغنوا ہم بغیر علم الحدیث کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنے علم منطق میں مغرور ہیں اور علم فقہ و حدیث و تفسیر سے ازحد

دور ہیں۔ واللہ یَھدِیْ مَنْ یشاءُ الیٰ صِرَاطٍ مستقیم۔

حررہ خادم شریعت نظام الدین حنفی سروری عفی عنہ

سوال: صدقہ فطر و زکوٰۃ مال میں تملیک شرط ہے یا نہیں ہے اور اس میں سے انجمن کے درویشوں کے لئے کتابیں خرید کر کے اپنی انجمن میں ہمیشہ کے لئے اپنے قبضہ میں رکھنی جائز اور مولوی محمد دین صاحب کہتے ہیں کہ صدقہ فطر میں تملیک شرط نہیں اور مال زکوٰۃ بنانے مسجد پر جائز ہے!

(محمد ظہور الدین)

جواب: بیشک جسطرح مال زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے اسی طرح صدقہ فطر میں تملیک شرط ہے۔ اور کسی انجمن اغنیاء کے صدقہ فطر و مال زکوٰۃ میں سے اپنی انجمن کی کتابیں خرید کرنی اور ان پر خود مالک بننا شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ ہاں اگر طلبا علم کو اس مال سے کتابیں اور پارچہ جات وغیرہ اشیاء خرید کر دیں اور وہ چیزیں ان کے قبضہ میں کر دیں تو اسکے جواز میں کسی کو کلام نہیں۔

چنانچہ انجمن حزب الاحناف و نعمانیہ کا دستور العمل ہے یہ لوگ محض حفاظت مال کے ذمے دار ہوتے ہیں نہ مال صدقہ فطر و زکوٰۃ کے مالک اپنے آپ کو تصور کرتے ہیں اور علاوہ اسکے اس فنڈ کو الگ رکھتے ہیں جس میں سے یتیموں اور مساکینوں کو کپڑے اور کھانا وغیرہ دیتے ہیں اور ارباب انجمن اس سے نہ کتابیں انجمن کے لئے خرید کرتے ہیں اور نہ الماریاں بنواتے ہیں اور نہ اس مال کو وقف میں خرچ کرتے ہیں اور ان تمام امور کا ثبوت کتب ذیل کی عبارات سے ملاحظہ کریں و ھو ہذا۔

واما رکنہا فھو النص الاداء الی المصرف فھی التملیک کالزکوٰۃ فلا تتادی بطعام الاباحۃ۔ نقل از کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق صفحہ ۲۵۲ جلد ۲ مطبوعہ مصر اور نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۵ میں ہے وصدقۃ الفطر کالزکوٰۃ فی المصارف فی کل حال ھکذا فی غایۃ الاوطار و ملا مسکین و فتاویٰ ابی المکارم اور فتاوے عبدالحی جلد سوم صفحہ ۲ میں یوں مسطور ہے سوال: در صدقہ فطر ہمچوں زکوٰۃ تملیک مصدق علیہ شرط است یانہ۔ جواب۔ شرط است ابو المکارم میفولید و شرط التملیک فی الفطرۃ والعشر ایضاً انتہی اور کتاب برجندی و فتاوے ملا مسکین وغیرہ کتب فقہ میں مسطور ہے کہ صدقہ فطر میں بھی تملیک شرط ہے۔ جسطرح کہ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے اور اسکے مصارف و زکوٰۃ کے مصارف ایک ہی ہیں چنانچہ فتاوے عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۵۷ میں بایں طور

مسطور ہے ومصرف ھذہ الصدقۃ ما ھو مصرف الزکوٰۃ کذا فی الخلاصۃ پس اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوا کہ جو مصرف زکوٰۃ کے ہوتے ہیں وہی صدقہ فطر کے ہوتے ہیں اور صدقہ فطر و مال زکوٰۃ کے حقدار مساکین و طالب علم وفقیر لوگ ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے لقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا الآیہ سورہ توبہ پس اسی لئے شارع علیہ السلام نے اس مال صدقہ فطر و زکوٰۃ سے مسجد اور پل اور مقام بنوانا اور چاہ اور نہریں کھدوانا اور جائے وقف پر لگانا اور حج اور جہاد اور کفن میت اور اس سے میت کا قرضہ ادا کرنا ناجائز لکھا ہے چنانچہ شرح نقایہ و ہدایہ صفحہ ۱۸۵۔ اور فتح القدیر و عین الہدایہ صفحہ ۸۲۷ و برجندی صفحہ ۲۰۶ میں بایں طور مسطور ہے فلو صرف الی بناء المسجد والرباط او القنطرۃ والکفن الموتیٰ او الحج والعمرۃ او اعتاق الرقیق او قضاء دین میت فقیر لا یجوز ولو قضی دین حی فقیر باذنہ جاز لان القابض کالوکیل لہ و بغیرامرہ لا یجوز کذا فی الخزانۃ و قاضی خاں صہ ۱۲۵ و برجندی شرح مختصر وقایہ صفحہ ۲۰۶ جلد اول سطر ۱۲ و فتاوے عالمگیر صفحہ ۱۵۲۔ اور صاحب ہدایہ و فتح القدیر و صاحب نقایہ وغیرہ آئمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ارقام فرمایا ہے کہ مساجد وغیرہ مقامات مذکورہ پر مال زکوٰۃ و صدقہ فطر نہیں لگ سکتا کہ اس میں تملیک شرط ہے اور ان مقامات میں تملیک نہیں پائی جاتی ہاں اگر فقراء کسی کو وکیل بنائیں اور قابض ہو کر اجازت دیں تو جائز ورنہ ناجائز اور فتاوے عالمگیر صفحہ ۱۵۲ میں ہے کہ اماماں دین کو جائز نہیں کہ اس مال سے خزانہ بنائیں یا اس مال کو بند رکھیں بلکہ ان کو واجب ہے کہ اس مال کو غرباء و مساکینوں میں جو اسکے حقدار ہیں ان کو دے دیں اور ان کے حقوق ان کو پہنچا دیں۔ وہو ہذا والواجب علی الائمۃ ان یوصلوا الحقوق الی اربابہا ولا یحبسوا نہا عنہم ولا یجعلونہا کنوزا واذا دفع الزکوٰۃ الی الفقیر لا یتم الدفع مالم یقبضہا الخ اور شرح مختصر قدوری و معیار کنز میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے مال زکوٰۃ کو بنائے مسجد یا کفن میت وغیرہ اشیاء مذکورہ پر خرچ کیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

اور علاوہ اسکے کتب فقہ میں مسطور ہے کہ اگر اراکین مدرسہ اسلامیہ کے مال زکوٰۃ سے زمین برائے پرورش طلباء کے خرید کریں تو بھی جائز نہیں کیونکہ اسمیں تملیک شرط ہے اور تفسیر اسکی یہ ہے تملیک المال من فقیر مسلم بہانا زکوٰۃ سے مکان یا عمارت بنانا اور کفن اموات کو دینا جائز نہیں چونکہ اس

دفع حاجت فقر زکوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے اس لئے مال زکوٰۃ سے روٹی کپڑا طلباء کو دیا جاوے یا کتاب قیمتاً دے کر اسکی ملک کی جاوے تو جائز ہے ورنہ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ چنانچہ فتاوے نعمانیہ سند لاہور میں نیز با این الفاظ عبارت درج ہے۔ مصرف زکوٰۃ فقیر وابن السبیل وحاجی وغازی بے زاد اس ملک میں اسکے نہیں ہو سکتا اور اس مدرسہ نعمانیہ میں سوائے فقیر کے اور کوئی مصرف نہیں۔ تحقیق کرنی فقیر کی کہ فی الواقع فقیر ذمہ دار وکیل زکوٰۃ کا ہے سرپرست وکلاء ادائے مال زکوٰۃ کے ہیں جو شخص مال زکوٰۃ ان کو دیوے وہ اس مال کے وکیل امین بن جاویں اس مال کو جدا رکھیں خاص طلباء فقراء کو نان ونفقہ یعنی پارچہ ودیگر ضروریات کے واسطے دیں اس میں سے عمارت مکان کی وکتب وقفی وفروش وصندوق والمازی وقفی پر خرچ نہ کریں۔

المجیب غلام قادر بھیروی عفا عنہ

بیشک جواب صحیح ہے مفتی
ولی محمد جالندہری

قاضی ظفرالدین احمد عفا اللہ عنہ
۲ شعبان سنہ ۱۳۱۶ ہجری۔

جواب بہت صحیح ہے علماء اغنیاء
کو اس مال سے کچھ نہ لینا چاہیئے
محمد عبدالحکیم اخلاص حانی کلانوری
لاہوری عفا عنہ

الجواب صحیح لاریب فیہ
غلام محمد عفا اللہ عنہ ہوشیارپوری

الجواب صحیح
حررہ الفقیر البگوی غلام محمد
امام مسجد شاہی لاہور۔

الجواب صحیح
مفتی محمد عبداللہ ٹونکی عفا اللہ عنہ

جواب صحیح ہے۔ خادم العلماء
محمد حسن عفا اللہ عنہ ۱۹ شعبان
سنہ ۱۳۱۶

عبدالغنی ابوزبیر غلام رسول

جواب صحیح ہے
ابوعبدالحق دہلوی عفا عنہ

ایں جواب صحیح است حق صریح
است محمد یار امام مسجد طلائی
لاہور

الجواب صحیح
عبدالکریم مدرس مدرسہ رحیمیہ
انارکلی لاہور۔

الجواب صحیح
ابو محمد حسین عفا اللہ عنہ

محمد کرم الدین عفا عنہ
ساکن بھین

اراکین انجمن محض محافظ وامین ووکیل از جہت ارباب اموال مرسلہ میباشند نہ متملک۔

الراقم:۔ غلام احمد مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور

الجواب صحیح
عبداللہ مدرس ثانی مدرسہ نعمانیہ

پس اب برادران احناف کو ان دلائل و مواہیر و فتاوے علماء کرام سے معلوم اور روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ صدقہ فطر واجب ہے اور اسکے حقدار فقراء و طلبا علم دین اور ابن السبیل لوگ ہیں اور اس صدقہ فطر کو جو فراہم کیا ہوا ہے اسکو پہلے نماز عید ادا کرنے سے فقراء وغیرہ حقداران کو دے دینا سنت ہے اور اراکین انجمن اس مال کو بطور امانت کے اس پر محض حفاظت کر سکتے ہیں نہ مالک بن کر اپنی انجمن میں خرچ کر سکتے ہیں نہ کسی وقف جگہ پر لگا سکتے ہیں۔ نہ انجمن میں کتابیں خرید کر جمع کر سکتے ہیں کیونکہ حقدار اسکے غرباء و فقراء و طلبا لوگ ہیں ان کو اس فنڈ سے نان و نفقہ وغیرہ ضروریات ان کے ادا کرنے چاہییں) اور اگر اس فنڈ سے کتابیں خرید کریں تو ان کو ان کا قابض بنا دیں اور مدرسین اغنیاء علماء کو بھی اس فنڈ سے تنخواہ نہ دی جائے۔ ہاں اگر غریب اور فقیر ہیں تو اس سے دے سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم عند اللہ

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفا عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مال زکوٰۃ و صدقہ فطر وہابی و مرزائی و شیعہ و چکڑالوی وغیرہ مذاہب باطلہ کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ادائے زکوٰۃ میں لازم ہے کہ مسلمان شخص ہو جسکو زکوٰۃ دی جائے اور جن کے سبب سے اسلام میں تقویت اور ترقی متصور ہو ان کو مال زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ صدقات سے اعانت کرنا عین ایمان و ثواب ہے اور جاہل سے عالم دیندار فقیر کو دینا ثواب ہے اور مرزائی اور شیعہ جو خداوند کریم کے بدا ہونے کے قائل ہیں اور قرآن مجید کو محرف سمجھتے ہیں اور حضرت ابا بکر الصدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو گالی دینا عین ایمان و ثواب سمجھتے ہیں اور حضرت مائی صاحبہ عائشہ صدیقہ و حضرت مائی صاحبہ حفصہ کو برا جانتے ہیں اور تعزیہ داری کو حلال اور جائز سمجھ کر نکالتے ہیں ایسے لوگوں کو ہرگز زکوٰۃ و صدقہ فطر نہ دیا جائے اور وہابی جو تقویت الایمان و کتاب صراط مستقیم و کتاب التوحید عبدالوہاب نجدی پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے بنانے والے کو موحد جانتے ہیں اور تقلید ائمہ دین مجتہدین کو شرک اور کفر اور بدعت تصور کرتے ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر جانتے ہیں اور آپ کے علم ما کان و ما یکون سے انکار کرتے ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و شان برابر اپنے بڑے بھائی جیسے جانتے ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں تصور لانے کو کنجری و گدھے و بیل کے خیال سے نعوذ باللہ بدتر جانتے ہیں اور فقہ و اصول سے انکار کرتے ہیں تو بیشک ایسے

ایسے لوگوں کو صدقہ فطر و مال زکوٰۃ سے منع ہے۔ کیونکہ ایسے خیال والے لوگ شرعاً مرتد ہیں۔ اور جو غیر معتقد ان کفریات سے بچتے ہیں ان کو ان ہر دو صدقات سے دینا مناسب نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ بھی اکثر وقت دین اسلام کے کاموں میں رخنہ اندازی کرتے ہیں اور فریب سے مال جمع کر کے پھر مذہب حقہ احناف کو کوستے ہیں۔ اس لئے ان کو دینا بھی اچھا نہیں۔ چنانچہ دلائل ذیل سے ثابت ہوتا ہے وھو ہذا۔ و اما اھل الذمۃ فلا یجوز صرف الزکوٰۃ الیھم بالاتفاق فتاوی عالمگیر جلد اول ص۱۳۱ وقال واما الحربی المستأمن فلا یجوز دفع الزکوٰۃ والصدقۃ الواجبۃ الیہ بالاجماع التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاھل کذا فی الزاھدی وفتاوی عالمگیر ص۱۳۱ اور قرآن مجید میں ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور صدقہ فطر کا بعض علمائے دین کے نزدیک ذمی کو دینا جائز لکھا ہے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ ان کو دینا اچھا نہیں ہکذا فی کتب الفقہ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال: مال زکوٰۃ اخبار یا رسالہ اسلامیہ جس میں محض اشاعت اسلام کی ہو اس پر خرچ کرنا درست ہے یا نہیں اور اس پر خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ہرگز ہرگز درست نہیں کیونکہ اس مال کے مصارف محض غرباء و مساکین درویش لوگ ہوتے ہیں بقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ الآیہ۔ پس اس کے مصارف وہی لوگ ہیں جو اس کے تحت میں گنے گئے ہیں اور اخبار و رسالہ کے اکثر غنی اور سید لوگ خریدار ہوتے ہیں جن کو زکوٰۃ یعنی شرعاً منع ہے۔ ہاں اگر وہ رسالہ یا اخبار محض غرباء و مساکین کو چھپوا کر تقسیم کر دی جاتی ہوں یا ان کے قبضہ میں کوئی کتاب یا اخبار خرید کر دی جاتی ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اگر وہ رسالہ یا اخبار اغنیاء سادات و غرباء میں تقسیم ہوتا ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی چونکہ اس میں غیر مصرف و غیر مصرف کی نہیں رہی عام تقسیم ہوتا ہے۔ دیکھو کتاب بحر الرائق و فتاوی عالمگیر۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین مورخہ ۲ محرم ۱۹

سوال: صدقہ فطر و مال زکوٰۃ وغیرہ مال صدقات اقربا مانند بھائی حقیقی یا خالہ یا بھتیجی یا ہمشیرہ وغیرہ مفلسان کو دینا درست ہے یا نہ۔

جواب: بیشک مال زکوٰۃ بدوں اصل وفرع اپنی کے اور بدوں سادات واغنیاء لوگوں کے ان سب رشتہ داروں کو زکوٰۃ وصدقہ فطر دینا جائز بلکہ افضل ہے چنانچہ فتاوےٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۱ اور برجندی صفحہ ۲۰۸ وفتاوےٰ جامع وبحر وغیرہ میں بایں طور مسطور ہے والافضل والزکوٰۃ والنذر والصرف اولا الی الاخوۃ والاخوات ثم الی اولادھم ثم الی الاعمام والعمات ثم الی اولادھم ثم الی الاخوال والخالات ثم الی اولادھم ثم الی ذوی الارحام ثم الی الجیران ثم الی اھل حرفتہ ثم الی اھل مصرہ او قریتہ کذا فی السراج الوھاج پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ صدقات اول اپنے برادران وہمشیرگان میں تقسیم کرنا افضل ہے پھر ان کی اولاد اور پھر چچے اور چاچیاں پھر ان کی اولاد پھر ماموں اور مامیاں پھر ان کی اولاد پھر ان کے بعد ذوالارحام لوگ اور پھر پڑوسی پھر شہر کے فقراء صاحب حرفت یا صاحب قریہ اور صاحب ظہیریہ وبرجندی نے فرمایا ہے کہ پہلے اقرباء غرباء کی مال زکوٰۃ وصدقہ سے حاجتیں پوری کرنی چاہییں بعد اسکے غیروں کو دیں ورنہ یہ صدقہ قبول نہ ہوگا۔ ہکذا فی بحر صفحہ ۲۵۶ قال الشیخ الامام ابوحفص الکبیر البخاری لا تقبل صدقۃ الرجل قرابتہ محاویج حتی یبدا بھم فلیسد حاجتھم ثم اعطی فی غیر قرابتہ انتہی اور فتاوےٰ عالمگیر میں لکھا ہے کہ اپنی عورت کی اولاد نیز صدقہ فطر وزکوٰۃ دینا شرعاً جائز و درست ہے اور علاوہ اسکے تفسیر رؤفی مجددی صفحہ ۲۲۳ وبحر مواج میں بایں طور لکھا ہے کہ منقول صحاح میں ہے کہ ثواب صدقہ کا پانچ قسم پر ہے ایک یہ ہے کہ ایک کے عوض دس پاوے گا وہ صدقہ صحیح الجسم کو دینا ہے دوسرا یہ ہے کہ ایک کے عوض نوے پاویگا وہ اندھے اور اپاہج کو دینا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ایک کے عوض نوسو پاوے گا وہ ذی قرابت اور محتاجوں کو دینا ہے چوتھی قسم یہ ہے کہ ایک کے عوض لاکھ پاویگا وہ ماں باپ غریب کو دینا ہے اور پانچویں قسم وہ ہے کہ ایک کے عوض نولاکھ ثواب پاوے گا۔ وہ عالم فقیر کو دینا ہے۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی

سوال: عیدالضحےٰ وعید فطر کا صدقہ کن لوگوں پر واجب ہے۔

جواب: جو شخص آزاد اور مسلمان حاجت ضروریہ سے زائد مال قدر نصاب رکھتا ہو اس پر صدقہ فطر والضحیٰ واجب ہوگا۔ اور مقدار نصاب ترپن ۵۲ تولہ ایک ماشہ اور ایک رتی ہے وہ مال نامی ہے یا غیر نامی سال اس پر گذرا ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ فتاوےٰ عالمگیر میں ہے صدقۃ الفطر ھی واجبۃ علی الحر المسلم المالک المقدار النصاب فاضلا عن حوائجہ الاصلیۃ ولا یعتبر وصف النماء ویتعلق

بهٰذا النصاب وجوب الاضحیه الخ اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فرض زکوٰۃ الفطر یطهر الصیام من اللغو والرفث و طعمة بالمساکین رواہ ابوداؤد اور ابن عمر سے ہے کہ اَمَرَ بِهَا اَن تؤدی قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ متفق علیه پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ صدقہ فطر واجب ہے جو صاحب نصاب اور طاقت رکھتا ہو اور صدقہ فطر پہلے عیدگاہ کی طرف جانے سے ادا کرنا چاہیئے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی سہروردی عفی عنہ

سوال:۔ صدقہ فطر کسقدر اور کس کس کی جانب سے ادا کرنا واجب ہے۔

الجواب:۔ صدقہ فطر واجب ہے ہر مرد و عورت پر نصف صاع گندم اور انگوروں سے اور ایک صاع جو اور اسکا آٹا و کھجوروں کا ایک صاع دینا چاہیئے۔ چنانچہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوگا۔ هذہ الصدقة صاعًا من تمرٍ اَو شعیرٍ او نصفُ صاعٍ من قمحٍ علی کلّ حرٍّ اَو مملوکٍ ذکرٍ او انثٰی صغیرٍ او کبیرٍ رواہ ابوداؤد عن ابن عباس اور ترمذی شریف میں مسطور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شریف کی بستیوں میں بایں طور منادی کرائی الا انّ صدقة الفطر واجبة علی کلّ مسلمٍ ذکرٍ او انثٰی حرٍّ او عبدٍ صغیرٍ او کبیرٍ رواہ الترمذی یعنی فرمایا آپ نے کہ صدقہ واجب ہے اوپر ہر ایک مسلمان مرد ہو یا عورت حر ہو یا غلام بڑا ہو یا چھوٹا اور فتاوائے عالمگیری میں ہے انما یجب صدقة الفطر من اربعة اشیاء من الحنطة والشعیر مثلها والخبز لا یجوز الا باعتبار القیمة واما الزبیب فقد ذکر فی الجامع الصغیر نصف صاع۔ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ گندم و گندم کے آٹا اور انگور سے نصف صاع اور جو اور ان کے آٹا اور کھجوروں سے صرف ایک صاع صدقہ فطر دینا چاہیئے اور ان اشیاء کے سوا کسی اور چیز سے فطر دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر ان کی قیمت حساب لگا کر دے دی جائے تو جائز ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں مسطور ہے۔ اور صاع شرعاً آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور رطل بیس استار کا اور استار ساڑھے چار مثقال اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔

پس اس حساب کے مطابق صاع لاہوری تین سیر چند چھٹانک کا بنتا ہے۔ اور سیر ۸۰ تولہ کا ہوتا ہے

اور فطرانہ صبح صادق سے واجب ہوتا ہے نہ قبل اسکے۔ اگر کسی شخص نے کسی سبب سے صدقہ فطر پہلے یوم فطر ادا کر دیا تو جائز ہوگا۔ فقط۔

اور جس صاحب نے گندم یعنی گیہوں دینی ہو تو ایک سیر گیارہ چھٹانک ہر ایک کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے اس سے کم صدقہ فطر ادا کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور صدقہ اپنی ذات اور جس کا ولی بنا ہو اور اپنی اولاد صغیر فقیر اور اولاد دیوانہ و بیہوش کی طرف سے ادا کرنا اس صورت سے اس پر واجب ہوگا اگرچہ وہ اولاد بڑی کیوں نہ ہو ویجب عن نفسه وطفله الفقير المحتوي والمجنون بمنزلة الفقير سواء كان المجنون اصلياً او عارضيا هكذا في فتاویٰ هنديه اور اولاد چھوٹی کا فطرانہ اور باپ پر چھوٹی لڑکی کا جو نکاح کرکے خاوند کے ساتھ روانہ کردی گئی ہو واجب نہ ہوگا۔

اور ایسا ہی اپنی بیوی اور اپنی بڑی اولاد کا فطرانہ دینا واجب نہ ہوگا اگر دے دے تو بالاتفاق ان کی طرف سے ادا ہوجائے گا۔ اگر وہ کہیں یا نہ کہیں۔ اور بہتر ہے کہ وہ خود ادا کریں اور ماں باپ بہن بھائی وغیرہ رشتہ دار ل سے واجب نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ ہماری طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کردیں تو ان کی اجازت سے جائز ہوگا ورنہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ نقل از فتاوے عالمگیر فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفاعنہ

مسئلہ متعلقہ صدقہ فطر:۔ صدقہ فطر صرف ایک فقیر کو دیا جائے۔ ایک فطرانہ دو تین آدمیوں کو دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر بہت آدمی مل کر ایک فقیر کو سب صدقہ فطر دے دیں تو جائز ہے دیکھو فتاوے عالمگیر اور جو عورت شکم میں بچہ رکھتی ہو اسکا فطرانہ واجب نہیں۔ ہاں اگر صبح صادق کے بعد جنے تو اس کا فطرانہ واجب ہوگا۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی بھیڑ یا چھترا چھ ماہ کی جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔　محمد شفیع از نویری والہ

الجواب:۔ دنبہ چکی والا چھ ماہ کی قربانی جائز۔ اور بھیڑ و بکری و چھترا دم دار کی قربانی چھ ماہ کی ناجائز۔ چنانچہ ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے لَا تَذْبَحُوا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّاْنِ رواه مسلمٌ قال الامام النووي فيه تصريح بانه لا يجوز جذع من غير الضان في الحال من الاحوال وهذا مجمعٌ عليه على مانقله القاضي عياض جلد ۲ صـ ۱۵۵ اور اسکے تحت صاحب دار الافتاء علمائے ہند لاہور نعمانیہ سوال نمبر ۶۵۶ ۱۳۴۴ھ بابت رسالہ ذیقعد و ذوالحجہ ارقام فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضان جو ایک نوع ہے اس سے جذعہ

جس کی عمر چھ ماہ ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک سات ماہ ہوتی ہے قربانی کرنا جائز ہے۔ اور کسی نوع سے چھ ماہ کا بچہ جسے جذعہ کہتے ہیں قربانی کرنا جائز نہیں۔ دوسری ایک حدیث میں فرماتے ہیں جب ایک آدمی سوال کرتا ہے عند جذعة من المعز فقال ضح بها ولا تصلح بعدك قال النووي فيه ان جذعة المعز لا تجزي في الاضحية وهذا متفق عليه صفحہ ۱۵۵ جلد ۲ لیکن یہ معلوم کرنے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ ضان کسکو کہتے ہیں قال في الدر المختار وصح الجذع من الضان قال في الرد المختار قوله من الضان هو ماله الية منح وقيد به لانه لا يجوز جذع من المعز وغيره وهذا بلا خلاف كما في المبسوط قهستاني صفحہ ۲۰۲ جلد ۵ وقال في شرح الوقاية (م) وصح الجذع من الضان (ش) الجذع شاة لها ستة اشهر والضان ما تكون له الية جلد ۲ كتاب اضحیٰ روایت شامی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضان دو قسم ہے جسکے کے لئے چکی ہو معلوم ہوا غیر چکی دار چھترا بھیڑ بکری یا بکرا چھ ماہ کا قربانی کرنا جائز ہے اس لئے یہ ضان نہیں ہوسکے کیونکہ بنابر تحقیق شامی ضان وہ ہے جس کی چکی ہو اور ان کی چکی نہیں۔ پس یہ نوع غیر چکی والا چھ ماہ کا قربانی کرنا بروئے حدیث ناجائز ہوگا۔ اور فقیر کہتا ہے کہ اگر وہ دنبہ جس کی عمر ۶ ماہ کی ہو اور اسکو سال بھر کے دنبوں اور بھیڑوں میں کھڑا کیا جائے اور دور سے دیکھنے والے کو ان کے برابر قد و قامت میں نظر آئے تو بلاشبہ وہ دنبہ بھی جائز ہوگا۔ چنانچہ در مختار میں مسطور ہے اور غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ ضان سے مراد وہ دنبہ ہے جس کی الیہ ہو یعنی چکی ہو۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین عفا عنہ

سوال:۔ قربانی کے جانور کس قسم کے ہونے چاہئیں۔

الجواب:۔ گائے نر یا مادہ عمر دو سالہ بھینس دو سالہ۔ اونٹ پانچسالہ بکری بھیڑ چھترا یک سالہ۔ دنبہ فربہ چکی دار چھ ماہ اور ان سے کم عمر کوئی جانور جائز نہ ہوگا۔ اور شرعاً بھینس گائے کی جنس سے ہے اور ایسا ہی بکری بھیڑ کی جنس سے ہے اور جنگلی جانور کی قربانی جائز نہ ہوگی۔ ہاں اگر وحشی اہلی سے ملا تو اعتبار ان کی ماں کا ہوگا اور اسی پر فتوے دیا جائے گا۔ اور ان مسائل پر یہ عبارتیں شاہد ہیں واما جنسه فهو ان يكون من الاجناس الثلثة الغنم والابل والبقر ويدخل في كل جنس نوعه والذكر والانثى منه

حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ ذبح کرو مگر مسنہ کو اگر اسکو نہ پاؤ تم پس ذبح کرو جذع دنبہ یا بھیڑ سے روایت کیا اسکو مسلم نے ۱۲ م

وَالْخَصِيِّ وَالْفَحْلِ بِطَرِيقِ اِسْمِ الْجِنْسِ عَلٰى ذٰلِكَ اَلْمَعْزُ نَوْعٌ مِنَ الْغَنَمِ وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ فقط نقل از فتاوے عالمگیر صفحہ ۱۰۳۔ وَصَحَّ الثَّنِيُّ فَصَاعِدًا مِنَ الثَّلٰثَةِ وَالثَّنِيُّ هُوَ ابْنُ خَمْسٍ مِنَ الْاِبِلِ وَحَوْلَيْنِ مِنَ الْبَقَرِ وَالْجَامُوسِ وَحَوْلٍ مِنَ الشَّاةِ وَالْمَعْزِ نقل از در مختار و غایۃ الاوطار جلد ۴ صفحہ ۱۸۶

اور قربانی جائز ہے سینگ دار جانور کی۔ اور سینگ ٹوٹے ہوئے کی اور نہیں جائز وہ جانور جسکا سینگ ہڈی تک ٹوٹا ہوا ہو۔ اور جائز ہے قربانی خصی جانور اور کھانسی والے اور جسکو دودھ نہ آتا ہو۔ نقل از عالمگیر اور جائز ہے قربانی دیوانے جانور کی جو چارہ چل پھر کر کھا سکتا ہو۔ اور جو ایسا نہ ہو اسکی جائز نہیں۔ نقل از در مختار اور خارش والے جانور کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ موٹا ہو اور گوشت کو نقصان نہ پہنچا ہو اگر خارش کے سبب سے وہ جانور دبلا ہو جائے تو اسکی قربانی جائز نہ ہوگی۔ چنانچہ در مختار میں ہے۔

اور در مختار میں ہے کہ اندھے اور کانے اور نہایت دبلے جانور کی قربانی جائز نہ ہوگی جسکی ہڈیوں میں رس نہ ہو اور ایسا ہی لنگڑے جانور کی قربانی جائز نہیں جو کہ اپنے چوتھے پاؤں پر چل کر جائے قربانی پر خود بخود نہ پہنچ سکے اور نہیں جائز وہ جانور جسکے دونوں کان کاٹے ہوئے ہوں یا ایک تمام کاٹا ہوا ہو یا جس کے بالکل کان نہ ہوں اور جائز ہے وہ جانور جسکے دونوں کان پیدائش میں ہی چھوٹے ہوں۔ نقل از فتاوے عالمگیر۔ اگر کسی جانور کا تیسرے حصے سے زائد عضو کاٹا ہوا ہوگا تو جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی جانور کا کسی حصے سے کوئی اعضاء زائد کاٹا ہوا ہو تو جائز نہ ہوگا۔ اگر ثلث سے کم یا برابر کاٹا ہوا ہوگا تو جائز ہوگا۔ ایسا ہی اگر نظر میں کمزوری ہے تو حساب کرکے اسی پر قیاس کر لیں۔ نقل از فتاوے عالمگیری و در مختار۔ اور نہیں جائز وہ جانور جسکے دانت نہ ہوں۔ اور اگر اکثر دانت ہوں تو اسکی قربانی جائز ہے۔ نقل از در مختار۔ اور فتاوے عالمگیر میں ہے کہ اگر اپنے دانتوں سے خود چل پھر کر چارہ کھا سکتا ہو تو جائز ورنہ نہیں۔ اور جس جانور کا ناک کاٹا ہوا ہو تو اسکی قربانی بھی ناجائز ہوگی۔ فتاوے عالمگیر قربانی جائز ہے بھینگے جانور کی اور نہیں جائز جسکے تھنوں کی نوکیں کاٹی گئی ہوں یا کسی بیماری کی وجہ سے شیر خشک ہوگیا ہو اور ایسا ہی نہیں جائز وہ جانور جسکی پیدائش میں ہی زبان نہ ہو یا تیسرے حصے سے زائد کاٹی ہو۔ دیکھو فتاوے عالمگیری اور اگر بکری یا بھیڑ کا ایک تھن پیدائش میں ہی نہ ہو یا ایک تھن ثلث سے زائد کاٹا ہو تو اسکی قربانی جائز نہ ہوگی۔ اگر اونٹنی یا گائے کا ایک تھن پیدائش میں ہی نہ ہو یا کاٹا ہوا ہو تو قربانی جائز ہوگی۔ فتاوے عالمگیری۔ اگر دونوں تھن نہ ہوں یا کاٹے ہوں تو قربانی جائز نہ ہوگی۔ فتاوے عالمگیر اور در مختار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے تندرست قربانی خریدی اور قربانی کرنے سے پہلے ہی یہ نقص جانور

یں ظاہر ہوگئے تو جو صاحب دولت مند یعنی غنی ہے تو اور بے عیب جانور خرید کر قربانی دے اور
جو طاقت نہیں رکھتا تو اسکے لئے یہی کافی ہوگی۔ اور مستحب ہے کہ قربانی موٹی تازہ عمدہ اعلیٰ بے عیب ہو۔ فقط

مسائل متعلق قربانی

چھری تیز ہونی چاہیئے اور ذبح خود کرے تو بہتر ورنہ بوقت قربانی پاس کھڑا رہے۔ اور گوشت تین حصہ پر کرے۔ ایک حصہ اپنے لئے اور ایک اقرباء کے لئے اور ایک مسکینوں اور درویشوں فقیروں کے لئے اگر خود تنگدست ہو اور عیالدار ہو تو ساری قربانی کا گوشت رکھ سکتا ہے۔ قربانی کے بالوں اور رسی و دودھ کو صدقہ کرنا بہتر ہے۔ اگر خود استعمال میں لائے تو حرج نہیں اور قربانی کا چمڑا صدقہ کر دے تو بہتر اگر اپنے گھر میں استعمال کرے تو بھی جائز اور قربانی کا گوشت خود فروخت نہ کرے۔ اور قربانی کا چمڑا فروخت کر کے اسکی قیمت اپنے استعمال میں نہ لائے صدقہ کر دے۔ اگر جانور قربانی قبل از ذبح کوئی چیز جنے تو اسکو زندہ ہی صدقہ کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ اگر اسکو بھی ذبح کر دیا جائے تو جائز ہے۔ دیکھو درمختار و عالمگیر اور مستحب ہے کہ جو شخص قربانی دے وہ پہلے عشرہ میں اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کٹائے اس پر حدیثیں شاہد ہیں۔ فقط۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر گائے یا بکری وغیرہ جانور ذبح کیا جاوے اور ذبح کرتے وقت وہ جانور متحرک نہ ہو لیکن اس سے خون بہت نکلے یا بہت تھوڑا نکلے اور متحرک ہو جائے تو ان ہر دو صورت میں اسکا گوشت کھانا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

السائل غلام قادر سرور نی چک ۴۰۸

الجواب:۔ بیشک صورت ہذا میں ایسے جانور کا گوشت کھانا نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جائز اور درست ہے چنانچہ ذیل کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں وہو ہذا وَاِنْ ذَبَحَ شَاۃً اَوْ بَقَرَۃً فَخَرَجَ مِنْهَا دَمٌ وَلَمْ تَتَحَرَّكْ وَخُرُوْجُهٗ مِثْلُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَيِّ اُكِلَتْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَبِهٖ نَاْخُذُ نقل از فتاوی عالمگیری جلد صفحہ ۹۵۔ اور فتاوے جامع صفحہ ۳۹۲ میں باب طور تحریر ہے وَاِنْ تَحَرَّكَتْ وَلَمْ تَخْرُجْ مِنْهَا الدَّمُ اَوْ خَرَجَ الدَّمُ وَلَمْ تَتَحَرَّكْ وَخُرُوْجُهٗ مِثْلُ خُرُوْجِ الْحَيِّ اُكِلَتْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَبِهٖ

فاخذ نقل از جوہرہ ولو ذبح شاۃ فتحرکت او خرج الدم من غیر تحرک اکلتھا لان التحرک و خروج الدم لا یکون الا من الحی لان المیت لا یتحرک ولا یخرج منہ الدم الخ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اگر جانور سے بوقت ذبح دم مسفوح جاری ہو جائے یا کثرت سے خون نکلے یا وہ جانور متحرک ہو جائے تو اسکا کھانا نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جائز ہے اور صاحبین نے بھی اسی کو تسلیم کیا ہے اور فتاوے جواہر و عالمگیر میں ہے کہ اگر وقت ذبح جانور اسکی حیاتی کا پتہ نہ لگے اور نہ وہ آنکھوں کو بند کرے اور نہ وہ پاؤں کو ضم کریں اور نہ ہی اس سے دم مسفوح جاری ہو اور نہ ہی ہلے تو اسکا گوشت کھانا شرعاً مسلمانوں کے لئے حلال نہیں۔ ولو ذبح شاۃ او بقرۃ مریضۃ لا یعلم حیاتھا او مجروحۃ فلم یتحرک ولم یخرج منھا دم مسفوح ولم تضم فاھا ولم تغیض عیناھا ولم تقبض رجلاھا ولم یقم شعرھا لم یوکل۔
نقل از فتاوے عالمگیر جلد چہارم و جامع الفوائد صفحہ ۳۹۲ فقط۔ واللہ اعلم عند اللہ۔

المجیب:۔ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی سروری قادری عفا عنہ

مسائل متعلق ذبح

ذابح کو لازم ہے کہ چھری تیز سے ذبح کرے اور روبرو ایک دوسرے جانور کے جانور کو ذبح نہ کرے اور قبل از ذبح جانور کو چھری نہ دکھائے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جانوروں پر احسان کیا کرو اور ذبح اختیاری میں اسکا منہ قبلے کی طرف کیا جائے۔

مسئلہ:۔ مرتد و مجوسی و بت پرست و ستارہ پرست و کافر کی ہرگز ذبح جائز نہیں۔ نقل از فتاوے عالمگیری و جامع و ہدایہ۔

اور صاحب فتاوے جامع الفوائد نے لکھا ہے کہ مذبوحہ عاق الوالدین اور عاق استاذ کی بھی ناجائز ہے اور فقیر کی تحقیق میں ذبح مرزائی و شیعہ غالی و سبیہ و فرقہ وہابیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ جن کی نوبت کفر تک پہنچ گئی ہو ان کی بھی جائز نہیں۔ کیونکہ شرط ذابح مسلمان ہونا شارع علیہ السلام نے مقرر فرمائی ہے۔ اور ان لوگوں کے کفر پر تمام علمائے عظام رحمہم اللہ تعالےٰ عرب و عجم کے فتاوے لگے ہوئے ہیں چنانچہ علامہ فاضل فہامہ حضرت شیخ احمد کاشمیری کتاب النجوم الشہابیہ صفحہ ۱۱ میں بایں طور فتوے تحریر فرماتے ہیں ؎

آں خبیثاں کافران مطلق اند　　کہ ہمین انبیا و مکفر اہل حق اند

اور صاحب شامی نے ان کو باغی لکھا ہے اور صاحب عالمگیر نے لکھا ہے کہ جو امام صاحب کے قیاس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

مسئلہ:۔ اگر عورت صاحب حیض و نفاس و جنبی آدمی اور لڑکا نابالغ یا بے ختنہ کسی جانور کو ذبح کریں تو جائز ہوگا کذا فی کتب الفقہ۔

مسئلہ:۔ محل ذبح لبہ ولحیین کے بیچ میں ہے۔ اور ذبح فوق العقدہ بہتر نہیں اور اس میں بہت بہت اختلاف ہے اور اس فقیر کی تحقیق میں ہے کہ فوق العقدہ ذبح نہ کیا جاوے۔ اگر کسی وجہ سے اور تقدیر سے ایسا ہو جائے تو اسکو حرام قرار نہ دیا جائے چنانچہ اس مسئلہ پر بحث سلطان الفقہ میں ہو چکی ہے۔

مسئلہ:۔ بوقت ذبح چار رگیں کاٹی جائیں۔ اگر تین ہی کاٹی جائیں تو بھی جانور حلال ہو جائے گا اور اگر دو کاٹی گئیں تو باتفاق ائمہ دین وہ ذبیحہ ناجائز ہوگا۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔

مسئلہ:۔ گونگے کی ذبح شرعاً جائز ہے ویحل ذبیحۃ مسلم وکتابی ذمی او حربی ولو امرءۃ او صبیا او مجنونا یعقلان او کان الذابح اخرس نقل از مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر و در مختار و عبدالحی و جامع وغیرہ۔

مسئلہ:۔ ذبیحہ مشرک کتابی کا حرام ہے اسکو نہ کھانا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ اگر جانور ذبح کیا جائے اور اس سے بچہ زندہ پیدا ہو تو اسکو ذبح کر کے کھایا جائے۔ ورنہ اسکا کھانا حرام نزدیک امام رحمۃ اللہ علیہ کے ہوگا۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے اَنَّ الْجَنِیْنَ مفرد بحکمہٖ لَمْ یَتَزَکّٰی بِزَکٰوۃِ اُمِّہٖ۔

مسئلہ:۔ محل ذبح بین اللبۃ ولحیین کے ہے چنانچہ عالمگیری میں ہے وَمَحَلُّہٗ مَابَیْنَ اللَّبَّۃِ وَاللَّحْیَیْنِ اور حدیث شریف میں ہے الا ان الذکوۃ فِی الْحَلْقِ نقل از تقویم فی الحدیث النبی الکریم یعنی خبردار محل ذبح حلق میں ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ محل ذبح تمام حلق ہے چاہے کوئی شخص اسکے نیچے یا اوپر کے حصہ میں ذبح کرے یا درمیان میں تو وہ ذبیحہ حلال ہوگی۔ لَا بَأْسَ بِالذَّبْحِ فِی الْحَلْقِ کُلِّہٖ اَسْفَلِہٖ وَاَوْسَطِہٖ واعلاہ نقل از جامع الصغیر باب الذبح اور حلق کہتے ہیں جہاں سے سانس کی آمد و رفت ہو۔

مسئلہ:۔ علامہ مستغنی اور اسکے پیرو سب کے سب اگر گھنڈی یعنی عقدہ پر جانور ذبح ہو جائے تو اسکو حلال کہتے ہیں اور اسکے گوشت کو کھانا حلال و جائز جانتے ہیں اور جو علامہ زیلعی کے متبعین ہیں وہ اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں اور علامہ طحطاوی یا طحاوی نے زیلعی نے اسکے برخلاف لکھا ہے اور تحقیق خادم شریعت

کی بھی اسی پر ہے۔ ہاں اگر سہواً یا تقدیراً اوپر سے ذبح ہو جائے تو اس جانور کے گوشت کو قطعاً حرام سمجھ کر نہ پھینک دیا جائے۔ اور اگر اس صورت میں علامہ مستغنی علیہ الرحمۃ اور انکے متبعین کے فتوے پر عمل کیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہوگا۔ اور مفصل دلائل علامہ مستغنی علیہ الرحمت کے سلطان الفقہ میں ملاحظہ کریں۔

مسئلہ:۔ مری کھانے پینے کا راستہ رکھتی ہے اور نرخرا سانس کی آمد و رفت کا راستہ رکھتا ہے اور ودجان یعنی دو شاہ رگ دائیں بائیں حلقوم و مری کے خون کا رستہ رکھتی ہے اور ان کی شاخیں ہر دو کانوں سے چل کر سر تک پہنچتی ہیں فقط۔

مسئلہ:۔ وَمِنْ شرائطہ اَنْ تَکُوْنَ مُسْلِمًا اَوْ کِتَابِیًّا وَلَا تُوْکَلُ ذَبِیْحَۃُ اَهْلِ الشِّرْكِ وَالْمُرْتَدِ عالمگیر

مسئلہ:۔ اگر صرف اسم اللہ کے نام سے جانور ذبح کیا جاوے تو جانور حلال ہو جائے گا لقولہ تعالےٰ فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

مسئلہ:۔ اگر دیدہ دانستہ ذابح نے بوقت ذبح کرنے کے بسم اللہ شریف کو ترک کر دیا تو جانور حرام ہوگا۔

مسئلہ:۔ بوقت ذبح صرف اسم اللہ تعالےٰ کا نام لے کر جانور ذبح کیا جاوے۔ اگر وقت ذبح غیرہ کا نام لے گا یا اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام ملا کرے گا تو جانور حرام ہوگا۔ عالمگیر۔

مسئلہ:۔ ہر ایک جانور کے لئے الگ الگ بسم اللہ پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے بسم اللہ پڑھ کر چھری چلائی اور پھر دیر کی اور پھر ذبح کرنے کو اسی بسم اللہ سے شروع ہوا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر بسم اللہ سے ذبح بکری شروع کی اور وہ بکری نیچے سے کھڑی ہو گئی تو پہلی بسم اللہ منقطع ہو جائیگی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ عالمگیر۔

مسئلہ:۔ اگر ذابح نے بکری ذبح کی اور اسکی زندگی کا پتہ نہ چلا اور نہ اسنے حرکت کی اور نہ اس سے خون چلا اور نہ ہی اسنے اپنا منہ کھولا تو ایسے جانور کا اس صورت میں کھانا حلال نہ ہوگا۔ ہاں اگر منہ بند کر لیا تو حلال ہوگا۔ اور اگر اسنے آنکھ کھول دی تو اسکا کھانا حلال ہوگا۔ اگر آنکھ بند کر لی تو اسکا کھانا حلال ہوگا۔ اگر اس نے پاؤں پھیلایا تو حرام ہوگا اگر اسنے پاؤں کھینچ لئے تو حلال ہوگا۔ اگر اسکے بال گر پڑے تو حرام اگر کھڑے ہو گئے تو اسکا کھانا حلال منہ اور آنکھوں کا کھولنا اور پاؤں کا پھیلانا اور بالوں کا گر جانا علامت موت کی ہوتی ہے۔ منہ اور آنکھوں کا بند کرنا اور پاؤں کا اکٹھا کرنا اور بالوں کا کھڑا ہونا نشان حیاتی جانور کی ہے اور ان کا اعتبار اسوقت ہوگا جب اسکی زندگی کا پتہ نہ

چلے۔ نقل از در مختار۔ اور ذبح نابالغ اور مجنون کی اسوقت جائز ہوگی جب کہ انکو عقل ذبح اور بسم اللہ پڑھنے کی خبر نہ ہو۔

مسئلہ:۔ ذبح خنثے و مخنث کی جائز ہے اَلْخُنْثٰی وَالْمُخَنَّث تجوز ذبیحتھما عالمگیری۔

مسئلہ:۔ چھری و چاقو و تلوار و کلہاڑی وغیرہ اشیاء جو لوہے کی بنی ہوئی ہوں یا تیز دھار ہوں جائز ہوگی اور ناخن و دانتوں سے ذبح جائز نہ ہوگی۔ عالمگیر۔ اگر بسبب تیزی چھری وغیرہ کے سر ذبیحہ کا الگ ہوگیا اور رگیں کاٹی گئیں اور چھری حرام مغز تک پہنچ گئی تو اسکا کھانا با کراہت جائز ہوگا۔

مسئلہ:۔ گردن کی طرف سے ذبح کرنا بلا عذر مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

مسئلہ:۔ اگر بلی مرغی کا سر جدا کرے اور وہ حرکت کر رہی ہو تو اسکو ذبح کر کے کھانا شرعاً حلال نہیں فتاوی عالمگیری سنور قطع راس دجاجۃ فانہ لایحل بالذبح وان کان یتحرک ۱۲۔

سوال:۔ گوشت قربانی کس کس کو دینا چاہیئے اور آجکل جو لوگ چوہڑے چمار و ہنود کو دے دیتے ہیں کیا یہ جائز ہے۔

جواب:۔ گوشت قربانی کی عزت لازم ہے۔ لہذا ہر مسلمان غنی فقیر و ذمی سب سے سکتے ہیں اور ان کو دینا جائز ہے ویھب منھا ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی اور ہمارے ملک میں ذمی نہیں ہے اور چوہڑے چمار کفار ذمی نہیں کہلا سکتے اسلئے ان کو گوشت قربانی نہ دیا جائے۔ ہاں اگر کسی اور صاحب نے بطور برادری یا للہ ہی عطیہ عطا کیا ہو تو اس گوشت قربانی سے انکو دینا جائز ہے ورنہ ہرگز دینا جائز نہیں کیونکہ ان لوگوں پر اطلاق الفاظ فقرا و عاملین علیہا وغیرہ کا نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی ان کو قرآن مجید میں اللہ تعالے نے مصرف زکوٰۃ و صدقات و قربانی میں گنا ہے۔ فقط واللہ اعلم عنداللہ۔

خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ

مسائل شتّٰی

سوال:۔ اقامت میں دوبارہ الفاظ اذان کے کہنے کس حدیث سے ثابت ہیں جواب دو اجر ملیگا۔

مسکین غلام حیدر مسافر جہلمی

جواب:۔ ہمارے مذہب حنفیہ احناف کے نزدیک اسکے ثبوت میں یہ حدیثیں صحیح شاہد ہیں۔

عَنْ عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال اَخْبَرَنِی اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زَیْدِ الْاَنْصَارِیْ رَاٰی فِی الْمَنَامِ الْاَذَانَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ عَلِّمْہُ بِلَالًا فَاَذَّنَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَقَعَدَ قَعْدَۃً رواہ الطحاوی واسنادہٗ صحیح ص۱۹۳ باب الاقامت واٰثار سنن وشرح نقایہ ملا علی قاری ۔

ترجمہ :۔ عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہا خبر دی مجھے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق عبد اللہ بن زید انصاری نے خواب میں دیکھا اذان کو پس حضور علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہو کر خبر دی پس فرمایا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بلال کو سکھلا دو پس اذان دی بلال نے ہر ایک کلمہ دو دو دفعہ اور تکبیر کہی دو دو دفعہ اور التحیات پڑھا روایت کیا اسکو طحاوی نے اور اسناد اسکی صحیح ہے ۔ عَنْ اَبِی الْعُمَیْسِ قال سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَرَی الْاَذَانَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَالْاِقَامَۃَ مَثْنٰی مَثْنٰی الحدیث رواہ البیہقی وَاٰثار السنن وعن الشعبی عن عبد اللہ بن زید الانصاری قال سَمِعْتُ اَذَانَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اَذَانُہٗ وَاِقَامَتُہٗ مَثْنٰی مَثْنٰی رواہ اَبُوْعَوَانَہ فِی صَحِیْحِہٖ واٰثار سنن وَقَدْ رُوِیَ عَنْ بِلَالٍ اَنَّہٗ کَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی نقل از طحاوی پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ اذان و اقامت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپ کے زمانہ طیبہ اور پیچھے آپ کے بھی جفت کلمات پر رہی اور یہی ثواب عظیم ہے ۔ اور کلمات اذان و اقامت کے جفت جفت کہنے پر آثار صحابہ و تبع تابعین شاہد ہیں اور یہی مذہب ہے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام محمد و امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کا اور ان دلائل سے انکار کرنا محض جہالت ہے ۔ والعلم عند اللہ ۔

مسئلہ : بے وضو اذان دینا مکروہ ہے ایسا کرنا اچھا نہیں ۔ اگر کسی نے بے وضو اذان دے دی تو جائز ہو گی لیکن اسکے سبب سے وباء نازل ہو گی ۔

اور اذان کے وقت اگر کوئی قرآن مجید پڑھ رہا ہو تو پڑھنے سے رک جائے ۔ نقل از شرح نقایہ ۔ مست اور دیوانہ اور مدہوش و عورت کو اذان دینا درست نہیں اور الفاظ اذان کے باآواز بلند ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے چاہئیں اور تکبیر اقامت میں جلدی کہنے چاہییں اور جو شخص اذان کہے وہی تکبیر اقامت کہے ۔

ہاں اگر اسکی اجازت و رضامندی سے کوئی اور شخص کہہ دے تو جائز ہو گا اور اجابت اذان بقدر

مؤذن کے کہنے چاہییں ہاں جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الفلاح کہے تو اسوقت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا
بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا چاہیئے اور جب اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا کلمہ کہے تو کہے صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ
اور اذان کے وقت سلام کا جواب نہ دینا چاہیئے اور جب اذان ختم ہو جائے تو دعا اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ
التَّامَّاتِ الخ کو پڑھے۔
اور اذان کا مسجد کے باہر دینا مسنون ہے اور بہتر ہے کہ مناروں میں دیجائے جہاں کہیں وہ مقرر ہیں۔ اگر نہیں
تو جسطرف مسلمانوں کی آبادی دور یا زیادہ مسجد سے ہو اسی طرف اذان دینی چاہیئے داہنی طرف ہو یا بائیں لَا یُؤَذَّنُ
فی المسجد فتاوے ہندیہ اور جامع الرموز نے اسکو مکروہ لکھا ہے۔
اور اذان میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر ہر دو ناخنوں کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنے مستحب
ہیں ہکذا فی جامع الرموز ورد المحتار وغیرہ البتہ نماز وخطبہ میں یہ فعل کرنا درست نہیں انکے سوا ہر جگہ ایسا کرنا جائز
ہے۔ اور مؤذن فاسق مقرر کرنا سخت منع ہے۔ کیونکہ حدیث میں آنکہ ہے کہ امام تمہارا اور تمہاری نمازوں
کا ضامن ہے اور مؤذن امین ہے الامام ضامن والموذن مؤتمن اور پانچ وقتوں میں اذان دینا سنت
قریب واجب ہے اور اسکی ترک پر سخت وعید ہے اور جنگل و مکانوں میں اذان دیکر نماز پڑھنا جائز ہے
اور محلہ والوں کو مسجد محلہ کی اذان کافی ہے صرف تکبیر کہہ کے جماعت کرالیں تو جائز ہو گی۔
مسئلہ:۔ اعرابی وفاسق وجنبی ونابینا کو اذان دینا مکروہ ہے اعادہ کیا جاوے نقل از خزانۃ المفتین۔
مسئلہ:۔ تثویب قبل از نماز بعد از اذان کہنی سنت ہے یعنی لوگوں کو آگاہ کرنا بایں الفاظ الصّلوٰۃ الجامع
الصلوٰۃ الجامع اور اسکا مفصل ذکر با دلائل سلطان الفقہ میں مسطور ہے اور وہابی و دیوبندی اسکے منکر ہیں۔
مسئلہ:۔ قبل از وقت اذان نماز کے لئے کہنی ہمارے مذہب میں ہرگز جائز نہیں اگر کسی نے کہہ دی تو
اسکو اداکرنا چاہیئے اور اذان فجر صبح صادق میں کہنی چاہیئے ورنہ اعادہ کرنا پڑے گا۔ ہکذا فی فتاوی عالمگیری۔
مسئلہ:۔ مؤذن مقیم ہونا افضل جیسا کہ امام مقیم مسافر سے افضل ہوتا ہے۔
مسئلہ:۔ اذان لڑکے نابالغ عاقل کی ظاہر الروایۃ میں صحیح اور درست ہے اور نابالغ لایعقل کی ہرگز جائز نہیں
اسکا اعادہ کرنا چاہیئے۔ اذان الصبی الذی لایعقل لایجوز ویعاد کذا فی الکافی۔
مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص اذان دینے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس اذان کا اعادہ واجب نہیں اگر اذان میں
مرتد ہو جائے یعنی شیعہ غالیہ سبیہ یا مرزائی عیسائی یہودی ہو جائے تو اس اذان کا اعادہ کرنا بہتر ہے واذا ارتد

فی الاذان فالاولی ان یبتدئ غیرہ ولوازدت المؤذن بعد الاذان لا یعاد فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۴۔

مسئلہ :- اذان مسافر کی جائز بلا کراہت ہے۔

مسئلہ :- فرضوں کو مسجد میں باجماعت بلا اذان واقامت ادا کرنا مکروہ ہے ویکرہ اداء المکتوبات بالجماعۃ فی المسجد بغیر اذان واقامۃ ہاں اگر اذان واقامت ہو چکی ہو تو دوبارہ اذان واقامت کہنا جائز نہ ہوگا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی خلافت کسی مسلم غوث کی طرف سے ہو ایسے صاحب مجاز بزرگ کی بیعت کرکے جو شخص پھر جائے اسکے اعمال حسنہ نماز روزہ حج وغیرہ از روئے شریعت عند اللہ مقبول ہیں یا مردود۔ بینوا توجروا۔

بقلم پیر اشراقی شاہ مورخہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

الجواب :- بیشک درصورت صدق مستفتی ایسے شخص کامل کی بیعت سے انکار کرنا یعنی مرتد ہونا محض جہالت اور اپنے اعمال کو نیست و نابود کرنا اور اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے اپنے آپ کو جہنمی بنانا ہے چنانچہ قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد باری تعالےٰ اس پر شاہد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ الآ حدیث شریف میں ہے کہ رہبر کامل اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے اور نبی کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرنے پر تمام اعمال ملیامیٹ ہوجاتے ہیں ویسے ہی اپنے شیخ کی آواز سے آواز بلند کرنے سے نیست و نابود ہوجایا کرتے ہیں الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ نقل از ضیاء القلوب ۱۲ اور مسلم شریف میں ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ یَدًا مِنْ طَاعَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا حُجَّۃَ لَہٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً رواہ مُسْلِمٌ اور کتاب جامع المتفرقات میں لکھا ہے اَنَّ السَّلَفَ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ کَانُوْا لَا یَقْعُدُوْنَ مَعَ مجلس فی مجلس العاق ولا یصلون خلفھم مخافۃ بانتداءہ قالوا من فعل ذلک فھو مع الخ اور کتاب عجائب الاخبار و انتباہ میں لکھا ہے کہ کامل پیر کی بیعت سے مرتد ہو جانے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی تا وقتیکہ اپنے شیخ کامل کو راضی نہ کرے اور فتاوے جامع الفوائد میں لکھا ہے وَلَا یَجُوْزُ شَھَادَۃُ الْ

للامامتہ وتسقط عدالتہ ولا یعتبر قولہ ولا یجمس ابتنوا لا تو کان مفتیا اور تحفۃ الفقہاء میں ہے کہ ویحل ذبیحتہ العاق ولا امامتہ لان الفاق یصیر مرتداً فی الحال ومثوا لا فی النار الخ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ ایسا شخص مرتد ہے اسکے ساتھ مسلمانوں کو مجالست و مشاربت و موانست و مواکلت نہ کرنی چاہیئے تاوقتیکہ اپنے پیر کامل واستاد کو راضی نہ کرلے فقط واللہ اعلم عند اللہ فمن کفر فان ربی غنی کریم۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی سرزمیں ۲۵ رمضان ۱۳۵۵ھ

سوال: اگر امام فاسق فاجر ہو تو اسکے پیچھے نماز پڑھی جائے تو جائز ہو گی یا نہ۔

الجواب: بیشک مقتدی کی نماز تو درست ہو جاوے گی لیکن ثواب اتنا اسکو حاصل نہیں ہو گا کہ جس قدر کہ متقی کی اقتداء سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں مسطور ہے تو صلی خلف مبتدع او فاسق فھو محرز ثواب الجماعۃ غیر ان ینال کما ینال خلف تقی کذا فی الخلاصۃ نقل از فقہ اکبر اور حدیث شریف میں ہے فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ صلوا خلف کل برو فاجر اور ابوداؤد میں ہے اَلصَّلٰوۃُ وَاجِبَۃٌ عَلَیْکُمْ خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ وَالصَّلٰوۃُ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ و مشکوٰۃ ہاں البتہ مستقل امامت کے لئے نیک امام مقرر کرنا چاہیئے فاسق فاجر کو امام بنانا شرعاً حرام ہے چنانچہ حاشیہ طحطاوی و مراقی الفلاح میں مسطور ہے اما الفاسق العالم فلا یقدمون فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً ومفاد ھذا کراھۃ التحریم فی تقدیمہ الخ یعنی امامت کے لئے عالم فاسق کو مقدم نہ کیا جائیگا کیونکہ مقدم کرنے میں اسکی تعظیم واجب ہوگی حالانکہ شرعاً لوگوں پر واجب ہے اسکی حقارت کرنا۔ پس حاصل اسکا یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے اسکا مقدم کرنا۔ اور حدیث میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جیسے تمہارا یہ ہے کہ قبول کی جاوے نماز تمہاری پس چاہیئے کہ امامت کراویں تمہیں بہتر تمہارے پس تحقیق وہ قاصد ہیں بیچ اس چیز کے کہ درمیان تمہارے اور تمہارے رب کے ہے اور حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤمکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم رواہ الحاکم والدارقطنی بالفاظ مختلفۃ اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا ایک شخص کو اسنے صرف آپکے سامنے قبلہ کی طرف منہ کرکے تھوکا۔ تو آپنے حکم دیا کہ اسکو نماز کے لئے امام نہ بناؤ اور اسکی اقتداء نہ کرو کیونکہ اس نے اللہ اور اسکے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دیا ہے اور تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ کے لئے نماز میں سورہ عبس وتولی پڑھتا تھا۔

تو آپ نے اسکی اقتداء سے لوگوں کو روک دیا۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ مبتدع اور فاسق فاجر اور
اور بے ادب کی اقتداء نہ کی جائے۔ فقط والعلم عنداللہ۔ (حررہٗ خادم شریعت عفا عنہ)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اس مسئلہ میں کہ فاسق فاجر کے پیچھے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی
لیکن وہابی کے پیچھے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی لیکن وہابی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جواب دو اجر ملے گا۔

السائل خاکسار مرزا ظہیر الدین خاں از وزیر آباد

الجواب: بیشک فرقہ غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ طاغیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ نجدیہ کے پیچھے نماز ادا کرنا شرعاً ناجائز
و نادرست ہے۔ کیونکہ اکثر مسائل و عقائد ان کے خلاف مذہب اہل سنت و جماعت کے ہیں بعض
کی تو نوبت تا کفر ہے اور بعض فسق و بدعت پر دال ہیں۔ جن کے مسائل و عقائد کی مختصر فہرست ذیل
میں درج کی جاتی ہے۔ خود ناظرین ملاحظہ فرما کر انصاف کی داد دیں اور اپنی نماز کو ان کے پیچھے پڑھ کر ضائع
نہ کریں۔ عقیدہ نمبر۔

۱: خداوند کریم جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ کتاب عیانتہ الایمان صفحہ ۵ مطبوعہ مراد آباد تصنیف شہود الحق شاگرد
مولوی نذیر حسین دہلوی و براہین قاطعہ ص۔ و فتاوے رشیدیہ ص۔

۲: انبیاء علیہم السلام احکام دین کے پہنچانے میں بھول جایا کرتے تھے۔ کتاب رد تقلید الکتاب المجید تصنیف
مولوی صدیق حسن خان صفحہ ۱۲ مطبوعہ فاروقی۔

۳: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین نہیں چونکہ اس پر الف لام عہد خارجی ہے۔ کتاب نصر المومنین ص ۱۹۱۲
مصنفہ اخوند صدیق پشاوری شاگرد نذیر حسین۔

۴: اجماع کل امت جسکی سند معلوم نہ ہو حجت شرعی نہیں۔ کتاب معیار الحق صفحہ ۱۸۱ و کتاب اعتصام السنہ ص ۱۷۱

۵: قیاس مجتہدین قابل قبول نہیں۔ کتاب ایضاً صفحہ ۹۰۔

۶: جو چاروں اماموں کے مقلد اور چاروں طریقوں کے متبع شافعی مالکی حنبلی حنفی قادری چشتی نقشبندی
سہروردی سب مشرک و کافر ہیں رافضی پلید و شیطان لعین ہیں دیکھو کتاب ظفر المبین مطبوعہ لاہور
صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۲۲ و اعتصام السنہ و اشعار الحق۔

۷: علم کتب فقہ کے بنانے والے اور پڑھنے والے سب کافر اور بے ایمان ہیں اور ان کتب کو جلا دینا چاہیئے
اور یہ محض جعلسازی و مکاری و فقہاء کرام مشرک و کافر و بدعتی ہیں دیکھو کتاب ترجمان وہابیہ مصنفہ صدیق حسن

حائل صفحہ ۲۶ مطبوعہ آگرہ عقید عام وہوے خسلین صفحہ ۷ و ۸۔

۸ :۔ کنوئیں میں کتا بلی سور وغیرہ درندے پرندے گر پڑیں تو کوئی پلید یعنی نجس نہیں ہوگا تاوقتیکہ پانی کا رنگ و بو و مزہ نہ بدل جائے دیکھو کتاب کنزالحقائق و ترجمہ درر بہیہ طریقہ احمدیہ۔

۹ :۔ چمڑا خنزیر کا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور خداوند کریم عرش پر بیٹھا ہے کرسی پہ پاؤں رکھے ہوئے ہیں۔ کرسی چرچر کرتی ہے دیکھو حاشیہ قرآن ترجمہ وحید الزمان ترجمہ آیت الکرسی در رسالہ استویٰ۔

۱۰ :۔ تقلید ائمہ دین شرک و کفر و بدعت ہے۔ دیکھو ظفر المبین و ترجمان وہابیہ والانصاف۔

۱۱ :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ پہ زیارت کے لئے سفر کر کے جانا صریح کفر و شرک ہے۔ کتاب التوحید و تقویۃ الایمان۔

۱۲ :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال لانا بیل و گدھے و کنجری کے زنا سے بھی بدتر۔ دیکھو کتاب صراط مستقیم مترجم صفحہ ۹۳۔ از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است من عینہ صراط مستقیم صفحہ ۹۰ فارسی تصنیف مولوی اسمٰعیل قتیل۔

۱۳ :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبان اردو دیوبند کے علماء کے واسطے سے حاصل کی۔ کتاب براہین قاطعہ ص ۲۶۔

۱۴ :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شیطان رجیم و ملک الموت سے کم ہے۔

۱۵ :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کا ذکر خیر جنم کنہیا کے ذکر کے برابر ہے۔ کتاب براہین قاطع مولوی خلیل احمد صاحب مصدقہ رشید احمد صاحب صفحہ ۴۸۔

۱۶ :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا علم غیب تو ہر صبی و مجنون و بہائم پرندوں و درندوں کے لئے بھی حاصل ہے۔ کتاب حفظ الایمان صفحہ ۶ آپ کی ذات مقدسہ پہ علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ من عینہ عبارت حفظ الایمان از تصنیف اشرف علی تھانوی۔

باقی عقائد و مسائل فرقہ دیوبندیہ وہابیہ و نجدیہ کے حرف بحرف ملاحظہ کرنے ہوں تو اسی کتاب کی

پچھلی جلد میں دیکھیں رسالہ سیف الابرار علی الف الاشرار و تصدیق المحققین و عقائد علمائے دیوبند کو مطالعہ کریں۔

پس مسلمانان اہلسنت کو چاہیئے کہ ایسے اعتقاد والوں کی اقتداء نہ کریں جس حالت میں کہ یہ فرقہ وہابیہ نجدیہ غیر مقلدین و دیوبندیہ خارج از اہلسنت و جماعت ہوئے اور داخل اہل بدعت و فرقہ ضالہ و ہوائیہ میں ٹھہرے تو نماز اہلسنت و جماعت کی ان کے پیچھے نزدیک مذہب حنفیہ احناف کیونکر صحیح اور درست ہوگی سبب کہ فتاوی تاتارخانیہ و فتح القدیر میں بایں الفاظ فتوی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسطور ہے روی عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ تعالی ان الصلوۃ خلف اہل الاھواء لا تجوز اور فتح القدیر میں بایں طور مسطور ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما تعالی ان الصلوۃ خلف اہل الاھواء لا تجوز اور علاوہ اسکے صاحب رد المختار نے باب البغات میں انکو باغی لکھا ہے تو پھر ان کے پیچھے نماز کس طرح صحیح ہوگی اور علامہ صاحب طحطاوی فرقہ غیر مقلدین کی نسبت یوں فتوے تحریر کرتے ہیں من کان خارجا من ھذہ المذاہب الاربعۃ فی ذلک الزمان فھو من اہل البدعۃ والنار اور قرآن مجید میں ہے لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین یعنی ھو المبتدع والفاسق اور دوسری آیت میں ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اور ایک آیت میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کو ایذاء پہنچاتا ہے اس پر خداوند کریم کی لعنت ہے۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ اس فرقہ ضالہ وہابیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کے ساتھ موانست و مجالست و مواکلت و مشاربت کرنا بھی نزدیک امام اعظم و ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے ناجائز و ممنوع ہے فقط۔ ان اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سہروردی عفا عنہ

اور علاوہ اسکے ایک ہزار علمائے دین مفتیان شرع متین حرمین شریفین عرب و عجم کے فتاوے اس بات پر ہیں کہ ان لا مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنی ہرگز جائز نہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ مجالست جائز ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ موانست۔ اگر یہ لوگ شرارت کریں تو ان کو مسجد سے نکالدینا چاہیئے۔

سوال: طریقت میں بیعت کتنی قسم پر ہے اور پیر کتنے قسم ہیں۔

الجواب: بیعت طریقت میں تین قسم پر ہوتی ہے۔ بیعت توبہ۔ بیعت ارشاد۔ بیعت حوالت۔ بیعت توبہ میں طالب درجہ پیری مریدی کو حاصل کرتا ہے۔ بیعت ارشاد میں مرتبہ مرشدی حاصل ہوتا ہے۔

اور بیعت حوالت سے مرتبہ نائبی و منیبی کا حاصل اور طریقت کے پیر کے چار قسم ہیں۔ پیر بیعت۔ پیر خرقہ۔ پیر ارشاد۔ پیر صحبت۔ اور پیر صحبت وہ ہوتا ہے کہ جس کی محض صحبت سے بیعت خرقہ وارشاد کی بھلائی اور فوائد معلوم ہو جائیں اور پیر ارشاد وہ ہوتا ہے کہ جس سے محض شغل و وظائف حاصل ہوں۔ اور پیر خرقہ وہ ہوتا ہے جس سے لباس تقویٰ یعنی گودڑی حاصل ہو اور پیر بیعت وہ ہے کہ جس سے مرید کے حوصلہ اور لیاقت کے مطابق چاروں مرتبے حاصل ہوں اور طالب کو چاہیئے کہ پیر کامل صاحب بیعت کے مشورہ کے سوا کبھی پیر کے پاس نہ جائے ہاں البتہ اگر مرشد نامکمل اور شریعت کے خلاف کام کرتا ہو یا اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا ہو باوجودے کہ اسکے حکم کی تعمیل کرتا ہو۔ کئی سال ریاضت و مشقت کی ہو یا اسکے ملنے کی امید منقطع ہو چکی ہو تو پھر دوسری جگہ بیعت کرنا جائز ہوگا ورنہ خرابی و بربادی حاصل ہوگی۔ چنانچہ کتاب قول الجمیل شفاء العلیل کے صفحہ ۲۲ میں ہے ان تکرار البیعۃ من رسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَأْثُوْرٌ وَكَذٰلِكَ عَنِ الصُّوْفِيَّةِ اَمَّا مِنَ الشَّيْخَيْنِ فَاِنْ كَانَ بِظُهُوْرِ خَلَلٍ فِيْ مَنْ بَايَعَهُ فَلَا بَاْسَ وَكَذٰلِكَ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَغَيْبَتِهِ الْمُنْقَطِعَةِ وَاَمَّا بِلَا عُذْرٍ فَاِنَّهٗ يُشْبِهُ الْمُتَلَاعِبَ وَيَذْهَبُ بِالْبَرَكَةِ وَيَصْرِفُ قُلُوْبَ الشُّيُوْخِ عَنْ تَعَهُّدِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ بیشک تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اور اس پیر میں جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اسکی موت کے بعد یا اسکی غیبت منقطع کے بعد کہ اسکی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی۔ اور بلا عذر دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہت ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اسکی تعلیم و تہذیب سے پھیرتا ہے۔ والعلم عند اللہ۔

سوال:- طریقت کے خانوادہ کتنے ہیں انکے نام کیا ہیں۔

الجواب:- وہ خانوادہ چودہ ہیں جو کہ اہلبیت اور خاصکر حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کرتے ہوئے ان ناموں سے مشہور ہو چکے ہیں۔ چنانچہ تفسیر رؤفی مجددی جلد اول صفحہ ۴۳ میں بایں طور مسطور ہے۔

زیدیاں و عیاضیاں اور ادہمیاں اور ہبیریاں اور چشتیاں اور عجمیاں اور طیفوریاں اور کرخیاں اور سقطیاں اور جنیدیاں اور گازرونیاں اور طوسیاں اور سہروردیاں اور فردوسیاں اور فروع ان کی جیسے قادری و

نقشبندی وغیرہما اور سلسلہ قادری سقطیوں سے مل کر امام علی رضا کو پہنچتا ہے۔ اور سلسلہ نقشبندی بایزیدیوں کو مل کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ملتا ہے۔ اور چار پیر جو مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔ جنہوں نے خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فیض حاصل کیا ہے حضرت امام حسن اور خواجہ کمیل زیاد اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہم اور قادری سہروردی کا سلسلہ حضرت مولا مشکلکشاہ علی کرم اللہ وجہہ سے چل کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کی ملاقات وسماعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت نہیں ہو سکتی یہ کیونکر ہے۔ جواب مفصل تحریر ہونا چاہیئے۔

الجواب:۔ یہ محض انکے مبلغ علم پر اعتراض ہے کسی کا کیا قصور ہے دیکھو کتاب اتحاف خاتم الحفاظ حضرت سید علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۲ میں بایں طور مسطور ہے۔

حدثنا جویریۃ بن اشرس قال اخبرنا عقبۃ بن ابی الصہباء الباہلی قال سمعت الحسن یقول سمعت علیاً یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل امتی مثل المطر الحدیث قال محمد بن الحسن بن الصیرفی لشیخ شیوخنا ھذا النص صریح فی سماع الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورجالہ ثقات جویریۃ وثقہ ابن حبان وعقبۃ وثقہ احمد وابن معین۔ نقل از مجموعہ رسائل علامہ موصوف صفحہ ۱۴ یعنی ہمارے شیخ المشائخ محمد بن حسن البصری نے فرمایا یہ حدیث نص صریح ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو سماع مولیٰ علی کرم اللہ تعالے وجہہ سے حاصل ہے اسکے رجال سب ثقات ہیں جویریہ کو ابن حبان اور عقبہ کو امام احمد ویحیےٰ بن معین نے ثقہ کہا اور باقی مفصل ذکر اسکا فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۷ میں ملاحظہ فرماویں۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ۔

سوال:۔ الہام کے کتنے قسم ہیں اور کیا ہیں۔ وہ شرعاً حجت ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ شرعی حجت نہیں البتہ نبی کے الہام پر ایمان لانا لازمی ہے۔ اور حجت شرعی صرف ہمارے نے چار چیزیں ہیں جن کو ادلہ شرعیہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید وحدیث شریف واجماع وقیاس مجتہد علیہم الرحمۃ۔

اور الہام کہتے ہیں دوسرے کے دل میں بلا محنت خبر ڈالنی الالہام القاء الخبر فی قلب الغیر بلا

بلا کسب اور الہام دو قسم پر ہے نیک اور بد اور نیک کے کئی اقسام ہیں۔ الہام از خدا۔ الہام از محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الہام صحابہ کرام۔ الہام از ارواح انبیاء علیہم السلام۔ والہام از ارواح اولیاء عظام والہام از صفائی قلب۔ والہام نفس۔ والہام روح۔ والہام سر۔ والہام از ذکر خفی۔ والہام ملائکہ۔ والہام از حُبّ۔ اور یہ تمام الہام صفائی قلب سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسکا دل سوائے خداوند کریم لایزال کے بیزار ہو جاتا ہے۔ کسی کی محبت نہیں رہتی۔

ہر کہ راز حق بدل الہام شد — راز رحمت معرفت پیغام شد

اور یہ الہام اکثر انبیاء علیہم السلام پر وارد ہوتے ہیں اور صاحب الہام جسد وہ ہوتا ہے کہ اسکا وجود کثافت کو چھوڑ کر وجود لطیف کا جامہ پہنتا ہے اور اسکی رفتار ملائکہ سے بھی تیز ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کا ذکر ہے کہ ملائکہ تو طواف بیت المعمور کا ایک بار کرتے تھے اور آپ اتنی دیر میں سات دفعہ طواف بیت المعمور کا فرما لیتے تھے۔

اور الہام بد اہل نفس کو ہوا کرتا ہے اور نفس کے بھی کئی اقسام ہیں اور مرزا وغیرہ جھوٹے مدعیان نبوت جو کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوئے ہیں ان کے الہامات سب کے سب شیطانی تھے اور سوائے انبیاء علیہما السلام کے اولیائے عظام کے الہامات کا یہ حکم ہے کہ ان کو قرآن مجید واحادیث شریف یعنی ادلہ شرعیہ کے پیش کیا جائے۔ اگر ادلہ شرعیہ ان کو مان لے تو فبہا ورنہ ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دو۔ فقط واللہ العلم عند اللہ۔ خادم شریعت عفا عنہ

سوال:۔ مدینہ شریف کو یثرب کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مدینہ منورہ کو یثرب کہنا ہمارے مذہب حقہ میں جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں بے ادبی اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ اور یثرب کے معنی فساد و توبیخ اور ملامت و عذاب کے ہیں۔ مسند امام احمد وجامع الصغیر میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ حدیث بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں مَنْ سَمَّی الْمَدِیْنَةَ یَثْرِبَا فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ ھِیَ طَابَةُ الخ یعنی براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص مدینہ طیبہ کو یثرب کہے پس اسکو چاہیئے استغفار و توبہ کرے اور ایسا ہی جذب القلوب الی دیار المحبوب میں ہے اور جہاں کہیں قرآن مجید بلفظ یثرب مذکور ہے وہ بطور حکایت کے واقع ہے۔ کیونکہ منافق لوگ ایسا کہا کرتے تھے۔ دیکھو تفسیر خازن وسراج المنیر واتقان

وغیرہ اور حدیث صحیح میں وارد ہے اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃَ نقل از جذب القلوب
پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یثرب کبھی نہ کہا کریں۔ اور قرآن مجید و احادیث
شریف کے مقابلہ میں کسی زید عمر کا قول حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان سے اکثر وقت سہو اور نسیان ہو
جاتا ہے۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سہروردی عفا اللہ

سوال:۔ انسان کتنی قسم پر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔

الجواب:۔ دو قسم پر مومن و کافر۔ لقولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ
مُّؤْمِنٌ ط اور مومن کی بھی دو قسم ہیں۔ مومن مطیع اور مومن فاسق۔ اور مومن فاسق کی بھی دو قسم ہیں۔ مومن
فاسق فی العمل و مومن فاسق فی العقیدہ جیسے کہ بہتر فرقے (رافضی۔ خارجی۔ وہابی۔ معتزلی وغیرہ جن کی
اصلیت نو فرقوں سے بایں الفاظ ظاہر ہوتی ہے۔ شیعہ۔ خارجیہ۔ معتزلیہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ مشبہ۔ ضراریہ
نجاریہ۔ کلابیہ۔ پس باقی ان کی شاخیں ہیں۔ چنانچہ اس امر پر یہ حدیث شریف شاہد ہے ستفترق
امتی علی ثلث وسبعین ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی لہ
فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت ہونے پر یہ آیت کریمہ بھی شاہد ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطَانَ اِلَّا قَلِیْلًا ۵ پ یعنی اے امت مرحومہ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو سب شیطان کے
پیرو ہو جاتے مگر تھوڑے شیطان کے پیرو ہوتے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ بڑی جماعت پر اللہ تعالیٰ
کا ہاتھ ہے اور اسکی اتباع کرنی لازم ہے۔ پس اے ناظرین خود انصاف فرمائیں کہ ان تمام فرقوں سے بڑی
جماعت کونسی ہے اور کون ناجی ٹھہری۔ فقط۔

سوال:۔ مومن فاسق فی العمل اور مومن فاسق فی العقیدہ میں کیا فرق ہے۔

جواب:۔ مومن فاسق فی العمل وہ شخص ہے جو تمام احکامات ضروریات دین کو مانتا ہوا عمداً یا سہواً
یا علانیہ گناہ کرتا ہے اور گناہ کو گناہ سمجھے جیسے کہ شراب پینا زنا کرنا داڑھی منڈوانا نماز کا ترک کرنا اور رمضان
المبارک کا روزہ نہ رکھنا وغیرہ وغیرہ ہیں اگر ان کو جائز سمجھے اور نماز روزہ احکام شرعی کو ترک کرنا جائز سمجھے
تو بیشک کافر ہو جاتے گا۔ اور فاسق فی العقیدہ وہ شخص ہے کہ ہم اہلسنت کا ضروریات دین میں
ہو تاویلی خلاف کے ساتھ یا مسائل اجماعیہ فرعیہ میں مخالف ہو پس اسکو گمراہ و بدعتی و مبتدع و ضال و مضل
کہتے ہیں۔ اسی لئے ان کی اقتداء ناجائز اور حرام ہے۔ نقل از توضیح العقائد فقط۔

مسئلہ:۔ آئمہ اربعہ بحیثیت اتحادی عقاید ایک ہیں صرف ان کا چار ہونا بوجہ اختلاف مسائل فرعیہ تعہیہ جہادیہ میں ہے ورنہ ایک ہی ہیں اس لئے ان چاروں کو اہلسنت کہا جاتا ہے اور ایسے اختلاف میں کچھ حرج نہیں اور یہ اختلاف رحمت ہے یہ تو اصحابوں میں بھی چلا آیا۔ فقط۔

سوال:۔ طریقہ نماز تسبیح اور فضائل اسکے کیا ہیں۔

جواب:۔ نماز تسبیح چار رکعت بایں طور پڑھنی چاہییں کہ بعد قرأت ہر رکعت میں پندرہ بار یہ کلمات پڑھیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر رکوع میں دس بار پھر قومہ میں دس بار پھر سجدہ میں دس بار پھر جلسہ میں دس بار پھر دوسرے سجدہ میں دس بار۔ پھر دوسرے سجدے کے بعد دس بار اسی طرح ہر رکعت میں پچھتر بار یہ کلمات طیبہ پڑھے اور ان ہر چار رکعتوں میں بعد الحمد شریف مسبحات سورتیں پڑھے۔ اگر یہ نہ آئیں تو سورہ الہٰکم التکاثر و سورہ عصر و سورہ قل یا ایہا الکٰفرون و سورہ اخلاص پڑھیں اور یہ نماز اول تو روز پڑھیں ورنہ بروز جمعہ قبل از نماز زوال و نماز جمعہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صرف ایک ماہ میں ایکبار ورنہ سال میں ایکبار اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساری عمر میں ایک بار پڑھ لے۔ اور اسکی عظمت و برکت سے اللہ تعالے اسکے تمام گناہ صغیرہ و کبیرہ جو اس سے عمداً یا سہواً و سراً و علانیہ سرزد ہوئے ہونگے معاف کئے جائیں گے۔ اور یہ نماز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ کو فرمائی تھی۔ نقل از مشکوٰۃ۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کا نام اسمائے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رکھے تو اس میں کیا فضیلت ہے

جواب:۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ جس کے نام میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آئے گا اللہ تعالے اسکو بحرمت اس نام پاک کے جنت میں داخل کر دے گا۔ چنانچہ ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ امت آپ کی سے دو شخص حساب کے لئے پیش ہونگے اور اللہ تعالے انکو جنت میں داخل ہونے کا حکم دے گا وہ عرض کریں گے کہ اے مالک ہم تو اپنا ایسا کوئی عمل نہیں دیکھتے جسکے باعث ہم اس مراتب کو پہنچے۔ حکم ہوگا کہ میں نے اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے کہ جس نام میں اسم محمد یا احمد ہوگا ہم اسکو جنت میں داخل کریں گے۔ اخرج عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوقف عبدان بین یدی اللہ تعالیٰ عنہ فیومر بہما الی الجنۃ فیقولون ربنا بما ستحلنا الجنۃ ولم نعمل عملاً تجازینا بہ الجنۃ فیقول اللہ تعالیٰ دخلا الجنۃ قال الیت علیٰ نفسی ان لا

یدخل النار من اسمہ احمد ولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نقل از انوار محمدیہ من مواہب صفحہ ۱۰۲ اور
ایک حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قسم ہے مجھے اپنی ذات کی
جس نام میں اے حبیب تیرا نام ہوگا اسکو جہنم میں ہرگز نہ بھیجوں گا قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم
قَالَ اللہُ تعالیٰ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اُعَذِّبُ اَحَدًا تَسَمّٰی بِاِسْمِکَ فِی النَّارِ۔ رواہ ابونعیم عن نبیط
ابن شریط نقل از دلائل النبوت اور کتاب دیلمی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جس دسترخوان
پر وہ شخص حاضر ہو کہ جسکے نام میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اللہ تعالیٰ اس خوان میں برکت کر دیتا ہے۔

عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال مامن مائدۃ وُضِعَتْ فَحَضَرَ عَلَیْھَا اسمہ احمد
او محمد اِلَّا قَدَّسَ اللہُ ذٰلِکَ الْمَنْزِلَ کُلَّ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس شخص کے تین لڑکے
ہوں اور اسنے ایک کا نام بھی میرے نام پر نہ رکھا ہو تو اسنے سخت بے وقوفی کی قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من کان لہ ثلاثۃ من الولد ولم یسم احدھم محمد فقد جھل اور حضرت امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے نام کا کوئی شخص ہوگا اس گھر میں نہایت
برکت ہوگی۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی اسم اعظم ہے اسکی عزت
عند اللہ بڑی ہے۔ اور اس نام کی عزت کرنے والا بروز حشر صاحب عزت ہوگا۔ اور اس نام والا شخص عند اللہ
ضرور عزت پائے گا۔ فقط۔

خادم شریعت نظام الدین حنفی سروری عفا اللہ عنہ

سوال: کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے درود شریف کو دور سے بھی سن لیتے ہیں۔

جواب: بیشک سن لیتے ہیں۔ آپ کی ذات کے لیئے یہ کوئی محال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث
سے ظاہر ہوتا ہے اخرج الطبرانی عن اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا
الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یومَ الجمعۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْھُوْدٌ تشھدہ الملٰئکۃ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ
حَیْثُ کَانَ قلنا وبعد وفاتک قَالَ وَبعد وفاتی ان اللہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ
الْاَنْبِیَاءِ۔ نقل انجواہر المنظم مصری ص۲۵ یعنی حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بروز جمعہ مجھ پر کثرت سے صلوٰۃ پڑھا کرو کیونکہ وہ دن ایسا ہے کہ اسدن فرشتے
ہر جگہ ہر کونہ میں حاضر رہتے ہیں تو اسکی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ ہم نے کہا بعد وفات کے بھی ہماری آواز آپکو
پہنچے گی آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں وہاں کو نہیں کھاتی۔

اور فتاوے عبدالحی جلد دوم سطر ۹۷ میں نیز بایں طور لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ ان دنوں چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا اسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ ان دنوں آپ چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا الخ من عینہ اور دلائل الخیرات میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص محبت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود حاضر ہو کر اسکو سنتا ہوں۔

اور ایک حدیث صحیح میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جب میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے تو میں اسکی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے الحدیث یعنی اس میں اللہ تعالےٰ ایسی طاقت ڈال دیتا ہے کہ نزدیک و دور کی چیزیں برابر دیکھائی و سنائی دیتی ہیں اور انسان کامل الکمل کا وجود کثافت کو چھوڑ کر لطافت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس پر قصہ تخت بلقیس و سلمان فارسی و حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نعلین کا آواز آسمان سے سننا شاہد ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا آپ کی ذات بابرکات نے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتہ ایسا پیدا کیا ہوا ہے جسکو تمام جہان کی آوازیں سننے کی قوت عطا کی ہے اور وہ میری قبر پر قیامت تک کھڑا رہے گا۔ اسکا کام یہ ہے کہ جب کوئی مجھ پر درود بھیجے تو وہ بعینہ اسکی زبان کے الفاظ مع اسکے نام اور ولدیت و سکونت کے میرے پیش کرے۔ الحدیث نقل از کتاب الصلوٰۃ علی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرجہ ابوبکر بن عاصم و علامہ حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کتاب حیوۃ الانبیاء ص۲ وغیرہ پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور و نزدیک سے سننا کوئی مشکل امر نہیں اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے۔ فقط واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

فقط خادم شریعت عفا عنہ

سوال:۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات جاودانی پر کیا دلائل ہیں۔

جواب:۔ انکے حیات ہونے پر بے شمار دلائل کتب حدیث میں موجود ہیں اور اس مسئلہ حیات الانبیاء پر کئی کتابیں مستقل شائع ہو چکی ہیں لیکن خادم شریعت بھی مختصر طور پر برائے افادہ مناظرین اور

خاص وعام برادران اسلام کے لکھدیتا ہے وہو ہذا عن فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لما وضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ نظرت وجھہ آخر رؤیتہ اذا رأیت شفتیہ یتحرک فادنیت اذنی عندھا فسمعت وھو یقول اللھم اغفر لامتی فاخبرت کلھم بھذا فتعجبوا بشفقتہ علی امتہ اخرجہ ابو نعیم یعنی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لحد میں رکھا گیا تو میرے جی میں خیال آیا کہ میں آپ کی ذات کا آخری دیدار تو کر لوں میں نے نیچے اتر کر آپ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے دونوں لب مبارک ہلتے ہیں اور میں نے کان لگایا اور سنا فرماتے ہیں کہ اے میرے مالک میری امت کو بخش دے اور میں نے سب کو کہا دیکھو دیکھو اور سب نے سنا اور تعجب کیا کہ سبحان اللہ اسوقت بھی شفقت امت پر فرما کر غمخواری فرمارہے ہیں۔ نقل از کتاب بے مثل بشر صفحہ ۱۴۷۔

اور جوہر منظم میں ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے تین دن دفن ہونے کے بعد ایک اعرابی آپ کے مزار اقدس کے بجانب پاؤں مبارک اپنے آپ کو گرا کر سر مٹی پر ڈالتا ہوا کہتا کہ بیشک آپ نے احکام الٰہی ہم پر پہنچا دیئے ہم نے سنے اور مانے اور یہ آیت پڑھتا ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اور میں گنہگار ہوں اور آپ کے وسیلہ سے معافی گناہ کا خواستگار ہوں اور آپ کے دربار پر حاضر ہوا ہوں پس حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر مبارک سے آواز آئی کہ بےفکر ہو جا اللہ تعالےٰ نے تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اور ابو نعیم مالک بن دینار و انس بن مالک کے ذریعہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ میرا مرنا اور جینا تمہارے لئے بہتر ہے یہ حکم سن کر صحابی خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا یہ کیونکر ہے آپ نے فرمایا کہ جینا اس لئے میرا تمہارے لئے بہتر ہے کہ جب وحی آتی ہے تو تمہیں نفع و نقصان تمہارے کی سب خبریں سنادی جاتی ہیں۔ اور میرا مرنا اسلئے بہتر ہے کہ تمہارے سب اعمالنامے تمہارے، کو پیش ہوا کریں گے تو میں تمہارے لئے بخشش کی دعائیں مانگوں گا جیساکہ حدیث ذیل سے مستفاد ہوتا ہے۔

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیاتی خیر لکم ثلاث مرات ومماتی خیر لکم ثلاث مرات فسکت القوم فقال عمر ابن الخطاب بابی انت وامی کیف یکون

هٰذا قال حیاتی خیرٌ لکم ینزل علیّ الوحی من السماء فاُخبرکم بما یحل وبما یحرم لکم وموتی خیرٌ لکم تعرض علیّ اعمالکم کل خمیس فما کان من حسنٍ حمدت الله عزوجل علیه وما کان من ذنبٍ استوهبت لکم ذنوبکم الحدیث :-

۱ :- وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ غائباً ابلغته رواه البیهقی (نقل از مشکوٰة)

۲ :- عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لله ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔ نقل از مشکوٰة۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من احد یسلم الّا ردّ الله روحی حتّٰی اردّ علیه السلام رواہ ابوداؤد مشکوٰة فصل (۲) خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ نہیں سلام بھیجتا مجھ پر کوئی مگر میرا روح اللہ تعالیٰ واپس لاتا ہے تاکہ سلام کا جواب دوں۔

وصلّوا علیّ فانّ صلوٰتکم تبلغنی حیث کنتم رواه النسائی ومشکوٰة باب صلوٰة النبی۔ اور درود بھیجو مجھ پر تمہارا درود مجھ پر پہنچایا جاتا ہے جہاں سے بھیجو۔

عن[۳] اوس بن اوس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انّ من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض روحه وفیه النفخة وفیه الصعقة فاکثروا علیّ من الصلوٰة

---

[۱] :- اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص درود بھیجے مجھ پر نزدیک قبر میری کے سنتا ہوں میں انکو اور جو شخص درود بھیجے دور سے مجھے پہنچایا جاتا ہے روایت کی اسکی بیہقی نے۔

[۲] انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق واسطے اللہ کے فرشتے سیاحین زمین میں ہیں جو میری امت کا سلام مجھ پر پہنچاتے ہیں۔

[۳] (ترجمہ) اوس بن اوس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق فضیلت والے دنوں سے دن جمعہ کا ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن ان کا روح قبض کیا گیا اور اسی دن میں نفخہ ہے اور اسی میں صعقہ ہے پس مجھ پر زیادہ درود شریف اس روز پڑھا کرو تحقیق تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حالانکہ آپ کی ہڈیاں جھکیاں ہوگئی ہوں گی۔ فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے حرام کئے زمین پر نبیوں کے جسم الخ نقل از مشکوٰة باب الکرامات ۲ فصل یعنی سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب ہوا واقعہ حرہ کا نہیں اذان دی گئی حضور کی مسجد

باقی اگلے صفحہ پر

فیه فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ رواہ ابوداؤد والنسائی ومشکوٰۃ باب الجمعة فصل (۲)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتّٰی الْقَذَاةُ یُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ رواہ الترمذی وابوداؤد نقل از مشکوٰۃ باب مساجد فصل ۲۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ لَمَّا کَانَ اَیَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ یُؤَذَّنْ فِیْ مَسْجِدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا وَلَمْ یُقَمْ وَلَمْ یَبْرَحْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ المسجد وَکَانَ لَا یَعْرِفُ وقت الصَّلٰوۃِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ یَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مزار شریف میں بجسد عنصری زندہ ہیں اور ہمارے اقوال و افعال کو خوب جانتے ہیں اور ہمارے اعمالناموں کو مطالع فرماتے ہیں اور ہماری بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رات معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور افسوس منکرین فرقہ نجدیہ طاغیہ پر کہ وہ ان دلائل قاطع سے روگردانی کر کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ تو مر کر مٹی بل گئے نعوذ باللہ حالانکہ قرآن مجید ان کے غلاموں کی نسبت یہ شہادت دے رہا ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ گنو اور نہ زبان سے ان کے حق میں مردے کا لفظ استعمال کرو وہ تو میرے نزدیک روزی کھاتے اور خوشی مناتے ہیں لیکن تم ان کی حیاتی کی کیفیت و حقیقت سے بالکل بے بہرہ ہو اور تمہیں شعور و ادراک نہیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ اور جو راہ خدا میں مارے گئے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں خبر نہیں۔

نیز ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ

پچھلے صفحہ سے آگے حاشیہ ۱۔ میں تین روز تک نہ ہی تکبیر کہی گئی اور نہ ہی مسجد سے باہر نکلے سعید بن مسیب مسجد سے اور نہ پہچانتے نماز کے وقت کو مگر بسبب خفی آواز کے سنتے تھے حجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آذان نبی علیہ السلام کی۔

فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

سیپارہ چہارم سورۃ آل عمران یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ اپنے رب کے پاس وہ زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد از چالیس روز اپنی قبروں میں مکلف کئے جاتے ہیں اور قیامت تک نمازیں پڑھتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ وَلٰكِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی زندگانی سے انکار کرنا محض جہالت و گمراہی ہے فقط۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی سروری عفی عنہ

سوال : انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم سے وسیلہ بوقت مصیبت پکڑ لینا کیسا ہے اور اسکا ثبوت کیا ہے۔

جواب :۔ وسیلہ پکڑنے سے اللہ تعالیٰ مرادیں پوری کر دیتا ہے اور یہ سنت آدم علیہ السلام کی ہے جو کہ قیامت تک اولاد آدم علیہ السلام میں جاری ہے اور جاری رہے گی اور اسکا مختصر ثبوت ذیل میں درج ہے۔

ع۱: جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو عرض کی کہ خداوندا بحق حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میرے گناہ کو معاف فرما دیجئے۔ حکم ہوا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا۔ کیونکہ میں نے تو ابھی ان کو ظاہر بھی نہیں کیا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تو میں نے عرش کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو لکھا پایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور سب خلق سے افضل ہے کہ جس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے تو حکم ہوا صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ

لہ: سچ کہا تو نے اے آدم پس تحقیق بخشا میں نے تجھکو اور اگر محمد نہ ہوتے نہ پیدا کرتے ہم تجھکو اور وہ آخر الانبیاء ہیں۔

فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ وَهُوَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ ۔ نقل از مجمع طبرانی صغیر ص۲۰۷ و حاکم عن عمر بن الخطاب ۔

حدیث ۲ :۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج من بیتہ الی الصلوٰۃ فقال اللّٰهُمَّ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَاَسْاَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ الحدیث رواہ ابن ماجہ ص۵۶ ۔

حدیث ۳ :۔ وَمَنْ كَانَ لَهُ ضَرُوْرَةٌ فَلْيَتَوَضَّأْ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوْا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ لِتُقْضٰى نقل از حصن حصین ص۱۳۵ و کنز العمال ص۱۹۲ و نسائی و ترمذی باب جامع الدعوات وشفا قاضی عیاض ص۲۴۳ جلد اول بروایت عثمان بن حنیف ۔

حدیث ۴ :۔ عن عائشۃ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ نقل از تاریخ بخاری صغیر ص۱۹۳ ۔

حدیث ۵ :۔ عن عبد الرحمٰن بن سعد قال خدرت رجلہ فقال لہ اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمداہ فانتشرت ۔ نقل از ادب المفرد امام بخاری ص۱۴۲ و شفا قاضی عیاض و حصن حصین مترجم ص۱۲۲ و خلاصۃ الوفاء ۔

ص۲ :۔ حدیث کا ترجمہ :۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص نکلے اپنے گھر سے طرف نماز کی اور کہے اے خدا مانگتا ہوں میں تجھ سے حق سائلین کے تجھ پر اور سوال کرتا ہوں ساتھ حق چلنے میرے کے ۔ روایت کیا ابن ماجہ نے ۔

ص۳ :۔ جس کسی کو ضرورت پڑے پس اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا مانگے ۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف تیرے نبی کی جنکا نام پاک محمد ہے جو نبی رحمت ہیں ۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی طرف متوجہ ہوں ساتھ آپ کے ۔ طرف رب اپنے کی میری حاجت میں تاکہ میری حاجت پوری ہو ۔

ص۴ :۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے طلب کرو نیکی خوبصورت چہروں سے ۔ ص۵ :۔ عبد الرحمٰن بن سعد سے روایت ہے کہ ان کا پاؤں سوگیا ان سے کہا گیا کہ بہت پیارے آدمی کو یاد کرو یہ تکلیف تیری دور ہو گی پس فریاد کی یا محمداہ پس اسکے پاؤں کا خدر جاتا رہا ۔

حدیث ۶ : عَنْ اَبِی الجوزاء قحط اہل المدینۃ قحطاً شدیداً فشکوا الی عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا فقالت انظروا الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا منہ کُویً الی السماء سقف ففعلوا فمطروا مطراً حتی نبت العشب - نقل از مشکوٰۃ باب الکرامات فصل ۳ ص۵۴۵ مطبوعہ گلزار محمدی۔

حدیث ۷ : عن انس بن مالک ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کان اذا قحطوا استسقٰی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ و سلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون: نقل از بخاری سیپارہ ۴ ابواب الاستسقاء باب سوال للناس الامام۔

پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام و اولیائے عظام سے بوقت مصیبت استغاثہ کرنا جائز و درست ہے چاہے وہ اس عالم میں ہوں یا برزخ میں ہوں۔ چاہے حاضر ہوں یا غائب قریب ہوں یا بعید۔ چنانچہ خود غیر مقلدین کے پیشوا مولوی وحید الزمان و صدیق حسن خاں بایں طور تحریر کرتے ہیں۔ انما الدعاء لغوی بمعنی النداء فیجوز لغیر اللہ سواء کان حیاً او میتاً وثبت فی حدیث الاعمی یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی الحدیث وفی حدیث آخر یا عباد اللہ اعینونی (کتاب ھدیۃ المھدی ص۲۳ مولفہ وحید الزمان

مالی وراءک مستغاث فارحمنی یا رحمۃ للعالمین انلی بکائی

نقل از قصیدہ عنبریہ۔ یعنی میرے لئے حضور کے سوا کوئی فریاد رس نہیں اے رحمۃ للعالمین میرے رونے

ترجمہ حدیث ۶ :۔ ابی الجوزاء سے روایت ہے مدینہ شریف میں سخت قحط پڑا (حضور علیہ السلام کے انتقال کے بعد) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی گئی آپ نے حضور علیہ السلام کی قبر کی طرف اشارہ کیا پس لوگوں نے حجرہ مبارک سے ایک دریچہ آسمان کی طرف کھولا تاکہ حضور علیہ السلام کی قبر اور آسمان میں کوئی چیز حائل نہ ہو پس کیا گیا پھر اتنی بارش ہوئی کہ بہت سا گھاس اگا اور سوکال ہوگیا۔ والسلام ۱۲۔

ترجمہ حدیث ۷ :۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے جب قحط زدہ ہوتے طلب بارش کی کرتے ساتھ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پس کہتے اے خدا ہم توسل پکڑتے تھے طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس پلاتا تھا ہمکو اور ہم وسیلہ پکڑتے ہیں طرف تیری ساتھ چچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ پس بارش بھیج ہمپر۔ پس پلائے جاتے ۱۲۔

حتی اذا ذکرت بفضلہ ونبی الشفاء

رحم فرمایئے ۔ اور مولوی اشرفعلی تھانوی حکیم الامت دیوبندیہ کتاب نشر الطیب صفحہ ۱۹۶ میں یوں لکھا ہے
یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ　　اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِیْ
اور کتاب فتوح الشام مترجم صفحہ ۲۸۸ جلد ۲ میں بایں طور مسطور ہے کہ بکثرت اصحابہ رضوان اللہ علیہم بمقابلہ کفار بوقت مصائب بایں الفاظ استغاثہ کیا یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل یا معاشر المسلمین اثبتوا انما ھی الساعۃ اور کتب نحو میں ہے کہ یا حرف ندا کا ہے قریب و بعید کے لئے بولا جاتا ہے چنانچہ کافیہ و شرح ملا جامی میں ہے وَیَا فَھِیَ لِنِدَاءِ الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ اور نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غائبین عوام الناس کو جو کہ وہاں موجود نہ تھے اور جنکا عالم دنیا میں اب تک نام و نشان بھی نظر نہیں آتا تھا مقام بلندی پر کھڑے ہوکر ان کو آواز دی اور پکارا چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ سورۂ حج۔ باقی مفصل ذکر اسکا با دلائل کتاب ہذا کی پہلی جلدوں میں ملاحظہ فرمائیں فقط۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفا عنہ ولمن سعیٰ۔

سوال:۔ شرک کی کیا تعریف ہے۔

جواب:۔ شرک وہ چیز ہے جسکو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نے اپنی توحید ظاہر کرتے ہوئے اپنے ما سواء سے ہر صفت میں باطل کر ڈالا۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ یعنی یَجْعَلُ مَعَہٗ شریکاً غیرہٗ یعنی اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک بنانا اور عقائد نسفی صـ۱۱ مطبوعہ یوسفی میں ہے الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ یعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام یعنی شرک ثابت کرنا ہے شریک کا الوہیت میں بمعنی وجوب الوجود میں جیسا مجوسی کرتے ہیں یا بمعنی استحقاق عبادت میں جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں کذا فی شرح فقہ اکبر۔ اور حضرت شیخ المشائخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمت شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت۔ نقل از اشعۃ اللمعات جلد اول۔ اور اسکا خلاصہ علامہ زماں سید محمد نعیم الدین مرادآبادی صاحب مدظلہ العالی کتاب اطیب البیان صفحہ ۱۹ میں بایں طور ارقام فرماتے ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے دوسرا یہ کہ کسی اور کو اسکے سوا حقیقتاً خالق جانے یا کہے۔ تیسرا عبادت میں کہ غیر...

خدا کی عبادت کرے یا اسکو مستحق عبادت سمجھے۔ ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات کمالات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالےٰ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں فقط وہی عبادت کا مستحق ہے تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اسکی ذات میں غنی بالذات ماننے یا مستحق عبادت ٹھہرائے وہ مشرک ہے تو جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو قدیم یعنے اسکو اپنی ذات میں غیر سے بے نیاز ماننے وہ مشرک ہے جیسے ہمارے ملک کے آریہ جو اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور ان کی ذات کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں مشرک ہیں اسی طرح اگر کوئی کسی کے کمالات کو ذاتی ماننے اور اس کمال میں اسکو دوسرے سے غنی اور بے نیاز سمجھے تو مشرک ہے خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت یا حیات یا سمیع یا بصیر جیسے ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات کو کواکب کے تاثیرات سے ہیں اور کواکب ان تاثیرات میں غنی بالذات ہیں کسی کے محتاج نہیں۔ یہ عقیدہ بھی شرک ہے اور ایسے اعتقاد والے مشرک ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی دوسرے کی عبادت کرے جسکو ہندی میں پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں وہ بھی مشرک ہے جیسے بت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پرستش کا مستحق سمجھتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے کمالات اسکے بندوں کے لئے ثابت کرتے ہیں اور کمالات کو عطائی جانتے ہیں وہ مشرک من عندہٖ الخ پس اس عبارت سے ثابت ہوا کہ غیر خداوند کریم کو مجازاً خالق و مالک و سمیع و بصیر و معطی وغیرہ الفاظ سے یاد کرنا شرک نہیں چنانچہ ان امور پر خود قرآن مجید شاہد ہے فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔ وَاِنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ۔ وَ‌ذٰهِبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ وَرِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ فقط فتدبر۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ

سوال:۔ بدعت کسکو کہتے ہیں۔

جواب:۔ بدعت وہ چیز ہے جسکی شرع شریف میں اصل کنایۃً واشارۃً و ظاہرًا و باطنًا بھی نہ ملتی ہو چنانچہ علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔ المراد به ما احدث وليس له اصل في الشرع وسمى به في عرف الشرع بدعة وما كان له اصل يدل عليه الشرع فليس ببدعة یعنی شرع میں بدعت اسکو کہتے ہیں جو چیز نئی نکلی ہو اور اسکے واسطے کوئی اصل شرع میں نہ پائی جاوے اگر اس چیز نئی پر اصل شرعی دلالت کرے اسکو بدعت نہیں کہتے۔

یعنی اسکو بدعت سیئہ نہیں کہتے اور علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایہ میں لکھا ہے کہ بدعت دو قسم پر ہے البدعۃ بدعتان بدعۃ ھدی وبدعۃ ضلالۃ الخ یعنی بدعت دو قسم پر ہے بدعت سیئہ و بدعت حسنہ۔ بدعت سیئہ وہ ہے جو خلاف ہو حکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ایسے کرنے میں بہت برائی ہے اور بدعت حسنہ وہ ہے جو عموماً تحت حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصاً ہو۔ اور امور بدعت حسنہ کے ہونے پر یہ دلیل شاہد ہے مَارَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ و ماراٰہ المومنون قبیحا فھو عند اللہ قبیح نقل از موطا امام محمد از روایت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما۔ یعنی جو چیز مسلمانوں کے نزدیک نیک ہوگی وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہوگی اور جو چیز مسلمانوں کے نزدیک بری ہوگی وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بری ہوگی اور علاوہ اسکے حدیث نعم البدعۃ بھی اس پر شاہد ہے۔ اور شرح طریقہ محمدیہ و صاحب در المختار نے لکھا ہے کہ کبھی بدعت واجب کبھی مندوب کبھی مباح کبھی حرام کبھی مکروہ کا حکم رکھتی ہے۔ واجب جیسے گمراہ فرقوں کے رد کے لئے دلائل قائم کرنے اور علم صرف و نحو تعظیم و تکریم و معنے صحیح قرآن و حدیث حاصل کرنے کے لئے سیکھنا۔ اور مندوب جیسے مسافر خانہ و مدرسہ بنانا وغیرہ کار خیر ہیں۔ اور مباح جیسے گونا گوں کھانے پکا کر کھانے اور حرام جیسے بد مذہب ہونا اور بد مذہبی ایجاد کرنا اور مکروہ جیسے قرآن مجید کو زرین اور مساجد پر نقش و نگار کرنا مباح ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ باقی مفصل ذکر اسکا سلطان الفقہ جلد اول میں ملاحظہ کریں اور علاوہ اسکے تمام مسلمانوں کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ دیکھو شرح حموی و مسلم الثبوت دلہ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ ولقولہ تعالیٰ ھوالذی خلقکم ما فی الارض جمیعًا پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ ہر بدعت کو گمراہی کہنا اچھا نہیں۔ اور یہ محض فرقہ ضالہ وہابیہ کی نئی شریعت بنانا ہے جو قرآن مجید و حدیث شریف کے خلاف ہے۔ فقط

خادم شریعت عفی عنہ

سوال:۔ وہابی کہتے ہیں کہ جو کام قرون ثلثہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے۔

جواب:۔ یہ کہنا ان کا بالکل غلط ہے۔ ہاں اگر وہ ٹھیک کہتے ہیں تو قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے ذیل کے سوالوں کا جواب دیں ورنہ اس عقیدہ سے توبہ کریں۔

۱: علم صرف و نحو کا اس صورت میں پڑھنا پڑھانا ۲: قرآن مجید پر زیر و زبر حرکات و سکنات وغیرہ

اشیاء سے مزین کرنا ۳؎ علمائے دین کو امامت کے لئے تنخواہ پر رکھنا ۴؎ اخبار دل کو چندہ دے کر جاری کرانا اور اسکی آمدنی کو جائز سمجھنا ۵؎ سال بسال جلسہ کانفرنس وغیرہ مقرر کرنا ۶؎ معیار حدیث ضعیف صحیح و مرسل و منقطع ناسخ و منسوخ وغیرہ کا مقرر کرنا پس ناظرین یاد رکھیں بدعت وہ چیز ہے جو خلاف قرآن مجید و حدیث شریف و اجماع و اقوال صحابہ و آئمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ کے ہو اور جسکا اصل شرع شریف میں نہ ہو۔ دیکھو تنبیہ المفترین وغیرہ فقط۔

خادم شریعت نظام الدین عفاعنہ

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مجلس گیارہویں و مجلس میلاد شریف کو چراغوں اور خوشبودار چیزوں وغیرہ سے سجاوٹ دینا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

سائل سید غیاث الدین از سورت

الجواب:۔ یہ تمام امور شرعاً مستحسن و مباح ہیں لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام مَارَاٰہُ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن اس پر شاہد ہے اور علاوہ اسکے یہ امور تحت قواعد احناف کے ہیں ولہ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ یعنی جب تک صریح و قطعی دلیل حرمت اشیاء پر وارد نہ ہوگی اصل اشیاء میں حکم اباحت کا دیگا اور قاعدہ علمائے دین کا اس بات پر ہے کہ کار خیر میں اسراف نہیں ہوتا۔ اذ لا اسراف فی الخیرات ولا خیر فی الاسراف اور تفسیر روح البیان میں تحت آیت کریمہ وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ چراغھا جمع مصباح وھو السراج واذا جعل اللہ الکواکب زینۃ السماء التی ھی سقف الدنیا فلیجعل العباد المصابیح والقنادیل سقوف المساجد والجوامع ولا اسراف فی الخیرات یعنی مصابیح ساتھ چراغوں کے جمع مصباح کی ہے وہ چراغ ہے اور جب کہ کیا اللہ تعالے نے ستاروں کو زینت آسمانوں کی اور آسمان دنیا کی چھت ہے تو بندوں کو لائق ہے کہ مسجدوں اور جامع مسجدوں کی چھتوں کو چراغوں اور قندیلوں اور فانوسوں سے زینت دیا کریں اور اسی تفسیر روح البیان میں ذیل آیت اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ کے بایں طور مسطور ہے وکذا القباء القنادیل والسمع عند قبور الانبیاء والصلحاء من باب التعظیم والا جلول الیضا للاولیاء فالمقصد فیھا مقصد حسن ونذر الزیت والشمع للاولیاء یوقد عند قبورھم تعظیما لھم ومحبۃ فیھم جائز الیضا لا لہ لا ینبغی النہی عنہ الخ ھکذا فی مجمع البحار وشرح طریقہ محمدیہ حدیقۃ الندیہ

وفتاویٰ ذوالفقار حیدریہ ص۱۱۱ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وگیارہویں شریف وعرس بزرگان دین وقبور صالحین ومسجدوں میں برائے تعظیم شعائر اللہ وجلالت وزائرین کی خوشنودی وفرحت وفائدہ عوام الناس کے لئے چراغاں روشن کرنے اور گوناں گوں فرش فراش بچھانے میں کوئی خوف نہیں بلکہ یہ مستحسن اور مباح ہیں اور جن علماء نے اس سے انکار کیا ہے وہ عقیدۃً معتزلی وفروعی مسائل میں حنفی تھے۔ اور جو حدیث اسکی منع پر دال ہے وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابو صالح ہے جو مدلس اور ضعیف وو بامی وسماع ٹھیک نہیں رکھتا دیکھو میزان وتقریب وشرح ابوداؤد وتہذیب اور علاوہ اسکے جو حدیث اسکی ممانعت پر وارد ہے وہ محمول ہے اسراف وبیفائدہ مال وضائع کرنے پر شاہد ہے۔ چنانچہ کتاب مجمع البحار سے علامہ عبدالنبی صاحب فاضل اجل اپنی کتاب ذوالفقار صفحہ ۱۱۳ میں بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں والسرج جمع سراج وفهي عن السراج لانه تضييع مال بلا نفع وان كان ثم مسجد او غيره لا ينتفع فيه للتلاوة والذكر فلا باس بالسراج فيه هكذا في اشعة اللمعات فقط۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سہروردی عفا عنہ

سوال: مجلس میلاد شریف میں بوقت سلام کے کھڑے ہونا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: مجلس میلاد میں بوقت صلوٰۃ وسلام قیام کرنا مستحب ومستحسن ہے اور ایک صورت میں واجب بھی ہے چنانچہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ وہو ہذا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا سورۃ فتح۔ یعنی بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر ناظر خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو۔

پس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم وتوقیر ہر مسلمان پر ہر حال میں واجب ہے۔ چنانچہ کتاب مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۴۱۲ میں طور سے ہے ولا شك ان حرمته صلى الله عليه وآله وسلم وتعظيمه وتوقيره بعد مماته وعند ذكره وذكر حديثه وسماع اسمه وسيرته كما كان في حياته۔ یعنی اور اسمیں شک نہیں کہ تحقیق عزت وتعظیم وتوقیر بعد انتقال آپ کے اور بوقت ذکر آپ کے اور بوقت بیان کرنے حدیث وبوقت سننے

نام مبارک وخصائل آپ کے واجب ہے جیسا کہ تعظیم وتوقیر آپ کی حیاتی میں ہر مسلمان پر واجب تھی ویسا ہی اب ہے۔ کذا فی شرح برزخ ص۲۹ عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم القیام واجب لما انہ تحضر روحانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب ہدیۃ الحرمین ص۲۱ میں بایں طور لکھا ہے وَأَمَّا القیامُ ولادۃِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قراۃ المولود الشریف تعظیماً لہ امرا شک فی استحسانہ واستحبابہ وندبہ کما قال الامام البرزنجی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف وھکذا فی مولد البرزنجی مترجم ص۱۷ اور ایسا ہی در السنیہ مصری شیخ الاسلام سید احمد زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے ارقام فرمایا ہے من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادتہ وقراۃ المولود والقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واطعام الطعام وغیر ذلک مما یعتاد الناس فعلہ من البر فان ذلک کلہ من تعظیمہٖ صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور غنیۃ الطالبین مترجم میں بایں طور مسطور ہے وَیُسْتَحَبُّ القیامُ للامام العادل والوالدین واھل الدین والورع واکرام الناس واھل ذلک قوموا الی سید کم اور علاوہ ان دلائل کے قرآن مجید سورہ مجادلہ میں بایں طور ارشاد ہے لقولہ تعالیٰ یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ یعنی اے ایمان والو جس وقت کہ کہا جاوے واسطے تمہارے کشادگی کرو بیچ مجلسوں کے پس کشادہ کرو کشادہ کرے گا اللہ واسطے تمہارے، اور جس وقت کہا جاوے اٹھ کھڑے ہو پس اٹھ کھڑے ہو بلند کرے گا اللہ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں علم درجے۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ قیام ولادت نبی علیہ السلام جائز اور مستحسن ہے اور اپنے مبلغ کا حکم بجالانا ثابت واظہر من الشمس ہے۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی سروری حنفی قادری

نقل بعینہا استفتاء معہ جواب اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ بریلی شریف

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین زید کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام حاضر وناظر ہیں تمام احوال امت پر، عمرو کہتا ہے کہ اسکا قائل کافر ہے ان میں سے کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب عزوجل فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا۔ اے نبی ہم نے بھیجا تم کو شاہد اور بشارت دینے والا ڈر سنانے والا۔ اور فرماتا ہے فَكَیۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیۡدًا۔ کیسا دن ہوگا جب ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ لاویں گے اور تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لاویں گے۔ شاہد شہود سے ہے اور شہود حضور ہے۔ شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت ہے۔ تو وہ بیشک شاہد ہیں۔ بیشک حاضر ہیں بیشک ناظر ہیں۔ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ طبرانی معجم کبیر میں اور نعیم بن حماد کتاب الفتن میں اور ابو نعیم دلائل میں عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِیَ الدُّنۡیَا فَاَنَا اَنۡظُرُ اِلَیۡهَا وَاِلٰی مَا هُوَ كَائِنٌ فِیۡهَا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیَامَةِ كَاَنَّمَا اَنۡظُرُ اِلٰی كَفِّیۡ هٰذِهٖ جِلۡیَانًا مِّنَ اللّٰهِ جَلَّاهُ لِیۡ كَمَا جَلَّاهُ النَّبِیِّیۡنَ مِنۡ قَبۡلِیۡ۔ بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں دیکھ رہا ہوں دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ اللہ کی طرف سے روشنی ہے جو اس نے میرے لئے کی ہے جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے کی تھی۔ رب عزوجل فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ مَلَكُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلِیَكُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ۔ اور ایسے ہی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھاتے ہیں اپنی ساری بادشاہی آسمان و زمین کی۔ تو جس چیز کو اللہ کی سلطنت سے خارج مانئے وہی ابراہیم علیہ السلام سے غائب ہے۔ لیکن کوئی چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سلطنت سے خارج نہیں ہو سکتی۔ تو آسمانوں اور زمینوں میں کوئی چیز ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ سے غائب نہیں۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں رب عزوجل نے اَرَیۡنَا نہ فرمایا کہ انقطاع کا وہم دے بلکہ نُرِیۡ فرمایا کہ تجدد و لنا پر دال ہو تاویل کی گنجائش بہت ہوتی ہے۔ ظاہر لفظ رسول کریم کا اس كَذٰلِكَ کا مشار الیہ بتایا جائے۔ ہم ایسے ہی دکھاتے ہیں ابراہیم کو ایسے کیا معنے؟ وہ دوسرا کون ہے جس کے دکھانے سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ کہ جیسے انہیں دکھائے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے ال ہم سے سنو وہ مشبہ بہ وہ اصل الاصول کمالات وہ منبع بحار و انہار مرجع اضواء و انوار کون ہیں؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے صدقے میں اہل کمال نے کمال پایا۔ تمام فضائل انبیاء و کمالات انبیاء انہی کے فضائل کا پرتو ہے۔ امام اجل سیدی ابو محمد بوصیری قدس سرہٗ قصیدہ مبارکہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا　　فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا　　يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

حَتّٰى اِذَا طَلَعَتْ فِي الْكَوْنِ عَمَّ هُدَا　　هَا الْعٰلَمِيْنَ وَاَحْيَتْ سَائِرَ الْاُمَمِ

عزت والے رسول جتنی نشانیاں لائے۔ وہ حضور ہی کے نور مقدس سے انکو ملیں۔ اس لئے کہ حضور آفتاب فضل ہیں، تمام انبیاء حضور کے ستارے ہیں: کہ اندھیروں میں حضور ہی کا نور لوگوں کو پہنچاتے ہیں یہانتک کہ جب اس آفتاب فضل نے طلوع فرمایا اسکی ہدایت سارے جہان کو عام ہوگئی اور اس نے سب مردہ دلوں کو جلادیا۔ پہلے امام علیہ الرحمت قصیدہ مبارک ام القرٰی میں فرماتے ہیں۔

كَيْفَ تَرْقٰى رُقِيَّكَ الْاَنْبِيَاءُ　　يَا سَمَاءً مَا طَاوَلَتْهَا سَمَاءُ

لَمْ يُسَاوُوْكَ فِيْ عُلَاكَ وَقَدْ حَا　　لَ سَنًى مِنْكَ دُوْنَهُمْ وَسَنَاءُ

اِنَّمَا مَثَّلُوْا صِفَاتِكَ لِلنَّا　　سِ كَمَا مَثَّلَ النُّجُوْمَ الْمَاءُ

کیونکر حضور کے مرتبہ پر ترقی پائیں انبیاء ۔ اے وہ آسمان جس سے کوئی بلندی میں مقابلہ نہیں کر سکتا حضور کی بلندیوں اور حضور کی روشنی بیچ میں حائل ہوگئی۔ انہوں نے تو اپنے کمالات میں حضور کے کمالات کی تصویر دکھائی ہے جیسے پانی ستاروں کی تصویر دکھاتا ہے۔ تو یہ نظیر محیط کہ تمام ملکوت السموٰت والارض کو عام ہے (ابراہیم نے کس سے پائی؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) ان کی نظیر محیط کی تصویر ذوالصورۃ کے مشابہ ہوتی ہے۔ اسی مشابہت کو تو فرماتے ہیں۔ كَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ

جامع ترمذی وسنن دارمی وغیرہا کتب معتبرہ میں بروایات صحیحہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل وغیرہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَتَانِيْ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ لِيْ يَا مُحَمَّدُ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى میرا رب میرے پاس تشریف لایا ایسا تشریف لایا جو عقول سے ورا اور اسکے جلال وعزت کے شایان شان ہے اسنے فرمایا اے محمد ملاء اعلیٰ باہم کس بات میں مباحثات کرتے ہیں میں نے عرض کی اے میرے رب تو خوب جانتا ہے فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ اسنے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا ٹھنڈک جس کی میں نے اپنے سینے میں پائی۔ اس ہاتھ رکھنے سے کیا ہوا فرماتے ہیں فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ میں نے جان لیا جو کچھ شرق سے غرب تک ہے فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ

اور فرمایا یعنی میرا دیکھنا ایسا نہیں کہ اجمالی طور پر اشیاء سامنے حاضر ہیں مجمل طور پر دیکھ لیں اور پہچان میں نہ آئیں نہیں میں نے سب کچھ دیکھا اور سب کچھ پہچانا۔ حضور کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا، حضور کے غلاموں میں سے ایک غلام اور کیسے غلام نہایت عزیز اور پیارے غلام کیسے بیٹے نہایت محبوب بیٹے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں اَلسُّعَدَاءُ وَالْاَشْقِیَاءُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَاِنَّ عَیْنِیْ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ بیشک تمام سعید اور تمام شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور بیشک میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے اور فرماتے ہیں ؎

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا   کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

میں نے اللہ کے تمام ملک کو اسطرح دیکھا گویا وہ ملک میرے سامنے ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے۔ حضرت سیدنا بہاء الحق والدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ نے فرمایا مردوہ ہے کہ تمام روئے زمین اسکے سامنے کف دست کی مثل ہو۔ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ مرد وہ ہے کہ تمام روئے زمین اسکے سامنے انگوٹھے کے ناخن کے برابر ہو۔ غرض وہ بلاشبہ حاضر و ناظر ہیں۔ ان کا رب عزوجل فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اے ایمان والو سب اللہ کی طرف توبہ کرو توبہ میں یقیناً قطعاً شرعاً کو جلدی منظور ہے گھڑی بھر کی تاخیر منظور نہیں نہ یہ کہ مہینے دو مہینے کے لئے اٹھا رکھی جائے۔ اور قرآن کریم سے اب پوچھیے توبہ کا طریقہ کیا بیان فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۔ اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور معافی چاہیں اور آپ بھی ان کے لئے معافی چاہیں تو ضرور اللہ کو پائیں گے توبہ قبول فرمانے والا مہربان توبہ جیسے مانگتے ہیں اور فوراً مانگتے ہیں اور طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے حضور حاضر ہو کر توبہ کرو۔ اگر یہ دور ہیں تو فوری توبہ کیسے ممکن اور مدینہ طیبہ حاضر ہونا ہر مسلمان کو کیسے آسان اور اگر گیا بھی تو تا تریاق از عراق کا مضمون۔ نہیں نہیں یہی معنے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں ہر مسلمان کے دل میں وہ تشریف فرما ہیں، ہر مسلمان کے گھر میں وہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت ملا علی قاری شرح شفا سے امام قاضی عیاض سے اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جب کسی تنہا مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُهٗ فرماتے ہیں لِاَنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَاضِرَةٌ فِیْ بُیُوْتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر

یہ لفظ کی تصریح ہے کہ حضور ہر چیز پر حاضر و ناظر ہیں۔ صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم جو شخص ایسے مسئلے کو جو قرآن عظیم اور حدیث صحیح وارشادات علماء سے ثابت ہے کفر کہے اپنے اسلام کی خیر لے۔ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

دستخط و مہر

(۱) عبدالمصطفٰے احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی عفی عنہ محمدن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم۔ دستخط۔ (۲) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب الفقیر الآثم محمد شفاعت الرسول قادری الرضوی البرکاتی رام پوری (۳) دستخط المجیب مصیب فقیر حمد اللہ کمال الدین الحنفی القادری المحمودی عفی عنہ بقلم خود (۴) اجاب الحبیب بطرز عجیب فللّٰہ درّ المجیب المصیب ھو العالم الفاضل الکامل ھو الاروع الالمعی اللبیب۔ دستخط عبدالمعتصم بذیل سید المرسلین محمد نعیم الدین خصہ اللہ سبحنہ بمزید العلم والیقین (۵) دستخط الجواب صحیح وحضرت المجیب نجیح الفقیر مصطفٰی رضا القادری النوری عفی عنہ بجاہ النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مہر) (۶) دستخط احمد حسین رامپوری عفی عنہ مقیم درگاہ اجمیر شریف (۸) دستخط الجواب صحیح صحیح صحیح ابوالنصر محمد یعقوب حنفی القادری بلاسپوری (۹) دستخط الجواب صحیح امیر علی خاں بلہاری عنہ الباری مدرس مدرسہ جامع مسجد شاہجہان پور (۱۰) دستخط الجواب صوابٌ محمد ظہور الحسین النقشبندی عفی عنہ مدرس اول مدرسہ اہلسنت وجماعت واقعہ بانس بریلی (۱۱) دستخط جواب صحیح ہے قاضی شرافت اللہ ساکن سنبھل واقع بلند شہر (۱۲) دستخط ھذا ھو الحق القراح والصدق الصراح حررہ الفقیر الی الکریم النبوی واللطف الولوی محمد المدعو حامد رضا البریلوی القادری سقاہ اللہ من نہر سنبھل کرمہ الجردی وحماہ عن شر الجبر المزدی (۱۳) دستخط ذٰلک کذٰلک وانی مصدق لذٰلک ابوالعلی امجد علی الاعظمی رضوی عفی عنہ (مہر) (۱۴) المجیب اللبیب لاریب مصیب مما اجاب فللّٰہ درّہ فیما اجتہد واصاب دستخط انا العبد الفقیر الحقیر المسکین محمد اکرام الدین البخاری عفی اللہ عنہ الشہیر بواعظ الاسلام خطیب وامام فی مسجد نواب وزیر خاں المرحوم المغفور ببلدۃ لاہور۔

؎ السلام اے آنکہ ذات پاک تو در کائنات ناظر و حاضر بود در ہر زمان ہر مکان

السلام اے آنکہ شد پیدا ز نورت عالمے گفت حق لولاک در شانِ تو بیشک بیگماں

واقعی جو کچھ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ نے دربارہ حاضر و ناظر ہونے رسول علیہ السلام پر ارقام فرمایا ہے جیسا اشعۃ اللمعات جلد اول شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۷ میں ارشاد ہے۔

پس آنحضرت در ذات مصلیاں موجود و حاضر است و نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است۔

پس باید کہ بندہ ہمچنانکہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر داند۔

مصباح الہدایت ترجمہ معارف صفحہ ۶۵ مطبوعہ نولکشور

ایضاً۔ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر احوال و اعمال امت مطلع است و بر مقرباں و خاصاں درگاہ خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر است جامع البرکات شیخ عبدالحق۔

ایضاً با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ و مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر و طالبان حقیقت را و متوجہ جہان آنحضرت را مفیض و مربی۔

(اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل)

مکتوبات بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ لاہور مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۷۸۹۔ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں وصیت میکنم ترا اے برادر بدوام ملاحظہ صورت و معنے او داگر باشی تو متکلف و مستحضر پس نزدیک است کہ الفت گیرد روح تو بوے پس حاضر آید ترا وے صلی اللہ علیہ وسلم عیاناً دریابی او را و حدیث کنی باوے و جواب دہد ترا وے و حدیث گوید باو و خطاب کند ترا فائز شوی بدرجہ صحابہ عظام ولاحق شوی بالیشاں انشاء اللہ تعالےٰ۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی شکل مبارک کا ہر وقت تصور رکھ اور حضور سرور کائنات کو حاضر سمجھ پس نزدیک ہے کہ تجھ سے الفت پکڑے روح تیرا ساتھ روح آپ کے اور ظاہر ہونگے آپ اور باتیں کریں گے ساتھ تیرے اور تو ساتھ آپ کے باتیں کرے گا سا تھ آپ کے یہاں تک کہ فائز ہو صحابہ کے درجے پر انشاء اللہ تعالیٰ

باقی ذکر مفصل اسکا سلطان الفقر میں دیکھو۔ فقط۔

سوال:۔ قیام میلاد شریف کے وقت کن الفاظ سے سلام پڑھا جائے۔

جواب:۔ فقیر کی تحقیق میں ان الفاظ کو کھڑے ہو کر با ادب و باتصور پڑھا جائے تو بہتر ہوگا۔ وہو ہذا۔

یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
نام نامی حرز جہاں ہے	چارۂ درد نہاں ہے	دم بدم وردِ زباں ہے	صلوات اللہ علیک
دو جہاں کے آپ سرور	آپ کا مداح ہے داور	کون ہے ایسا پیغمبر	صلوات اللہ علیک
کسکو یہ رتبہ ملا ہے	نام کسکا مصطفٰے ہے	کسکا عاشق کبریا ہے	صلوات اللہ علیک
کسکے قبضہ میں ہے کوثر	ہے خدا کا پیار کس پر	کون ہے محبوب داور	صلوات اللہ علیک
کسکو خالق نے بلایا	کس نے ہے یہ رتبہ پایا	کس پہ ہے قرآن آیا	صلوات اللہ علیک
شافع محشر تمہیں ہو	دین کے رہبر تمہیں ہو	خاص پیغمبر تمہیں ہو	صلوات اللہ علیک
رہنما و پیشوا ہو	سر بسر نور خدا ہو	تم شہ دوسرا ہو	صلوات اللہ علیک
گرچہ عصیاں کی ہے کثرت	غم نہیں روز قیامت	واں تو ہونگے آپ حضرت	صلوات اللہ علیک
واسطہ آل عبا کا	صدقہ خیر النساء کا	غم نہ ہو روز جزا کا	صلوات اللہ علیک
میرے آقا میرے مولا	آپ ہی کا ہے بھروسا	حشر میں رہ جائے پردہ	صلوات اللہ علیک
آپ ہی شمس الضحٰے ہیں	آپ ہی بدر الدجٰی ہیں	آپ محبوب خدا ہیں	صلوات اللہ علیک
چاند سورج اور ستارے	آپ پر صدقے اور تارے	جان و دل دونوں کو وارے	صلوات اللہ علیک
اب نہیں اٹھتے یہ صدمے	دل ہوا ہے ٹکڑے ٹکڑے	آپ کی صورت کے صدقے	صلوات اللہ علیک
آپکی فرقت نے مارا	بس یہی ہے اسکا چارا	اب زیارت ہو خدارا	صلوات اللہ علیک
آپ پہ قربان جاؤں	ایکدم جو دیکھ پاؤں	حال دل سب کہہ سناؤں	صلوات اللہ علیک
خواب میں اگر آپ آتے	صورت انور دکھاتے	ہجر کے غم سے چھڑاتے	صلوات اللہ علیک
روضۂ احمد پہ جا کر	یہ پیام شوق مضطر	اے صبا کہنا مکرر	صلوات اللہ علیک
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک

سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پر کونسے دلائل اور آنحضور کی تشریف آوری پر شاہد ہیں۔

جواب: تمام قرآن مجید ہی آنحضور کی تشریف آوری پر دال ہے لیکن یہاں چند آیات درج کی جاتی ہیں

۱:۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا یعنی کہہ دیجئے یا رسول اللہ ساتھ فضل اللہ کے اور اسکی رحمت کے مومنوں کو چاہیئے کہ اس پر خوش ہوں۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اللہ کی رحمت و فضل نہیں؟ جب ہیں تو پھر آپ کی تشریف آوری پر خوشی منانا قرآن شریف سے ثابت ہوگئی۔

۲:۔ قال اللہ تعالیٰ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۰: سورۃ توبہ پ۱۱۔ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر نفس تمہارے سے شاق ہے اوپر اسکے یہ کہ ایذاء میں پڑو تم حرص کرنے والا ہے اوپر بھلائی تمہاری کے ساتھ مسلمانوں کے شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

۳:۔ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ سے نور اور کتاب روشن۔

۴:۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ۰ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۰ پ۳۔ اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے عہد پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تمکو کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس پیغمبر سچا کرنے والا اس چیز کو جو ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لائیو ساتھ اسکے اور البتہ مدد دینا اسکو کہا کیا اقرار تمنے اور لیا تم نے اس پر بھاری عہد میرا۔ کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ کہا پس شاہد رہو اور میں تمہارے ساتھ شاہدوں میں سے ہوں۔ پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اسکے پس یہ لوگ وہی ہیں بدکار۔

۵:۔ یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۰ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا اے نبی بھیجا ہم نے تمکو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور چراغ روشن۔

۶:۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۰ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت واسطے سارے

پہچانیوں سے۔

۶:- اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ تحقیق بھیجا ہم نے تجھکو گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا تاکہ ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اسکے کے اور قوت دو اسکو اور تعظیم کرو اسکی۔ اور تسبیح کرو اللہ کو صبح اور شام۔

پس ان آیات بینات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے پر فرحت کرنا اور خوشی منانا عین ایمان ہے کیونکہ حضور کی ذات رؤف الرحیم بلباس نوری ورحمت کا پہن کر تشریف لائے درحقیقت رسالت ونبوت کا خود زبان درافشاں سے اظہار فرمایا اور شاہد ومبشر وسراجًا منیرًا ہونے کا بحکم خداوند تعالےٰ اعلان فرمایا اور تمام جن وبشر وجمیع کائنات کے لئے رحمت ثابت ہوئے۔ لہٰذا مسلمانوں کو حضور کی توقیر وتعظیم ہر حال میں واجب ٹھہری اور حدیث شریف میں آتا ہے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ کہ سب چیزوں سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آپ کی ذات مفخر موجودات تتمہ دور زمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرما کر تمام اشیاء کو میرے نور سے پیدا فرمایا چنانچہ مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۹ و شرح حمزیہ و مسند عبد الرزاق میں باسناد صحیح نقل فرمائی ہے۔ روی عبد الرزاق بسندہ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شی خلقہ اللہ تعالیٰ قال یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء بنور نبیک من نورہ فجعل ذٰلک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنٌّ وَلَا اِنْسٌ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِيْ اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِيْ الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِيَ الْمَلٰٓئِكَةِ الخ۔

ترجمہ:- روایت کی عبد الرزاق نے ساتھ سند اپنی کے جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا عرض کیا میں نے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خبر دیجئے مجھے سب چیزوں سے پہلے خدا تعالےٰ نے کونسی چیز پیدا کی فرمایا اے جابر اللہ تعالےٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا اپنے

نور سے پس یہ نور پھر تا رہا قدرت سے جہاں چاہا اللہ تعالے نے اور نہ تھا اسوقت لوح اور قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ فرشتے نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان پس جب ارادہ خلقت کے پیدا کرنے کا کیا تقسیم کیا اس نور کو چار جزو پر پہلی جزے سے قلم کو پیدا کیا دوسری سے لوح تیسری سے عرش۔ پھر تقسیم کیا جزو چوتھی کو چار جزوں پر پھر اول جزے سے حملۃ العرش پیدا کئے اور دوسری جزو سے کرسی اور تیسری سے باقی ملائکہ۔ آخر حدیث تک اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالے نے مجھے اسوقت تاج نبوت پہنایا کہ ابھی آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ میں تھے اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالے نے مجھے اولاد آدم کا سردار بنا کر بھیجا اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا۔ اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کا دروازہ کھولوں گا۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اے ابابکر میری حقیقت کو سوائے مالک الملک کے کوئی نہیں جانتا یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرَ رَبِّیْ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ تمام خاندان عرب سے مجھے چنا گیا وفی البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ منہ وفی مسلم عن واثلۃ بن الاسقع قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وَلَدِ اِسْمٰعِیْلَ واصْطَفٰی من قریش بنی ھاشم واصطفٰنی بنی ھاشم رواہ الترمذی وعن العباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر فِرَقِہِمْ وخیر الفریقین ثُمَّ تَخَیَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ القبیلۃ ثُمَّ غیر البیوت فجعلنی فی خیر بُیُوْتِہِمْ فانا خیرھم نفسًا وخیرھم بیتًا ای اصلًا رواہ الترمذی۔

ترجمہ: روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بھیجا گیا میں بہتر قرون بنی آدم سے قرن بعد قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس میں ہوا اور صحیح مسلم میں ہے واثلہ بن اسقع سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالے نے چن لیا کنانہ کو اسمٰعیل کی اولاد سے اور چن قریش کو کنانہ سے اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور چن لیا مجھکو بنی ہاشم سے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حضرت عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالے نے پیدا کی خلق پس کیا مجھ کو بہتر فرقے میں پھر چنے قبیلے پس کیا مجھ کو بہترین قبیلے میں پھر چنے گھر پھر کیا مجھکو بہترین گھروں میں سے پس میں بہتر ہوں نفس کی طرف اور بہترین گھر کی طرف سے۔

پس ان تمام دلائل اور آیات اور احادیث صحیحہ سے میلاد حضور علیہ السلام کا ثابت ہوتا ہے۔ عاقل

کے لیے اشارہ کافی ہے۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سوال: اگر شیعوں کے ساتھ مناظرہ دربارہ ایمان اصحاب ثلثہ کرنا ہو تو کون سے دلائل سے پیش کیے جاویں۔

جواب: ذیل کے دلائل بایں الفاظ جو ذیل میں درج ہیں پیش کیے جائیں وھو ہذا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

دلیل ۱: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ط رَّضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور آگے بڑھ جانے والے پہلے ہجرت کرنے والوں سے اور مدد دینے والوں سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں ان کی ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اس سے اور تیار کی ہیں واسطے بہشتیں چلتی ہیں نہریں نیچے ان کے ہمیشہ رہیں گے بیچ ان کے ہمیشہ یہ ہے مراد پانا بڑا۔

دلیل ۲: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ۔ سورۂ انفال پ ۱۰ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہی ہیں ایمان والے سچے واسطے ان کے بخشش ہے اور رزق باکرامت۔

دلیل ۳: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ واسطے فقراء مہاجرین کے جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے ڈھونڈتے ہیں فضل اللہ سے اور رضامندی اور مدد دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو وہی سچے ہیں۔

دلیل ۴: لَقَدْ رَضِیَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْهِمْ البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہوا مسلمانوں سے جس وقت بیعت کرتے تھے تجھ

سے نیچے درخت کے پس جانا جو کچھ بیچ دلوں ان کے پس آتاری تسکین اوپر انکے۔

دلیل ۵:۔ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا جبوقت نکالدیا تھا اسکو ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے دوسرا دو میں جبوقت کہ وہ دونوں بیچ غار کے تھے جبوقت کہ کہتا تھا واسطے رفیق اپنے کے مت غم کھا تحقیق اللہ ساتھ ہمارے ہے۔

دلیل ۶:۔ كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

سورۃ آل عمران

دلیل ۷:۔ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

پس ان تمام دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ تمام اصحاب مہاجرین وانصار اور جو ان کی پیروی کرنے والے سب صاحب جنت اور ہمیشہ کے لئے اس نعمت سے سرفراز رہنے والے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ان لوگوں نے اپنے مال وجان کو محض اللہ اور اسکے رسول کی خوشنودی کے لئے قربان کر دینے اور حضور علیہ السلام سے بیعت کی خدا تعالےٰ کی رضامندی میں داخل ہوئے اور علاوہ اسکے حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ یار غار تھے اور تمام امت جو اسوقت حاضر تھی سب امتوں سے افضل ٹھہرے۔

لوٹ:۔ اعتراض شیعہ مرزا احمد علی امرتسری ثم لاہوری۔

مولوی صاحب جی پہلے آپ ان کا مسلمان ہونا تو ثابت کریں پھر یہ دلائل پیش کریں۔

جواب از ملتانی:۔ ؎ اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں ۔۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

مرزا جی کیا ہجرت کرنا آپ کی ذات کے ساتھ اور یار غار ہونا اور صاحب کا خطاب پانا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت ہونا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انکے ایماندار مکمل ہونے پر ناطق نہیں جواب دو۔ پس جب کہ اللہ تعالےٰ نے ان میں یہ اوصاف ظاہری وباطنی پیدا کئے اور دیکھئے تو سرٹیفکیٹ تاج عزت رضی اللہ عنہم ورضو عنہ وخالدین فیہا ابداً کا عطا فرمایا اور علاوہ انکے آپ کی مذہب کی کتابوں میں ان کا ایماندار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہو ہذا۔

چنیں گفت راوی کہ سالار دیں ۔۔ چو سالم بحفظ جہاں آفریں

زنزدیک آں قوم پر مکر رفت   بسوئے سرائے ابو بکر رفت
پئے ہجرت او نیز آمادہ بود   کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
نبی بر درِ خانہ اش چوں رسید   بگوشش ندائے سفر در کشید
چوں بو بکر زاں حال آگاہ شد   زخانہ بروں رفت ہمراہ شد
چو رفتند چندیں بدامان دشت   قدوم فلک سائی مجروح گشت
ابو بکر آنگہ بدوشش گرفت   وے زیں حدیث است جائے شگفت
کہ در کس چناں قوت آمد پدید   کہ بارے نبوت تواند کشید
برفتند القصہ چندے دگر   چو گردید پیدا نشان سحر
بدیدند غارے دراں تیرہ شب   کہ خوانندے عرب غارِ ثورِ لقب
گرفتند در جوف آں غار جائے   وے پیش بنہاد ابا بکر پائے
بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید   قبا را بدرید وآں رخنہ چید
درآمد رسول خدا ہم بہ غار   نشستند یک جا بہم ہر دو یار
نبی گفت پس پور ابو بکر را   کہ چوں پدر ایں صدق و صفا
رسول خدا چوں شدے در نماز   بآں اقتدا کردے آں سرفراز
ابو بکر صدیق فاروق دیں   شدہ جاں فدائے رسول امین

ابیات از غزوات حیدری صفحہ ۶۶ و ۶۷۔ اب شیعہ جی پتہ چلا۔ مرزا جی بولے کہ ملتانی صاحب کہ کیوں کہانیاں فارسی داں مولویوں کی پیش کرتے ہیں ہماری کسی کتاب کی حدیث بیان کرو۔ جناب ہاں ذرا کان لگا کر سنئے و بہوندا۔ اور وقت ختم۔

تقریر نمبر دوم دلائل از کتب شیعہ بر فضائل اصحابہ رضوان اللہ علیہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ وسلم

دلیل ۱:- قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا کَانَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ قَالَ لِاَبِی بَکْرٍ کَاَنِّی اَنْظُرُ اِلٰی سَفِیْنَۃِ جعفرٍ فی اصحابہ یقومُ فی البَحْرِ وَاَنْظُرُ اِلَی الْاَنْصَارِ

حَتَبِیْنَ فِیْ اَفْنِیَتِھِمْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَتَرٰی ھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرِنِیْھِمْ فَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْہِ فَرَاٰھُمْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الصِّدِّیْقُ الخ۔

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جب آنحضور علیہ السلام غار میں تھے۔ ابو بکر کو کہا گویا اسوقت میں وہ کشتی دیکھ رہا ہوں جس میں جعفر نے اور اسکے ساتھی سوار ہیں اور وہ دریا میں کھڑی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ انصار اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی دکھلیئے۔ آپ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ پس ابو بکر صدیق نے سب کچھ دیکھا۔ پھر حضور نے فرمایا تو صدیق ہے۔ اس حدیث سے تین امر ظاہر ہوئے۔ یار غار ہونا اور حضور کا ہاتھ منہ مبارک پر پھیرنا اور لقب صدیق پانا۔ نقل از تفسیر قمی جلد اول تحت آیت اذہما فی الغار۔ تحتی خورد صفحہ ۲۶۶۔

دلیل ۲:۔ لاجرمان اَطْلَعَ اللّٰہُ فِیْ قَلْبِکَ وَوَجَدَ مَافِیْہِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰی عَلٰی لِسَانِکَ جَعَلَکَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَۃِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ کَعَلِیٍّ الَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ۔ نقل از تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۲۳۱۔

ترجمہ:۔ فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ میرے دل پر مطلع ہوا اور پائی تیرے دل کی بات موافق زبان تیری کے تحقیق خدا نے تجھکو بمنزلہ میری سمع و بصر کے گردانا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے ہے اور روح کو بدن سے ہے گو یا کہ وہ علی مجھ سے ہے صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ جعفری

دلیل ۳:۔ لَا یَفْضُلُ عَلَیْھِمْ وَمَنْ اَزْھَدُ مِنْ ھٰؤُلَآءِ وَقَدْ قَالَ فِیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ الْحَدِیْثَ نقل از فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۴ بروایت امام جعفر صادق بنسبت مسئلہ مال عدقہ۔

دلیل ۴:۔ عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ اِنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ اَبُوْبَکْرٍ لِاَنَّہٗ اشْتَرٰی بِمَالِیْکَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا مِثْلَ بِلَالٍ وَعَامِرِ ابْنِ فُہَیْرَۃَ وَغَیْرُھُمَا وَا　　تفسیر مجمع البیان جزو ثلثون جلد ۲

ترجمہ دلیل ۳:۔ کون فضیلت رکھتا ہے ان لوگوں سے یعنی خلیفہ ابو بکر صدیق و ابو ذر غفاری وغیرہ اصحاب پر، زیادہ از روئے تقویٰ و زہد کے جیسا کہ فرمایا بیچ ان کے رسول اللہ نے۔

ترجمہ دلیل ۴:۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور غلاموں کو بسبب اسلام میں داخل ہونے کے خرید لیتے پھر انکو خداوند کریم کی رضامندی کے لئے آزاد کر دیتے مانند حضرت بلال و حضرت عامر وغیرہ کے اور وہ شخص اہل جنت ہوا جس نے اپنے مال کو راہ خدا میں خرچ کیا۔

صفو ۵، تحت آیت وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ۔ سورۂ واللیل: مطبوعہ ایران۔

دلیل ۵:۔ ومن کتاب لہٗ علیہ السلام الی معاویۃ اِنَّہٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْهُمْ عَلَیْهِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمُّوْهُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًی فَاِنْ خَرَجَ عَنْ اَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ عَلَی اتِّبَاعِهٖ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰی وَلَعَمْرِیْ یَا مُعَاوِیَةُ لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ دُوْنَ هَوَاكَ لَتَجِدُنِیْ اَبْرَءَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَتَعْلَمَنَّ اِنِّیْ کُنْتُ فِیْ عُزْلَةٍ عَنْهُ اِلَّا اَنْ تَتَجَنّٰی فَتَجَنَّ مَا بَدَا لَكَ وَالسَّلَامُ فقط:۔ جزو ۲ مطبوعہ مصر ص ۸:۔

دلیل ۶:۔ مِنْ کَلَامٍ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدْ شَاوَرَهٗ عُمَرُ فِی الْخُرُوْجِ اِلٰی غَزْوِ الرُّوْمِ بِنَفْسِهٖ وَقَدْ تَوَکَّلَ اللّٰهُ لِاَهْلِ هٰذَا الدِّیْنِ بِاِعْزَازِ الْحَوْزَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالَّذِیْ نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِیْلٌ لَا یَنْتَصِرُوْنَ وَمَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِیْلٌ لَا یَمْتَنِعُوْنَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِنَّكَ مَتٰی تَسِرْ اِلٰی هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتُنْکَبْ لَا تَکُنْ لِلْمُسْلِمِیْنَ کَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰی بِلَادِهِمْ لَیْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ یَرْجِعُوْنَ اِلَیْهِ فَابْعَثْ اِلَیْهِمْ رَجُلًا مُجَرَّبًا وَاحْفِزْ مَعَهٗ اَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِیْحَةِ،

ترجمہ دلیل ۵:۔ اور اس عبارت کا ترجمہ صاحب نیرنگ نے صفحہ ۲۷۹ پر یوں تحریر کیا ہے۔ فرمان امیر علیہ السلام کا معاویہ کو بیشک مجھ سے ایسی قوم نے بیعت کی ہے جس نے ابوبکر وعمر وعثمان سے کی تھی اور اسی امر خلافت پر بیعت کی ہے جس پر اشخاص مذکورہ کی وقوع میں آئی تھی۔ اب کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ راستہ اختیار کرے اور نہ شخص غائب کو اس امر کا مجاز ہے کہ اسکی تردید کرے۔ حقیقۃً شوریٰ مہاجرین و انصار کیلئے ہی زیبا ہے جس شخص پر انہوں نے اجماع کر لیا۔ اور شخص کو امام کے نام سے سرفراز کر دیا ہو تو ان کا اجماع خوشنودی پروردگار عالم ہے اور اگر کوئی خارج ہونے والا انکے حکم سے طعن زنی یا حداثہ بدعت کرکے نکل گیا تو اسی اجماع کی طرف لوٹا دو جس سے وہ خارج ہوا ہے اور اگر اسنے انکار کیا تو اس سے مقاتلہ کرو کیونکہ وہ سبیل المؤمنین کے برخلاف اتباع کر رہا ہے اور پروردگار عالم اسی کام کیطرف متوجہ کر دیگا جسکی طرف اسنے توجہ کی ہے۔ اور اے معاویہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ اگر تو دل کی آنکھوں سے دیکھے اور خواہشات نفسانی کی پیروی نہ کرے تو مجھے تو عثمان کے خون سے سب لوگوں سے زیادہ بری اور مبرا پائے گا تجھے معلوم ہو جائیگا کہ میں اس سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین تھا۔ مگر یہ دوسری

باقی اگلے صفحہ پر

فَاِنْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ وَاِنْ تَكُنِ الْاُخْرٰى كُنْتَ رِدْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ الخ
کتاب نہج البلاغت جلد اول صفحہ ۱

دلیل ۳ :- وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ وَقَدِ اسْتَشَارَهٗ فِي غَزْوَةِ الْفُرْسِ بِنَفْسِهٖ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهٗ وَلَا خِذْلَانُهٗ بِكَثْرَةٍ وَلَا قِلَّةٍ وَهُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِيْ اَظْهَرَهٗ وَجُنْدُهُ الَّذِيْ اَعَدَّهٗ وَاَمَدَّهٗ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ وَحَيْثُ مَا طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُوْدٍ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهٗ وَنَاصِرٌ جُنْدَهٗ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْاَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهٗ وَيَضُمُّهٗ فَاِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيْرِهٖ اَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَاِنْ كَانُوْا قَلِيْلًا فَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْاِسْلَامِ عَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَاَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ فَاِنَّكَ اِنْ شَخَصْتَ (۲) مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ اَطْرَافِهَا وَاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ اَهَمَّ اِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ اِنَّ الْاَعَاجِمَ اِنْ يَنْظُرُوْا اِلَيْكَ غَدًا يَقُوْلُوْا هٰذَا اَصْلُ الْعَرَبِ الخ نہج البلاغت مصری جلد اول صفحہ ۳۲۵ -

ترجمہ پچھلے صفحہ سے آگے :- بات ہے. تو اس شخص سے خون طلب کرے جو خون بہانے والا نہیں. اگر ایسا ہو تو شوق سے دعوے کر جو تجھے معلوم ہوا ہے -

ترجمہ دلیل ۲ :- مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جبکہ مشورہ جہاد روم کے لئے لیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ تعالےٰ اس دین والوں کا خود ذمہ دار ہے جسنے کمزوروں کو طاقت عطا فرمائی ہے. اور وہ حی قیوم ہے. آپ روم کی طرف تشریف نہ لے جائیں کیونکہ اگر آپ چلے جائیں گے تو پھر مسلمانوں کا مرجع و پشت پناہ آپ کے بعد کون شخص ہوگا. اور اس دین کا حافظ اللہ تعالےٰ ہے -

دلیل ۳ کا ترجمہ :- خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے تحقیق یہ دین وہ نہیں ہے جسکی فتح و شکست قلت و کثرت لشکر پر ہو یہ دین متین اللہ تعالےٰ کا ہے جسنے اسکو نمودار کیا اور یہ اسکا لشکر ہے جس نے اسکو تیار کیا. مدد دی یہانتک کہ پہنچا اور نکلا جہاں سے نکلا اور ہم لوگ اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر ہیں. اور اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کو ایفا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کو مدد دینے والا ہے اور صاحب حکومت کی مثال ایسی ہے جیسے ڈوری خردل کے دانوں کی ہے. اور وہی ڈوری سب دانوں کو یکجا جمع کی ہوتی ہے. اگر وہ ٹوٹ جائے تو دانے سب کے سب بکھر جائیں. پھر اپنی پہلی حالت

دلیل ۸ :- عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِیِّ الْحَلَبِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِخْتِلَافُ بَنِی الْعَبَّاسِ الْمَحْتُوْمِ وَالنِّدَاءِ مِنَ الْمَحْتُوْمِ وَخُرُوْجِ الْقَائِمِ مِنَ الْمَحْتُوْمِ قُلْتُ وَكَيْفَ النِّدَاءُ قَالَ يُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَوَّلِ النَّهَارِ اَلَا اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشِيْعَتَهُ هُمُ الْفَائِزُوْنَ قَالَ وَيُنَادِیْ مُنَادٍ اٰخِرَ النَّهَارِ اَلَا اِنَّ عُثْمَانَ وَشِيْعَتَهُ هُمُ الْفَائِزُوْنَ فَقَط :- کتاب روضہ فروع کافی ۲۰۹

دلیل ۹ :- وَجَلَسَ عُثْمَانَ فِیْ عَسْكَرِ الْمُشْرِكِيْنَ وَبَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى لِعُثْمَانَ وَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ طُوْبٰى لِعُثْمَانَ قَدْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَحَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ لِيَفْعَلَ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ اَطُفْتَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ :- کتاب فروع کافی روضہ ۱۵۱

بقیہ ترجمہ پچھلے صفحے سے آگے :- پر کبھی جمع نہ ہوں۔ آج اگرچہ اہل عرب کم ہیں مگر اسلام کے سبب سے کثیر ہیں۔ اور بوجہ اتفاق کے غالب ہیں۔ پس آپ قطب بن جائیے اور چکی کو عرب میں چلائیے۔ اور دوسرے لوگوں کو لڑائی کی آگ میں ڈالئے آپ جائیے نہیں کیونکہ اگر آپ یہاں سے گئے تو تمام اہل عرب چاروں طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے یعنی آپ کے ساتھ ساتھ ہو جائیں گے تو یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی کہ شہر مدینہ خالی ہو جائے گا۔ اور مقابلہ کی فکر سے پیچھے کی فکر آپ کو زیادہ ہو جائے گی اور عجمی لوگ جب حضور کو دیکھیں گے یہ عرب کی بڑی بیخ ہے اگر اسکو کاٹ ڈالا تو ہمیں ہمیشہ کے لئے آرام ہو جائے گا۔

دلیل ۸ کا ترجمہ :- یعنی امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی عباس میں اختلاف ہونا حق ہے اور امام مہدی کا آنا بھی برحق ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ آسمان سے آواز آنا کیسا ہے۔ جواباً امام نے فرمایا کہ بوقت روشن ہونے سورج کے آواز کرنے والا آواز کرتا ہے کہ تحقیق علی اور اسکا گروہ مراد پانے والا ہے۔ یعنی جنتی ہے۔

دلیل ۹ کا ترجمہ :- جب کہ حضرت عثمان مشرکین کے لشکر میں قید کئے گئے اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں سے بیعت لی۔ اور آپکی ذات بابرکات نے بیعت کیلئے ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر عثمان کے لئے مارا اور مسلمانوں نے بڑی خوشی سے کہا کہ کیا اعلیٰ نصیب عثمان کا ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا حج و طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی بھی کریگا تو حضور نے لوگوں کو کہا کہ عثمان تو ایسا شخص نہیں کہ بجز میرے طواف وغیرہ کو ادا کرے اور جبکہ عثمان ذوالنورین واپس تشریف لائے تو آنحضور علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا طواف کعبہ کا کیا تو خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ میں ایسا نہیں کہ بدوں آپکے طواف کعبہ کا بجالاؤں کہ جب تک آپ طواف کعبہ کا نہ کرلیں۔

دلیل نمبر۹:۔

بہ بو سید عثمان زمین درزماں | بقصد رواں شد چو تیر از کمان
چو او رفت اصحاب روز دگر | بگفتند چندیں بہ خیر البشر
خوشا حال عثمان با احترام | کہ شد قسمتش حج بیت الحرام
رسول خدا چوں شنید ایں سخن | بپاسخ چنیں گفت با انجمن

اور ادھر کا یہ حال تھا کہ سفیان وغیرہ مشرکین نے کہا کہ آپ بیشک طواف حج وغیرہ کیجئے لیکن آپ کے رفیق یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہیں آنے دیں گے اور نہ ہم اسکے آنے کو پسند رکھتے ہیں ۔ غزوات حیدری ص ۲۱۳۔

اگر میل داری طواف حرم | بکن مانعت نیست کس زیں حشم
ولیکن محال است ایں بیگزاف | کہ آید محمد برائے طواف
چوں بشنید عثمان ازوایں سخن | چنیں داد پاسخ بہ آل اہرمن
کہ طواف حرم بے رسول خدا | نباشد کہ بر پیروانش روا

اعتراض شیعہ مرزا احمد علی امرتسری :۔ کیا ان عبارتوں سے ان کا ایماندار ہونا ثابت ہوتا ہے ہرگز نہیں دیکھو تمہاری کتاب مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابو بکر نے کہا کہ میں منافق ہوں اور ایسا ہی عمر صاحب نے کہا کہ میں منافق ہوں دیکھو میزان الاعتدال سچ ہے مدعی سست گواہ چست۔

جواب از ملتانی :۔ بے ثباتی ہے دکھاتی حسن بے ناموس کو ☆ پائیداری کم دکھاتی شمع بے فانوس کو

میرے مخاطب صاحب جی کیا خوب ہوتا کہ اب حسد و ضد کو چھوڑ کر انصاف سے کام لیتے اور کلمات امت الصدیق و نفاق و مشابہتہ السابقین وغیرہ کو دیکھتے تو انصاف کا خون نہ کرتے اور حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے جب کیفیت رونے اور غمناک ہونے کی حضرت حنظلہ سے سنی تو فرمایا ایسا حال مجھ پر بھی واقعہ ہو جاتا ہے کہ جب آپ کے پاس ہوتے ہیں اور وعظ سنتے ہیں تو تمام امور دنیاوی کے بھول جاتے ہیں پس یہاں سے اتفاق بمعنی بے دینی کے ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ یہاں سے مراد تبدیلی حالت کے ہیں جو طالب مولیٰ کی کمالیت و سالکیت پر دال ہیں اور اصطلاح صوفیہ میں اسکو قبض و بسط کہا کرتے ہیں جس سے آپ کو ناواقفی ہے۔ اگر یہاں تمہارے خیال کردہ معنے لئے جائیں تو اعتراض لازم آئے گا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آیۃ جاہد الکفار

والمنافقین پر عمل کر کے کیوں نہ لوگوں کو دکھلایا۔ اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تم نے طعن کیا ہے وہ بھی غلط اسکا کوئی اصل نہیں کیونکہ اسکا راوی زید بن وہب ہے جو قابل اعتبار نہیں فی حدیثہ خلل کثیر وقت ختم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دلیل ۱: قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ومأوٰہم جہنم وبئس المصیر ۔ سورہ توبہ رکوع ۹ پاؤ ۳۔ اے نبی جہاد کر کافروں سے اور منافقوں سے اور سختی کر اوپر ان کے اور جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی۔

دلیل ۲: لقولہ تعالیٰ وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ ۔ پارہ ۲ پاؤ ۲ ترجمہ۔ اور لڑو ان سے جہاں تلک کفر نہ رہے کفر اور ہو وے دین واسطے اللہ کے۔

دلیل ۳: لقولہ تعالیٰ لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ۔ ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ۔ پارہ ۲۲ پاؤ اول سورہ احزاب۔

دلیل ۴: لقولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۔ وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون ۔ سورہ ہود پارہ ۱۲۔

دلیل ۵: لقولہ تعالیٰ ولا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین ۔ سورہ انعام پاؤ ۳ پارہ ۷ رکوع ۱۳

دلیل ۶: لقولہ تعالیٰ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون ۔ سورہ انبیاء۔

دلیل ۷: لقولہ تعالیٰ یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین ان اللہ کان علیما

۳۔ البتہ اگر نہ باز رہیں گے منافق اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں انکے بیماری ہے اور بد خبر اڑانے والے بیچ شہر کے البتہ پیچھے لگا دینگے ہم تجکو ان کے پھر نہ ہمسایہ رہیں گے تیرے بیچ اسکے مگر تھوڑے دنوں لعنت مارے جہاں پائے جاویں پکڑے جاویں اور قتل کئے جاویں۔ ۴۔ اور مت جھکو طرف ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں پس لگیگی تمکو آگ۔ اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ کے کوئی دوست پھر نہیں مدد دیئے جاؤ گے۔ ۵۔ پس مت بیٹھو پیچھے یاد کرنے کے ساتھ قوم ظالموں کے۔ ۶۔ البتہ تحقیق لکھدیا ہے ہم نے بیچ زبور کے پیچھے ذکر کے یہ کہ زمین کے وارث ہونگے اسکے بندے میرے صالح۔ ۷۔ اے نبی ڈرا کر اللہ سے اور مت کہا مان کافروں کا اور منافقوں کا تحقیق اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔

حَکِیْمًا ۔ سورہ احزاب پارہ ۲۱۔

دلائل از کتبِ شیعہ

دلیل ۸ :۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا سَبَقَکُمْ اَبُوْبَکْرٍ بِصَوْمٍ وَلَا صَلٰوۃٍ وَلٰکِنْ بِشَیْءٍ وَقَرَ فِیْ صَدْرِہٖ از سلمان فارسی نقل از مجالس المومنین ص۸۹ مطبوعہ ایرانی۔

دلیل ۹ :۔ اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ قِیْلَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَصَدَّقَ بِہٖ اَبُوْبَکْرٍ نقل از تفسیر مجمع البیان جلد ۲ صفحہ ۳۲ سورہ زمر سطر ۲۵ مطبوعہ ایران

پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ اصحاب ثلاثہ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین پکے سچے ایماندار تھے ورنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ اور تمام خاندان اہلبیت نے ان سے کس لئے جہاد نہ کیا بلکہ بجائے جہاد کے ان کے ساتھ برت برتاؤ نہایت اعلیٰ طریق پر کئے اور تبرکاً ان کے اسماء مبارک پر اپنی اولاد کے نام رکھے کسی کا نام ابوبکر کسی کا نام عمر کسی کا نام عثمان اور یہ فرزند حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ کے ہیں جو امام حسین رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے اور کیا کوئی شخص دشمن کے نام پر بھی اپنی اولاد کے نام بعد از ظہور عداوت رکھ سکتا ہے جواب دو۔ اور علاوہ اس کے حضرت آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے کس لئے حضرت عثمان رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ کو ایک لڑکی کے انتقال کے بعد دوسری لڑکی کا بھی نکاح کر دیا اور حضرت عثمان کو خطاب ذوالنورین کا بخش دیا دیکھو نہج البلاغت اور حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ نے اپنی دختر ام کلثوم کا نکاح حضرت خلیفہ ثانی کے ساتھ کر دیا۔ کیا کوئی شخص دنیا میں اکمل ایماندار ہو کر بعد از نزول آیت ولا تنکحوا المشرکات کے کسی کافر یا منافق کو لڑکی دے سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں کہ مرزا صاحب جی ایمان سے کہو تم ایسا کر سکتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ مرزا صاحب ان آیات کو سامنے رکھ کر جواب دو یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ۔ وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ولقولہٖ تعالیٰ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ اور علاوہ اس کے یہ ہے کہ اگر وہ بقول تمہارے نعوذ باللّٰہ منافق تھے تو آپ کی ذات کے پڑوسی ہمیشہ کے لئے کیوں رہے کیا یہ قرآن مجید کا دعویٰ غلط ہے کہ مدینہ میں آپ کے ہمسایہ منافق لوگ ہمیشہ کے لئے نہ رہیں گے ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ اِلَّا قَلِیْلًا۔

اعتراض شیعہ مرزا احمد علی :۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ ہماری کتابوں سے یہ سب رشتہ داریاں ثابت

کر و حضور کی صرف ایک لڑکی تھی اور ام کلثوم حضرت ابوبکر کی لڑکی تھی جو علی مشکل کشا نے پائی تھی۔ جواب ارملتانی۔ اچھا مزاجی اپنے منہ کی مانگی مراد لیجئے۔ وہو ہذا۔

ثبوت ۱ :۔ بقولہٖ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ سورہ احزاب پارہ ۲۲۔

ثبوت ۲ :۔ وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقية وزينب وام كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام۔ نقل از اصول کافی صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ نولکشور۔

ثبوت ۳ :۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ نقل از تحفۃ العوام صفحہ ۱۰۵۔ از کتاب حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۹۴ و ۵۵۹ مطبوعہ نولکشور۔

ثبوت ۴ :۔ وَقَدْ اَسْتَفَرُوْنِيْ فِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ وَوَ اللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لَكَ مَا اَعْرِفُ شَيْئًا تَجْهَلُهٗ وَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى شَيْءٍ لَا تَعْرِفُهٗ اِنَّكَ لَا تَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاكَ اِلٰى شَيْءٍ فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ فَنُبَلِّغَكَهٗ وَقَدْ رَاَيْتَ كَمَا رَاَيْنَا وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمَا صَحِبْنَا وَمَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ عُمَرَ الْخَطَّابِ اَوْلٰى بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَشِيْجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ يَنَالَا اور اسکے تحت میں علامہ ابن حدید یوں لکھتے ہیں وَاَمَّا فَضِيْلَتُهٗ عَلَيْهِمَا فِي الصِّهْرِ فَلِاَنَّهٗ تَزَوَّجَ اِبْنَتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ رُقَيَّةَ وَاُمَّ كُلْثُوْمٍ تُوُفِّيَتِ الْاُوْلٰى فَزَوَّجَهُ النَّبِيُّ بِالثَّانِيَةِ وَلِذَا سُمِّيَ ذَا النُّوْرَيْنِ۔ صفحہ ۲۷۴ نہج البلاغت جلد اول۔

ثبوت ۵ :۔ كَمْ بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اَرْبَعٌ فَقَالَ اَيُّهُنَّ اَفْضَلُ فَقَالَ فَاطِمَةُ نقل از اخبار ماتم صفحہ ۸۵ مطبوعہ رام پور۔

ثبوت ۶ :۔ بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسولِ خدا از خدیجہ متولد شدند قاسم و طاہر و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب[۲] و فاطمہ را حضرت امیر المومنین تزویج نمود و تزویج

---

[۱] یعنی اے نبی فرما دیجئے اپنی بیبیوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مومنہ عورتوں کو ۔ [۲] زینب کا نکاح ابو العاص ابن ابو لہب سے ہوا تھا وہ مدینہ شریف سال ہفتم ہجرت میں انتقال کر گئیں اور ابو العاص بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ دیکھو حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۹۱، باب ۵۱۔

کردیا ابوالعاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب داد بعثمان بن عفان وام کلثوم را وپیش ازانکہ بخانہ آں بردو برحمت الٰہی واصل شد وبعد ازاو حضرت رقیہ را باوتزویج نمود چوں بجنگ بدر رفتند حضرت رسول خدا رقیہ را باوتزویج نمود۔ اور صفحہ ۱۹، جلد ۲ حیات القلوب میں ہے ودر مدینہ عثمان اورا تزویج نمود وعبداللہ ازاو بوجود آمد ودر کودکی مرد ورقیہ درمدینہ برحمت ایزدی واصل شد۔ در ہنگامے کہ جنگ بدر رود دسوم ام کلثوم واو را نیز عثمان بعد از رقیہ تزویج نمود۔ وگویند کہ درسال ہفتم در ہجرت برحمت ایزدی واصل شد نقل از حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۸، ۷ و ۱۹ مطبوعہ نولکشور باب ۱۵۔ اور کتاب شیعہ بنات خلود وتذکرۃ الائمہ وغیرہ کتب شیعہ معتبرہ میں بھی ایسا ہی مسطور ہے۔

ثبوت ۷: دیگر پرسیدکہ چرا آنحضرت دختر خود را بعمر ابن الخطاب داد گفت بواسطہ آنکہ شہادتین میں نمود و اقرار بفضل حضرت امیر میکرد نقل از مجالس المومنین مطبوعہ ایران صفحہ ۸۸ سطر ۱۴۔

ثبوت ۸: پس ہے کہ محمد بن جعفر بعد از فوت عمر ابن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام مشرف گشتہ وام کلثوم را کہ باعدم کفایت ازوے اکراہ درحبالہ عمر بود تزویج نمود۔ نقل از مجالس المومنین مطبوعہ ایرانی صفحہ ۸۳ وکتاب فروع کافی کلینی صفحہ ۳۱۱ و ۳۱۲ جلد دوم۔

ثبوت ۹: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ اِمْرَأَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا اَيْنَ تَعْتَدُّ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا اَوْ شَاءَتْ ثُمَّ قَالَ بَلْ حَيْثُ شَاءَتْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لَمَّا مَاتَ عُمَرُ اَتٰى اُمَّ كُلْثُوْمٍ فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَانْطَلَقَ بِهَا اِلٰى بَيْتِهٖ نقل از فروع کافی کتاب الطلاق جلد ۲۔

ثبوت ۱۰: نبی دختر بعثمان داد وے دختر بعمر فرستاد۔ مجالس المومنین۔

ثبوت ۱۱: عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَاتَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِيٍّ وَابْنُهَا زَيْدُ بْنُ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِيْ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ کتاب تہذیب الاحکام صفحہ ۳۸۰۔

ثبوت ۱۲: کتاب النکاح شرائع الاسلام میں ہے زوج علیٌ بنتہٖ اُمَّ كُلْثُوْمٍ مِنْ عُمَرَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَامُ فِيْ تَزْوِيْجِ اُمِّ كُلْثُوْمٍ فَقَالَ اِنَّ ذٰلِكَ فَرْجٌ غُصِبْنَاهُ۔ نقل از فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔

ــــہ مضمون رشتہ داری حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعلی کرم اللہ وجہہ۔

الحاصل: میرے مخاطب مرزاجی صاحب ابتو تسلی ہوئی یا نہیں۔

جواب شیعہ مرزا احمد علی۔ یہ سب واقعات ہماری کتابوں میں جو درج ہیں ان میں کلام ہے دیکھو تمہارا عبیدہ نائی یوں کہتا ہے۔ پس اتنا ہی کہنا تھا تو جلسہ میں بے چینی شروع ہو گئی۔ اور صاحب صدر مولوی حافظ محمد شفیع مناظر اول نے کہدیا کہ اب میں جلسہ بند کرتا ہوں اور صدارت کو چھوڑتا ہوں کیونکہ اب شیعہ صاحب اپنی عداوت تبدیلی مبارکہ پر اتر آئے ہیں اور ہم مسلمان ذمہ وار ہیں۔

خادم شریعت: افسوس مرزا صاحب اگر ناموں کے معنے پر اعتراض ہے تو صلوات اور جعفر کے معنی بیان کرو۔ پس اتنا ہی تھا کہ نعرۂ تکبیر کی آواز شروع ہو گئی۔ اور جلوس اور خادم شریعت باآبرو و فتح ظفر وال سے وزیر آباد پہنچا۔

ثبوت بحث خلافت اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اگر خلافت صحابہ ثلاثہ پر گفتگو کرنی ہو تو یہ دلائل مناظر شیعہ کے پیش کر دیں اور یہ دلیلیں پیش کر کے تنقیح کریں۔ وہو ہذا۔

دلیل ۱: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ سورہ نور پارہ ۱۸ پاؤ ۴۔

دلیل ۲: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ پارہ ۵۔

دلیل ۳: لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝

۱۔ مولوی محمد شفیع صاحب نے یہ ثابت کیا تھا کہ شیعوں کا اس قرآن موجودہ پر ہرگز ایمان نہیں ہو سکتا ورنہ ہم سب ہے۔

دلیل ۱ کا ترجمہ:- وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے ہیں اچھے البتہ خلیفہ کرے گا انکو بیچ زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے ان کے دین ان کا جو پسند کیا ہے واسطے ان کے اور البتہ دیگا ان کو پیچھے ڈرنے کے امن عبادت کریں گے میری نہیں شریک لا دیں گے ساتھ میرے کچھ اور جو کوئی کفر کرے پیچھے اسکے پس یہ لوگ وہی فاسق ہیں۔ ۲۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبردار

باقی صفحہ ۴۴۰ پر

الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ سورہ شوریٰ پارہ ۲۵۔

پس ان ہر دو دلائل سے نصف النہار کی طرح ثابت ہوا کہ تمکین و امن فی الارض اصحابہ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ میں ہی رہا۔ اور ہزار ہزار مساجد و ملک اسلام میں داخل ہوئے۔ اور انکے زمانہ میں اسلام نے دور دور تک اپنی شوکت و دبدبہ غیر دینوں پر اظہار کیا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

اور بنی اسرائیلیوں کے انبیاء کی سنت پر بھی یہی لوگ مصداق ہوتے ہیں کیونکہ بنی اسرائیلیوں میں جو خلیفہ مقرر ہوتا تھا اسکی عمر ۴۰ سال کی ہوتی تھی تو اصحابہ ثلاثہ بھی ترتیب وار یکے بعد دیگرے یہ عمر پائی تو اس نعمت کے مصداق و مستحق ٹھہرے اور جب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ آخر در جبریہ عمر پائی تو اس نعمت کے مصداق اور تخت خلافت کے جانشین ہوئے اور ؎ آخر آمد بود فخر الاولین کی وراثت کے قابض و ممکن ہوئے۔

اور خلافت راشدہ بھی شوریٰ مہاجرین و انصار کے اجماع سے ہوئی چنانچہ خود حضرت اسد اللہ الغالب ان ہر دو آیات کی تفسیر فرماتے ہیں اور اپنی خلافت کی بنیاد بھی انہیں پر ڈالتے ہیں وھو ہذا۔ (خط بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) مِنْ كِتَابٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ اِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ اِلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ

ترجمہ پچھلے صفحہ سے آگے :- کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور صاحبوں حکم کے تم میں سے :- ؎ اور (وہ اجر) جو خدا کے ہاں ہی ہے بہت بہتر اور پائیدار ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ اور جب ان کو غصہ آجاتا ہے تو دوگوں کی خطاؤں سے درگذر کرتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور آپس کے مشورہ سے اپنا امیر مقرر کر لیتے ہیں اور ہم نے جو ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے

؎ اصلی امر حق علی الترتیب :- خلافت منہاج السنہ ۲ برس ۴ ماہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۱۰ برس ۶ ماہ کم پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ۱۲ برس چند یوم کم۔ پھر خلافت علی کرم اللہ وجہہ ۴ برس ۹ ماہ نقل از جامع الاصول۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان خلافت امتی ثلاثون سنۃ بایں ترتیب پورا ہوا۔ (خادم شریعت عفی عنہ)

يُرَدُّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَّسَمَّوْهُ اِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًى الخ پس اس خطبہ ممدوح سے صاف صاف ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ خلافت کمیٹی صحابہ مہاجرین وانصار سے قائم ہوئی اور ان کا یہ کام اللہ تعالے کے ہاں بھی از حد پسندیدہ ہوا بلکہ جس نے اس کمیٹی یعنی شورے سے کسی طرح انکار کیا وہ عند اللہ وعند الناس مستوجب سزا قتل وجہنم کے ٹھہرا۔ لقولہ تعالے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ پس یہ ہے سزا منکر حکم اَمْرُهُمْ شُوْرٰى کی۔

اعتراض شیعہ:۔ جناب خلافت تو اللہ تعالے نے حضرت مولا مشکل کا حق تھا اور اللہ تعالے نے ان سے ہی وعدہ کیا تھا اور وہی حقدار تھے اور رشتہ میں قریب تھے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان نے جبراً چھین لی۔

جواب از ملتانی:۔ واہ جی واہ آپ کے نزدیک تو نعوذ باللہ خداوند کریم بھی وعدہ خلافی کی عادت رکھتا ہے اور اپنے حکم اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ کو بھی یاد نہیں رکھتا اور حکم يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَنَحْلُ لِمَا يُرِيْدُ سے بھی عاجز ہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ اور معترض یاد رکھنا فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ۔

اور اگر خلافت رشتہ داری کے قریب پر ہوتی تو حضرت عباس چچا حقیقی آپ کے ہاں بہت قریبی تھے حقدار ہوتے اور افسوس کہ اگر مناظر صاحب اپنے مذہب کی کتابوں کو ملاحظہ کرتے تو اس امر کے درپے نہ ہوتے۔ خیر تو ہم اس کا فیصلہ آپ کے مذہب کی کتابوں سے دکھا دیتے ہیں وہو ہذا۔

دلیل ۸:۔ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۔ اس آیت کے ذیل تفسیر مجمع البیان صفحہ ۳۳۷ جلد ۲ میں بایں طور لکھا ہے۔

رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَلَا يَوْمًا لِعَائِشَةَ مَعَ جَارِيَةِ الْقِبْطِيَّةِ فَوَقَفَتْ حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

۵:۔ اور جو کوئی برخلاف کرے رسول کے پیچھے اسکے کہ ظاہر ہوئی واسطے اسکے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم جدھر متوجہ ہوا ہے۔ اور داخل کریں گے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بری ہے جگہ پھر جانیکی۔

لو تعلمی عائشة بذالك لوحرم مارية على نفسه ولما حرم مارية اخبر حفصة انه
یملك من بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔

دلیل ۵ : فقال ان ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم بعده ابوك فقالت من انبأك هذا
نقل از تفسیر قمی تحتی خورد تحت آیۃ واذ اسر النبی ص۲۸۶۔

دلیل ۶ :- وبقی عنده العباس والفضل وعلی واهل بیته خاصته فقال له العباس
یا رسول اللہ ان یکن هذا الامر فینا مستقرا من بعدك فبشرنا وکنت تعلم انا نغلب
علیه فاوص بنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم المستضعفون۔ اور اسی کتاب
اخبار ماتم صفحہ ۱۹۱ پر ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا عباس یا عم رسول اللہ
تقبل وصیتی وتستنجز عدتی وتقضی دینی فقال العباس یا رسول اللہ عمك شیخ کبیر
وذو عیال کثیر فاقبل علی علی فقال یا اخی تقبل وصیتی۔

اور اسکا خلاصہ کتاب جلاء العیون صفحہ ۶۹۹ و ۷۰۰ مطبوعہ لکھنؤ میں یوں مسطور ہے کہ شیخ مفید نے
روایت کی ہے کہ حضرت نے لوگوں کو رخصت کیا اور سب چلے گئے عباس اور انکے بیٹے فضل اور علی
بن ابی طالب علیہ السلام اور اہلبیت مخصوص نزدیک حضرت رسالت کے رہ گئے عباس نے کہا یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا پس ہمکو بشارت دیجئے کہ شاد ہوں
اور اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم پر ستم کریں گے اور ہم سے خلافت غصب کریں گے پس آپنے صحابہ
سے ہماری سفارش کیجئے حضرت نے فرمایا کہ تم کو بعد میرے ضعیف کر دیں گے اور تم پر غالب ہونگے
حضرت نے چشم مبارک کھول کر فرمایا کہ عم رسول خدا میری وصیت اور میری عورتوں کے حق میں قبول
کرو اور میری میراث اور میرا دین ادا کرو اور میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور مجھ بری کرو عباس نے

دلیل ۵ کا ترجمہ تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ یوسفی دہلی جلد ۲ ذیل آیۃ واذ اسر النبی کے یوں لکھا ہے کہ رسول خدا نے ماریہ قبطیہ
کو اپنے پر حرام کیا اور حضرت حفصہ کو اس راز کے پوشیدہ رکھنے کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ ایک راز
میرا اور ہے تیرے روبرو اسکو بیان کرتا ہوں کہ میرے پیچھے ابوبکر اور عمر باپ تیرا مالک اس امت کے
ہونگے اور بادشاہی کریں گے اور انکے بعد حضرت عثمان حکومت کریں گے حفصہ یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور دونوں
راز حضرت کے عائشہ کو جاکر کہہ دیئے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا سورۂ تحریم

کہا یارسول اللہ میں پیر مرد عیالدار ہوں۔ معاف فرمائیے۔ پس آپ نے امیر سے خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا اے علی تم میری میراث لو کہ تم سے مخصوص ہے اور کسی کو تم سے اس میں نزاع نہیں۔ میری وصیت کو قبول کرو اور میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور میرے قرض کو ادا کرو الخ۔

پس ان دلائل شیعہ سے خم غدیر کا خود بخود قصہ بناوٹی کا ستیاناس ہوگیا ہے ورنہ اہلبیت بوقت انتقال آپ سے خلافت کا سوال کیوں کرتے۔ خادم شریعت عفی عنہ ولکاتبہ۔

دلیل ۵:۔ کتاب حیات القلوب جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔

بسند معتبر حضرت صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول شبے در مسجد ماند چوں نزدیک صبح شد حضرت امیر المومنین داخل مسجد شد پس حضرت رسول اوراندا کرد کہ یا علی گفت لبیک فرمود بیا بسوئے من چوں نزدیک شد حضرت فرمود یا علی تمام ایں شب تو دیدی در ایں جا بسر آوردم و ہزار حاجت خود را از خدا سوال کردم و ہمہ را بر آورد و مثل آنہا را نیز از برائے تو سوال کردم و باز ہمہ را عطا کرد و سوال کردم از برائے تو کہ ہمہ امت را مجتمع گرداند بر امامت تو کہ ہمہ اقرار کنند بخلافت تو و ترا متابعت کنند قبول نکرد و ایں آیات را فرستاد الٓمٓ اَحَسِبَ النَّاسُ تا آخر آیات۔

تنقیح:۔ پس ان عبارات کتب شیعہ سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ خلافت اولی حق اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم ہی تھا ورنہ پیشتر انتقال خود نبی علیہ السلام ان کا نام لے لے کر اپنی بیبیوں کو ان کی خلافت کی خوشخبری نہ فرماتے اور حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام لوگوں کا نہ بناتے۔ چنانچہ مجالس المومنین میں ہے۔ اور اگر آپ نے خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خم غدیر میں دی تھی تو حضرت عباس چچا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے لئے بوقت انتقال کس لئے زور دیا کہ تم اس بوجھ کو بعد میرے برداشت کرو اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو کیوں بلا کر کہا اے علی میں نے آج رات ہزار با اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی سب قبول ہوئیں لیکن تیری خلافت کے لئے بھی کئی بار عرض کیا گیا مگر نہ منظور ہوا کہ وہ اس محل میں ضعیف ہیں۔

اب میرے مخاطب شیعہ صاحب سنا اور دیکھا کہیں ان روایات کو تقیہ کی آڑ میں دبا کر انصاف کا خون نہ کردیں فقط:۔

نوٹ:۔ ناظرین شائقین کو واضح رہے کہ باقی مسائل واعتراضات شیعہ کی کتاب حقیقت مذہب شیعہ ہر چہار جلد میں ملاحظہ کریں۔

کیفیت مناظرہ مابین حنفی و وہابی موضع آوان علاقہ کپور تھلہ ۵ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

زیر صدارت چوہدری فضل محمد آنریری مجسٹریٹ

اعتراض وہابی نجدی ایڈیٹر اخبار محمدی۔
ملتانی صاحب: تقلید شخصی کا واجب ہونا ثابت کریں۔
جواب ملتانی: ہاں جی لیجئے اور غور سے سنئے۔

دلیل ۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین: قال اللہ تعالیٰ والسّٰبقون الاولون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابداً ط ذٰلک الفوز العظیم ۵ پارہ ۱۱۔

دلیل ۲: یٰایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پارہ ۵/۴۔

دلیل ۳: ولو ردوہ الی الرسول والیٰ اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلا ۵ سورۃ النساء پارہ ۵۔

دلیل ۴: اتبع سبیل من اناب الیّ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

دلیل ۵ و ۶: اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا ۵
واتبعت ملۃ اٰبائی ابراھیم واسحٰق ویعقوب ۵ سورہ یوسف۔

دلیل ۷: یٰابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا ۵ سورہ مریم پارہ ۱۶۔

حاشیہ صفحہ ۴۴۳: امام غائب نبی ونائب نبی صاحب شریعت است نہ صاحب مذہب زیرا کہ مذہب نام است کہ بعض امتیاں را در فہم شریعت کشادہ شود۔ بعقل خود چند قاعدہ قرار دہند۔ کہ موافق آں قواعد استنباط مسائل شرعیہ از ماخذآں نمائند صفحہ ۲، تحفہ اثنا عشریہ کید ۲۵۔

دلیل ۸: بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ٥ سورۃ انبیاء۔

دلیل ۹: بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ۔ سورہ بنی اسرائیل۔

دلیل ۱۰: بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ سورۃ آل عمران پارہ ۳۔

دلیل ۱۱: بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا

تنقیح

ان آیات بینات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مہاجرین وانصار اور ان کے متبعین کی تقلید یعنی پیروی کرتا ہے وہ قطعی جنتی اور فوزاً عظیماً کے مصداق ہے اور آئمہ دین کی اطاعت عین اطاعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے اور اطاعت آپکی عین اطاعت خداوند کریم لایزال کی ہے اور اولے الامر ولیستنبطونہ سے مراد آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ ہیں اور یہی اصح مذہب ہے۔

اور تقلید شخصی وہ چیز ہے کہ جس کے سوا دین و دنیا کا نظام قائم رہ ہی نہیں سکتا اور تقلید شخصی تو صاحب آیت اتبع سبیل من اناب الی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وہ اپنا وجوب ثابت کر رہی ہیں اور بلند آواز سے کہہ رہی ہیں کہ جو شخص بھی کسی نیک بندے کی پیروی کرے گا وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ اس آیت میں کسی صاحب منصب کا نام نہیں لیا گیا۔ اور یہ وہ تقلید ہے جس سے ہمارے سردار سلطان الانبیاء محمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود زیر حکم خداوند کریم ہو کر اتبع ملۃ ابراھیم حنیفاً ہ کا خطاب حاصل کیا اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی حکم کے زیر چلے اور جسقدر سلطنتیں اسلامی عالم دنیا میں ہوئی ہیں سب کی سب حلقۂ تقلید میں رہی ہیں اور بروز حشر و نشر بھی اعمال صالحات وسیئات کا موازنہ بھی تقلید شخصی پر ہوگا اور اب تک کسی شخص نے تقلید شخصی سے انکار نہیں کیا اور جس نے کیا وہ ایندھن جہنم ٹھہرا۔

صدر صاحب

مولوی صاحب آپ کا وقت ختم۔

اعتراض وہابی

ان آیات کو ہم مانتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی اتباع کو ہم عین ایمان سمجھتے ہیں۔
ملتانی صاحب:۔ اول تو تقلید کے معنی بتائیں اور غیر نبی کی تقلید کا ثبوت دیں ہم ماننے کے لئے تیار ہوں
جواب از ملتانی:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر۔ نقل از ترمذی و مشکوٰۃ۔
عن حذیفۃ الیمان اقتدوا بالذین ابی بکر و عمر۔ مشکوٰۃ فصل ثانی مناقب ابوبکر الصدیق و عمر رضی اللہ عنہما۔
فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم نقل از مشکوٰۃ مناقب اصحابہ فصل ۳۔
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ رواہ مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ و مشکوٰۃ باب امارت۔
ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حض علی اتفاق اھل العلم و ما اجمع علیہ الحرمان مکۃ والمدینۃ و ما کان بھا من مشاھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمھاجرین والانصار
ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ تقلید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر مسلمان پر واجب ہے اور حضرت ابوبکر الصدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہم ہرگز نبی نہ تھے اور نہ ہی انہوں نے کبھی دعوئ نبوت کا کیا ہے اور علاوہ اسکے ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص بھی کسی صحابی کی پیروی کرے گا وہ ضرور جنت میں جائے گا اور نیز حکم ہوتا ہے کہ تم اتباع علمائے مکہ اور مدینہ کی کرنی ہوگی اور اسی پر اجماع ہو چکا ہے۔ اور جو شخص کسی امام کی تقلید سے روکے اور اس سے اسکو ہٹا دے تو وہ شخص مستوجب سزا و قتل کے ہوگا۔
اور تقلید[عہ] کے معنے اتباع و پیروی کے ہیں چنانچہ ذیل کی عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے وھو ہذا۔

عہ اور تقلید کے معنے مجازاً پیروی کرنے کے ہیں ۱۲۔

اَلتَّقْلِیْدُ اِتِّبَاعُ الرَّجُلِ غَیْرَہٗ فِیْمَا سَمِعَہٗ یَقُوْلُ اَوْفِیْ فِعْلِہٖ عَلٰی زَعْمٍ اَنَّہٗ مُحِقٌّ بِلَا نَظَرٍ فِی الدَّلِیْلِ باب متابعة اصحاب رسول اللہ حسامی مع نامی صفحہ ۸۹ حاشیہ ۵۔

آواز صدر صاحب! ملتانی صاحب! وقت ختم۔

مولوی اہلحدیث صاحب :- فرمایئے کہ اب تو اتباع یعنی تقلید غیر انبیاء کی ثابت ہوئی یا نہ ہوئی۔ اب تو مان لیجئے

جناب من! مانتا ہوں۔ صدر صاحب:- اچھا اگر تم مانتے ہو تو دستخط کر دیجئے۔ (اہلحدیث) میں دستخط ہرگز نہ کروں گا۔ میں تو دہلی کا رہنے والا ہوں۔ اور ایڈیٹر اخبار محمدی کا ہوں۔ اور امام صاحب کوئی صحابی تو نہیں تھے۔

ملتانی:- ہاں! بیشک صحابی تو نہیں۔ لیکن تابعیؓ ہونے میں بھی شک نہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص ایمان سے مجھ کو دیکھے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھے تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور امام صاحب نے کئی صحابہ کو دیکھا اور عین العلم شرح زین الحلم میں لکھا ہے کہ جو شخص امام صاحب کی اتباع کرے گا وہ ضرور جنتی ہوگا۔

وَکَانَ یَقُوْمُ کُلَّ اللَّیْلِ وَسَمِعَ هَاتِفًا فِی الْکَعْبَةِ اَنْ یَا اَبَا حَنِیْفَةَ خَلَصْتَ خِدْمَتِیْ وَاَحْسَنْتَ مَعْرِفَتِیْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلِمَنِ اتَّبَعَکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ نقل از عین العلم شرح زین الحلم ملا علی قاری صفحہ ۱۷ و ۱۸ یعنی وَکَانَ عَلٰی مَنْ ھَبَتْ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ۔

اعتراض وہابی :- جو کہ ملتانی صاحب کہہ رہے ہیں سب غلط ہے یہ تقلید دوسری صدی سے چلی ہے

ﷺ نوٹ :- امام ابوحنیفہ علیہ الرحمت بدعائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہر کوفہ میں جب کہ آپکے والد نعمان بن ثابت کی عمر ۸۰ سال کی تھی پیدا ہوئے اور اس شجرہ سے منسلک ہوئے اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور بعض نے یوں لکھا ہے۔ نعمان بن ثابت بن زوطی اصل نام طاؤس بن یحییٰ بن زید بن راشد انصاری۔ امام صاحب نے حضرت انس جن کی عمر ۹۳ سال اور سہیل بن سعد جن کی عمر ۹۱ سال اور ابو الطفیل بن عامر بن واثلہ جن کا انتقال یکصد ہجری میں ہوا پس ان کی اور چند اصحابیہ کی امام ممدوح نے آغاز جوانی میں ملاقات فرمائی اور پکے تابعی ہوئے اور اس حدیث صحیح کے مصداق ہوئے۔

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ (ترمذی) مشکوٰۃ مناقب اصحابہ فصل ۲۔

پہلے اسکا کہیں نام ونشان نہ تھا چنانچہ عقد الجید وغیرہ میں ہے۔
جواب از ملتانی :- یہ وہ مذہب نہیں جسکو تو بگاڑ سکے۔ کدھر ہے خیال تیرا اتنی تیری مجال نہیں۔ مولوی صاحب عقد الجید میں تو تقلید شخصی کو مصلحت عظیم اور اس سے انکار کنندہ کو مفسد اور خارج از اہلسنت وجماعت سے گنا ہے۔
ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ وفی الاعراض عنھا کلھا مفسدۃ کبیرۃ ص۳۱۔
اور صفحہ ۳۳ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاھب الحقۃ الا ھذہ الاربعۃ کان اتباعھا اتباعا السواد الاعظم والخروج عنھا خروجا عن السواد الاعظم اور واقعی انتظام تقلید شخصی کا پورے طور دوسری صدی میں ہوا اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تقلید پہلے نہ تھی جیساکہ خود شاہ صاحب نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور یہ مسئلہ بھی الانصاف کہ صفحہ ۵۹ پر ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ امام بخاری جیسوں کو بھی سوائے تقلید شخصی کے چارہ نہ رہا۔ اور اس فضل الہی سے انکار محال ہے۔
اور تفسیر احمدی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۹۱ میں لکھا ہے کہ صحابہ کبار بھی ایک دوسرے کی تقلید کے سوا نہیں چلتے چلتے تھے۔ وھو ھذا۔
لان الاصحابۃ یقلدون عن معاویۃ مع ان الحق کان لعلی فی نوبتہ والتابعین کانوا یقلدون من حجاج مع انہ کان سلطانا جائرا۔ اور نیز اسی تفسیر صفحہ ۵۳۶ میں ہے قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربعۃ فلا یجوز الاتباع لمن حدث مجتھد اللھم اور غنیہ صفحہ ۴۳۹ مطبوعہ اسلامیہ لاہور میں خود حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بایں الفاظ امام احمد حنبل کا مقلد ہونا تحریر فرماتے ہیں۔
قال الامام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی واماتنا علی مذھبہ اصلا وفرعا وحشرنا فی زمرتہ الخ اور علاوہ اسکے پیشوا غیر مقلدین وحید الزمان صاحب کے کتاب نزل الابرار جلد ا صفحہ ۷ میں یوں لکھا ہے۔
لابد للعامی من تقلید مجتھد او مفتی اور کتاب صراط مستقیم صفحہ ۸۷ فارسی مطبوعہ میرٹھ مترجم

صفحہ ۶، میں مولوی اسمٰعیل قتیل تمہارے مقتداء بایں الفاظ تحریر کرتے ہیں۔ در اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است۔ آواز صدر صاحب۔

مولوی ملتانی صاحب: آپ اس مسئلہ کو چھوڑیں۔ نمبر دوم فرقہ ناجیہ پر بحث کریں۔

جواب ملتانی: اچھا حضرت۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ حاضرین جلسہ یاد رکھیں کہ ہم ہی لوگ اہلسنت وجماعت فرقہ ناجیہ وَمَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ کے مصداق ہیں اور یہ فرقہ وہابیہ غیر مقلدین ہرگز فرقہ ناجیہ نہیں بن سکتے کیونکہ انکے عقائد ومسائل خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف پر ہیں۔ چنانچہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال لانا بیل وگدھے کے خیال سے نہایت بدتر ہے۔ دیکھو کتاب صراط مستقیم ظلمات بعضہا فوق بعض صفحہ ۹۵ مطبوعہ میرٹھ۔

از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ وخر است۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کیا مخاطب ایمان سے کہیے اس میں توہین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہیں پائی جاتی کیا یہ الفاظ حضور کے شان اقدس میں کہنے جائز ہیں۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نماز میں لانا تو رنڈی زانیہ وگدھے و بیل سے بدتر ہے تو پھر صاحب تقویۃ الایمان میں صفحہ ۶۰ میں لکھتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیئے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں اور یہ مخلوق، بڑا ہو یا چھوٹا ہو اللہ کے شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کہتا ہے کہ میری لاٹھی نبی سے اچھی ہے اور اگر مجھے طاقت ہوتی میں ان کے روضے کو ملیا میٹ کر دیتا اور جن کا نام محمد و علی ہیں ان کو کچھ اختیار نہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ اپنی ترک اسلام صفحہ ۲۳ مطبوعہ امرتسر صفحہ ۱۹۲ میں یوں لکھا ہے۔ اگر کوئی سچی توبہ کرے تو خدا نہ بخشے تو سمجھو کہ ہمارے ہاں بنئے بقالوں سے کہیں بڑھ کر کنجوس اور سخت دل ہوگا۔ من عینہ۔ اور وحید الزمان صاحب غیر مقلد حاشیہ قرآن آیۃ الکرسی پر لکھتے ہیں کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے کرسی پر پاؤں رکھے ہوئے ہیں۔ کرسی چرچر کرتی ہے اور وحید الزمان یہ بھی لکھتا ہے کہ صحابہ نا بعد فاسق تھے۔ کتاب نزل الابرار جلد ۳ صفحہ ۹۴ میں ملاحظہ کریں۔

پس کیا ناظرین انصاف فرمائیں گے کہ ایسے لوگ بھی ناجی کہلانے کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں
(آواز صدر وقت ختم)

اعتراض وہابی:۔ ہم ایسے لوگوں کو نہیں مانتے اور خود احناف کی کتابوں میں ایسے واہی تباہی سے مسائل ہیں جو بیان کرنے سے شرم آتی ہے۔ یہ میرے سامنے ہدایہ وشامی وقاضی خاں پڑا ہے ان میں لکھا ہے کہ جو شخص کہ محرمات ابدی کے ساتھ نکاح کرکے وطی کرے تو اس پر کوئی حد یعنی سزا نہیں اور مشت زنی کرنے میں کوئی عیب نہیں وغیرہ وغیرہ۔

جواب از ملتانی:۔ واہ جی واہ سچ ہے ؎

ہرگز نہ ہوئے مولوی عالیجناب کرم گو چاٹ بیٹھے ساری سیاہی کتاب کی

مولوی معترض صاحب:۔ جی یہ کہاں لکھا ہے کہ ماں وبہن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ یہاں تو لکھا ہے کہ اگر کسی نالائق نے ایسا کام کیا تو اسکو حد سو درہ یا اسی درہ نہ مارا جائے بلکہ اسکو قتل کیا جائے چنانچہ اسی عبارت کے ذیل میں باریک لفظوں میں دیکھ لیجئے اور جو قاضیخاں وشامی نے مشت زنی کی نسبت لکھا ہے نہ محض تمہارے مذہب کا مسئلہ ہے چنانچہ مطبوعہ شاہجہانی میں محدث صدیق خاں صاحب دہلی مشت زنی کو واجب لکھتے ہیں بالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزے از جمادات مندوب است بلکہ گاہے گاہے واجب گردد۔ اور صاحب نزل الابرار جلد ۲ صفحہ ۴ نیز اسکو جائز لکھا ہے۔ اور اسی جلد صفحہ ۷۶ میں اپنی عورت کے ہاتھ سے مشت زنی کروانا جائز باکراہت لکھا ہے اور جلد اول میں لکھا ہے کہ منی پاک ہے وَالْمَنِیُّ طَاهِرٌ سَوَاءٌ رَطْبًا اَوْ یَابِسًا مُغَلَّظًا اَوْ غَیْرَ مُغَلَّظٍ وَ غَسْلُهٗ اَزْکیٰ وَاَنْقیٰ اور اسی کتاب جلد ۳ صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسق وفاجر تھے اِنَّ مِنَ الصَّحَابَةِ مَنْ هُوَ فَاسِقٌ كَالْوَلِیْدِ وَ مِثْلُهٗ یُقَالُ فِیْ حَقِّ مَعَاوِیَةَ و عمرو و مغیرہ و سمرہ اور اسی کتاب جلد ۵ صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ کا قول وفعل حجت نہیں اور ایسا ہی ان کے وزیر اور مشیروں کی عدالت غیر معتبر ہے۔

وَاَمَّا الْمَعَاوِیَةُ فَلَیْسَ قَوْلُهٗ وَفِعْلُهٗ حُجَّةً حَیْثُ صَدَرَتْ عَنْهُ اَقْوَالٌ وَاَفْعَالٌ تَخْتَلُّ بِعَدَالَتِهٖ وَ عَدَالَتِ عمرو بن العاص وزیرہ و مشیرہ۔

میرے مخاطب صاحب سنا اور اپنے گھر کا پتہ چلا اور اپنے ڈھول کا پول کھلا اور دستی مشین کے چلا

کا علم ہوا۔ ہاں اگر اس سے زیادہ اپنے گھر کی حقیقت کا پتہ لینا ہو تو خادم شریعت کے دفتر سے کتاب سیف الابرار علیٰ الف الاشرار منگا کر مطالعہ کریں اور چپنی میں پانی ڈال کر خود نہائیں یعنی ڈوب مریں۔ فقط

آواز صدر:۔ وقت مناظرہ ختم

فیصلہ منصف

ہم نے آج مؤرخہ ۱۸ اسوج ۱۹۸۰ء بکرمی بوقت بارہ بجے دوپہر بر موقعہ مناظرہ فرقہ مقلدین وغیر مقلدین موضع آوال تحصیل بھولتھ ریاست کپور تھلہ بادائیگی فرائض خود برائے حفظ امن پہنچکر فرقہ مقلدین میں سے سید محی الدین ولد سید نواب شاہ سکنہ آوال اور غیر مقلدین میں سے عطا محمد ولد مقبول شاہ سکنہ آوال ذمہ داران مدعوعان مناظرین سے مچلکہ برائے حفظ امن مبلغ ایک ایک ہزار روپیہ لے کر اجازت مناظرہ دی۔ فریقین نے برضا مندی خود مجھے ثالث وصدر منتخب کیا اور مندرجہ سوالات تحت مباحثہ فریقین مقرر ہو کر مجلس مناظرہ بعد از نماز مغرب بوقت ۸ بجے شام منعقد ہوئی۔

عـ^{الف}:۔ بذمہ فرقہ غیر مقلدین کے اپنے آپ کو فرقہ اہلسنت وجماعت میں انہی کی کتابوں سے داخل ہونا ثابت کریں گے اور فرقہ مقلدین اہلسنت وجماعت فرقہ غیر مقلدین ہی کی کتابوں سے تردید کرینگے۔

عـب:۔ بعدہٗ فیصلہ مسئلہ اعتقادیہ منت غیر اللہ حلال ہے یا حرام پر مباحثہ ہوگا۔

عـت:۔ بعد ازاں مسجدوں میں غیر اللہ کا ورد جائز ہے یا نہیں زیر مباحثہ آئے گا۔

فرقہ مقلدین اہلسنت وجماعت کی طرف سے مناظر مولوی محمد نظام الدین صاحب ملتانی وذیر آبادی اور فرقہ غیر مقلدین کی طرف سے مناظر مولوی محمد صاحب دہلوی مندرجہ بالا سوالات پر برائے مناظرہ کھڑے ہوتے اور مناظرہ شروع ہوا۔ اول مولوی محمد نظام الدین صاحب مناظر اہلسنت وجماعت نے اعلان مناظرہ کیا۔ اور مناظر صاحب غیر مقلدین سے سوال عـالف کا ثبوت طلب کیا لیکن مناظر صاحب غیر مقلدین اصل مسئلہ سے تجاوز کر کے مسئلہ تقلید پر بولتے رہے۔ باوجود اصرار کے کہ آپ اصل سوال الف کا ثبوت دیں وہ مسئلہ تقلید پر ہی اڑے رہے۔ جس پر مناظر صاحب اہلسنت وجماعت نے مسئلہ تقلید پر تقریر کی اور تقلید آئمہ مجتہدین کا وجوب قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیا۔ جسکو مناظر صاحب غیر مقلدین اور پبلک نے تسلیم کر لیا۔ بعد ازاں اصل مسئلہ سوال عـالف پر مناظرہ کا حکم دیا گیا۔ لیکن مناظر صاحب غیر مقلدین اپنے آپ کو اپنی کتابوں سے اہلسنت وجماعت ہونا ثابت کرنے سے قاصر رہے۔ اور مناظر صاحب اہلسنت وجماعت نے غیر مقلدین ہی کی کتابوں سے ان کو دائرہ اہلسنت وجماعت سے

خارج ہونا بدلائل قویہ ثابت کر دیا جس پر مناظر صاحب اہلسنت وجماعت نے خوش اسلوبی سے بدلائل قاطعہ جواب دیا۔ مناظر صاحب غیر مقلدین بجائے اسکے کہ وہ اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت ہونا ثابت کرتے فضول نکتہ چینیوں پر اتر آئے جو کہ ہمارے خیال میں مخرب اخلاق ونقص امن کا باب اول تھیں۔ اسلئے مناظرہ بوقت ایک بجے شب بند کرا دیا گیا۔ ہم مورخہ ۱۹ اسوج ۸۰ء بوقت ۸ بجے صبح بحیثیت ثالث وصدر فیصلہ بخلاف فرقہ غیر مقلدین کے وہ اپنے آپ کو مطابق سوال الف کے اپنی کتابوں سے اہلسنت وجماعت ہونا ثابت نہیں کرسکے بحق اہلسنت وجماعت کو فرقہ غیر مقلدین کو مطابق سوال الف دائرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ان کی کتابوں سے بدلائل قویہ ثابت کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

بعدازاں مولوی محمد نظام الدین صاحب مناظر اہلسنت وجماعت نے غیر مقلدین سے مجالست و موانست اور مساجد اہلسنت وجماعت میں ان کے نماز پڑھنے پڑھانے وغیرہ کی ممانعت کی تاکید فرمائی۔ ہم نے علماء صاحبان فریقین کو ۹ بجے صبح رخصت کرکے عام مجمع کو انتشار کا حکم دیا۔ مناظرہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

مورخہ ۱۹ اسوج ۸۰ء

دستخط چوہدری فضل محمد خاں آنریری مجسٹریٹ وصدر مجلس مناظرین وغیر مقلدین موضع آواں تحصیل سولہتہ ریاست پٹیالہ۔

سوال:۔ از جانب مولانا مولوی مسعود صاحب ازالہڑ ضلع سیالکوٹ۔

آجکل فرقہ وہابیہ نے یہ فساد برپا کر رکھا ہے کہ حنفی کہلانا حرام ہے اسکا کوئی ثبوت نہیں اہلحدیث کہلانا چاہیے۔ لہذا مہربانی فرماکر اسکا جواب دیں۔ فقط۔

ے توبہ نامہ:۔ میں محمد ابراہیم ولد کریم بخش ساکن تلونڈی سپاہی ہل اجنالہ کا ہوں۔ جو مناظرہ یکم اپریل ۱۹۳۴ء کو مابین فرقہ وہابیہ حنفیہ یارسول اللہ کے جواز وعدم جواز پر واقع ہوا۔ میں نے اس مناظرہ کو سنا اور حق مجھ کو حنفیہ کی زبان سے ثابت ہوا اب میں دانستہ باطل مذہب یعنی فرقہ وہابیہ میں رہنے کو گناہ سمجھتے ہوئے مولانا مولوی محمد نظام الدین صاحب ملتانی و مولوی محمد حسین کے ہاتھ پہ توبہ کرتا ہوں اور اب وہابی مذہب سے بیزار ہوں مجھے حنفی بھائی مذہبی رو سے حنفی شمار کریں اور میرے نزدیک وہابی مذہب ہزار مرتبہ نعوذ باطل ہے۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ مولوی صاحبان نے مجھے گمراہ فرقے کے جال سے نکال لیا ہے۔ تمام حنفی بھائی میرے لئے استقامت الی مذہب حنفیہ کی دعا فرمادیں فقط والسلام۔ گواہ شد رنگعلی بقلم خود۔ گواہ محمد حسین مدرس اول مدرسہ عربیہ نور پور ضلع ۔ گواہ شد امانت علی بقلم خود۔

جواب: حنفی کہلانا چاہیئے کیونکہ جو حنفی ہو گا اس میں وصف حقیقی اہلحدیث کی بھی آجاتی ہے اور خدا وندکریم نے تمام انسانوں کو ملت حنیف پر ہی پیدا فرمایا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام و اصحابہ کرام و اولیاء عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی ملت و دین و مذہب پر تھے اور امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ نے بھی اسی ملت پر پورا پورا قبضہ کیا تو انکی وصف کنیت خودبخود ابو حنیفہ ہو گئی اور اس سے کسی فرد نے انکار نہیں کیا مگر جس پر شیطان لعین نے اپنا تسلط و قبضہ کر لیا اور یہ وہ دین و مذہب و ملت حنیف ہے جسکو خداوندکریم و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی عزت وشان سے بیان فرماکر اسکے متبعین کو لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا سرٹیفکیٹ عطا کیا اور مذہب اہلحدیث کا شرعًا کوئی اصل نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی اہل زمانہ نے اسلامی فرقوں میں کسی وصف نیک کے ساتھ فرقہ اہلحدیث گذاری اور حنفی کہلانا اور حنفی ہونا تو ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہو ہذا۔

دلیل ۱: قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (پ ۴ ع)

حَنِيْفًا حَالٌ مِنَ الْمِلَّةِ حَقِيْقَةً ۔

دلیل ۲: وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۔۔۔ حَنِيْفًا حَالٌ مِنَ الْمِلَّةِ حقيقة (پ ۵ ع ۱۵ سورۃ النساء)

دلیل ۳: ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔

حَنِيْفًا حَالٌ مِنَ الْمِلَّةِ حَقِيْقَةً ۔ (پ ۱۴ ع ۲۲ سورت نحل)

دلیل ۴: اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

اَيْ كُوْنِيْ عَلٰى دِيْنِ الْحَنِيْفِ (پ ع ۱۵)

دلیل ۵: وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ ۔ (پ ۳۰)

دلیل ۶: حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (پ ۱۷ ع ۱۰ سورۃ حج)

---

۱ ترجمہ: کہ اے رسول اے صاحب قرآن سچ کہا اللہ نے پس تابعداری کرو تم مذہب حنیف ابراہیم کی اور نہ تھا وہ مشرکین سے۔ حنیفا حال ہے ملت سے از روئے حقیقت کے اسے حال ہونے ملت کے حنیف۔

۲ ترجمہ: کون نیک تر ہے باعتبار دین کے جس نے منہ دھرا اللہ کے حکم پیا اور تابعداری کی مذہب حنیف ابراہیم کی اور پکڑا ہے اللہ نے ابراہیم کا خلیل۔ حنیف حال ہے ملت سے از روئے حقیقت کے یعنی حال ہونے ملت کے حنیف۔

باقی اگلے صفحہ پر

دلیل ۷:۔ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ــــ حَنِيْفًا حَالٌ مِنَ الْمِلَّةِ حَقِيْقَةً ط

دلیل ۸:۔ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

اور علاوہ ان دلائل کے حدیث قدسی میں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ فطرت ہی تمام انسانوں کی ملت حنیفہ پر تھی لیکن ابلیس نے بعض آدمیوں کو اس سے پھیر دیا اور جہنمی بنا دیا وہو ہذا۔ حدیث قدسی:۔ وَاِنِّیْ خَلَقْتُ عِبَادِیْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيْطَانُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ۔ الحدیث مسلم ومشکوٰۃ باب تغیر الناس سے آگے جو باب ہے اسکی فصل اول میں یہ حدیث درج ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ اور اہلحدیث کی نسبت حضرت امام اعمش استاد امام بخاری کے فرماتے ہیں مَا فِی الدُّنْيَا قَوْمٌ شَرٌّ مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ　صفحہ ۱۲۹ دنیا میں کوئی قوم زیادہ شرارتی اصحاب اہلحدیثوں سے نہیں ہے۔ اور آگے اسی کتاب کے صفحہ میں ہے لَوْ كُنْتُ لِیْ اَكْلَبُ كُنْتُ اَرْسَلْتُهَا عَلٰى اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ صفحہ ۱۲۹ کتاب شرف اصحاب الحدیث مصنف ابی بکر احمد بن علی خطیب حافظ البغدادی متوفی

پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اپنے آپ کو مذہب حنفی کی طرف منسوب کرنا چاہیئے اور حنفی کہلانا چاہیئے اور اہلحدیث وغیرہ فرقوں میں نام زد نہ کرنا چاہیئے اور خاص کر فرقہ اہلحدیث تو اس عتاب الٰہی کے مورد ہو چکا ہے۔ چونکہ یہ لوگ جو آیات کفار کی نسبت نازل ہو چکی ہیں یہ لوگ ان کو بزرگان دین پر چسپاں کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتابیں ان پر ہی شاہد ہیں۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ

پچھلے صفحہ سے آگے:۔ ۷ ترجمہ:۔ پھر وحی بھیجا ہم نے طرف تیری یہ کہ تابعداری کر تو مذہب حنیف کی۔ حنیف حال ہے ملت سے از روئے حقیقت کے یعنی حال ہونے ملت کے حنیف:۔ ۸ حنیف مذہب ہو کر خالص اللہ کی عبادت کرو:۔ ۹:۔ یعنی اے مسلمانوں حنفی مذہب ہو کر اللہ کی عبادت کرو اور مت شرک کرو ساتھ اسکے۔

احناف جمع حنفی کی ہے۔ اور حنفاء جمع حنیف کی ہے۔ اور حنیف کو حنیفی اور حنفی پڑھنا جائز ہے جیسا کہ مدینہ کو مدنی کہا جاتا ہے۔ ۱۲

فِی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔ حررہٗ خادم شریعت۔

سوال وہابی: کیا غیر اللہ سے مدد مانگنی جائز ہے۔

جواب حنفی: ہاں جائز ہے چنانچہ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ پ۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی پ۳۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ سورت صف ۲۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ سورت محمد ۵۔ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ سورۃ انفال۔ فَلَمَّا اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ سورۃ آل عمران۔

پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مدد طلب کرنا غیر اللہ سے جائز ہے بشرطیکہ ان کو معاون حقیقی تصور نہ کرے۔ فقط والعلم عند اللہ۔ حررہٗ خادم شریعت۔

سوال مرزائی: کیا مرزا صاحب نبی ظلی و بروزی تھے۔

جواب حنفی: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جو شخص دعوئے نبوت کا نئے سر سے کرے وہ کافر مفتری وجہنمی ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ نبوت ختم ہے۔ ہاں البتہ عالم فاضل مجدد غوث قطب ہادی مہدی متبع نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوکر تا انتظام عالم تک آتے رہیں گے جنکے ذریعہ سے تبلیغ اسلام ہر سو ہر فرد کے کانوں تک پہنچتی رہے گی اور قلب مومنین انوار تجلیات الٰہیہ سے اپنے اپنے مقامات کو مشاہدہ فرماتے رہیں گے لیکن یاد رکھنا کہ خاتم الانبیاء صاحب جامع کمالات والبرکات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی کا آنا محال ہے۔ چنانچہ ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ[1]۔ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا سورۃ مائدہ۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ لِقَوْلِہٖ

---

[1] خاتم معنے ختم بنزدیک مرزا صاحب: میرے بعد میرے والدین کے گھر کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا میں ان کے لئے خاتم اولاد تھا۔ نقل از تریاق القلوب صفحہ ۲۷۹۔

تعالیٰ وما ارسلنک من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ لقولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ سورت نساء۔ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس پارہ ۲۔ لقولہ تعالیٰ لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان ؁ سورہ حدید فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ وانا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ ؁ سورہ نساء وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی ؁۔

پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل اور اکمل نبی آچکے ہیں تو پھر کامل اور اکمل کے بعد ناقص کا آنا کونسی عقل ہے اور خود مرزا لکھتا ہے من نیستم وبنیاوردہ ام کتاب۔ اور ازالہ اوہام تختی کلاں وتختی خورد صفحہ ۷۶۱ خود مرزا لکھتا ہے کہ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بواسطہ جبرائیل ملتا ہے۔ اور باب نزول مرسل پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ بعینہ عبارت ازالہ اوہام تختی کلاں صفحہ ۲۱۴ تختی خورد صفحہ ۷۶۱۔ اور اسی طرح کتاب انجام آتھم صفحہ ۲۷ میں ہے ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی اور رسول فھو کافر کذاب اور شہادت القرآن صفحہ ۲۸ میں یوں لکھتے ہیں کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔ اور ایسے ہی تریاق القلوب صفحہ ۳۲۵ میں ہے کہ میرا منکر کافر نہیں چونکہ میں ایک ملہم ہوں۔ انبیاء کا منکر کافر ہوتا ہے اور مرزا لکھتا ہے ؎

ہست اوخیر الرسل خیر الانام ہر نبوت رابروشد اختتام

پس ان عبارات مرزا سے خود واضح ہوا کہ جو شخص بعد خاتم الانبیاء کے دعوت نبوت کرے وہ خود کافر و دجال و مفتری ہے۔ لہٰذا مرزا ان الفاظ کے مصداق ہوا۔ اور چند کذب مرزا کذاب کے بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین خود موازنہ کریں کہ مرزا کس نمبر کا کذاب تھا۔ وھو ہذا۔ کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱ میں بایں الفاظ مسطور ہے کہ خدا کا قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مرگیا ہے اور اسکی قبر سری نگر کشمیر میں ہے اور اسی طرح کتاب کشتی نوح صفحہ ۵ سطر اول پر مرقوم ہے کہ قرآن مجید میں بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں

یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی اور بعینہ تریاق القلوب برحاشیہ صفحہ ۱۸ پر موجود ہے کہ احادیث نبویہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ مسیح موعود حارث کہلائے گا یعنی زمیندار اور زمینداری کے خاندان سے ہوگا۔ کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۱ پر ہے کہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا سو وہ میں ہوں۔

من عینہ نقل از کتاب اربعین ۳ صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر چھپا ہے کہ ضروری تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اسکو کافر قرار دیں گے اور اسکے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اسکی سخت توہین کی جائے گی اور اسکو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہیں مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔

من عینہ کتاب شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱ پر تحریر ہے کہ وہ خلیفہ جسکی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکے لئے آواز آئے گی ھذا خلیفۃ اللہ المھدی۔ آپ سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو اسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے جسکا نام بخاری ہے۔

ناظرین انصاف کریں کہ کس حدیث صحیح میں ہے قبر کشمیر میں ہے۔ پس ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا اپنے دعوے میں خود جھوٹا تھا کیونکہ نہ تو کسی حدیث صحیح میں قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کشمیر میں ہونے کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے زمانے میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے زمیندار ہونے کا بیان ہے اور نہ ہی کہیں یہ لکھا ہے کہ اسکو مسلمان لوگ اسکے قتل کے فتوے دیں گے اور اسکی توہین کریں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دائرہ اسلام سے خارج کہیں گے۔ اور نہ ہی بخاری شریف میں ھذا خلیفۃ المھدی لکھا ہے۔

ناظرین یہ مرزا آنجہانی کے افتراء وکذبات ہیں۔ اگر کوئی مرزائی یہ کلمات پیش کر دے دیکھا دے تو یکصد روپیہ انعام حاصل کرے۔ اور علاوہ اسکے خود مرزا آنجہانی اپنی کتاب آئینہ کمالات صفحہ ۲۸۸ میں لکھتا ہے کہ ہمارے صدق وکذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں ہو سکتا۔ اور چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۲ میں لکھتا ہے کہ جب کوئی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اعتبار نہیں رہتا۔ پس میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا کی یہ سب باتیں جھوٹی ہیں۔ لہٰذا کذاب و دجال ٹھہر

اگر کسی مرزائی کو شک ہو تو مرد میدان بن کر ان سب باتوں میں سے اسکی ایک بات ہی صحیح کردے اور علاوہ اسکے کتاب قہر یزدانی بر قلعہ قادیانی میں نیز حیات وممات حضرت علیہ السلام پر بدلائل قاطعہ پوری پوری بحث کی گئی ہے۔

سوال:۔ جس شخص کی لڑکی بالغ ہو جائے اور وہ نکاح نہ کرے اور وہ لڑکی ناجائز کسی سے تعلق رکھے تو اسکا وبال کس پر ہوگا۔

جواب:۔ اسکے والد پر اسکا وبال اور گناہ ہوگا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے اور بارہ سال اسکی عمر ہو جائے تو نکاح کر دیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے عَنْ اَبِیْ سعید و ابن عباس قالا قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ وَعَنْ عمر ابن الخطاب قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التوراۃ مکتوبٌ من بلغت اِبْنَتُہٗ اِثْنَیْ عشرۃ سنۃً ولم یزوجھا فاصابت اثمًا فاثم ذٰلک رواھما البیھقی فی شعب الایمان۔ یعنی حضرت ابو سعید و ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جب کسی گھر میں لڑکا پیدا ہو تو چاہیئے کہ اسکا نام اچھا رکھے اور اسکو طریقے ادب وتہذیب کے سیکھائے اور جب جوان ہو جائے تو شادی کر دے اور اگر باوجود قدرت کے شادی نہ کی اور اس نے گناہ کیا تو اسکا وبال وگناہ اسکے والد پر ہوگا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ کتاب توراۃ میں لکھا ہے کہ جب لڑکی کی عمر بارہ برس کی ہو تو اسکی شادی کر دی جائے۔ ورنہ جو گناہ وہ کریگی اسکے گناہ کا ذمہ دار اسکا والد ہوگا۔ پس ان دلائل سے صاف صاف ثابت ہوا کہ نوجوان لڑکی کو بلا عذر شرعی گھر میں بٹھانا حرام ہے جیسا کہ آجکل جہلاء میں رسم ورواج ہے کہ اپنی لڑکیوں بالغہ کو اپنے گھروں میں بٹھا رکھتے ہیں۔ نعوذ باللہ وہ بدفعلی میں آمادہ رہتی ہیں۔ فقط وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ فَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ۔

(حررہٗ خادم شریعت)

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ آجکل بعض عورتیں جو نافرمان ہو کر خاوند کے گھر سے نکل جاتی ہیں اور بدفعلی یعنی زناہ وغیرہ کرتی پھرتی ہیں تو ان کے گناہ کے ذمہ دار ان کے خاوند ہوتے ہیں یا کہ وہ خود اور ایسی عورتوں کو زانیہ ہونے کی وجہ سے طلاق دینا واجب ہے یا

یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ السائل خاکسار خان محمد خطیب جامع مسجد چک ۳۹

الجواب: صورت مذکور میں وہ عورت اگر بے فرمان ہو کر کہیں چلی جائے اور ناجائز کام کرتی پھرے تو ان گناہوں کا بوجھ اسی عورت کے ذمہ ہوگا۔ ہاں اگر اسکے گھر میں رہ کر ایسا کام کرے اور اسکو علم بھی اس امر کا ہو اور وہ خوش وچپ رہے تو دیوث ہے اور اسی کے ساتھ کا ہے۔ اور بدکاری کی وجہ سے عورت کو طلاق دینا شرعاً واجب نہیں۔ ہاں اگر دونوں حدود اللہ سے ڈریں تو پھر کوئی خوف نہیں۔ چنانچہ درمختار شرح غایۃ الاوطار جلد ۲ کتاب النکاح صفحہ ۱۲ میں بایں طور مسطور ہے لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا یجب علیہا تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس ان یتفرقا الخ یعنی واجب نہیں مرد پر طلاق دینا بدکار عورت کا بدکاری زناہ سے ہو یا ترک فرائض وغیرہ سے ہو اور نہیں واجب عورت پر اپنا اخلاص کرانا مرد بدکار سے۔ مگر اسوقت جب دونوں ڈریں کہ اقامت احکام الٰہی کی نہ کرسکیں گے تو کچھ مضائقہ نہیں دونوں کی جدائی میں الخ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری عورت کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں ٹالتی یعنی زناہ سے۔ حضرت نے فرمایا طلاق دے اسکو اس نے کہا کہ وہ خولصورت ہے میں اسکو چاہتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنا مطلب نکال اس سے یعنی نہ طلاق دے اسکو صحبت میں رکھ کذا فی حاشیہ المدنی۔ اور اس مضمون کی حدیث ابوداؤد ونسائی میں بھی موجود ہے۔ من عینہ اور کتب فقہ میں مسطور ہے کہ جب عورت بے فرمان ہو کر خاوند سے چلی جائے تو اسکا نان ونفقہ مرد کے ذمہ نہیں رہتا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اس پر تمام فرشتے لعنت کرتے ہیں تاوقتیکہ وہ خاوند کے گھر واپس نہ آئے۔ اور اسکو راضی نہ کرے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ ولکاتبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسائل ذیل میں (۱) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنے حج کئے (۲) جمعہ پہلے کہاں قائم فرمایا (۳) کفار سے جنگ کتنے کئے۔ بینوا توجروا۔

المرسل خاکسار خان محمد قادری سروری چک نمبر ۴۰۸ علاقہ سمندری

الجواب: بیشک نزدیک محققین احباب سیر ۳ حج آپ کی ذات والاصفات احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کئے چنانچہ کتاب نثر الجواہر میں بایں طور مسطور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد فرض شدن حج یک حج کردہ واین را حجۃ الوداع گویند وقبل ازاں دو بار حج کردہ الخ اور کہا بعض مورخین نے

کہ چھ ہجری میں حج کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور اسکے لئے شرط مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا مقرر ہے۔
جواب ۲ :- جمعہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص شہر مدینہ طیبہ بنی سالم بن عوف کے ہاں پہنچکر قائم فرمایا چنانچہ کتاب تاریخ میں ہے اور خاص کر فرقہ غیر مقلدین کا پیشوا علامہ ابن قیم نے زاد المعاد جلد اول صفحہ ۱۰۱ میں بایں طور لکھا ہے فادرکتہ الجمعۃ فی بنی سالم ابن عوف فصلھا فی المسجد الذی فی بطن الوادی و کانت اول جمعۃ صلّٰھا بالمدینۃ وَذٰلِکَ قبل تاسیس مسجدہ اور علامہ شوکانی نیل الاوطار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جمعہ مکہ معظمہ میں فرض ہوچکا تھا لیکن بوجہ غلبہ کفار کے پڑھا نہ گیا۔ اور امام بخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ آپ برابر چودہ روز قبا میں رہے لیکن آپ نے وہاں جمعہ نہ پڑھا چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے حدثنا انس بن مالک قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم المدینۃ نزل فی علو المدینۃ فی حیّ یقال لھم عمرابن عوف قال فاقام فیھم اربع عشرۃ لیلۃ :۔ الحدیث، اور صاحب ترمذی صفحہ ۶۸ میں ارقام فرماتے ہیں کہ آپ نے اصحاب قبا کو حکم دیا کہ تم کو مدینہ میں حاضر ہوکر جمعہ ادا کرنا ہوگا وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَرَنَا صلی اللہ علیہ وسلم ان تشھد الجُمُعَۃَ من قباء الحدیث۔
جواب ۳ :- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن غزووں میں شمولیت رہی ہے وہ باختلاف روایات ۱۹ انیس غزوات تھے اور جن میں آپ کی شمولیت نہیں پائی گئی وہ بے شمار ہیں۔ دیکھو کتاب مدارج النبوۃ و قرۃ العیون و مواہب وغیرہ وغیرہ۔ فقط
حررہ خادم شریعت عفی عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جسکے ساتھ دودھ پیا جائے انکے ساتھ نکاح آپس میں بالاتفاق حرام لیکن ان کے دوسرے بھائی اس سے نکاح کرسکتے ہیں یا کہ نہیں اور رضاع کا مسئلہ مختصر تحریر فرماویں تاکہ ہم لوگ جلدی سے سمجھ لیا کریں۔ بینوا توجروا۔
السائل محمد شریف امام مسجد پنڈی دوتھراں تحصیل پھالیہ

الجواب :- بیشک جائز ہے نکاح کرنا رضاعی بھائی کی ہمشیرہ سے دوسرے بھائیوں کا یعنی ان میں سے جو چاہے اس سے نکاح کرے چنانچہ فتاوے عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۶ میں بایں طور مسطور ہے وَتَحِلُّ اُخْتُ اَخِیْہِ

عہ غزوات وہ ہوتا ہے جس میں خود تشریف لے جاتے اور جس میں یاروں واصحابوں کو بھیج دیا کرتے وہ سریہ کہلاتا ہے غزوات ۲۱ و ۲۵ و ۲۹ و ۲۷ نقل از قرۃ العیون و سیرۃ النبی الخلیل صفحہ ۱۲۸۔

رِضَاعًا كَمَا تَحِلُّ نَسَبًا مِثْلُ الْاَخِ لِاَبٍ اِذَا كَانَتْ لَهٗ اُخْتٌ مِنْ اُمِّهٖ يَحِلُّ لِاَخِيْهِ مِنْ اَبِيْهِ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا اور کتاب قدوری صفحہ ۱۸۵ وہدایہ شریف میں بنبربایں طور مسطور ہے وَيَجُوْزُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ الرَّجُلُ بِاُخْتِ اَخِيْهِ مِنَ الرَّضَاعِ كَمَا يَجُوْزُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ بِاُخْتِ اَخِيْهِ مِنَ النَّسَبِ وَ ذٰلِكَ الْاَخُ مِنَ الْاَبِ اِذَا كَانَتْ لَهٗ اُخْتٌ مِنْ اُمِّهٖ جَازَ لِاَخِيْهِ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا یعنی جائز ہے یہ کہ نکاح کرے آدمی ساتھ بہن اپنے بھائی رضاعی کے جیساکہ جائز ہے نکاح کرے ساتھ بہن اپنے نسبی بھائی کے اور اسی طرح بھائی جو باپ کی طرف سے ہو جب ہو اسکی بہن ماں کی طرف سے تو جائز ہے واسطے اس کے بھائی کے کہ نکاح کرے اس سے۔ اور شرح وقایہ نورالہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۲ میں اسکی تشریح بایں طور فرمادی ہے جائز ہے یہ کہ نکاح کرے مرد اپنے بھائی رضاعی کی بہن سے جیساکہ جائز ہے نکاح کرنا اپنے بھائی نسبی کی بہن سے اور مثال اسکی یہ ہے کہ ایک شخص کا بھائی علاتی ہے اسکی ایک بہن ہے اخیافی تو اس شخص کو درست ہے کہ اس سے نکاح کرے۔ ف اگر اسکی بہن حقیقی ہے یا علاتی یا اخیافی تو اس سے نکاح درست نہیں۔ فقط والعلم عنداللہ۔ خادم شریعت عفی عنہ

مسائل رضاع سے متعلق:- دودھ مدت رضاع دو برس کے اندر تھوڑا یا بہتا ایک بار یا کئی بار پینے سے ثابت ہو جائے گا۔ چنانچہ ہدایہ شریف میں ہے۔ مسئلہ جو رشتے نسب کے سبب سے حرام ہوا کرتے ہیں ویسے ہی رضاع کے سبب سے حرام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہے رضاع سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے نقل کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے اور اسی قاعدہ پر کہا کسی صاحب نے ایک بیت میں یہی مسئلہ رضاع کو حل کر دیا ہے۔

از جانب شیر خوارہ زوجان و فروع ۔۔۔ از جانب ہمہ شیر دہ خویش شوند

یعنی دودھ پلانے والی اور اسکا خاوند مع اولاد باپ و دادا اور ماں بہنوں انکے کے شیر خوار کے خویش ہو جائیں گے مثل نسب کے اور شیر خوار اور اسکی بیوی یا خاوند مع اپنی اولاد کے فقط خویش ہو جائیں گے دودھ پلانے والی اور اسکے خاوند کے فقط۔

عہ:- بہن بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں جن کا ماں باپ ایک ہو وہ حقیقی اور عینی بھائی کہلاتے ہیں اور جن کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہوں باپ ایک ہو ان کو علاتی کہتے ہیں اور جن کی ماں ایک ہو باپ جنکا علیحدہ علیحدہ ہو ان کو اخیافی کہتے ہیں۔ نقل از مفید الوارثین صلا

مسئلہ:۔ مدت رضاع میں لڑکی لڑکا کسی عورت کا دودھ پیئیں تو آپس میں بہن بھائی ہو جائیں گے رضاع ثابت ہوگی۔ اگر مدت رضاع یعنی دو سال یا اڑھائی سال کے بعد پیئیں تو رضاع ثابت نہ ہوگی۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لَا رَضَاعَ اِلَّا مَاکَانَ فِی حَوْلَیْنِ وَفِی رِوَایَۃٍ لَا رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَیْنِ نقل از تفسیر مظہری و دار قطنی و بلوغ المرام اور روایت کی ہے ابن عدی نے کہ لَا رضاع بعد الفصال یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ بعد دودھ چھڑانے کے رضاع نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر مدت رضاع میں بکری یا گائے یا اونٹنی کا دودھ پیئیں تو رضاع ثابت نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ اور اگر کنواری لڑکی دس، بارہ سالہ کو دودھ اترا اور اس نے کسی بچے کو دودھ پلا دیا تو اس پر احکام رضاع جاری ہو جائیں گے۔

مسئلہ:۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدت رضاع اڑھائی برس ہے اور صاحبین کے نزدیک دو برس اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ احتیاط پر مبنی ہے اور دلیل اسکی یہ ہے حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا۔ یعنی امام صاحب اس سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ حمل دو سال سے زائد نہیں رہ سکتا چنانچہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ اس لئے مدت حمل دو سال اور مدت رضاع فصال کی اڑھائی سال ہونی چاہیئے۔ اور حولین کاملین کو استحقاق اجرت دودھ پلانے والی پر ٹھہراتے ہیں اور جو حدیثیں ان کے خلاف وارد ہیں ان کو مرفوع قرار نہیں دیتے۔ فقط۔

سوال:۔ جس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فرزند ابراہیم کے انتقال پر سورہ اخلاص و سورہ فاتحہ طعام سامنے رکھ کر پڑھا اور اسکو کھانے کو حاضرین مجلس میں تقسیم فرمایا اور اسکا ثواب اپنے فرزند ارجمند کو بخشا۔ پس اس حدیث شریف کو مولوی عبد الحی صاحب مرحوم موضوع قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اوزجندی کوئی کتاب ملا علی قاری کی نہیں۔ اس لئے عرض ہے کہ آپ تحریر فرما دیں کہ یہ کہنا مولوی عبد الحی صاحب کا کہاں تک صحیح اور درست ہے۔ اور کتاب شرح برزخ کس مرتبہ کی کتاب ہے۔ فقط

السائل اخبار الفقیہ از ماہ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ نامہ نگار

جواب:۔ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کا اس حدیث کو موضوع بلا دلیل و بلا سند کتاب کہہ دینا ہمارے لئے کوئی حجت نہیں اور یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ مولوی صاحب نے لفظاً کہا ہے یا معناً یا حقیقۃً اور منکرین کو لازم ہے کہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کی قبر سے پتہ لے کر جواب دیں۔ اور پھر جواب الجواب

سنیں اور کتاب اوزجندی مشہور و معروف کتاب ہے چنانچہ صاحب فتاوے جامع الفوائد صفحہ ۳۲۷ میں بایں طور ارقام فرماتے ہیں۔ وکذالک لا تقبل ھذہ الدعوی ولا الشہادۃ فی فتاوی السرخسی وعن الاوزجندی ان المدعی اذا بین المصر والمحلۃ والموضع والحدود تصح الدعوی واما الوادعی المدعی علیہ ان الشاھد قد غلط فی الحدود او فی بعضھا لا یسمع دعواہ وان اقام علیہ البینۃ کذا فی فتاوی السرخسی والاوزجندی۔ پس اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوزجندی فتاوے ضرور عالم دنیا میں مفتی بہ فتاوے ہے۔ اب بات یہ رہی کہ یہ فتاوے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یا کسی اور صاحب کا سو اسکا جواب بھی سن لیجئے صاحب کتاب حدائق الحنفیہ صفحہ ۳۹۹ میں لکھا ہے کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ ایک وحید العصر عالم تھے اور ان کی تصانیف قریبًا یکصد لکھ کر فرماتے ہیں وغیر ذلک یعنی ان کے ماسوئی اور بہت انکی کتابیں تصنیف شدہ ہیں۔ اور حضرت علامہ زماں محدث ابو سعید سلمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح برزخ صفحہ ۱۰۱ و ۲۲۹ میں بایں طور حدیث بیان کرتے ہیں ابن ابی الدینا نے حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رد برد کھانا رکھ کر فاتحہ دیتے اور فرمایا کرتے کہ یا اللہ اسکا ثواب مُردوں کو پہنچا دیجئے چنانچہ صاحب شارح برزخ نے دیلمی حدیث اوزجندی ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں فی فتاوے اوزجندی وکان یَوْمَ الثَّالِثِ مِنْ وَفَاتِ اِبْرَاھِیْمَ[1] ابْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ اَبُوْذَرٍ عِنْدَ النَّبِیِّ بِتَمْرَۃٍ یَابِسَۃٍ وَلَبَنٍ فِیْہِ خُبْزٌ مِنْ شَعِیْرٍ فَوَضَعَھَا عِنْدَ النَّبِیِّ فَقَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفَاتِحَۃَ وسورۃ الاخلاص ثلث مَرَّۃً الی ان قَالَ رَفَعَ یَدَیْہِ لِلدُّعَآءِ وَمَسَحَ بِوَجْھِہٖ فَاَمَرَ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَا ذَرٍّ اَنْ یَقْسِمَھَا بَیْنَ النَّاسِ وَاَیْضًا فِیْہِ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَھَبْتُ ثَوَابَ ھٰذِہٖ لِاِبْنِیْ ابراھیم الحدیث۔ منکرین فرقہ وہابیہ کو یاد رہے کہ یہ وہ حدیث کی کتاب

---

[1] یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے انتقال کا تیسرا روز تھا کہ حضرت ابوذر رضی عنہ حضور کے پاس خشک خرما اور ایک پیالہ میں دودھ اور جو کی روٹی لے کر آئے اور آپکے سامنے رکھدیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھا۔ اسکے بعد دونوں دست مبارک کو دعا کیلئے اٹھائے اور چہرہ مبارک پر پھیرے اسکے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں کے درمیان تقسیم اور آپنے فاتحہ کیوقت میں یہ بھی فرمایا کہ اسکا ثواب میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخشا۔

ہے جسکو تمہارے پیشوا صدیق حسن خانصاحب حدیث کی کتابوں سے معتبر لکھتے جسکے یوں ارقام فرما
دیا ہے شرح برزخ از کتب حدیث است اولش باب بدأ الموت است وجملہ ابواب ہشتاد ویک
باب است ہمہ متعلق احوال موتیٰ در برزخ و در وے بعد ذکر حدیث شرح میکند الخ نقل از اتحاف النبلاء
صفحہ ۹۵۔ پس ناظرین انصاف فرمائیں کہ ایسی معتبر حدیث کی کتاب کو بیدھڑک موضوع بلا سند وبلا حوالہ کہہ
دینا انصاف کا خون کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور علاوہ اسکے یہ حدیث کتاب ہدایۃ الحرمین کے صفحہ ۷۹
پر بھی درج ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جسکی صحت پر بڑے بڑے علمائے دین مشاہیرین کے دستخط
ومواہیر چسپاں ہیں۔ اگر یہ حدیث بے اصل ہوتی تو وہ ضرور اس سے متنبہ کر دیتے اور باقی اس مسئلہ کا
ثبوت سلطان الفقہ جلد اول وششم وہفتم وغیرہ میں ملاحظہ فرمادیں۔ اور علاوہ اسکے خود مولوی عبدالحی صاحب
فتاوے جلد اول صفحہ ۸۱ وجلد سوم صفحہ ۶۸ میں بایں الفاظ فتوے جواز کا فرماتے ہیں کہ مروجہ فاتحہ میں کچھ
حرج نہیں اور طعام حرام نہیں ہوتا اگرچہ یہ فعل قرون ثلاثہ میں نہیں پایا گیا۔ ثواب اموات کو مذہب اہلسنت
کے نزدیک پہنچتا ہے اور پڑھنا فاتحہ اور اخلاص وغیرہ کا اور اسکا ثواب بخشنا مُردوں کو موجب رفعت درجات
کا ہے اور مولوی عبدالحی صاحب کا یہ کہنا کہ اگرچہ قرون ثلاثہ میں اسکا کوئی ثبوت نہیں سو یہ کہنا بھی غلط ہے
دیکھو کتاب حدیقۃ الندیہ میں حضرت علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ روبرو کھانا یا میوہ یا دیگر اشیاء
ماکولات رکھکے فاتحہ دینا بعد اسکو تناول کرنا جائز ومستحب ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
زمانہ سے ابتک اس پر عمل ہے اور حدیث انس رضی اللہ تعالے عنہ والی جسکو ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے
اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ مُردوں کے
لئے فاتحہ دیا کرو نقل از کتاب شرح برزخ صفحہ ۳۳۹۔ اور علاوہ اسکے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی حافظ
العلم احادیث ومجدد صدی نہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اِنَّ المسلمین مَا زالوا فی کُلِّ عَصرٍ یَجتَمِعُونَ و
یَقرَؤُونَ القُرآنَ لِمَوتَاھُم مِن غَیرِ نَکِیرٍ فَکَانَ اِجمَاعًا نقل از شرح الصدور۔ پس ان تمام دلائل سے
ثابت ہوا کہ یہ فعل زمانہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر تمام مسلمانوں میں ہر زمانہ وہر ملک میں چلا آتا ہے
اس پر سے کسی مسلمان نے انکار نہیں کیا۔ لہذا　اجماع مسلمانوں کا ہوا اور حدیث مَا رَاٰہُ المُسلِمُونَ حَسَنًا
فَھُوَ عِندَ اللّٰہِ حَسَنٌ کا مصداق رہا۔ اور کتاب نصیحت المسلمین علی احمد لاہوری وتحفہ اثنا عشریہ وفتاوے
شاہ رفیع الدین اور فتاوے عزیزی مطبوعہ دہلی صفحہ ۴۸ و ۴۹ و ۷۱ میں ہے کہ ایسا کرنا جائز ودرست ہے

اور اس طعام کا کھانا نہایت خوب ہے۔ طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و برآں فاتحہ وقل و درود خواندن تبرک میشود و خوردن بسیار خوب است اور حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کھانا کھاتے وقت یہ دعا پڑھے تو اسکے شکم میں کوئی چیز ضرر نہ کرے گی وہو ہذا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور کتاب الاذکار مصری صفحہ ۱۸۸ علامہ نووی علیہ الرحمۃ شارح مسلم بایں الفاظ حدیث نقل فرماتے ہیں رَوَیْنَا فِیْ کِتَابِ ابْنِ السُّنِّیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ فِی الطَّعَامِ اِذَا قُرِّبَ اِلَیْہِ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اور علاوہ اسکے صاحب درالمختار کتاب الجنائز صفحہ ۶۰۵ میں تحریر کر دیا ہے کہ سورہ یٰسین و اخلاص وتکاثر وغیرہ سورتیں پڑھ کر اور ثواب طعام ان کا میت کو پہنچانا چاہیئے اور حدیث شریف میں وارد ہے جب طعام کھانا شروع کرو تو بسم اللہ شریف پڑھو اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب کام شروع کرو تو الحمد شریف پڑھو اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب کام شروع کرو تو الحمد شریف سے شروع کرو پس اب منکرین فرقہ وہابیہ نجدیہ جواب دیں کہ جب سورہ فاتحہ و بسم اللہ شریف و دعائیں پڑھنا صحیح حدیثوں سے طعام سامنے رکھ کر پڑھنا ثابت ہے تو سورہ قل شریف و سورہ ملک وغیرہ سورتیں پڑھنے میں کیا حرج و عیب ہے۔ اور ایصال ثواب مُردوں کی نیت سے اگر تیسرے چوتھے ساتویں روز ایسا کرے تو اسمیں کیا نقصان ہے دیکھو تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ سورہ اذا السماء انشقت وغیرہ میں صاف صاف تحریر ہے کہ سوم و چہلم وغیرہ وغیرہ ایام میں فاتحہ دینا مستحب اور ثواب کا کام ہے۔ فقط واللہ اعلم عند اللہ۔

حررہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی

سوال:۔ کیا طعام و کلام کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے اور اگر پہنچتا ہے تو اسکا ثبوت کیا ہے۔

جواب:۔ بیشک مسلمانوں کے موتی کو پہنچتا ہے چنانچہ ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہو ہذا عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَادَۃَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ رواہ ابوداؤد والنسائی نقل از مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ فصل ۲۔

یعنی روایت ہے سعد بن عبادہ سے کہا اے رسول خدا تحقیق ماں سعد کی مرگئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے فرمایا پانی۔ پس کھودا سعد نے کنواں صدقہ ہے واسطے ماں سعد کے نقل کیا ہے اس حدیث کو ابوداؤد و نسائی نے۔

۲۔ عن بریدة قال کنت جالسا عند النبي صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتته امرأة فقالت یا رسول اللہ انی تصدقت علی امی بجاریة وانها ماتت قال وجب اجرک وردها علیک المیراث الحدیث مشکوٰة باب من لا یعود الصدقة نقل از کتاب الصوم۔

۳۔ عن عبد اللہ ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقته کان احب الیه من الدنیا وما فیها وان اللہ تعالی لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال فان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم رواه البیهقی و مشکوٰة باب استغفار والتوبہ فصل ثالث یعنی روایت ہے عبد اللہ بن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوتا ہے مردہ قبروں میں مگر مانند ڈوبنے والے فریاد کرنے والے کے کہ منتظر ہوتا ہے دعا کا کہ پہنچے اسکو باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف یا بھائی کی طرف سے یا دوست کی طرف سے پس جس وقت پہنچی ہے دعا اسکو ہوتا ہے اسکو پیارا طرف اسکی دنیا سے اور دنیا کی چیزوں سے اور تحقیق اللہ تعالے البتہ پہنچاتا ہے قبر والوں کو بسبب زمین والوں کی مانند پہاڑوں کے اور تحقیق تحفہ زندوں کا مردوں کے لئے استغفار کرنا ہے واسطے ان کے۔

۴۔ مشکوٰة باب الوصایا میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے باپ نے مرتے وقت وصیت فرمائی تھی اب وہ مرگیا ہے اور اسکا مال بہت سا ہے اگر میں اسکے لئے صدقہ کردوں تو اسکا ثواب پہنچے گا آپنے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو ضرور اسکو ثواب ان چیزوں کا پہنچتا۔ اور الفاظ حدیث کے یہ ہیں فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه لو کان مسلما فاعتقتم عنه او تصدقتم عنه او حججتم عنه بلغه ذلک رواه ابو داؤد یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰة والسلام نے اگر وہ شخص مسلمان ہوتا اور اسکی طرف سے تم غلام آزاد کرتے یا صدقہ یا حج کرتے تو اسکو ضرور اسکا ثواب پہنچتا۔ نقل از ابوداؤد اور مسلم شریف و مشکوٰة میں مسطور ہے کہ فرمایا مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے کہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام جب کوئی بکری ذبح کرتے تو اس سے خدیجة الکبریٰ رضی اللہ تعالے عنہا کے لئے صدقہ ادا فرماتے اور ان کی سہیلیوں کو پہنچاتے۔ نقل از مشکوٰة مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور الفاظ مختصر حدیث شریف کے یہ ہیں ذبح الشاة ثم یقطعها اعضاء ثم یبعثها فی صدائق خدیجة۔ الحدیث۔

۵:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْا لَهٗ رواہ مسلم و بخاری و مشکوٰۃ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مرجاتا ہے انسان تو موقوف ہوجاتے ہیں سب عمل اسکے مگر تین چیزیں رہ جاتی ہیں ایک تو صدقہ جاریہ یا اسکے علم سے جو نفع پکڑتے ہیں اس سے یا اور اولاد نیک جو دعا کریں واسطے اسکے۔ الحدیث۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ ثواب طعام و کلام اور ثواب عبادت مالی و بدنی کا مسلمان مردوں کو پہنچتا ہے اور اس سے انکار کرنا محض جہالت اور معتزلی ہونے کی دلیل ہے اور آئمہ دین مجتہدین جمہور رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ صدقہ خیرات و قرآن مجید و استغفار و نماز و حج و روزہ و قربانی وغیرہ اشیاء مشروبات و ماکولات کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔

اور بعض لوگ جو معتزلی خیال عدم ایصال ثواب مُردوں پر دلیل پیش کرتے ہیں لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی یعنی انسان کو وہی ملے گا جو اسنے کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ آیت اس آیت شریفہ سے منسوخ ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَیْءٍ الآیۃ سورہ طور۔ یعنی جو لوگ یقین لائے اور انکی راہ چلے ان کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو اور نہیں گھٹایا ان سے ان کا کچھ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جملہ للانسان میں لام ہے وہ بمعنی علیٰ کے ہے۔ یعنی انسان کے ذمہ پر وہی لازم آتا ہے جو وہ خود کرے اور علاوہ اسکے اسجگہ انسان سے مراد کافر شخص ہے۔ اور یہ قصہ حضرت موسیٰ و ابراہیم علیہما السلام کی قوم کا بیان ہو رہا ہے اور اسی قوم کے ساتھ مخصوص ہے۔

نوٹ:۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ جو شخص کافر و مرتد ہو کر مرے تو اسکے لئے اگر پہاڑ کے برابر بھی سونا چاندی صدقہ کر ڈالے تو اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ (خادم شریعت کا مناظرہ مولوی عبدالرحیم شاہ مخوکے ساتھ حجہ کلاں در بارہ مسئلہ تقلید شخصی ۱۹۲۴ء رجون میں ہوا اور جواب نہ بن پڑنے پر اور سوال از آسمان جواب از ریسمان کے مصداق ہو کر کہنے لگا کہ ہم وہ نہیں ہیں کہ چالیسویں اور ساتویں کھانے والے ہمارے نزدیک تو مردوں کو ثواب کسی چیز کا نہیں پہنچتا اور اس پر خادم شریعت نے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ بیشک آپ جو کہتے ہیں صحیح ہے کیونکہ کسی نے خوب کہا ہے ۔ مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود ۔ جناب آپ لوگ بھی مردود اور تمہارے مُردے بھی مردود۔

تو پھر ثواب ان اشیاء کا کسکو پہنچے اور قرآن مجید کا فیصلہ بھی اس پر ناطق ہے وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِافْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ؕ سورۂ آل عمران
جب خادم شریعت نے یہ بیان کیا تو تمام حاضرین جلسہ احناف نے آخر میں کئی نعرہ تکبیر بول اٹھے اور تمام وہابی ادھر ادھر جھانکنے لگے اور اصل بحث چھوڑنے کا یہ نتیجہ حاصل کیا اور اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں سے تمام مسلمانوں کو بچاوے۔

حررہٗ خادم شریعت عفی عنہ

سوال: مثلاً گیارہویں وفاتحہ وغیرہ کار خیر کے لئے کوئی یوم کسی مصلحت پر مقرر کرلیا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

جواب: جائز ہے اس میں کوئی عیب نہیں چنانچہ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ الحدیث رواہ مسلم ومشکوٰۃ جلد اول باب زیارۃ القبور۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نُعْمَانَ۔ پس ان ہر دو حدیثوں سے التزام تعینات وتخصیصات زمانوں ومکانوں ویوم کا نصف النہار کی مانند ایصال ثواب مردوں کے لئے ثابت ہوا اور کَانَ کا لفظ خود اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ باری کی راتوں میں سے پچھلی رات خاصکر ہمیشہ آپ کا جنت بقیع کو جانا اور ان کو پڑھ کر بخشنا اور دعا مانگنا اور فرمانا کہ جو شخص ہر جمعہ شریف کو اپنے والدین کی قبر پر جائے تو وہ شخص بخشا جاتا ہے اور نیکوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور علاوہ اسکے مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں ہے کہ وعظ کے لئے صرف جمعہ کا دن ہی ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مقرر کر رکھا تھا۔ اگر تعیین وتخصیص کار خیر کے لئے حرام ہوتی تو فدایان اسلام ایسا کیوں کرتے۔ ہاں اگر کسی وہابی نجدی اسمٰعیلی کے پاس کوئی صریح دلیل اسکی حرمت کی ہے تو پیش کرے فقط۔ فتدبر۔

حررہ خادم شریعت عفی عنہ

سوال: آجکل اکثر لوگ یہ دعوے کر بیٹھتے ہیں کہ ہمکو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو چکی ہے آپ فرمائیے کہ اس امر کے لئے کوئی معیار بھی مقرر ہے۔

جواب: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے اتباع شریعت وعشق

وتصور حلیہ شریف پورے طور پر قلب سلیم میں منقش ہونا شرط ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں
مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ بخاری ومسلم عَنْ قَتَادَۃَ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ متفق علیہ مشکوٰۃ
کتاب الرؤیا اور ایک روایت میں آتا ہے لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ یعنی حضور فرماتے ہیں جس نے دیکھا
مجھے خواب میں پس شتاب دیکھے گا مجھے بیداری میں اور میری صورت شیطان نہیں بن سکتا اور یہ حضوری
حبس دم و مراقبہ دوام بدم کے ذکر سے حاصل ہوا کرتی ہے اور یہ ابتدا منزل وصال ہے جس سے ہجر
پیدا ہوتا ہے ۔ ؎ میانِ ہجر و وصلش فقر اعلیٰ ؛ فنا فی اللہ شود با حق تعالےٰ
اور فقیر کے نزدیک یہ منزل حضوری تصور شیخ سے بہت جلدی حاصل ہوتی ہے اور اگر یہ نہیں تو تصور شیخ
بت پرستی و علامت فنا فی الشیطان ہے۔ اور جب حضوری ہوتی ہے تو طالب کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور
نفس مر جاتا ہے اور اسکو علم حاضرات و علم تاثیر و تکثیر و جمعیت و منزل سلطان الفقر ولا یحتاج کا مرتبہ حاصل
ہو جاتا ہے اور ان کے علاوہ بہت نشانات ہیں۔ خادم شریعت بیان کرنے سے قاصر ہے۔ جو صاحب
یہ منازل طے کرنا چاہے تو قادری سروری خاندان میں منسلک ہو کر خود مشاہدہ کر کے دیکھے یا کسی اور صاحب دل
خاندان سے منسلک ہو کر یہ فیض حاصل کرے۔ ؎

ترک لذاتِ جہاں باید گرفت دامن صاحب دلاں باید گرفت

فقط خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- کیا حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سید تھے۔

جواب :- بیشک حضرت سیدنا پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی صحیح النسب سید حسنی و حسینی
تھے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے اور اپنی زبان دُر افشان سیف الرحمٰن سے
فرماتے ہیں۔

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ !

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْھُوْرُ اِسْمِیْ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

اور کتاب شیعہ مرتضیٰ اشعی بحر الانساب میں حضرت قبلہ ممدوح کو سید حسنی کر لکھا ہے۔ اور شیخ احمد بن
محمود اکبر آبادی حسب الارشاد سلطان شاہ عالم بہادر شاہ شنی کے حکم سے یہ کتاب تذکرۃ السادات

لکھی اور اسمیں بایں طور تحریر ہے کہ سلسلہ انساب پدری حضرت قطب ربانی بحر المعانی شیخ الجن والانس شیخ عبدالقادر جیلانی بموسیٰ جون بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ ابن امام حسن علیہ السلام منتہی میشود۔ ہر کہ طعن برایشاں وارد از روئے عقائد وارد نہ از روئے نسب واگر طعن از روئے نسب باشد لاحاصل است چراکہ در تواریخ نسابان ماضیہ سیادت ایشاں ثابت است وسید قطب الدین حسنی وحسینی عمزاد حضرت غوث الثقلین است الخ اور حضرت ممدوح علیہ الرحمتہ کا یکصد ۸۲ کتاب میں سید صحیح النسب ہونے کا ثبوت ہے۔ اور اس سے انکار کرنا محض تعصب ومذہب شیعہ زیدیہ ہونے کی دلیل ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور صاحب ایمان کے لئے یہی کافی ہے۔　　حررہ خادم شریعت عفی عنہ

سوال:۔ عقیقہ سنت ہے یا واجب اور کس یوم کیا جاوے اور اسکا مسنون طریقہ کیا ہے۔

جواب:۔ بیشک عقیقہ سنت ہے اور جب لڑکا یا لڑکی سات روز کا ہو تو دو بکرے ذبح کئے جائیں اور لڑکی کے لئے صرف ایک بکری اور ایک روایت میں وارد ہے کہ اگر لڑکے کے لئے بھی ایک ہی بکرا ذبح کر لیا جاوے تو بھی عقیقہ جائز ہوگا۔ لیکن بہتر وانسب یہی ہے کہ لڑکے کیلئے دو بکرے ذبح کئے جاویں اور ساتویں روز ہی مولود کا سر منڈایا جائے اور اسکے بال چاندی یا سونا سے تول کر صدقہ کر دیئے جائیں اور جس روز پیدا ہوا اسکے کان میں آذان دی جائے چنانچہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ سلمان بن عامر الضَّبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَۃٌ فَاَھْرِیْقُوْا عَنْہُ دَمًا وَّ اَمِیْطُوْا عَنْہُ الْاَذٰی رواہ بخاری۔

یعنی کہا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ فرماتے تھے کہ لڑکا پیدا ہونے کے ساتھ عقیقہ کرنا مسنون ہے ذبح کرو جانور کو اسکی طرف سے اور دور کرو اس سے ایذا اور محمد بن علی سے نیز بایں طور مسطور ہے قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْحَسَنِ بِشَاۃٍ وَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ اِحْلِقِیْ رَأْسَہٗ وَتَصَدَّقِیْ بِوَزْنِ شَعْرِہٖ فِضَّۃً فَوَزَنَاہُ فَکَانَ وَزْنُہٗ دِرْھَمًا رواہ الترمذی:۔ مطبوعہ گلزار محمدی صفحہ ۲۵۴۔ اور ابو داود میں ہے کہ کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امامین کا عقیقہ ایک ایک دنبہ سے کیا اور کہا امام نسائی نے کہ آپ نے دو دو دنبے ذبح کئے۔ اور اکثر علمائے دین نے اسی کو صحیح کہا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ اور ابوداؤد و ترمذی شریف میں ہے کہ جب حضرت امام حسن پیدا ہوئے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے کان میں اذان دی اذان نماز کی عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ اور اگر طاقت عقیقہ کی اس روز نہ ہو تو جب طاقت ہو کر دیں اور اگر کسی وجہ سے ساتویں روز نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں روز کر دیں۔ اور اسکے لئے قرض نہ اٹھائیں۔ اور سر ذبیحہ کا حجام کو دیں اور صرف بکران دائیہ یعنی قابلہ کو دیں۔ اور ناخن و بال مولود کے زمین میں دفن کر دیں۔ اور گوشت ذبیحہ کے تین حصے کریں۔ ایک تو غرباء و مساکین کو دیں اور ایک رشتہ داروں کو اور ایک اپنے کام میں لائیں یا ان دونوں حصوں کو جمع کر کے پکا کر کھلا دیں اور فتاوے جامع الفوائد میں لکھا ہے کہ حکم عقیقہ کا مثل حکم گوشت قربانی کے ہے اور اسکا کھانا باپ دادا وغیرہ مسلمانوں کو جائز ہے اور ذبیحہ کی ہڈیوں کو نہ توڑا جائے ہاں اگر توڑ لیا جائے تو کوئی حرج بھی نہیں۔ ہکذا فی فتاوے جامع اور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَقِیْقَۃُ ابْنِیْ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاجْعَلْھَا فِدَاءً لِابْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ اور جانور کے چمڑا کو بعد از دباغت اپنے کام میں لائے یا صدقہ کر دے۔ ہر دو طرح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم عنداللہ۔

سوال: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا نکاح کیونکر ہوا اور اسمیں خطبہ کن الفاظ سے پڑھا گیا۔

جواب: پہلے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درباره رشتہ خاتون جنت درخواست کی تو آپ نے فرمایا میری لڑکی ابھی چھوٹی ہے۔ اور جب بی بی صاحبہ کی عمر قریباً ۱۸ سال اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ۲۱ سال ۵ ماہ کی ہوئی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم وحی روبرو حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین وغیرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بمہر ۴۸۰ مثقال حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عقد کر دیا اور یہ خطبہ پڑھا وہو ہٰذا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِہِ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِہٖ وَمُنَزِّھِھِمْ بِاَحْکَامِہٖ وَاَعَزَّھُمْ بِدِیْنِہٖ وَاَکْرَمَھُمْ بِنَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ اِسْمُہٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُہٗ جَعَلَ الْمُصَاھَرَۃَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا اَوْشَجَ بِہِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ اَعَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَصِھْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا۔ فَاَمْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَجْرِیْ اِلٰی قَضَائِہٖ وَقَضَاءُہٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِہٖ

وَلِكُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِكُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنِيْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَاشْهَدُوْا اِنِّيْ قَدْ زَوَّجْتُهٗ عَلٰى اَرْبَعَةِ مِائَةِ مِثْقَالٍ فِضَّةٍ اِنْ رَضِيَ عَلٰى ذٰلِكَ۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کے پاس اسوقت بدون اسپ وزرہ کے کچھ نہ تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے زرہ کو چار سو اسی درہم سے بدست حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فروخت کیا اور اس سے دو چادریں وخوشبو وچاندی کے بازو بند قطیفہ تکیہ ایک پیالہ وچکی وچھلنی و دو مٹکے ایک مشک دو تھالیاں دو لحاف خریدے۔ نقل از روضۃ الاحباب وسیرۃ النبی الخلیل صفحہ ۱۲۵۔ اور فتاوےٰ جامع الفوائد صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے ؎

وال جہاز فاطمہ بالشت چادر بوریا کاسۂ نعلین ہم مسواک با یک آسیا

اور اسی میں لکھا ہے کہ اسباب جہاز خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اٹھانے والے حضرت ابا بکر الصدیق وعمر فاروق واسامہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہما تھے اور جب نکاح پڑھا گیا تو آپ کی ذات ایک تھالی چھوہاروں کا اصحابوں میں رکھدیا اور فرمایا کہ اسکو لوٹ لو آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سب حاضرین نے لوٹ لیے اور مائی ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے بزنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے دولت خانہ میں لباس گیر کرکے پہنچا دیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں جاکر حضرت علی وخاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو پانی پر معوذتین پڑھ کر دم کرکے ہر دونوں کو پلوایا اور حکم دیا کہ اسے علی تو باہر کا کام کرنا اور لخت جگر کو کہا کہ تو گھر کا کام کرنا اور یہ واقعہ دو ہجری کا ہے۔ حررہٗ خادم شریعت عفا عنہ

سوال: جہاد اسلام میں کیوں شروع ہوا۔ کیا اسلام تلوار سے عالم دنیا میں پھیلا جواب دو اجر ملیگا۔

جواب: اسلام میں جہاد کا حکم اس لئے ہوا کہ پہلے ہی کفار مکہ ورؤساے عرب بوجہ حسد وبغاوت ولغض وعناد کے اہل اسلام غرباء ومساکین خاص کر اسلام پر دست تعدی وستم دراز کر رکھا اور ایذا وتکلیفات ومصائب کا پیشہ اختیار کر رکھا اور بجہالت یہ مسلمانوں کو معبود حقیقی کی عبادت کرنے سے کئی رکاوٹیں بنا رکھیں اور فساد

نوٹ: جب رانی صاحبہ کی بیتیں تو تنگ آ باتیں ہذا عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایک غلامہ خدمت کے لئے چاہیئے تو آپ نے فرمایا میں اس سے بہتر چیز تکو بتا دیتا ہوں سوتے وقت پڑھ لیا کرو سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے اس وظیفہ کو بعد از نماز فرض ہمیشہ ورد کیا اور کبھی نہ تھکا۔ ۱۲۔

ہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ اپنے اخلاق وخوبیوں سے پھیلا ہے چنانچہ آیت اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ شاہد ہے ۱۲

وفتنہ اندازی کا بازار گرم رکھا یہانتک کہ بیچارے مسلمانوں کو گھروں سے نکال کر بے وطن کردیا چنانچہ امیہ بن خلف نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسی ڈال کر مارا جاتا اور ریت سخت گرم پر لٹایا جاتا اور اسکے سینے پر پتھر رکھا جاتا۔ اور حضرت عمار اور انکے والد یاسر گوناگوں عذاب دیا جاتا اور ان کی والدہ کو ابوجہل نے سخت مارا یہاں تک کہ ان کے اندام نہانی میں نیزہ مارا اور ان کو شہید کرڈالا اور ابن حارث کی گردن مروڑی جاتی اور گرم لوہے سے ان کے پاؤں پر داغ دیئے جاتے اور گردن میں رسی ڈال کر کھینچا اور حضرت عثمان بن عفان کو صفیں باندھ کر ایذا دیجاتی اور انکے ناک میں دھواں دیا جاتا اور بعض کو پتھر مار مار کر پہاڑ میں پھینک دیا جاتا پس جب انکا ظلم حد سے تجاوز کرگیا تو حکم ہوا۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ۔ یعنی اب ان کو بھی لڑنے کی اجازت ہے۔ اسواسطے کہ ان پر ظلم ہورہا ہے اور کچھ شک وشبہ نہیں کہ اللہ ان کی امداد پر قادر ہے اور حکم ہوتا ہے فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ اور حکم ہوتا ہے فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ٥ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ اور فرمایا فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کفار مکہ نے جب کہ پہلے ہی مسلمانوں پر دست ظلم کھڑا کیا تو حکم ہوا کہ تم مسلمانوں ان سے بیشک محاربہ ومقابلہ کرو لیکن حد سے تجاوز نہ کرنا کیونکہ حد سے تجاوز کرنے والا اللہ کے ہاں پسند نہیں اور اسقدر لڑائی کرنی چاہیئے کہ ان کی شوکت وزور ٹوٹ جائے اور دروازہ فتنہ وفساد کا بند ہوجائے اور امن وتوحید عالم دنیا میں پھیل جائے اور سرکش خوف کے مارے آرام سے بیٹھیں اور یہانتک کہ خود بخود لوگ اسلام کی خوبیاں وانصاف دیکھ کر تسلیم کریں اور لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ کا نعرہ بلند ہوجائے۔

فقط حررہٗ خادم شریعت عفا عنہ

یا اللہ یا رسول اللہ

مجربات سلطانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طریق اذکار سلطانی

سالک اندھیری کوٹھڑی اور تنگ میں بیٹھے یا لیٹے یا کھڑا ہو جائے اول درود شریف اور استغفار اور اعوذ وبسم اللہ پڑھے اور یہ دعا بیس مرتبہ جمعیت قلب سے پڑھے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا اور جس طرح ہو سکے اور ہوا اپنے بدن کو گرا کر مثل مردہ کے تصور کرے اور تمام سانس بند کر کے اسم اللہ کو ناف سے اوپر کھینچے اور ھُو کو اندر چھوڑے اور اسقدر مشق کرے کہ ہر بال سے آواز آنے لگ جائے اور حواس خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کرکے اسم ذات کو ام الدماغ تک ناف کے نیچے سے لاکر قلب میں تحرک دیتے ہوئے پہنچائے تو نہایت جلدی کامیابی ہوگی۔ فقط۔

نماز کن فیکون

یہ نماز ہر حاجت و مشکل و سختی کے لئے بایں طور پڑھے کہ طہارت کامل کرکے بعد صد جمعرات کو دو رکعت نماز پڑھے الحمد شریف کے بعد یک صد بار سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں یک صد بار الحمد اور ایک بار سورہ اخلاص اور بعد سلام کے یکصد بار یوں کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ درود شریف اور جب تیسری رات آئے تو نماز کے بعد سر برہنہ ہوکر اور دائیں آستین نکال کر گردن میں ڈالے پچاس دفعہ دعا خشوع سے مانگے اور رو کر سوال کرے انشاء اللہ مطلب پورا ہوگا۔

ختم خواجگان قادریہ برائے حل مشکلات

۲ رکعت نفل اور بعد سلام یکصد گیارہ مرتبہ سورہ الم نشرح اور ایک سو گیارہ مرتبہ کلمہ تمجید اور سورہ یٰسین

ایک مرتبہ اور درود شریف ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے اور بزرگان خدا کے ارواح کو اسکا ثواب بخشے اور خدا تعالے سے اپنا مطلب چاہے۔ اور اگر بڑا ختم کرنا ہو تو کلمہ تمجید کے ایک بار سورہ لیسین پڑھے۔ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ۔

طرلق کشف قبور

طالب با طہارت قبر کے نزدیک مقابل سینہ میّت بیٹھ کر سورہ فاتحہ یا جو کچھ قرآن مجید سے یاد ہو پڑھ کر اسکی روح کو بخشدے اور ان الفاظ کو ضرباً پڑھے اکشف لی آسمان کی طرف اور دوسری ضرب دل پر اور تیسری ضرب عَنْ حَالِہٖ کی توجہ سینہ میّت پر۔

طریقہ دوم

اول ۲۱ مرتبہ یا رب اور یا روح آسمان کی طرف اور پھر یا روح قبر پر اور یَا رُوْحَ الرُّوْحْ اپنے قلب پر انشاءاللہ تعالے ایک ہزار مرتبہ کرنے سے خواب یا بیداری میں اسکا حال معلوم ہو جائے گا۔

کشف ارواح کا طریقہ

طہارت کاملہ سے ضرب سُبُّوْحٌ داہنی طرف اور قُدُّوْسٌ بائیں طرف اور رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ طرف آسمان کے اور والروح کی دل پر ضرب لگائے۔ ایک ہزار بار سے کم ضربیں نہ لگائے اور اگر دو ہزار بار تا ہفت رات ایسا کرے گا تو وہ جلدی یا روح سے ملاقی ہوگی۔

آئندہ حال سے آگاہی کا طریقہ

رات کے وقت داہنی طرف یَا اَحَدُ کی ضرب اور بائیں طرف یَا صَمَدُ اور یَا حَیُّ کی شانہ گردن کی طرف یا قیُّوم کی دلپر اور یہ ضربیں ایک ہزار سے کم نہ لگائیں۔ اور دفع بلا کے لئے بھی ایک ہزار دفعہ یہی ضربیں لگائیں اور کشائش رزق کی ضرورت ہو تو سہ ضربی اسم یا رزاق پڑھے اور یا مذلّ دشمن کی بربادی کے لئے۔ غرضیکہ اسماء حسنیٰ میں سے جس اسم کو کسی غرض کے لئے پڑھنا چاہے تو اسکو سہ ضربی ہی پڑھے۔

سوال:۔ حفاظت اسقاط حمل کے لئے کونسا عمل کیا جاوے۔ اور اگر درختوں کا پھل گرے تو اسکے لئے کیا عمل کیا جاوے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب:۔ اسکے لئے خادم شریعت کے نزدیک یہ آیتیں اسکے گلے میں باندھ دی جائیں اور درخت پر لکھ کر لٹکائی جاویں آیتیں یہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَاۃ وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ ط اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا سورۃ فاطر وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سورہ انعام۔ وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا سورہ کہف وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

دیگر

یہ آیتیں کسی برتن میں لکھ کر پلائی جائیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا حِیْنَ تک وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰھِیْمَ رُشْدَہٗ مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا بِہٖ عٰلِمِیْنَ ہ وَوَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَۃً تک وَکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ہ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہ وَزَکَرِیَّآ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ہ وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْھَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰھَا وَابْنَھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔

دفع آسیب کیلئے

سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور سورہ جن کے شروع کی پانچ آیتیں پڑھ کر پانی پر دم کرکے اسکے چہرہ پر چھڑکیں اور جس جگہ شبہ آسیب ہو وہاں پر یہ پانی چھڑک دیا کریں اور برتن پاک میں تیل کنجد ڈال کر اس میں ایک تعویذ سورہ الحمد شریف اور آیت ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ تا صُدُوْرِ تک اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ اخیر تک لکھ کر دھو کر آسیب زدہ کو اس تیل کی مالش ہمیشہ کیا کریں پھر دوبارہ انشاء اللہ آسیب نہیں ہوگا

دفع درد شقیقہ

صرف یہ آیت ۳ بار پڑھ کر دم کردیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰہُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ط

درد داڑھ کے لئے ۔ لِکُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ کاغذ پر لکھ کر اسکی داڑھ میں دباوے۔

سارق کے لئے:۔ سورہ والطارق ۲۱ مرتبہ اس دروازہ میں کھڑے ہو کر پڑھے جہاں سے چوری ہوئی۔ انشاء اللہ مال مسروقہ واپس مل جائے گا اور بھاگا ہوا آدمی واپس آجائے گا۔

بے فرمان کو مطیع کرنے کے لئے

جو عورت سرکش ہو تو اس آیت شریف کو ٹکڑے روٹی پر لکھ کر کھلاوے۔ انشاء اللہ تابع ہوگی اور جس کو

بھاگنے کی عادت ہو اگر اسکو کھلا دے تو وہ بھی نہ بھاگ سکے گا۔ آیت یہ ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ نقل از سورہ آل عمران اخیر۔

ایضًا: اگر سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص ومعوذتین اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ان سب کو تین تین بار اور سورہ طارق ایک بار اور سورہ والضحیٰ کو تین بار پڑھ کر اپنے رومال کے کونے پر دم کرکے گرہ لگا دے۔ لیکن یہ کام تصور سے کرے تو انشاء اللہ وہ آدمی کہیں نہ جا سکے گا۔

حفاظت از شر موذی

یہ آیتیں لکھ کر بازوؤں پر باندھے اور اسکے سامنے تین بار پڑھے تو انشاء اللہ تعالےٰ مغلوب ہو جائے گا۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَلَا یُؤْذَنُ لَھُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ o فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ o سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ o صرف اس آیت کو مٹی پر گیارہ بار پڑھ کر دشمنوں کی طرف پھینک دے۔ اگر کسی سے کشتی کرنی ہو تو اسکی طرف مع بسم اللہ شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر مٹی پر دم کرکے پھینک دے تو میدان میں انشاء اللہ فتح پائے گا۔

سر درد کے لیئے

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ o یَا بَدُّوْحُ اس مبارک کلام کو سات بار جگہ سر درد پر پڑھ کر دم کرے اور لکھ کر جگہ سر درد پر لٹکا دے انشاء اللہ تعالےٰ شفا پا دے۔ اور اگر اسم یا وَہَّابُ ایک سانس میں چودہ بار اسکی پیشانی پکڑ کر دم کرے تو بھی درد جاتا رہے۔

ایضًا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اگر اس آیت کو زعفران سے کاغذ پر لکھ کر اسکے سر پر باندھے تو نیز درد دفع ہو جائے۔

درد شقیقہ کے لئے نہایت مجرب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اس کلام مبارکہ کو گیارہ بار پڑھ کر دم کرے اور پانچ کیلیں اور سات تیلیاں جھاڑو کی اسکے سر سے چھوا کر تیلیوں کو تو کنوئیں میں ڈالدے اور کیلوں کو کنوئیں کے منڈیر یعنی دیوار میں گاڑ دے۔

درد شکم وسر وپاؤں کے لئے

یہ تینوں کلمے زمین پر لکھے نلسلا۔ حقًا۔ بلسلا اور درد زدہ الا موضع درد کو زور سے پکڑے اور اول کلمہ پر

زور سے چاقو سے کاٹے اگر درد جاتا رہے تو بہتر ورنہ پھر پکڑے اور کلمہ دوم کو کاٹے اور چاقو مارے اسی طرح کلمہ سوم کو مارے خدا چاہے تو ضرور آرام ہوگا۔

باری کے بخار کے لئے

روئی صاف کا پھویا بنا کر اس پر سات بار مع بسم اللہ الحمد شریف پڑھے اور اسکے دائیں کان میں دو یا تین گھڑی بخار چڑھنے سے پہلے ڈالدے اور دوسرے کان میں جو پھویا ہووے اس پر چھ بار الحمد شریف مع بسم اللہ شریف پڑھے اگر یَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ بیری کی لکڑی پر اور نیلے سوت میں باندھ کر بخار والے کے گلے میں ڈالدے اور یہ عمل اس روز کرے جس روز بخار نہ ہو۔ انشاء اللہ تعالےٰ آرام ہوگا۔

دفع مرگی کے لئے: فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اس آیت کو خون سفید یا سیاہ مرغ سے لکھ کر مریض کے گلے میں باندھے اور گوشت پکا کر حضرت پیران پیر محبوب سبحانی قطب ربّانی غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کے روح پرفتوح کے نام فاتحہ دیکر بخشدے اور یہ الفاظ بھی لکھ کر اسکے گلے میں ڈالدے یَا عَلِيْمُ غَيْرَ مَغْلُوْبٍ يَا صَانِعُ غَيْرَ مَقْهُوْرٍ يَا حَافِظُ غَيْرَ مَحْفُوْظٍ يَا نَاصِرُ غَيْرَ مَشْهُوْدٍ يَا شَاهِدُ غَيْرَ مَشْهَدٍ سُبْحٰنَكَ يَا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلِّصْنَا اور صرع والے کے دائیں کان میں اور بائیں کان میں یہ کہے اور دم کرے عبد اللہ رومی دعا گفتہ است۔ اور اگر تانبے کے پترے پر بروز یکشنبہ ساعت اول میں یہ لکھے یَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ اور دوسری طرف یَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ لکھ کر ڈالدے تو انشاء اللہ مرگی والے کو آرام ہوجائے گا۔

خطرات نفس: اگر دل لرزتا ہو اور خطرات و وساوس و حدیث النفس و خیالات فاسد آتے ہوں تو آیات کو بروز جمعہ قبل از طلوع آفتاب سات پرچوں پر لکھے اور ہر یوم ایک ایک پرچہ گولی بنا کر نگل جائے تو انشاء اللہ آرام پائے وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ سیپارہ قَالَ الْمَلَاُ ۹ سورہ اعراف ع ۱۴۔ اگر تین بار بوقت وسوسہ آنے کے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر بائیں طرف تھوکے تو شیطان دفع ہوجائے گا۔ اور کلمہ شریف صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یک صد بار اور

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایک بار اور آیت ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ گیارہ بار پڑھ کر دم کر دے تو انشاء اللہ تعالے خطرات شیطانی سے محفوظ رہے۔

دفع خطرات قلب

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ط اس آیت کو برتن میں لکھ کر اور پھر اس میں شہد آتش نارسیدہ دھو کر نوش کرے تو سب خطرات و وسواس و شبہے انشاء اللہ ایسا کرنے سے جاتے رہیں گے۔

ایضاً:۔ اور ایک مٹی کے برتن میں وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ ۱ لخ زعفران اور عرق گلاب سے لکھ لکھ کر سات یوم اسمیں پانی ڈال کر نوش کریں۔

ام الصبیان کے لئے:۔ اونٹ کی دم کی بالوں کی رسی لے کر اس پر سورہ مزمل اکتالیس مرتبہ پڑھ کر گنڈہ لگا دے اور اسکے گلے میں ڈالے اور یہی سورہ تلوں کے تیل پر اکتالیس بار پڑھ کر دم کر دے اور اس بچے کو ہر یوم تا اکتالیس روز مالش کریں۔

دشمن کی زبان بندی اور دفع گریہ اطفال کے لئے:۔ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا ھَمْسًا یہ کلمات لکھ کر تانبے کی نلکی گول سی بنا کر اس میں بند کرے اور بچہ بھی رونے سے چپ رہے۔ لیکن یہ ہرن کی جھلی پر لکھے اور مٹی کے برتن میں آیہ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ کو زعفران و عرق گلاب سے لکھ کر سات یوم نوش کرے اگر خواب میں ڈر آتا ہو یا بُری چیزیں نظر آئیں یا خواب برے آئیں تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۳ بار اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار اور کلمہ وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ پڑھ کر سو جائے اور اپنے پر دم کرلے۔

دفعہ گریۂ اطفال

یَا شَیْخُ مَسِیْحَا فَتْ لَا مُوْنِ یہ دعا لکھ کر اسکے گلے میں ڈالدیں۔ اگر کشتی کرنی ہو تو باوضو میدان لڑائی میں روبرو مخالف کے یہ الفاظ پڑھیں اَلْغِیَاثُ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ الْغِیَاثُ الْغِیَاثُ یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ الْغِیَاثُ الْغِیَاثُ یَا سَیِّدْ عبد القادر الغیاثُ۔

جس شخص کا بول بند ہو جائے تو وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ تا مُفْسِدِیْنَ لکھ کر پلائیں انشاء اللہ تعالے پیشاب کھل جائے گا۔

طحال کے لئے: اگر طحال ہو تو اسکے لئے سورہ الممتحنہ لکھ کر ۳ یوم پلائی جاوے طحال سے انشاء اللہ تعالے آرام ہوجائے گا۔ اور اگر سورہ احزاب لکھ کر ڈبہ میں بند کرکے رکھے تو لڑکیوں کے لئے کثرت سے درخواستیں آئیں گی اور سورہ الم نشرح کسی ہندو کو لکھ کر دھوکر پلائی جاوے تو وہ تابع ہوجائے گا۔

حیوان فرمانبردار ہو: اگر آیہ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ تک ۳ بار پڑھ کر گھوڑے کے کان میں پھونک دے تو وہ شرارت نہ کرے گا۔ آرام سے منزل پر پہنچا دے گا

اولاد نرینہ کے لئے: اور جسکے گھر میں اولاد نہ ہوتی ہو وہ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ یہ آیت پڑھ لیا کرے رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔

اور اگر سورہ فاطر جانوروں کے گلے میں لکھ کر باندھ دیں تو وہ ہر آفات سے محفوظ رہیں گے۔

حاکم کے خوف کے لئے: اگر حاکم خفا و ناراض ہو تو یہ آیت پڑھے اور بازو پر لکھ کر باندھے تو انشاء اللہ تعالے راضی ہوجائے گا۔ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اگر کوئی چیز گم ہوجائے تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ہ انشاء اللہ چیز مل جائے گی۔

خاوند کی رضامندی کے لئے: اگر کسی عورت کا خاوند ناراض ہو تو وہ یہ آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا ... عَذَاب تک کسی شیرینی چیز پر گیارہ بار پڑھ کر کھلا دے اور اول آخر سات بار درود شریف پڑھے۔

اور جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس پر شیطان مسلط نہ ہو سکے گا۔

کتے وغیرہ سے بچنے کے لئے: اگر کتے نے راستہ میں شور مچا رکھا ہو یا شیر نے راستہ بند کر رکھا ہو تو سورہ کہف کو پڑھے اور آیت وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ گیارہ بار پڑھے تو کتا بھونکنے سے رک جائے گا۔

اولاد کے لئے: جو شخص اولاد سے مایوس ہو وہ ہمیشہ نماز کے بعد تین مرتبہ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ پڑھ لیا کرے انشاء اللہ تعالے صاحب اولاد ہوگا۔

زہریلے جانور سے بچنا: اگر کسی کو زہریلی چیز کاٹے تو اس درد کے چوگرد انگل گھما دے اور ایک سانس سے وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ہ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ تعالے آرام ہوگا۔

اگر چیونٹی کثرت سے نکلے تو آیت یٰٓاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ تا وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ تک لکھ کر چیونٹیوں کے سوراخ پر رکھ دے۔ وہ سب کی سب اپنی سوراخ میں داخل ہو جائیں گی۔

بھاگے ہوئے کے لئے:۔ اگر کوئی شخص بھاگ گیا ہو تو اس آیت کو لکھ کر کسی چرخہ سے باندھے اور اسکو ۶۰ مرتبہ گھماوے تو وہ بھاگا ہوا ضرور آجاوے۔ ۲۱ روز یہ عمل کرے۔ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓی اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥ اور دو نفل پڑھ کر یکصد بیس مرتبہ یہ الفاظ تا چالیس روز پڑھے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ط

ناف کے لئے:۔ اگر ناف ٹل جائے تو اسکے لئے یہ آیہ کریمہ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ لکھ کر ناف پر باندھے۔ انشاء اللہ تعالے آرام ہوگا۔

فسادی کو شہر سے نکالنا:۔ اگر کسی شریر ظالم آدمی کو شہر سے نکالنا ہو تو آیت وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ہر روز سات سرخ گھونگی پر ایک بار نا بہت روز تک پڑھے اور ہر یوم کنوئیں میں ڈالتا جاوے۔ لیکن سات یوم تک ترک حیوانات ضرور کرے اور ساعت زحل یا مریخ میں لکھے۔

اگر کسی مکان سے کوئی آدمی بھاگ گیا ہو تو یہ آیت کورے کپڑے کاٹے ہوئے پر لکھے اور چور یا بھاگے ہوئے آدمی کا نام بھی لکھے اور اس مکان میں میخ گاڑ دے تو انشاء اللہ تعالے مطلب حاصل ہوگا۔
وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

ایضاً۔ اگر کوئی چیز جاتی رہے اور چور قابو نہ آئے تو سورہ والضحیٰ کو ساٹھ مرتبہ پڑھے اور شہادت کی انگلی سات مرتبہ سر کے چوگرد گھمائے اور پھر سات مرتبہ یہ دعا پڑھ کر دستک دیوے یعنی اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارے تو انشاء اللہ تعالے گیا ہوا مال واپس آجاوے دعا یہ ہے اَصْبَحْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ وَاَمْسَیْتُ فِیْ جَوَارِ اللّٰهِ اَمْسَیْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ وَاَصْبَحْتُ فِیْ جَوَارِ اللّٰهِ۔

ایضاً:۔ اگر مرغی کے انڈے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تَبٰرَكَ الَّذِیْ تا حِیْنَ تک یہ آیتیں تحریر کردی جائیں جب خشک ہو جائیں تو اسکو تیل میں چپڑ دو اور ایک نابالغ لڑکے کے سامنے رکھ دو اور سورہ یٰسین پڑھنی شروع کر دو اور اس سے دریافت کرتے جاؤ انشاء اللہ سب راز لڑکا بتلا دیگا۔

چور کا پتہ لگانا:۔ ایک مشک لے کر اس پر آیت الکرسی اور یہ سات نام لکھ دے۔ نوح۔ لوط۔ صالح۔ ابراہیم موسیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین اور ہر ایک نام پر تبارک پھر آیتہ الکرسی مع اس دعا کے پڑھے اور مشک میں پھونکے۔ جب یہ سات دفعہ پوری آجائیں تو مشک کا منہ خوب باندھ کر کسی جگہ گھر میں لٹکا دے۔ انشاء اللہ چور کا پیٹ سخت پھول جائے گا اور مال لے کر واپس آئے گا لیکن یہ عمل مریخ یا زحل کے وقت میں کرے۔ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ بِمَآ اَرْسَلْتَ اَنْ تَنْفَخَ بَطْنَ ھٰذَا السَّارِقِ کَمَا نَفَخْتَ ھٰذِہِ الْقِرْبَۃَ۔

ایضاً مشک پرانی کا ٹکڑا لے کر اس پر پرکار سے دائرہ بنا دے اور دائرہ کے اندر یہ آیت قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ تا لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تک اور دائرہ کے نیچے چور کا نام تحریر کرے اور اسکو اس جگہ دفن کرے جہاں کسی شخص کا پاؤں نہ آئے انشاء اللہ تعالےٰ واپس مال دے گا۔ یہ آیت سپارہ وَاِذَا سَمِعُوْا رکوع ۱۴ سورہ انعام میں ملاحظہ کریں۔

کاروبار میں رونق:۔ اگر دکان پر کسی طالعمند آدمی سے کرتے پر بروز جمعرات باوضو لکھ کر لگادے تو خوب آمدنی انشاء اللہ شروع ہو جائے گی۔ اگر نکاح کی غرض ہو تو بطور تعویز بنا کر باندھے یا بیکار آدمی اسکو تعویز بنا کر باندھے تو باکار ہو جائے۔ آیت یہ ہے قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

دشمن مغلوب ہوں:۔ اگر کسی شخص کو دشمن بہت ستائیں تو وہ شخص بروز اتوار طلوع آفتاب سے پہلے درخت بید کے تین پتے لائے بشرطیکہ اسکو جاتے وقت اور لکھتے وقت کوئی شخص نہ دیکھے اور ایک طرف پتے کے یہ آیتیں لکھے اور دوسری طرف دشمنوں کے نام لکھے اور ہر یوم وہ ہر ایک پتہ ان کے گھر میں یا ان کے پانی پینے میں ڈالیں انشاء اللہ وہ خانہ برباد ہو جائے گا اور دشمن تباہ ہوگا۔ یہ عمل تین یوم کریں۔ آیتیں یہ ہیں وَلَوْ تَرٰیٓ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ تا تَزْعُمُوْنَ تک لکھے سپارہ، وَاِذَا سَمِعُوْا رکوع ۱۷۔

کھیت کو چوہوں وغیرہ سے حفاظت:۔ اگر کھیت کو چوہا یا ٹڈی یا کوئی کیڑا کھاتا ہو تو ان آیات کو چار عدد تختی زیتون پر بروز بدھ وار قبل از طلوع آفتاب لکھ کر ہر گوشہ میں دفن کرے اور گاڑتے وقت ان آیات تین تین بار پڑھے تو انشاء اللہ سب موذی جانور دفع ہو جائیں گے۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِہِمْ تا غَلِیْظ

تک سپارہ ۱۳ وَمَآ اُبَرِّئُ ع ۱۵۔

پھل گرانا:۔ اگر سورہ نحل کو کسی باغ یا مجمع میں لکھ کر رکھدیا جائے تو اس باغ کے تمام پھل گر جائیں گے اور مجمع پراگندہ و ہلاک و تباہ ہو جائے گا لیکن یہ عمل اخیر ماہ کی اول ہفتہ کی اول ساعت یا زوال میں کرے ناحق کسی پر ظلم نہ کرے خدا سے ڈرے۔ اور جس کی زبان نہ چلتی ہو صرف اسکو سورہ بنی اسرائیل لکھ کر ہر روز تک پلائی جائے تو انشاء اللہ تعالےٰ زبان کھل جائے گی۔

ادائیگی قرض:۔ اگر سورہ کہف کو لکھ کر کسی بوتل میں بند کر کے رکھدیں تو اسکی برکت سے قرضہ دور ہو جائے گا اور محتاجی جاتی رہے گی اور شیطانوں کے ایذاؤں سے محفوظ رہے گا۔ اگر قرضہ بہت ہو جائے اور کوئی صورت اسکی ادائیگی کی نہ بن پڑے تو یہ درود شریف یکصد بار تا اکتالیس روز پڑھے اور سجدہ میں گر کر قرضہ کی ادائیگی کے لئے دعا مانگے اور استغفار ۔ بار پڑھے تو انشاء اللہ قرضہ جلدی ادا ہو جائے گا۔ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اور یہ عمل شروع ماہ میں شروع کرے۔ اگر بہت جلد کام لینا ہو تو نماز کیمیا باین طور پڑھے۔ الحمد شریف پڑھکر ستر بار وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور دوسری رکعت میں بعد از الحمد شریف کے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا اور یہ پڑھکر نماز پوری کرے اور سر بسجود ہو کر یہ کہے اے اللہ اے خداوند کریم اپنی مہربانی سے میرے قرضہ کو دفع فرما دیجئے اور یہ عمل جمعرات نوچندی سے شروع کرے تا چالیس رات ایسا ہی کرے انشاء اللہ قرضہ بہت جلد دفع ہو جائے گا۔

تسخیر کے لئے:۔ اول گیارہ دفعہ درود شریف پھر اسم یا مغنی یکصد گیارہ بار پھر سورہ مزمل شریف گیارہ بار پھر درود شریف گیارہ بار پڑھکر ختم کرے اور دعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ تسخیر شروع ہو جائے گی۔ لیکن یہ عمل چالیس روز بعد از نماز تہجد کیا کرے اور مقام و بدن بوقت پڑھنے کے مطہر ہونا چاہیئے اور مقام الگ ہو جہاں کسی کا آواز نہ آوے۔

غیبی رزق کے لئے:۔ اگر کوئی شخص اسم یارزاق ۳۱۹ بار بوقت صبح و عشاء ہمیشہ پڑھا کرے تو غنی ہو جائے اور بہتر ہے کہ ہر نماز کے بعد وظیفہ رکھے اور ہر جمعہ کی رات بعد از نماز عصر اپنے ناخن ترشوا دیا کرے۔ اگر کوئی طالب اسقدر تنگ ہو کہ روٹی بھی اسکو میسر نہ ہوتی ہو تو وہ سورہ الحمد مع بسم اللہ ایک مرتبہ

سورہ الم نشرح ۳ مرتبہ اور سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ ۴۱ مرتبہ اور سورہ واقعہ ایک مرتبہ بعداز نماز عشاء ۷۸ روز تک باخلوص قلب پڑھے تو انشاء اللہ تعالےٰ غیبی رزق سے مالا مال ہو جائے۔

اور اگر یہ وظیفہ ہر یوم تا چالیس روز کرے تو دولت مند ہو جائے لیکن وہ اسطرح کرے کہ سورج نکلتے ہی اس کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو جائے اور دل میں خیال رکھے کہ میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں کھڑا ہو کر اللہ تعالےٰ سے روزی طلب کر رہا ہوں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَغِثْنَا یَارَسُوْلَ الثَّقَلَیْنِ اَنْتَ حَقٌّ مُنِیْبُ اللّٰہِ۔

اولاد نہ ہوتی ہو ۱۸۱ درجسکے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو اسکے لئے ستارہ شمس میں یا مشتری میں چھ پیسہ کی شیرنی لِلّٰہ تقسیم کر دے پھر یہ تعویز سات عدد لکھے اور غسل حیض کے بعد وہ عورت ہر روز ایک تعویز پانی میں گھول کر پیا کرے انشاء اللہ صاحب اولاد ہو۔

۷۸۶

س جمع	س جمع	س جمع	س جمع	س جمع	س جمع	س جمع

اور اس تعویز کو لکھ کر عورت کے داہنے بازو پر غسل حیض کے بعد باندھنا چاہیئے۔

سیح ھو جعفر	انداھوا	ادع	ماحوم

اور اس دعا کو زعفران سے لکھ کر موم جامہ کرکے عورت کی کمر میں باندھ دینا چاہیئے دعا یہ ہے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ حی حی حی حی حی حی حی حی قیوم قیوم قیوم قیوم قیوم قیوم قیوم قیوم وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥۔

ایضاً عقیمہ کے لئے ۱۸۲ زعفران و گلاب سے ہرن کی جھلی پر یہ آیت لکھ کر بعداز غسل حیض اسکی گردن میں باندھے آیت یہ ہے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِہِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِہِ الْاَرْضُ اَوْ کُلِّمَ بِہِ الْمَوْتٰی بَلْ لِّلّٰہِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا (سورۃ رعد)

اور ۷۸ عدد لونگ لے کر ہر ایک لونگ پر سات بار یہ آیت پڑھے اور وہ عورت سوتے وقت

کھائے۔ لیکن پانی اوپر سے نہ پیئے۔ اور ان دنوں میں مجامعت بھی ضرور کریں۔ آیت یہ ہے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (سورہ نور)

عقیمہ کے لئے:۔ اور یہ آیت بھی عورت کے گلے میں ڈالے لیکن وہ مرد اور عورت نماز پڑھیں اور استغفار کریں آیت یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا كٓهٰيٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ (سورہ نوح)

اسقاط حمل کے لئے:۔ ایک رنگا ہوا تاگا کسم کے رنگ سے کر اس پر نو گرہیں لگا دیں اور ہر گرہ پر آیت قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھ کر پھونکے اور تاگا اسکے قد کے برابر ہونا چاہیئے وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

دردزہ کے لئے:۔ اس آیت کریمہ کو لکھ کر پارچہ میں لپیٹ کر اسکی بائیں ران پر باندھنے سے انشاء اللہ تعالے لڑکا بہت جلدی اور آسانی سے پیدا ہوگا۔ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اِهْبِطَا اِشْرَاهِيًّا (سورہ انشقاق) ہاں اگر شیرینی پر یہ سورہ اول سے حقت تک پڑھ کر اس عورت کو کھلاوے تو بھی انشاء اللہ تعالے وہ عورت بآسانی بچہ جنے گی اور اگر عورت بچہ جنتی ہو اور وہ مر جاتے ہوں تو انکے لئے والشمس بروز سوموار بوقت زوال چالیس مرتبہ جوائن اور مرچ سیاہ وزن ایک سیر لے کر اسپر پڑھے اور ہر بار درود شریف بھی پڑھے اور اسی سے شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اور وہ عورت حمل سے تاشیر پلانے تک بلاناغہ کھایا کرے اور یہ دعا پانچ عدد لکھ کر ایک تو عورت بعد از غسل حیض گلے میں ڈالے اور باقیوں کو لوٹا کورا میں بند کر کے ہر چہار گوشہ اندر میں دفن کر دے اور جب لڑکا پیدا ہو تو وہ گلے کا تعویز اس کے گلے میں ڈالے اور نماز کو ہرگز نہ چھوڑے۔ دعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى بِاللّٰهِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ٥ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ

حفظاً وھو ارحم الراحمین اور اسم یا رحمٰن اور یا ھُو ہر یوم وہ عورت بلاناغہ پانی میں گھول کر پی لیا کرے لیکن یہ تمام عمل تین ماہ گزرنے پر کرے۔

اور یہ تعویز اس عورت کے گلے میں ڈالے

۷۸۶

یارب جبرائیل	یاقیوم	یارب میکائیل
یاقیوم	یاقیوم	یاقیوم
یارب اسرافیل	یاقیوم	یارب عزرائیل

یہ تعویز بکری کے دودھ میں گھول کر ہر ماہ تین تین پیالے کرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ
یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ
یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ

اگر یہ تعویز عورت کی بائیں ران پر باندھ دیا جائے تو نہایت مفید ثابت ہوگا۔

۷۸۶

ب	ط	د
و	ه	ج
۔	ا	ح ۲

برائے کرنگ

اس آیت شریفہ کو بروز بدھ وار روٹی کے اوپر لکھ کر اس عورت کو تا ہفت روز بوقت صبح کھلاوے اور ہر یوم نئے سرے سے لکھے آیت شریف یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ط (سورہ نون)

برائے گریہ اطفال و۔ اگر لڑکا بہت روتا ہو تو اسکے گلے میں یہ تعویز لکھ کر باندھیں آیت یہ ہے شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ط

ایضاً:- بِسْمِ اللّٰہِ شَافِیْ بِسْمِ اللّٰہِ کَافِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَافِیْ بِسْمِ اللّٰہِ مُتَعَالِیْ بِسْمِ اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ

الْعَلِيْمُ وَجِیْ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔
اگر عورت یا کسی گائے وغیرہ کا دودھ بہت کم ہو تو سورہ حجرات کسی چینی کی رکابی نئی میں لکھ کر ۷ روز پلائیں تو انشاء اللہ تعالے دودھ بہت آیا کرے گا۔

آگ لگنے سے حفاظت:۔ اگر کسی جگہ آگ لگ جائے تو اس پر سات مرتبہ یہ آیت قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ پڑھ کر پھونکے یا کوری ٹھیکری پر لکھ کر اسمیں ڈالدے اور اصحاب کہف کے اسماء مبارک پیالہ میں تحریر کر کے اور دھو کر آگ میں ڈالدے تو آگ سرد ہو جائے گی۔

مکھی یا مچھر سے حفاظت:۔ اگر مکھی یا مچھر ستائے تو دریا کی بالو ریت تھوڑی سی لے کر اس پر یہ آیت ۱۲ بار پڑھے اور اس مکان میں چھڑک دے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ ذَنْبَكَ وَزَوْجَكَ۔

برائے دفع موش:۔ اگر کھیت کو موش خراب کرتے ہوں تو سورہ تبت لکھے اور اسکے بعد یہ دعا لکھ کر کھیت میں کسی گوشہ پر رکھدے اَيُّهَا الْفَارُ ارْحَلْ مِنَّا فَاِنْ لَّمْ تَرْحَلْ فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

بند کردن باران:۔ اگر بارش بند نہ ہوتی ہو تو سات کنکریاں پاک پر سات مرتبہ ہر ایک کنکری پر فاتحہ اور یہ آیت پڑھے اور کسی ایسی جگہ رکھدے کہ جہاں ان پر بارش نہ پہنچے۔ اگر بارش کو پھر جاری کرنا ہو تو ان کو دریا میں ڈالدے وَقِيْلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَاءَكِ تَالْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

سانپ سے بچنے کے لئے:۔ اگر کسی شخص کو سانپ یا بچھو یا اور کوئی جانور موذی زہریلا کاٹے تو یہ دعا سات بار پڑھ کر قند سیاہ پر دم کر کے کھلا وے یا شربت کر کے پلاوے الحمد شریف اکتالیس بار پڑھ کر دم کرے اور موم گرم کر کے اس درد پر لگائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ مِنْ شَرِّ كُلِّ عَقْرَبٍ وَّحَيَّةٍ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔

دیوانہ کتے کے زہر سے بچنے کے لئے:۔ اگر کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا تو یہ تعویذ لکھ کر اسکے گلے میں ڈالے اَلْحَفِيْظُ يَا سَلَامُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اور چالیس روز روٹی پر یہ آیت لکھ کر اسکو کھلاوے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔
جس کو باری سے سانپ کاٹے اسکے گلے میں یہ تعویذ لکھ کر ڈالیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

س ل ا م ق و لا من ر ب ر ح ی م

اگر باری کا بخار آتا ہو تو گیارہ بار سورہ فاتحہ ۳ عدد مرچ سیاہ اور ڈھائی پتے نیم پر دم کر دے اور مریض ان کو کوٹ کر پی جائے۔

تپ باری:۔ سورہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ کو ۳ بار تین پرچوں پر لکھے اور گولی بنا کر اسکو دیدے اور وہ بیمار ایک دو گھنٹے بخار ہونے سے پہلے پانی نیم گرم سے نگل جائے اور یہ عمل تین باری ضرور کرے انشاء اللہ تعالے آرام ہوگا۔ اور اسکے بائیں ناخنوں پر ک ھ ی ع ص اور دائیں ہاتھ کے ناخنوں پر ح م ع س ق ضرور تحریر کر دے۔ لیکن یہ بھی تین باریوں میں عمل کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالے فضل کر دے گا۔

محبت کے لئے:۔ اگر ظالم حاکم یا کسی کے ساتھ کوئی کام ہو یا راستہ میں چور وغیرہ کا خوف ہو تو ان آیات کو گیارہ بار پڑھ کر اپنے پر دم کر کے چل پڑے انشاء اللہ تعالے ہر ایک مصیبت و خطرہ سے امن میں رہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یَاسَرِیْعُ یَاقَرِیْبُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یَاقَادِرُ یَامُقْتَدِرُ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یَاعَلِیْمُ یَاحَکِیْمُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ اٰمِیْنَ یَاقَھَّارُ یَاعَزِیْزُ۔

برکت رزق کے لئے:۔ اگر نمک پر ۴۱ مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور کھانے وغیرہ میں ڈالدے تو انشاء اللہ تعالے کھانے میں برکت ہوگی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْغَنِیُّ الْھَادِیُ الرَّزَّاقُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْکَرِیْمُ الْوَاسِعُ الْوَھَّابُ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ھُوَ الْجَوَّادُ التفضل وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اگر ۲۵ دانہ گیہوں پر ایک ایک بار آیت کریمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے اخیر تک پڑھ کر دم کرے اور غلہ میں رکھے تو غلہ میں برکت ہو اور ہر بلا سے محفوظ رہے اور اسم یا رزاق کو ۳۱۶ مرتبہ فجر کی نماز کے بعد ہمیشہ ایسا کرے رزق میں کشائش ہوگی۔

خنازیر کے لئے:۔ ایک چمڑے کا تسمہ بقدر مریض باریک سے کر اس پر اکتالیس گرہ لگائے اور ہر گرہ پر یہ دعا پڑھ کر پھونکے اور مریض کے گلے میں ڈالدے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُوَّۃِ اللّٰہِ وَاَعْظَمِ اللّٰہِ وَبُرْھَانِ اللّٰہِ وَسُلْطَانِ اللّٰہِ وَکَنَفِ اللّٰہِ وَجِوَارِ اللّٰہِ وَاَمَانِ اللّٰہِ وَحِرْزِ اللّٰہِ وَصُنْعِ اللّٰہِ وَکِبْرِیَاءِ اللّٰہِ وَنَظَرِ اللّٰہِ وَبَھَاءِ اللّٰہِ وَجَلَالِ اللّٰہِ وَ جَمَالِ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔

ایضاً:۔ اگر بکری کے چمڑے سے تسمہ ڈیڑھ گز لے کر اس پر ۴۱ مرتبہ پڑھے اور یہ اور ہر گرہ پر پڑھ کر پھونکے

جائے تاکہ اکتالیس گرہ ہو جائیں۔ تو مریض کی گردن میں باندھیں اور اول آخر پانچ پانچ بار درود شریف ضرور پڑھیں۔ فقط۔

ہر حاجت کیلئے

یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ بارہ یوم بعد از نماز صبح بارہ صد بار اسکو پڑھ لیا جاوے اور اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ لیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ ہر کام بخیر و خوبی انجام پائیں گے

جدائی کے لئے

بکری یا بکرے کے دائیں شانہ کی سالم ہڈی پر اس پر یہ آیت لکھے اور کسی پرانی قبر میں دفن کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فلاں بنت فلاں. فلاں کے لئے قیامت تک جدائی ہو جائے۔

ایضاً: یہ آیت لکھ کر کتے کو کھلائے تو ان میں ضرور جدائی ہو جائے گی لیکن یہ دونوں عمل ساعت زحل یا مریخ میں کریں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ وَقِیْلَ مَنْ رَاقٍ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ فُلَاں بن فلاں میں عداوت ہو۔

ایضاً: درخت سبز کی شاخ پر سات جگہ یہ لفظ بدوح لکھے اور کاٹتے وقت یہ لفظ زبان سے کہے قَطَعْتُ قَلْبَ فُلَانٍ عَنْ فُلَانٍ۔

ایضاً: اگر عورت کا مرد زانی ہو اور مزنیہ جدا کرنا چاہے تو یہ اسماء مبارک لکھ کر اپنے پاس رکھے ۸۹، عَقَدْتُ سَمْعَكَ وَبَصَرَكَ وَذِكْرَكَ لَا یَقُوْمُ اِلَّا فِی الْحَلَالِ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ ۱۱۱۱۶ ۴۵ ۱۵ ۱۱ ۱۱ ۱۰ ۱، ح ، ع ۱۲۶۸ اَجِیْبُوْا یَا خُدَّامَ هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ لِعَقْدِ ذکر فلان عَنِ الْحَرَامِ (فلان کی جگہ نام مرد کا لکھنا چاہیئے) اگر عورت زانیہ ہو تو چڑیا کے خون میں تھوڑا سہاگہ ملا کر بدن پر ملے اور اس سے صحبت کرے تو وہ عورت پھر کسی کو پسند نہ کرے گی۔ اور یہ نقش ذکر پر لکھے [illegible]

کشائش رزق و تسخیر خلائق کے لئے

پہلی رات جمعرات یا جمعہ کی صبح کو با طہارت یہ وظیفہ شروع کرے اور بالتصور ۴۰ روز پڑھے مخلوقات خدا انشاء اللہ تعالیٰ مسخر ہو جائے گی۔ اول آخر دس دس بار درود شریف اور ان اسماء کو الگ الگ

دس بار پڑھے اور پڑھتے وقت اپنے مطلب کا دھیان ضرور رکھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا رَؤُوْفُ یَا عَطُوْفُ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ یَا عَلَّامُ السَّرَائِرِ یَا مُقَلِّبَ
الْقُلُوْبِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یَا سَرِیْعُ یَا قَرِیْبُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
یَا قَادِرُ یَا مُقْتَدِرُ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یَا حَکِیْمُ یَا عَلِیْمُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ اٰمِیْنَ یَا قَہَّارُ یَا عَزِیْزُ مراد پوری ہو گی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

حاکم ظالم کے لئے:۔ اور اگر حاکم ظالم ستائے تو سورہ رعد شب تاریک میں آگ کے سامنے نئی رکابی میں لکھ کر اسکے دروازہ پر اسکو دھو کر اسکا پانی ڈالے تو رعیت اس سے برگشتہ ہو جائے گی۔ اگر شب تاریکی حالت برق و رعد میں رکابی نئی پر آگ کے سامنے لکھے اور پانی باران سے دھو کر اس ظالم حاکم کے در پر اسی روز ڈالدے تو انشاء اللہ وہ ظالم جلدی اسجگہ سے معزول ہو جائے گا۔

اگر ظالم کو بیمار کرنا منظور ہو:۔ اگر ظالم کو بیمار کرنا منظور ہو تو ایک تختی آہن کی لے کر اس پر یہ آیت تحریر کریں وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ تا تَوَّابُ الرَّحِیْمُ اور اسکے نیچے اسکا نام اور اسکی والدہ کا نام لکھ کر آگ کے نیچے رکھدے اور اسکو پکارے تو وہ شخص ظالم مرض میں گرفتار ہو جائے گا لیکن عامل کو لازم ہے کہ شریعت کے احکام سے تجاوز نہ کرے۔

دفعیہ جنات کے لئے:۔ اگر جنات ستاتے ہوں یا اینٹیں کسی مکان میں پھینکتے ہوں تو یہ آیت ۲۵ بار پڑھ کر ہر ایک لوہے کی میخ پر دم کر کے ہر چار میخوں کو مکان کے ہر کونے پر گاڑ دے۔ آیت یہ ہے اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا اور اسماء اصحاب کہف کو لکھ کر چار دیواری میں چسپاں کر دے بِسْمِ اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ اِسْمُہٗ اللّٰہُ یَا اللّٰہُ بحرمت شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ الٰہی بحرمت مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَیَمْلِیْخَا وَمَکْسَلْمِیْنَا کَشْفُوْطَطْ اَذْرَفَطْیُوْنَسْ کَشَافَطْیُوْنَسْ تَبْیُوْنَسْ یُوَانِسْ بُوْسْ اِسْمُ کَلْبِھِمْ قِطْمِیْر۔ اگر کوئی شخص ان اسماء طیبہ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو شر دشمن وغیرہ بلیات سے محفوظ رہے اگر مال و اسباب میں رکھے تو برکت ہو اور چوری و آگ و غرق ہونے سے وغیرہ آفات سے محفوظ رہے

اگر دردزہ کے وقت لکھ کر عورت کی بائیں ران میں باندھے تو جلدی تولد ہو۔

طعام بڑھانے کے لئے :۔ اگر نمک طعام پر چالیس مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور کھانے وغیرہ میں ڈال دے تو انشاء اللہ برکت ہوگی۔ لا اِلٰہ الا اللہ الغنی الهادی الرزاق لا اله الا اللہ الکریم الواسع الوهاب ذی الطول لا اله الا هو الجواد المتفضل وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد واٰله واصحابه وسلم۔

دیگر :۔ اگر ۲۵ دانہ گیہوں پر ایک بار آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معه سے آخر تک پڑھ کر دم کرے اور غلہ میں رکھے تو غلہ میں برکت ہو اور ہر بلا سے محفوظ رہے اور اسم یا رزاق کو ۳۱۶ مرتبہ فجر کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرے رزق میں کشائش ہوگی۔

دافع بلاء و وباء حیوان وانسان کے لئے

اگر حیوانوں وانسانوں میں مرض وباء شروع ہو جائے تو ان سب کو پاک مکان میں جمع کر دیں اور سات مرتبہ اذان کہیں پھر سورہ فاتحہ ایک بار اور آیت الکرسی ایک بار اور پندرہ بار سورہ اخلاص اور سات مرتبہ سورہ تغابن باآواز بلند پڑھیں تاکہ تمام حیوان وانسان سن لیں اور ان کے کانوں میں آواز پہنچ جائے اسی طرح سات یوم کریں اور یہ تعویز لکھیں اور پانی میں ڈال کر اس پانی کو ان کو چھینٹے مارے اور یہ بھی سات روز لکھیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَللّٰھُمَّ یَا دَافِعَ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ اِدْفَعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ الْحَنَّانِ عَنْ مَوَاشِیْنَا اَنْتَ الْوَاجِبُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

۷۸۹

ص	ع	ی	ہ	ک
ی	ہ	ک	ص	ع
ک	ص	ع	ی	ہ
ع	ی	ہ	ک	ص
ہ	ک	ص	ع	ی

اسکو انگشتری چاندی میں ساعت مشتری یا زہرہ میں کھدائے اور اپنے پاس رکھے اور عزت پائے اور اگر سرہانے میں رکھے تو استخارہ کا کام دے۔

اگر اس تعویز کو ساعت زحل بروز شنبہ تپ لرزہ اور صاحب فالج ولقوہ کے گلے میں لکھ کر ڈالے

۸	۱	۶
۳	۵	۷
۴	۹	۲

تو انشاء اللہ تعالے آرام ہو۔

۷۸۶

۶	۹	۱۶	۳
۱۲	۷	۲	۱۳
۱	۱۴	۱۱	۸

یہ نقش ہر مجلس میں عزت پانے کے لئے اپنی دستار میں شمس کی ساعت میں لکھ کر رکھے۔

۷۸۶

ص	ع	ی	ہ	ک
ی	ہ	ک	ص	ع
ک	ص	ع	ی	ہ
ع	ی	ہ	ک	ص
ہ	ک	ص	ع	ی

اسکو انگشتری چاندی میں ساعت مشتری یا زہرہ میں کھدائے اور اپنے پاس رکھے اور عزت پائے اگر سرہانے میں رکھے تو استخارہ کا کام دے گی۔

۷۸۶

۶	۷	۲
۱	۵	۹
۸	۳	۴

محبت کے لئے اگر اسکو بروز ۲ شنبہ ساعت قمر میں لکھے اور اپنے پاس رکھے تو مفید ہے۔

تسخیر وکشائش رزق کے لئے

جو شخص بیس یوم ہر یوم ایک ہزار مرتبہ اللہ الصمد پڑھ کر اپنے گھر کے اندر دم کرے تو مخلوقات اس کے پاس جمع رہے اور محبت کرے لیکن ہر یوم پانی دریا سے غسل کرے اور روزہ بھی رکھے اور بیس یوم تک ترک حیوانات بھی کرے اگر کسی شخص کو اپنے اوپر عاشق کرنا مطلوب ہو تو ان سے اسم اللہ الصمد کو بعد از نماز عشاء یکصد بار پڑھ کر اسکی طرف دم کرے تو مراد پوری ہوگی اگر رجال الغیب مسخر کرنے منظور ہوں تو اسم اللہ الصمد ستر ہزار بار چھری زمین پر گاڑ کر پڑھے اور یہ عمل جنگل میں کرنا چاہیئے۔
اور ہوا کو مسخر کرنے کے لئے ہر یوم ہزار بار اللہ الصمد پڑھنا چاہیئے۔ اگر کسی ظالم کے گھر کو جلانا منظور ہو تو اللہ الصمد کو چالیس روز روزے دار ہو کر ایک ہزار بار کسی خاک پاک پر پڑھ کر اسکے گھر میں ڈالدے تو وہ گھر جل کر تباہ ہو جائے گا۔ اور اگر دولت مندی کے لئے پڑھے تو دریا کے کنارہ پہ چالیس روز بیٹھے اور ہر یوم تازہ غسل کرے فجر کی نماز کے بعد بیس ہزار اور باقی ہر نماز کے بعد ہزار بار اسم اللہ الصمد پڑھ لیا کرے انشاء اللہ تعالے تنگدستی دور ہو جائے گی۔
اگر اسم اللہ الصمد کو پانچ روز روزانہ بارہ ہزار بار پڑھے اور یہ راز کسی سے نہ کہے تو سانپ بچھو وغیرہ

جانور موذی فرمانبردار ہو جائیں گے۔

اگر کسی کو بواسیر خونی ہو یا بادی ہو تو اس کے لئے قبل از آفتاب بعد از نماز فجر بروز جمعہ یا پیر لکھ کر کمر پر باندھے تو انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا رَحِيْمُ كُلِّ صَرِيْخٍ وَّمَكْرُوْبٍ يَا رَحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

درد سر کے لئے: سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ اسمه وبركته وشفاء بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

درد شقیقہ کے لئے: یہ آیت سات بار پڑھے اور دم کرے قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا۔

۷۸۶
وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ
گین دفع شوحق
یا حفیظ یا حفیظ یا حفیظ یا حفیظ
ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

برائے ناف

اسکو لکھ کر ناف پر باندھے۔

ہدایات اوقات کے پہچاننے کی

عامل کو چاہیئے کہ پہلے پورے طور پر اپنے آپ کو متبع شریعت کا بنائے اکل شرب اقوال وافعال میں اتقا کو اختیار کرے اور تعویذات کو اپنے اپنے وقت میں تحریر کرے اور کم از کم گیارہ گیارہ بار مع بسم اللہ درود شریف پڑھ لیا کرے۔

اور خضوع وخشوع سے نہایت عاجزی سے بیٹھ کر بطہارت لکھے اور وقت زحل میں تعویذ عدو یعنی دشمن کے ہلاک کرنے کا لکھے اور پڑھے تو خوب ہوگا مکان و باغ و کھیت و شادی و چاہ کھدہ نکالے تو بہتر ہوگا لیکن اس وقت میں سفر کرنا اور خرید و فروخت کرنا خوب نہ ہوگا اور نہ ہی افسروں سے اس وقت ملے اور نہ ہی فصد کرائے اور نہ علاج کرائے اور بروز شنبہ زحل کی پہلی ساعت ہوا کرتی ہے۔

ساعت دوم مشتری کی ہے اس میں صلح و صفائی و محبت و قضا حاجت و بیماری کے لئے تعویز لکھے تو خوب ہوگا اور اگر اسوقت میں سفر کرے تو مبارک اور نیا کپڑا پہننا اور خرید و فروخت کرنا نہایت عمدہ ہے۔ ساعت سوم مریخ اس میں اعمال شر و فساد و عداوت دشمن و ہلاکت مخالفین کے لئے تعویذ لکھے اور پڑھے اور اس میں سفر و خرید و فروخت نہ کرے ورنہ اچھا نہ ہوگا۔

ساعت چہارم شمس اس میں محبت اور افسروں اور امیروں و نوابوں کو ملنے اور تسخیر کے تعویذ لکھنے کی اجازت ہے انشاء اللہ تعالے مراد پوری ہوگی اور جو نیک کام اسمیں کرے اچھا ہوگا۔

ساعت پانچویں زہرہ کی ہے اسمیں الفت و محبت و زبان بندی و خواب بندی و بیمار کے لئے تعویز لکھے جاتے ہیں اور عمل عشق بازی اور محبت پیدا کرنے کے لئے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور عداوت کا کوئی عمل نہ اس میں لکھے اور نہ ہی پڑھے۔ پہلی ساعت عطارد کی ہے اس میں محبت و خواب و زبان بندی کے تعویز بیشک لکھے لیکن بچہ اس ساعت میں نہ پڑھنے بٹھائے۔ اور جو بچہ اس ساعت میں پیدا ہوگا عقلمند ہوگا۔ ساعت قمر کی ساتویں ہے اس میں تعویز ہیبت و پیغام شادی و شفا بیماری وغیرہ کا نیک شروع کرے اور لکھے تو بہت خوب ہوگا۔ اور اسکے بعد پھر زحل کا وقت آجاتا ہے اور ستاروں کے وقت تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا انکو خیال رکھ کر تعویز اور عمل کیا کرے ورنہ محنت برباد ہوگی۔ اور یاد رکھیں کہ اگر محبت کا تعویز لکھنا منظور ہو تو شروع چاند جمعرات کے دن آفتاب نکلتے ہی گھنٹے کے اندر اندر ہی لکھ لیا جاوے ورنہ جمعہ کے دن چار گھنٹے سورج نکلنے کے بعد تحریر کیا کریں اور ایسا ہی پیر کے دن ہوگا۔ آفتاب نکلتے ہی گھنٹہ کے اندر ہی تعویز لکھ لیا کرے۔ اور پھر مہینے میں اڑھائی دن قمر و عقرب کے ہوتے رہتے ہیں ان میں محبت و الفت کے تعویز نہ لکھے یہ بہت سخت دن ہوتے ہیں اور تعویز لکھتے وقت بات چیت نہ کرے اور کسی عورت کے سامنے تعویز نہ لکھے اور لکھتے وقت یا حافظ یا حفیظ یا رقیب یا وکیل ۳ مرتبہ پڑھ کر اپنے پر دم کر لیا کرے اور خوشبو ضرور پاس رکھے اور اگر عورت پر محبت ڈالنا منظور ہو تو تعویز کے پیچھے پہلے نام اسکا اور اسکی والدہ کا اور اسکے بعد طالب اور اسکے والدہ کا نام درج کرے علیٰ ھذا القیاس اور عملیات میں زکوٰۃ و نصاب و قفل و بذل و ختم وغیرہ کا ضرور خیال رکھیں اور موسم کا خیال رکھتے ہوئے اس نقشہ کو یاد رکھیں۔ اس سے پہر اور گھڑی کا ہمیشہ کے لئے پتہ چلتا رہے گا اور ساعت گھنٹہ کو کہتے ہیں۔ مثلاً شنبہ کے روز اول وقت زحل کا ۶ بجے آفتاب نکلتے ہی شروع ہو

تو اسکا وقت ۷ بجے تک رہیگا پھر وقت مشتری کا ۷ سے ۸ تک اور ۸ سے ۹ تک مریخ ۹ سے ۱۰ تک شمس پھر ۱۰ سے گیارہ تک وقت زہرہ پھر ۱۱ سے ۱۲ تک وقت عطارد پھر ۱۲ سے ۱ بجے تک قمر اور ۱ بجے کے بعد پھر وقت زحل ۲ بجے تک پھر مشتری ۳ مریخ ۴ بجے شمس ۵ بجے شمس ۶ بجے وقت زہرہ ۷ بجے عطارد ۸ بجے قمر نو بجے تک پھر زحل پھر مشتری پھر مریخ پھر شمس پھر زہرہ پھر عطارد پھر قمر پھر بروز یکشنبہ زحل کی گھڑی شروع ہوتی ہے علیٰ ہذا القیاس اور اگر اب تک پتہ نہیں چلا تو اس نقشہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

نقشہ ساعت یعنی پہر اور گھڑی

نام دن اور رات	پہلا پہر			دوسرا پہر			تیسرا پہر			چوتھا پہر		
	ساعت ۱	ساعت ۲	ساعت ۳	ساعت ۴	ساعت ۵	ساعت ۶	ساعت ۷	ساعت ۸	ساعت ۹	ساعت ۱۰	ساعت ۱۱	ساعت ۱۲
تہ کی رات	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
فتہ کادن	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ
	محبت کیواسطے	صلح کیواسطے	بغض	جاہ ومال	محبت	شکار کیواسطے	کچھ کام نکلنے کیلئے	بلاکی دشمن	محبت وغیرہ	عداوت کیلئے	شکار کیلئے	قبر بینت کیلئے
ار کی رات	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ
	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل
توار کادن	محبت	منحوس ہے	سفر کیلئے	منحوس	عداوت بغض	قضاء حاجات	منحوس	دولت حشمت	محبت کیلئے	جو چاہو کرو	طلسم بنانے کیلئے	نقصان رسانی
یر کی رات	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد
	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس
ر کادن	محبت	سفر	نکاح	بیمار کرنے کیلئے	قضاء حاجات	طلسمات بنانے	زبان بندی	صلح ومحبت	جدائی	محبت	عداوت	محبت
ل کی رات	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
ل کادن	بغض	منحوس	نکاح	اعمال برکت	منحوس	بیمار کرنے	محبت	عداوت	محبت	منحوس	سفر	بغض وعداوت
ھ کی رات	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ
	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ
کادن	تحمل محبت	ذکر تسبیح کیلئے	خون جاری کرنا	اعمال خیر	عداوت	سفر	محبت	بیماری کا علاج	بغض وعداوت	ملاقات شاہان	تبرلی	بغض وعداوت
کی رات	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل
	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد
رات کی	تبرل محبت	بیمار کرنے	محبت	محبت	نکاح	سفر	عداوت	محبت	ملاقات شاہان	قضاء حاجات	محبت	نحس
عہ کی رات	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس
عہ کادن	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
	نکاح	طلسمات	نحس	محبت	کنواں کھودنا	قضاء حاجات	دولت حشمت	محبت	ہر ایک کام	فراق	نحس	محبت

تمثال نعلین شریف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعلین مبارک طول میں ایک بالشت ۱۲ انگل
درمیان عرض کعبین ۱۱ انگشت اور بطن قدم
۵ انگشت اور اونچا ۲ انگشت اور سر نوکدار

پائے راست

روئے پائے
راست مبارک
اندازہ دو
انگشت

دوال پشت مبارک

دوال
دوال
دوال

پائے چپ

روئے پاک
چپ مبارک کا اندازہ
جائے دو انگشت
میانگی

دوال پشت پائے مبارک

دوال
دوال
دوال
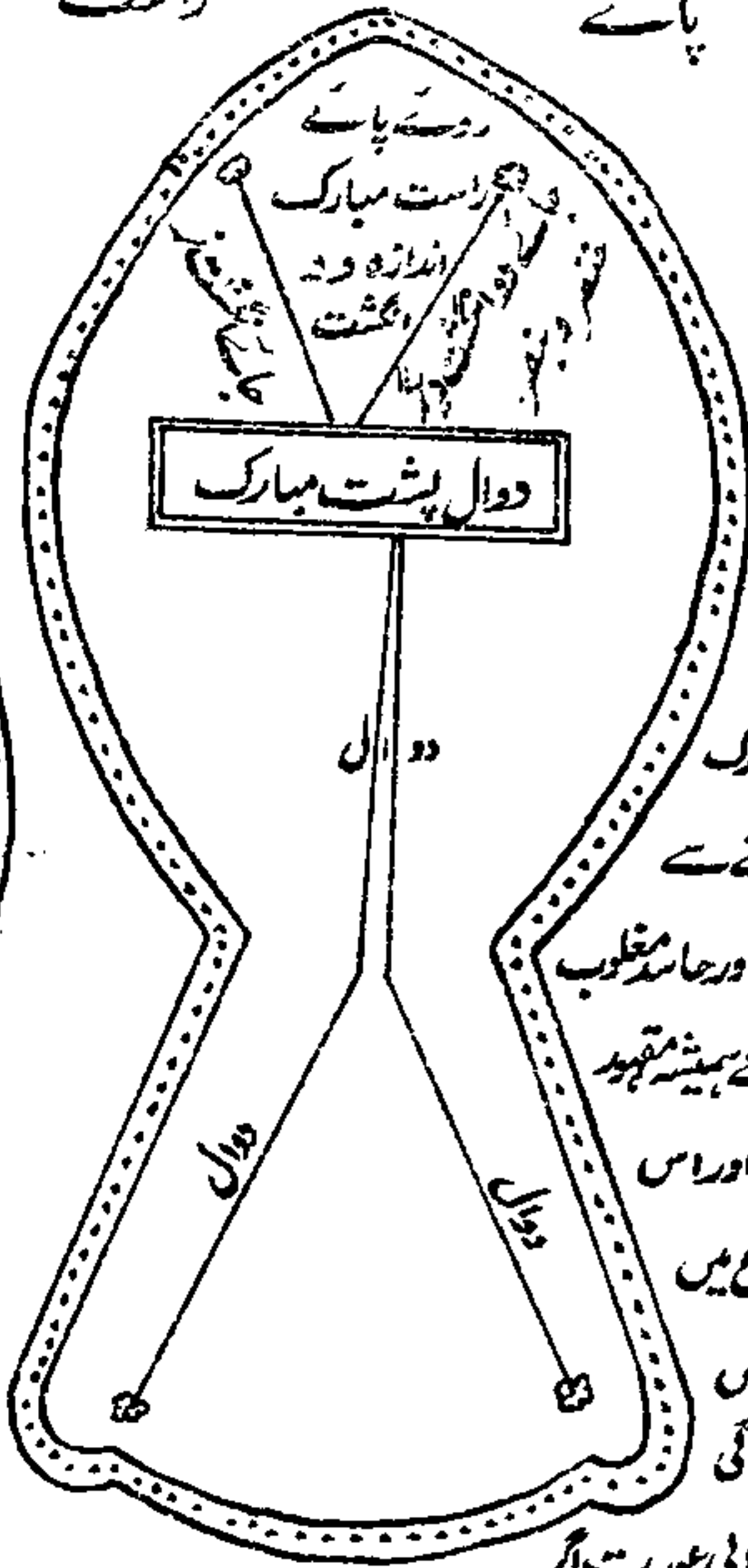
برکات

نقشہ نعلین مبارک
کے گھر میں رکھنے سے
برکت مال اور حاسد مغلوب
اور دشمن اسکے ہمیشہ مقہور
رہیں گے اور اس
نقشہ کو جو باغ میں
رکھے اس میں
برکت ہوگی
اور درد زہ والی عورت اگر
اس نقش کو دست راست میں رکھے تو مشکل آسان ہو اور جو اسکو
لکھ کر اپنے پاس رکھے ہر آفات سے محفوظ رہے اور ہر مشکل کے
وقت اسکے توسل سے ہر کام انشاء اللہ آسان ہوجائے گا کیونکہ اللہ تعالے
انبیاء علیہم السلام میں یہ اثر رکھا ہے لقولہ تعالے اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِیَّةٌ
مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ آیۃ

جلد ششدہم از فتاوی محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت الحاج محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا بالثواب۔

الجواب: قرآن پاک کو بغیر وضو کے جسم کے کسی حصہ سے بغیر کسی چیز کے حائل ہونے کے چھونا شرعًا ناجائز و حرام ہے۔ قرآن مجید و فرقان حمید میں ہے لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کنز الایمان میں اس آیہ کریمہ کا ترجمہ اسطرح کیا ہے کہ اسے نہ چھوئیں مگر باوضو تفسیر خزائن العرفان میں ہے۔ جس کو غسل کی حاجت ہو یا جس کا وضو نہ ہو یا حائضہ عورت یا نفاس والی ہیں سے کسی کو قرآن مجید کا بغیر غلاف وغیرہ کسی کپڑے کے چھونا جائز نہیں۔ بے وضو کو یاد پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے لیکن بے غسل اور حیض والی کو یہ بھی جائز نہیں بہار شریعت میں ہے بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو حرج نہیں۔ نیز اس میں ہے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اسکے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔ تفسیر جلالین میں اَلْمُطَهَّرُوْنَ کی تفسیر کی۔ ای الذین طھروا انفسھم من الاحداث اسکے حاشیہ پر ہے فلا یجوز للمحدث والجنب والحائض مسہ عند الائمۃ الاربعۃ شرح وقایہ میں ہے ولا تمس ھؤلاء ای الحائض والجنب والنفساء والمحدث عمدۃ الرعایا میں ہے لا یمسہ الا المطھرون والحدیث لا یمس القرآن الا طاھرا اخرجہ النسائی والبیھقی والطبرانی واحمد والحاکم وغیرھم۔ فتاوی رضویہ میں ہے محدث کو مصحف چھونا مطلقًا حرام ہے خواہ اس میں صرف نظم قرآن مجید مکتوب ہو یا اسکے ساتھ ترجمہ وتفسیر ورسم الخط وغیرہا بھی ہو کہ اسکے لکھنے سے نام مصحف زائل نہ ہو گا آخر اسے قرآن مجید ہی کہا جائے گا ترجمہ یا تفسیر کوئی اور نام نہ رکھا جائے گا یہ زوائد قرآن مجید کے تابع ہیں اور مصحف شریف سے جدا نہیں ولہذا حاشیہ مصحف کی بیاض سادہ کو بھی چھونا ناجائز ہوا بلکہ پٹھوں کو بھی بلکہ چولی پر سے

سے بھی بلکہ ترجمہ کا چھونا خود ہی ممنوع ہے اگرچہ قرآن مجید سے جدا لکھا ہو۔ ہدایہ میں ہے ولکن المحدث لا یمس المصحف الا بغلافہ لقولہ علیہ السلام لا یمس القرآن الا طاہر ثم الحدث و الجنابۃ لما حلت الیہ فیسویان وحکم المس والجنابۃ حلت الفم دون الحدیث فیفترقان فی حکم القراۃ۔ پس قرآن مجید وحدیث پاک واقوال فقہاء سے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہوگیا کہ قرآن مجید کا بغیر وضو کے چھونا ناجائز و حرام ہے۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تکبیر کہتے وقت مقتدی وامام کو بیٹھنا چاہیئے اور یہ حوالہ کن کتب فقہ میں آیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرمایا اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو یہی حکم امام کے لئے ہے تنویر الابصار میں ہے والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب۔ ردالمحتار میں ہے کذا فی الکنز ونور الایضاح والاصلاح والظہیریہ والبدائع وغیرھا قال فی الذخیرۃ یقوم الامام والمؤتم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علماء الثلاثۃ۔ عالمگیری جامع الرموز مضمرات، طحطاوی علی مراقی الفلاح شامی علی الدر عمدۃ الرعایہ علی شرح وقایہ فتاوی رضویہ جلد دوم بہار شریعت وغیرہ کتب فقہ میں تکبیر ہوتے وقت کھڑے ہوکر انتظار کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۳: اونچی آواز سے آمین کہنا کہاں تک روا ہے اسکے متعلق کتنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی روایات موجود ہیں۔

الجواب: حنفی اہلسنت نماز میں آہستہ آمین کہتے ہیں اور شافعی اہلسنت نماز بلند آواز سے کہتے ہیں مگر یہ وہابی نہیں ہیں۔ اس علاقہ میں چونکہ وہابی غیر مقلد آمین بلند آواز سے کہتے ہیں لہذا ان لوگوں کو وہابی کہتے ہیں۔ مگر وہابی ہونے کی وجہ صرف بلند آواز سے آمین کہنا ہی نہیں بلکہ یہ لوگ شان الوہیت وشان رسالت وشان ولایت میں بے ادب وگستاخ ہیں اس وجہ سے ان کو وہابی کہتے ہیں واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کیا ختم شریف غوثیہ بلند آواز سے لکر

پڑھنا اور سورتیں وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: صدر الشریعۃ بدر الطریقہ محقق فقیہ حضرت مولانا امجد علی صاحب قدس سرہ نے اپنی کتاب مستطاب بہار شریعت میں فتاوے کی معتبر و مستند کتاب درمختار کے حوالہ سے تحریر فرمایا مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے قرآن پاک پڑھیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں توحکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ ختم غوثیہ شریف پڑھنا بہت اچھا ہے۔ اسکے پڑھنے سے دین و دنیا میں بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن جب مجمع اکٹھے مل کر ختم غوثیہ شریف پڑھیں تو قرآن مجید فرقان حمید کی آیتوں کو آہستہ پڑھیں اور دیگر اذکار کو بلند آواز سے پڑھ لیں اسی طرح جب کہ تیجا۔ ساتا۔ دسواں چالیسواں وغیرہ مجالس میں قرآن مجید کو مجمع میں چند آدمی پڑھیں تو آہستہ پڑھیں اس لئے کہ قرآن پاک کو جب بلند آواز سے پڑھا جائے تو اسکا سننا حاضرین پر ضروری ہے قرآن پاک میں ہے اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ تفسیر مدارک میں ہے ظاهره وجوب الاستماع والانصات فی الصلوٰۃ وغیرها۔ درمختار میں ہے یجب الاستماع للقراءۃ مطلقا لان العبرۃ لعموم اللفظ۔ ردالمحتار میں ہے ای فی الصلوٰۃ وخارجها لان الاٰیۃ وان کانت واردۃ فی الصلوٰۃ وخارجها لان الاٰیۃ وان کانت واردۃ فی الصلوٰۃ علی ما مر فالعبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ یعنی قرآن کا سننا واجب ہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو اس لئے کہ آیت اذا قرأت القرآن فاستمعوا له وانصتوا الخ کا شان نزول اگرچہ ہے مگر محل خاص ہی کا اعتبار نہیں بلکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے لایجهر بعضکم علی بعض بالقرآن۔ اشعۃ اللمعات میں ہے آواز بلند نکند از شما بعض بقرآن چہ در نماز چہ در غیر آن از مصلی و نائم قاری و ذاکر تا موجب تشویش نگردد۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کا سننا فرض کفایہ ہے۔ لہذا بعض کا سننا کافی ہے جیسے سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے اس لئے بعض کا جواب دینا کافی ہے ردالمحتار میں ہے فی شرح المنیۃ والاصل ان الاستماع للقرآن فرض کفایۃ لانه لاقامة حقه بان یکون ملتفتا الیه غیر مضیع وذلك یحصل بانصات البعض کما فی رد السلام حین کان لرعایۃ حق المسلم کفی فیه البعض عن الکل اور علامہ حموی نے استاذ قاضی القضاۃ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے اپنے رسالہ میں تحقیق کی ہے کہ قرآن پاک سننا فرض عین ہے۔ ردالمحتار میں ہے ونقل الحموی

عن استاذہ قاضی القضاۃ یحیی الشہیر بمنقاری زادہ ان له رسالة حقق فيها ان استماع القرآن فرض عین بعض کتب میں فرمایا کہ علماء کی جماعت کثیر کا یہ مسلک ہے کہ نماز سے باہر قرآن پاک کا سننا مستحب ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے استدل بها بعض علماء الحنفية فی ان ترک القرأة للموتم فرض وذلک لان الله تعالىٰ یامر باستماع القرآن والانصات عند قراءة القرآن مطلقا سواء کان فی الصلوٰة او فی غیرها ولکن لما کان عامة العلماء غیر قائلین بوجوب الاستماع خارج الصلوٰة بل باستحبابه خلاصہ یہ کہ نماز سے باہر قرآن پاک سننے کے متعلق تین قول مذکور ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ (۳) مستحب پہلے قول کی بنا پر نہ سننے والے اور نہ چپ رہنے والے سب گنہگار ہیں اور دوسرے قول کی بنا پر اگر بعض سن لیں گے اور چپ رہیں گے تو کوئی گنہگار نہیں ورنہ سب گنہگار۔ تیسرے قول کی بنا پر نہ سننے والے اور نہ چپ رہنے والے مستحب کے ترک کرنے والے ہیں جو قرآن پاک کی تلاوت کے وقت خاموش رہے اور سنے تو وہ شریعت کے مطابق عامل اور اجر عظیم حاصل کرنے والا ہے لہذا تحقیق یہی ہے کہ یا سب آدمی قرآن پاک کی سورتوں اور آیتوں کو آہستہ پڑھیں یا ایک آدمی بلند آواز سے پڑھے اور باقی حضرات غور سے سنیں اور خاموش رہیں ختم شریف کو ہرگز بند نہ کریں بلکہ جاری رکھیں کیونکہ یہ دین و دنیا کے فیوض و برکات وحصول حسنات کا ذریعہ ہے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵: کیا لنگڑے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیوں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: لنگڑے کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے اس لئے کہ شرعاً لنگڑا وہ معذور مریض نہیں کہ اسکے پیچھے صحیح وتندرست کی نماز نہ ہو امام کے لئے ضروری ہے کہ سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہو لہذا دیوبندی۔ وہابی۔ قادیانی۔ شیعہ۔ رافضی۔ مودودی۔ چکڑالوی وغیرہ بدمذہب امام کے پیچھے اہلسنت کی وجماعت کی نماز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

ـــہ: امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے فتاوے میں تحقیق فرمائی کہ اگر قرآن پاک کے سننے کے لئے جمع ہوئے ہوں تو قرأت قرآن پاک کے وقت ہر ایک کا چپ رہنا واجب ہے اگرچہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں چاہئے ان کو دوری کی وجہ سے پڑھنے والے کی آواز نہ پہنچے لیکن جب کہ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں ہوں تو قرآن پاک سننے کا قصد نہ رکھتے ہوں تو بعض کے سننے سے فرض ادا ہو جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲ مرتب

سوال ۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی وضع نماز کیا تھی سنی اہلسنت وجماعت خصوصاً حنفی مذہب کے مطابق ہاتھ باندھ کر قرأت اور تسلیمات وغیرہ پڑھا کرتے تھے یا شیعہ مذہب کے مطابق ہاتھ کھول کر شیعی نماز پڑھا کرتے تھے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا کہ اپنے دہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ نے منع نہ فرمایا اگر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہوتا تو حضور علیہ السلام ضرور منع فرماتے۔ ابوداؤد شریف میں ہے۔ عن ابن مسعود انہ کان یصلی فوضع یدہ الیسری علی الیمنی فرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی الیسری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے جدامجد مولیٰ کائنات مشکلکشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے ابوداؤد کے حاشیہ پر ہے عن علی قال من السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ یعنی حضرت شیرخدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ بخاری شریف میں ہے وضع علی رضی اللہ عنہ کفہ علی رسغہ الا لیسر یعنی مولا علی شیرخدا رضی اللہ عنہ نے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ پر رکھا اس سے ظاہر ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی اپنے جدامجد کے طریقہ پر نماز پڑھتے تھے۔
حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ علم شریعت وطریقت کے جامع ہیں سنیوں کے امام ہیں ہمارے شجرہ میں بھی آپ کا نام نامی آتا ہے آپ کا علم وعرفان آپ کی کرامات آپ کے فضائل شہرۂ آفاق ہیں ہمیں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حسن ظن یہ ہے کہ آپ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے اور اپنے جدامجد مولیٰ علی شیرخدا رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سنت پر عمل کرتے اور مولیٰ علی شیرخدا رضی اللہ تعالٰی عنہ چوتھے خلیفہ راشد برحق ہیں اور باب مدینہ علم ہیں آپ اور باقی خلفاء راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم کی سنت کے مطابق عمل کرنے کا حکم حضور نبی کریم علیہ التسلیم نے فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ہم اہلسنت کے نزدیک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عمل نماز میں ہاتھ باندھنے کا ہے اور آپ کا یہ عمل مولیٰ علی شیرخدا رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سنت بعینہٖ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ جب شیعہ رافضی زور دیتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی تو مطلب یہ ہوا کہ شیعہ رافضی کے نزدیک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

نے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سنت کا خلاف کیا بلکہ آپ نے حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے خلاف کیا۔ شیعہ رافضیوں کے نزدیک یہ گمان ہوگا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سنت بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے خلاف کیا مگر اہلسنت ،کا مسلک یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی سنت پر عمل کرتے تھے اور وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت پر عمل کرتے تھے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۷:۔ دیگر بعد والے حضرات امام اہلبیت مقلد تھے یا نہ اگر تھے تو کس امام کے اگر نہ تھے تو کیوں۔

الجواب:۔ آئمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اگر مسائل مجتہدہ میں کسی امام مجتہد کے مقلد ہو جائیں تو اس سے ان کی شان رفیع میں کوئی فرق نہیں آئے گا دیکھو حضرت غوث پاک سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حسنی حسینی سید ہیں اہل بیت کرام میں سے ہیں نسبی شرافت کے حامل ہیں ولایت کے عہدہ پر فائز ہیں بلکہ لاکھوں کو نظر کرم سے باذن پروردگار ولی بناتے ہیں باوجود ان خوبیوں کے پھر بھی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقلد ہیں۔ آئمہ اہل بیت میں سے جو جو آئمہ خود مجتہد تھے وہ اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے ورنہ مسائل مجتہدہ میں کسی مجتہد کے مقلد تھے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۸:۔ جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ پاک میں امام مدینہ تھے اور امام جعفر علیہ السلام بھی مدینہ شریف میں رونق افروز تھے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرف تلمذ حاصل کرتے تھے تو رفع نماز اور ہاتھ باندھنے یا کھولنے میں کیوں تصفیہ نہ کر سکے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ امام مالک امام جعفر صادق۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم آئمہ مجتہدین تھے اپنے اپنے شہروں میں اجتہادی مسائل میں اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے مجتہد پر کسی دوسرے مجتہد کی تقلید لازم نہیں بلکہ مجتہد مسائل اجتہادیہ میں اپنے اجتہاد پر عمل کرے گا سو جہ سے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۹:۔ جو امام دیوبندی عقیدے رکھتا ہو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ارکان اسلام میں سے اہم ترین رکن نماز ہے۔ نماز فرض قطعی ہے۔ نماز دین کا ستون ہے

نماز مومنوں کی معراج ہے نماز باجماعت ادا کرنا شرعاً مامور و مطلوب ہے نماز کے دیگر مسائل کی طرح امامت کا مسئلہ بھی نہایت غور طلب ہے۔ نماز کس امام کے پیچھے ادا کی جائے منصب امامت پر کس کو مقرر کیا جائے اسکے متعلق مسلمانوں میں سستی آگئی ہے۔ مقتدی عام طور پر جس امام کے پیچھے چاہتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں خواہ امام کسی عقیدہ کا ہو بہت مسجدوں کے متولی و ناظم بھی امام مقرر کرتے وقت غور نہیں کرتے کہ کس عقیدے اور عمل کا امام چاہیئے۔ اہلسنت وجماعت کے مذہب کے خلاف بہت مولوی ایسے بھی ہیں کہ اپنے آپ کو جھوٹے طور پر اہلسنت بتلاتے ہیں اور مسجدوں کے متولی ان مولویوں کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور ان کو اپنا امام مقرر کر لیتے ہیں سینکڑوں جگہ ایسا اتفاق ہوا کہ مقتدیوں نے امام کو اہلسنت سمجھ کر امام رکھا اور امام بھی اپنے کو اہلسنت بتاتا رہا اور اہلسنت جیسے کام کرتا رہا مگر آخر کار ایسے امام کا پردہ فاش اور ظاہر ہو گیا کہ امام اہلسنت نہیں ہے۔ متعدد ایسی جگہیں ہیں کہ جہاں پر بعد میں ظاہر ہوا کہ امام سنی نہیں ہے بلکہ پکا دہابی ہے۔ اہلسنت نمازیوں نے ایسے وہابی امام کو امامت سے علیحدہ کر دیا جس سے نمازیوں میں انتشار بھی ہوا اگر پہلے ہی سے امام کو مقرر کرتے وقت پرکھ لیا جائے تو بعد میں ایسی دشواریاں پیش نہ آئیں انشاء اللہ العزیز۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ دیوبندی عقیدوں والے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اس زمانہ میں یہ معرکۃ الآرا مسئلہ ہے اس مسئلہ میں نزاکت ایک حد تک اسلئے ہو گئی ہے کہ دیوبندی اپنے فاسد عقیدوں کو چھپا لیتے ہیں۔ پہلے عقیدے ظاہر نہیں کرتے جب ان کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے تو آہستہ آہستہ وہابی مذہب پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے یہ واضح ہو جائے کہ دیوبندی مولویوں کے عقائد کیا ہیں پھر مسئلہ کا جواب سہل ہے۔ دیوبندیوں کا

عقیدہ ۱:۔ اگر حضور علیہ السلام کے بعد اب بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو اس سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ معاذ اللہ۔ دیکھو بانی مدرسہ دیوبند کا رسالہ تحذیر الناس ص۲۴۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

عقیدہ ۲:۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور شیطان لعین کو ساری زمین کا علم ہے معاذ اللہ۔ دیکھو براہین قاطعہ مصدقہ رشید احمد گنگوہی کے صفحہ ۵۱ پر ہے شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ دیکھئے دیوبندیوں نے اس روایت سے کیا ثابت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور اسی دیوبندی پیشوا نے اسی کتاب کے اسی صفحہ پر چند سطر کے بعد لکھا ہے الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے

بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت عالم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

عقیدہ ۳: حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دینا ملاحظہ ہو۔ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کا رسالہ حفظ الایمان صفحہ ۷۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے دیوبندی پیشواؤں کی ان عبارتوں میں سرور دو عالم نور مجسم نبی اکرم شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں صریح توہین و گستاخی ہے اور حضور شافع یوم النشور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت سے انکار ہے اسلئے علماء عرب و عجم و مشائخ حرمین طیبین نے ان عبارتوں کے لکھنے والوں پر یا ان عبارتوں کے مطابق عقیدہ رکھنے والوں پر کفر کا فتوے دیا اور یہ فتویٰ پنجاب میں ہندوستان میں یوپی میں۔ سی پی میں۔ بنگال بہار۔ بمبئی۔ مدراس۔ کشمیر وغیرہ میں بارہا شائع ہوا ہے۔ دیوبندی پیشواؤں کے یہ عقیدے سراسر اسلام کے خلاف ہیں اور جو اپنے دیوبندی پیشواؤں کی ان عبارتوں پر مطلع ہوکر ان کو حق جانتے ہیں وہ بھی شرعاً اپنے دیوبندی پیشواؤں کی طرح شرعی جرم میں گرفتار ہیں جو ان کے پیشواؤں پر شرعاً فتویٰ ہے وہی ان کے ماننے والوں پر ہے۔ جب دیوبندی مولوی کے پاس ایمان ہی نہیں ہے تو دیوبندی امام کی خود نماز نہیں ہوتی تو دیوبندی امام کے پیچھے اوروں کی نماز کیسے ہوگی لہذا دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے فریضہ نماز ادا نہ ہوگا بلکہ مقتدی کے ذمہ فریضہ نماز باقی رہتا ہے۔ لہذا جن نمازیوں نے دیوبندی امام کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں ان نمازیوں پر لازم ہے کہ وہ نمازیں دوبارہ لوٹائیں۔ اگر نہ لوٹائیں گے تو فریضہ ان کے ذمہ بدستور باقی رہے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی امامت کرتا ہے کہ نماز میں ہمیشہ طول قرأت پڑھا کرتا ہے۔ تقریباً پاؤ سوا پاؤ میں دو رکعتیں پوری کرتا مقتدی تمام نالاں ہیں اور امام صاحب کو ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں اور ضعیف ہیں نماز اتنی لمبی نہ کریں لیکن امام صاحب بجائے مان لینے کے اور زیادہ پڑھنا لگ جاتے ہیں ایسے ضدی معاملہ میں نماز کا کیا حال ہے امام کو کیا کرنا چاہیئے اور مقتدی کیا کریں آیا نماز علیحدہ پڑھیں یا پیچھے امام کے نیت کرکے بیٹھ جائیں پھر کھڑے ہوکر رکوع میں ساتھ مل جائیں

اگر امام کو یہ کہتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں ضد نہیں کرتا بلکہ مجھے پڑھنے کا شوق زیادہ ہے بہر صورت امام کو ایسے شوق میں مستغرق ہونا چاہیئے یا مقتدیوں کی بات پر عمل کرے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ امام جب لوگوں کو نماز پڑھائے تو شرعاً اس پر لازم ہے کہ مقتدیوں کا بھی خیال کرے نماز میں قرأت یا رکوع و سجود کا اتنا طول نہ کرے کہ مقتدیوں پر مشقت کا باعث ہو۔ اور جب امام تنہا نماز پڑھے جیسے سنتیں۔ نفل وغیرہ تو جتنا چاہے نماز کو طول دے اس میں حرج نہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نماز میں طول دیا تھا جس کی وجہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت معاذ پر بہت ناراض ہوئے جیسا کہ بخاری و مسلم میں مفصل حدیث مذکور ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا من صلی بالناس فلیخفف فان فیھم الضعیف والمریض وذوالحاجۃ الحدیث او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جو لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ نماز کو طول نہ کرے بلکہ تخفیف کرے اسلئے کہ مقتدیوں میں کمزور و بیمار اور صاحب حاجت ہیں اور ارشاد فرمایا من صلی بنفسہ فلیطول ماشاء او کما قال علیہ السلام یعنی جو شخص تنہا نماز پڑھے جتنی چاہے لمبی کرے ہمارے امام اعظم اور حضور غوث اعظم اور خواجہ غریب نواز رضی تعالےٰ عنہم اور بہت سے اولیاء کرام شب بھر عبادت کرتے صورت مسئولہ میں اس امام کو شرعی مسئلہ سمجھایا جائے اگر مان لے تو اچھا ورنہ کسی اور شخص سنی صحیح العقیدہ قابل امامت کو امام بنائیں۔ وہ امام جو آپ کا ہے امامت کے مسئلے سے ناواقف معلوم ہوتا ہے امام ایسا ہونا چاہیئے جو مقتدیوں کے حق کو پہچانے اور تلاوت کا صحیح ذوق وہ ہے جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ہو امام ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ جس کی وجہ سے مقتدیوں کا ذوق ٹوٹتا ہو بلکہ ایسا ہونا چاہیئے جس کی وجہ سے مقتدیوں کا ذوق نماز زیادہ ہو۔ اس امام کا ذوق اگرچہ صحیح مگر طرز استعمال غلط ہے۔ اللہ تعالےٰ ہدایت فرمائے وہو الموفق وہو تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۱:۔ اگر کوئی امام چار انگل سے کم داڑھی رکھتا ہے چار انگل داڑھی نہیں ہوتے دینا صرف دو تین انگل داڑھی رکھتا ہے کیا امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں مسئلہ سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ شریعت میں کم از کم ایک مشت لمبی داڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا خلاف شرع ہے۔ جو امام داڑھی منڈائے یا کتروائے کہ ایک مشت سے کم ہو اور اسکی عادت رکھے وہ فاسق معلن ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس کا لوٹانا یعنی دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

سوال ۱۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک پیش امام داڑھی کم رکھتا ہے جب اس سے پوچھا گیا کہ داڑھی کتنی لمبی ہونی چاہیئے تو اس نے جواب دیا کہ لمبی داڑھی تو سکھوں کی ہوتی ہے اسوجہ سے اکثر لوگوں نے اسکے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے اور اس سے داڑھی بڑھانے کا اصرار کیا گیا لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس لئے دریافت طلب مسئلہ ہے داڑھی کی شرعی حد کتنی ہے اور امام کی داڑھی کتنی ہونی چاہیئے جو شرعی حد سے کم داڑھی رکھے اسکے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں جس نے مذکورہ بالا لفظ شارع عام کہا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے جو لوگ اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ان کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: بہار شریعت میں ہے داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے داڑھی مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں اگر ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اسکو کٹوا سکتے ہیں احکام الملۃ الحقہ میں ہے داڑھی ایک مشت تک بڑھانا اور رکھنا باتفاق فقہا واجب اور اس سے زیادہ سنت و مستحب تاوقتیکہ شہرت وانگشت نمائی اور تمسخر تک نوبت نہ پہنچے۔ اور قبل مٹھی بھر ترشوانا یا منڈانا بالاتفاق حرام کسی کے نزدیک جائز نہیں اور فی نفسہ مطلق داڑھی بڑھانا اور رکھنا سنت موکدہ متواترہ قدیمہ ہے تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی احکام شریعت میں ہے داڑھی منڈوانے یا کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں نیز اس میں ہے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن مثلاً داڑھی منڈا یا خشخاشی رکھنے والا یا کترواکر حد شرع سے کم کرنے والا۔ فتاوے رضویہ میں ہے داڑھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ ان عبارات کتب فقہاء وعلماء سے معلوم ہوا کہ داڑھی کی لمبائی کم از کم ایک مشت ہے جو امام ایک مشت سے کم داڑھی رکھے یا منڈائے وہ شرعاً فاسق معلن ہے اسکو امام بنانا گناہ ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی نمازیں اسکے پیچھے پڑھی ہیں ان کا پھیرنا واجب۔ امام مذکورہ کا یہ جملہ کہ لمبی داڑھی تو سکھوں کی ہوتی ہے بہت سخت جملہ ہے اس امام پر ضروری ہے کہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ کبھی خلاف شرع ایسا جملہ ہرگز کہیگا۔ اگر امام مذکورہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ شریعت کے مطابق کم از کم ایک مشت لمبی داڑھی ضرور رکھے گا ترشواکر اس سے کم نہیں کرے گا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً بلا کراہت جائز ہے جب کہ امام مذکور سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہو اور اگر داڑھی ترشوانے سے توبہ نہ کرے بلکہ اپنی پرانی عادت پر قائم رہے تو اس

کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور لوٹانی واجب وضروری اگرچہ وہ امام سنی صحیح العقیدہ ہو۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۳:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک شخص حافظ قرآن ہو اور داڑھی کترا کر ایک یا ایک دو انچ کے برابر رکھتا ہو اور رمضان شریف کے روزے بھی نہ رکھتا ہو اور حقہ سگریٹ بازاروں میں پیتا ہو اسکے پیچھے نماز فرض پڑھنا کیسا ہے اور نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب:۔ قرآن پاک حفظ کرنا بہت بڑی بے بہا دولت ایمانی ہے اور بغیر عذر شرعی رمضان مبارک کے روزے نہ رکھنا شرعاً حرام ہے۔ جو شخص شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو داڑھی حد شرعی سے کم کرتا ہو منڈواتا یا ترشواتا ہو اور اسکا عادی ہو اگرچہ حافظ قرآن ہو اور سنی صحیح العقیدہ بھی ہو ایسے شخص کے پیچھے پنجگانہ نماز پڑھنا یا نماز عیدین وجمعہ پڑھنا یا رمضان مبارک میں تراویح پڑھنا نماز وتر پڑھنا شرعاً منع ہے۔ نمازیوں کو لازم ہے کہ ایسے شخص کو امامت کے لئے منتخب کریں جو اہلسنت صحیح العقیدہ ہو اور شریعت مطہرہ کا پابند ہو واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۴:۔ وہابی امام کے پیچھے ہم اہلسنت کی نماز کیوں نہیں ہوتی کامل ثبوت ہو۔

الجواب:۔ وہابی شان الوہیت وشان رسالت وشان اہلبیت وشان صحابہ میں نہایت گستاخ و بے ادب ہیں۔ ان کی گستاخیوں و بے ادبیوں سے ان کے پیشواؤں کی کتابیں بھری پڑی ہیں یہ بڑے غدار ہیں قرآن وحدیث کے غلط مطالب بیان کرکے مسلمانوں کو گمراہ بے دین کر رہے ہیں ان کے پیچھے اہلسنت کو نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم واحکم۔

سوال ۱۵:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک ایسا نابینا ہے جو اپنے جسم ولباس کو نجاست ظاہری سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اور امور غیر شرعی کا مرتکب رہتا ہے جیسے بغیر اذن ولی نابالغہ لڑکی کا نکاح پڑھنا اور اپنی عورت کو بے ستر رکھنا وغیرہ ایسے شخص کی امامت کے باوجود پرہیزگار امام مل سکتا ہے کیا حکم ہے کہ اسکو امام بنانا چاہیئے یا کہ نہیں۔

الجواب:۔ ہو الموفق للصواب۔ امام کا سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہونا ضروری ہے۔ اور اگر امام نابینا ہے مگر نماز کے مسائل کو جانتا ہے جسم اور کپڑے کو پاک وصاف رکھتا ہے شریعت کا پابند ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بلاشبہ جائز بلکہ حدیث کے موافق ومطابق اور اگر نابینا ایسا ہو کہ جسم اور کپڑے کو پاک وصاف نہیں رکھتا اور شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو اسکے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً منع ہے اور اسکی امامت ناجائز

ہے۔ اسکی امامت سے لوگوں کو وحشت ونفرت ہوگی اور جماعت میں قلت ہوگی لہذا اس نابینا کو امامت سے ضرور علیحدہ کردیں اور اس امام مذکور کے پیچھے اپنی نمازیں خراب و برباد نہ کریں بلکہ کسی سنی صحیح العقیدہ پابند شرع کو امام رکھیں اور اس نابینا امام مذکور کو امامت سے علیحدہ کردیں۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

نوٹ:۔ جبکی عورت بغیر ستر کے پھرے شوہر اسکو منع نہ کرے تو اسکا شوہر بھی اس کی طرح فسق کر رہا ہے اور اگر شوہر منع کرتا ہے مگر بیوی بے پردہ پھرتی ہے تو اس صورت میں شوہر کا کوئی قصور نہیں۔ قرآن پاک میں ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔

سوال ۱۶:۔ نماز پڑھتے وقت امام کو لاؤڈ سپیکر کا استعمال شرعاً درست ہے یا نہیں اور اس پر نماز پڑھانا شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:۔ نماز پڑھاتے وقت امام کو لاؤڈ سپیکر کا استعمال ہرگز نہ چاہیئے مگروہ ناپسند ہے کیونکہ قرأت میں ایسا تصنع وتکلف اور زیادہ بلند آواز جو حضور قلب خشیت اور تذلل نماز کے منافی ہو منع ہے آئمہ مساجد کو اس سے احتراز چاہیئے اور متولی وارکین مسجد کمیٹی اور مقتدیوں کو چاہیئے کہ جس جگہ امامت کے لئے یہ آلہ استعمال ہوتا ہو اسکو بند کرائیں لاؤڈ سپیکر کے مسئلہ کے متعلق غور کیا گیا اس کے متعلق زمانے کے ماہر لوگ بھی دو قسم کے ہیں بعض کہتے ہیں لاؤڈ سپیکر کی آواز متکلم کی آواز ہے یعنی لاؤڈ سپیکر متکلم کی آواز کو دور تک پہنچاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لاؤڈ سپیکر سے متکلم کی آواز ٹکراتی ہے جس سے لاؤڈ سپیکر میں جدا آواز پیدا ہوتی ہے اس صورت میں لاؤڈ سپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں لہذا اس قول کی بنا پر لاؤڈ سپیکر کی آواز سے جو تکبیرات انتقالات کی جائیں گی اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ فساد وعدم فساد میں معاملہ دائر ہے احتیاط اسی میں ہے کہ نماز کے لئے ہرگز نہ لگایا جائے۔ مسلمانوں کی نمازیں خطرے میں نہ ڈالی جائیں۔ ہمارے اکابر علماء نے نماز میں اس کے لگانے کو پسند نہیں کیا بلکہ بعض علماء نے صراحۃً فرمایا کہ اس کا نماز میں لگانا درست ہے بعض نے فرمایا مفسد نماز ہے بعض نے فرمایا ہرگز نہ لگایا جائے بعض نے فرمایا اس کا نماز میں لگانا بدعت سیئہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ نماز تو نماز اذان وخطبہ میں بھی اسکا استعمال نہ کیا جائے ان وجوہ کی بنا پر احتیاط اسی میں ہے کہ لاؤڈ سپیکر کا نماز میں ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم واحکم بالصواب۔

سوال ۱۷:۔ گنبد سے سنی ہوئی آواز پر رکوع وسجود کرنے والے مقتدیوں کی نماز کو کیا کتب فقہ میں فاسد و باطل لکھا ہے۔

الجواب: گنبد سے سنی ہوئی آواز چونکہ امام کی آواز نہیں ہے لہذا گنبد کی آواز پر رکوع وسجود کرنے کا کوئی مطلب نہیں نہ اس کی آواز پر سجدہ تلاوت لازم نہ اقتدا کا تحقق۔ واللہ تعالے اعلم۔

سوال ۱۸: کیا گنبد یا لاوڈ سپیکر سے سنی ہوئی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے یا اس کی مثل ومشابہ ہے بینوا توجروا۔

الجواب: گنبد سے سنی ہوئی آواز بعینہ متکلم کی آواز نہیں ہے کیونکہ اگر گنبد سے سنی ہوئی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہوتی تو جو آدمی گنبد سے آیت سجدہ سنتا تو اس پر سجدہ تلاوت لازم ہوتا حالانکہ لازم نہیں تو معلوم ہوا کہ گنبد سے سنی ہوئی آواز بعینہ متکلم کی آواز نہیں ہے بعض علماء لاوڈ سپیکر کے متعلق بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ درمختار میں ہے لاتجب السماعة من الصدی رد المختار میں ہے ھو مایجیبك مثل صوتك فی الجبال والصحاری ونحوھما کما فی الصراح بدائع الصنائع میں ہے بخلاف السماع من الببغاء والصدی فان ذلك لیس بتلاوة بحر الرائق میں ہے کالسماع من الصدی کما فی الصناع والصدی مایعارض الصوت فی الاماکن الخالیة مراقی الفلاح میں ہے ولاتجب بسماعھا من الصدی و ھو مایجیبك مثل صوتك فی الجبال والصحاری ونحوھما اس کی شرح طحطاوی میں ہے فانه لااجابة فی الصدی وانما ھو محاکاة۔ فتاوے ہندیہ میں ہے اگر کسی نے گنبد کے اندر جاکر آیت سجدہ پڑھی اور وہاں سے آواز گونج کر لوٹی اور وہ آواز کسی نے سنی تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا خلاصہ میں لکھا ہے بہار شریعت میں ہے پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں اور بدائع الصنائع کی عبارت سے توصراحةً ثابت ہے کہ گنبد کی آواز بازگشت تلاوت نہیں باقی عبارتوں کا مطلب بھی یہی ہے۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۹: نماز عصر ونماز عشا کی پہلی چار سنت غیر مؤکدہ کے پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

الجواب: نماز عصر ونماز عشاء کی پہلی چار رکعت سنت پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبحٰنک اللھم الخ تعوذ اور الحمد وسورة پڑھے دوسری رکعت میں الحمد وسورة پڑھے پھر التحیات کے بعد درود شریف بھی پڑھے پھر تیسری رکعت میں سبحٰنک اللھم الخ اور اعوذ باللہ بھی پڑھے۔ درمختار میں ہے لایصلی علی النبی علیه الصلوٰة والسلام فی القعدة الاولیٰ فی الاربع قبل الظھر والجمعة ولا یستفتح اذا قام الی الثالثة منھا وفی البواقی ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم

ولیستفتح ویتعوذ۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

حضرت محدث اعظم پاکستان استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قیام پاکستان سے کافی مدت پہلے نماز تراویح کے متعلق بیس سوال غیر مقلدین کے پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری سے کئے تھے جو اس زمانہ میں اہلسنت کے مشہور اخبار الفقیہ امرتسر میں شائع ہوئے تھے علماء کے استفادہ کے لئے نقل کئے جارہے ہیں۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ آپ کے بعض مقلدین اہلحدیث کہلانے والے آٹھ رکعت تراویح پر بہت زور دیتے ہیں اور بیس رکعت تراویح کو بدعت و ناجائز بتاتے ہیں اور مسلمانوں کو عبادت خدا سے روکنے کی ترغیب دیتے ہیں اور فتنہ و شورش برپا کرتے رہتے ہیں اور ہیں بالکل جاہل۔ آپ سے چند سوالات کرتا ہوں ان کا جواب تعصب سے الگ ہوکر نہایت انصاف سے دیجئے۔ چار برس ہوئے پیر مکی شریف آپ اور ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلدین کے جلسہ میں گئے تھے اور میں نے چند سوالات آپ کے مذہب کے متعلق آپ سے بذریعہ تحریر دریافت کئے مگر آپ جواب نہ دے سکے اور اب تک خاموش ہیں ان سوالات کے جوابات میں ایسی خاموشی اختیار نہ کیجئے قرآن مجید و حدیث شریف سے جواب ہو اپنی رائے کو دخل نہ ہو۔

سوالات

۱ :۔ بیس رکعت تراویح پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔

۲ :۔ اگر کوئی اہل حدیث (غیر مقلد) بیس تراویح پڑھے یہ جان کر کہ آئمہ و اصحابہ کرام کا اس پر عمل تھا تو وہ اہل حدیث (غیر مقلد) گنہگار ہوگا یا نہیں اور وہ اہل حدیث بیس تراویح پڑھنے سے اہلحدیث رہے گا یا نہیں۔

۳ :۔ ایک اہل حدیث (غیر مقلد) آٹھ تراویح پڑھے اور دوسرا اہل حدیث (غیر مقلد) بیس تراویح پڑھے تو زیادہ ثواب کس کو ہوگا۔

۴ :۔ تراویح کے کیا معنی ہیں شرعاً اسکا اطلاق کم از کم کتنی رکعت پر حقیقتاً ہوسکتا ہے۔

۵ :۔ نماز تہجد کا وقت کیا ہے اور نماز تراویح کا کیا وقت ہے۔

۶ :۔ نماز تہجد کب شروع ہوئی اور نماز تراویح کب مسنون ہوئی۔

۷ :۔ نماز تہجد رمضان وغیر رمضان میں ہے یا نہیں۔

۸ :۔ نماز تراویح صرف رمضان میں ہے یا نہیں۔

۹ :۔ ہند کے اہل حدیث کہلانے والوں کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی ایک ختم قرآن مجید تراویح میں اور ایک ختم تہجد میں سنتے تھے جیسا کہ غیر مقلدین میں مشہور ہے لہذا اگر تراویح اور تہجد ایک نماز ہے تو مولوی نذیر حسین دہلوی دونوں کو الگ الگ پڑھ کر بدعت فی الدین کے مرتکب ہوئے یا نہیں اور رمضان میں تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا اور اس میں ختم قرآن مجید سننا اہل حدیث کے نزدیک بدعت ہے یا سنت ہے تو اسکا کیا ثبوت ہے۔

۱۰ :۔ صحاح ستہ یا دیگر کتب حدیث میں کیا حدیث صحیح الاسناد بالاتفاق صریح الدلالۃ مرفوع متصل ہے جس کا یہ مضمون ہو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رمضان میں آٹھ رکعت تراویح پڑھی ہیں۔

۱۱ :۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماہ رمضان المبارک میں کتنی شب تراویح پڑھی ہیں جس حدیث میں اسکا ذکر ہے اس میں تعداد رکعت بیان کی ہیں یا نہیں۔

۱۲ :۔ پورے رمضان میں تراویح پڑھنا کس کی سنت فعلی ہے صحابہ کی سنت پر عمل کرنا سنت ہے یا نہیں۔

۱۳ :۔ بخاری و مسلم بلکہ صحاح ستہ میں تہجد کی کتنی رکعت مذکور ہیں ۔ ہمیشہ آٹھ رکعت یا کم یا زیادہ ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی روایات میں کتنی رکعت کا بیان ہے۔

۱۴ :۔ صحاح ستہ میں کسی کتاب میں اکثر اہل علم جمہور صحابہ و تابعین کا تراویح کے متعلق کیا عمل بتایا ہے بیس رکعت یا کم یا زیادہ حضرت شیخ المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لیکر جمہور امت کا کیا عمل بتایا ہے۔

۱۵ :۔ کتب حدیث میں بیس تراویح کے متعلق حدیثیں ہیں یا نہیں۔

۱۶ :۔ کسی حدیث کے اسناد میں اگر بعض ضعف ہو تو جمہور امت کے تلقی بالقبول کرنے سے وہ حدیث حجت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں۔

۱۷ :۔ صحابہ کرام کے جس قول و فعل میں اجتہاد کو دخل نہ ہو وہ حکم میں مرفوع کے ہے یا نہیں اصول حدیث میں اسکے متعلق کیا فیصلہ ہے۔

۱۸ :۔ اگر حدیث کا ایسا اسناد ہو کہ بعد کے طبقہ کا ایک راوی ضعیف ہو تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ اس طبقہ سے پہلے محدثین کے نزدیک بھی وہ حدیث ضعیف ہو۔

۱۹:۔ کیا کسی حدیث کے اسناد صحیح ہونے سے یہ ضروری ہے کہ اسکے متن حدیث پر عمل کیا جائے یا کسی حدیث کے محض اسناد ضعیف ہونے سے لازم آتا ہے کہ وہ حدیث قابل عمل نہ ہو۔

۲۰:۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تراویح کی کتنی رکعت بتاتے ہیں ابن تیمیہ نے تراویح کے عدد رکعت کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے حضور سیدنا قطب الاقطاب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محدث نووی شارح مسلم شریف کتنی تراویح کو مسنون فرماتے ہیں۔

نوٹ:۔ ان سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل پتہ پر دیں یہ آپ کو اختیار ہے خواہ آپ ان سوالات کے جوابات تنہا لکھیں یا دوسرے غیر مقلد مولویوں کی مدد مانگ کر لکھیں۔ مگر جوابات پر آپ کے دستخط کا ہونا ضروری ہے اور باقی غیر مقلد مولویوں کے دستخط کرانے نہ کرانے کا آپ کو اختیار ہے۔ اگر آپ نے سوالات کے جوابات انصاف سے دیئے تو عدد تراویح کے مسئلہ میں غیر مقلدوں پر حق ظاہر ہو جائے گا اور غیر مقلدوں کی ساری شورش کی قلعی کھل جائے گی ۱۴ شوال تک اس پتہ پر جواب دیں (سردار احمد حنفی قادری چشتی۔ قصبہ دیال گڑھ براستہ دھاریوال ضلع گورداسپور) اور اس مدت کے بعد اس پتہ پر جواب روانہ کریں (بریلی شریف محلہ بہاری پور مسجد بی بی صاحبہ مرحومہ مدرسۃ اہلسنت وجماعت)

اعلان:۔ جو غیر مقلد صاحب ان سوالات کو دیکھے وہ اپنے ذمہ دار مولویوں تنظیم والے روپڑی غیر مقلدوں سے یا غزنوی غیر مقلدوں سے یا دہلوی غیر مقلدوں سے جوابات لکھوا کر بھیجے جن حنفیوں کو غیر مقلد میں تراویح کے مسئلہ میں تنگ کرتے ہیں وہ ان غیر مقلدوں کی دہن درازی کے لئے ان سوالات کے جوابات ان سے طلب کریں۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

سوال نمبر ۲:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ بعد از نماز جمعہ شہر یا قصبہ میں احتیاط الظہر پڑھنی فرض ہے یا کہ نہیں۔ چونکہ ہمارے قصور شہر میں اہلسنت کے دو گروہ دربارہ احتیاط ہیں ایک جماعت تو کہتی ہے کہ احتیاطی پڑھنی فرض ہے جو شخص احتیاطی نہیں پڑھتا وہ فرض کا تارک ہے اور جو لوگ احتیاطی نہیں پڑھتے وہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہمارے مفتی اعظم اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ احکام شریعت میں فرماتے ہیں کہ بعد جمعہ نماز ظہر کی حاجت نہیں اس لئے نہیں پڑھتے اب فریقین میں یہ بات قرار پائی ہے کہ جو فیصلہ حضرت قبلہ مولانا سردار احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ محدث ومفتی اعظم

فرمادیں اس پر ہم سب کاربند ہونگے چونکہ آپ ہمارے اہلسنت کے مفتی اعظم ہیں لہٰذا آپ مہربانی فرما کر ہمارے حاکم بن کر فیصلہ صادر فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ ہماری کشمکش دور ہو جائے۔ نیز آپ یہ بھی فرمادیں کہ احتیاط الظہر قرآن و حدیث اور امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے قول سے ثابت ہے یا بعد جاری ہوئی ہے تو کتنا عرصہ ہوا ہے۔

۲: جو لوگ احتیاط الظہر نہیں پڑھتے وہ فرض کے تارک اور مستوجب عذاب ہیں یا کیا۔

۳: شہر میں احتیاطی فرض واجب ہے کہ نہیں بینوا توجروا از شہر قصور۔

الجواب:۔ شہر میں نماز جمعہ پڑھنا فرض ہے اور احتیاطی ظہر شہر میں پڑھنا ضروری نہیں۔ خواص پڑھ لیں تو عوام نہ پڑھیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ شہر احتیاطی ظہر نہ پڑھنے والا فرض کا تارک ہے اس کی بات خلاف تحقیق ہے۔ خواص کا شہر میں احتیاطی ظہر پڑھنا مستحسن اور مندوب ہے۔ اور وہ عوام جن کو احتیاطی ظہر پڑھنے سے جمعہ کی فرضیت میں شک ہو تو وہ شہر میں احتیاطی ظہر ہرگز نہ پڑھیں اور جو عوام ایسے ہوں کہ احتیاطی ظہر پڑھنے سے ان کو جمعہ کی فرضیت میں شک نہ وہ احتیاطی ظہر پڑھ سکتے ہیں۔ احتیاطی ظہر کے پڑھنے میں اختلاف نہیں ہے بلکہ اتفاق ہے ہاں اسکے ضروری ہونے میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک شہر میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جائز و مندوب و مستحسن ہے رد المحتار حاشیہ در مختار میں ہے وذکر فی النھر انه ینبغی التردد فی ندبھا علی القول بجواز التعدد خروجا من الخلاف انتھی وفی شرح الباقانی ھو الصحیح وبالجملة فقد ثبت انه ینبغی لاتقیاء لھذہ الاربع بعد الجمعة لکن بقی الکلام فی تحقیق انه واجب او مندوب اسی میں ہے ولھذا قال المقدسی نحن لا نامر بذلك امثال ھذہ العوام بل ندل علیه الخواص وبالسبة الیھم انتھی واللہ تعالیٰ اعلم۔ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے استحسنوا ان یصلوا بعد صلوٰۃ الجمعة بغیر جماعة اربع رکعات بنیة اٰخر ظھر ادرکت وقته ولم اصله وتفصیله فی شرح الھدایة والمنیة والکنز وغیرھا۔

۲: قرآن شریف کی کسی آیت میں احتیاطی ظہر کا ذکر صراحت سے نہیں اور حدیث شریف میں بھی اسکا صراحتہً نظر سے نہیں گذرا اور امام اعظم علیہ الرحمتہ کا قول اسکے متعلق کتب متداولہ میں مذکور نہیں۔ سلطان اسلام اورنگ زیب رحمتہ اللہ علیہ کے استاذ حضرت عارف باللہ ملا جیون علیہ الرحمتہ تفسیر احمدی میں اسکے متعلق مختصر ذکر فرمایا اور علماء کے اختلاف کو نقل فرمایا۔ واللہ تعالے اعلم۔

ت۲: جو لوگ شہر احتیاطی ظہر نہیں پڑھتے وہ فرض کے تارک نہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

ت۳: شہر میں احتیاطی ظہر نہ فرض ہے نہ واجب۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۲۱: مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی جو کچھ علم بھی رکھتا ہے اور ہمارے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں کچھ عرصہ سے جمعہ بھی پڑھاتا ہے لہٰذا علماء دین سے التجا ہے کہ چھوٹے سے دیہات میں جمعہ پڑھانے کی نسبت مسئلہ فرما دیں کہ کن شرطوں سے جمعہ واجب ہوتا ہے اور کن شرطوں سے ظہر ساقط ہوتی ہے۔ ان کی نسبت شریعت کی رو سے بندگان دین فیصلہ دیں کہ آیا یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب: جمعہ کے فرض ہونے کے لئے شرائط ہیں جن میں سے ایک شرط شہر یا فنائے شہر یعنی ملحقات شہر، ہے لہٰذا گاؤں میں جمعہ فرض نہیں ہے جس گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا وہاں قائم نہ کیا جائے گاؤں میں نماز جمعہ نفل ہوگی لہٰذا جمعہ کے دن گاؤں میں نماز ظہر پڑھنا فرض ہے جو شخص گاؤں میں جمعہ کے دن ظہر نہ پڑھے گا اسکے ذمہ ظہر کا فریضہ باقی رہے گا اس نے گاؤں میں نماز چاہے پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

ت۲۲ ایک سوال کا جواب:۔ گاؤں میں شرعاً جمعہ نہیں اگر علمائے کرام نے فرمایا جس گاؤں میں پہلے سے جمعہ ہو رہا ہو اس کے بند کرنے میں فتنہ وفساد ہوتا ہو تو فتنہ وفساد سے بچنے کے لئے جمعہ کو بند نہ کیا جائے جمعہ بطور نفل ادا ہو جائے گا اس لئے گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر ضروری پڑھے۔ جمعہ چاہے پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو اور جس گاؤں میں پہلے سے جمعہ نہ ہو رہا ہو تو وہاں ہرگز جمعہ کو شروع نہ کیا جائے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۲۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز فجر یا پنجگانہ یا بعد عیدین مصافحہ کرنا یا معانقہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا بالاجر والثواب۔

الجواب هو الموفق للصواب:۔ ملاقات کے وقت دو مسلمانوں کا آپس میں مصافحہ کرنا یا بعد نماز پنجگانہ مصافحہ کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ طحطاوی حاشیہ درمختار میں ہے تستحب المصافحة بل هی سنة عقب الصلوٰة وعند كل لقی یعنی مصافحہ مستحب ہے بلکہ ہر نماز کے بعد (اور ہر ملاقات) سنت ہے۔ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح کے حاشیہ میں ہے کذا تستحب المصافحة فهی سنة عقب الصلوٰة کلها یعنی یونہی مصافحہ مستحب بلکہ نماز کے بعد سنت ہے۔ مجمع الانہر میں ہے وكذا المصافحة بل هی سنة عقیب الصلوٰة كلها وعند الملا

کما قال بعض الفضلاء اور معانقہ کرنا بھی بلاشبہ جائز ہے جب کہ معانقہ کرنے والے قمیص یا جبہ پہنے ہوئے ہوں یعنی کپڑے علیحدہ علیحدہ پہنے ہوئے ہوں۔ درمختار میں ہے لو کان علیہ قمیص او جبۃ بلا کراھۃ بالاجماع وصححہ فی الھدایہ وعلیہ المتون خانیہ میں ہے ان کانت المعانقۃ من فوق قمیص او جبۃ جاز عند الکل حدیث شریف میں ہے دنھض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی عثمان فاعتنقہ انت ولی فی الدنیا والآخرۃ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف لے گئے اور ان سے معانقہ کیا اور فرمایا دنیا و آخرت میں تو میرا دوست ہے اس حدیث کو محدث حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں نقل کیا ہے اور اس موضوع پر کثرت سے حدیثیں مروی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسن۔ امام حسین۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی معانقہ فرمایا جن کو ان حدیثوں کی تفصیل درکار ہو وہ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ جلیلہ وشاح الجید کا مطالعہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم واحکم بالصواب۔

سوال ۲۴ : ہمارے امام صاحب ان لوگوں کو جو پوری نماز ادا کرنے کے بعد خود دعا مانگ کر چلے جاتے ہیں کہتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں جب ان کو کہا جائے کہ شہر میں عموماً کاروباری ایسا ہی کرتے ہیں تو آپ ان کو شیطان کا بھائی فرماتے ہیں۔ نیز اس مسئلہ کے اختلاف زیادہ بڑھ رہا ہے۔ صحیح فتوے صادر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب : نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ اکٹھے مل کر دعا بھی مانگیں کہ حدیث شریف میں ہے الدعاء مخ العبادۃ دعا عبادت کا مغز ہے جس طرح سے مل کر نماز ادا کی ہے ایسے ہی مل کر دعا مانگیں معلوم نہیں کہ اس مجمع میں اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ کون ہے کہ جس کے ذریعہ سے نماز و دعا مقبول ہو جائے لیکن ضروری کاروبار کی وجہ سے اگر کوئی آدمی تنہا دعا مانگ کر چلا جائے تو شرعاً کوئی حرج نہیں ہے جس مولوی صاحب نے تنہا دعا مانگنے والے کو شیطان کا بھائی کہا ہے اس نے بہت سخت کلمہ ہے ایک مسلمان، مسلمان کو بلا وجہ شرعی شیطان کا بھائی کہنا سخت جرم ہے اس مولوی صاحب پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور اس سے جس کو شیطان کا بھائی کہا ہے معافی مانگے اور آئندہ کسی مسلمان کو خلاف شرع کلمہ نہ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۲۵ : فجر کی نماز باجماعت ادا ہونے کے بعد بلند آواز سے سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کثرت سے پڑھا جاتا ہے بعض لوگ جو کہ پیچھے آکر نماز پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آہستہ پڑھا کرو لیکن اول والے لوگ

نہیں مانتے اور آہستہ پڑھنے سے قاصر ہیں اگر وہ حق پر ہیں تو اشتباہ دور فرما کر صحیح فتوے صادر فرمایا جائے بینوا توجروا۔

الجواب:۔ ذکر جہر یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا شرعاً جائز ہے لیکن نمازیوں کی نماز کا خیال رکھا جائے گا کہ بہت زیادہ آواز سے نہ ہو کہ نمازیوں کی نماز میں خلل آئے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم واحکم بالصواب۔

سوال ۲۶:۔ ایک صاحب عرض کرتے ہیں کہ مسجد میں چند لوگ بلند آواز سے قرآن پاک پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ درود شریف بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہوتے ہیں نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ قرآن پاک پڑھنا اور درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا بالاجر العظیم۔

الجواب:۔ مجمع میں چند مردوں کا جمع ہو کر بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا شرعاً منع ہے مسجد میں ہو یا خارج مسجد میں ہو نماز کے وقت ہو یا نماز کا وقت نہ ہو کوئی آدمی نزدیک نماز پڑھ رہا ہو یا نہ پڑھ رہا ہو مجمع میں جب آدمی جمع ہوں تو حکم ہے کہ سب آہستہ آہستہ اس طرح پر قرآن مجید پڑھیں کہ ایک کی آواز دوسرا نہ سنے یا ایک آدمی بلند آواز سے قرآن مجید پڑھے اور باقی خاموش ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں درود پاک بلند آواز سے پڑھنا شرعاً جائز ہے جب کہ کسی کی نماز میں خلل نہ آئے درود شریف کو بلند آواز سے پڑھنے کو روکنے والے عام طور پر وہابی ہیں وہ نمازی کی نماز کا بہانہ کرتے ہیں اصل منشا ومقصود ان کا درود پاک پڑھنے سے بند کرنا ہے کہ رسول پاک کی یاد نہ کی جائے ان کو لفظ یا کے ساتھ نہ پکارا جائے اگر یہ نہیں تو نماز کے فوراً بعد درس دینا کیوں شروع کر دیتے ہیں اس جگہ لوگوں کی نماز کا خیال نہیں آتا سلام پھیرتے ہی لاؤڈ سپیکر سامنے رکھ کر اندھیرے میں درس شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ قریب میں بہت سی مساجد میں ابھی جماعت بھی نہیں ہوتی یہ لوگ لوگوں کی نماز کی پرواہ نہیں کرتے زور زور سے تقریر کرتے ہیں اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے دور دور آواز پہنچاتے ہیں ان کی تقریر سے تو نماز میں خلل نہیں آتا مگر درود پاک پڑھنے سے نماز میں خلل آتا ہے۔ ہمارے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اتنی بلند آواز سے درود شریف پڑھ لیں کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے یعنی بہت بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۲۷:۔ مردے کو قبر میں کیسے لٹایا جائے۔

الجواب:۔ فتاوےٰ رضویہ میں ہے قبر میں داہنی کروٹ پر قبلہ رو لٹایا جائے کنز الدقائق میں ہے ویوجہ الی القبلۃ اس کی شرح مستخلص میں ہے ای یوضع علی شقہ الایمن متوجھا الی القبلہ لقولہ

علیہ السلام لعلی حین وضع الجنازۃ یا علی استقبل بہ استقبالاً ھکذا فی بدائع الصنائع بہار شریعت میں ہے کہ اسکو داہنی کروٹ پر لٹائیں اسکا منہ قبلہ کو کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲۸:- مسجد کے قریب ایک احاطہ ہے جس پر کسی کی ملکیت مخصوص نہیں عرصہ دراز سے مولوی صاحب امام مسجد وہاں رہتے تھے اب بھی وہاں نئے مکان تعمیر صرف امام مسجد کے لئے ہوئے ہیں ان پر زکوٰۃ کی رقم خرچ ہو سکتی ہے یا نہیں بحوالہ کتب معتبرہ مطلع فرمائیں اور یہ بھی فرماویں کہ وہاں پر امام مسجد ہاشمی رہ سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب:- زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرط یہ ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اسکو اس مال کا مالک بنادیا جائے۔ مال زکوٰۃ کا مالک وہی ہو سکتا ہے جو مالک ہونے کا اہل ہو لہذا صورت مسئولہ میں مال زکوٰۃ سے امام مسجد کے لئے رہائشی مکان تعمیر نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ مسجد اور ضروریات مسجد جس میں امام مسجد کا رہائشی مکان جو اہل محلہ نے امام مسجد کی رہائش کے لئے تعمیر کیا ہے داخل ہے کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتے بلکہ یہ سب اشیاء سب مسلمانوں کے لئے وقف ہیں اس لئے اس میں مال زکوٰۃ نہیں لگ سکتا ہاں مال زکوٰۃ لگانے کا شرعاً ایک حیلہ ہے کہ مستحق زکوٰۃ کو اس مال زکوٰۃ کا مالک بنادیا جائے پھر وہ آدمی اپنی مرضی سے وہ رقم مکان کی تعمیر کے لئے دے دے تو جائز ہے ملک کے بدلنے سے شئی کا حکم بدل جاتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گوشت کا صدقہ کیا گیا حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لک صدقۃ ولنا ھدیۃ او کما قال علیہ السلام یعنی یہ گوشت اے بریرہ تیرے لئے صدقہ ہے اور تو وہ گوشت ہماری خدمت میں پیش کردے تو ہمارے لئے تحفہ ہے۔ اس حدیث سے صراحتہً یہ ثابت ہوا کہ صدقہ کے مال کو مستحق صدقہ کے مال کا لے کر اور مالک ہو کر سید کو دے سکتا ہے۔ سید کے حق میں وہ مال ہدیہ و تحفہ ہے براہ راست سید کو زکوٰۃ دینا ناجائز اور حیلہ شرعی کے ساتھ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۲۹ ایک سوال کا جواب:- لائلپور میں ایک مجمع کثیر نے چاند اپنی آنکھوں سے دیکھا اس لئے یہاں شرعی ثبوت سے اتوار کے دن روزہ رکھا گیا جن مقامات پر ابر کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا اور نہ ہی چاند ہونے کا شرعی ثبوت ملا تو وہاں کے مسلمانوں پر اتوار کے دن روزہ رکھنا فرض نہ تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ شعبان کی انتیس تاریخ کو چاند دکھائی دے تو روزہ رکھو اور اگر گرد و غبار ابر کی وجہ سے چاند

دکھائی نہ دے توشعبان کے تیس دن پورے کرو۔ رمضان المبارک کے چاند کا ثبوت شرعاً ایک مسلمان یا عورت بالغ عادل یا مستور الحال کی گواہی سے ہو جاتا ہے جس مقام پر شرعی ثبوت اس طریقہ سے نہیں ہوا وہاں کے مسلمانوں نے تیس دن شعبان کے پورے کئے اور اتوار کا روزہ نہیں رکھا۔ انہوں نے حدیث شریف کے مطابق و موافق عمل کیا۔ تار۔ خط۔ ریڈیو۔ ٹیلیفون۔ اخبارات۔ جنتری کے اعلان سے شرعی ثبوت نہیں ہوتا۔ چونکہ چاند کا شرعی ثبوت اب مل گیا لہذا عید کے بعد اتوار کے روزہ کی قضا ضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰۔ ایک سوال کا جواب :۔ تار۔ ریڈیو۔ ٹیلیفون وغیرہ آلات جدیدہ سے رویت ہلال کا ثبوت شرعاً نہیں ہوتا لہذا آپ کے ہاں جب کہ چاند نظر نہ آیا اور نہ ہی کوئی شرعی ثبوت پہنچا بلکہ ریڈیو کی خبر پر روزہ رکھا گیا۔ تو شرعی ثبوت نہ پہنچنے کی وجہ سے اس دن کا روزہ رکھنا شرعاً آپ لوگوں پر فرض نہ تھا وہ دن آپ کے نزدیک مشکوک تھا اور شک کے دن کا حکم یہ ہے کہ ضحوۂ کبریٰ یعنی زوال ختم ہونے تک روزہ کی شکل رہیں اگر اسوقت تک چاند کا ثبوت ہو جائے تو رمضان کے روزے کی نیت کرلیں ورنہ کھا پی لیں۔ درمختار میں ہے والا یصومہ الخواص دیفطر غیرھم بعد الزوال بہ یفتی نفیا لتھمۃ النھی شرعی ثبوت روزہ رکھنے کے لئے ایک مسلمان مرد یا عورت بالغ عادل ہو یا مستور الحال کی گواہی سے ہوگا شک کے دن اگر روزہ رکھ لیا تو ضحوۂ کبریٰ کے بعد عوام کھولدیں اور خواص نہ کھولیں تو مولوی صاحب نے جو خود اپنا روزہ توڑا اور خواص کا توڑایا ہے تو اس نے خلاف شرع کیا ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ شرعی مسئلہ بغیر تحقیق کے لوگوں کو نہ بتلائے گا یہ اس صورت میں ہے جب کہ مولوی صاحب سنی صحیح العقیدہ ہو اور اگر امام دیوبندی مولوی ہے تو دیوبندی شان الوہیت اور شان رسالت و شان ولایت میں نہایت بے ادب و گستاخ بے باک ہیں جس سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں اہلسنت پر دیوبندی مولوی کا قول لازم نہیں اور اہلسنت کی نمازیں دیوبندی اماموں کے پیچھے ہرگز نہیں ہوتیں۔ اہلسنت پر لازم ہے کہ دیوبندیوں سے فتوے نہ لیں اور نہ ہی ان کا وعظ سنیں اور نہ ہی ان کے پیچھے جمعہ۔ عیدین۔ تراویح۔ نماز پنجگانہ پڑھیں۔ دیوبندیوں کی عادت ہے کہ سنیوں کے مقابلے میں سنی عالم دین کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے جھوٹی کاروائی۔ مکروفریب و غابازی کر لیتے ہیں مولیٰ عزوجل ان سے بچائے۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم واحکم بالصواب۔

سوال ۲۱:۔ بی بی صغرا بیوہ اپنی مرضی کے مطابق اپنی قوم باننده میں نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے نہ ماں ہے نہ باپ دو برادر موجود ہیں برادر اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرنا چاہتے ہیں صغراں بی بی اپنی مرضی سے نکاح کرنا

چاہتی ہے صغراں بی بی کا شوہر کو فوتید گی کا عرصہ تقریباً دو ڈھائی سال ہو چکا ہے اس کی عدت گذر چکی ہے۔ بینوا توجروا بالاجر والثواب۔

الجواب: عاقلہ بالغہ بغیر والی کی اجازت کے خود اپنا نکاح کفو میں کرے گی تو وہ نکاح شرعاً صحیح ہو جائیگا حدیث شریف میں ہے الایمہ احق بنفسھا من ولیھا ہدایہ میں ہے وینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضائھا وانما لم یعقد علیھا ولی بکراً کانت او ثیباً کنز الدقائق میں ہے ونفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی صورت مسئولہ میں مسماۃ صغراں بی بی جبکہ بیوہ ہے عاقلہ بالغہ ہے اور اسکی عدت وفات بھی گذر چکی ہے تو وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنے کفو میں جہاں چاہے شرعاً نکاح کر سکتی ہے۔ مسماۃ مذکورہ کے بھائی اس کی اجازت کے بغیر اسکا نکاح کسی جگہ نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۳۲: کیا فرماتے ہیں، علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک متقی پرہیز گار نے اپنی لڑکی نابالغہ کا عقد نکاح مثلاً زید کے ساتھ کیا اس خیال پر کہ زید نیکو کار ہے لیکن نکاح کرنے کے بعد یقینی طور پر معلوم ہوا کہ زید فاسق تھا اب تک بدکردار ہے کیا یہ نکاح کیسا ہے لازم ہے یا غیر لازم بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب: باپ اپنی نابالغہ بیٹی کا نکاح کسی شخص سے اپنے کفو کے لحاظ سے کردے کفو کی شرط لگائی ہو یا وقت عقد یہ سنایا ہو کہ یہ کفو ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ کفو نہیں تو لڑکی کے باپ کو حق فسخ حاصل ہے۔ درمختار میں ہے اذ اشرطوا الکفاءۃ او اخبرھم بھا وقت العقد نزوجھا علی ذلک ثم ظھر انہ غیر کفو کان لھما الخیار مگر بہت سی کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ ایسا نکاح باطل ہے تو نکاح گویا سرے سے ہوا ہی نہیں جب کہ نکاح ہوا ہی نہیں تو فسخ کی کیا ضرورت۔ ردالمحتار حاشیہ درمختار میں ہے فالنکاح باطل بالاتفاق اگرچہ اس عبارت باطل کے معنی میں تاویل کی ہے اس کے معنی سیبطل کے ہیں جیسا ردالمحتار حاشیہ درمختار میں ہے مامر عن النوازل من ان النکاح باطل معناہ انہ سیبطل کما فی الذخیرۃ مگر ظاہر یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے اگر ولی کو دھوکا دیا جائے تو اس صورت میں نکاح مطلقاً باطل ہے ردالمحتار میں ہے الظاھر ان یقال لا یصح العقد اصلاً کما فی الادب انما جن وسکران الخ اس مسئلہ کی تفصیل درکار ہو تو العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کی طرف رجوع کیا جائے اس میں اس مسئلہ کی تفصیل درج ہے۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۳۳: عمرو کی شادی ایسی جگہ ہوئی جہاں کے مولوی صاحب کم علم رواج کے مطابق اسطرح نکاح پڑھاتے ہیں کہ مومنوں کی لڑکی کا نکاح فلاں بن فلاں سے کردیا کیا قبول ہے اس میں نام نہیں لیا گیا لڑکے کو پہلے تو پتہ بھی نہ ہوا اور قبولیت صرف ایک بار اور لڑکی کو کلمے نہیں پڑھائے لڑکی سے جب اجازت لی جاتی ہے تو وہ نہ ہاں کرتی ہے نہ ذکرتی ہے تو کیا شرعاً نکاح ہوگیا جب طلاق میں تین دفعہ ضروری ہے تو نکاح اقرار ایک طرف خاموشی دوسری طرف ایک قبولیت سے مکمل ہوگا اگر نہیں اور نکاح کرانے والے مکمل سمجھیں تو کیا سب کا سب زنا ہوگا اور بچے کس صورت میں اگر لڑکی شرم کی وجہ سے نکاح کے وقت زبان سے اقرار نہیں کرتی تو کیا وجہ ہے کہ کوئی مجبوری میں منافقاً مرزائیوں سے کام نکال لے تو بھی مسلمان نہ رہے اور اسکا نکاح ٹوٹ جائے حالانکہ دونوں حالتوں میں ان کی تصدیق ہے۔

الجواب: نکاح میں لڑکی کا نام ضروری نہیں بلکہ اسکا تعین ضروری ہے جیسے فلاں بن فلاں کی سب سے بڑی لڑکی یا سب سے چھوٹی یا بڑی سے چھوٹی یا چھوٹی سے بڑی اگر خاوند کو اس کی دلہن کا نام معلوم نہ ہو تو بھی کوئی بات نہیں۔ ہاں خاوند کے نزدیک بھی اس لڑکی کا تعین ضروری ہے نکاح میں لڑکی یا لڑکے کی طرف سے ایک دفعہ ایجاب وقبول ہونا کافی ہے تین دفعہ ایجاب وقبول کراتے ہیں یہ بطور تاکید ہے ضروری نہیں۔ شوہر تین طلاق کا مالک ہوتا ہے شوہر اگر اپنی بیوی کو ایک طلاق دے تو ایک واقعہ ہوتی ہے اور اگر دو دے تو دو اگر تین دے تو تین طلاقیں ہوتی ہیں ایسا نہیں کہ تین دے تو ایک واقع ہو۔ ایجاب وقبول اور چیز ہے اور طلاق دینا اور چیز ہے لڑکی کنواری سے اسکا ولی یا ولی کا وکیل یا قاصد نکاح کی اجازت کے لئے گیا تو وہ خاموش رہی تو اسکا خاموش رہنا شریعت میں اقرار کے قائم مقام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے لڑکی ثیبہ یعنی لڑکی اگر کنواری نہ ہو تو اسکو زبان سے اقرار کرنا ضروری ہے کلمہ کفر ایسی چیز ہے کہ جب انسان کبھی اپنے فائدے کے لئے اور غرض کی بناء پر کہہ دے تو انسان شرعاً کافر ہو جاتا ہے اور اس پر احکام کفر کے جاری ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ نے منافقت۔ غداری۔ خیانت۔ کذب بیانی۔ دروغ گوئی کو مٹایا ہے۔ نکاح کے وقت باکرہ یعنی کنواری لڑکی کا نکاح کی اجازت لیتے وقت خاموش رہنا منافقت نہیں ہے کفر نہیں ہے بلکہ نکاح کی رضا واجازت ہے اور ظاہر مرزائی قادیانی بننا۔ سکھ۔ ہندو۔ انگریز بننا یہ اسلام سے کھلی دشمنی ہے۔ مولیٰ عزوجل اخلاص وایمان ودیانت۔ امانت ظاہری باطنی دین کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے لڑکے لڑکی کو نکاح کے وقت کلمے پڑھانا ضروری نہیں جب کہ وہ پہلے مسلمان ہیں کلمے پڑھانا تو ایمان کی

تازگی ہے۔ واللہ تعالٰے اعلم۔

سوال ۱۲۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو کی دو بیویاں ہیں مریم۔ ہندہ۔ ہندہ کی بیٹی خدیجہ سے زید نے نکاح کیا۔ زید خدیجہ کی موجودگی میں مریم سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ زید کا مریم کے ساتھ کوئی اور رشتہ نہیں جس کی وجہ سے حرمت ثابت ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اس مسئلہ کے جواب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ سوتیلی ساس سے نکاح کرنے کے متعلق کیا حکم ہے۔ تو جاننا چاہیئے ساس کی حرمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ زوجہ کی ماں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ زوجہ کی ماں ہے سوتیلی ساس میں یہ وجہ نہیں لہٰذا اس کی حلت میں شبہ نہیں۔ سوتیلی ساس سے بلا شبہ نکاح شرعاً جائز ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ دو عورتیں کہ ان میں سے جس ایک کو بھی مرد فرض کریں دوسری اس کے لئے حرام ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتا جیسا کہ خالہ بھانجی۔ اگر خالہ کو مرد فرض کریں تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوگا اگر بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوگا اس لئے خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا شرعاً حرام ہے اور اگر دو عورتیں ایسی ہوں کہ ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لئے حرام ہو اور اگر دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی، دو عورتوں کو جمع کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں اب صورت مسئولہ کہ اگر اس مرد مسمی زید کی بیوی کو مرد فرض کریں تو اس مرد کا سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے لیکن اگر اس مرد مسمی زید کی سوتیلی ساس کو مرد فرض کریں تو ان کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں۔ حاصل جواب یہ کہ صورت مسئولہ میں برتقدیر صدق سائل زید کا نکاح خدیجہ کی موجودگی میں بلا شبہ جائز ہے۔ واللہ تعالٰے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔ الجواب صحیح صورت مسئولہ میں زید کا نکاح خدیجہ اور خدیجہ کی سوتیلی ماں دونوں سے شرعاً جائز ہے ان دونوں کا نکاح میں جمع کرنا منع نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالٰے عنہما نے مولیٰ علی شیر خدا کی صاحبزادی زینب بنت فاطمہ سے اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالٰے عنہ کی دوسری بیوی لیلٰے بنت مسعود سے نکاح کیا دونوں کو نکاح میں جمع کیا۔ بخاری شریف کتاب النکاح میں ہے وجمع عبد الله ابن جعفر بین ابنة علی وامرأة علی یعنی صورت سوال کا جزیہ بخاری شریف میں مل گیا۔ والحمد للہ واللہ تعالٰے ورسولہ الاعلیٰ اعلم واحکم بالصواب۔

سوال ۱۲۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان مرد کی شادی عیسائی عورت سے ہوسکتی ہے جب کہ عیسائی خیال کی ہے اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تصور کرتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: بہار شریعت میں ہے یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے مگر چاہئے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے (عالمگیری وغیرہ) مگر یہ جواز اسی وقت تک ہے جب کہ اس مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کے یہودی یا نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں جیسے آجکل عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہو سکتا اور نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے ہاں ذبیحہ ہوتا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم واحکم بالصواب۔

سوال ۳۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان کی شادی مرزائی عورت سے ہو سکتی ہے جب کہ قرآن۔ حدیث۔ طریقہ عبادت ایک ہی ہے مرزائیوں کے علاوہ دوسرے فرقوں نے بھی بہت سی تاویلیں بنا رکھی ہیں مگر رسالت اعلیٰ سے انکار نہیں کرتے۔ مرزائیوں اور دیوبندیوں کی کتابوں میں تحریر ہے کہ سرور عالم خاتم النبیین کے درجہ اعلیٰ کی بنا پر اس مرزائیوں کے خیال میں مرزا مسیح یا مہدی ہے۔ دیوبندیوں کے خیال سے کوئی اور نبی آجائے تو جناب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خاتم النبیین پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور کلمہ اور سنت محمدی بتلاتے ہیں تو کیا دیوبندی عورت سے بھی شادی کرنی ناجائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: مرزائی قادیانی یا لاہوری عقیدے والی عورت سے نکاح شرعاً جائز نہیں کیونکہ مرزائی قادیانی ہوں یا لاہوری کافر و مرتد ہیں یونہی جس عورت کا یہ عقیدہ ہو کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی شرعاً پیدا ہو سکتا ہے حضور علیہ السلام کی شان میں بے ادبی و گستاخی جو بھی کرے کافر ہے اسلام سے خارج ہے دیوبندی ہو یا دوسرا۔ دیوبندی عورت سے بھی شرعاً نکاح نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۳۷: زید نے اقتصادی حالات کو انتہائی کمزوری و ملازمت وجگہ رہائش کی نہ ملنے کی مایوسی سے مرزائی کو دوست بنایا اس کے پاس رہائش اختیار کی اور اس دوست نے دوسرے مرزائیوں کے اصرار پر زید سے اپنے بیعت فارم پر دستخط کروائے زید بظاہر مرزائی ہوا اور ان کے ساتھ نمازیں بھی ادا کیں اس خیال سے کہ نماز خدا کی اور الفاظ قرآن کے ہیں کیا فرق ہوگا اپنے آپ کو اس مدت میں مسلمان ہی تصور کرتا رہا ملازمت و رہائش وجگہ ملنے کے بعد زید نے مرزائیوں سے قطع تعلق کر دیا تو کیا وہ مسلمان رہا اور اسکا نکاح بیوی سے قائم رہے گا اگر نہیں تو دوبارہ ہو سکتا ہے یا حلالہ کی ضرورت ہوگی اگر نہیں تو نکاح کی صورت میں اسے عدت کے ایام کا خیال رکھنا پڑے گا اور وہ عرصہ کہ جب تک وہ نکاح

نہ کرے یا بہت عرصہ پہلے گذر چکا ہے اسکا کفارہ ادا کرے زید نے یہ معاملہ آجکل کسی کو نہیں بتایا اس کے اس کے والدین بچے بیوی سب بے خبر ہیں نکاح ٹوٹ جانے کی صورت میں جیساکہ زید نے بتایا اسکے مندرجہ بالا فعل سے قبل اس کی بیوی حاملہ تھی اور اس فعل کے بعد اسکو بیوی سے ملنے کا اتفاق ہوا اور اس نے بیوی سے مجامعت بھی کی کیا وہ بچہ جو ڈیڑھ دو ماہ کے بعد پیدا ہوا حرامزادہ نہ ہوگا اور اسکے دو بچے اور ہیں وہ کس صورت میں سمجھیں زید اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہا ہے اور نکاح کو بھی درست سمجھتا رہا بیوی کو علم نہیں ہے اس قسم کے بچوں کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے ہو سکتا ہے۔ ایسے بچے وراثت کے حقدار ہونگے یہ معاملہ تھا چار برس بعد اور دوستوں پر ظاہر ہوا ہے اور دوستوں کی بحث انتہائی پیچیدہ سمجھی گئی ہے جسکا ذکر کر دیا گیا یہ اور ضروری سمجھا گیا کہ کسی ایسے مفتی سے اسکا فیصلہ ہو اس معاملہ میں شریعت مجرم کی بھول غلطی یا کم علمی کی جس حد تک بھی حمایت ہو سکے بہت غور سے فتویٰ سے مستفیض فرمادیں زید اس بحث سے نفسانی طور پر بیمار ہو گیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:- زید سے جبکہ مرزائی کے بیعت فارم پر دستخط کرائے تو زید کافر و مرتد ہو گیا زید اسلام سے باہر ہو گیا اور مرزائی ہو گیا اس کی نماز شرعاً نماز نہیں اور اسکا اپنے آپ کو مسلمان تصور کرنا شرعاً غلط اس کی بیوی نکاح سے باہر اس کی بیوی اگر زید کے مرزائی ہونے پر بے خبر رہی تو وہ معذور ہے۔ زید کی بیوی کو جو حمل زید کے مرزائی ہونے سے پہلے ہوا اس حمل سے جو بچہ پیدا ہو گا وہ جائز اولاد سے ہے زید نے مرزائی بننے کے بعد جو مجامعت کی تو قطعاً حرام مگر جو بچہ ڈیڑھ دو ماہ کے بعد پیدا ہوا تو اس بچہ کو حرامزادہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس بچہ کا وجود اس کے مرزائی بننے سے پہلے ہو چکا تھا۔ ہاں اس نے جو مجامعت کی وہ حرام ہے پہلے بچے کے بعد جو دو بچے پیدا ہوئے وہ حرام اور زنا کے ہیں کیونکہ نکاح ٹوٹ چکا تھا اس لئے وہ دو بچے حرامکاری و زنا و بدکاری سے ہوئے اور اس کے بچے بچیاں مسلمان رہیں گے تو ان کا نکاح مسلمان عورت مسلمان مرد سے جائز ہے ایسے بچے جو حرامکاری و بدکاری سے ہیں وہ ثابت النسب نہیں ہیں ان کا چونکہ شرعاً باپ نہیں لہذا ایسے بچے ماں کی وراثت کے حقدار ہیں ماں کے توسط سے جتنے رشتہ دار ہونگے شریعت کے مطابق ایسے بچے ان رشتہ داروں کے ورثاء ہونگے ان کی وراثت کے شریعت کے مطابق حقدار ہونگے مسئلہ کی صورت واقعی پیچیدہ ہے اور اس پیچیدگی کا حل یہ ہے کہ وہ شخص جلد از جلد مرزائی مذہب سے توبہ کر لے نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے تجدید اسلام کرے حرامکاری سے توبہ کرے تو اس کے بعد اپنی سابقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کرے حلالہ کرنے کی یا عدت گذرنے کی

اس میں ضرورت نہیں دو مسلمان گواہوں کے سامنے اس شخص میں اور اس کی بیوی میں ایجاب وقبول ہو جائے یا کسی نکاح پڑھانے والے مسلمان سے شرعی گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرائے تو نکاح ہو جائے گا اس شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے معافی مانگے کیونکہ اس نے اپنی سابقہ بیوی کی عصمت دری کی ہے اس سے حرامکاری کی ہے۔ اور اس بیچاری کو شوہر کے مرزائی ہونے کا علم نہیں چونکہ وہ لاعلم رہی لہذا اس حرامکاری کی وجہ سے وہ گنہگار نہ ہوئی مگر اس شخص کا عذر جہالت ایسے قضیہ میں مقبول نہیں توبہ کرے مسلمان ہو جائے اپنی بیوی سے دوبارہ شریعت کے مطابق نکاح کرے بس قضیہ ختم ہے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۳۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بکر کی بارات جب اسکے سسرال پہنچی تو اس وقت معلوم ہوا کہ بکر کے آباء واجداد و دیگر اعزہ مرزائی ہیں لڑکی والوں نے نکاح دینے سے انکار کیا بے عزتی یا حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بکر سے کہلوایا گیا کہ وہی خیال ہے جو اہلسنت کا مرزائیوں کے خلاف ہے اور نکاح کر دیا گیا بکر بعد میں کیا رہا پتہ نہیں کیا یہ نکاح درست رہا یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: بکر جب کہ مرزائی تھا تو لڑکی والوں پر فرض تھا کہ اس سے توبہ کراتے اسے کلمہ پڑھاتے اس کو مسلمان کراتے قادیان دجال سے بیزاری کراتے صرف اتنی بات کہنے سے کہ مرزائیوں کے خلاف بکر کا وہی خیال ہے جو اہلسنت کا ہے صرف اتنی بات سے اس کی توبہ قبول نہ ہوگی تو نکاح کیسے درست ہوگا اور اگر بکر کو نکاح کے وقت مسلمان کر لیا تھا تو نکاح درست ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

۳۹ ایک سوال کا جواب: جس عورت کا نکاح پہلے ہو چکا ہو جب تک اسکا شوہر اسکو طلاق نہ دے اور عدت نہ گذرے جب کہ عورت مدخول بہا ہو یا عورت فوت ہو جائے اور عدت نہ گذرے اس عورت کا نکاح دوسری جگہ ہرگز نہیں ہو سکتا اگرچہ دھوکے سے نکاح کر دیا گیا ہو ایسا جعلی نکاح ہونے کے بعد اس بناوٹی شوہر اور جعلی بیوی پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ اگر غیر کی بیوی سے نکاح کر لیا جائے اور اس مرد کو اس عورت کے پہلے نکاح کا علم نہ ہو تو یہ نکاح فاسد ہے لیکن جو اولاد ہوگی صحیح یہ ہے کہ اولاد کا نسب اس آدمی سے ثابت ہوگا جب کہ وقت دخول سے چھ ماہ کے بعد اولاد ہو۔ ردالمحتار حاشیہ درمختار میں ہے (نکاحھما فاسد) .... ونکاح امرأۃ الغیر بلا علم بانھا متزوجۃ اور نیز اس میں ہے ثم الحکم اذ ذکر فی البحر ھناک انہ تعتبر مدت النسب وھی ستۃ اشھر من وقت الدخول عند محمد وعلیہ الفتویٰ .... والمشائخ افتوا بقول محمد صورت مسئولہ میں جب ظاہر ہو گیا کہ اس عورت کا نکاح

پہلے جبکہ تھا تو اس مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں لیکن جو اولاد وہ اس آدمی کی ہے اور اس عورت کے ان بچوں کی پرورش کے اخراجات اس مرد پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

ایک سوال کا جواب: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ جونیہ کلابیہ سے نکاح فرمایا اور اسما بنت نعمان جونیہ کندیہ سے نکاح فرمایا مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں ہے الثالثۃ عمرۃ بفتح العین بنت یزید ابن الجون بفتح الجیم الکلابیہ وقیل عمرۃ بنت یزید بن عبید ابن اوس بن کلاب الکلابیہ وقال ابو عمر بن عبد البر وھذا اصح فی نسبہا تزوجہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (الی ان قال) فطلقہا اور نیز مواہب لدنیہ و زرقانی میں ہے الرابعۃ اسماء بنت نعمان بن جون وھی الجونیۃ وروی البخاری ان بنت الجون لما ادخلت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ودنا منہا قالت اعوذ باللہ فقال لہا لقد عذت بعظیم الحقی یا ھلک قال ابو عمر ابن عبد البر اجمعوا علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجہا نیز اسی میں ہے قیل اسمہا امیمۃ بنت شرجیل فلما ادخلت علیہ بسط یدہ الیہا فکانہا کرھت ذلک فامر ابا اسید ان یجھزھا ویکسوھا ثوبین الخ مواہب لدنیہ صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ جلد ۳۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ جونیہ سے نکاح فرمایا اور اسماء جونیہ یا امیمہ یا امامہ سے نکاح فرمایا ان کے نام میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں ان کا نام اسماء ہے بعض فرماتے ہیں امیمہ بعض فرماتے ہیں امامہ اسی لئے ان تینوں ناموں کا ذکر ایک ہی جگہ کیا ہے جب نکاح ثابت ہے تو پھر کیا اعتراض شیعہ روافض کی زیادتی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔

مکرمی مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مولوی عبد الغنی صاحب کی طرف آپ نے جو خط ارسال کیا تھا اس کا مطالعہ کیا اس میں آپ نے جن شبہات کا ذکر کیا ان کا جواب ذیل میں عرض کیا جاتا ہے اس کا بنظر غائر مطالعہ کریں بخاری شریف کتاب الطلاق صفحہ ۷۹۰ جلد ۲ پر حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی اس پر شیعہ بے دین نے اپنی کم فہمی اور کور باطنی سے جو اعتراض کیا اسکا جواب باصواب تسلی بخش تسکین دہ روانہ کیا گیا اس جواب کو اور بخاری شریف کو اگر شیعہ ایمانی نظر سے دیکھتا اور آپ بھی غور سے مطالعہ کرتے تو تسلی پاتے اور شبہات میں نہ پڑتے جواب میں مواہب لدنیہ زرقانی کے حوالوں سے بتایا گیا

تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جونیہ امیمہ بنت النعمان بن شرجیل سے نکاح فرمایا پھر طلاق دیکر زوجیت سے خارج فرمایا۔ شیعہ بے دین اور آپ پر لازم تھا کہ جب زرقانی کے حوالہ سے نکاح پر علماء کے اجماع و اتفاق کا ذکر کیا گیا تو اس اجماع کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے اور اپنی توہمات باطلہ کی پیروی میں اجماع علماء کی بے قدری نہ کرتے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اجماع دین میں یقینی حجت ہے۔ آپ نے اپنے خط میں یہ شبہ پیش کیا کہ نہ راوی حدیث نے نکاح کا ذکر کیا اور نہ امام بخاری نے تو اس سے ثابت کیا کہ نکاح ہوا ہی نہیں سراسر غلط ہے چند وجوہ سے اعتبار کے ناقابل التفات

۱:- عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں امام بخاری و راوی حدیث رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اگر آپ کے خیال میں نکاح کا ذکر نہیں فرمایا تو کیا حرج ہے جس مسئلہ پر اجماع و اتفاق ہے اس کا ہر کتاب میں مذکور ہونا کیا ضروری۔ عدم ذکر سے عدم وجود سمجھنا کہاں کی عقلمندی نظم قرآن میں تو تعداد رکعات نماز مقادیر زکوٰۃ ذکر نہیں کیا گیا تو کیا جناب کے خیال میں تعداد رکعات کا نفس الامر میں وجود نہیں نفس الامر میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش ہیں مگر قرآن کریم کے نظم میں سب کا ذکر نہیں تو کیا مذکورین فی القرآن کے علاوہ سب کے وجود سے آپ منکر ہیں۔ العیاذ باللہ تعالٰی۔

۲:- طلاق نکاح کی فرع ہے نکاح کے بغیر طلاق کا کوئی مفہوم ہی نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کتاب الطلاق میں ذکر فرما کر اس امر کو واضح کر دیا کہ میرے نزدیک بھی یہ عورت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے نوازی گئی نیز اس حدیث سے پہلے حدیث جسکی روایت حضرت ام المومنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمائی، میں صراحۃً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت جونیہ کو الحقی باھلک فرما کر طلاق بائنہ دی۔ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منکوحہ نہیں تھی تو الحقی باھلک کی روایت کا کیا مطلب بنے گا بغیر نکاح بھی طلاق ہوا کرتی ہے اس عورت کو اگر قبل دخول طلاق دی جائے تو وقت عقد یا بعد عقد اگر مہر کا تعین نہ ہوا ہو تو کپڑوں کا ایک جوڑا دینا واجب اور تعین کے ہونے کی صورت میں مستحب امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث میں ذکر فرمایا اکسھا رازقین والحقھا باھلھا اے ابو سعید اس عورت جونیہ کو کپڑوں کا جوڑا دے کر اس کے اہل تک پہنچا دو اگر یہ عورت حضور علیہ السلام کی منکوحہ نہ تھی تو جوڑا دینے کا کیا مطلب۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جوڑا محض تبرع کے طور پر دیا گیا ہو لیکن یہ دیگر دلائل نکاح

قائم ہونے کی وجہ سے وجہ مذکور پر محمول کرنا ہی انسب والیق ہو۔
۳:- آپ کا یہ کہنا کہ امام بخاری اور راوی حدیث رضی اللہ تعالے عنہا نے نکاح کا ذکر نہیں کیا دانتم سکاری کو چھوڑ کر لا تقربوا الصلوۃ کی رٹ لگانے کے مترادف ہے کیونکہ بخاری شریف کی اس حدیث کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالے عنہ سے صراحتہً نکاح کا ذکر فرمایا الفاظ حدیث کے یہ ہیں تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیمۃ بنت شراجیل بخاری صفحہ ۷۹۰ جلد ۲۔ آپ نے حدیث کے ابتدائی الفاظ کا مطالعہ تو کر لیا اور حدیث کے دوسرے ٹکڑے کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے بخاری شریف پر اعتراض جڑ دیا رہا یہ شبہ کہ اگر نکاح ہو چکا تھا تو اس عورت نے اعوذ باللہ منک کیوں کہا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ آپ نے سرور کائنات صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو عامۃ الناس کی مثل سمجھ کر یہ اعتراض کیا کہ جیسے ما و شما نکاح میں ایجاب و قبول کے اور عورت یا اسکے ولی کی اجازت کے محتاج ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں حالانکہ یہ عقل و نقل کے خلاف ہے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سارے جہان کے مالک باذن اللہ ہیں سارا جہان اور ساری خدائی حضور کی مملوک۔ مالک مملوک سے اجازت نہیں لیتا جب چاہے جہاں چاہے اپنی مملوکہ اشیاء میں تصرف کرے سرکار دو عالم جس عورت سے نکاح فرمانا چاہیں اسکی یا اسکے ولی کی اجازت کے قطعاً محتاج نہیں۔ عورت میں رغبت فرمانا ہی آپ کے حق میں نکاح ہے عورت کو اسکا علم ہو یا نہ ہو عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۳۵۴ جلد ۹ پر ہے لہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزوج من نفسہ بلا اذن المرأۃ و ولیھا اسی طرح علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا حاشیہ نمبر ۱۱ البخاری صفحہ ۷۹۰ جلد ۲ جب یہ امر ثابت مبرھن ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور خود عورت سے اجازت لئے بغیر اپنا نکاح فرما سکتے ہیں تو کیا بعید کہ یہ نکاح بھی اسی طریق پر ہوا ہو اور عورت نے نکاح کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچاننے کی بنا پر اس قسم کا رد کھا جواب دیا ہو چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں صفحہ ۳۵۵ جلد ۹ پر تصریح فرماتے ہیں لم تعرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کانت بعد ذلک تسمی نفسھا بالشقیۃ اس عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہی نہ تھا اور بعد میں یہ اپنے آپ کو بدبخت کہا کرتی تھی بخاری شریف صفحہ ۷۹۲ جلد ۲ میں ہے کہ اس عورت نے جب یہ جواب دیا تو اس سے پوچھا گیا اتدرین من ھذا قالت لا قالوا ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہیں عرض کی نہیں فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ہیں پھر عورت

نے کہا انا اشقی من ذٰلک میں تو پھر بڑی بدبخت ہوئی کہ آپ کی ذات اقدس کو اس قسم کا جواب دیا اور شرف زوجیت سے نوازے جانے کے بعد محروم القسمۃ بنی۔ رہا آپ کا یہ اعتراض کہ اگر نکاح ہو چکا تھا تو آپ نے ھبی نفسک کیوں فرمایا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے طلب اجازت برائے نکاح مقصود نہیں بلکہ اخلاق کریمانہ کے طور پر محض اس عورت کے دل کو خوش کرنے کے لئے یہ الفاظ استعمال فرمائے تاکہ یہ سمجھے کہ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسقدر مقبول بارگاہ بنایا ہوا ہے کہ باوجودیکہ میں محض آپ کے ارادہ و رغبت سے منکوحہ ہو چکی ہوں پھر بھی آپ مجھ سے فرماتے ہیں ھبی نفسک چنانچہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تطیبا لقلبھا حاشیہ بخاری ۱۱ صفحہ ۲۹۰ جلد۲ عمدۃ القاری صفحہ ۲۴۳ جلد ۹ پر بھی یہ مضمون موجود ہے کہ ہبی نفسک طلب اجازت نکاح نہیں فرمایا بلکہ تطیب قلب کے لئے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ہم جو صدقات واجبہ یا نافلہ اہل حاجت کو فی سبیل اللہ دیتے ہیں اس سے ہمارا مقصود صدقہ واجبہ میں بری الذمہ ہونا اور نافلہ میں صرف ثواب حاصل کرنا ہے کسی کو قرض کے طور پر ہرگز نہیں دیتے مگر اللہ تعالٰی نے اپنے فضل وکرم سے اسے قرض فرمایا ہے فاقرضوا اللہ قرضا۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا یہ بھی محض تطیب قلب کے ہے آپ نے سوقیہ کا معنی بازاری شخص کیا ہے حالانکہ یہ ترجمہ لفظ سوقی کا ہے سوقیہ کا معنی رعیت ہے واحد ہو یا جماعت ہکذا کتب شیخنا شیخ المحدثین قدوۃ العارفین العلامہ ابوالفضل محمد سردار احمد القادری الرضوی الچشتی البریلوی لازالت شموس افضالہ طالعہ علی حاشیۃ البخاری سید الکریمہ جونیہ امیمۃ بنت النعمان جونیہ صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہا ان سے حضور علیہ السلام کی شان میں قصداً گستاخی نہیں ہوئی کہ گرفت ہو آپ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے خطا ہوئی بعد میں بے حد نادم اور شرمندہ ہوئیں اور اپنے آپ کو بدبخت کے الفاظ سے یاد فرمانے لگیں ان کی شان میں یا ان کے علاوہ کسی اور صحابی یا صحابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور گستاخی کرنے والا رافضی سبّے بے حد افسوس ہے کہ آپ نے اس خط میں شبہات کے ضمن میں حضرت جونیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو بے ادب اور بے تہذیب نالائق جیسے ناپاک وملعون الفاظ کہہ کر اپنے رافضی ہونے کا ثبوت دیا۔ مولانا غوث بخش صاحب (اللہ تعالٰی آپ کو سنی بنائے روافض کے ناپاک خیال سے بچائے، یہ کام تو شیعہ ملعونہ کا ہے یا دہابیہ دیا بنہ مخذولہ کا کہ صحابہ کرام و محبوبان حق رضوان اللہ تعالٰی علیہم کی شان میں ان کے مقدس حالات کو قلت فہم کی بنا پر سمجھنے کے لئے فوراً اعتراض جڑ کر اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب بنتے ہیں آپ کو چاہیئے

تھا کہ شیعہ ملعون کو را غب الی السنۃ کرتے نہ کہ اسکی محبت کے اثر سے خود اسکی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی کر بیٹھتے آپ کے دادا کی شان میں آکر آپ کے والد صاحب کوئی بے ادبی کا کلمہ کہدیں تو میرے خیال میں اگرچہ آپ کے والد نے قصداً ایسا کیا ہو اور شرمندہ بھی نہ ہوئے ہوں تو بھی آپ اپنے والد صاحب کو ان کے احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے ملعون الفاظ سے یاد نہ کریں گے تو یہ کیا وجہ ہے کہ ایک صحابیہ کی شان میں گستاخی کر کے حق و دیانت کا خون کر رہے ہیں کہاں آپ کے باپ کی عزت اور کہاں صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی۔ لاکھوں عزتیں اور کروڑوں شرافتیں صحابیہ کی خاک پا پر قربان و نثار ہیں اب مضمون کو ختم کر کے آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ضرور اور جلدی توبہ کریں اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۴۱ ایک سوال کا جواب :۔ صورت سوال سے ظاہر یہ ہے کہ اس نکاح خواں کو یہ علم تھا کہ موقع ضرور محل اشباہ ہے اس مولوی نکاح خوان نے بار بار تکرار کیا اس عورت کے رشتہ دار سابقہ نکاح پر متفق ہیں تو مولوی صاحب کو ضرور احتیاط برتنا تھا دوسرا نکاح ہرگز نہ پڑھانا تھا یہ اس مولوی نے بڑی سخت غلطی کی اور اپنی عزت کو خود خطرے میں ڈالا اس مولوی پر لازم ہے کہ اپنی اس ناجائز حرکت سے توبہ کرے ورنہ اسکے پیچھے نماز نہ پڑھیں اگر نکاح خواں مولوی تفتیش کرے اور اسے اطمینان بھی ہو جائے اسکا پہلے نکاح نہیں تو اس صورت میں نکاح پڑھنا جرم نہیں مگر جب کہ اسکا چرچا ہو کہ اس عورت کا پہلے نکاح ہے تو اس صورت میں احتیاط لازم ہے اور اس مولوی نکاح خواں نے احتیاط نہیں کی نکاح نہیں ہے یہ نفی ہے اور نفی پر گواہی گذرانے کا کیا مطلب اور اگر وہ مولوی دیوبندی ہے وہابی عقیدے کا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہرگز ہرگز جائز نہیں نمازیوں پر لازم ہے کہ سنی صحیح العقیدہ پابند شریعت مطہرہ کو امام رکھیں اور اسکے پیچھے نمازیں ادا کریں اور صورت مذکورہ میں اگر گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں جھوٹی گواہی دینے والا سخت گنہگار ہے اور مستحق نار ہے اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۴۲ :۔ ایک لڑکی نے خود بخود اپنا نکاح کر لیا یہ نکاح ہوا یا نہیں بالغہ لڑکی کے خود مختار رہنے کا ثبوت کیا ہے اور مشکوٰۃ شریف کی صحیح حدیث ہے ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل کا مطلب کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اگر وہ لڑکی نکاح کے وقت بالغہ تھی اور یہ نکاح اس نے اپنے کفو میں کیا تو شرعاً یہ نکاح صحیح ونافذ ہوگیا اب شوہر کی زندگی میں بغیر طلاق حاصل کئے اور بغیر عدت گذرنے جب کہ وہ عورت مدخول بہا ہو دوسری جگہ ہرگز نکاح نہیں کرسکتی فقہ حنفی میں حرّہ عاقلہ بالغہ کے خود مختار ہونے کے متعلق جو مذکور ہے اسکا ثبوت سنیئے قرآن مجید وفرقان حمید میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے فلا جناح علیھما فیما فعلن فی انفسھن اور فرماتا ہے حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ اور فرماتا ہے ان ینکحن ازواجھن اضاف العقد الیھن فی ھٰذہ الاٰیات تدل انھا تملک المباشرۃ حدیث شریف میں ہے الایم احق بنفسھا من ولیھا والایم اسم الامرأۃ لا زواج لھا بکرا کانت او ثیبا وقال صلی اللہ علیہ وسلم لیس للولی مع الثیب امر وحدیث الخنساء حیث قالت بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اردت ان تعلم النساء ان لیس الی الاٰباء من امور بناتھم شئی وعن عمر وعلی وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم جواز النکاح بغیر ولی۔ آپ کی پیش کردہ حدیث ایما امرأۃ نکحت نفسھا الخ کے کئی جواب ہیں۔

۱:۔ اس حدیث میں سلیمان ابن موسیٰ راوی ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں فی للمعات قد ضعفہ البخاری وقال النسائی حدیثہ شئی وقال احمد فی روایۃ ابی طالب حدیث عائشہ لا نکاح الا بولی لیس بالقوی۔

۲:۔ یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے ہے اور انہوں نے خود اپنی بھتیجی حفصہ کا نکاح اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی عدم موجودگی میں کیا جو اس حدیث کے عدم صحت پر دلالت کرتا ہے۔ محیط سرخسی میں ہے ولھٰذا تبین ان ما ورد عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا غیر صحیح لان فتوی الراوی بخلاف الحدیث وھٰذا الحدیث۔ لمعات میں ہے وقال فی روایۃ حرب لا یصح الحدیث عن عائشہ زوجت بنات اخیھا۔

۳:۔ اس حدیث کا دارو مدار حدیث زہری پر ہے انہوں نے اس حدیث کا خلاف کیا اور بغیر ولی کے نکاح کو جائز رکھا۔

۴:۔ یہ حدیث عموم الخصوص عنہ البعض ہے اشعۃ اللمعات میں ہے برتقدیر صحت مراد غیر بالغہ است وایں عام مخصوص است بدلائل ودیگر محیط سرخسی میں ہے ھو محمول علی الامۃ اذا زوجت نفسھا بغیر اذن مولاھا او علی الصغیرۃ او علی المجنونۃ۔

۵:۔ مستحب یہ ہے کہ عاقلہ بالغہ کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے محیط سرخسی میں ہے او علیٰ بیان الندب ان المستحب ان لا تباشر المرأۃ العقد ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۴۳:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں نکاح وٹہ سٹہ جائز ہے یا نہیں اسکا کافی جواب ہونا چاہیئے کیونکہ ہمارے علاقہ میں ایک وہابی نجدی چک نمبر ۱۸ میں ایسے نکاح فسخ کرتا رہتا ہے اور دلیل دیتا ہے لاشغار فی الاسلام لہذا اس مسئلہ کا بہت شور پڑ چکا ہے غور فرما کر با دلائل موثق جواب ارسال فرمائیں اور ایسے فسخ نکاح کرنے والے کو کیا سزا ہونی چاہیئے ۔جواب جلدی دیں بینوا بالصواب والتفصیل توجروا بالاجر الجزیل۔

الجواب:۔ شغار کا مطلب شرعاً یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کردے اور وہ دوسرا اپنی لڑکی یا بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کردے اور ہر ایک کا مہر شرعی نہ ہو بلکہ نکاح کے بدلہ میں نکاح ہی مہر ہو ایسا کرنا گناہ و منع ہے لیکن نکاح منعقد ہو جائے گا اگر مہر علیحدہ علیحدہ مقرر کرکے نکاح کئے گئے تو یہ نکاح شغار میں داخل نہ ہونگے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے قال صاحب الھدایۃ اذ ازوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ الزوج ابنتہ او اختہ لیکون احد العقدین عوضا عن الاخریٰ صداقا فیہ قال ابن الھمام وانما قید لانہ لو لم یقل علی ان یکون بضع کل صداقا للاخری او معناہ بل قال زوجتک بنتی علی ان تزوجنی بنتک ولم یزد علیہ فقبل جاز النکاح اتفاقاً ولا یکون شغاراً۔ ردالمحتار میں ہے قال فی النھر وھو ان یشاغر ای یزوجہ حریمتہ علی ان یزوجہ الاخر حریمتہ ولا مھر الا ھذا کذا فی المغرب علی ان یکون بضع کل صداقا عن الاخر وھذا القید لابد منہ فی مسمی الشغار حتی لو لم یقل ذلک ولا معناہ بل قال زوجتک بنتی علی ان تزوجنی بنتک فقبل او علی ان یکون بضع بنتی صداقا فابنتک فلم یقبل الاخر بل زوجہ بنتہ لم یکن شغاراً بل نکاحاً صحیحاً اتفاقاً تاتارخانیہ میں ہے وحاصلہ انہ مع ایجاب مھر المثل لم یبق شغاراً حقیقۃ عمدۃ الرعایا میں شغار کے متعلق لکھا ہے وھو ان یخلوا النکاح عن المھر من الطرفین ھو انکاح حریمۃ الاخر فلو لم یکن ھذا فلیس بشغار کان یذکر المھر مع شرط ان یزوجہ مولیتہ لابذکر المھر ولا یجعل انکاحہ مھراً بل بشرط علیحدہ کذا فی النھر ہدایہ میں شغار کی تعریف تحریر کرنے کے بعد فرمایا فالعقد ان جائزان بدائع الصنائع میں ہے والنکاح صحیح عندنا ۔ پاکستان میں بٹہ کا رشتہ جو کیا جاتا ہے وہ شرعاً نکاح

شغار میں داخل نہیں ہے کیونکہ عموماً اس قسم کے نکاح علیحدہ علیحدہ مہر مقرر کر کے کئے جاتے ہیں ہمارے نزدیک نکاح شغار بھی منعقد ہو جاتا ہے اگرچہ ایسا کرنا گناہ ہے جیسا کہ ایام حیض میں عورت کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر ایام حیض میں طلاق دینا گناہ ہے جب یہ نکاح شرعاً صحیح و منعقد ہو تو اس نکاح کو شوہر کے علاوہ کوئی فسخ نہیں کر سکتا وہ عورت بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے وہابی شان الوہیت وشان رسالت وشان ولایت میں بے ادب گستاخ ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کی مجلس میں نہ بیٹھیں اور نہ ہی ان کے وعظ سنیں اور ان سے شرعی فتویٰ بھی حاصل نہ کریں بلکہ شرعی فتویٰ کسی سنی صحیح العقیدہ عالم دین سے دریافت کریں مولیٰ عزوجل شریعت پر چلنے کی توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۴۴۴:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک کنواری عورت نے زنا کیا اب وہ حاملہ ہے اسوقت اس کی شادی جائز ہے یا نہیں مطلع فرماویں۔

الجواب:۔ جس کنواری عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے حالت حمل میں شرعاً نکاح ہو سکتا ہے پھر جس سے نکاح کیا اسی کا حمل ہے تو وضع حمل سے پہلے بھی وہ اس سے وطی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا حمل ہے اب جب تک بچہ پیدا نہ ہولے تو شوہر کے لئے وطی جائز نہیں۔ ہدایہ میں ہے دان تزوج حبلیٰ من زنی جاز النکاح ولا یطأھا حتی تضع حملھا تبیین الحقائق میں ہے ھل تزوج الحبلیٰ من الزنا ولا یحل تزوج الحبلیٰ من غیرہ بدائع الصنائع میں ہے وعلی ھٰذا یخرج ما اذا تزوج امرأۃ حاملاً من الزنا انہ یجوز من قول ابی حنیفۃ ومحمد لکن لا یطأھا حتی تضع درمختار میں ہے صح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ ای الزنا .... وان حرم وطؤھا ودواعیہ (حتی تضع) نیز اس میں ہے لو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقاً لہٰذا صورت مسئولہ میں نکاح ہو جائے گا اس لئے اب نکاح کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۴۴۵ ایک سوال کا جواب:۔ خاوند کے مجنون ہونے کی وجہ سے شرعاً نکاح فسخ نہیں ہو سکتا بہار شریعت میں درمختار کے حوالہ سے تحریر فرمایا اگر شوہر میں کسی قسم کا عیب ہے مثلاً جنون۔ جذام۔ برص یا عورت میں عیب ہو کہ اسکا مقام بند ہو یا اسجگہ گوشت یا ہڈی پیدا ہوگئی ہو تو فسخ کا اختیار نہیں رہی یہ بات کہ مرد عنین ہے تو عنین کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی شرع کے سامنے خاوند کے عنین ہونے دعویٰ کرے قاضی خاوند

کو بلا کر پوچھے اگر خاوند عنین ہونے کا اقرار کرے تو قاضی اسکو ایک سال کی مہلت دے اگر سال کے اندر شوہر نے وطی کرلی تو عورت کا دعویٰ ساقط ہو جائے گا اور اگر دس سال تک، جماع نہ کیا اور عورت جدائی کی خواستگار تو قاضی اس شخص عنین کو طلاق دینے کو کہے اگر طلاق دیدے تو بہتر ورنہ قاضی میاں بیوی کے درمیان تفریق کردے بہرصورت صورت مذکورہ میں وہ عورت بدستور اپنے اسی خاوند کی بیوی ہے دوسری جگہ بغیر صورت مذکورہ بالا کے کسی جگہ نکاح نہیں کرسکتی بغیر صورت مذکورہ کے دوسری جگہ نکاح کرنے والے کرانے والے دیدہ دانستہ گواہ بننے والے مجلس نکاح میں شریک ہونے والے سب گناہگار ہیں۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۴۶:۔ مولوی سردار احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ہم آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں اسکا جواب دیں۔ کیا ایک مرد کے نکاح میں اس کی عورت کی بھتیجی آسکتی ہے اگر نہیں آسکتی تو اسکے متعلق کیا ہے۔ نیز اگر اس مرد کا اس کی عورت کی بھتیجی سے ناجائز تعلق باثبوت ثابت ہوجائے پھر نکاح باقی رہ سکتا ہے۔

الجواب:۔ اپنی بیوی کی موجودگی میں بیوی کی بھتیجی سے ہرگز نکاح نہیں ہوسکتا حدیث پاک میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان تنکح المرأۃ علی عمتہا او العمۃ علی بنت اخیہا اپنی عورت کی بھتیجی سے ناجائز تعلق ہونے کی وجہ سے اس عورت کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا مگر یہ ناجائز تعلق شرعاً بہت بڑا جرم ہے اور وہ مرد شدید ترین گناہگار مستحق نار لائق غضب وقہر قہار ہے واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۴۷:۔ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ زید اپنی بیوی کی بجائے غلطی سے لڑکی کو شہوت سے ہاتھ لگائے تو بیوی مرد پر حرام ہوجاتی ہے مرد کو چاہیئے کہ طلاق دیدے اگر مرد طلاق نہ دے تو بیوی اسکی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اگر نہیں کرسکتی ہے تو حرام کا کہنا بہشتی زیور یہ سلسلہ ٹھیک ہے یا نہیں اگر ٹھیک ہے تو کونسی حدیث یا آیت سے ثابت ہے۔

الجواب:۔ حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ چھونے سے سے بھی ہوجاتی ہے چھونا قصداً ہو یا غلطی سے ہو یا مجبوراً ہر حالت میں حرمت مصاہرہ ثابت ہوجائے گی۔ حرمت ثابت ہوجانے کے بعد مرد وعورت کو جدا رہنا اور نکاح کو فسخ کرنا فرض ہے مگر خود بخود نکاح فسخ نہیں

ہوگا جب تک شوہر متارکہ نہ کرے بعد متارکہ عدت گذر رے بغیر نکاح جائز نہیں ہوگا لہذا صورت مسئولہ میں اگر مرد نے اپنی لڑکی کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے تو اس لڑکی کی ماں اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور اس مرد پر فرض ہے کہ اس عورت سے جدائی کرے بغیر متارکہ کئے اور بغیر عدت گذارے وہ عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی متارکہ کی صورت یہ ہے مثلاً شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے تیرا راستہ خالی کر دیا میں نے تجھے چھوڑ دیا میں نے طلاق دے دی اور حرمت کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت مرد کے نکاح میں ہمیشہ کے لئے نہیں آسکتی۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۲۸۹:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی جسوقت شادی ہوئی اسکے والدین نے حسب دستور جوڑے زیور وغیرہ چڑھائے اور بعد نکاح ہونے کے لڑکی کے والدین نے کچھ زیور اور جوڑے وغیرہ جہیز میں دیئے بعد میں کچھ زیور نکاح کے بعد بنوا دیا زید نے کچھ کپڑا وغیرہ بھی علاوہ معمولی کپڑے کے اور اس عورت نے وقت مرتے اپنے شوہر کے اور اب تک مہر بھی معاف نہیں کیا بلکہ مرتے وقت اس کے پاس بھی نہیں گئی۔ اور زید کے نام کچھ جائداد وغیرہ نہیں ہے اس صورت میں مال کا مالک کون ہوگا اور مہر کا ادا کرنا کس کے ذمے عائد ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا اسکی مالک خاص عورت ہے اور جو کچھ چڑھاوہ شوہر کے یہاں سے مل گیا تھا اس میں رواج کو دیکھا جائے گا اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا تھا اس کی ملک ہے خواہ شوہر کا، والد ہو یا والدہ یا خود شوہر اور جو زیور زید نے بعد نکاح بنوایا اگر عورت کی تملیک کر دی تھی یعنی یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے یہ زیور تجھے دے ڈالا تجھے اسکا مالک کر دیا اور قبضہ عورت کا ہو گیا تو یہ زیور بھی ملک زن ہو گیا اور اگر کہا تجھے پہننے کو دیا تو شوہر کی ملک رہا اور اگر کچھ نہ کہا تو رواج دیکھا جائے گا اسی طرح زیور بنا دینے کو اگر عورت کی تملیک سمجھتے ہیں تو بعد قبضہ عورت مالک ہوگی ورنہ ملک شوہر پر رہا عورت کا مہر ذمہ شوہر ہے اگر شوہر کا کچھ مال مثلاً یہی زیور کہ اس نے بنا دیا اور عورت کی ملک اس میں ثابت نہ ہوئی تھی یا اور کوئی چیز جو ملک شوہر پائے اس سے وصول کرے اگر ملک شوہر سے کچھ نہ ملے تو شوہر کے والدین وغیرہما سے کچھ مطالبہ کسی وقت نہیں کر سکتی جب کہ انہوں نے مہر کی ضمانت نہ کرلی ہو اسکا معاملہ عاقبت پر رہا اور افضل یہ ہے کہ شوہر معاف کر دے واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔ منقول از فتاوےٰ رضویہ۔

سوال ۴۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص شوق محبت سے اپنی منکوحہ کے پستان منہ میں ڈالے اور شیر اس سے بہہ کر حلق سے نیچے اتر جائے تو کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

الجواب: دو سال بلکہ ڈھائی سال کے اندر کوئی لڑکا اور لڑکی کسی عورت کا دودھ پی لے تو جس عورت کا دودھ پیا ہے وہ رضائی ماں اور جس نے پیا ہے وہ رضائی اولاد ہے اور اس مدت رضاعت کے بعد اگر کوئی شخص کسی عورت کا دودھ پیئے تو اسکا دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور رضاعت کا رشتہ ثابت نہیں ہوتا اگر کوئی اپنی عورت کا دودھ پی لے تو یہ فعل یعنی اپنی عورت کا دودھ پینا شرعاً منع ہے گناہ ہے مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا صورت مذکورہ سے جس شخص کے حلق میں اس کی بیوی کے پستان میں سے دودھ چلا گیا ہے خواہ شوہر کے اسکے پستان کے چوسنے سے یا بغیر چوسنے کے اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا وہ عورت اس شوہر مذکور کی بیوی ہے بیوی کا دودھ پینا شرعاً منع ہے۔ گناہ شدید ہے جو ایسا کرے اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالٰے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

نوٹ: ایک لڑکی دس سال کی ہے اس کے پستان سے دودھ اتر آیا دوسرے شخص کا لڑکا تقریباً پونے دو سال کا ہے کسی وجہ سے اس لڑکے کے باپ نے اس دس سالہ لڑکی سے اپنے پونے دو سالہ لڑکے کا نکاح کر دیا نکاح ہونے کے بعد اس لڑکے نے اتفاقاً اس دس سالہ منکوحہ بیوی کا دودھ پی لیا تو اس صورت میں وہ دس سالہ لڑکی اپنے پونے دو سالہ عمر والے شوہر پر حرام ہو جائے گی کیونکہ اس لڑکے نے مدت رضاعت کے اندر اپنی بیوی کا دودھ پیا لہٰذا وہ لڑکا اس عورت کا رضاعی بیٹا ہو گیا اور وہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی ماں بن گئی لہٰذا وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔ واللہ تعالٰے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۰: ۱ ایک شخص نے ایک عورت شادی شدہ کو اغوا کر کے اپنے گھر آباد کیا جس کے بطن سے اولاد ہے جو کہ بغیر نکاح کے ہے اب مذکورہ عورت کا سابقہ شوہر فوت ہو گیا ہے کیا بعد از عدت سابقہ عورت کا نکاح ہو گا اولاد جو قبل از نکاح پیدا ہوئی ہے وہ شخص مذکور جس نے اغوا کیا ہے اس کے ترکہ کی وارث ہو گی یا نہ۔

۲: جس شخص نے مذکورہ عورت کو اغوا کیا ہے اس جرم کے تحت اس کی کیا تعزیر ہے۔

۳: جو اشخاص شخص مذکور سے باہمی تعلقات میں خورد و نوش میں شریک رہے ہیں ان پر تعزیر کا کیا حکم ہے مفصل و مدلل تحریر فرما کر مشکور فرماویں تاکیداً عرض خدمت ہے۔

الجواب ۱:۔ شادی شدہ عورت کو اغوا کر کے کوئی آدمی اپنے گھر نا جائز طریقہ سے آباد کرے تو جو اولاد اس عورت مذکورہ کے بطن سے ہو گی شرعاً یہ اولاد اس اغوا کرنے والے کی قرار نہیں دی جائے گی۔ احکام شریعت میں ہے زنا کے پانی کے پانی کے لئے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولاد زانی نہیں ٹھہر سکتے اولاد اس کی قرار پانی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے لفظ ہبہ سے تعبیر کیا یھب لمن یشاء ذکوراً زانی اپنے زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے نہ کہ مستحق ہبہ وعطا لہذا ارشاد ہوا للعاھر الحجر لہذا صورت مسئولہ میں شریعت کی رو سے وہ اولاد جب کہ اغوا کرنے والے کی قرار نہ پائی تو اس عورت کی یہ اولاد اغوا کرنے والے کے ترکہ کی وارث نہ ہو گی۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۲:۔ شادی شدہ عورت کو اغوا کرنے والا شریعت کے خلاف گھر میں آباد کرنے والا مرد اور وہ عورت دونوں شرعاً شدید ترین مجرم وگناہگار مستحق نار لائق غضب جبار وقہار ہیں ان پر لازم وضروری ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں شریعت ایک لحظہ بھی ان کو اکٹھا رہنے کی اجازت نہیں دیتی حد و تعزیر لگانا شرعاً حکام کا کام ہے لیکن اس زمانہ میں یہاں پر حدود شرعیہ لگانے کا کوئی انتظام نہیں ہے لہذا تعزیر وحد کا جواب میں لکھنا بے فائدہ ہے واللہ تعالےٰ اعلم۔

۳:۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اس آدمی کو سمجھائیں اور شریعت کے مطابق عورت رکھنے کو کہیں اگر مان جائے تو بہتر ورنہ اس سے میل جول سب تعلقات منقطع کر دیں یہاں تک کہ وہ آدمی اپنے اس فعل بد سے باز آ جائے اگر وہ بے حیا آدمی اپنے اس فعل بد سے باز نہیں آتا لوگ اس حالت میں بھی اس سے میل جول کر رہے ہیں تو شرعاً یہ لوگ بھی مجرم وگناہگار ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

سوال ۱۵:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں مسماۃ جنت بی بی دختر حاجی یار محمد قوم ترکھان ساکن گوجرہ خاوند مسمی امیر ولد لعل پر دعوےٰ تنسیخ نکاح زیر دفعہ ۲ ایکٹ دائر کیا سول جج درجہ اول ٹوبہ ٹیک سنگھ نے یکطرفہ ڈگری تنسیخ نکاح معہ خرچہ حکم صادر کر دیا اور یہ بھی حکم دے دیا کہ مدعا علیہ مبلغ ۔/۵۶ بابت خرچہ مقدمہ ہذا ادا کرے اور اس حکم نامہ کی سرکاری نقل فتوےٰ ہذا کے ساتھ لف کی ہوئی ہے اور مقدمہ مذکورہ کا ۱۳۱ فوجداری ہے لہذا بتایا جائے کہ بروئے شرع شریف نکاح مذکورہ فسخ ہو گیا یا نہیں۔

الجواب:۔ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو گرہ کھول دے چاہے بند رکھے قرآن پاک میں بیدہ عقدۃ النکاح حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق لہذا صورت مسئولہ میں

مسمی امیر نے اپنی مساۃ جنت بی بی کو جب طلاق شریعت کے مطابق نہیں دی تو مساۃ مذکورہ بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے شرعاً دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۲ :۔ ایک شخص کی شادی تقریباً آٹھ سال قبل جب کہ ہوئی تھی میاں بیوی میں بڑا سلوک آج تک رہا اور نہ ہی اسکی بیوی کو یہاں کے کسی رشتہ دار سے تکلیف پہنچی ہے ابھی تک۔ اس کی اولاد نہیں ہوئی خدا کی قدرت سے آدمی طاقتور مرد ہے شاید اسکے مادہ میں کوئی فرق ہو ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق اب بیوی کے والدین طلاق دلوانا چاہتے ہیں اسکی بیوی کو بھی اکساتے ہیں میاں طلاق نہیں دیتا شریعت اس کے بارے میں کیا کہتی ہے فتویٰ عنایت کیا جاوے۔

الجواب :۔ عورت کو طلاق دینے کا اختیار شریعت نے مرد کو دیا ہے مرد جب چاہے طلاق دے جب چاہے نہ دے قرآن پاک میں ہے بیدہ عقدۃ النکاح حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ الساق مرد جب کہ عورت سے وطی کرنے پر قادر ہے تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کا حق نہیں ہوتا چنانچہ بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالہ سے تحریر فرمایا شوہر جماع کرتا ہے مگر منی نہیں کہ انزال ہو تو عورت کو دعوے کا حق نہیں صورت مسئولہ میں مرد جبکہ وطی کرنے پر قادر ہے تو عورت کو طلاق لینے یا نکاح فسخ کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں اگرچہ اس عورت کے آٹھ سال سے بچہ پیدا نہ ہوا ہو بچہ کا پیدا ہونا قبضہ قدرت باری تعالیٰ ہے۔ مرد و عورت کے اختیار کی بات نہیں۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۳ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مطلقہ غیر مدخولہ کو حلالہ شرط ہے یا نہیں عورت غیر مدخولہ کے متعلق بالکتاب جواب ارسال فرماویں کہ عورت غیر مدخولہ کو عدت پڑتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب :۔ جس حرہ عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے بغیر حلالہ کے حلال نہیں ہو سکتی غیر مدخول بہا کو ایک کلمہ سے تین طلاقیں دی جائیں تو اس پر تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں بدایہ میں ہے اذا طلق الرجل امرأتہ ثلثاً قبل الدخول بہا وقعن علیہا۔ کنز الدقائق میں ہے طلق غیر الموطوۃ ثلثا وقعن تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے وھو مذھب ابن عباس وابن مسعود وابن عمر وعلی ابن ابی طالب وزید ابن ثابت وجمھور التابعین فقھاء الامصار یعنی غیر مدخولہ کو تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یہ مسلک ابن عباس وابن مسعود وابن عمر وعلی ابن ابی طالب وزید ابن ثابت وجمہور تابعین وفقہاء امصار رحمہم اللہ تعالےٰ کا ہے۔ ردالمحتار میں ہے و

ولنص محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ قال واذا طلق الرجل امرأتہ ثلاثا جمیعا فقد خالف السنۃ واثم دخل بھا او لم یدخل سواء بلغنا ذالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن علی وابن مسعود وابن عباس وغیرھم رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین عمدۃ الرعایہ میں ہے وغیر الموطوۃ تبین بواحدۃ نعم لو طلقھا بکلمۃ واحدۃ بان قال انت طالق ثلثا تقع الثلث ولا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ جب غیر مدخولہ بہا تین طلاقوں کے واقع ہونے سے مطلقہ مغلظہ ہو جائے تو اس کے لئے بھی حلالہ ضروری ہے غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہیں کیونکہ عدت استبراء رحم کے لئے ہے شوہر جب اسکے پاس ہی نہیں گیا تو استبراء رحم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا عمدۃ الرعایہ میں ہے وحتی انہ عن غیر المدخولۃ فانھا تبین بطلاق واحد لا عدۃ لھا حتی تطلقھا الاخریٰ۔ واللہ تعالے و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۹۵: زید نے اپنی بیوی کو سہ طلاق بے حرام یکبارگی وقت ایک مولوی صاحب تبلیغی جماعت کے سربراہ جو کہ خواجگان کی مسجد کے امام و خطیب ہیں انہوں نے کہا ہے کہ زید تین طلاقیں یا سات یا دس یا سو تک بھی اپنی بیوی کو دے تب بھی ایک ہی ہوگی نیز اسکے پیچھے نمازیں ہو سکتی ہیں یا کہ نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں یک وقت دے دے تو تینوں واقع ہو جائیں گی اگرچہ ایسا کرنا گناہ ہے جیسا کہ ایام حیض میں کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو طلاق واقع ہو جائیگی مگر طلاق دینے والا گناہگار ہوگا جمہور صحابہ کرام تابعین تبع تابعین فقہاء مجتہدین عظام رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کا یہی مسلک تھا اب بھی جمہور امت کا یہی مسلک ہے کہ عورت کو یک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں مشکوٰۃ شریف میں ہے عن مالک بلغہ ان رجلا قال لابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما انی طلقت امراتی مائۃ تطلیقۃ فماذا تریٰ علی فقال ابن عباس طلقت منک بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بھا آیات اللہ ھزوا رواہ فی الموطا یعنی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے ایک آدمی نے عرض کی کہ حضور میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاق دے دی ہے آپ اسکے متعلق کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا تین طلاقیں تیری بیوی پر پڑ گئی ہیں ۹۷ ستانوے طلاقوں سے تو نے اللہ تعالے کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا نعوذ باللہ من ذلک مرقاۃ شرح

مشکوٰۃ۔ فتح القدیر۔ ردالمحتار میں ہے ذھب جمھور الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من ائمۃ المسلمین الی ان یقع ثلاث فتح القدیر میں ہے من الادلۃ فی ذلک ما فی مصنف ابن ابی شیبۃ والدارقطنی فی حدیث ابن عمر المتقدم قلت ارأیت لو طلقھا ثلثا قال اذا قد عصیت ربک وبانت منک امرأتک اس مسئلہ کے متعلق روایات تفصیل سے فتح القدیر میں دیکھیں عمدۃ الرعایہ میں ہے نمثل ھذا یقع لکنہ یاثم بہ ھو المنقول من جمھور الصحابۃ والتابعین والمجتھدین منھم ابن عباس اخرجہ مالک وابو ھریرۃ اخرجہ عنہ ابوداؤد حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا شرح مسلم میں وقد اختلف العلماء فیمن قال لامراتہ انت طالق ثلثا فقال الشافعی ومالک وابو حنیفۃ وجماھیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلث ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین سے زائد طلاقیں بیک وقت دے گا تو تینوں واقع ہو جائیں گی باقی تین سے زائد لغو و بے کار رہیں گی اس مولوی کا یہ کہنا کہ زید تین طلاقیں یا سات یا دس یا سو تک اپنی بیوی کو دے تب بھی ایک ہی واقع ہو گی بالکل غلط ہے سراسر احادیث روایات جمہور امت سلف وخلف کے مسلک کے خلاف ہے غیر مقلدوں کی معتبر ومستند کتاب فتاوٰی ثنائیہ کی تشریح میں ہے صحابہ تابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ تابعین محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں من ادعی فعلیہ البیان بالبرھان ودونہ خرط القتاد ملاحظہ ہو موطا امام مالک صحیح البخاری فتح الباری وتفسیر ابن کثیر تفسیر ابن جریر اسی فتاوٰی کی تشریح میں نیز ہے تین طلاقیں مجلس واحد میں محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ تابعین تبع تابعین وغیرہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین وغیر مقلدین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتوٰی کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔ غیر مقلدوں کے گھر کی شہادت ہو گئی کہ جمہور امت کا مسلک تو یہ ہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں ابن تیمیہ اور اسکے معتقدین ومتبعین وہابیہ غیر مقلدین نے سات سو برس کے بعد اس مسئلہ کی مخالفت کی اور تین طلاقوں کو ایک ہونے کا فتوٰی دیا۔ ہمارا اس پہ عمل ہے جو تقریباً چودہ سو برس سے جمہور امت کا مسلک چلا آرہا ہے اور غیر مقلدین خود نئے ہیں ان کا مسلک بھی نیا جو جمہور اہلسنت کے سراسر خلاف امام کا سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہونا ضروری ہے لہٰذا اہلسنت کے علاوہ کسی بد مذہب وہابی دیوبندی

غیر مقلد رافضی قادیانی مودودی وہابی تبلیغی جماعت کے پیچھے اہلسنت کو ہرگز نماز نہ پڑھنا چاہیئے اور ایسے عقیدہ والوں کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالٰی ورسولہ الاعلٰی اعلم۔

سوال ۵۵:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کہا تجھے تین طلاق دیں یا کہا تجھے طلاق طلاق طلاق ہے یا کہا تجھے طلاق دی طلاق دی طلاق دی ہے بدوں حرف عاطفہ کے کیا ان صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی یا تین ہے بعض علماء اہلسنت وجماعت فرماتے ہیں ان صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا دور ہو جا دور ہو جا دور ہو جا یا میرے گھر سے نکل جا نکل جا نکل جا یا اپنے باپ کے گھر چلی جا چلی جا چلی جا کیا ان صورتوں میں طلاق ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو رجعی یا بائن بینوا بالدلیل توجروا۔

الجواب:۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم وعلٰی آلہ وصحبہ اجمعین۔ امابعد اگر آدمی اپنی بیوی کو تین طلاق بیک وقت ایک کلمہ سے دے تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں چاہے عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو مگر ایسا کرنا گناہ ہے جیسا کہ ایام حیض میں اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو طلاق واقع ہو جائیگی مگر طلاق دینے والا گناہگار ہوگا۔ جمہور صحابہ کرام۔ تابعین۔ تبع تابعین فقہاء مجتہدین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا یہی مسلک تھا اور اب بھی جمہور امت سلف وخلف کا یہی مسلک ہے کہ بیک وقت تین طلاقین دینے سے تینوں واقع ہوتی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے عن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ بلغہ ان رجلا قال لابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما انی طلقت امراتی مائۃ تطلیقۃ فما تری علی قال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما طلقت منک بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بہا آیات اللہ ھزوا رواہ فی الموطا یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ایک آدمی نے عرض کی کہ حضور میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاق دی ہے آپ اسکے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تین طلاقیں تیری بیوی پر پڑ گئیں اور ستانوے ۹۷ طلاقوں سے تو نے اللہ تعالٰی کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا نعوذ باللہ من ذٰلک مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فتح القدیر رد المختار میں ہے ذھب جمھور الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من ائمۃ المسلمین الی ان یقع ثلث فتح القدیر میں ہے ونص محمد قال اذا طلق الرجل امرأتہ ثلاثا جمیعا فقد خالف السنۃ واثم بہ وان دخل بہا اولم یدخل سواء ثم قال بلغنا ذٰلک عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعن علی وعن ابن

مسعود وابن عباس وغیرهم رضوان الله علیهم اجمعین نیز اس میں ہے ومن الادلة فی ذلک ما فی مصنف ابن ابی شیبة والدارقطنی فی حدیث ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما المتقدم قلت یارسول الله ارءیت لو طلقتها ثلاثا قال اذا قد عصیت ربک وبانت منک امرأتک اس مسئلہ کے متعلق اور روایات تفصیل سے فتح القدیر میں دیکھیں نیز اس میں ہے واما وقال انت طالق احدی عشر فانه یقع الثلث بالاتفاق لعدم العاطف فتاوے ہندیہ میں ہے اگر غیر مدخولہ سے کہا تو اکیس طلاق سے طالقہ ہے تو ہمارے علمائے ثلاثہ کے نزدیک تین طلاق ہونگی اور اگر کہا گیارہ طلاق تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی تفسیر صاوی میں ہے والمعنی فان ثبت طلاقها ثلاثا فی مرة او مرات فلا تحل الخ اذا قال لها انت طالق ثلاثا او البتة وهذا هو المجمع علیه واما القول بان الطلاق الثلاث فی مرة واحدة لا یقع الا طلقة فلم یعرف الا لابن تیمیة من الحنابلة وقد رد علیه ائمة مذهبه حتی قال العلماء انه الضال والمضل عمدة الرعایہ میں ہے فمثل هذا یقع لکنه یاثم به هو المنقول عن جمهور الصحابة والتابعین والمجتهدین منهم ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما اخرجه مالک وابو هریرة اخرجه عنه ابوداؤد قدوری اور اس کی شرح فارسی میں ہے طلاق البدعة وهو ان یطلق الرجل امرأته ثلاثا بکلمة واحدة او فی طهر واحد سوم طلاق بدعت است و آں ایں است کہ سہ طلاق دہد شوہر زن خود را بیک دفعہ یعنی بیک کلام یا سہ طلاق متفرق دہد دریک طهر فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وبانت منه وکان عاصیا پس ہرگاہ کہ داد سہ طلاق بیکے ازیں دو طریق واقع شد سہ طلاق وجدا شد از و طلاق دہندہ گنہگار و عاصی میشود وایں طریق منہی است نشاید وایں حکم کہ بیان کردہ شد در مردے و زنے بود کہ شوہر بعد از نکاح باو مجامعت کردہ باشد کذا فی کشف الحقائق نیز اس میں ہے واذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها بدفعة واحدة وقعن علیها جملة ہرگاہ کہ طلاق داد شوہر بزن خود پیش از وطی باین طور کہ بگوید انت طالق ثلاثا پس واقع میشود سہ طلاق باں زن زیرا نچہ سہ طلاق بہم دادہ است نیز اس میں ہے۔ انت طالق ثلاثا الا ثلاثا طلقت ثلاثا وبطل الاستثناء۔ اگر بگوید شوہر بزن خود بر تو سہ طلاق است مگر سہ طلاق واقع شود سہ طلاق زیرا نچہ استثناء جمیع از جمیع است وآں صحیح نیست بلکہ باطل است و ناجائز مجموعہ

فتاوے مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے اگر زید نے اپنی بیوی کو حالت غضب میں کہا میں نے طلاق دیا پھر میں نے طلاق دیا پھر میں نے طلاق دیا پس اس تین بار کہنے سے تین طلاق واقع ہو گی یا نہیں۔

ہوالمصوب:۔ اس صورت میں تین طلاق واقع ہونگی حنفیہ کے نزدیک بغیر تحلیل کے نکاح درست نہ ہوگا نیز اس میں ہے نیز اس میں ہے زید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین دفعہ کہہ دیا کہ تجھ پر طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے لیکن اس نے غصہ کی حالت میں بلانیت القاع طلاق ثلاثہ اور بدون سمجھنے معنی اور حکم ان الفاظ کے کہا ہے اس صورت میں طلاق ثلاثہ واقع ہونگی یا نہیں۔

ہوالمصوب: جو شخص تین طلاق دے دیوے اور مقصود دونوں مرتبہ اخیر ہے تاکید نہ ہو پس اس صورت میں مذہب جمہور صحابہ تابعین وائمہ اربعہ واکثر مجتہدین وبخاری وجمہور محدثین تین طلاق واقع ہو جائیں گی البتہ بوجہ ارتکاب خلاف طریقہ شرعیہ کے گناہگار ہوگا۔ نیز اس میں ہے۔ چہ فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ از روئے مذہب حنفیہ صورتش ایں کہ زید زوجہ خود مسماۃ ہندہ را در حالت غضب طلاق داد بایں طور کہ سہ بار لفظ طلاق بزبان آورد پس دریں صورت بر ہندہ طلاق واقع شد یا نہ بر تقدیر اول چہ صورت است کہ باز ہندہ را زید بنکاح آرد

الجواب ہوالمصوب۔ بر ہندہ سہ طلاق واقع شدند حالا بدون تحلیل نکاحش بازید درست نیست واللہ اعلم۔

بہار شریعت میں ہے غیر مدخولہ کو کہا تین طلاق تو تین ہونگی اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن واقع ہوگی اور موطوءہ میں بہر حال تین طلاق ہوں گی درمختار میں ہے (وان فرق) بوصف وخبر او جمل بعطف او غیرہ (بانت بالاولی) لا الی عدۃ (و) لذا (لم تقع الثانیۃ) بخلاف الموطوءۃ حیث یقع الکل رد المحتار میں ہے (قولہ حیث یقع الکل) ای فی جمیع الصور المتقدمۃ لبقاء العدۃ۔ ان احادیث وروایات وعبارات فتاوے سے معلوم وظاہر ہوا کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین یا تین سے زائد طلاقیں بیک وقت ایک کلمہ سے دے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی باقی زائد لغو و بیکار ہوں گی عام اس سے کہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اگر شوہر متفرق طور پر تین طلاقیں دے گا تو عورت اگر غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق واقع ہونے

ہونے سے عورت بائنہ ہوجائے گی اور باقی طلاقیں محل نہ ہونے کی وجہ سے واقع نہ ہوں گی اور اگر عورت مدخولہ ہے تو متفرق صورپہ بھی تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوں گی عام اس سے کہ حرف عاطفہ ذکر کرے یا نہ کرے لہذا صورت مسئولہ میں زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک لفظ سے تین طلاقیں دی ہیں تو تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں وہ عورت چاہے مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ لیکن اگر یہ کہا کہ تجھے طلاق طلاق طلاق ہے یا تجھے طلاق دی طلاق دی طلاق دی بغیر حرف عاطفہ کے تو اس صورت میں اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق واقع ہونے سے عورت بائنہ ہوجائے گی اور باقی طلاقوں کے لئے محل نہ رہے گا۔ اس لئے وہ لغو و بے کار ہوجائیں گی اور عورت اگر مدخولہ ہے تو تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی جیساکہ مشکوٰۃ شریف فتح القدیر درمختار۔ ردالمحتار مجموعہ فتاوے بہار شریعت وغیرہا کتب کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔ اہلسنت تو اہلسنت غیر مقلدین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ایک مجلس میں تینوں طلاقوں کے واقع ہونے کا مسلک جمہور امت سلف وخلف وآئمہ اربعہ کا ہے۔ تین طلاق کا ایک شمار ہونا صحابہ تابعین تبع تابعین سے سات سو سال تک کے سلف صالحین سے ثابت نہیں بلکہ سات سو برس تک صحابہ تابعین تبع تابعین محدثین کا یہ مسلک رہا کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور سات سو برس کے بعد ابن تیمیہ نے سب سے پہلے اس اجماع امت کے خلاف فتویٰ دیا اور ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاق دینے سے ایک طلاق کے واقع ہونے کا قائل ہوا اس پر اس کے مذہب حنبلی کے علماء نے اس کا رد کیا اور فرمایا کہ یہ خود گمراہ ہے۔ اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہے جیساکہ تفسیر صاوی کی عبارت سے ظاہر ہو البعد میں جو لوگ تین طلاق ایک مجلس میں واقع کرنے سے ایک طلاق کے واقع ہونے کے قائل ہیں وہ ابن تیمیہ علیہ ما علیہ کے متبعین میں سے ہیں جمہور امت کے مسلک پر نہیں ہیں غیر مقلدوں کے مشہور و معروف امام نواب صدیق حسن بھوپالی کی کتاب مسک الختام شرح بلوغ المرام میں ہے یعنی در صورتیکہ سہ طلاق دریک مجلس ارسال کردہ شد ند دوم آنکہ سہ طلاق واقع میشود و بائن رفتہ اند عمر و ابن عباس و عائشہ رضوان اللہ علیہم درروایت است از علی و فقہاء اربعہ وجمہور سلف وخلف نیز غیر مقلدوں کی معتبر و مستند کتاب فتاوے کی تشریح میں ہے صحابہ تابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ تابعین محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں من ادعی فعلیہ البیان بالبرھان و دونہ خرط القتاد

ملاحظہ ہو موطا امام مالک۔ صحیح بخاری و فتح الباری۔ تفسیر ابن کثیر و ابن جریر۔ نیز اس میں ہے کہ تین طلاقیں مجلس واحد میں محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ تابعین تبع تابعین و محدثین متقدمین کا نہیں یہ مسئلہ تو سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند ہیں اور اسکے معتقد ہیں انتہی۔ جو مولوی صاحب اہلسنت ہونے کے مدعی ہیں اور ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین کے واقع ہونے کے منکر ہیں غلطی پر ہیں اس کے لئے جائز نہیں کہ ائمہ اربعہ کے مسلک کو چھوڑ کر نیا طریقہ اختیار کرے تفسیر صاوی میں ہے ولایجوز تقلید ما عدا المذاهب الاربعة ولو وافق قول الصحابة والحديث الصحيح والاية فالخارج من المذاهب الاربعة ضال مضل وربما اداه ذلك الى الكفر لان الاخذ بظواهر الكتاب والسنة من اصول الكفر۔ شوہر کا اپنی بیوی کو کہنا دور ہو جا دور ہو جا دور ہو جا یہ کہنا کہ میرے گھر سے نکل جا نکل جا نکل جا اپنے باپ کے گھر چلی جا چلی جا چلی جا ان تینوں صورتوں میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی جب کہ شوہر نے نیت طلاق کی کی ہو یا کوئی خارجی قرینہ پایا جائے جو طلاق دینے پر دلالت کرتا ہو ہاں اگر تین کی نیت کرے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۵۶ ایک سوال کا جواب :۔ صورت مسئولہ میں بر تقدیر صدق سائل شخص مذکور مفقود ہے اور مفقود کی عورت بدستور اس کی بیوی ہے جب تک کہ اس مفقود کی موت یا طلاق دینے یا شرعی معتبر بیان نہ آجائے کما فی الحدیث مفقود اور اسکی بیوی کی اسوقت تفریق کی جائے گی جب کہ مفقود کی عمر ستر برس گذر جائیں پھر عورت قاضی شرع کے سامنے رفعہ کرے اور قاضی شرع اس مفقود کی موت کا حکم دے پھر وہ عورت عدت وفات گذارنے کے بعد چاہے تو نکاح کر سکتی ہے فتح القدیر بحوالہ بہار شریعت۔

سوال ۵۷ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے جانور ذبح کیا اور بوقت ذبح سر علیحدہ کر دیا ایسے مذبوح جانور کو کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ جانور کو ذبح کرتے وقت اگر جانور کا سر کٹ کر دھڑ سے علیحدہ ہو جائے تو یہ فعل اگرچہ مکروہ ہے لیکن اس جانور کا کھانا شرعاً جائز ہے ہدایہ میں ہے ومن بلغ السكين النخاع او قطع الراس كره ذلك وتوكل ذبيحته بہار شریعت میں ہے اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ

جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرتے ہیں اگر سر جدا ہو جائے تو اس کا سر کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گذرا بلکہ فقہا کا ارشاد ہے کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت کہ سر بھی کھایا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۹ :- ایک شخص جو کہ کسی بزرگ کے مزار پر رہتا ہے اور بھنگ بھی پیتا ہے نیز اس کا معمول یہ ہے کہ وہ لوگوں سے چندہ اکٹھا کر کے بکرا بھی لاتا ہے وہ بکرے پر پانی چھڑکتا ہے اگر وہ بکرا پانی چھڑکتے وقت کانپ جائے تو وہ یہ کہتا ہے کہ میرے پیر نے اسکو قبول کر لیا ہے اور بکرا پانی چھڑکتے وقت نہ کانپے تو وہ یہ کہتا ہے کہ بزرگ صاحب نے منظور نہیں کیا وہ اس طرح سے بکرا ذبح کر کے لوگوں کو کھلاتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ نماز کا بھی تارک ہے لوگ اس طرح سے گمراہ ہوتے جا رہے ہیں آپ فرمائیے ایسے بکرے کا گوشت کھانے کے متعلق یا ایسے آدمی کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب :- قرآن پاک میں ہے کلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ نیز اس میں ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس حلال جانور پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے اسکو تم کھاؤ اور جس جانور پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اسکو نہ کھاؤ صورت مسئولہ میں جب کہ بکرے کو صرف اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے تو اس بکرے کا گوشت حلال وطیب ہے کھانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن بکرے پر پانی چھڑکنا اور اسکے کانپنے کو قبولیت کی علامت قرار دینا اور نہ کانپنے کو عدم قبولیت کی علامت قرار دینا بے کار و بیہودہ بے بری حرکتیں و بری رسمیں ہیں جو نہ کرنی چاہییں لیکن ان بری رسموں کی وجہ سے بکرے کی حلت و حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ وہ آدمی بھنگ پینے اور اسکا عادی ہونے کی وجہ سے اور بے نمازی ہونے کی وجہ سے بہت گنہگار ہے فاسق و فاجر ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے۔ اور عہد کرے کہ آئندہ کبھی بھنگ نہیں پیئے گا اور نہ کبھی پنجگانہ نماز ترک کرے گا اور فوت شدہ نمازوں کو قضا کرے گا جو اس کے ذمہ ضروری ہیں بزرگان دین کے مزاروں پر ایسے لوگوں کو رکھنا چاہیئے جو کہ بزرگان دین کے طریقہ پر چلیں ان کو نہیں چاہیئے جو کہ بزرگان دین کے طریقہ کے خلاف چلیں بھنگی چرسی بے نمازی ہوں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

سوال ۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک بکری کا بچہ دو ماہ کا ہے اس بکری کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ کوئی جانور جب تک دودھ دیتا ہے اس کی قربانی ناجائز ہے اور ناقابل قبول ہے عندالشرع جواب سے نوازیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اس سوال کا جواب دینے سے پہلے چند مسائل کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ جواب کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ فقیر نے قربانی کے لئے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے غنی اگر خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اس پر واجب نہ ہوتی بکری کا مالک تھا اور اس نے قربانی کی نیت کرلی یا خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ تھی بعد میں نیت کرلی تو اس نیت سے قربانی واجب نہ ہوگی ذبح سے پہلے قربانی کا دودھ دوہنا مکروہ و ممنوع ہے اگر دودھ دوہ لیا تو صدقہ کردے۔ جانور دودھ والا ہے تو اسکے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑکے تاکہ دودھ خشک ہوجائے اگر اس سے کام نہ چلے تو جانور کو دوہ کر دودھ صدقہ کردے قربانی کے لئے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے بچہ اسکے پیدا ہوا تو بچہ کو بھی ذبح کرڈالے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا تو اسکا ثمن صدقہ کردے اور اگر ذبح نہ کیا اور نہ بیچا اور ایام نحر گذر گئے تو اسکو زندہ صدقہ کردے۔ قربانی کی اور اسکے پیٹ میں بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کردے اور صرف میں لاسکتا ہے اور مرا ہوا بچہ ہو تو اسے پھینک دے کہ اب یہ بچہ مردار ہے ان مسائل سے واضح ہوگیا کہ کسی غریب نے قربانی کے لئے جانور خریدا بعد میں اسکے بچہ پیدا ہوگیا تو جانور دودھ دے رہا ہے تو اسی جانور کی قربانی اس غریب و مسکین پر ضروری ہے اگرچہ وہ جانور دودھ دے رہا ہو اور اگر اس جانور کو خریدنے والا مالدار ہے یا غریب نے جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ کی تھی بعد میں کرلی تو ان کے لئے بہتر یہ کہ اس دودھ دینے والے جانور کی قربانی نہ کریں لیکن اگر کریں گے تو شرعاً قربانی ہوجائے گی زید کا یہ کہنا کہ دودھ دینے والے جانور کی قربانی ناجائز ناقابل قبول ہے غلط ہے شریعت کے خلاف ہے اس کے پاس کوئی دلیل شرعی ہو تو پیش کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۶۰۔ **ایک سوال کا جواب:** قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لگا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دیدے بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دیا جاتا ہے اگر امام کو تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں امام مسجد لے سکتا ہے اگرچہ سید ہو مالدار ہو کیونکہ یہ صدقہ نافلہ ہے صدقہ واجبہ نہیں

اسی طرح ضروریات مسجد چٹائی ڈول مرمت وغیرہ امور میں صرف کر سکتا ہے مسجد کے مقتدی شہری ہوں یا دیہاتی ضرورت مسجد میں چرم قربانی استعمال کر سکتے ہیں امام مسجد چرم قربانی سے دینی کتب بھی لے سکتا ہے وہاں کے لوگ اگر مالدار ہوں تو ان کے لئے بہتر یہی ہے اور ان کے لئے سعادت اس میں ہے کہ رقم جمع کریں اور اسکو مسجد کی تعمیر میں صرف کریں اور قربانی کی کھال کو اہل حاجت فقراء مساکین بیوگان کو دیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو قربانی کی کھال کو صدقہ کرنے کے متعلق حکم فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنا مستحب وبہتر ہے واللہ تعالے ورسولہ الاعلی اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الرؤف الرحیم ونبیہ الکریم الحلیم وعلی آلہ واصحابہ وحزبہ اجمعین امابعد فقیر نے رسالہ الفیوضات الحامدیہ دیکھا مسلک صحیح وصواب پر مشتمل پایا رسالہ مبارکہ کے مولف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی سید ریاض الحسن صاحب حامدی رضوی خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدرآباد سندھ سلمہ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح و تبویب فرمائی ہے۔ مولیٰ عزوجل تبارک وتعالے عزیز موصوف سلمہ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے اور اہلسنت وجماعت کے لئے سرچشمہ فیض بنائے۔ دیوبندیوں وہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ قربانی کی کھال مسجد میں نہیں لگا سکتے دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال لگانا جائز ہے ان کا ماخذ دیوبندی امام کا یہ فتوےٰ ہے کہ ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کثرت سے غلط ہیں اسکو خلاف تحقیق فتوے دینے کی عادت تھی۔ اس مسئلہ کی تحقیق میں امام اہلسنت اعلحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز القوی نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا جو ابھی غیر مطبوعہ ہے فتاوے رضویہ کی مجلدات میں مرقوم ومحفوظ ہے اور علمائے کرام اہلسنت وجماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی جس سے دیوبندی مفتی مغلوب ہوئے اور غلط فتویٰ دیکر نادم ہوئے مگر دیوبندی کی ضد اور ہٹ اور مرغ کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے غلطی سے رجوع نہ کرنا اور حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ فطرت ہے مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے۔ سمجھائے جائیں گے یہ رسالہ مبارکہ الفیوضات الحامدیہ بھی اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی ووافی ہے مولیٰ عزوجل حق پر قائم رہنے حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالے ہو الموفق وہو تعالے اعلم۔ فقیر ابوالفضل

محمد سردار احمد غفرلہ قادری چشتی رضوی خادم اہلسنت وجماعت لائلپور۔

سوال ۶۱:۔کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ میں ایک کمیٹی بنتی ہے اور وہ اعلان کرتی ہے کہ ہم فلاں تاریخ کو فٹ بال کا میچ رکھیں گے جو ٹیم اس میچ میں شامل ہونی چاہے وہ دو روپیہ داخلہ دے بہت سی ٹیمیں داخلہ دیتی ہیں جو ٹیم مقابلہ میں اول۔ دوم۔ سوم آتی ہے اسکو انعام دیا جاتا ہے۔ کیا یہ انعام حاصل کرنا جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔سب ٹیموں سے پیسے جمع کرکے ان کو کھلایا جائے اور ان جمع کردہ پیسوں میں سے کامیاب شدہ ٹیم کو انعام دیا جائے تو یہ جواہے حرام ہے لیکن اگر کوئی آدمی اپنے پاس سے یا ایک ہی ٹیم اپنی طرف سے کامیاب شدہ ٹیم کو انعام دے تو یہ شرعًا جائز ہے۔ جب کہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالٰی ورسولہ الاعلٰی اعلم۔

سوال ۶۲:۔زید کا عقیدہ ہے کہ مراتب صحابہ علی ترتیب الخلافۃ ہیں لیکن چند ایسی خصوصیات اور فضیلتیں ہیں جن کی بنا پر حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ دیگر صحابہ کبار سے ممتاز و اعلٰی ہیں جیسے ایک صحابی میں جزوی فضیلت ہوتی ہے وہ اس جزوی فضیلت کے لحاظ سے نرالی اور ممتاز شان کا مالک ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس جزوی فضیلت میں وہ صحابی شیخین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بھی افضل ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ دوسرے صحابہ کبار مثال کے طور پر حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ من شھد لہ الخزیمۃ فھو حسبہ اسی طرح سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم میں بھی چند ایسی خصوصیات جزئیہ ہیں کہ ان جزئیات میں وہ تمام صحابہ کبار سے ممتاز و افضل ہیں وہ جزئیات کسی دوسرے صحابی میں نہیں پائی جاتیں کہ آنحضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء علیہا السلام کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اور تو اور علی اور حسن اور حسین ایک مکان اور ایک مقام ہونگے جس کو مظاہر حق والے نے جلد چہارم صفحہ ۴۴۱ باب مناقب اہل بیت مطبع مجیدی کانپور میں نقل کیا ہے جس کی تائید امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اور حضور علیہ السلام کا عم زاد بھائی ہونا حسنین علیہما السلام کا باپ ہونا آپ کا خلیفہ ہونا وغیرہ ذٰلک اور زید ان خصوصیات کی وجہ سے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما پر فضیلت جزوی ثابت کرتا ہے اب مطلب امر یہ کہ ایسی عقیدت کی وجہ سے زید دائرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہو سکتا ہے یا نہ اور برتقدیر اثبات ایسے شخص کو کافر و بے دین کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: کسی صحابی کو دوسرے سائر الصحابۃ رضی اللہ عنہم پر جزوی فضیلت دینے سے زید سنیت کے دائرہ سے خارج نہیں ہوتا ہے ہاں اگر زید حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کلی طور پر شیخین رضی اللہ تعالے عنہما پر فضیلت دیتا تو تب وہ تفضیلیہ شیعہ ہوتا ایسے کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ فقط۔

محمد عبد الغفور ہزاروی عفی عنہ خطیب وزیر آباد

الجواب: بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم میں بعض فضیلتیں ہیں جن کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں جیسا کہ سوال میں پیش کردہ مثال کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالے عنہ کہ تنہا ان کی گواہی دو مردوں کے برابر تھی ایسے ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کہ آپ کے نکاح میں نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی دو شہزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں اور یہ شرف کسی نبی کے کسی امتی کو حاصل نہ ہوا اس کی وجہ سے آپ کا لقب ذوالنورین مشہور ہوا حضرت زید صحابی رضی اللہ تعالے عنہ کا نام پاک صراحتہً قرآن مجید میں مذکور ہوا کہ کسی اور صحابی کا نام قرآن مجید میں صراحتہً نہیں لیا گیا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ کو ملائکہ کرام علیہم السلام نے غسل دیا آپ غسیل ملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے ممتاز ہوئے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالے عنہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی ہیں پر عطا ہوئے کہ آپ فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں آپ جعفر طیار کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے علیٰ ہذا القیاس صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم میں جزوی فضیلتیں ہیں جو کسی دوسرے اور صحابی میں نہیں ایسے ہی مولائے کائنات مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالے عنہ میں بعض فضیلتیں ہیں جو کسی اور صحابی میں نہیں مگر فضیلت کلی مطلقہ تمام صحابہ پر بلکہ تمام نبیوں کے امتیوں پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہما کو ہے یہ اہلسنت کا عقیدہ ہے زید کا یہ عقیدہ اہلسنت وجماعت کے مطابق ہے صرف اس عقیدہ کی وجہ سے اسکو کافر کہنا سخت جرأت اور جہالت ہے جو اس عقیدہ کی وجہ سے اسکو کافر کہے وہ مذہب اہلسنت کے عقیدہ سے ناواقف ہے صریح حدیث کے موافق اور فقہا کرام رحمہم اللہ تعالے کی تصریحات کے مطابق کسی مسلمان کو بغیر وجہ شرعی کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اللہ تعالے مذہب حق مذہب اہلسنت وجماعت پر قائم رہنے کی توفیق دے اور اسی مذہب حق اہلسنت وجماعت پر خاتمہ کرے۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۲۳: حضور کو حاضر ناظر جاننا اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے آپ تمام جگہ موجود ہیں یا مدینہ میں

موجود ہیں حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کو میں ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھتا ہوں آپ اسکا جواب دیں تاکید ہے

بینوا توجروا۔

الجواب :۔ نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی روح مقدسہ کو آپ کے نورانی جسم مقدس د مطہر میں داخل کیا گیا آپ اب بھی حقیقی دنیاوی جسمانی زندگانی کے ساتھ زندہ ہیں حجرہ انور میں جلوہ فرما ہیں سب حجابات اٹھا لیے گئے ہیں دنیا کا ذرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے جس جگہ کرم فرمائیں اللہ تعالے کے فضل وکرم سے تشریف لے جائیں۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۶۴ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک عالم کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے مزار مقدس میں ہیں وہاں سب کچھ دیکھتے ہیں مگر ہمارے روبرو حاضر نہیں ہیں جو لوگ حاضر سمجھتے ہیں اور ناظر جانتے ہیں غلطی پر ہیں مطابق اہلسنت اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب :۔ حضور نبی مکرم شفیع معظم رسول محتشم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں دنیا کی کوئی چیز ان کی نظر انور سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ ہی دنیا کی کوئی شے ان سے غائب ہے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والیٰ ماھو کائن فیھا الیٰ یوم القیمۃ کانما انظر الیٰ کفی ھٰذہ؟ اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ آپ ساری دنیا کے ناظر ہیں دوسری بات یہ کہ اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سب دوریاں اٹھا دی ہیں اور ساری دنیا آپ کے قریب کر دی ہے آپکے قریب جیسے فرش ایسے عرش جیسے عرب ایسے عجم جیسے مدینہ ایسے مکہ ودنیا کے دیگر شہر ہم سے بعض چیزیں نزدیک بعض دور ہیں مگر ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی چیز دور نہیں ان کی شان اعجازی شان ہے ان کا ناظر ہونا بھی ان کا بڑا معجزہ ہے اور ان کا حاضر ہونا بھی عظیم الشان اعجاز ہے حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں باچندیں اختلاف کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حی بحیات حقیقی بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل وبر اعمال امت حاضر وناظر۔ جس کو اس مسئلہ کی تفصیل درکار ہو وہ جواہر البحار شریف مصنفہ علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کا مطالعہ کریں اور امام اہلسنت اعلحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت محقق بریلوی قدس سرہ العزیز کے رسائل جلیلہ وفتاوے مبارکہ ودیگر علمائے کرام اہلسنت وجماعت کے رسائل کا مطالعہ کریں سائل یہ سمجھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں اور ہر جگہ کیسے ہوں گے

تو سائل سمجھا کہ جیسے ہم ایک جگہ ہیں دوسری جگہ سے غائب ہیں ایسے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ حاضر دوسری جگہ سے غائب ہیں یہ غلطی ہے کیونکہ نبی پاک کی شان اقدس ارفع و اعلیٰ بلند و بالا عقل سے وراء ہے۔ کہاں ہماری عقلیں اور کہاں وہ عرش و فرش کے تاجدار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک کو شان اعجازی عطا فرمائی ہے کہ آپ سے سب بُعد و حجابات اٹھا دیئے گئے ہیں اور معجزہ کہتے ہی اسے ہیں کہ عقل اسکے ادراک سے عاجز ہو۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۵:۔ زید کہتا ہے کہ حضور نور ہیں مگر اللہ کے نور سے نہیں ہیں۔ اس کی وضاحت فرماویں۔

الجواب:۔ بلاشبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے نور سے ہیں بلا کیف و تقسیم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خود حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق نور نبیک من نورہ یعنی اے جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیشک اللہ تعالےٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا دیکھئے حضور نبی کریم تو خود فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور سوال میں کھلم کھلا مخالفت کی گئی ہے سوال میں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا نہیں فرمایا بلکہ غیر کے نور سے پیدا فرمایا تو سائل ذرا یہ تو بتائے کہ وہ غیر کون ہے کہ وہ غیر کون ہے کہ جس کے نور سے اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کے نور کو پیدا فرمایا سوال کرنے والا بیچارہ اس حدیث کو سمجھا ہی نہیں ہے اور خود ایسی بات کر دی ہے جو بے سند ہے۔ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اللہ تعالےٰ کی ذات کی مظہر اتم ہے اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ذاتی بایں وجہ ہے کہ بغیر وسیلہ کے منسوب ہوئے واجب ہے اور چیزوں کی نسبت اللہ تعالےٰ کی ذات کی طرف ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر وسیلہ کے ذات واجب کی طرف منسوب ہیں یا یہ معنی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نور مجسم ہیں مخلوق میں اصل نور آپ ہی ہیں اور باقی انوار آپ کی فروع ہیں آپ بلاشبہ نور الانوار ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ خلاصہ اس امر کا یہ ہے اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کے نور کو بلا تقسیم و کیف اپنے نور سے پیدا فرمایا اور باقی مخلوق کو اپنے نبی کے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ کتب روایات میں اس کی تصریح ہے یہاں تک کہ بعض دیوبندی مولویوں نے بھی بعض رسائل میں اس کی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا یہ مضمون ایک لحاظ سے

ے۱: دیکھو نشر الطیب و عطر الوردہ۔

متشابہات سے ہے۔ اسکے یقیناً یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے کوئی چیز علیحدہ ہوئی کیونکہ ذات مقدسہ باری تعالےٰ کم وکیف مقدار وتقسیم سے جسم سے جسمانیات سے ترتیب سے انحلال سے عوارض حدوث وامکان سے منزہ وپاک ہے اللہ تعالےٰ بصیرت دے اورحق کہنے اورحق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۶۶: رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں مگر بے مثل ہیں اگر آپ کو بشر کہا جائے تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ آپ کا جسد بشر پر دلالت کرتا ہے اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔

الجواب: حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ رسول ہیں نورخدا ہیں۔ بنی نوع انسان سے انسان اکمل ہیں بے مثل انسان ہیں بے مثل بشر ہیں بے مثل نبی ہیں بے مثل رسول ہیں بے مثل حبیب خدا عزوجل ہیں اللہ تعالےٰ کے پیارے خاص بندے ہیں اور مخلوق خدا کے مختار وآقا باذن اللہ ہیں۔ آپ بلاشبہ بشر ہیں مگر نور ہیں بے مثل ہیں۔ محاورے میں آپ کو یہ کہنا کہ آپ صرف بشر ہیں یہ بے ادبوں گستاخوں کا طریقہ ہے شے کا تحقق اور چیز ہے شئ کا بیان کرنا اور تعبیر کرنا اور چیز ہے۔ ادب کا دارومدار عرف میں ہے لہذا عرفاً جو بات بے ادبی کی ہو وہ بے ادبی میں شمار ہوگی۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ سائل حیوان ہے دوٹانگوں پر چلتا ہے۔ یا سائل کا بیٹا اپنے باپ کو یوں کہے میری ماں کے خاوند میری ماں کے زوج ادھر آ۔ یا والدہ کو یوں کہے میرے باپ کی بیوی کھانا دو یا اپنے باپ کو قریبی رشتہ دار بتائے یہ بات تحقق کے اعتبار سے صحیح ہے مگر محاورے کے اعتبار سے بے ادبی وگستاخی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیفۃ اللہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے دربار کی حاضری نصیب فرمائے اسکی توفیق عطا فرمائے اور اسکے آداب عطا فرمائے ان سے گفتگو عرض معروض کے طریقے سکھائے آمین۔ ان کی پیاری آواز پر آواز کے بلند ہوجانے کو اعمال کے ضائع ہوجانے کا سبب ٹھہرایا۔ رب العزت کو یہ پسند نہیں کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری آواز پر کسی کی آواز بلند ہو اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ان کی بیعت کو اپنی بیعت فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ آپ کی اتباع کو اپنی محبت کا واسطہ ٹھہرایا فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ آپ کے ذکر کو اپنا ذکر فرمایا حدیث قدسی میں ہے من ذکرک فقد ذکرنی اوکما قال

آپ کے ذکر کو اپنی یاد کے ساتھ ملایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اذان میں قرآن میں خطبۂ نماز و اقامت میں تشہد میں اپنے حبیب کی یاد کو بلندی عطا فرمائی سبحان اللہ کیسی شان ہے حبیب خدا کی وہ رحمۃ اللعالمین ہیں اللہ تعالےٰ کے نائب اعظم ہیں اور خدا کی خدائی کے آقا و بادشاہ ہیں انبیاء و مرسلین کے سرتاج و امام ہیں ملائکہ مقربین کے بادشاہ و سرتاج ہیں دائرہ امکان میں جتنی عزتیں شرافتیں بزرگیاں فضائل مناقب محامد درجات علو مراتب ہیں سب کے آپ جامع ہیں آپ کے کمال کی کوئی حد نہیں انسان کے احاطہ بیان سے باہر ہے الوہیت اور الوہیت کی صفات کے علاوہ اور یہود و نصاریٰ کے جھوٹے ادعا کے علاوہ جو خوبی چاہو جس فضل و کمال کو چاہو اسے رسول اکرم علیہ السلام کی طرف منسوب کرو۔ ؎

منزہٌ عن شریك فی محاسنه　　فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

دع ما ادعته النصاریٰ فی نبیهم　　واحکم بما شئت مدحاً فیه واحتکم

فان فضل رسول اللّٰه لیس له　　فیعرب عنه ناطق بفم

جس ذات کریم کے ایسے فضائل و محامد و مناقب ہوں ان کو محاورہ میں صرف بشر کہنا بے ادبی ہے خصوصاً اس زمانہ میں وہابی دیوبندی۔ غیر مقلد۔ مرزائی۔ قادیانی۔ شیعہ رافضی چکڑالوی مودودی وغیرہ بے دین فرقے شان الوہیت و نبوت و ولایت میں تحریراً تقریراً گستاخیاں کرتے ہیں لہٰذا اہل حق اہل سنت و جماعت پر لازم ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مدنی تاجدار سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ادب اور عزت کا حکم استعمال کریں اللہ تعالےٰ ہدایت دے اور چشم بصیرت عطا کرے اور تمام باطلہ مذاہب سے بچائے اور ان کو ہدایت دے آمین۔ واللہ تعالےٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۶۷: حضور علیہ السلام کو اہلسنت نور مجسم مانتے ہیں۔ یہ بھی حدیث آئی ہے کہ حضور کا پیٹ چاک کر کے نور بھرا گیا نور کے ساتھ ان چیزوں کا کیا تعلق تھا جو دھوئی گئیں لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور پہلے بشر تھے اب نور حکمت بھرا گیا اگر تمام علوم حضور کے سینے میں پیٹ چاک کر کے رکھے گئے تو پیٹ چاک کرنے کا کیا مطلب تو آدم علیہ السلام کو تو علوم منکشف کر دیئے گئے تو حضور علیہ السلام کا پیٹ چاک کر کے نور حکمت بھرا گیا تو معلوم ہوا کہ حضور بشر تھے اب بھی بشر ہیں غیب بھی نہیں جانتے تھے۔ نور حکمت اب بھرا گیا۔

الجواب:- یا صاحب الجمال ویا سید البشر۔ من وجهك المنیر لقد نور القمر

محمد بشر لا کالبشر بل ھو یاقوت بین الحجر

حضور علیہ السلام بشر ہیں لیکن بے مثل بشر ہیں آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے مثل ہونے پر ہزاروں حدیثیں شاہد ہیں بلکہ قرآن پاک میں آپ کی بیویوں کو بے مثل فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے یانساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور بھی ہیں قرآن پاک میں ہے قد جاء کم من اللہ نور جلالین میں ہے ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم یریدون لیطفئوا نور اللہ میں ایک تفسیر کی بنا پر نور اللہ سے مراد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حدیث پاک میں ہے یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ یہ حدیث پیشوائے دیابنہ مولوی اشرفعلی تھانوی علیہ ما علیہ نے بھی نشر الطیب اور اسکے حاشیے پر نقل کی ہے حضور علیہ السلام کے نور ہونے کی تحقیق دیکھنا منظور ہو تو اس صدی کے مجدد اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کا رسالہ مبارکہ صلوٰۃ الصفا فی نور المصطفیٰ ملاحظہ ہو۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں بے مثل بشر ہیں شق صدر کے واقعات میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کی نفی نہیں بلکہ وہاں پر نور بھرنے سے مراد نورانیت کی زیادتی ہے زیادت شئ اصل شئ کی نفی نہیں کرتی۔ حدیث پاک میں ہے ایک دفعہ حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے آپ پر سونے کی ٹڈیاں گر رہی تھیں آپ نے ان کو کپڑے میں جمع کرنا شروع کر دیا ارشاد باری تعالیٰ ہوا کیا میں نے تم کو بے پرواہ نہیں کیا ان سے جو آپ دیکھ رہے ہیں حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں تیری عزت کی قسم (یعنی بیشک تو نے مجھ کو ان سے بے پرواہ کیا ہے لیکن مجھ کو تیری برکت سے بے پرواہی نہیں، حاشیہ مشکوٰۃ بحوالہ مرقاۃ اس حدیث کے تحت ہے ای لا استغناء عن کثرۃ نعمتک وزیادۃ برکتک یعنی تیری نعمت کی کثرت اور برکت کی زیادت سے استغنا نہیں ہے اگر آدمی کا وضو ہو تو وضو پر وضو کرے تو اس سے پہلے وضو کی نفی نہیں ہوگی ہم حضور علیہ السلام کے بشر ہونے کی نفی نہیں کرتے بلکہ بشر مانتے ہیں لیکن اپنے جیسا نہیں بلکہ بے مثل بشر مانتے ہیں اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ نورانیت بھرنے سے پہلے علم غیب نہیں جانتے تھے تو نورانیت بھرنے کے بعد علم غیب کی نفی کیسے ہوگی مخالفین بتائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال سے پہلے غیب کی کس بات کو نہیں جانا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۶۸:۔ اہلسنت کہاں سے شروع ہوئے اور تحریک وہابیہ کہاں سے۔ بینوا توجروا۔

الجواب :- اہلسنت وجماعت صحابہ کرام واہل بیت اطہار رضی اللہ تعالٰے عنہم سے چلے آرہے ہیں اہلسنت کے پہلے پیشوا اہل بیت اطہار وصحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں اور وہابیوں کا زیادہ زور تو ابن عبدالوہاب نجدی سے بارہویں صدی ہجری میں ہوا ہے اس لئے وہابیوں کا پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی ہے۔

سوال از ۶۹ تا ۷۸ :- غوث صمدانی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے تہتر [۷۲] فرقے لکھے ہیں ان میں سے بہتر کو تو گمراہ لکھا ہے اور صرف ایک کو صراط مستقیم پر لکھا ہے اور وہ اہلسنت وجماعت ہے بہتر گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ مرجیہ لکھتے ہیں۔ اور اس کے تیرہ [۱۳] اقسام یا شاخیں کئے ہیں ان میں سے نانویں [۹۹] قسم حنفیہ کو لکھا ہے اور فرماتے ہیں یہ فرقہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا پیرو ہے۔ آگے چل کر جہاں بہتر [۷۲] گروہ کو ختم کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ تمام فرقے گمراہ ہیں خدا ہمیں ان سے بچائے اور اہلسنت وجماعت میں رکھے لیکن اب یہاں تذبذب ہے آیا [۶۹] امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ گمراہ تھے آیا [۷۰] امام اعظم ان کو جماعت نے کہا یا اپنے آپ یہ لقب اختیار کیا آیا [۷۱] امام اعظم اہلسنت وجماعت نہیں تھے آیا [۷۲] امام اعظم ناقص فقہ کے حامل تھے آیا [۷۳] اس زمانہ میں کوئی اور بھی نعمان بن ثابت تھے اور اگر تھے تو سب کو ابو حنیفہ کہا جاتا تھا اور وہ سب کے سب امام تھے۔ آیا [۷۴] جو بھی امام اعظم کے رستے پر چلے گمراہ ہے۔ آیا [۷۵] غوث صمدانی نے اجتہاد میں غلطی کھائی ہے۔ آیا [۷۶] غوث پاک کا ہر فعل ہمارے لئے حجت ہے۔ مشائخ [۷۷] طریقت زیادہ کس امام کے پیرو تھے خصوصًا خواجہ اجمیری۔ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی اور دیگر اولی العزم، صفیاء و اولیاء رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین۔ چونکہ شیخ شہاب الدین سہروردی شافعی ہیں اس لئے ان کا نام نہیں لکھا۔ امام [۷۸] اعظم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے کوئی پیشینگوئی کی ہے کسی حدیث سے ثابت ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب :- غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ غنیۃ الطالبین میں ایک جگہ گمراہ فرقوں کا ذکر کیا اور فرمایا الحنفیۃ آگے چل کر جب آپ نے ان فرقوں کی تفصیل کی تو فرمایا اما الحنفیۃ فھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت غنیۃ الطالبین از نولکشوری لاہور ص ۱۴۳ یعنی فرقہ حنفیہ بعض اصحاب ابی حنیفہ ہیں اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ گمراہ تھے اور نہ ہی وہ جو صحیح طور پر ان کی اتباع وپیروی کریں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو عمل کے اعتبار سے حنفی ظاہر کرتے تھے اور ان کے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ

کے خلاف تھے جیسا کہ معتزلہ گمراہوں کا ایک فرقہ ہے جو عمل فقہ حنفی پر کرتا ہے اور ان کے عقائد گمراہی کے ہیں مثلاً شفاعت کے وہ منکر ہیں ثواب قبر و عذاب قبر کے وہ قائل نہیں اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی رویت و دیدار کے وہ منکر ہیں تو یہ لوگ اسوجہ سے حنفی ہیں کہ عمل میں فقہ حنفی کے تابع ہیں اگرچہ ان کے عقائد امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عقاید کے مخالف ہیں اور اس زمانہ میں دیوبندی فقہ حنفی پر چلتے ہیں مگر ان کے عقیدے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان رفیع میں گستاخیاں و بے ادبیاں کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے لئے ظلم و کذب اور سفہ ممکن مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ اسی طرح مرجیہ بھی گمراہوں کا ایک فرقہ ہے جس کی چند شاخیں ہیں ان میں سے ایک گروہ فقہ حنفی کے تابع ہے۔ مثلاً آجکل کے غیر مقلد وہابی اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں جو بظاہر حدیث پر عمل کے مدعی ہیں مگر عقیدے ان کے گمراہی و بے دینی کے ہیں بلاتشبیہ یوں سمجھ لیجئے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں منافقین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے تھے اور مسلمان کہلاتے تھے اور اس پر قسمیں بھی کھاتے تھے مگر وہ نام کے مسلمان منافق بڑے غدار تھے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو سچے طور پر نہیں مانتے بلاتشبیہ جو فرقہ عمل میں حضور امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فقہ کو مانتا ہے اور عقائد اہلسنت کو نہیں مانتا ایسا فرقہ نام کا حنفی تو ضرور ہے مگر غدار و مکار ہے اگر وہ سچے طریقے سے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مانتا امام اعظم کے عقائد حقہ عقائد اہلسنت کو مانتا جس طرح معتزلہ نام کے حنفی ہیں اور غدار ہیں اور دیوبندی نام کے حنفی اور غدار ہیں اور غیر مقلد نام کے اہل حدیث اور غدار ہیں اسی طرح مرجیہ کا ایک فرقہ نام کا حنفی ہے مگر غدار بدنام کنندہ مکار ہے ان غداروں کی غداری کی وجہ سے نہ تو امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان جلالت و اجتہاد میں کوئی فرق آتا ہے اور نہ ہی وہ حنفی اہلسنت جو حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد کے متبع ہیں اور فقہ حنفی پر عامل ہیں ان پر کوئی اعتراض آتا ہے جیسا کہ نجد سے نکلنے والے وہابی کہ اپنی نسبت امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو حنبلی کہلاتے ہیں مگر حقیقت میں غدار وہابی گمراہ بد دین ہیں مگر ان کی گمراہی بد دینی کی وجہ سے حضور امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دامن علم و اجتہاد میں کوئی دھبہ نہیں آتا جس طرح ان نام کے حنبلیوں نجدیوں وہابیوں کی گمراہی کی وجہ سے حضور امام احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان میں اعتراض نہیں آتا اسی طرح مرجیہ کے گروہ نام کے حنفیوں غداروں کی وجہ سے حضور امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر

اعتراض لازم نہیں آتا۔ اعتراض اسوقت آتا کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی شان مجتہدوں کی شان میں امتیازی شان ہے۔ حضور امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ سب لوگ فقہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد ہیں عالم علمائے مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فضیلت بیان فرمائی حضور سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فضیلت بیان فرمائی اور آپ کو فقہائے کرام مجتہدین عظام علیہم الرضوان کی جماعت میں شمار کیا اور آپ کو امام اعظم کا لقب دیا۔ مقام غور ہے کہ غنیۃ الطالبین میں تو اور اماموں مجتہدوں کو تو امام فرمایا اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو امام اعظم فرمایا۔ سبحان اللہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کیسے القاب وآداب سے یاد فرمایا غنیۃ الطالبین کے باب امر بالمعروف نہی عن المنکر میں فرمایا ماذا کان الشی مما اختلف الفقہاء فیہ وساغ فیہ اجتہاد کشرب الماء النبید مقلد ابی حنیفۃ وتزوج امرأۃ بلا ولی علی ما عرف من مذھبہ لم یکن مما ھو علی مذھب امام الاحمد والشافعی الانکار علیہ صلا۹۶ دیکھئے اور نظر انصاف سے دیکھئے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ حنفی اور شافعی مذہب والوں کو ہدایت فرما رہے ہیں کہ جس اجتہادی مسئلہ میں امام اعظم کا مقلد امام اعظم کی فقہ پر عمل کرتا ہے دوسرے اماموں کے مقلدوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ حنفی پر اعتراض کرے غنیۃ الطالبین کی اس عبارت سے وہابیہ زمانہ کا رد بلیغ ہو رہا ہے غنیۃ الطالبین کا اعلان ہے کہ اے مذہب حنفی پر نکتہ چینی کرنے والو اور انکار کرنے والو اپنا انکار واعتراض چھوڑ دو اور اختلافی مسائل میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تحقیق پر اور ان کے قول مختار پر ان کے مقلدوں کو عمل کرنے دو غیر مقلدین وہابیہ سیدھے سادھے بھولے بھالے حنفیوں کو بہکاتے اور ورغلاتے ہیں اور غنیۃ الطالبین کی عبارتوں کے غلط مطلب بتا کر اہلسنت کو پریشان کرتے ہیں۔ اے سنیو حنفیو تم ہوشیار رہو جاؤ اور وہابیوں کے مکر وفریب کے جال میں نہ پھنسو وہابی تم کو راہ حق سے پھیرنے کی کوشش میں رات دن لگے ہوئے ہیں تم ان کی نہ سنو یہ ابھی تھوڑے ہی زمانہ میں نیا گمراہ فرقہ پیدا ہوا ہے تم ان گمراہوں سے بچو اور اپنے اہلسنت کے طریقہ پر قائم رہو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں اولیاء کاملین حضور امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دامن سے وابستہ ہیں اور عوام تو

بیشمار ہیں جو امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے سایہ میں ہیں۔

جواب:- ۶۹ تا ۷۲ :- سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ اماموں کے امام مجتہدوں کے استاد اور اولیاء کے پیشوا اہلسنت کے چشم وچراغ ہیں۔ امت نے آپ کو امام اعظم کا لقب دیا غنیۃ الطالبین میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے بھی آپ کو امام اعظم فرمایا۔ ایام تشریق میں تکبیروں کی تعداد کے بارے میں جو فصل ہے اس میں فرماتے ہیں وھو مذھب الامام الاعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ اہلسنت وجماعت تھے بلکہ اہلسنت وجماعت میں بہت بڑی شخصیت رکھتے ہیں۔ اہلسنت کے رکن اعظم ہیں آپ کامل فقہ کے حامل تھے۔ مجتہد مطلق تھے۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۷۳ و ۷۴ :- حضور سیدنا امام اعظم کے رستہ پر چلنے والا حق پر چلنے والا ہے اس لئے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ اہل حق سے ہیں اور اہل حق کے رستہ پر چلنے والا گمراہ نہیں ہوتا حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یا بعد کسی کا نام نعمان بن ثابت ہو بھی تو ہمیں اس وقت اس سے بحث نہیں سو اللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۵ :- حضور سیدنا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ نے غنیۃ الطالبین میں ٹھیک فرمایا ہے مگر سمجھنے والے نے غلطی کھائی ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے امام اعظم ودیگر مجتہدین کرام وفقہا عظام کے فضائل اور انکے مسائل کی پابندی کا ذکر غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے مگر ایک عرصہ سے وہابی غیر مقلدین اپنی جہالت کی وجہ سے حضور امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں جن جاہلوں کو اردو عبارت سمجھنے کی تمیز نہیں وہ امام المجتہدین کی شان میں نکتہ چینی کرتے ہیں۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۷۶ :- حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ ولیوں کے ولی قطبوں کے قطب غوثوں کے غوث پیروں کے پیر دستگیر علمائے شریعت ومشائخ طریقت کے پیشوا ہیں اور حضور امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالے عنہ کے طریقہ پر چلنے والے (حنبلی، مسلک پر تھے ہمارے نزدیک غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ حق پر تھے اور شریعت کے مطابق پابندی فرماتے تھے آپ کا لقب محی الدین تھا یعنی دین کے زندہ فرمانے والے، لہذا آپ کے اقوال وافعال آپ کے مرتبہ کے مطابق بلاتشبیہ حجت ہیں اگر کسی وہابی میں دم ہے ذرا وہ بتلائے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کا فلاں فعل یا قول خلاف شرع تھا

توپھر ہم انشاء اللہ العزیز بفضلہ تعالٰی ضرور ثابت کریں گے کہ آپ کا یہ قول وفعل شریعت وطریقت کے مطابق وموافق ہے چاروں اماموں کی فقہ شریعت کے مطابق ہے لہذا جو شخص چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرتا ہے اور اہلسنت کے عقیدوں پر قائم ہے تو وہ بلاشبہ حق پر ہے اسی لئے غوث پاک بھی اتنے بڑے مرتبہ کے عالم وعارف قطبوں کے قطب طریقت وشریعت کے جامع ہو کر بھی حضور امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فقہ کے مطابق عمل فرماتے یہ ہے غوث اعظم کا اماموں کی شان میں ادب اور آجکل ایرے غیرے نتھو خیرے غیر مقلد نرے جاہل اماموں کی شان میں بے ادبیاں اور تقلید کے متعلق نکتہ چینیاں کرتے ہیں۔ واللہ تعالٰی ورسولہ الاعلٰی اعلم۔

۱۷۷: حضور خواجہ صاحب اجمیری خواجہ بہاؤ الدین صاحب نقشبندی محبوب الٰہی۔ نظام الدین اولیاء۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔ فرید الدین گنج شکر۔ مخدوم علی کلیری صابر صاحب قدست اسرارہم ہی نہیں بلکہ ہزاروں مشائخ طریقت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پیروکار ہیں۔ واللہ تعالٰی ورسولہ الاعلٰی اعلم۔

۱۷۸: خاتمۃ الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں فرمایا میں کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق یقیناً اس حدیث میں بشارت دی جو چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی ہے جس کی تخریج محدث ابو نعیم نے حلیہ میں کی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر علم ثریا تک پہنچ جائے تو فارس والوں میں سے چند مرد اسے ضرور حاصل کرلیں گے اس کی مثل کتاب الشافیہ میں قیس ابن سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کی اصل بخاری ومسلم میں ہے جس کے لفظ یہ ہیں لو کان العلم عند الثریا لتناولہ رجال من فارس یعنی ایمان اگر ثریا تک پہنچ جائیگا تو اسے فارس کے چند مرد حاصل کرلیں گے اسکی مثال طبرانی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے اور علامہ ابن حجر مکی کتاب خیرات الحسان مطبوعہ مصر میں ایک روایت حضور امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مناقب میں یوں نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ۱۵۰ھ میں زینت اٹھائی جائے گی اس زینت سے مراد فقہ کی زینت ہے اور ٹھیک ایک سو پچاس

ہجری میں حضور امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ہوا حضرت علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ شافعی ہیں اور علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ بھی شافعی ہیں حنفیہ تو حنفیہ محدثین و محققین شافعیہ بھی حضور امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فضائل و مناقب اپنی اپنی تقریروں میں تحریروں میں رسالوں میں بیان کرتے ہیں وللہ الحمد یہ اللہ تعالےٰ کی دین ہے جسکو وہ دے این سعادت بزور بازو نیست۔ آجکل کے وہابیہ صرف اپنی جہالت اور بے انصافی کی وجہ سے آپ کی شان میں نکتہ چینی کرتے ہیں خدا عزوجل ان کو ہدایت دے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم وبالحق والصواب ؛۔

سوال ۵۹:۔ دیوبندی اہلسنت یا نہیں۔

الجواب:۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اب اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے اور اسکو نبی فرض کرلیں تو اس سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا ملاحظہ ہو بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس بلکہ غیر مقلدوں دیوبندیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک تو ایک آن میں کروڑوں نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بن سکتے ہیں۔ چنانچہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے اس شہنشاہ (اللہ تعالےٰ) کی یہ شان ہے کہ اگر ایک آن میں ایک کلمہ کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے جھوٹ محال ہے ممکن نہیں مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو دیوبندیوں کے پیشوا رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۲۔ اور دیوبندیوں کی مایہ ناز کتاب سیف یمانی صفحہ ۸۲ و ۸۳۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے خدا کے لئے سفر (بے وقوفی) محال ہے۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے خدا سفر یعنی بے وقوفی کر سکتا ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ سرکار دو عالم نور مجسم کو ساری مخلوق سے زیادہ علم ہے قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور شیطان کو ساری زمین کا علم ہے۔ شیطان کے لئے علم کا زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا وسیع ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے معاذ اللہ۔ ملاحظہ ہو دیوبندیوں کی مستند کتاب براہین قاطعہ۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے بیشمار درجات افضل ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم سے بیشمار فضیلتوں

کے ساتھ امتیاز ہے اور دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں اور ہم میں صرف اتنا امتیاز ہے کہ وہ احکام خداوندی سے واقف اور ہم غافل۔ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا اور امام اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویتہ الایمان میں لکھا ہے انبیاء اولیاء کو جو اللہ نے سب سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی صرف یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ اس کتاب میں دوسری جگہ لکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا اور سب لوگوں سے امتیاز مجھکو یہی ہے کہ میں اللہ کے احکام سے واقف ہوں اور لوگ غافل۔ دیکھئے دیوبندیوں کے پیشوا اپنے اور نبی کے درمیان صرف یہ فرق بیان کر رہا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام احکام سے واقف ہیں اور دیوبندیوں کا پیشوا غافل۔ دیوبندی اور دیوبندیوں کا پیشوا جب احکام سے واقف ہو جائیں اور مولوی عالم بن جائیں تو دیوبندی عقیدے میں دیوبندی عالم اور نبی میں فرق نہیں رہتا معاذ اللہ۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضہ مبارک کی حاضری کے لئے دور دراز سے قصد کر کے جانا شرعاً جائز ہے اور باعث فیوض و برکات ہے۔ دیوبندی عقیدے میں دور دراز سے روضہ مبارکہ کی حاضری کا قصد کر کے جانا شرک ہے۔ دیوبندیوں غیر مقلدوں کے امام اسمٰعیل نے اپنی کتاب تقویتہ الایمان میں لکھا ہے۔ یا ایسے مکانوں میں دہیر و پیغمبر کی قبر کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کی دور دور سے قصد کر کے جاوے تو ہر طرح شرک ثابت ہے۔ تقویتہ الایمان میں اسکو شرک لکھا ہے اور دیوبندیوں کی دوسری کتابوں میں زیارت کو جائز و موکد لکھا ہے تو یہ سینوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھا ہے یہ ان کی دورنگی چال ہے شرک بھی کہتے جاتے ہیں اور اس کام کو جائز بھی کہتے ہیں اہلسنت کا عقیدہ ہے اور اہل سنت کے نزدیک ماہ محرم میں یا اسکے علاوہ اور مہینوں میں حضرات حسنین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی شہادت کا جائز و صحیح بیان کرنا بلاشبہ جائز ہے دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ ماہ محرم میں اہل بیت اطہار کی شہادت صحیح روایات سے بھی بیان کرنا حرام ہے اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ محرم میں سبیلیں لگانا شربت پلانا جائز ہے۔
دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ محرم میں مسلمانوں کو سبیلیں لگانا سبیلوں سے پانی شربت دودھ پینا۔ پلانا حرام ہے مگر دیوبندیوں کے نزدیک ہندوؤں کی سبیل جب کہ ہندوؤں نے سودی روپیہ صرف کر کے لگائی ہو تو دیوبندیوں کا ایسی سبیل سے پانی پینا جائز ہے۔ دیوبندیوں کے نزدیک فاتحہ کا کھانا

کھانا حرام ہے مگر ہندوؤں مشرکوں کے تہوار ہولی یا دیوالی کی پوریاں کھانا جائز ہے دیکھو فتاوے رشیدیہ۔ اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصف کمال علم شریف کو بچوں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دینا ناجائز ہے دیوبندیوں کے عقیدہ میں حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دینا جائز ہے جیساکہ تام کی حفظ الایمان میں ہے۔ دیوبندیوں کے دوچار نہیں بلکہ کثرت سے فاسد عقیدے ہیں جو سراسر اہلسنت کے عقیدوں کے خلاف ہیں جس کو اسکے متعلق تفصیل درکار ہو وہ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیحضرت عظیم البرکت شاہ عبد المصطفےٰ احمد رضا خان صاحب قدس سرہٗ کے رسالہ جلیلہ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ اور رسالہ نافع الاستمداد مع تکملہ اور کتاب مستطاب حسام الحرمین وغیرہ کتب نافعہ ورسائل جلیلہ کا مطالعہ کرے اور دیگر علمائے اہلسنت کی کتب رد تقویۃ الایمان وغیرہ کتب کا مطالعہ کرے۔ دیوبندیوں کے عقیدوں کے متعلق کچھ اشتہار بھی شائع ہوئے ہیں جن میں دو اشتہار دیوبندیوں کے علم وعرفان کی کہانی۔ دیوبندیوں وہابیوں کا ختم نبوت سے انکار۔ دونوں اشتہار خصوصاً قابل مطالعہ ہیں۔ دشمنان دین تو دنیا میں بہت ہیں جیسے قادیانی اور لاہوری مرزائی شیعہ رافضی

اشتہار ۱

دیوبندی مولویوں کے علم وعرفان کی کہانی
دیوبندی مولویوں کے پیشواؤں کی زبانی

دیوبندی مولویوں نے ہندوستان سے مہتمم دیوبند کی آمد پر اس عنوان سے ایک اشتہار دیا ہے لائلپور میں علم وعرفان کی بارش" اشتہار دیکھ کر تعجب ہوا دیوبند اور علم وعرفان گویا آگ اور پانی کا اجتماع ہے۔ دیوبندیوں کے علم وعرفان سن لیجئے اور داد دیجئے۔

دیوبندی عرفان ۱: نماز میں بزرگوں کا خیال بلکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے زیادہ برا ہے۔ صراط مستقیم صفحہ ۹۷۔

دیوبندی عرفان ۲: نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے وقت نمازی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (بلغۃ الحیران صفحہ ۲۳۷)

دیوبندی عرفان ۳: دیوبندیوں کے امام خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ میں پہلے

باقی اگلے صفحہ پر

خاکسار نیچری وغیرہ وغیرہ مگران سب کے لحاظ سے زیادہ خطرناک دیوبندی ہیں کیونکہ مرزائی قادیانی کے مکروفریب دبے دینی سے اسلامی دشمنی سے مسلمان واقف ہیں شیعہ رافضی سے بھی امتیاز حاصل ہے نیچری خاکساری سے بھی حفاظت ہوجاتی ہے مگر دیوبندی سے اہلسنت کو امتیاز بظاہر مشکل ہوگیا ہے۔ کیونکہ دیوبندی کے

یہ لکھا کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور چند سطر کے بعد اسی صفحہ پر شیطان کے علم کو اتنا وسیع بتایا کہ شیطان کا علم زمین کو محیط ہے۔

دیوبندی عرفان ۴: جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تقویتہ الایمان صفحہ ۳۹۔

دیوبندی عرفان ۵: رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تقویتہ الایمان صفحہ ۲۴۔

دیوبندی عرفان ۶: سب انبیاء اور اولیاء اسکے روبرو ایک ذرہ نا چیز سے کمتر ہیں۔ تقویتہ الایمان صفحہ ۱۴۔

دیوبندی عرفان ۷: حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا مر کر مٹی میں ملنے والا۔ تقویتہ الایمان صفحہ ۴۱

دیوبندی عرفان ۸: درود تاج ثواب خیال کرکے پڑھنا گمراہی ہے اور درود تاج میں شرک کی باتیں ہیں۔ درود تاج سے سیکڑوں آدمی شرک کے عقیدہ میں مبتلا ہوئے ہیں اور درود تاج ہلاکت کا موجب ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۳۰۔

دیوبندی عرفان ۹: محرم میں امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی شہادت کا بیان کرنا صحیح روایتوں سے بھی حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴۔

دیوبندی عرفان ۱۰: مجلس میلاد شریف نا جائز ہے اس مجلس میں قیام نہ ہو جب بھی نا جائز ہے اور صحیح روایتوں سے بھی بیان ہو جب بھی ناجائز ہے۔ فتاوےٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۹۲۔

دیوبندی عرفان ۱۱: محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل یا شربت میں دینا یا شربت دودھ بچوں کو پلانا حرام ہے۔ فتاوےٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۴۔

دیوبندی عرفان ۱۲: ہندو مشرک سودی روپیہ خرچ کرکے جو سبیل لگائیں اس سے پانی پینا جائز ہے۔ فتاوےٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۵۔

دیوبندی عرفان ۱۳: ہندو مشرک ہولی یا دیوالی کے دن کھیلیں پوریاں بطور تحفہ بھیجیں تو کھانا جائز ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹۔

نوٹ: اس عرفان کا کیا کہنا کہ مسلمانوں کی سبیل سے پانی پینا حرام اور ہندوؤں مشرکوں کے مٹکے سے

باقی اگلے صفحہ پر

اگرچہ خراب عقیدے ہیں مگر دیوبندی اپنے آپ کو سنی حنفی ظاہر کرتا ہے اور عام مسلمان اسکے مکر وفریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر اسکے پیچھے نمازیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اہلسنت کے خلاف دوسرے گروہ اپنے آپ کو سنی حنفی ظاہر کرکے گمراہ نہیں کرتے اس لئے لوگ ان کے مکر وفریب کے جال سے بچ جاتے ہیں۔

پینا جائز۔ نیاز کا کھانا کھانا منع ہے اور ہندوؤں کی ہولی دیوالی کے کھانے جائز۔ اس کمال عرفان کا فخر دیوبند کو حاصل ہے۔ دیوبند اس پر جتنا ناز کرے تھوڑا ہے۔

دیوبندی عرفان ۱۴: جمعرات کو یا کسی اور وقت کھانے یا شیرینی پر فاتحہ ختم دینا گمراہی ہے۔

دیوبندی عرفان ۱۵: تیسرے دن یا ساتویں دن یا دسویں دن یا چہلم کو فاتحہ ختم دینا گمراہی ہے فتاوے رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۹۴۔

دیوبندی عرفان ۱۶: تاریخ مقرر کرکے گیارہویں شریف کرنا بدعت ہے۔ فتاوے رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۱۹ حصہ سوم

دیوبندی عرفان ۱۷: عرس کے دن بزرگ کے مزار کی زیارت کو جانا حرام ہے۔ فتاوے رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۳۰

دیوبندی عرفان ۱۸: عرس کے دنوں میں اجمیر شریف پیران کلیر و دیگر مقامات پر تجارت کے لئے جانا بھی حرام ہے۔ فتاوے رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹۔

دیوبندی عرفان ۱۹: نبی کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو نفع ونقصان دینے کی طاقت نہیں دی گئی۔ جواہر القرآن صفحہ ۱۴۱

دیوبندی عرفان ۲۰: حاجتوں میں دور سے پیر وفقیر وپیغمبر کو پکارنا یعنی یا غوث یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ جواہر القرآن صفحہ ۱۴۷۔

دیوبندی عرفان ۲۱: حاضر جان کر یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ دیوبندی مولویوں کی اس قسم کی عرفانی باتیں بہت ہیں۔ ابھی اس پر بس کی جاتی ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دیوبند میں رات دن کیسے علم وعرفان کی بارش ہوتی ہوگی۔

اشتہار ۲ مرزائیوں قادیانیوں کی طرح دیوبندیوں وہابیوں کا ختم نبوت سے انکار

مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کا زمانہ سب نبیوں سے بعد کا زمانہ ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا مگر مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو سکتے ہیں اور خود قادیانی نے دعویٰ

اوران کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے دیو بندیوں سے بظاہر بچنا مشکل ہوگیا ہے اس لئے کہ یہ اپنے فاسد عقیدوں کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ چھپاتے ہیں۔ اگر یہ اپنے فاسد عقیدوں کو ظاہر کر دیں تو عوام ان کے مکر وفریب کے جال سے محفوظ رہیں۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کر کے اپنے کذاب ودجال ہونے کا ثبوت دیا دیو بندیوں وہابیوں کا بھی عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے اور اسکو نبی فرض کریں اور مان لیں تو اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔ بانی مدرسہ دیو بند قاسم نانوتوی نے اپنے رسالہ تحذیر الناس کے صفحہ ۲۵ پر لکھا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا ہو تو پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ مرزائیوں قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو مرزا قادیانی کا رسالہ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳ دیو بندیوں وہابیوں کا عقیدہ ہے خاتم النبیین کے بعد کروڑوں نبی ایک آن میں حضرت محمد رسول اللہ کے برابر پیدا ہو سکتے دیکھو دیو بندیوں وہابیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲ مرزا قادیانی نے حضرت عیسٰی ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے انکار کیا کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۰ و ۱۶۰ دیو بندیوں وہابیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی نے لکھا کہ جادوگروں کے جادو قوت وکمال میں نبیوں کے معجزات سے بڑھ سکتے ہیں۔ فتاوٰے رشیدیہ صفحہ ۳۰ جلد ۳۔ منقول از منصب امامت مرزا قادیانی نے اپنے فعل کو حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ سے زیادہ کامل بتایا کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۳۔ دیو بندیوں کے امام شیخ الہند نے دیو بندی گنگوہی کے کام کو حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ سے زیادہ کامل بتایا۔ مرثیہ گنگوہی میں مرزا قادیانی نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان میں صریح گستاخی کی کہ سو حسین میرے گریبان میں ہیں اور امام عالی مقام کی شان میں نہایت ہلکے کلمات استعمال کر کے اپنے پیچھے فضائل کو مٹانا چاہا۔ کتاب نزول المسیح صفحہ ۹۹ و ۴۵ و ۴۸۔ دیو بندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی نے کہا محرم میں حضرت امام حسن وحضرت امام حسین کی شہادت کا صحیح بیان بھی حرام ہے اور محرم میں سبیلیں لگانا اور شربت پلانا اور دودھ پلانا حرام ہے۔ فتاوٰے رشیدیہ صفحہ ۱۱۴ جلد ۳۔ مرزائیوں قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ خطا کر سکتا ہے اور مرزا قادیانی اللہ تعالےٰ سے بمنزلہ بیٹے کے ہیں اور قرآن پاک مرزا قادیانی کے منہ کی باتیں ہیں حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ او ۸۶ و ۸۴ و ۸۴ دیو بندیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ظلم کر سکتا ہے بے وقوفی کر سکتا ہے کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۲ سیف یمانی صفحہ ۸۲ و ۸۳ - مرزائیوں کا عقیدہ ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں قیامت

وہابیت کی ایک شاخ نام کی جماعت اسلامی ہے اس کا بانی مسٹر مولوی مودودی ہے اسکے بہت سے عقائد اسلام کے خلاف ہیں۔ حضرت فیضدرجت آقائے نعمت مولانا علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کے پاس بریلی شریف میں ایک سوال آیا تھا اس میں مودودی کے عقائد پوچھے گئے تھے حضرت صاحب نے اس کا مختصر سا جواب دیا جو چند اوراق پر مشتمل تھا اسکا نام مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ رکھا گیا تھا اسکو شائع کر دیا گیا تھا اس فتاوے میں اسکو درج کر دیا گیا تاکہ لوگ مودودی کے مکر وفریب کے جال سے محفوظ رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔

مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک کیسی ہے اور

سے پہلے ہرگز نہ آئیں گے کیونکہ ان کا آنا قرآن کے خلاف ہے کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۷۲ و ۲۲۵۔ دیوبندیوں کا مایہ ناز مسٹر اختر علی مدیر اخبار زمیندار کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے ہرگز نہ آئیں گے جو یہ کہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے وہ جھوٹا ہے مفتری ہے۔ زمیندار ختم نبوت نمبر صفحہ ۳ لائلپور کی جامع مسجد کے خطیب مولوی یونس دیوبندی اور اسکی جمیعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کے زمانہ میں موجود نہ تھے کیونکہ حضرت علیہ السلام کا آپ کے زمانہ میں موجود ہونا ختم نبوت کے مخالف ہے۔ رسالہ آئینہ حق نما صفحہ ۹ لائلپور کی انجمن امداد السلام اور اشرف المدارس کے دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے ختم نبوت کی وجہ سے تمام انبیاء یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اپنی اپنی نبوت سے معزول ہو چکے ہیں۔ رسالہ تحفہ نعمانی[عـہ] غور کیجئے کہ مرزائی قادیانی تو جس کو نبوت نہیں ملی اس کذاب کو نبی مان رہے ہیں۔ اور اللہ تعالے نے خاتم النبیین سے پہلے جتنے سچے نبیوں کو نبوت عطا فرمائی دیوبندی مولوی ان سچے نبیوں کو نبوت سے معزول بتا رہے ہیں یہ ہے مرزا قادیانی کی طرح دیوبندی مولویوں کی ختم نبوت کے معنی سے جہالت اور نادانی حقیقت یہ ہے مرزائی قادیانی دیوبندیوں وہابیوں سے زیادہ خطرناک ہیں اور دیوبندی وہابی ان مرزائیوں قادیانیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ مرزائی قادیانی اور دیوبندی وہابی دونوں فرقے شان الوہیت و شان رسالت میں بے ادب گستاخ اور ختم نبوت کے مخالف ہیں ان کے عقیدے آپس میں بہت ملتے جلتے ہیں جس دلیل شرعی سے مرزائیوں قادیانیوں

[عـہ] یہ رسالہ گورونانک پورہ کے مدرسہ اشرف المدارس کے مدرس عبدالرحمٰن دیوبندی نے لکھا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر

سکے کیا عقائد ہیں اور اس تحریک میں شامل ہونا کیسا ہے۔ محمد نواز و سید جلال شاہ مہتمم مدرسہ محمدیہ اہلسنت بھی فارغ التحصیل مظہر اسلام مسجد بی جی بہاریپور بریلی شریف۔

الجواب:- مرزا قادیانی اور مشرقی خاکسار کی طرح مودودی بھی گمراہی و بد دینی پھیلا رہا ہے۔ مودودی کا مسلک اس کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی تحریک وہابیت کو زندہ کرنا چاہتا ہے چنانچہ مودودی نے اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین میں وہابیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی کو مجددین کی فہرست میں بطور تتمہ شمار کیا ہے اور اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان اور منصب امامت کی تعریف کی ہے۔ مودودی اور اسمٰعیل دہلوی کے عقیدے ایک ہیں۔ مودودی نہایت ہی دریدہ دہن اور گستاخ ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان رفیع میں لکھتا ہے ایلچی ان پڑھ بدوی۔ لیڈر۔ عرب بچے ان پڑھ صحرانشین تماشائی۔ ملٹری لیڈر۔ مودودی اپنے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱-۲-۳-۴ کے صفحہ ۶۵ پر لکھتا ہے ہر شخص خدا کا عبد ہے مومن بھی کافر بھی حتٰی کہ جس طرح ایک نبی اسی طرح ایک شیطان رجیم بھی۔ مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ یہ ہے۔

کے ساتھ اتحاد حرام ہے اسی دلیل شرعی سے دیوبندی وہابیوں سے مسلمانوں کو اتحاد حرام ہے اہلسنت پر لازم ہے وہ اپنی تنظیم علیحدہ کریں اور اپنے اسٹیج سے مستقل طور پر قادیانیت دیوبندیت وہابیت لامذہبیت کا رد کریں اور وزیر خارجہ یعنی ظفر اللہ مرزائی قادیانی کی معزولیت اور دیگر امور کا مطالبہ کریں۔ دیوبندیوں اور شیعہ رافضیوں کے ساتھ ملنے سے مذہب اہلسنت وجماعت کو سخت شدید نقصان پہنچ رہا ہے بے دینوں کی بے دینی پر پردہ پڑ رہا ہے اور اہلسنت وجماعت خصوصًا عوام گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں برادران اہلسنت وجماعت ہوشیار ہوشیار خبردار خبردار آنکھیں کھولئے گمراہوں کے مکر و فریب کے جال سے بچئے دولت ایمان کو محفوظ کیجئے مذہب حق مذہب اہلسنت وجماعت کی حمایت تبلیغ واشاعت کیلئے قدم اٹھایئے دوست اور دشمن کو پہچانو نہ خود گمراہوں کے دھوکے میں آو نہ دوسروں کو دھوکے میں ڈالو اپنے ناجائز رویہ سے اہلسنت کو بدنام نہ کرو مذہب اہلسنت کو نقصان نہ پہنچاؤ ندوہ کی طرح کھچڑی نہ بناؤ دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل تبارک وتعالےٰ اپنے حبیب پاک مدنی تاجدار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے مسلمانوں کو دشمنان دین سے محفوظ فرمائے اور دین متین اہلسنت وجماعت کو ترقی عطا فرمائے۔ **نوٹ**:- مضامین کتب مذکورہ بالا صحیح ہیں حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو پچاس روپے انعام دیا جائیگا

مشتہر:- خدام رضا خدام جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار لائلپور۔

مودودی کا عقیدہ ۱: خطبات صفحہ ۲۰ مدینہ طیبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضہ مقدس پر حاضر ہوکر حاجت طلب کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قتل کرنے اور زنا کرنے سے زیادہ ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۲: تفہیمات صفحہ ۳۲۰ اجمیر شریف سلطان خواجہ غریب نواز کے مزار پاک پر حاضر ہوکر یا بڑائچ شریف حضرت سالار مسعود غازی کی قبر منور پر حاضر ہوکر یا بغداد شریف قطب الاقطاب پیروں کے پیر حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی کی درگاہ معلیٰ میں حاضر ہوکر یا دیگر اولیائے کاملین کے مقابر مقدسہ پر حاضر ہوکر حاجت طلب کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قتل اور زنا سے زیادہ ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۳: نبی یا ولی کی قبر پر حاضر ہوکر حاجت طلب کرنا اور بتوں سے حاجت طلب کرنا برابر ہے اس میں کوئی فرق نہیں گویا وصال فرمانے کے بعد ولی اور بت برابر ہیں۔ معاذ اللہ۔

مودودی کا عقیدہ ۴: نبی یا ولی کی مقدس قبر پر حاضر ہوکر حاجت طلب کرنا بت کی پوجا کے برابر ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۵: تفہیمات صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷ جس طرح بت سے حاجت طلب کرنے والا مشرک ہے اسی طرح اصولاً نبی یا ولی کی مبارک قبر پر حاضر ہوکر حاجت طلب کرنے والا مجرم ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۶: وصال کے بعد انبیاء مردے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔

مودودی کا عقیدہ ۷: شہداء اولیاء مردے ہیں زندہ نہیں مودودی نے اپنی رسلیہ تجدید واحیائے دین کے صفحہ ۶۲ پر نقل کیا ہے جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لئے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات یعنی انبیاء واولیاء کے مقابر مقدسہ ومقامات متبرکہ پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں فرق کیا ہے جو لوگ لات وعزیٰ سے حاجتیں طلب کرتے تھے ان کا فعل ان لوگوں کے فعل سے آخر کس طرح مختلف تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم ان کے برعکس ان لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں کیونکہ خاص ان لوگوں کے بارے میں شارع کی نص موجود نہیں مگر اصولاً ہر وہ شخص جو کسی مردے کو زندہ ٹھہرا کر حاجتیں طلب کرتا ہے اسکا دل گناہ میں مبتلا ہے۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۵ پر اپنی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قول گھڑ کر لکھ دیا میں بھی ایک دن مٹی میں ملنے والا ہوں (خاک بدہن گستاخ) ۲۸

مودودی کا عقیدہ ۸: انبیاء اور اولیاء اس (خدا) کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تقویۃ الایمان

مودودی عقیدہ ۹:۔ ہر مخلوق نبی یا ولی، بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے
مودودی عقیدہ ۱۰:۔ اولیاء انبیاء عاجز لوگ ہیں اور کچھ فائدہ و نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ناکارے ہیں۔ چنانچہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۴ پر ہے اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں (انبیاء و اولیاء) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص (خدا) کا مرتبہ ایسے ناکارے (انبیاء و اولیاء) کو ثابت کیجئے۔
مودودی کا عقیدہ ۱۱:۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۴۔
مودودی کا عقیدہ ۱۲:۔ ان باتوں یعنی غیب کی باتوں میں بھی سب بندے بڑے (انبیاء و اولیاء) ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۱۔
مودودی کا عقیدہ ۱۳:۔ مدینہ طیبہ و بغداد شریف و اجمیر شریف و کلیر شریف و سرہند شریف اور ایسے دیگر مقامات متبرکہ کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے لئے لے جانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کسی پیر و پیغمبر کو کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔
مودودی کا عقیدہ ۱۴:۔ بزرگان دین سے سوال کرنے والے اور ان کے لئے نذر و نیاز کرنے والے عرب کے مشرکوں کے شرک سے بدتر شرک میں گرفتار ہیں رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۵-۶ کے صفحہ ۱۱ پر ہے جہالت و نادانی کے طغیان کا یہ حال ہے کہ جب امید بر آتی ہے تو شکریے کے لئے نذریں کسی دیوی کسی اوتار کسی ولی اور کسی حضرت کے نام پر چڑھائی جاتی ہیں اور بچے کو ایسے نام دیئے جاتے ہیں کہ گویا خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے۔ مثلاً حسین بخش۔ پیر بخش۔ عبد الرسول۔ عبد العزیٰ۔ اور عبد الشمس اور صفحہ ۱۲ پر ہے ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے جن لوگوں کی مذمت کی ہے وہ عرب کے مشرکین تھے لیکن اب جو شرک ہم توحید کے مدعیوں میں پا رہے ہیں وہ اس سے بدتر ہے۔ یہ ظالم تو اولاد بھی غیروں ہی سے مانگتے ہیں۔ حمل کے زمانے میں منتیں بھی غیروں کے نام ہی کی مانگتے ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد نیاز بھی انہیں کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں۔
مودودی کا عقیدہ ۱۵ تا ۲۸:۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی اور مخلوق کے لئے غیب سب روشن ماننا شرک۔ دستگیری[۱۶] کرنا محافظت[۱۷] و نگہبانی[۱۸] کرنا۔ حاجت[۱۹] روائی کرنا اور فوق عادت نفع[۲۰] و نقصان پہنچانا ان میں

سے کسی بات کو غیر خدا عزوجل کے لئے ماننا شرک مخلوق میں سے کسی کے آگے دست بستہ ادب سے کھڑا ہونا شرک۔ سلامی کرنا شرک۔ آستانہ بوسی شرک۔ مخلوق کا شکر نعمت کرنا رفع مشکل اور قضائے حاجت کے لئے منت ماننا شرک نذر و نیاز حرام بلکہ شرک۔ مشکل و مصیبت کے وقت مدد کے واسطے غیر خدا کو پکارنا شرک۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۴ جلد ۱ و ۲ صفحہ ۷۴ پر ہے صفات میں شرک یہ ہے ..... مثلاً کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اس پر غیب کی حقیقتیں روشن ہیں یا وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے .. اختیارات میں شرک یہ ہے ..... مثلاً فوق الفطری طریقے سے نفع و نقصان پہنچانا حاجت روائی و دستگیری کرنا محافظت و نگہبانی کرنا .... یہ سب خداوندی کے مخصوص اختیارات ہیں جن میں سے کسی کو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ حقوق میں شرک یہ ہے ..... مثلاً رکوع و سجود دست بستہ قیام سلامی و آستانہ بوسی شکر نعمت یا اعتراف برتری کے لئے نذر و نیاز اور قربانی اور رفع مشکلات کے لئے منت مصائب و مشکلات میں مدد کے لئے پکارا جانا ..... ان حقوق میں سے جو حق بھی دوسرے کو دیا جائے گا وہ اللہ کا شریک ٹھہرے گا خواہ اس کی خدائی ناموں میں سے کوئی نام دیا جائے یا نہ دیا جائے۔

مودودی کا عقیدہ نمبر ۲۹: قیامت کے دن نبی ولی شہید عالم حافظ قرآن میں سے کوئی بھی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا۔

مودودی کا عقیدہ نمبر ۳۰: جو مسلمان شفاعت کا عقیدہ رکھے اسکا ایمان لاحاصل و بے کار ہے۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۹ عدد ۱۔ ۲ صفحہ ۳۰۔ اسی طرح آخرت کو ماننے کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی یہ بات مان لے کہ ہم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے بلکہ اسکے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ وہاں کوئی سعی سفارش کوئی فدیہ اور کسی بزرگ سے منتسب ہونا کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کسی کا کفارہ بن سکے گا خدا کی عدالت میں بے لاگ انصاف ہوگا اور آدمی کے ایمان و عمل کے سوا کسی چیز کا لحاظ نہ کیا جائے گا اس عقیدے کے بغیر آخرت کو ماننا لاحاصل ہے۔ تفہیمات کے صفحہ ۲۲۳ پر ہے اس عادل حقیقی کے ہاں نہ کوئی سفارش کام آئے گی نہ رشوت چلے گی نہ کسی کا نسب پوچھا جائے گا۔

مودودی کا عقیدہ نمبر ۳۱: بعثت سے پہلے نبی رسول بڑے بڑے گناہ کر لیتے ہیں۔ بڑے بڑے گناہ سے معصوم نہیں ہوتے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴ کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے قبل نبوت نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے بھی بہت بڑا گناہ کیا تھا کہ ایک انسان کو قتل کر دیا۔

مودودی کا عقیدہ ۳۲: اہلسنت وجماعت اور باقی سب فرقے غلط راستے پر ہیں اور جہالت سے پیدا ہوئے ہیں۔ رسالہ خطبات کے صفحہ ۸۲ پر ہے خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بناپر اہلحدیث حنفی۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔

مودودی کا عقیدہ ۳۳: اسوقت تقریباً سارے مسلمان شرک میں گرفتار ہیں اور مخلوق کو بھی حاکم مان رہے ہیں اور اللہ تعالے کے واحد ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے اور مسلمان اصول و فروع میں غیر اسلامی غیر قرآنی کافرانہ مشین چلانے میں آگے آگے ہیں۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۱۔ ۲ صفحہ ۲ پر ہے قریب قریب پوری امت مسلمہ ہی دو قسم کے ارباباً من دون اللہ کو اپنا صاحب امر و حکم بنائے ہوئے ہے اب اسکو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی غیر منقسم حاکمیت کی بجائے انسانوں کی حاکمیت میں اعتقاد ہے اب وہ اس نظام زندگی کو جو اپنے اصول و فروع میں سرتاپا غیر اسلامی بلکہ کافرانہ ہے نہ صرف گوارا کر رہی ہے بلکہ اس کی مشین چلانے میں مسابقت دکھا رہی ہے۔

مودودی عقیدہ ۳۴: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایلچی ہیں۔ رسالہ خطبات کے صفحہ ۳۰ پر ہے خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ایلچی مقرر کیا۔

مودودی عقیدہ ۳۵: جو نماز نہ پڑھے وہ مسلمان نہیں جو زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں ایسے شخص کا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ہی بے معنی ہے۔ خطبات کے صفحہ ۱۴۷ پر ہے بہت سے مسلمان سمجھتے ہیں کہ نماز نہ پڑھ کر اور زکوٰۃ نہ دے کر بھی وہ مسلمان رہتے ہیں مگر قرآن اس کی صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے۔ قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی بے معنی ہے اور صفحہ ۴۴ پر ہے اہل ایمان صرف وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں ان دو ارکان سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعویٰ ایمان ہی جھوٹا ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۳۶: قدرت رکھنے کے باوجود جو حج نہ کرے وہ مسلمان نہیں جو شخص ساحل حجاز سے یورپ وغیرہ کو جاتے اور مکہ معظمہ وہاں سے چند گھنٹوں کی مسافت پر ہو اور حج کا ارادہ اسکے دل میں نہیں گذرا وہ قطعاً مسلمان نہیں خطبات کے صفحہ ۲۵ پر ہے جو لوگ قدرت رکھنے کے

باوجود حج کو ٹالتے رہتے ہیں اور ہزاروں مصروفیتوں کے بہانے کرکے سال پر سال گذرتے چلے جاتے ہیں ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیئے ...... دنیا بھر کا سفر کرتے پھرتے ہیں کعبہ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں جہاں سے کہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ ان کے دلوں میں نہیں گذرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان اور قرآن سے جاہل جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۳۷: حج فرض ادا کرنے کے لئے والدین کی اجازت بھی ضروری ہے۔ رسالہ دینیات کے صفحہ ۱۳۷ پر ہے پھر حج کو دیکھو اول تو یہ فرض ہی ان لوگوں پر کیا گیا ہے جو زادراہ رکھتے ہوں اسکے ساتھ والدین کی اجازت بھی ضروری قرار دی گئی ہے تاکہ بوڑھے ماں باپ کو تمہاری غیر موجودگی میں تکلیف نہ ہو۔

مودودی کا عقیدہ ۳۸: شیطان کی شرارتوں سے کامل طور پر انبیاء علیہم السلام بھی نہ بچ سکے۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۹ عدد ۱ صفحہ ۵۷ پر ہے شیطان کی شرارتوں کا ایسا کامل سدباب کہ اسے کسی طرح گھس آنے کا موقع نہ ملے انبیاء علیہم السلام بھی نہ کر سکے تو ہم کیا چیز ہیں کہ اس میں پوری طرح کامیاب ہونے کا دعوے کر سکیں۔

مودودی کا عقیدہ ۳۹: ہندو اسلام قبول کرکے جب تک ایک مرتبہ گائے کا گوشت نہ کھائے اسکا اسلام معتبر نہیں رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۱۔۲ کے صفحہ ۹۰ پر ہے میرے نزدیک کسی نومسلم ہندو کا اسلام اسوقت تک معتبر نہیں جب تک وہ کم از کم ایک مرتبہ گائے کا گوشت نہ کھالے۔

مودودی کا عقیدہ ۴۰: قیامت سے پہلے کانے دجال وغیرہ سے انکار۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۳۔۴ کے صفحہ ۹۰ پر ہے یہ کانا دجال وغیرہ افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ الغرض مودودی بڑا ہی گمراہ بددین ہے جس نے اس کے رسالہ ترجمان القرآن کا مطالعہ کیا ہو وہ اسکی گمراہیوں سے خوب واقف ہے۔ اسکا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسکے فتنہ تحریک سے علیحدہ رہیں اور جو غلطی اور دھوکہ سے اس میں شامل ہیں فوراً اس سے علیحدہ ہو جائیں۔ زیادہ افسوس ان رسمی مولویوں سے ہے جو وسیع علم کے مدعی ہو کر ایسے گمراہ بددین کی تحریک میں آنکھیں بند کرکے داخل ہو جائیں اور عوام کے لئے گمراہی کا ذریعہ بنیں اور سنیت کے پردے میں وہابیت کی تبلیغ واشاعت کریں۔ مولی عزوجل ہدایت

عطا فرمائے۔ واللہ ہو الموفق للسداد وہو اعلم بالصواب۔

فقیر محمد سردار احمد غفرلہ خادم دار العلوم مظہر اسلام محلہ بہاری پور مسجد بی بی جی بریلی شریف دیو۔ پی،

۱۶ شعبان المعظم ۱۳۶۹ھ۔

مودودی کے عقیدوں کے متعلق ایک اشتہار دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار لائلپور سے شائع ہوا تھا اسکو یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان اسکو پڑھکر اپنے ایمان کو محفوظ رکھیں اور مودودی کی گمراہی دے دینی کو جانیں اور اسکی تحریک سے بچ سکیں۔

مودودی کے عقیدوں کا مختصر نمونہ

مودودی نے اپنی جماعت کا نام جماعت اسلامی رکھا ہے اس نام کا عنوان نہایت بہتر ہے لہذا سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مسلمان اس جماعت میں داخل ہوئے۔ مودودی کی جماعت میں شامل ہونے والے عموماً یہ کہتے ہیں کہ مودودی کے عقیدے بہت ٹھیک ہیں مگر ہمارے نزدیک مودودی کے عقیدے اہلسنت کے عقیدوں کے خلاف ہیں اور مودودی کے عقیدے اس کی کتابوں سے ظاہر ہیں مودودی کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ مودودی گمراہ بے دین آدمی ہے اسکا کوئی مذہب معین نہیں بلکہ اسکا مذہب ایک معجون مرکب ہے مسلمانوں کو سبز باغ دکھا کر باطل وفاسد عقیدوں کی اشاعت کر رہا ہے۔ اب ذرا غور سے سنئے کہ مودودی کیسی گمراہی پھیلا رہا ہے۔

مودودی عقیدہ ۱: اہلسنت وجماعت اور تمام فرقے غلط راستہ پر ہیں اور جہالت سے پیدا ہوئے ہیں۔ مودودی کے رسالہ خطبات کے صفحہ ۸۲ پر ہے خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر حنفی۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ دیکھئے اس عبارت میں مودودی نے اہلسنت وجماعت کو بھی غلط راستہ پر بتایا ہے حالانکہ اہل سنت وجماعت کا مذہب حق ہے۔ مودودی نے اہلسنت وجماعت پر سخت ناجائز حملہ کرکے اپنی جہالت وغلطی کا ثبوت دیا ہے۔ مزے کی یہ بات ہے کہ مودودی دیوبندیوں کو جہالت کی پیداوار بتارہا ہے مگر بے غیرت دیوبندی کانگرسی مولوی مودودی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اسکا راز دیوبندی مولوی ہی کچھ سمجھے ہوں گے ہمارے نزدیک تو دیوبندی مولویوں کا یہ رویہ مذہب سے آزادی

کی علامت ہے۔

مودودی عقیدہ نمبر ۲: قیامت کے دن نبی۔ ولی۔ شہید۔ عالم۔ حافظ قرآن میں سے کوئی بھی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا۔ مودودی کی مایہ ناز کتاب تفہیمات کے صفحہ ۲۲۳ پر ہے تمہاری زندگی کا کارنامہ اس کے سامنے بے کم و کاست پیش ہوگا اس کارنامے کے لحاظ سے وہ تمہارے انجام کا فیصلہ کرے گا اس مالک حقیقی کے یہاں نہ کوئی سفارش کام آئے گی نہ رشوت چلے گی نہ کسی کا نسب پوچھا جائے گا۔

مودودی عقیدہ نمبر ۳: جو مسلمان شفاعت پر عقیدہ رکھے اسکا آخرت پر ایمان بیکار ہے رسالہ ترجمان جلد ۲۶ عدد ۱۔ ۲ صفحہ ۳۰ پر ہے اسی طرح آخرت کو ماننے کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی یہ بات مان لے کہ ہم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے بلکہ اسکے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ وہاں کوئی سی سفارش کوئی فدیہ اور کسی بزرگ سے منتسب ہونا کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کفارہ بن سکے گا خدا کی عدالت میں بے لاگ انصاف ہوگا اور آدمی کے ایمان و عمل کے سوا کسی چیز کا لحاظ نہ کیا جائے گا اس عقیدے کے بغیر آخرت کا ماننا لاحاصل یعنی بے کار ہے۔ شفاعت کے انکار کا عقیدہ مودودی نے معتزلہ سے لیا ہے۔ معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے۔

مودودی کا عقیدہ نمبر ۴: بعثت سے پہلے نبی و رسول بڑے گناہ کرلیتے ہیں بڑے گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴ کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے قبل نبوت نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی بہت بڑا گناہ کیا تھا کہ ایک انسان کو قتل کر دیا۔

مودودی عقیدہ نمبر ۵: شیطان کی شرارتوں سے کامل محفوظ نہ بچ سکے۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲ عدد ۱ پر ہے شیطان کی شرارتوں کا ایسا کامل سدباب کہ اسے کسی طرح گھس آنے کا موقع نہ ملے انبیاء علیہم السلام بھی نہ کرسکے تو ہم کیا چیز ہیں اس میں پوری طرح کامیاب ہونے کا دعویٰ کرسکیں۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی کو اپنی تحریک پر بھی کامل اطمینان نہیں۔ مودودی کے نزدیک مودودی کی تحریک شیطان سے کامل طور پر محفوظ نہیں بلکہ مودودی کی تحریک میں شیطان کا کچھ دخل ہے۔

مودودی عقیدہ نمبر ۶: ہندو اسلام قبول کرے تو جب تک کم از کم ایک مرتبہ گائے کا گوشت نہ کھائے اسکا اسلام معتبر نہیں۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۱۔ ۲ کے صفحہ ۹۰ پر ہے میرے نزدیک

کسی نومسلم ہندو کا اسلام اسوقت تک معتبر نہیں ہے جب تک وہ کم ازکم گائے کا گوشت نہ کھالے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ مودودی ایک رکن کا اضافہ اپنی طرف سے کر رہا ہے آج تک کسی مفتی مجتہد امام نے ایسا فتوے نہیں دیا مگر مودودی کا چودھویں صدی کا یہ نیا اجتہاد ہے جماعت اسلامی مودودی کے اس اجتہاد کی داد دے تو دے مگر ہمارے نزدیک مودودی کا یہ اجتہاد اسلامی تعلیم کے خلاف ہے گائے کا گوشت حلال جاننا ضروری ہے نہ کہ کھانا مودودی نے اہلسنت کو جاہل بتایا مگر مودودی خود جاہل نکلا۔ دیوبندی مولویوں کا فتوے ہے کہ زاغ معروف یعنی عام کوا کھانا جائز ہے بلکہ باعث ثواب ہے اندیشہ ہے دیوبندی کانگرسی مولویوں کی صحبت سے مودودی کہیں یہ نہ لکھدے کہ کوے سے نفرت کرنے والا جب اسلام قبول کرے تو کوے کا گوشت کھائے بغیر اس کا اسلام معتبر نہیں

مودودی عقیدہ ۷ :- قیامت سے پہلے کانا دجال آئے گا اس سے انکار۔ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۳۔۴ صفحہ ۱۸۶ پر ہے یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ مرزا قادیانی بھی کانے دجال کے آنے کا منکر تھا اور خارجیوں جہمیوں معتزلیوں نے بھی کانے دجال کے آنے کا انکار کیا ہے اور مودودی نے بھی ان گمراہ فرقوں کی طرح اس کے آنے کا انکار کرکے اپنے خارجی یا جہمی یا معتزلی ہونے کا ثبوت دیا۔ جہمیہ۔ معتزلہ۔ خوارج یہ تینوں فرقے گمراہوں کے ہیں جیساکہ کتب عقائد میں مسطور و مذکور ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۸ :- اسوقت امت کے تقریباً سارے مسلمان شرک میں گرفتار ہیں رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۱۔۲ صفحہ ۹۰ پر ہے قریب قریب ساری امت مسلمہ انہیں دو قسم کے اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کو اپنا صاحب امر و حکم بنائے ہوئے ہے۔ نیز اسی صفحہ پر ہے اب اسکو اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی غیر منقسم حاکمیت کی بجائے انسانوں کی حاکمیت میں اعتقاد ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۹ :- اجمیر شریف سلطان الہند خواجہ غریب نواز یا بغداد شریف قطب الاقطاب پیروں کے پیر حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی یا دیگر اولیاء کاملین کے مقابر مقدسہ پہ حاضر ہوکر بلکہ مدینہ منورہ روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر حاجت طلب کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قتل اور زنا سے زیادہ ہے (معاذاللہ)

مودودی کا عقیدہ ۱۰ :- نبی یا ولی کی قبر پر حاضر ہوکر حاجت طلب کرنا اور بتوں سے حاجت طلب کرنا برابر ہے اور بت کی پوجا کرنے میں اور اس حاجت طلب کرنے میں کوئی فرق نہیں۔

مودودی عقیدہ ۱۱:- وصال کے بعد نبی رسول مردے ہیں زندہ نہیں (معاذ اللہ) مودودی نے اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین کے صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لئے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر پر یا ایسے ہی دوسرے مقامات یعنی انبیاء و اولیاء کے مقابر مقدسہ و مقامات متبرکہ پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے آخر اس میں اور خود ساختہ معبود دل کی پرستش میں کیا فرق ہے جو لوگ لات و عزیٰ سے حاجتیں طلب کرتے تھے ان کا فعل ان لوگوں کے فعل سے آخر کس قدر مختلف تھا ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم ان کے برعکس ان لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں کیونکہ خاص ان کے معاملہ میں شارع کی نص موجود نہیں ہے مگر اصولاً ہر وہ شخص جو کسی مردے کو زندہ ٹھہرا کر اس سے حاجتیں طلب کرتا ہے اسکا دل گناہ میں مبتلا ہے۔

مودودی عقیدہ ۱۲:- بزرگان دین سے سوال کرنے والے اور ان کے لئے نذر و نیاز کرنے والے عرب کے مشرکوں کے شرک سے بدتر شرک میں گرفتار ہیں رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۵۔ ۶ کے صفحہ ۱۳۲ پر ہے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی مذمت کی ہے وہ عرب کے مشرکین تھے لیکن اب جو شرک ہم توحید کے مدعیوں میں پا رہے ہیں وہ اس سے بدتر ہے۔

مودودی عقیدہ ۱۳:- مودودی ایک وہابی کو لکھتا ہے کہ مسلمان کا دوسرا نام وہابی ہے یعنی مودودی کے نزدیک ہر مسلمان وہابی ہے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۱۔ ۲ وہابیت کے الزام سے بچنے کا اہتمام نہ کیجئے لوگوں نے درحقیقت مسلمان کے لئے دوسرا نام تجویز کیا ہے اس لئے مودودی پکا غیر مقلد ہے اور کسی مذہب کا پابند نہیں بلکہ اپنی رائے سے جو مسئلہ نکالے اسکا پابند ہے ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱۔ ۲۔ ۳ کے صفحہ ۹۱ پر ہے میں نہ مسلک اہلحدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت کا پابند ہوں۔ مودودی نے اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین میں وہابیوں کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی کو مجددین کی فہرست میں شمار کیا ہے اور دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کی تعریف کی ہے۔ مودودی درحقیقت مسلمانوں کو سبز باغ دکھا کر تحریک وہابیت کو فروغ دینا چاہتا ہے اور شان رسالت میں بہکے اور بے ادبی کے کلمات استعمال کرتا ہے حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنے رسالوں میں مختلف جگہ لکھتا ہے ایلچی۔ ان پڑھ۔ بدوی۔ ملٹری لیڈر۔ صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین اپنے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴ کے صفحہ ۶۵ پر لکھتا ہے ہر شخص خدا کا عبد

ہے مومن بھی کافر بھی حتی کہ جس طرح ایک نبی اسی طرح ایک شیطان رجیم بھی۔ مودودی کے نزدیک کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات بلکہ علماء اور مشائخ سوائے چند لوگوں کے سب اسلام کی حقیقت سے اور اسلام کی روح سے ناواقف اور جاہل ہیں۔ رسالہ تفہیمات کے صفحہ ۲۸۰ پر ہے اور یہی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے لے کر مغرب تک مسلمانوں میں دیکھ رہے ہیں خواہ وہ ان پڑھ عوام ہوں یا دستار بند یا خرقہ پوش مشائخ یا کالجوں یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں مگر اسلام کی حقیقت اور اسکی روح سے ناواقف ہونے میں یہ سب یکساں ہیں دیوبندی مولویو تم تو کہتے ہو کہ ہمارے کثرت سے علماء مشائخ ہیں دیکھو تمہارا مودودی دیوبندی علماء مشائخ کو اسلام کی حقیقت سے جاہل ناواقف بتا رہا ہے۔

نوٹ:۔ مذکورہ بالا عبارتوں کے حوالے بالکل صحیح ہیں جو کوئی ان حوالوں کو غلط ثابت کرے اسکو پانچسو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

المشتہرین:۔ خدام رضا خدام اہلسنت وجماعت خدام جامعہ رضویہ مظہر اسلام مدرسہ اہلسنت و جماعت شاہی مسجد جھنگ بازار لائلپور۔

یا اللہ جل جلالہ ۷۸۶/۹۲ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مودودی کا شفاعت سے انکار اور اپنے معتزلی خارجی ہونیکا اقرار اور جو مسلمان شفاعت کا عقیدہ رکھے مودودی کے نزدیک اسکا ایمان بیکار

ملاحظہ ہو مودودی کے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۶ جلد ۱۔ ۲ کے صفحہ ۳۰ پر ہے اسی طرح آخرت کو ماننے کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی یہ بات مان لے کہ ہم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے بلکہ اسکے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ وہاں کوئی سعی سفارش کوئی فدیہ اور کسی بزرگ سے منتسب ہونا کام نہ آئے گا اس عقیدت کے بغیر آخرت کو ماننا لاحاصل ہے اور مودودی کی کتاب تفہیمات کے صفحہ ۲۲۳ پر ہے عادل حقیقی کے ہاں نہ کوئی سفارش کام آئے گی نہ رشوت چلے گی نہ کسی کا نسب پوچھا جائے گا وہاں صرف ایمان اور نیک عمل کی پوچھ ہوگی جس کے پاس یہ سامان ہوگا وہ جنت میں جائے گا دیکھئے مودودی کیسے واضح الفاظ میں شفاعت

اور جس کے پاس ان میں سے کچھ بھی نہ ہوگا وہ نامراد دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

کا انکار کر رہا ہے جو مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ قیامت کے دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان دین شفاعت فرمائیں گے اسکے ایمان کو مودودی بیکار بتا رہا ہے حالانکہ شفاعت کا ثبوت قرآن پاک میں ہے اور حدیث کی کتابوں میں محدثین نے شفاعت کے مضمون کو بڑے اہتمام سے خاص عنوان کے ماتحت بیان کیا ہے۔

۱:۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ قیامت کے دن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پھر علماء پھر شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم شفاعت فرمائیں گے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۹۰۔

۲:۔ ایک حدیث شریف میں ہے حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری شفاعت امت میں سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ثابت ہے۔

۳:۔ ایک حدیث میں حضور اقدس شفیع اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک مرد خدا[1] کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے زیادہ جنت میں داخل ہونگے۔

۴:۔ حدیث شریف میں نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کو صف میں کھڑا کیا جائیگا تو جنتیوں میں سے ایک آدمی ان کے قریب سے گذریگا ایک دوزخی آدمی جنتی کو پکارے گا اور کہے گا کہ آپ مجھ کو نہیں پہچانتے میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا اور کوئی کہے گا میں وہ ہوں جس نے وضو کے لئے آپکو پانی دیا تھا تو جنتی اس دوزخی کی سفارش کرے گا اور اس دوزخی کو جنت میں داخل کریگا ذرا غور تو کیجئے کہ حدیثوں سے تو ثابت ہوا کہ قیامت کے دن گنہگاروں کے لئے شفاعت ہوگی انبیاء علیہم السلام علمائے کرام شہدائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شفاعت فرمائیں گے اور بزرگان دین سے نسبت کام آئے گی بزرگوں کی سفارش اور امداد سے جنت ملے گی مگر مودودی ایسی حدیثوں کا انکار کر رہا ہے اور مسلمانوں کو گمراہی بد دینی کی طرف لے جا رہا ہے۔ خارجی معتزلی دو گروہ ہیں جو گمراہ بد دین ہیں اور اہلسنت کے مخالف ہیں ان گروہوں یعنی خارجیوں و معتزلیوں نے شفاعت کا انکار کیا ملاحظہ ہو نووی شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ مودودی نے بھی شفاعت سے انکار کر کے اپنے خارجی معتزلی ہونے کا ثبوت دیا ہے برادران اسلام سے مودبانہ التماس ہے کہ اپنی دولت ایمان کو محفوظ کریں اور ایمان کے ڈاکوؤں سے بچیں۔ بعض دیوبندی وہابی ملاں اپنا اعتبار قائم کرنے کے لئے ایک طرف تو یہ کہدیتے ہیں کہ ہم شفاعت

[1] :۔ اس مرد خدا سے مراد بعض نے کہا حضرت عثمان غنی ہیں بعض نے کہا حضرت اویس قرنی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کا عقیدہ رکھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی جماعت کے سرگرم ذمہ دار رکن ہیں اور مبلغ اور کارکن ہیں دیوبندیو
دہابیوں کی یہ دورخی چال مسلمانوں کو مکروفریب کے جال میں گرفتار کرنے سے کم نہیں مسلمانوں عقائد
اہلسنت پر قائم رہو اور دین اسلام کی پابندی کرو اور ملت وقوم کی خدمت کرو۔

نوٹ:۔ اس اشتہار میں حوالے بالکل ٹھیک ہیں غلط ثابت کرنے والے کے لئے مبلغ دو ہزار روپیہ انعام

المشتھرین:۔ خدام اہلسنت وجماعت جھنگ بازار لائلپور پاکستان۔

اسلامی قانون وراثت سے مولوی مودودی کی نادانی
مولوی مودودی صاحب کے ترجمان القرآن کی زبانی

مولوی مودودی صاحب نے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۲ عدد ۱۔ ۲ صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے مطلب یہ ہے
کہ اگر کسی شخص نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا ہو اور اس کی اولاد میں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں تو خواہ دو لڑکیاں ہوں یا دو
سے زائد بہر حال اسکے کل ترکہ کا ⅔ حصہ ان لڑکیوں میں تقسیم ہوگا اور باقی ⅓ دوسرے وارثوں میں اس سے یہ حکم
آپ سے آپ نکل آتا ہے کہ اگر میت کا صرف ایک بیٹا ہو تو وہ ⅔ کا حقدار ہوگا اور کئی بیٹے ہوں تو وہ ⅔ میں شریک
ہونگے :۔

حضرت شیخ الحدیث علامہ الحاج ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ نے فرمایا جن
ورثاء کے سہام شرعاً معین ہیں وہ صرف بارہ نفر ہیں جن میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں جیساکہ اس
رسالہ کے مقدمہ[1] میں بیان ہوا ان بارہ کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ عہد رسالت سے کر آج تک
کسی نے میت کے بیٹے کو اصحاب فرائض میں شمار نہیں کیا بلکہ بیٹا عصبہ ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق
ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر مودودی اپنی خوش فہمی سے بیٹے کو اصحاب فرائض میں شامل کر رہا ہے
اور میت کا ایک بیٹا ہو یا اس سے زیادہ ہو تو اس کے لئے ⅔ مقرر کر رہا ہے حالانکہ قرآن میں فرمایا اللہ کو
مثل حظ الانثیین یعنی لڑکا لڑکی ہوں ایک ایک یا اس سے زیادہ تو بیٹا کو بیٹی سے دوگنا ملے گا مثلاً ایک
بیٹا بیٹی ہیں تو بیٹے کو ⅔ اور بیٹی کو ⅓ ملیگا اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں تو بیٹے کو چہار سہام میں سے دو سہام

[1] اس رسالہ سے مراد رسالہ جلیلہ اسلامی قانون وراثت ہے جو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تصنیف ہے۔

ملیں گے اور ہر ایک لڑکی کو ایک ایک سہم ملے گا۔ اگر میت نے ایک بیوی اور ایک بیٹے کو چھوڑا تو بیوی کو ۱/۸ اور بیٹے کو ۷/۸ ملے گا۔ اگر میت نے دو بیٹے اور ایک دادی چھوڑی تو دادی کو ۱/۶ اور دونوں بیٹوں کو ۵/۶ ملے گا۔ اور اگر میت نے ایک بیٹا اور باپ چھوڑا تو باپ کو ۱/۶ اور بیٹے کو ۵/۶ حصہ ملے گا۔ الغرض بیٹا عصبہ ہے اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی بھی وارث نہ ہو تو کل ترکہ بیٹے کو ملے گا اور اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی وارث ہو تو اس صاحب فرض کو اسکا شرعی مقرر حصہ اسکو دینے کے بعد باقی کل ترکہ بیٹے کو ملے گا مگر مودودی اپنے تخیل سے قرآن وحدیث واجماع امت کے خلاف بیٹے کو ۱/۲ دلا رہا ہے مودودی اور رحیمہ صاحب کا خیالی قانون بلاشبہ اسلامی قانون کے مخالف ہے اور یہ بات فقہاء کرام مجتہدین عظام کا دامن چھوڑنے کی وجہ سے ہے مولیٰ عزوجل ہر مسلمان کو اسلامی قانون کی پابندی کی توفیق عطا فرماتے اور دین اسلام کو ترقی عطا فرماتے اور مسلمانوں کو دین اسلام کی تبلیغ واشاعت دین متین کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

واللہ تعالےٰ ہو الموفق وہو تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

از افادات شیخ المحدثین سند المحققین صدر المدرسین استاذ العلماء تاج العرفاء محدث اعظم حضرت علامہ مولانا حاجی ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اقدس سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے بھائی ہونے کی وجہ سے نبی اکرم رسول محتشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ میں سالے ہیں۔ جب وحی کی کتابت کے لئے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کاتب کی ضرورت محسوس کی تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بابت حضرت سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام سے مشورہ لیا تو انہوں نے عرض کی اِسْتَکْتِبْهُ فَاِنَّهٗ اَمِیْن یارسول اللہ امیر معاویہ کو کاتب وحی بنا لیجئے کیونکہ یہ امانت دار شخص ہے ایک دفعہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری پر آپ کے پیچھے امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی سوار تھے امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پیٹ شریف رسول اقدس

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم نازنین سے مس کر رہا تھا آپ نے اسوقت ان کے لئے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ املاہ حلماً وعلماً یا اللہ معاویہ کے پیٹ کو علم وحلم سے بھر دے آپ نے ان کے لئے یہ دعا بھی فرمائی اللھم علمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب ومکن لہ فی البلاد دعائیہ کلمات میں یہ بھی وارد ہے اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیا واھد ہ واھد یہ ولا تعذبہ۔ یہ بھی مروی ہے کہ رسول اقدس سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کو ارشاد فرمایا انت منی وانا منک تتزاحمنی علی باب الجنۃ کھاتین واشار با صبعیہ الوسطی والتی یلیھا ھذہ الروایا فی السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کے قلب پاک میں رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق ومحبت کا دریا اسقدر موجزن تھا کہ آپ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات میں سے ازار شریف ردائے اقدس۔ قمیص مبارک۔ موئے شریف اور تراشائے ناخن مبارک تھے آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضور کے ازار شریف ردائے مبارک قمیص اقدس میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضاء پر سجدہ کیا جاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک اور تراشۂ ناخن اقدس رکھدئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم پر چھوڑا جائے سوانح کربلا صفحہ ۹۴ سیرہ حلبیہ صفحہ ۲۱۹ جلد ۲ روافض کی بعض کتب معتبرہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کے وصال شریف کا وقت آیا تو آپ نے یزید پلید کو بطور وصیت فرمایا اما حسین پس میدانی نسبت وقرابت او بآنحضرت رسالت واو پارہ تن آنحضرت است واز گوشت دخون آنحضرت پرورده است ومن میدانم کہ البتہ اہل عراق اور ا بسوئے خود خواہند برد و یاری او نخواہند کرد و اور ا تنہا خواہند گذاشت اگر باو ظفر یابی حق حرمت او بشناس ومنزلت وقرابت او را با پیغمبر یاد او را بکرد ہا ئے او موا خذہ ممکن ورد ابطے کہ من باو درایں مدت محکمہ کردہ ام قطع ممکن زنہار کہ باو مکروآسیبے مرساں۔ جلاء العیون صفحہ ۳۸۸۔ ایسے جلیل القدر عظیم المرتبت عاشق رسول صحابی کی شان میں کتب تواریخ کی غلط وبے بنیاد روایات کی بناء پر بعض نا عاقبت اندیش آئے دن اعتراضات کرتے رہتے ہیں انہیں ناپاک اعتراضات وملعون بکواسات کے ازالہ کے لئے آج سے کچھ سال پیشتر حضرت محدّث اعظم پاکستان قدس سرہ نے ایک مبارک تقریر بیان فرمائی تھی جس کے بعض مقدمات کو پیش کیا جارہا ہے۔

پہلا مقدمہ سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم ہدایت کے ستارے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئ مما هم من اختلافهم فهو عندی علی هدی قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم (مشکوٰۃ شریف) یعنی میں نے اپنے رب سے صحابہ کے اپنے بعد اختلاف کے متعلق سوال کیا اللہ تعالے نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق آپ کے صحاب میرے نزدیک آسمان میں ستاروں کی طرح ہیں بعض ان کے بعض سے زیادہ قوت والے ہیں اور ہر ایک کے لئے نور ہے۔ تو جس نے ان کے اختلاف سے کسی چیز پر عمل کیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ یہ حدیث شریف صراحتاً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم اپنے اختلافی مسائل میں ہدایت پر تھے اور حضرت سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اختلاف تھا وہ بھی اس اختلاف میں داخل ہے لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اجتہادی اختلاف ہوا اس میں یہ دونوں حضرات ہدایت پر تھے مگر مولیٰ علی رضی اللہ تعالے عنہ ہدایت میں بہت زیادہ قوی تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے برابر قوی نہ تھے مگر ہدایت پر دونوں تھے دونوں ہدایت کے چمکتے ستارے تھے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روشن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہدایت کے روشن ستارے تھے مگر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے برابر مرتبہ میں نہ تھے تمام صحابہ کرام چونکہ ہدایت کے ستارے ہیں لہذا اللہ تعالے نے سب کے لئے حسنیٰ کا وعدہ فرمایا۔ قرآن مجید میں ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیر (الآیہ) سورۃ حدید پارہ ۲۷

دوسرا مقدمہ:۔ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کا ذکر

شریف صرف بھلائی کے ساتھ کیا جائے ان کے فضائل و مناقب محامد و محاسن اور کمالات کا ذکر کیا جائے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل خیر و صلاح ہیں عادل ہیں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے مقدمات ہیں ان پر اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان کے متعلق بے ادبی کی بات نہ کی جائے فقہ اکبر میں حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ولا تذکر احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا بخیر شیخ المحدثین مولانا محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں تکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر روش اہلسنت وجماعت آں است کہ صحابہ پیغمبر را جز بخیر یاد نکنند و لعن و سب وشتم و اعتراض و انکار بر ایشاں نکنند و بایشاں براہ سوء ادب نروند از جہت نگہداشتن نسبت صحبت بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ورود فضائل و مناقب ایشاں در آیات و احادیث۔ نسیم الریاض میں ہے حدیث لا تتخذوھم غرضا بعدی کی شرح میں فرمایا والمعنی لا تضروھم ولا تطعنوا فیھم باسناد امور قبیحۃ الیھم یعنی اے ایمان والو میرے صحابہ کی طرف ناپسندیدہ باتوں کی نسبت نہ کرو کتاب مذکور میں دوسری جگہ لکھا ہے لا یذکر احد منھم بسوء ای بامر قبیح ولا یغمس علیہ امرای لا یعاب ولا ینتقص فی امر من امور کلا بل یذکر حسناتھم وحمید سیرھم ویسکت عما وراء ذالک کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذکر اصحابی فامسکوا عن الطعن فیھم و ذکرھم بوھم نقصا فیھم ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کی شرح شفا میں ہے ولا یذکر احد منھم بسوء ان اللہ اثنا علیھم فی مواطن کثیرۃ من کتابہ ووصی النبی علیہ الصلوۃ والسلام امتہ فی تعظیم اصحابہ نحو قولہ لا تسبوا اصحابی مع تعمیم قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا تذکروا موتاکم الا بخیر ولانہ من الفواحش المحرمۃ باجماع اھل السنۃ ان احادیث مقدسہ و عبارات اکابر علماء قدست اسرارہم جن آداب کی تعلیم ہے ان آداب کے حقدار رسول اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی صحابہ کی طرح سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں ہم پر لازم ہے کہ ہم باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرح ان کا بھی ادب واحترام پورے طور پر ملحوظ رکھیں اور ان کی ذات ستودہ صفات کے خلاف کسی وقت بھی زبان طعن دراز نہ کریں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہونے کا شرف اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں ان کو ہر امر قبیح سے اور فعل شنیع سے پاک سمجھیں عوام کو ان کی عظمت وفضیلت سے آگاہ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ان کے فضائل و مناقب خصائص ۔

محامد بیان کرتے رہا کریں ان کی نیک سیرت پاک کردار کی تشہیر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی ہے۔

تنبیہ المقدمہ اہلسنت کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ساتھ حسن ظن نہایت ہی ضروری ہے اور لازم ہے کہ ان سے ہر رذیل چیز کی نفی کریں اگر کسی روایت میں کوئی ایسی بات آجائے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی شان رفیع کے خلاف ہو تو ایسی روایت میں تاویل کرنا ضروری ہے اگر تاویل کی کوئی صورت نہو تو اسکا مطلب یہ ہے کہ راوی نے غلط بیان کیا ہے صحابہ کی شان رذیل بات سے بلند و بالا ہے راویوں کی روایات میں کوئی ایسی بات منقول نہیں کہ جس میں صحابی کے شان کے خلاف ذکر ہو اور اگر اس میں تاویل متعذر و ناممکن ہو تو اس منکر کلمے کی حکایت راوی کی غلطی پر محمول کرنا ہے اور ہدایت کے ستارے صحابی کا دامن اس منکریات سے پاک ہے۔ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں ولسنا نقطع بالعصمۃ الا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم و لمن شھد لہ بھا لکنا مامورون بحسن الظن بالصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین ونفی کل رذیلۃ عنہم واذا انسدت طرق تاویلھا نسبنا الکذاب الی رواتھا۔ نیز امام نووی نے اسی میں فرمایا قال العلماء الاحادیث الوردۃ التی فی ظاھرھا دخل علی صحابی یجب تاویلھا قالوا ولا یقع فی روایات الثقات الا مایمکن تاویلہ۔ نسیم الریاض میں ہے ولا مسالک عما شجر بینھم والاضواب عن اخبار المورخین) التی نقلوھا عنھم فانھا تورث تنقیص بعضھم مما نقلوہ رو جھلۃ الرواۃ) الذین رووا قصصا باطلۃ تودی لسوء ظن بھم ر والضلال الشیعۃ والمبتدعین ملا علی قاری کی شرح شفا میں ہے ولاضطراب عن اخبار المورخین) ای عن اقوال ...... فان غالبھم غیر صحیح بل کذب صریح حاشیہ شرح عقائد میں ہے قال ابن دقیق العبد فی عقیدتہ وما نقل فیما شجر بینھم واختلفوا فیہ فمنہ باطل وکذب فلا یلتفت الیہ وماکان صحیحاً اولنا بتاویلات حسنۃ لان الثناء من اللہ سابق وما نقل من الکلام اللاحق محتمل التاویل والمشکوک والموھوم لا یبطل المحقق والمعلوم ھذا۔ لہٰذا کتب سیر و تواریخ میں جو روایات و حکایات صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی شان کے خلاف منقول ہیں اور شرعاً ان میں کوئی تاویل نہیں نکل سکتی تو اہلسنت و جماعت کے نزدیک ایسی روایات و حکایات کا اعتبار نہیں کتب تواریخ میں تو کثرت سے ایسی

بے سروپا غیر معتبر روایتیں ہیں چنانچہ اعلحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب قبلہ بریلوی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اپنے رسالہ جلیلہ منیر العین کے صفحہ ۱۱۲ پر فرمایا۔ بنظر واقع سیر میں بہت اکاذیب واباطیل بھرے ہیں کمالایخفی بہر حال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنون نہیں تو بد مذہبی ضرور ہے بد مذہبی نہیں تو جنون ضرور ہے۔ سیر جن بالائی باتوں کے لئے ہے اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتے ایسی روایات مذکورہ کبھی حیض ونفاس کے مسئلہ میں بھی سننے کے لائق نہیں نہ کہ معاذاللہ ان واہیات ومعضلات وبے سروپا حکایات سے صحابہ کرام حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام پر طعن پیدا کرنا اعتراض نکالنا ان کی شان رفیع میں رخنے ڈالنا کہ اسکا ارتکاب نہ کرے گا مگر گمراہ بد دین مخالف ومضاد حق المبین آجکل کے بد مذہب مریض القلب منافق شعار ان خرافات سیر وخرافات تواریخ وامثالہا سے حضرات عالیہ خلفاء راشدین وام المومنین عائشہ صدیقہ وطلحہ وزبیر ومعاویہ وعمرو ابن العاص ومغیرہ ابن شعبہ وغیرہم اہلبیت وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم کے مطاعن مردودہ اوران کے باہمی مشاجرات میں متوحش ومہمل حکایات بیہودہ جن میں اکثر تو سرے سے کذب واحض اور بہت الحاقات ملعونہ روافض چھانٹ لائے اوران سے قرآن عظیم ارشادات مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم واجماع امت واساطین ملت کا مقابلہ چاہتے ہیں بے علم لوگ انہیں سن کر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں ان کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مہملات کسی ادنیٰ مسلمان کو گنہگار ٹھہرانے کے لئے مسموع نہیں ہو سکتے نہ کہ محبان خدا پر طعن جن کے مدائح تفصیلی خواہ اجمالی سے کلام اللہ وکلام رسول اللہ مالامال ہیں جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں (لایجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال ان ابن ملجم قتل علیا فان ذالک ثبت متواترا) کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام ہے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم شقی خارجی الاشقی الاخیرین نے امیر المومنین مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔ حاش للہ اگر مورخین وامثالہم کی ایسی حکایات ادنیٰ قابل التفات ہوں تو اہلبیت وصحابہ درکنار خود حضرات عالیہ انبیاء ومرسلین وملئکہ مقربین صلوات اللہ تعالٰے وسلامہ علیہم اجمعین سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے کہ ان مہملات مخذولہ سے حضرات سعادتنا ومولانا آدم صفی اللہ داؤد خلیفۃ اللہ وسلیمان نبی اللہ ویوسف رسول اللہ سے سید المرسلین حضرت محمد حبیب اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیہم تک سب کے بارہ میں وہ وہ ناپاک بیہودہ

حکایات موحشہ نقل کی ہیں کہ اگر اپنے ظاہر پر تسلیم کی جائیں تو معاذ اللہ اصل ایمان کو رد بیٹھنا ہے ان ہولناک اباطیل کے بعض تفصیل مع رد جلیل کتاب مستطاب شفا شریف قاضی عیاض اور اسکے شروح وغیرہا سے ظاہر لاجرم ائمہ ملت وناصحان امت نے تصریحیں فرمائیں کہ ان جہال وضلال کے مہملات اور سیر وتواریخ کی حکایات پر ہرگز کان نہ رکھا جائے شفا وشرح شفا مواہب وشرح مواہب ومدارج شیخ محقق میں بالاتفاق فرمایا ہے میں صرف مدارج النبوۃ سے نقل کروں کہ عبارت فارسی ترجمہ سے غنی اور کلمات ائمہ مذکورین کا خود ترجمہ ہے۔ فرماتے ہیں از توقیر وبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توقیر اصحاب وبر ایشاں است وحسن ثنا ورعایت ادب بایشاں ودعا واستغفار مر ایشاں را وحق است مر کسے راکہ ثنا کردہ حق تعالی بروے وراضی است ازوے کہ ثنا کردہ شود بروے وسب وطعن ایشاں اگر مخالف ادلہ قطعیہ است کفر است والا بدعت وفسق وہمچنیں امساک وکف نفس از ذکر اختلاف ومنازعات ووقائع کہ میان ایشاں شدہ وگذشتہ است واعراض واضراب از اخبار مورخین وجہلہ رواۃ وضلال شیعہ وغلاۃ ایشاں ومبتدعین کہ ذکر قوادح وزلات ایشاں کنند کہ اکثر آں کذب وافتراء است وطلب کردن درآنچہ نقل کردہ شدہ است از ایشاں از مشاجرات ومحاربات احسن تاویلات واصوب مخارج وعدم ذکر ہیچ یکے از ایشاں بہ بدی وعیب بلکہ ذکر حسنات وفضائل وحمائد صفات از ایشاں از جہت آنکہ صحبت ایشاں با آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقینی است وماوراء آں ظنی است وکافی است دریں باب کہ حق تعالی برگزیدہ ایشاں را برائے صحبت حبیب خود صلی اللہ تعالی علیہ وسلم طریقہ اہلسنت وجماعت دریں باب ایں است در عقائد نوشتہ اند لا نذکر احدا منہم الا بخیر وآیات واحادیث کہ در فضائل صحابہ عموما وخصوصا واقع شدہ است دریں باب کافی است اھ مختصرا امام محقق سنوسی علامہ تلمسانی پھر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں ما نقلہ المورخون قلۃ حیاء ادب مورخین کی نقلیں قلت حیاء ادب سے ہیں امام اجل ثقہ ثبت حافظ متقن قدوہ یحیی بن سعید قطان نے کہ اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں عبد اللہ قواریری سے پوچھا کہاں جاتے ہو کہا وہب بن جریر کے پاس سیر لکھنے کو۔ فرمایا تکتب کذبا کثیرا بہت سا جھوٹ لکھو گے۔ ذکرہ فی المیزان۔ تفصیل اس بحث کی ان رسائل فقیر سے لی جائے کہ مسئلہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ میں تصنیف کئے یہاں شاہ عبد العزیز صاحب کی ایک عبارت تحفہ اثنا عشریہ سے یاد رکھنے کی ہے مطاعن افضل الصدیقین رضی اللہ تعالی عنہ

سے طعن سوم تخلف جیش اسامہ رضی اللہ تعالے عنہ کی رد میں فرماتے ہیں جملہ لعن اللہ من تخلف عنہا ہرگز در کتب اہلسنت موجود نیست قال الشہرستانی فی الملل والنحل ان ھذہ الجملہ موضوعۃ ومفتراۃ بعضے فارسی نویساں کہ خود را محدثین اہلسنت شمردہ اند در سیر خود ایں جملہ را آوردہ برائے الزام اہلسنت کفایت نمیکند زیراکہ اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحۃ وحدیث بے سند نزد ایشاں شترے مہارا ست کہ اصلاً گوش بآں نے نہند۔ اسی رسالہ جلیلہ کے صفحہ ۱۲ کے حاشیہ پر فرمایا مسئلہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کی تحقیق وتنقیح فقیر کے رسالہ البشری العاجلہ من تحف آجلہ ورسالہ الاحادیث الروایہ لمدح الامیر معاویہ ورسالہ عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام ورسالہ ذب الاہواء الواہیہ فی باب الامیر معاویہ وغیرہا میں ہے الخ اللہ اللہ اعلحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالے عنہ کی قوت علمیہ اور جوش ایمانی دیکھئے کہ صحابہ کرام خصوصاً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کی عظمت شان اور ان سے مطاعن کے رد میں کتنے رسالے تصنیف فرماتے ہیں واقعی　شعر

جس سمت آ گئے ہیں سکے بٹھا دیتے ہیں

جزاہم اللہ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء۔ علامہ نووی علیہ الرحمۃ شرح مسلم جلد ثانی میں فرماتے ہیں ومنہا ما قالہ القاضی وغیرہ ان الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم منزھون من النقائص فی الخلق والخلق سالمون من العاھات والمعائب قالوا ولا التفات الی ما قالہ من لا تحقیق لہ من اھل التاریخ فی اضافۃ بعض العاھات الی بعضھم بل نزھھم اللہ تعالیٰ من کل عیب وکل ما یغضون او ینفر القلوب حاصل یہ ہے کہ تاریخی روایتیں بے سروپا حکایتیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کے خلاف قطعاً قابل اعتبار نہیں اہلسنت وجماعت کا یہ مسلک ہے۔

چوتھا مقدمہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم میں سے ہر صحابی عادل ہے۔ نبراس میں ہے فان المذہب عندنا ان اصحاب الجمل والصفین عدول لانہم اما مجتہدون واما المقلدون لہما اور نبراس میں دوسرے مقام پر ہے قال اھل السنۃ کان الحق مع علی رضی اللہ عنہ وان من حاربہ لخطئی فی الاجتہاد فہو معذور وان کلا من الفریقین عادل صالح ولا یجوز الطعن فی احد منہم للاحادیث المشہورۃ فی مدح الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم والنہی عن سبہم وھذا ھو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال الصواعق المحرقہ میں ہے اعلم ان الذی اجمع علیہ

اھل السنة والجماعت انہ یجب علی کل مسلم تزکیۃ جمیع الصحابۃ باثبات العدالۃ لھم والکف عن الطعن فیھم والثناء علیھم آپس میں جو بعض صحابہ کا اختلاف ہوا تو وہ غرض دنیوی اور حظ نفسانی کی بنا پر نہ تھا عناد کے سبب سے نہ تھا نیز اصول میں قطعاً اختلاف نہ تھا بلکہ بعض فروعی مسائل میں تھا صحابہ کرام وائمہ عظام رضی اللہ تعالے عنہم کا فروع میں اختلاف رحمت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا اختلاف امتی رحمۃ او کما قال اور صحابہ کرام تو مقتدیات دینی ہیں ان کا جو اختلاف اجتہادی ہے وہ بھی رحمت ہے اور جو اجتہادی نہیں وہ بھی رحمت ہے اسلئے کہ ان کا اختلاف عناد وفساد کی غرض سے نہ تھا بلکہ تاویل شرعی سے تھا اس اختلاف کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم عدالت وہدایت پر تھے امیر المومنین مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ اور جتنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم ان دونوں کے ساتھ تھے سب کے سب بلا استثناء قبل اختلاف اور وقت اختلاف اور بعد اختلاف ہدایت وصداقت پر تھے شرح فقہ اکبر میں ہے ولا تذکر الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم ای مجتمعین ومنفردین الا بخیر یعنی وان صدر من بعضھم بعض ما فی صورۃ شر فانہ اما کان عن اجتھاد ولم یکن علی وجہ فساد من اصرار وعناد بل کان رجوعھم عنہ الی خیر معاد بناء علی حسن الظن بھم لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا ذکر اصحابی فامسکوا ولذالک ذھب العلماء الی ان الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم کلھم عدول قبل فتنۃ عثمان وعلی رضی اللہ تعالی عنھما وکذا بعدھا ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم رواہ الدارمی وابن عدی وغیرھما شرح عقاید میں ہے وما وقع بینھم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل وتاویلات مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر مرقاۃ سے منقول ہے وفیہ ان اختلاف الائمۃ رحمۃ الامۃ قال الطیبی المراد بہ اختلاف فی الفروع لا فی الاصول نیز اسی میں ہے واما معاویۃ فھو من العدول الفضلاء الصحابۃ الاخیار والحروب التی جرت بینھم کانت لکل طائفۃ مشبھۃ اعتقدت تصویب انفسھا بسببھا وکلھم متاولون فی حروبھا ولم یخرج بذالک احد منھم من العدالۃ لانھم مجتھدون اختلفوا فی مسائل کما اختلف المجتھدون بعضھم فی مسائل ولا یلزم من ذالک نقص احد منھم علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں واما علی رضی اللہ عنہ فخلافتہ صحیحۃ بالاجماع وکان ھو الخلیفۃ فی وقتہ لاخلافۃ لغیرہ واما

معاویۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فھومن العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم کی کمال عدالت وقبول شہادت وتسلیم روایت پر اجماع و اتفاق نقل فرمایا شرح مسلم میں ہے فکلھم معذورون رضی اللہ تعالٰی عنھم ولھذا اتفق اھل الحق ومن یعتد بہ فی الاجماع علی قبول شھاداتھم ورو اياتھم وكمال عدالتھم رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین شرح عقاید میں فرمایا کہ یہ اختلاف اجتہاد میں خطا کی وجہ سے تھا اسکے حاشیہ پر ملا عصام نے فرمایا والمقصود منہ دفع الطعن من معاویۃ ومن تبعہ من الاصحاب وعن طلحۃ وزبیر وعائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم فان الواجب حسن الظن باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعتقاد برائتھم عن مخالفۃ الحق فانھم اسوۃ اسفل الدین ومدار معرفۃ الحق و الیقین نسیم الریاض شرح شفا میں ہے فی اصحابی کلھم خیر کی شرح میں فرمایا فکلھم علماء عدول کما فی حدیث خیر القرون قرنی ثم وثم وھذا سبب ما حکاہ امام الحرمین رحمہ اللہ تعالٰی من الاجماع علی عدالتھم کلھم صغیرھم وکبیرھم فلا یجوز الاعتقاد علیھم بما صدر عن بعضھم لما ادعی علیہ اجتہادلما اوجب القطع بانھم خیر الناس بعد النبیین والمرسلین نیز اسی میں ہے وبالجملۃ فکلھم عدول مطلقا صغیرھم وکبیرھم پھر اسی صفحہ پر فرمایا وان یلتمس لھم فیما نقل عنھم من مثل ذلک فیما کان بینھم من الفتن کما وقع بین علی ومعاویۃ رضی اللہ عنھما واحسن التاویلات والمحامل لانھا امور وقعت باجتہاد منھم لا لاغراض نفسانیۃ ومطامع دنیویۃ کما یظنہ جھلۃ (ویخرج اصوب المخارج) بان یحملہ علی امر محمود ولولہ بما یخرج عن عدلا من المعائب الی الحاقہ بالمحاسن (اذھم اھل ذلک) ای مستحقون بان یحمل ما صدر منھم علی امور حسنۃ محمودۃ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی کا ارشاد ہے کہ حضرت مولٰی علی شیر خدا رضی اللہ تعالٰے عنہ کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا وسیدنا طلحہ وسیدنا زبیر وسیدنا معاویہ وسیدنا عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالٰے عنہم کی جو لڑائیاں ہوئیں ان سب میں مولٰی علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور یہ حضرات خطا پر لیکن وہ خطا عنادی نہ تھی بلکہ خطا اجتہادی تھی۔ مجتہد کو اس خطا اجتہادی پر بھی ثواب ملتا ہے ہم کو تمام صحابہ رضی اللہ تعالٰے عنہم کے ساتھ محبت رکھنے ان سب کی تعظیم کرنے کا حکم ہے جو کسی صحابی کے ساتھ بغض وعداوت

رکھے وہ بدمذہب ہے۔ مکتوب ۲۶۹ جلد اول صفحہ ۳۲۲ منقول از ارشادات۔ ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم سے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالے عنہ کے مقابلہ میں خطاء اجتہادی ہوئی اس اختلاف کے وقت بھی یہ سب صحابہ عادل تھے۔

پانچواں مقدمہ

اہلسنت وجماعت کے نزدیک مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے اور کبھی مخطی بھی اور مذہب مختار یہ ہے کہ مجتہد کو ہر صورت میں اجر ملتا ہے خواہ اسکا اجتہاد صحیح ہو خواہ اس میں خطا ہو جسکا اجتہاد صحیح ہوا اسکو دو اجر ملتے ہیں اور جس کے اجتہاد میں خطا ہوا اسکو ایک اجر ملتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے جسکا اجتہاد صواب ہوا اسکو دس نیکیاں ملتی ہیں اور جس کے اجتہاد میں خطا ہوا اسکو ایک نیکی ملتی ہے بہرحال تحقیق یہ ہے کہ خطا اجتہادی کرنے والا بھی اجر و ثواب پانے والا ہے گنہگار ہرگز نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان شرعاً جس فعل کا مکلف ہو شریعت کے موافق اس فعل کے کرنے سے انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے۔ مجتہد مسئلہ اجتہادی میں اجتہاد کرنے کا مکلف ہے مجتہد نے حسب استطاعت اجتہاد کیا تو شرعاً اس حیثیت سے وہ اجر کا مستحق ہے خواہ اجتہاد صواب ہو یا خطا اسی لئے کتب عقائد و اصول میں ہے کہ جس مجتہد سے خطا اجتہادی واقع ہو وہ بھی ابتداءً مصیب ہے اسکا طرز استخراج مسئلہ صحیح ہے چنانچہ سرکار غوث اعظم قطب الاقطاب حضرت شیخ الشیوخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ غنیۃ الطالبین میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جماعت اور حضرت امیر معاویہ اور ان کی جماعت رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا کل ذھب الی تاویل صحیح اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مجتہد سے اگرچہ خطا ہو مگر اس کی تاویل کو صحیح کہا جائیگا اور مجتہد کا عمل اجتہاد صحیح و ثواب ہے اگرچہ انتہاءً خطا ہو سبحان اللہ اولیاء کے سرتاج حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کے متعلق کیسا ادب فرمایا کہ ان کے اجتہادی اختلاف کو ایک ہی عنوان سے تعبیر فرمایا یعنی ہر ایک کی تاویل کو صحیح فرمایا اور یہی شیوہ اکثر محققین کا ہے۔ کہ مسئلہ اجتہادیہ میں ہر مجتہد کو حق پر جانتے ہیں اگرچہ مصیب کو ابتداء و انتہا کے اعتبار سے حق پر سمجھتے ہیں اور مخطی کو ابتداء کے اعتبار سے حق پر جانتے ہیں مگر مجتہد کے متعلق حق پر ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں امام مازری سے منقول ہے ان من قال ان الحق فی طرفین قول اکثر اھل التحقیق من الفقہاء والمتکلمین وھو مروی عن الائمۃ الاربعۃ وان حکی عن کل اختلاف فیہ اور عقائد

نسفی میں ہے المجتہد قد یخطی ویصیب اس کی شرح میں ہے المختار ان الحکم معین وعلیہ دلیل
ظنی ان وجدہ المجتہد اصاب وان فقدہ اخطا والمجتہد غیر مکلف باصابتہ لغموضہ
وخفائہ فلذالک کان المخطی معذورا بل ماجورا فلا خلاف علی ھذا المذھب فی ان المخطی
لیس بآثم نبراسی میں ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اصبت فلک عشر حسنات وان
اخطات فلک حسنۃ واحدۃ فی حدیث اخرجعل للمصیب اجرین وللمخطی اجرا واحد
فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے وکلھم متاول ماجور انشاء اللہ فالقاتل والمقتول فی النار اذا کان
القاتل منھما بغیر تاویل سائغ اما اذا کان صحابیین فامرھما عن اجتھاد وظن لہ صلاح الدین
فالمصیب منھما لہ اجران والمخطی لہ اجرا نبراسی میں ہے واتفق اھل السنۃ علیٰ وجوب منع
الطعن علی احد من الصحابۃ بسبب ماوقع لھم من ذٰلک ولو عرف المحق منھم لانھم
لم یقاتلوا فی تلک الحروب الا عن اجتھاد وقد عفا اللہ تعالیٰ عن المخطی فی الاجتھاد بل ثبت
انہ یوجر اجرا واحدا وان المصیب یوجر اجرین اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد اول میں ہے
والحق الذی علیہ اھل السنۃ الامساک عما شجر بین الصحابۃ وحسن الظن بھم والتاویل
لھم وانھم مجتھدون متاولون لم یقصدوا معصیۃ ولا محض الدنیا فمنھم المخطی فی اجتھادہٖ
والمصیب وقد رفع اللہ الحرج عن المجتھد المخطی فی الفروع وضعف اجر المصیب وتوقف
الطبری وغیرہ فی تعین المحق منھم وصرح بہ الجمھور وقالوا ان علیا رضی اللہ عنہ واشیاعہ کانوا
مصیبین اذا کان احق الناس بھا وافضل من علی وجہ الدنیا حینئذ نبراسی میں ہے امااذا
اجتھد وظن الصلاح فیہ فھما ماجوران مثابان من اصاب فلہ اجران ومن اخطا فلہ
اجر وما وقع بین الصحابۃ ھو من ھٰذا القسم فالحدیث لیس عاما ومنھا ماقیل لم منع
ابوبکرۃ الاحنف منہ ولم امتنع بنفسہ منہ واجیب بان ذٰلک ایضا اجتھادی فکان یودی
اجتھادہ الی الامتناع والمنع فھو ایضا مثاب فی ذٰلک نیز فتح الباری میں ہے وذھب جمھور
اھل السنۃ الی التصویب من قاتل مع علی رضی اللہ عنہ لامتثال قولہ تعالیٰ وان طائفتٰن من
المومنین اقتتلوا الایۃ ففیھا الامر بقتال الفئۃِ الباغیۃ وقد ثبت ان من قاتل علیا کانوا البغاۃ
وھؤلاء مع ھذا التصویب متفقون علی انہ لایذم واحد من ھؤلاء بل یقولون اجتھدوا

فاخطاوا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کا اختلاف حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالٰے عنہ سے اجتہاد کی بنا پر تھا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ چونکہ حق پر تھے اور مجتہد مصیب تھے اس لئے آپ دوہرے اجر کے مستحق ہیں اور آپ کے لئے اس اجتہاد حسن میں دس نیکیاں ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰے عنہ چونکہ خطا اجتہادی پر ہے لہٰذا آپ اس خطا اجتہادی میں ایک اجر اور ایک نیکی کے مستحق ہیں جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰے عنہ اس خطا اجتہادی میں اجر و نیکی کے مستحق نہ تھے وہ غلطی پر ہے اور اسکا قول منکر یعنی قابل انکار ہے خطا اجتہادی کی صورت میں بھی چونکہ مجتہد کو اجر و ثواب ملتا ہے لہٰذا اجتہاد میں خطا کرنے والے کو گمراہ نہیں کہا جائے گا بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جائے گا شرح فقہ اکبر میں ہے والمخطی فی الاجتہاد لا یضلل ولا یفسق علیہ وعلیہ الاعتماد نیز اس میں ہے ثم کان معاویۃ مخطیا الا انہ فعل ما فعل عن تاویل فلم یصر بہ فاسقا اس تقریر سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گمراہ تو درکنار فاسق بھی نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ جلیل القدر مجتہد صحابی ہیں رضی اللہ تعالٰے عنہ وارضاہ عنا اللہ تعالٰے ہم اہلسنت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم کی شان میں ادب سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ خطا اجتہادی کی بنا پر جو شخص کسی مجتہد پر اعتراض کرے وہ سخت غلطی پر ہے۔

چھٹا مقدمہ مجتہد مصیب کی دلیل جو صواب کی طرف موصل ہے اگر وہ دلیل بین و واضح ہو تو اس صورت میں مجتہد مخطی قابل عتاب ہے کہ اس نے اجتہاد میں زیادہ کوشش نہ کی تنقیح و توضیح میں ہے المخطی فی الاجتہاد لا یعاتب الا ان تکون طریق الصواب بینا تلویح میں ہے ولا ینتسب الی الضلال بل یکون معذورا و ماجورا اذ لیس علیہ الا بذل الوسع وقد فعل فلم ینل الحق لخفاء دلیلہ الا ان یکون الدلیل الموصل الی الصواب بینا فاخطا المجتہد لتقصیر منہ وترک مبالغۃ فی الاجتہاد فانہ یعاتب اور اگر ایسا ہو کہ دلیل صواب ظاہر نہیں ہے بلکہ خفی ہے تو اس صورت میں مجتہد مخطی ہرگز قابل عتاب بھی نہیں اس میں شک نہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ مسئلہ متنازعہ میں ہر طرح حق پر تھے اور آپ کے مقابل صحابہ رضی اللہ تعالٰے عنہم سے ایک اعتبار سے خطا اجتہادی واقع ہوئی مگر وہ اس خطا اجتہادی کی وجہ سے ہرگز قابل عتاب نہیں کیونکہ دلیل صواب بین واضح نہ تھی بلکہ حقیقی تھی مگر مولیٰ علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالٰے عنہ نے عقل و نقل سے اس

دلیل خفی کو جان لیا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے مظاھر الدلالة توجب القصاص علی قتل العمد واستیصال شان من تصدی دما مام المسلمین بالاراقة علی وجه الفساد فاما الوقوف علی الحاق التاویل الفاسد بالصحیح فی حق البطال المواخذ لا فهو علم خفی فان به علی رضی الله تعالیٰ عنه کما ورد عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم انه قال له انك تقاتل علی التاویل کما تقاتل علی التنزیل ثم قال قتاله علی التنزیل حق وکذا قتاله علی التاویل حق۔ نووی شرح مسلم میں ہے واعلم ان سبب تلك الحروب ان القضایا کانت مشتبهة فلشدة اشتباهها اختلف اجتهادهم وصاروا ثلثة اقسام ...... فکلهم معذورون رضی الله تعالیٰ عنهم۔ اس مقدمہ سے یہ واضح ہوگیا کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما بلکہ جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مسائل اجتہادیہ میں اختلاف تھا وہ سب کے سب عادل ہیں اور اجر و ثواب کے مستحق ہیں اجتہادی مسائل کی وجہ سے انکی عدالت میں ہرگز کوئی فرق نہیں آتا بلکہ جن سے خطا اجتہادی واقع ہو وہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں نہ کہ عتاب کے۔

ساتواں مقدمہ

حضرت علی شیر خدا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما میں اختلاف کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی تین جماعتیں تھیں ایک جماعت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ تھی دوسری جماعت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ تھی تیسری جماعت دونوں جماعتوں سے علیحدہ تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی تینوں جماعتوں میں مجتہدین تھے۔ پہلی جماعت کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا اجتہاد تھا کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے مقابل خطا پر اور دوسری جماعت کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجتہاد تھا کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے مقابل خطا پر اور تیسری جماعت کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے توقف کیا کیونکہ ان کے اجتہاد نے اس مسئلہ میں دونوں جماعتوں میں سے کسی جماعت کے حق پر ہونے کا اسوقت فیصلہ نہیں کیا ان کے نزدیک یہ امر نہایت مشکل تھا لہذا تیسری جماعت دونوں جماعتوں سے علیحدہ رہی اور اس جماعت نے فرمایا کہ قتال کے معاملہ میں دونوں جماعتوں میں سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔ اور حقیقت یہ کہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ان کی جماعت حق پر تھے باقی دونوں جماعتوں نے وہ کیا جس کے وہ مکلف تھے خدا عزوجل کی شان رحیمی دیکھو کہ اسکے

پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی یہ تینوں جماعتیں آپس میں اجتہاد کی وجہ مخالف ہیں مگر تینوں اجر و ثواب کی مستحق ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی یہ تینوں جماعتیں بلاشبہ جنتی ہیں اور تینوں ہدایت وعدالت پر ہیں۔ نووی شرح مسلم میں ہے واعلم ان سبب تلک الحروب ان القضایا کانت مشتبھة فلشدة اشتباھھا اختلف اجتھادھم وصاروا ثلثة اقسام قسم ظھر لھم بالاجتھاد ان الحق فی ھذا الطرف وان مخالفه باغ فوجب علیھم نصرته وقتال الباغی علیه فیما اعتقدوه ففعلوا ذالک ولم یکن یحل لمن ھذه صفته التاخر عن مساعدة امام العدل فی قتال البغاة فی اعتقاده وقسم عسکر ھؤلاء ظھر لھم بالاجتھاد ان الحق فی الطرف الاخر فوجب علیھم مساعدته وقتال الباغی علیه وقسم ثالث اشتبھت علیھم القضیة وتحیروا فیھا ولم یظھر لھم ترجیح احد الطرفین فاعتزلوا الفریقین وکان ھذا الاعتزال ھو الواجب فی حقھم لانه لا یحل الاقدام علی قتال مسلم حتی یظھر انه مستحق لذالک ولو ظھر ھؤلاء رجحان احد الطرفین وان الحق معه لما جاز لھم التاخر عن نصرته فی قتال البغاة علیه فکلھم معذورون رضی اللہ تعالیٰ عنھم ولھذا اتفق اھل الحق ومن یعتد به فی الاجماع علی قبول شھاداتھم ورواياتھم وکمال عدالتھم رضی اللہ عنھم اجمعین۔ بخاری شریف میں حدیث مرفوع ہے اذا تواجھا المسلمان بسیفیھما فکلاھما من اھل النار وقیل ھذا القاتل فما بال المقتول فقال انه قد اراد قتل صاحبه اس کے حاشیہ پر کواکب الدراری شرح بخاری سے منقول ہے فان قلت علی ومعاویة کلاھما کانا مجتھدا غایة ما فی الباب ان معاویة کان مخطاء فی اجتھاده وله اجر واحد وقد کان لعلی اجران قلت المراد بما فی الحدیث المتواجھان بلا دلیل من الاجتھاد ونحوه نیز اس میں ہے ثم ان الدماء التی جرت بین الصحابة لیست بداخلة فی ھذا الوعید اذ کانوا مجتھدین فیھا وکان اعتقاد کل طائفه انه علی الحق وخصمه علی خلافه ووجب علیه قتاله امرجمع الی امر اللہ لکن علیا کان مصیبا فی اجتھاده وخصومه کانوا علی الخطاء ومع ذلک کانوا ماجورین فیه اجرا واحدا رضی اللہ عنھما اجمعین واما من امتنع ومنع فذالک لان اجتھاده لم یود الی ظھور الحق عنده کان الامر مشکلا عنده لا ذرای التوقف فیه خیرا۔ فالقاتل والمقتول فی النار اذا کان القاتل

منهما بغیر تاویل سائغ اما اذا کان محاربیین فامرهما عن اجتهاد و ظن الاصلاح الدین فالمصیب منهما له اجران وللمخطی اجر۔ اس مقدمہ سے ظاہر ہے کہ واقع جمل وصفین میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جو تین جماعتیں تھیں وہ تینوں جماعتیں اپنے اپنے اجتہادات کی بناء پر مستحق اجر و ثواب تھیں یہ ہی مسلک حق ہے اور اسی پر جمہور اہلسنت کا اتفاق ہے۔

آٹھواں مقدمہ

مجتہد جب دلیل میں نظر و فکر کرتا ہے اور اسکو اس نظر و فکر سے جب حکم شرعی کا گمان غالب حاصل ہوتا ہے تو مجتہد کے ذمے اس حکم پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اس لئے کہ اسکے نزدیک وہی حکم شرعی ہے اسی وجہ سے ایک مجتہد کو حکم اجتہادی میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔ فاضل سیالکوٹی حاشیہ خیالی میں فرماتے ہیں وذالک لان المجتهد اذا نظر فی دلیل ظنی وحصل له ظن بحکم یجب له العمل بذالک قطعاً اسی میں ہے اما الاولی فلانعقاد الاجماع علی ان الحکم المظنون الذی ردی الیه رای المجتهد یجب العمل علیه قطعاً وکثرت الاخبار فی ذالک حتی صارت متواترة المعنی تلویح میں ہے انا لانسلم ان المجتهد مکلف باصابة الحق بل هو مکلف بالاجتهاد ضرورة انه لایجوز التقلید والاجتهاد حق نظرا الی رعایة شرائط لبقدر الوسع سواء ادی الی ما هو حق عند الله تعالیٰ او خطاء والتکلیف بها لیفید الاجر ووجوب العمل بموجبه فلا یلزم عبث نیز اسی میں ہے انه یجب علی المجتهد العمل باجتهاده ویحرم تقلید غیره بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سوال کے جواب میں فرمایا والله لاقتلن من فرق بین الصلوة والزکوٰة الخ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا فعرفت انه الحق یعنی میں نے جان لیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحیح استدلال سے قتال کے متعلق جو رائے قائم کی ہے وہ حق ہے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تقلید کی ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجتہد ہیں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی مجتہد ہیں ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی شرعاً تقلید نہیں کرتا بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اجتہاد اس بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اجتہاد کے موافق ہوا اجتہاد میں موافقت اور چیز ہے اور مجتہد کے

اجتہاد کی تقلید کرنا اور چیز ہے۔ ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے بما ظھر من الدلیل الذی اقامه الصدیق نصا اقامة الحجة لا انه قلده فی ذالک لان المجتهد لا یقلد مجتهدا انیز ارشاد الساری میں دوسری جگہ فرمایا نعرفت من صحة احتجاجه لا انه قلده فی ذالک لان المجتهد لا یقلد مجتهدا پھر مجتہد کی تقلید سب مسلمانوں پر لازم نہیں ہے بلکہ جو اس مجتہد کا مقلد ہے اس پر اس مجتہد کی پیروی لازم ہے شرح مواقف میں ہے ویخرج المجتهد اذلا یجب اتباعه علی الامة کافة بل علی من قلده خاصة اس سے ظاہر ہو گیا کہ اگر ایک مجتہد کو اپنی خطا اجتہادی کا علم ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی خطا سے رجوع کرے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا مجتہد کہ جس کے اجتہاد کے ساتھ اسکا اجتہاد موافق تھا وہ بھی اپنے اجتہاد سے رجوع کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دوسر مجتہد کے نزدیک اجتہاد سابق ہی صحیح ہے اور اس پر طریق صواب ظاہر نہیں ہوا مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کا مکلف ہے نہ کہ دوسرے مجتہد کی تقلید کا اور نہ دوسرے مجتہد کے اجتہاد سے رجوع کا بعض صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا اجتہاد پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اجتہاد کے موافق تھا لہذا اسوقت وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ساتھ دینے پر کامت تھے اور اور بعد میں جب کسی دلیل شرعی سے ان کے اجتہاد سابق میں تبدیلی ہوئی تو انہوں نے اپنے اجتہاد سابق سے رجوع کیا اور دوسرے حکم شرعی پر عمل کیا اور ان پر یہی لازم تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اجتہاد سابق پر اسوقت تک قائم رہے جب تک کہ ان کے نزدیک کوئی دلیل ان کے اجتہاد کے خلاف ثابت نہ ہوئی حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے رجوع سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے رجوع پر مطلقاً انکار کرنا قلت تدبر پہ مبنی ہے ہاں مجتہد کے رجوع سے اسکا مقلد رجوع کرے گا مگر مجتہد کے رجوع سے دوسرے مجتہد کا رجوع لازم نہیں ھکذا ینبغی ان یفھم المقام۔

نانواں مقدمہ ایک مجتہد اگر دوسرے مجتہد کی خطا اجتہادی بیان کرے تو مقلد کو مجتہد مخطی پر انکار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم بعض اجتہادی فرعی مسائل میں ایک دوسرے کی خطا بیان کرتے مگر ہم اہلسنت وجماعت کے نزدیک بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم عادل ہیں ہدایت کے ستارے ہیں ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ان کے اجتہاد شرعی پر انکار

کریں اسی طرح ائمہ مجتہدین کا آپس میں بعض مسائل فرعیہ میں اختلاف ہے ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام پر خطا اجتہادی کی وجہ سے انکار کرنے کا حق نہیں حنفی امام شافعی پر انکار نہیں کر سکتا اسی طرح کوئی شافعی امام اعظم پر انکار نہیں کر سکتا بلکہ چاروں اماموں مجتہدوں میں سے ایک امام کا مقلد دیگر آئمہ پر انکار کا حق نہیں رکھتا بعض صحابہ نے جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کے اجتہاد پر انکار فرمایا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اجتہاد انکار کرنے والے صحابی کے گمان میں طریق بین و دلیل واضح کے خلاف تھا اگرچہ جن کے اجتہاد پر انکار کیا ہے ان کے نزدیک دلیل بین کے خلاف نہ ہو تو وہ انکار تاویل پر مبنی تھا۔ شرح عقائد میں ہے وما وقع بینهم من المنازعات والمحاربات فله محامل وتاویلات تلویح میں ہے وما نقل من طعن السلف بعضهم علی بعض فی مسائلهم الاجتهادیة کان مبنیا علی ان طریق الصواب بین فی زعم الطاعن تو سلف کے ایک دوسرے پر بعض مسائل میں انکار کرنے کو اپنے لئے طعن کی سند بنانا جمہور اہلسنت کے مسلک سے ناواقفیت کی بناء پر ہے ہم پر تو لازم ہے کہ ہم تمام صحابہ کرام کے متعلق حسن عقیدت رکھیں اور ان پر کسی مسئلہ اختلافی میں ہرگز ہرگز طعن و انکار نہ کریں بلکہ ان کا ذکر پاک خیر ہی کے ساتھ کریں جیسا کہ کتب عقائد و شروح احادیث میں مذکور ہے دیکھئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری صحابی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے فرمایا انک امرء فیک جاهلیة مگر اس سے ہم کو ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالٰے عنہ کے متعلق اس لفظ کی نسبت کریں انسان سے بعض افعال ایسے صادر ہوتے ہیں کہ جو حقیقت معصیت و منکر ہوتے اور بعض افعال ایسے صادر ہوتے ہیں کہ جو حقیقت میں معصیت و منکر نہیں ہوتے مگر بظاہر معصیت و منکر کی صورت میں ہوتے ہیں لہذا ایسے افعال کو کبھی معصیت و منکر کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ حقیقۃً وہ افعال نہ معصیت ہوتے ہیں نہ منکر جیسا کہ روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اس صورت میں کھانا پینا روزہ دار کے لئے نہ معصیت ہے نہ منکر۔ اور اگر روزہ دار قصداً کھا پی لے تو اس کا یہ فعل معصیت و منکر ہے حالانکہ دونوں حالتوں کے فعل کی صورت ایک ہے مگر قصد اور عدم قصد کی وجہ سے معصیت ہونے اور معصیت نہ ہونے کا نتیجہ مرتب ہوا حضرت سیدنا خلیفۃ اللہ ابو البشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھول کر شجرہ ممنوعہ سے کھایا اور قرآن پاک میں فرمایا عصی آدم ربه فغوی حالانکہ یہ حقیقۃً معصیت نہیں ہے صورت صورت معصیت کی ہے اس لئے سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو عاصی

وغادی کہنا شرعاً جائز نہیں بلکہ کفر ہے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے حکم خداوندی سے نابالغ بچے کو قتل کر
دیا تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے اس فعل کو منکر فرمایا لقد جئت
شیئاً نکرا حالانکہ حضر علیہ السلام کا وہ فعل حکم خداوندی کے عین موافق تھا مگر چونکہ فعل بظاہر فعل منکر کی صورت
میں تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو منکر فرمایا حضرت خضر علیہ السلام نے وہ کیا جس کے وہ مامور مکلف
تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ فرمایا جسکے وہ مکلف تھے یہ یقینی بات ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام
ہدایت پر تھے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یقیناً ہدایت پر تھے کہ وہ رسول معصوم ہیں
صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم ومجتہدین عظام بلاشبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں لہٰذا ان
حضرات کے درمیان جو فرعی مسائل میں اختلاف ہے تو اس صورت میں بعض صحابہ بعض کا تخطیہ کریں
ایک دوسرے کے اجتہاد کو منکر فرمائیں تو اسکے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ اجتہاد من کل الوجوہ منکر ہے
بلکہ ایک مجتہد کے اعتبار سے منکر ہے اور دوسرے مجتہد کے اعتبار سے منکر نہیں اور یوں بھی کہہ سکتے
ہیں کہ وہ صورۃً منکر ہے جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا وان صدر من بعضھم لبعض ما فی صورۃ
شتم الخ مجتہد نفس الامر کا مکلف ہی نہیں یہ اور بات ہے کہ جسکا اجتہاد صحیح ہے وہ زیادہ مستحق اجر ہے
اور جسکا اجتہاد خطا ہے وہ تھوڑے اجر کا مستحق ہے مگر نفس اجر دونوں کے ہے ہدایت سے کوئی بھی
خالی نہیں اسی لئے شراح حدیث نے تصریحات فرمائی ہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ
خطا اجتہادی کے باوجود اجر کے مستحق تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے مابین جو بعض مسائل
فرعیہ میں اختلاف ہوا ہے تو اس اختلاف کو امر محمود پر محمول کیا جائے گا اور اس کی ایسی تاویل کرنا ضروری
ہے کہ جس سے ان کی طرف عیب کی نسبت نہ ہو بلکہ خوبی اور کمال ثابت ہو اس لئے کہ صحابہ کرام نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار صحبت سے فیضیاب ہیں لہٰذا وہ اسکے لائق ہیں کہ ان کے اختلاف
وافعال کو امور حسنہ محمودہ پر محمول کیا جائے شفا شریف اور اسکی شرح نسیم الریاض میں ہے اذھم
اھل ذالک ای مستحقون بان یحمل ما صدر منھم علی امور حسنۃ محمودۃ الخ

دسواں مقدمہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت فرمانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ
تعالےٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان

کے بعد سیدنا مولیٰ المسلمین مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان حضرات کی خلافت اس ترتیب سے خلافت راشدہ ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ اس قسم کی حدیثیں کہ جن سے اشارتاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت ثابت ہو کثرت سے ہیں مگر خلافت پر صریح نص بیان نہ فرمائی۔ جب صحابہ کرام انصار و مہاجرین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا اجماع ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قریش کے فضائل بیان فرمائے اور صحابہ انصار کے مناقب کا بھی اقرار کیا اور حدیث شریف سے ثابت فرمایا کہ خلافت قریش کا حق ہے لہذا خلیفہ قریشی ہوگا صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالےٰ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تقریر پر تنویر سے متاثر ہوئے اسکے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ان دونوں میں سے یعنی حضرت عمر فاروق اعظم و حضرت امین امت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالےٰ عنہما میں سے ایک کو خلافت کے لئے پسند کرتا ہوں تو ان میں سے جس ایک کو چاہو بیعت کرلو۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے دلوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بہت وقار تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے سے افضل و اعلم برتر و بالا جانتے تھے لہذا حضرت صدیق اکبر کی موجودگی میں کسی دوسرے صحابی کو خلیفہ ہونے کی جرأت نہ ہوئی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیارے ہاتھ پر بیعت خلافت کی پھر مہاجرین وانصار نے بیعت کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع و اتفاق ہوگیا جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنی حیات ظاہری میں خلیفہ منتخب فرمایا اور مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے اس انتخاب کے متعلق فی الجملہ مشورہ بھی کیا اور رحلت فرمانے سے کچھ پہلے حضور عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلایا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے متعلق اپنا عہدنامہ لکھوایا اور اس صحیفہ پہ مہر فرمائی اور حکم دیا کہ اس صحیفہ میں جسکا نام خلافت کے لئے منتخب کردیا ہے اس سے بیعت کریں چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت پر بھی اجماع و اتفاق ہوگیا جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کے رحلت فرمانے کا وقت قریب آیا تو حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے

آپ سے عرض کی کہ آپ خلیفہ کا انتخاب فرمائیں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ کا انتخاب کر دوں تو یہ درست ہے اور سنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ ہے۔ اور اگر میں خلیفہ کا انتخاب نہ کروں تو یہ بھی جائز ہے اور سنت رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے لہذا آپ نے خلافت کے مسئلہ کو عشرہ مبشرہ میں سے چھ صحابہ حضرت عثمان غنی حضرت مولیٰ علی شیر خدا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالے عنہم کے درمیان شوریٰ چھوڑ دیا یعنی ان چھ صحابہ میں سے جس صحابی کو یہ خلیفہ منتخب کریں تو وہ میرے نزدیک بھی خلیفہ ہے تو ان چھ صحابہ میں سے پانچ نے بالآخر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالے عنہ کو خلافت کا معاملہ سپرد کر دیا کہ جس کو وہ خلیفہ بنائیں وہ خلیفہ ہوگا تو حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ کو خلیفہ منتخب کر دیا پھر سب نے حضرت عثمان غنی کے پیارے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کی خلافت پر اجماع و اتفاق ہے۔ جب حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ کی شہادت ہوئی تو آپ نے مسئلہ خلافت کے متعلق کوئی فیصلہ نہ فرمایا بعض اکابر مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالے عنہم نے دیکھا کہ اب سب سے افضل و اعلیٰ اور خلافت کے لئے موزوں مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالے عنہ ہیں لہذا اکابر مہاجرین و انصار نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالے عنہ سے بیعت خلافت کی حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ وقت خلافت موجودہ صحابہ میں سے افضل و اعلیٰ ہونے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کو بھی انکار نہ تھا اور نہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالے عنہ سے ان کے احق بالخلافت ہونے کا کوئی نزاع تھا فتح الباری شرح بخاری میں ہے عن مسلم الخولانی قال لمعاویۃ انت تنازع علیا فی الخلافۃ او انت مثلہ قال لا وانی لاعلم انہ افضل منی واحق بالامر ولکن انتم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما وانا ابن عمہ وولیہ اطلب بدمہ۔ مسلم خولانی سے ہے انہوں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا آپ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالے عنہ سے خلافت کے بارے میں نزاع کرتے ہیں تو کیا آپ ان کی مثل ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا نہیں اور میں بیشک جانتا ہوں کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالے عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حق دار ہیں اور لیکن تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ مظلوماً قتل کر دئے گئے اور میں ان کے چچا کا لڑکا ہوں اور انکا ولی ہوں اور انکے خون کا مطالبہ کرتا ہوں۔ واللہ تعالے ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

اسلامی قانون وراثت

ازافادات عالیہ حضرت فیضدرجت مرشد طریقت جامع معقول و منقول استاذ العلماء محدث اعظم پاکستان حجۃ الاسلام مولانا مولوی ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب دامت برکاتہم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

قانون وراثت سے متعلق چوہدری محمد اقبال صاحب چیمہ ایم۔ایل۔اے سیالکوٹ نے ایک ترمیم پیش کی ہے جس کی بناء پر اس ترمیمی قانون کا نام پنجاب نفاذ قانون اسلامی (شریعت) ترمیمی بل ۱۹۵۲ء تجویز ہوگا اس میں ترمیمی بل کی یہ عبارت ہے۔مندرجہ ذیل نئی دفعہ بطور دفعہ ۲ الف) ایکٹ ۹ء ۱۹۴۸ء میں زیادہ کی جائے گی۔

۲۔ الف۔ "اگر کسی بیٹے یا بیٹی بھائی یا بہن کی موت ایسے وقت واقع ہو جائے جبکہ وہ شخص زندہ ہو جس کا ترکہ اسے ملتا ہے۔ تو ان کے ورثاء کو ترکہ ایسے ہی ملے گا۔ گویا کہ وقت کھلنے ترکہ وہ ابھی زندہ تھے یعنی یہ تصور کیا جائے گا کہ جس کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اسکے بعد فوت ہوئے ہیں" اس ترمیم کی وجہ یہ بیان کی ہے "یہ عام خیال ہے کہ اصول نمائندگی وراثت شرعی کے لئے ایک اجنبی اصول ہے اسوقت پہلے فوت شدہ لڑکے یا لڑکی بھائی یا بہن کی اولاد متوفی کا ترکہ نہیں پاتی۔ قانون شریعت میں ایسی کوئی صریح بندش نہیں جو کہ ایسی اولاد کو ترکہ پانے سے روکے۔ اس قانون کا موجودہ تخیل پہلے فوت ہونے والے لڑکا لڑکی بھائی بہن کے بچوں کی زندگی تباہ بنادیتا ہے۔ قانون کو اسلامی روح کے مطابق بنانے کے لئے متذکرہ بالا ترمیم تجویز کی گئی ہے"

اسلامی شرعی قانون سے تو بیٹے اور بیٹی کی موجودگی میں پوتے پوتی ترکہ سے محروم ہیں یونہی بھائی کی موجودگی میں بھتیجے اور بھانجے ترکہ سے محروم ہیں۔ لیکن اسکے متعلق ترمیمی بل میں لکھا ہے "کہ ترکہ سے محرومی روح اسلام کے مطابق نہیں"

المستفتی: مولوی محمد حسن ریاست بہاولپور از مولانا قاری محبوب رضا عارف والا منٹگمری

الجواب :- بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ وحزبہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین ۰ ترمیمی بل کے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے یہ زیادہ مناسب ہے کہ بطور تمہید و مقدمہ چند باتیں لکھی جائیں تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ ترمیمی بل کس حد تک قرآن وحدیث و دین اسلام کے خلاف ہے۔

تمہید :- ارکان اسلام نماز روزہ حج زکوٰۃ معاملات شرعیہ کے مسائل کا جاننا شرعاً لازم ہے اسی طرح علم فرائض تقسیم ترکہ کے مسائل جاننا بھی شرعاً ضروری ہے۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس علم کے سیکھنے سکھانے کا حکم فرمایا۔ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تعلموا الفرائض والقران وعلموا الناس (تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۶ جلد ۱) یعنی فرائض وقرآن کا علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ محدث ابن ماجہ و محدث دار قطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تعلموا الفرائض وعلموها فانه نصف العلم (تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۶ جلد ۱) یعنی علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ علم فرائض نصف علم ہے۔ علم دین کے شعبوں میں سے یہ علم فرائض بھی ایک نہایت امتیازی شان رکھتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے اسکا بڑا اہتمام فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالےٰ اسکے متعلق قرآن پاک میں آیات کریمہ نازل فرمائیں۔ سرکار دو عالم نور مجسم رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکے مسائل کو بیان فرمایا اور امت کو اسکے سیکھنے سکھانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ خلفائے راشدین نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اس علم فرائض کو بھی سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور آئمہ مجتہدین رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین نے اس علم کے فضائل وضوابط وقواعد واصول وفروع قرآن وحدیث کے مطابق اجمالاً وتفصیلاً بیان فرمائے۔ فقہاء کرام نے اس موضوع پر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ صدیوں سے جس پر عملدرآمد ہے۔ تقسیم ترکہ کے متعلق جن مسائل میں آجکل گفتگو ہو رہی ہے اور اخباروں اور پرچوں میں مضمون چھپ رہے ہیں یہ مسائل عہد رسالت و دور خلافت قرون خیر میں طے ہو چکے اور عہد رسالت سے لے کر آجتک خلفائے راشدین وصحابہ کرام ومجتہدین وفقہا ومحدثین وعارفین ومفسرین ومجددین واولیا کاملین ومصنفین ومدرسین وعلماء عاملین وسلاطین اسلام اور ان کے قاضی وحکام الغرض جمہور مسلمان اپنے اپنے زمانہ میں اس پر عمل کرتے رہے۔ یہ ترمیمی بل اس قدیم مروج اسلامی قانون وراثت کے سراسر خلاف ہے

پہلا مقدمہ:۔ شریعت مطہرہ میں جن وارثوں کے لئے حصے معین کر دئے ہیں ان وارثوں کو اصحاب فرائض کہتے ہیں اور وہ بارہ لفر ہیں جن میں سے چار مرد ہیں۔ باپ۔ دادا۔ خاوند۔ اخیافی بھائی۔ (یعنی صرف ماں کی طرف سے بھائی)، آٹھ عورتیں ہیں۔ بیوی۔ بیٹی۔ پوتی پرپوتی۔ حقیقی بہن۔ علاتی بہن (یعنی صرف باپ کی طرف سے بہن)، اخیافی بہن (یعنی صرف ماں کی طرف سے بہن)، ماں۔ دادی۔ نانی۔

دوسرا مقدمہ:۔ وارثوں کے لئے جو سہام (حصے) معین و مقرر ہیں وہ چھ ہیں۔

آدھا	چوتھا	آٹھواں	دو تہائی	تیسرا	چھٹا
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{6}$

تیسرا مقدمہ:۔ عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔ عصبہ بنفسہ۔ عصبہ بغیرہ۔ عصبہ مع غیرہ۔
یہاں مقصود عصبہ بنفسہ کا بیان کرنا ہے۔ عصبہ بنفسہ وہ مرد ہے جس کی نسبت میت کی طرف کریں تو عورت نسبت میں داخل نہ ہو۔ اس عصبہ کی چار قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میت کا جز یعنی بیٹا۔ پوتا۔ پرپوتا۔ دوسری قسم میت کی اصل یعنی میت کا باپ۔ دادا۔ پردادا۔ تیسری قسم میت کے باپ کا جز۔ یعنی میت کا بھائی بھائی کا لڑکا۔ بھائی کا پوتا۔ پرپوتا۔ چوتھی قسم میت کے دادا کا جز۔ یعنی میت کا چچا۔ چچا کا بیٹا۔ چچا کا پوتا۔ پرپوتا

چوتھا مقدمہ:۔ وارثوں میں سب سے پہلے اصحاب فرائض کو حسب شرع ترکہ دیا جائے گا ان کو ترکہ دینے کے بعد جو باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی عصبہ کو ملے گا اور اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی نہ ہو تو سب ترکہ میت سے زیادہ قریبی عصبہ کو شرعاً پہنچے گا جیساکہ حدیث شریف سے ثابت ہے اس حدیث شریف کا بیان مع حوالہ آتا ہے۔

پانچواں مقدمہ:۔ وارث وہ شخص ہے جو مورث کے انتقال کے وقت موجود ہو زندہ ہو۔ خواہ ماں کے پیٹ میں ہو اور مورث کے انتقال کے بعد زندہ پیدا ہوا اور مورث کی زندگی میں جو شخص مرجائے اسکو مورث کا ترکہ شرعاً ہرگز نہیں ملتا۔ مورث جس جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کو چھوڑ کر مرے وہ مال، اس کا ترکہ ہے۔ اس ترکہ کو شریعت کے مطابق موجودہ وارثوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ اور جو شخص موجود نہیں بلکہ مورث کی زندگی میں مرچکا ہے تو اسکو ترکہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ ایک ایسا واضح مسئلہ ہے کہ جس میں کچھ پیچیدگی نہیں اور زمان بابرکت نشان عہد رسالت سے آجتک کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا بلکہ سب کا اس پر اتفاق ہے مگر جناب چیمہ صاحب اس؛ سلامی متفق علیہ مسئلہ پر نکتہ چینی

کرکے اختلاف کا بیج بو رہے ہیں۔ مولیٰ عزوجل سب مسلمانوں کو اسلامی قانون کی مخالفت سے بچائے

قرآن کریم کا فرمان اولاد کے ترکہ پانے کا بیان

قرآن پاک میں ہے ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون (سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۴) یعنی ہم نے سب کے لئے ورثاء بنا دیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں" ماں باپ اور قرابت والے اس آیت پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کا ترکہ اولاد کو ملتا ہے اور اسی طرح قرابت والوں کا ترکہ بھی ان کے وارثوں کو ملتا ہے مگر اولاد کو کتنا ترکہ ملتا ہے اسکا ذکر اس آیت پاک میں ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف (سورہ نساء رکوع ۲ پارہ ۴) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے زیادہ تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اسکے لئے آدھا۔ اس آیت پاک میں اولاد کے ترکہ پانے کا بیان ہے۔

میت نے جو اولاد چھوڑی اسکی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت لڑکے لڑکی کو چھوڑا۔ دوسری صورت صرف لڑکیاں چھوڑیں۔ تیسری صورت صرف لڑکے چھوڑے۔

پہلی صورت میں لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملے گا۔ آیت مذکورہ میں اسکے متعلق فرمایا للذکر مثل حظ الانثیین۔ دوسری صورت میں جب کہ صرف لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ دو ہوں یا دو سے زیادہ تو لڑکیوں کو کل ترکہ سے دو تہائی ملے گا۔ آیت مذکورہ ؎ میں اسکے متعلق فرمایا فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک اور اگر میت نے ایک لڑکی چھوڑی تو اسکو ترکہ سے آدھا

؎ حدیث شریف میں صراحتہً ذکر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی دو لڑکیوں کو ان کے باپ کے ترکہ سے دو تہائی حصہ عطا فرمایا اور مفسرین نے یوں بھی لکھا ہے کہ اس آیت پاک میں تقدیم وتاخیر ہے یعنی فان کن نساء اثنتین فما فوقھما فلھن الثلثا ما ترک تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ دو لڑکیوں کو دو تہائی ملتا ہے اور وہ حدیث اس آیت کا بیان ہے اور مفسرین نے یوں بھی لکھا ہے کہ جب دو بہنوں کے لئے ترکہ کا دو تہائی قرآن پاک کی دوسری آیت میں منصوص ہے تو دو لڑکیاں بدرجہ اولیٰ دو تہائی کی حقدار ہیں۔ ۱۲ منہ

ملتا ہے اسکا بیان آیت مذکورہ میں یوں ہے وان کانت واحدۃ فلھا النصف تیسری صورت صرف لڑکے چھوڑے تو سب کو ترکہ سے برابر حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکا چھوڑا ہے تو وہ سارا ترکہ پائے گا کیونکہ آیت پاک میں لڑکے کا حصہ لڑکی کے حصہ سے دوگنا بتایا۔ جب ایک لڑکی کو کل ترکہ کا نصف ملتا ہے تو جب میت نے ایک ہی لڑکا چھوڑا تو اسکو کل ترکہ ملے گا۔ جیساکہ ان دو آیتوں للذکر مثل حظ الانثیین اور وان کانت واحدۃ فلھا النصف کے مضمون سے ثابت ہوتا ہے۔ لڑکے کو کل ترکہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی وارث نہیں تو لڑکا کل ترکہ پائے گا۔ اور اگر اصحاب فرائض سے کوئی ہے تو اسکو اسکا شرعی مقرر حصہ دیا جائے گا۔ اور جو باقی بچے گا وہ سارا لڑکے کو ملے گا۔ مطلب یہ ہے کہ میت کے عصبات پوتا پرپوتا۔ بھائی بھتیجا اور چچا وغیرہ بیٹے کی موجودگی میں سب محروم ہیں دیکھئے قرآن کریم کی آیت کریمہ کے مضمون سے ثابت ہوا کہ لڑکے کی موجودگی میں میت کا پوتا محروم ہے۔

حدیث شریف کا صاف صریح فیصلہ ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی وراثت سے محروم ہے

اماموں کے امام مجتہدوں کے پیشوا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مسند شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولیٰ رجل ذکر (مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع ص ۲۳۲)۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ جن ورثاء کے حصے شرعاً مقرر ومعین ہیں ان کو ان کے شرعی حصے دو اور پھر جو باقی بچے وہ میت کے زیادہ قریبی مرد کے لئے ہے۔ اس حدیث شریف سے صراحۃً ثابت ہوا کہ اصحاب فرائض کے بعد وراثت کا حقدار میت کا زیادہ قریبی عصبہ ہے مثلاً زید کا انتقال ہوا اس نے ایک بیوی اور ماں اور ایک لڑکا اور ایک پوتا چھوڑا تو اس صورت میں میت کا ترکہ حسب شرع ۲۴ حصوں پر تقسیم ہوگا جس میں سے میت کی بیوی کو آٹھواں حصہ یعنی تین سہام ملیں گے۔ اور میت کی ماں کو چھٹا حصہ یعنی چار سہام ملیں گے اور ترکہ میں سے باقی سترہ سہام میت کے لڑکے کو ملیں گے کیونکہ میت کا لڑکا میت کا زیادہ قریبی عصبہ ہے اور پوتا چونکہ لڑکے کے اعتبار سے ایک درجہ بعید ہے لہذا بحکم حدیث شریف پوتا محروم ہے۔ اس حدیث شریف

میں وہ ورثاء کہ جن کے حصے شریعت میں مقرر ہیں ان کو سب ورثاء سے پہلے ان کے حصے دینے کا حکم فرمایا ہے اور جو ان سے باقی بچے میت کے زیادہ قریبی عصبہ کو اسکا حقدار بتایا جس سے معلوم ہوا کہ اگر میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی وارث بھی نہیں صرف عصبہ ہیں تو اس صورت میں میت کا سب سے زیادہ قریبی عصبہ جو ہوگا وہ شرعًا کل ترکہ کا حقدار ہے مثلاً زید کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکا ایک پوتا ایک بھائی ایک بھتیجا ایک چچا انکو چھوڑا تو اس صورت میں حسب شرع کل ترکہ زید کے صرف لڑکے کو ملے گا۔ اور زید کا پوتا بھائی بھتیجا۔ چچا سب محروم ہیں۔ حالانکہ یہ سب عصبہ بنفسہ ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ میت کا لڑکا اسکا سب سے زیادہ قریبی عصبہ ہے اور میت کا پوتا۔ بھائی۔ بھتیجا۔ چچا یہ سب میت کے عصبہ ابعد ہیں۔ دیکھئے حدیث شریف سے صراحتہً یہ قانون ثابت ہوا کہ میت کے عصبہ اقرب کی موجودگی میں عصبہ ابعد محروم ہے۔ اور حدیث پاک سے یہ مسائل بھی ثابت ہوئے۔

۱ :۔ میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی محروم۔ میت کے پوتے کی موجودگی میں میت کا پرپوتا پرپوتی محروم۔

۲ :۔ میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا محروم اور میت کے دادا کی موجودگی میں پردادا محروم

۳ :۔ میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا محروم اور میت کے بھتیجے کی موجودگی میں میت کے بھائی کا پوتا محروم۔

۴ :۔ میت کے چچا کی موجودگی میں میت کے چچا کا لڑکا محروم اور میت کے چچا کے لڑکے کی موجودگی میں چچا کا پوتا محروم۔

۵ :۔ میت کا لڑکا یا پوتا ہے تو میت کا بھائی اور میت کے بھائی کی اولاد محروم۔

۶ :۔ میت کا بھائی یا بھائی کا لڑکا یا پوتا ہے تو میت کا چچا اور چچا کی اولاد محروم۔

۷ :۔ میت کا چچا یا چچا کا لڑکا یا پوتا موجود ہے تو میت کے باپ کا چچا یا اسکا لڑکا یا پوتا محروم۔

۸ :۔ میت کا چچا موجود ہو تو میت کی پھوپھی محروم۔ حالانکہ پھوپھی چچا کی بہن ہے۔ ؎

۹ :۔ میت کا بھتیجا موجود ہو تو میت کی بھتیجی محروم حالانکہ بھتیجا بھتیجی بہن بھائی ہیں۔

؎ میت کے عصبہ کی موجودگی میں پھوپھی محروم ہے کیونکہ پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہے اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم ہیں۔ ۱۲ منہ۔

۱۰۔ میت کے چچا کا لڑکا موجود ہو تو چچا کی لڑکی محروم حالانکہ چچا کا لڑکا اور چچا کی لڑکی بہن بھائی ہیں۔
ان تمام مسائل کی دلیل یہ حدیث شریف ہے یعنی اصحاب فرائض کے بعد میت کا ترکہ میت کے زیادہ قریبی عصبہ کو ملے گا۔ بیٹا پوتے سے زیادہ قریبی ہے لہٰذا بیٹے کی موجودگی میں پوتا ترکہ نہیں پائے گا۔ میت کا باپ میت کے دادا سے زیادہ قریبی ہے لہٰذا باپ کی موجودگی میں دادا ترکہ نہیں پائے گا۔ وعلیٰ ہذالقیاس اس بیان سے واضح ہو گیا کہ فقہائے کرام و محدثین عظام نے ترکہ کے یہ مسائل جو بیان فرمائے ہیں اپنی طرف سے بیان نہیں فرمائے بلکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث شریف سے بیان فرمائے ہیں۔

جن کتابوں میں یہ حدیث شریف مذکور ہے ان کتابوں کے نام مع حوالہ

(۱) مسند امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) مطبوعہ اصح المطابع لکھنو صفحہ ۲۳۲ (۲) مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۹ - ۳۰۹ - ۳۵۷ (جلد ۱) (۳) صحیح بخاری شریف مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ ۹۹۷ جزو ۲۷ (۴) صحیح مسلم شریف مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ ۳۴ جلد ۲ (۵) جامع ترمذی شریف مطبوعہ اصح المطابع لکھنو صفحہ ۳۰۵ جلد ۲ (۶) سنن ابو داؤد شریف مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۵۴ جلد ۲ (۷) سنن ابن ماجہ شریف مطبوعہ نظامی دہلی صفحہ ۲۰۱ (۸) طحاوی شریف مطبوعہ جید برقی پریس دہلی صفحہ ۴۲۵ جلد ۲ (۹) سنن کبریٰ للبیہقی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ہند صفحہ ۲۳۸ - ۲۳۹ جلد ۶ (۱۰) مستدرک حاکم مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن صفحہ ۳۳۸ جلد ۴ (۱۱) تلخیص مستدرک للذہبی برحاشیہ مستدرک مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن صفحہ ۳۳۸ (۱۲) سنن دارقطنی از حاشیہ مسند امام اعظم ابو حنیفہ مطبوعہ اصح المطابع لکھنو صفحہ ۲۳۲ (۱۳) سنن کبریٰ للنسائی از حاشیہ مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع لکھنو صفحہ ۲۳۲ (۱۴) جامع الصغیر للسیوطی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۵ جلد ۲ (۱۵) معالم السنن شرح ابو داؤد مطبوعہ

مولوی مودودی صاحب اور غیر مقلدین خاص کر ابن قیم کو بہت مانتے ہیں اس نے بھی اپنی کتاب اعلام الموقعین مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱۸ - ۳۱۹ میں یہ حدیث نقل کی اور یہ بیان کیا کہ علم فرائض کا یہ قانون ہے کہ میت کا عصبہ بعید محروم ہو جاتا ہے یعنی بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی محروم۔ اسی طرح قاضی شوکانی نے اپنی کتاب نیل الاوطار کے صفحہ ۵۲ جلد ۶ میں یہ حدیث نقل کی اور صفحہ ۵۶ میں اس پر اجماع و اتفاق نقل کیا لہٰذا مودودی صاحب کو بھی اعلان کر دینا چاہیئے کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی محروم ہیں یہ قانون صراحتہً حدیث سے ثابت ہے۔

مصر صفحہ ۹۷ جلد ۴ (۱۶) زرقانی شرح موطا امام مالک مطبوعہ مصر صفحہ ۳۶۴ جلد ۲ (۱۷) مرقات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۸۹ جلد ۳ (۱۸) حاشیہ موطا امام مالک مطبوعہ جیدبرقی پریس دہلی صفحہ ۴۱۹ جلد ۱ (۱۹) تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۵ جلد ۳ (۲۰) تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۸ جلد ۱ (۲۱) تفسیر معالم التنزیل بغوی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۷ جلد ۱ (۲۲) تفسیر روح المعانی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۵ جلد ۶ (۲۳) تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر صفحہ ۵۹۴ جلد ۱ (۲۴) احکام القرآن للجصاص الرازی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۲ جلد ۲ (۲۵) تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جیدبرقی پریس دہلی ۱۸۹ (۲۶) کشف الغمہ عن جمیع الامۃ للامام عبدالوہاب الشعرانی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۸ جلد ۲ (۲۷) مبسوط الشمس الائمہ سرخسی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۱ جلد ۲۹ (۲۸) شریفیہ شرح سراجی مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۸ (۲۹) مجمع الانہر مطبوعہ مصر صفحہ ۷۴۷ جلد ۲ (۳۰) دارالمنتقیٰ مطبوعہ مصر صفحہ ۷۴۷ جلد ۲ (۳۱) عمدۃ القاری شرح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۹۷ جلد ۱۱ (۳۲) فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳ جلد ۱۲ و دیگر شروح بخاری میں بھی بلکہ بے شمار کتب احادیث و فقہ میں اس حدیث شریف کو بیان کیا اور اس پر اعتماد کیا۔ بطور نمونہ چند کتابوں کے نام پیش کر دیئے ہیں۔ صحابہ کرام و ائمہ محدثین و ائمہ مفسرین و ائمہ اصولیین و فقہاء کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم اجمعین سب نے اس حدیث شریف کو صحیح و معتبر مانا ہے۔ اور بالاتفاق اس حدیث شریف سے کثرت سے مسائل کو ثابت کیا ہے ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ۔ امام مالک۔ امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰے عنہم اور ان کے مقلدین سب نے اس پر اتفاق کیا کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی محروم ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں پوتے پوتی کی وراثت کے متعلق ترجمہ باب یوں لکھا۔
باب میراث ابن الابن اذا لم یکن لہ ابن یعنی جب میت کا بیٹا نہ ہو تو میت کے پوتے کے وارث ہونے کا باب اس کے بعد حضرت زید بن ثابت کاتب وحی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت نقل کی ولا یرث ولد الابن مع الابن یعنی میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی وارث نہیں پھر بخاری شریف میں اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرفوع متصل حدیث مذکورہ[عہ] نقل کی۔

عہ یہ حدیث متصل ہے اور بطور ارسال بھی مروی ہے مگر مرسل اس صورت میں متصل پر محمول ہے جیسا کہ عمدۃ القاری و فتح الباری شروح بخاری میں موجود ہے ۱۲ منہ عہ الحقوا الفرائض باھلھا الحدیث۔ ۱۲ منہ

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے وھذا الذی قالہ زید اجماع (عمدۃ القاری صفحہ ۹۹ جلد ۱۱)
یعنی حضرت زید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی محروم ہے
یہ صرف حضرت زید صحابی کا قول نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کا بلکہ سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔
فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰ جلد ۱۲ میں بھی اس مسئلہ پر اتفاق نقل کیا۔
نووی شرح مسلم میں امام اجل محدث نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا وقد اجمع
المسلمون علیٰ ان ما بقی لبعد الفروض فھو للعصبات ویقدم الاقرب فالاقرب فلا یرث عاصب
بعید مع وجود قریب (صفحہ ۳۴ جلد ۲) یعنی تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جن ورثاء کے حصے شرعاً
معین ہیں ان کو شرعی حصے دینے کے بعد جو باقی رہے اسکے حقدار عصبات ہیں تو زیادہ قریبی کو ترتیب
وار مقدم کیا جائے گا۔ قریبی عصبہ کے ہوتے ہوئے عصبہ بعید کو وراثت نہیں ملے گی یعنی بیٹا موجود
ہے تو میت کا پوتا وارث نہ ہوگا۔
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الامر المجتمع عندنا والذی ادرکت علیہ اھل العلم
ببلدنا فی فرائض المواریث ..... فان اجتمع الولد للصلب وولد الابن فکان فی الولد للصلب
ذکر فانہ لا میراث معہ لاحد من ولد الابن یعنی وراثتوں کے حصوں کے متعلق جس پر ہمارے نزدیک
اتفاق ہے اور مدینہ طیبہ کے اہل علم کو بھی اس پر متفق پایا۔ اس میں سے ایک قانون یہ ہے کہ اگر میت
کی اولاد میں بیٹا ہو اور میت کے بیٹے کی اولاد ہو تو میت کے لڑکے کی موجودگی میں میت کا پوتا
پوتی وراثت سے محروم ہے (موطا امام مالک مطبوعہ جید برقی پریس دہلی صفحہ ۴۱۹) حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی نے بھی اسکی تصدیق فرمائی۔
مصفٰی شرح موطا امام مالک میں شاہ ولی اللہ صاحب نے تحریر فرمایا اگر جمع شوند اولاد بے واسطہ با اولاد
پسر و باشد در میان اولاد بے واسطہ مردے پس حکم این است کہ میراث نیست باو ہیچ کس را از اولاد
پسر۔ دیکھئے شاہ صاحب نے صاف فیصلہ نقل فرمادیا کہ میت کا بیٹا ہو تو میت کے پوتے پوتی
محروم ہیں۔
امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب کشف الغمہ میں حضرت زید صحابی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے یہ اسلامی قانون نقل فرمایا ولا یرث ولد ابن مع ابن ذکر (صفحہ ۳۸ جلد ۲) یعنی بیٹے

کی موجودگی میں پوتے پوتی وارث نہیں۔
مبسوط میں ہے فان اجتمع اولاد الصلب واولاد الابن فان کان فی اولاد الصلب ذکر فلا شی لاولاد الابن ذکوراً کانوا او اناثا او مختلطین (صفحہ ۱۴۱ جلد ۲۹ مطبوعہ مصر) یعنی اگر میت کی اولاد بھی ہے اور میت کے بیٹے کی اولاد بھی ہے تو اگر میت کی اولاد میں کوئی لڑکا ہو تو میت کے پوتے پوتیاں سب محروم ہیں۔
شریفیہ شرح سراجی مطبوعہ مجتبائی دہلی۔ کما یحجب اولاد الابن بالابن کذا الاخ یحجب اولاد العلات بالاخ لاب وام۔ یعنی جس طرح میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کے پوتے پوتیاں محروم ہیں اسی طرح میت کے حقیقی بھائی کی موجودگی میں میت کے علاتی بھائی بہن محروم ہیں۔ بکثرت کتب تفاسیر و احادیث و شروح و فقہ میں خصوصی طور پر یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی بہن بھائی بھتیجے ترکہ سے محروم ہیں۔
خلاصہ یہ ہے کہ بیٹے اور پوتے وغیرہ کی وراثت کا مسئلہ کوئی نیا نہیں ہے کہ آج اسکا کوئی حل سوچا جائے بلکہ اس مسئلہ کا حل اور فیصلہ عہد رسالت سے ہی ہو چکا ہے اس میں اختلاف کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ جناب چیمہ صاحب اس فیصلہ کے ہونے کے باوجود کیوں اختلاف کر رہے ہیں۔ جناب چیمہ صاحب کی پیش کردہ ترمیم اسلامی قانون کے بالکل خلاف ہے دوسرے لفظوں میں قرآن و حدیث کو اپنی رائے سے منسوخ کرنے کے مترادف ہے جس کی جرأت مسلمان ہرگز نہیں کر سکتا۔

پوتے پوتی کی وراثت کا قانون

جس طرح قرآن پاک میں صراحت کے ساتھ خصوصی طور پر ماں باپ۔ بیٹے۔ بیٹی۔ بھائی بہن خاوند بیوی کے ترکہ پانے کا ذکر ہے۔ اس طرح خصوصی طور پر پوتے اور پوتی کے ترکہ پانے کا ذکر نہیں۔ ہاں جب میت کا بیٹا نہ ہو تو میت کا پوتا بیٹے کے حکم میں ہے۔ میت کی بیٹی بیٹا نہ ہو تو پوتی میت کی بیٹی کے حکم میں ہے۔ اس پر امت کا اجماع و اتفاق ہے کہ میت کی اولاد میت کے لڑکے لڑکیاں ہیں اور میت کے پوتے پوتی میت کی اولاد نہیں بلکہ میت کی اولاد کی اولاد ہیں دوسرے

لفظوں میں لڑکا لڑکی میت کی اولاد بلاواسطہ ہے اور پوتا پوتی میت کی اولاد ہے مگر بیٹے کے واسطہ سے۔ بیٹے اور پوتے میں عقلاً و شرعاً یہ فرق کرنا ضروری ہے وراثت کا قانون بھی اس حقیقت پر مبنی ہے۔ لہٰذا اس ترمیمی بل میں بیٹے اور پوتے کو ترکہ کا برابر حصہ دینا خلاف شرع مطہر ہے اور خلاف عقل بھی ہے۔

نکتہ: بطور مثال زید کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے یہ آپس میں بہن بھائی ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی اولاد ہے۔ تو زید کے خاندان کی یہ تین شاخیں علیحدہ علیحدہ ہو گئیں۔ ایک لڑکے کی اولاد ایک شاخ۔ دوسرے لڑکے کی اولاد دوسری شاخ۔ لڑکی کی اولاد تیسری شاخ۔ لڑکی کی اولاد کی نسبت لڑکی کے خاوند یعنی زید کے داماد کی طرف۔ لڑکے کی اولاد کی نسبت لڑکے کی طرف۔ یہ تینوں شاخیں شرعاً مختلف اسی لئے زید کے لڑکے کی لڑکی کا نکاح زید کے دوسرے لڑکے کے لڑکے کے ساتھ شرعاً جائز ہے حالانکہ لڑکی زید کی پوتی ہے اور لڑکا زید کا پوتا۔ اسی طرح زید کی لڑکی کے لڑکے یعنی نواسے کے ساتھ زید کی پوتی کا نکاح جائز ہے۔ حالانکہ زید کے لڑکے اور لڑکی میں آپس میں نکاح شرعاً حرام ہے۔ تو غور کیجئے کہ پوتے پوتی اور نواسے کے نکاح کے متعلق شرعی قانون اور ہے اور لڑکے لڑکی بہن بھائی کے نکاح کے بارے میں شرعی قانون دوسرا۔ وہ جائز ہے اور یہ حرام۔ دوسرے لفظوں میں زید کا لڑکا زید کی لڑکی کے نکاح سے شرعاً محروم اور زید کا پوتا زید کی پوتی سے زید کا نواسہ زید کی پوتی سے نکاح کر سکتا ہے محروم نہیں۔ لڑکے کا لڑکی سے نکاح سے محروم رہنا یہ شرعاً کوئی نقص کی چیز نہیں۔ اور پوتے پوتی کا آپس میں نکاح جائز ہونا یہ بھی کوئی نقص نہیں۔ اسی طرح بیٹے کی موجودگی میں پوتے کا ترکہ سے محروم رہنا کوئی نقص و عیب کی بات نہیں جیسے نکاح کے معاملہ میں لڑکے لڑکی کا درجہ اور ہے اور پوتے پوتی کا درجہ دوسرا ہے۔ اسی طرح وراثت کے قانون میں لڑکے اور پوتے کے درجہ میں فرق ہے یہ فرق کرنا ایک شرعی حقیقت ہے جس پر عقل شاہد ہے اور یہ حقیقت وراثت کے قانون اسلامی کی بنیاد ہے جس کو جناب حمیہ صاحب اپنے تخیل سے مٹانے کی کوشش میں ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ لڑکا اور لڑکی ترکہ پاتے ہیں اور لڑکے اور لڑکی کی موجودگی میں پوتا اور پوتی ترکہ کیوں نہیں پاتے تو اس سے دریافت کرو کہ پوتا پوتی آپس میں نکاح سے محروم نہیں اور لڑکا لڑکی آپس میں نکاح سے کیوں محروم ہیں تو اس کے متعلق یہی جواب دیا جائے گا کہ شرعی قانون سے لڑکے لڑکی کا نکاح ناجائز ہے تو وراثت کے متعلق بھی یہی جواب ہے کہ شرعی قانون سے بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی ترکہ نہیں پاتے۔ شریعت کے قانون پر ہر مسئلہ کی انتہا ہے مگر ترمیمی بل کی انتہا شرعی قانون پر نہیں بلکہ اس کا منشا صرف تخیل ہے۔

جناب چیمہ صاحب قانون وراثت میں لڑکے لڑکی پوتے پوتی کو ایک درجہ میں تصور کر رہے ہیں کیا چیمہ صاحب قانون نکاح میں پوتے پوتی کو لڑکے لڑکی کے درجہ میں برابر تصور کریں گے اور پوتے پوتی کے نکاح کو مثل لڑکے لڑکی کے نکاح کے حرام قرار دیں گے۔

پوتے پوتی کی وراثت کی تشکیل

۱:۔ اگر میت کا بیٹا نہیں ہے اور پوتا پوتی ہے تو اگر میت کے ورثاء میں سے اصحاب فرائض ہیں تو ان ورثاء کو پہلے ان کے شرعی حصے دیئے جائیں گے اور جو باقی رہے گا وہ پوتا پوتی پائیں گے۔ یعنی پوتے کا حصہ پوتی کے حصہ سے دوگنا ہوگا۔ اور اگر میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی بھی نہیں تو میت کا کل ترکہ پوتے پوتی کو ملے گا۔

۲:۔ میت کا پوتا ہے اور بھائی یا بھتیجا یا چچا کا لڑکا ہے تو اس صورت میں کل ترکہ صرف پوتے کو ملے گا۔ اور میت کا بھائی بھتیجا۔ چچا۔ چچا کا لڑکا سب محروم ہیں۔

۳:۔ اگر میت کے ورثاء میں سے لڑکا لڑکی نہیں ہے۔ بلکہ پوتی ہے تو پوتی کے لئے شرعاً کل ترکہ کا نصف حصہ مقرر ہے۔

۴:۔ اگر میت کی دو یا دو سے زیادہ پوتیاں ہیں اور میت کے لڑکا لڑکی نہیں تو ان کے لئے شرعاً کل ترکہ کا دو تہائی حصہ مقرر ہے۔

۵:۔ اگر میت کے ورثاء میں سے ایک لڑکی ہے اور ایک پوتی بھی ہے تو لڑکی کو کل ترکہ کا نصف ½ حصہ ملتا ہے اور پوتی کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملتا ہے یعنی ⅙۔

۶:۔ اگر میت کے ورثاء میں سے دو لڑکیاں ہیں اور پوتی ہے تو دو لڑکیوں کو دو تہائی حصہ ملے گا اور پوتی محروم ہوگی۔

ہاں اگر پوتی کے ساتھ پوتا بھی ہے یا پوتی کے درجہ سے نیچے پوتا ہے تو پوتا پوتی مل کر عصبہ ہو جائیں گے اور جو ترکہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد باقی رہے گا پوتا پوتی اسکے حقدار ہیں۔ پوتے کو پوتی سے دوگنا ملے گا۔

۷:۔ اگر میت کا لڑکا موجود ہو تو میت کے پوتے پوتیاں سب محروم ہیں۔

بہن بھائی کے ترکہ پانے کا بیان

۱ :- اگر میت کے اصول و فروع ہوں یعنی باپ دادا۔ لڑکا لڑکی۔ پوتا پوتی نہ ہوں اور میت کی ایک بہن ہو تو شرعاً اس کے لئے ترکہ کا نصف حصہ مقرر ہے۔

۲ :- اور اگر دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہوں تو ان کے لئے ترکہ کا دو تہائی حصہ مقرر ہے۔

۳ :- اور اگر بہن کے ساتھ بھائی بھی ہے تو بہن عصبہ ہو جائے گی۔ اور اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو باقی رہے گا وہ بہن بھائی میں تقسیم ہوگا۔ بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔

۴ :- اگر میت کی بیٹی یا پوتی ہے تو بہن کے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں۔ بلکہ بہن عصبہ ہے اصحاب فرائض کے بعد جو باقی رہے وہ بہن کو ملے گا۔

۵ :- میت کا باپ یا دادا موجود ہو یا میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو تو میت کے بھائی بہن ترکہ سے محروم ہیں۔

۶ :- میت کا بھائی موجود ہے اور میت کا بھتیجا یا میت کا چچا یا چچا کا لڑکا موجود ہے تو میت کا ترکہ اس صورت میں صرف میت کے بھائی کو ملے گا۔ کیونکہ وہ عصبہ اقرب ہے اور میت کا بھتیجا اور میت کا چچا اور چچا کا لڑکا محروم ہیں۔ کیونکہ یہ میت کے عصبہ ابعد ہیں۔ اور عصبہ اقرب کی موجودگی میں عصبہ ابعد کا محروم ہونا اسلامی قانون ہے۔ یہ حقیقی بہن بھائی کے ترکہ کی تشکیل ہے۔ علاتی بہن بھائی کو اور اخیافی بہن بھائی کو حسب قانون اسلامی ترکہ ملتا ہے جس کی تفصیل کتب فرائض میں ہے۔ طوالت کے خوف سے یہاں بیان نہیں کی۔

برادران اسلام ذرا غور کیجئے کہ وراثت کے متعلق اسلامی قانون نے پوتے پوتی کو مطلقاً محروم نہیں کیا بلکہ قرآن وحدیث کی بیان کردہ ترتیب سے شرعاً ان کو ترکہ ملتا ہے مگر جناب جیمہ صاحب قرآن وحدیث کے قانون کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ میری رائے کے مطابق وراثت کا قانون چلے اور جو اسلامی قانون آجتک مسلمانوں میں جاری ہے وہ بند ہو جائے۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔

قرآن وحدیث کا قانون متعلق وراثت اور ترمیمی بل کی دفعہ ۲ الف کی حقیقت

اب وراثت کے چند مسائل بیان کئے جاتے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ اسلامی قانون سے وارث کو کیا ملتا ہے اور جناب چیمہ صاحب قانون اسلام کی مخالفت کرکے وارث کو کیا حق دلا رہے ہیں۔

لڑکا	پوتی
۱	محروم

مسئلہ ۱

۱:۔ ایک شخص کا انتقال اس نے ایک لڑکا اور ایک پوتی چھوڑی۔ تو اسلامی قانون کے مطابق اس صورت میں کل ترکہ لڑکے کو ملتا ہے اور پوتی محروم ہے۔

چیمہ صاحب چونکہ پوتی کے مردہ باپ کو زندہ تصور کرتے ہیں تو گویا میت کے انتقال کے وقت دو بیٹے ہیں لہذا ایک بیٹے کو آدھا ملے گا اور مردہ بیٹے کو بھی آدھا ملے گا اور وہ آدھا ترکہ اس لڑکی یعنی میت کی پوتی پائے گی۔

مسئلہ ۲

لڑکا	پوتی
۱	۱

قرآن پاک نے تو لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ترکہ دیا مگر چیمہ صاحب ہیں کہ لڑکے کو پوتی کے برابر وراثت کا حصہ دلا رہے ہیں۔ جو کہ قرآن پاک کے خلاف ہے چیمہ صاحب نے بڑی بہادری کی کہ قرآن نے تو لڑکی کو لڑکے کے حصہ سے آدھا دلایا تھا اور چیمہ صاحب میت کی پوتی کو لڑکے کے برابر دلا رہے ہیں۔ یعنی پوتی کا حصہ ترکہ میں چیمہ صاحب کے نزدیک لڑکی سے بھی دوگنا ہے۔ کتنا صریح ظلم ہے۔

میت نے ایک لڑکا اور ایک نواسہ یعنی لڑکی کا لڑکا چھوڑا

۲:۔ اسلامی قانون کے مطابق میت کے لڑکے کو کل ترکہ ملتا ہے اور نواسا محروم ہے کیونکہ لڑکا قریبی عصبہ ہے اور نواسا ذوی الارحام میں سے ہے اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام کو ترکہ نہیں ملتا۔

مسئلہ ۱

لڑکا	نواسا
۱	محروم

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کی مردہ لڑکی کو زندہ تصور کیا جائے گا تو ترکہ میں سے لڑکے کو دوگنا اور لڑکی کو اس سے آدھا ملے گا یعنی لڑکے کو کل ترکہ کا $\frac{2}{3}$ اور لڑکی کو $\frac{1}{3}$ اور لڑکی کا یہ ترکہ $\frac{1}{3}$ لڑکی کا لڑکا یعنی نواسا پائے گا۔

مسئلہ ۲

لڑکا	نواسا
۲	۱

حالانکہ اسلامی قانون کے مطابق لڑکے کی موجودگی میں نواسا محروم ہے کیونکہ نواسا ذوی الارحام میں سے ہے اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم ہیں کتنا ظلم ہے کہ لڑکے کے شرعی حصے سے کم کرکے نواسے کو زبردستی حصہ دلایا جا رہا ہے اور نواسے کو ذوی الارحام سے نکال کر اصحاب فرائض میں داخل کیا جا رہا ہے۔

(۳) ## میت نے ایک لڑکا اور ایک پوتا چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق کل ترکہ بیٹے کو ملے گا اور پوتا محروم ہے چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق پوتے کے مردہ باپ کو زندہ تصور کیا تو میت کے دو لڑکے ہوئے تو آدھا ترکہ ہر ایک کو ملے گا۔ مردہ بیٹے نے جو آدھا لیا وہ اس کے لڑکے یعنی میت کے پوتے نے لیا۔

مسئلہ ۱	
لڑکا	پوتا
۱	محروم

اسلامی قانون تو اس صورت میں بیٹے کو پورا ترکہ دلاتا ہے مگر چیمہ صاحب اس کا آدھا ترکہ چھین کر پوتے کو دلا رہے ہیں یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ حدیث شریف میں تو صراحتہً فرمایا کہ قریب تر مرد کو دیا جائے مگر چیمہ صاحب کھلم کھلا حدیث شریف کی مخالفت کر رہے ہیں اور قریب و بعید کا امتیاز اٹھا رہے ہیں۔

مسئلہ ۲	
لڑکا	پوتا
۱	۱

میت نے ایک لڑکی ایک نواسا اور ایک بھائی چھوڑا

۴ :- اسلامی قانون سے تو کل ترکہ کا آدھا حصہ لڑکی کو ملتا ہے اور باقی آدھا عصبہ ہونے کی حیثیت سے بھائی کو ملتا ہے اور نواسا محروم ہے۔ جناب چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق مردہ بیٹی کو زندہ تصور کیا جائے گا لہٰذا میت کی دو لڑکیاں ہوئیں اور ایک بھائی۔ دو لڑکیوں کو دو تہائی ملا یعنی ⅔ اور باقی ایک تہائی ⅓ بھائی کو ملا اور مردہ لڑکی کو جو ایک تہائی ملا وہ چیمہ صاحب کے نزدیک اس کے لڑکے یعنی میت نے لیا

مسئلہ ۲		
لڑکی	نواسا	بھائی
۱	محروم	۱

مسئلہ ۳		
لڑکی	نواسا	بھائی
۱	۱	۱

قرآن پاک کا تو صریح ارشاد ہے وان کانت واحدۃ فلها النصف (سورہ نساء رکوع ۲ پارہ ۴) یعنی اگر میت کی ایک لڑکی ہو تو اسکو کل ترکہ کا آدھا ملتا ہے۔ مگر جناب چیمہ صاحب قرآن پاک کے قانون کی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔ ایک لڑکی کو آدھے حصے کے بجائے تہائی حصہ دلا رہے ہیں۔ کیا یہ قرآن کی صریح مخالفت نہیں۔ نواسا ذوی الارحام میں سے ہے اور چیمہ صاحب اسکو زبردستی اصحاب فرائض میں داخل کر رہے ہیں۔

میت نے ایک بہن ایک بھتیجی اور ایک چچا کو چھوڑا

۵ :- اسلامی قانون کے مطابق آدھا ترکہ ½ بہن کو ملے گا اور آدھا ترکہ ½ چچا کو ملے گا اور بھتیجی محروم

ہے مگر جناب چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کا بھائی زندہ تصور کیا جائے گا تو بہن کو تہائی ترکہ ⅓ ملے گا۔ اور بھائی کو دو تہائی ملے اور چچا محروم۔

مسئلہ ۲

بہن	بھتیجی	چچا
۱	محروم	۱

مسئلہ ۳

بہن	بھتیجی	چچا
۱	۲	محروم

حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا۔ ان امرؤٌ ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترک کہ بہن کے لئے کل ترکہ کا نصف حصہ ہے مگر چیمہ صاحب قرآن پاک کی اس آیت کی کھلی مخالفت کر رہے ہیں بہن کو بجائے آدھے ترکہ کے تہائی ترکہ دلا رہے ہیں اور بھتیجی جو محروم ہے اسکو بہن سے دوگنا دلا رہے ہیں۔ یہ ہے چیمہ صاحب کی ترمیم کی باطل حقیقت۔ حدیث شریف تو چچا کو اس صورت میں باقی ترکہ دلائے اور بھتیجی کو محروم بتائے مگر چیمہ صاحب حدیث کی صریح مخالفت کر رہے ہیں جس کو حدیث نے ترکہ سے محروم بتایا اسکو چیمہ صاحب ترکہ دلا رہے ہیں اور جس کو حدیث کی رو سے ترکہ ملتا ہے اسکو چیمہ صاحب محروم ٹھہرا رہے ہیں اس ظلم کی کوئی حد بھی ہے۔

(۶) میت نے دو بہنیں ایک بہن کی لڑکی یعنی بھانجی اور ایک چچا چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق دو بہنوں کو دو تہائی ⅔ اور باقی ترکہ ⅓ چچا کو اور بھانجی محروم ہے۔

مسئلہ ۳

بہن	بھانجی	چچا
۲	محروم	۱

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق اس میت کی مردہ بہن کو زندہ تصور کیا جائے گا۔ تو اس صورت میں ترکہ کے نو حصے ہوں گے۔ ان میں سے دو دو حصے ہر بہن کو ملیں گے اور دو حصے مردہ بہن کی لڑکی کو یعنی میت کی بھانجی کو ملیں گے اور تین حصے چچا کو ملیں گے۔

مسئلہ ۹

بہن	بھانجی	چچا
۲	۲	۳

حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا فان کانتا اثنتین فلھما الثلثٰن مما ترک کہ میت کی دو بہنیں ہوں تو ان کو دو تہائی ترکہ ملتا ہے۔ مگر چیمہ صاحب دو بہنوں کو دو تہائی سے کم دلا رہے ہیں یعنی نو حصوں میں سے چار حصے حالانکہ قرآن پاک کے مطابق ان دو بہنوں کو نو حصوں میں سے دو تہائی یعنی چھ حصے ملتے ہیں۔ چیمہ صاحب کی اس ترمیم میں قرآن کریم

کی صریح مخالفت ہے۔ بھانجی جو ذوی الارحام میں سے ہے چیمہ صاحب اسکو زبردستی اصحاب فرائض میں داخل کر رہے ہیں۔

(۷) میت نے ایک بھائی اور ایک بھتیجا چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق بھائی چونکہ میت کا زیادہ قریبی عصبہ ہے لہذا اسکو کل ترکہ ملے گا اور بھتیجا عصبہ بعید ہے لہذا وہ اس صورت میں ترکہ سے محروم ہے۔

مسئلہ ۱

بھتیجا	بھائی
محروم	۱

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق بھتیجے کے باپ کو زندہ تصور کیا جائے گا لہذا آدھا ترکہ بھائی کو ملے گا۔ اور آدھا بھتیجے کو۔ حدیث شریف میں تو فرمایا کہ زیادہ قریبی عصبہ کو دو مگر چیمہ صاحب حدیث کی مخالفت کرکے عصبہ قریب کا ترکہ چھین عصبہ بعید کو بھی دلا رہے ہیں حدیث کی کتنی کھلی مخالفت ہے۔ مولیٰ عزوجل ہدایت دے۔

(۸) میت نے ایک بھائی اور بھانجہ چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق بھائی چونکہ عصبہ ہے لہذا وہ کل ترکہ پائے گا اور بھانجہ چونکہ ذوی الارحام میں سے ہے لہذا وہ اس صورت میں محروم ہے

مسئلہ ۱

بھانجہ	بھائی
محروم	۱

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق مردہ بہن کو زندہ تصور کیا جائے گا لہذا بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔ یعنی بھائی کو دو تہائی $\frac{2}{3}$ اور بہن کو تہائی $\frac{1}{3}$ ملیگا۔ اور بہن کا ترکہ $\frac{1}{3}$ اس کا لڑکا یعنی میت کا بھانجہ پائے گا

مسئلہ ۳

بھانجہ	بھائی
۱	۲

حدیث کی رو سے تو ترکہ صرف بھائی کو ملتا ہے اور بھانجہ محروم ہے۔ مگر چیمہ صاحب بھائی کے ترکہ سے کمی کر کے زبردستی ایک تہائی بھانجے کو اپنی ناجائز ترمیم سے دلا رہے ہیں اور بھانجے کو ذوی الارحام سے نکال کر عصبات کی جماعت میں شامل کر رہے ہیں چیمہ صاحب کی ترمیم کیا ہے قرآن و حدیث کی مخالفت کا کھلا ہوا دفتر ہے۔

(۹) میت نے ایک بھائی ایک بہن اور ایک بہن کا لڑکا یعنی بھانجہ چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق بھائی کو دو تہائی $\frac{2}{3}$ اور بہن کو ایک تہائی $\frac{1}{3}$ ملتا ہے اور بھانجہ چونکہ ذوی الارحام میں سے ہے لہذا عصبہ کی موجودگی میں محروم ہے

مسئلہ ۳

بھانجہ	بہن	بھائی
محروم	۱	۲

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کی مردہ بہن کو

زندہ تصور کیا جائے گا۔ لہٰذا میت کا ترکہ چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ آدھا ½ میت کے بھائی کو ملے گا اور ایک چوتھائی ¼ ہر ایک بہن کو ملے گا اور ایک چوتھائی ¼ مردہ بہن کا لڑکا یعنی میت کا بھانجہ پائے گا۔

بھائی	بہن	بھانجہ
۲	۱	۱

مسئلہ ۴

حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا وان کانوا اخوۃ رجالاً و نساء فللذکر مثل حظ الانثیین۔ یعنی اگر میت کے بہن بھائی ہوں تو بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔ مگر چیمہ صاحب قرآن پاک کی اس آیت کی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔ بہن بھائی کے حصہ سے غصب کر کے اسلامی قانون کے خلاف بھانجہ کو دلا رہے ہیں اور بھانجہ کو ذوی الارحام کی جماعت سے نکال کر عصبات کے حلقہ میں شامل کر رہے ہیں نہ معلوم چیمہ صاحب کی یہ ناجائز ترمیم قرآن وحدیث کی مخالفت میں کیا کیا رنگ لائے گی۔

(۱۰) میت نے ایک چچا اور ایک چچا کی بیٹی کو چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق اس صورت میں کل ترکہ چچا کو ملتا ہے کیونکہ وہ میت کا عصبہ ہے اور چچا کی بیٹی ذوی الارحام میں سے ہے اور عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الاحام محروم ہیں اور چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کے مردہ چچا کو زندہ تصور کیا جائے گا لہٰذا میت کا آدھا ترکہ اسکے چچا کو ملے گا اور باقی آدھا ترکہ چچا کی لڑکی کو اس کے باپ کا حصہ ملے گا۔ چچا کی لڑکی شرعاً ذوی الارحام میں سے ہے مگر چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق وہ عصبات کے حکم میں شامل ہے جو کسی طرح شرعاً جائز نہیں اس طرح کثرت سے مسائل ہیں کہ جن میں ترمیمی بل کے مطابق فیصلہ کرنے سے قرآن وحدیث کے قانون وفیصلہ کی صریح مخالفت ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱

چچا	چچا کی بیٹی
۱	محروم

مسئلہ ۲

چچا	چچا کی بیٹی
۱	۱

اس تفصیل کی اجمالی تعبیر

قرآن وحدیث کا فیصلہ	ترمیمی بل کا فیصلہ
(۱) قرآن پاک میں ہے: کہ اگر ایک لڑکی ہو تو اسکو کل ترکہ کا نصف ملتا ہے۔ (سورہ نساء رکوع ۲ پارہ ۴)	(۱) ترمیمی بل کی رو سے لڑکی کو نصف ترکہ کی بجائے تہائی ⅓ ملتا ہے۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۱)

(۲) قرآن پاک میں ہے میت کی دو بہنیں ہوں تو میت کے ترکہ سے ان کو دو تہائی ⅔ ملتا ہے (سورہ نساء رکوع آخری)

(۲) ترمیمی بل کی رو سے دو بہنوں کو ترکہ دو تہائی ⅔ سے کم ملتا ہے۔
(ملاحظہ ہو مسئلہ ۶)

(۳) قرآن پاک میں ہے کہ میت کی اولاد میں سے کوئی نہ ہو تو ایک بہن کو وراثت کا آدھا حصہ ملتا ہے (سورہ نساء رکوع آخری)

(۳) اس بل کے مطابق بہن کو آدھے ½ ترکہ کی بجائے تہائی ⅓ ملتا ہے۔
(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۵)

(۴) حدیث شریف کی رو سے میت کے لڑکے کی موجودگی میں پوتا پوتی۔ نواسے۔ نواسی ترکہ سے محروم ہیں۔

(۴) ترمیمی بل کی رو سے میت کے لڑکے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی۔ نواسا نواسی محروم نہیں۔
ملاحظہ ہو مسئلہ ۱ ۲ ۳

(۵) حدیث شریف کی رو سے میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا۔ میت کا بھانجا بھانجی محروم ہیں۔

(۵) ترمیمی بل کی رو سے میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا۔ بھانجہ۔ بھانجی محروم نہیں۔
ملاحظہ ہو مسئلہ ۷ ۸ ۹

(۶) حدیث کی رو سے میت کے چچا کی موجودگی میں چچا کی لڑکی محروم ہے۔

(۶) ترمیمی بل کی رو سے میت کے چچا کی موجودگی میں چچا کی لڑکی محروم نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ وراثت کے شرعی اسلامی قانون میں اس ترمیم کی تجویز سے قرآن وحدیث میں تغیر وتبدل لازم آتا ہے جو کسی طرح درست نہیں۔ قرآن پاک ایک کامل ومکمل واکمل کتاب ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور حدیث شریف قرآن پاک کی تفسیر ہے تو اس ترمیم کو جائز رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ قرآن پاک مکمل کتاب نہیں اور دین اسلام مکمل دین نہیں۔ قرآن پاک ودین اسلام کے قانون وراثت میں گویا کمی تھی اور آج چیمہ صاحب نے اس ترمیم سے اس کمی کو پورا کیا۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔ ترمیمی بل میں وراثت کے متعلق قدیم اسلامی قانون کے بارے میں یوں کہنا کہ "روح اسلام کے مطابق نہیں" سراسر غلط ہے اور شریعت کی مخالفت میں سخت جرأت وجسارت ہے۔

وراثت کے متعلق قدیمی اسلامی قانون مروّج روحِ اسلام کے عین مطابق ہے مگر جنیبہ صاحب کی پیشکردہ ترمیم روحِ اسلام کے سراسر مخالف ہے

اس مضمون کو سمجھنے کے لئے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ روحِ اسلام کیا ہے۔ روحِ اسلام قرآن پاک ہے۔ روحِ اسلام پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی ہیں۔ قرآن پاک روحِ اسلام ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

آیت ۱۔ وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا۔　آیت ۲۔ ینزل الملئکۃ بالروح من امرنا۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ ۴۳۵ جلد ۵ میں امام رازی نے یہ فرمایا کہ ان دونوں آیتوں میں روح سے مراد قرآن پاک ہے۔ ظاہر ہے کہ روح سے شے کی زندگی ہے۔ قرآن پاک سے اسلام زندہ ہے لہذا قرآن پاک روحِ اسلام ہے اور دین اسلام اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول دین ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام اور دین اسلام کے غلبہ کے لئے اور دین اسلام کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام روحِ اسلام ہیں۔ اسی لئے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء طیبہ میں سے ایک نام روح الحق[عہ] ہے۔ حق سے مراد دین وایمان بھی ہے تو روح الحق کے معنی ہوئے روح دین۔ روح ایمان بیشک ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دین اسلام کی روح ہیں ایمان کی روح ہیں۔ جب واضح ہو گیا کہ روحِ اسلام قرآن پاک اور روحِ اسلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو جو قانون قرآن وحدیث کے مطابق ہے وہ قانون روحِ اسلام کے مطابق ہے اور جو قانون قرآن وحدیث کے مخالف ہے وہ قانون روحِ اسلام کے مخالف ہے۔ اس سے قبل نہایت وضاحت کے ساتھ کئی مثالیں دیکر ظاہر کر دیا کہ وراثت کے متعلق جنیبہ صاحب کی تجویز کردہ ترمیم یقیناً قرآن وحدیث کے مخالف ہے لہذا واضح ہو گیا کہ درحقیقت یہ پیش کردہ ترمیم ہی روحِ اسلام کے مخالف ہے نہ کہ اسلامی قانون جو کہ قدیم سے مروّج

عہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۵۔

ہے۔ کیونکہ وہ قو روح اسلام کے عین مطابق ہے۔

ترمیمی بل کی یہ عبارت ہے۔ پہلے فوت شدہ لڑکے یا لڑکی۔ بھائی بہن کی اولاد متوفی کا ترکہ نہیں

پاتی۔ قانون شریعت میں ایسی کوئی صریح بندش نہیں جو کہ اولاد کو ترکہ پانے سے روکے"۔

ترمیمی بل کی یہ عبارت سراسر واقع کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث سے تحریر مذکور میں نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کی صریح بندش ہے۔ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی کو ترکہ دینے کی بندش حدیث سے صراحتًہ ثابت ہے۔ اور قرآن پاک میں ورثاء کے جو حصے مقرر کئے ہیں اس تجویز کردہ ترمیم کے پیش نظر ان مقررشدہ حصوں میں تغیر و تبدل لازم آتا ہے جو قرآن پاک کے صریح مخالف ہے۔ "اسلامی قانون کے مطابق اور چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق" اس عنوان میں جو مثالیں بیان کی ہیں ان مثالوں سے یہ بات روشن ہے کہ چیمہ صاحب کی ترمیم قرآن و حدیث کے سراسر مخالف ہے۔

ترمیمی بل کی اس عبارت "اس قانون کا موجودہ تخیل پہلے فوت ہونے والے لڑکے لڑکی بھائی بہن کے

بچوں کی زندگی تباہ حال بنا دیتا ہے۔ قانون کو اسلامی روح کے مطابق بنانے کے لئے متذکرہ ترمیم کی گئی ہے" میں دین اسلام کے متعلق سخت تنقیص کی گئی ہے۔ معاذ اللہ۔ گویا چیمہ صاحب کے نزدیک آج تک جو وراثت کے متعلق اسلامی قانون رائج رہا وہ نامکمل تھا اور ترکہ نہ پانے والے بچوں کی زندگی تباہ کرنے والا تھا۔ آج تک کسی نے بھی ایسے بچوں کو زندگی کی تباہی سے نہیں نکالا۔ نہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ خلفاء راشدین حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین نے اور نہ فقہاء کرام نے اور نہ اولیاء کاملین نے نہ مبلغین اسلام نے نہ سلاطین اسلام نے اور نہ آج تک کسی مسلمان نے مگر اس چودھویں صدی میں جناب چیمہ صاحب ان بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچائیں گے چیمہ صاحب کے نزدیک قرآن و حدیث نے تو تباہی سے نہیں بچایا اور خود چیمہ صاحب اس ترمیم سے مذکور بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچانے کے لئے اٹھے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

چیمہ صاحب خود جو ترمیم پیش کر رہے ہیں اس ترمیم کا ثبوت ان کے پاس نہ قرآن پاک میں ہے اور نہ حدیث پاک میں ہے نہ روایات و آثار میں ہے نہ کتب فقہ میں ہے صرف چیمہ صاحب نے اپنے تخیل و توہم کی من گھڑت ترمیم پیش کی ہے اور آج تو زمانہ ایسا نازک ہے کہ کوئی جھوٹ سے جھوٹ بات کہدے۔ قرآن و حدیث کی مخالفت کرے خواہ کوئی پیدا ہو کر آج رب ہونے کا دعوےٰ کرے

یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس ترمیم کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں۔ دین اسلام میں اسکا کوئی وزن نہیں۔ صرف یہ ایک فرضی جعلی ترمیم ہے۔

ترمیمی بل کی نئی دفعہ ۲ الف اگر کسی بیٹے یا بیٹی۔ بھائی یا بہن کی موت ایسے وقت واقع ہو جائے جب کہ وہ شخص زندہ ہو جسکا ترکہ اسے ملتا ہے تو ان کے ورثاء کو ترکہ ایسے ہی ملے گا۔ گویا کہ بوقت کھلنے ترکہ وہ ابھی زندہ تھے یعنی یہ تصور کیا جائے گا کہ وہ جس کا ترکہ تقسیم ہونا ہے اس کے بعد فوت ہوئے ہیں"۔

یہ عجیب تخیل ہے کہ مردہ کو زندہ تصور کرو اور زندہ کو مردہ یہ بھی کوئی اسلامی بات ہے۔ اسلام تو ایک حقیقت ہے۔ اسلام ایک تخیل و توہم کا نام نہیں بلکہ اسلام کے قوانین ضوابط و فروع سب حقیقت پر مبنی ہیں۔ مگر جناب چیمہ صاحب ہیں کہ اپنے تخیل و توہم کو قانون اسلام کی بنیاد سمجھ رہے ہیں۔ چیمہ صاحب کی یہ ترمیم صرف خیالی بناوٹ ہے۔ جسکا قانون اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام ایسے خیالی اور جعلی تخیل سے پاک ہے۔ یہ کتنا ظلم ہے کہ قرآن و حدیث سے جو اسلامی قانون نکلا ہوا ابتداء اسلام سے اب تک جاری ہوا اور حقیقت نفس الامری ہو اس کو ترمیمی بل میں تخیل بتا کر مٹانے کی کوشش کی جائے۔ یعنی جس قانون کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہو وہ قانون تو نہ رہے مگر چیمہ صاحب جو صرف خیالی دنیا میں ایک تخیل گڑھ لیں اسکو مسلمانوں میں جاری کیا جائے یہ بھی کوئی انصاف ہے۔ کل کو اگر کوئی ترمیمی بل کو دیکھ یہ کہے کہ جس عورت کا شوہر زندہ ہے اسکو مردہ تصور کر لیا جائے۔ لہذا اس صورت میں اسکی منکوحہ عورت کا نکاح دوسرے سے جائز ہے اور جس بیوہ کا خاوند مر چکا ہے تو تصور کر لیا جائے کہ اسکا خاوند زندہ ہے لہذا اس بیوہ عورت کا بعد عدت کے بھی نکاح کبھی جائز نہیں تو نکاح کے مسائل کے متعلق یہ ترمیمی بل پیش کرے تو جناب چیمہ صاحب اسکا کیا جواب دیں گے جس قانون سے چیمہ صاحب نکاح کے متعلق اس ترمیم کا جواب دیں گے اسی قانون سے چیمہ صاحب وراثت کے متعلق اپنی پیش کردہ ترمیم کا جواب تصور کریں۔ ہمارے نزدیک تو اسکا جواب سہل ہے وہ یہ ہے کہ منکوحہ کا نکاح شرعی قانون سے دوسرے سے نہیں ہو سکتا اسی طرح بیوہ کا نکاح عدت کے بعد شرعی قانون سے جائز ہے یونہی شرعی قانون سے بیٹے کی موجودگی پوتے پوتی کو وراثت کا حق نہیں پہنچتا۔ اس میں اعتراض کی کوئی بات ہی نہیں۔ شرعی قانون کے آگے ہر مسلمان کو سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔

چیمہ صاحب کی ترمیم چونکہ قرآن و حدیث کیخلاف ہے لہذا چیمہ صاحب پر شرعاً لازم ہے

کہ اپنی ترمیم واپس لے لیں اور قرآن و حدیث کے قانون کو تسلیم کریں یوں ہی حکام و رعایا سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسلامی قانون کے مطابق چلیں اسی میں سعادت ہے وما علینا الا البلاغ۔

چیمہ صاحب سے گذارش۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ قرآن پاک میں یا حدیث شریف میں یا کتب فقہ میں آپ کی اس تجویز کردہ ترمیم کا کوئی ثبوت ہے۔ ہے تو کہاں۔ نہیں تو آپ اسلامی قانون مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی صحابی یا تابعی یا مجتہد یا ولی یا کسی مسلمان نے قانون وراثت کے متعلق آپ کی تجویز کردہ ترمیم پیش کی ہے۔ اگر کی ہے تو کس نے۔ اسکا ثبوت دیں۔ اگر نہیں پیش کی تو کیوں۔

کسی وارث کے حق وراثت میں کمی کرنیوالے کے لئے وعید

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا من قطع میراثا فرضہ اللہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۵ جلد ۳) یعنی اللہ تعالےٰ نے وراثت کے لئے جو حصہ معین فرمایا ہے جو شخص اس وارث کو اسکے حصہ وراثت سے محروم کرے تو اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو جنت سے محروم کرے گا۔ نیز حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان الرجل یعمل بعمل اھل الجنۃ سبعین سنۃ وجار فی وصیتہ ختم لہ بشر عملہ فیدخل النار وان الرجل لیعمل بعمل اھل النار سبعین سنۃ فیدل فی وصیتہ فیختم لہ بخیر عملہ فیدخل الجنۃ۔ (تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۵ جلد ۳) یعنی بے شک آدمی ستر سال اہل جنت کے عمل کے مطابق کام کرتا ہے اور وصیت میں ظلم کرتا ہے تو ایسے شخص کا خاتمہ زیادہ بُرے عمل پر ہوگا تو ایسا آدمی دوزخ میں داخل ہوتا ہے اور بیشک آدمی ستر سال اہل دوزخ کے عمل کے مطابق کام کرتا ہے اور وصیت میں عدل کرتا ہے تو اسکا خاتمہ بہترین عمل پر کیا جاتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔

نیز اسی تفسیر میں ہے ومعلوم ان الزیادۃ فی الوصیۃ تقطع من المیراث۔ یعنی یہ بات یقینی

عہ یہ مرفوع حدیث شریف سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۹۸ پر ہے اور مشکوٰۃ میں صفحہ ۲۶۶ پر بھی بیہقی اور ابن ماجہ سے منقول ہے۔

ہے کہ وصیت میں حد شرعی سے زیادتی کرنا وارث کے حق وراثت کو کاٹنا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اسلامی قانون کے مطابق جسکو ترکہ ملتا ہے یہ ترمیمی بل اس وارث کے حصہ معینہ سے کمی کرتا ہے کبھی محروم کو وارث اور کبھی وارث کو محروم کرتا ہے لہذا اس ترمیمی بل کا نفاذ دوزخ کے استحقاق اور جنت سے محرومی کا سبب ہے جناب چیمہ صاحب غور کریں اور حکام بھی توجہ دیں کہ اسلامی نقطہ نظر سے ترمیمی بل کا کتنا برا اور مہلک نتیجہ نکلتا ہے۔

قرآن پاک کا اعلان کہ وراثت کے مسائل میں انسانی تخیل کو دخل نہیں

قرآن پاک میں فرمایا آباؤکم وابنائکم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعاً فریضۃ من اللّٰہ ان اللّٰہ کان علیماً حکیماً (سورہ نساء پارہ ۴ رکوع ۱۲) یعنی تمہارے باپ تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا۔ یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللّٰہ کی طرف سے بیشک اللّٰہ علم والا حکمت والا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ سے پہلے وراثت کا ذکر فرمایا بعض وارثوں کے حصے معین و مقرر فرمائے ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ علیم علم والا حکیم حکمت والا ہے۔ میت کے جن پسماندگان کو اللّٰہ تعالیٰ نے وراثت کا حصہ دیا ہے اس میں حکمت ہے اور جس کو نہیں دیا اس میں بھی حکمت ہے۔ اور جن وارثوں کے حصے علیحدہ علیحدہ مقرر فرمائے اس میں بھی حکمت ہے۔ تو انسانی تخیل میں یہ بات آسکتی ہے کہ اگر ترکہ کی تقسیم کے لئے قرآن پاک یا حدیث شریف کے علاوہ کوئی اور طریقہ ہو تو اس میں زیادہ نفع ہو۔ جیسا کہ ترمیمی بل کا مقصد ہے کہ آج تک تو اسلامی قانون وراثت کے بارے میں ناقص و ناکافی رہا۔ اور اس بل سے وہ کافی و مکمل ہوگا۔ قرآن پاک کی اس آیت میں وراثت کے ایسے تخیلات کا رد کیا گیا۔ دوسرے لفظوں میں اس ترمیمی بل کا رد خود قرآن حکیم میں موجود ہے۔ یہ قرآن پاک کی اعجازی شان ہے کہ اسکے نزول کے صدیوں بعد انسان کے خیال میں وراثت کے اسلامی قانون کے خلاف تخیل پیدا ہوتا ہے اور قرآن کریم کی نورانی شعاعوں اور حقانی تابشوں نے ایسے تخیلات کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا اور ارشاد ہوا تمہارے باپ تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے لئے زیادہ نفع دینے والا کون ہے وراثت کے حصے مقرر کرنا یہ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بے شک اللّٰہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے وراثت کی تقسیم بیان فرمائی ہے اور تم ارادہ کرتے ہو کہ وراثت کی تقسیم تمہاری طبیعتوں کے مطابق تمہارے تخیل کے

موافق ہو اللہ تعالیٰ نے جو تقسیم وراثت کو بیان فرمایا وہ تقسیم تمہاری من گھڑت تقسیم اور وراثت میں تمہاری خیالی ترمیم سے بہتر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معلومات کا عالم ہے وراثت کے متعلق کبھی مصالح و مفاسد کو جانتا ہے بیشک وہ حکمت والا ہے وہ اسی چیز کا حکم فرماتا ہے جس میں زیادہ مصلحت اور زیادہ خوبی ہو اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا انی اعلم مالا تعلمون کہ میں وہ جانتا ہوں کہ جس کو تم نہیں جانتے اور یونہی مسئلہ وراثت میں ہے کہ اے میرے بندو میں اسکی حکمتیں جو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ میں نے کسی کا حصہ وراثت میں معین و مقرر کیا ہے اور کسی کو ترکہ سے حصہ زیادہ دیا ہے اور کسی کو اس سے کم دیا ہے کسی کا حصہ معین نہیں کیا کسی کو ترکہ سے محروم کیا ہے اس تقسیم وراثت میں حکمتیں ہیں مصلحتیں ہیں جو تمہیں معلوم نہیں معلوم۔ غور کیجئے کہ ترمیمی بل کو اسلامی قانون وراثت میں کہیں بھی جگہ نہیں ہے۔ مسلمانو! قرآن پاک کا ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی اسنے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم یعنی اے پیارے نبی ہم نے آپکی طرف قرآن اتارا تاکہ آپ لوگوں کو بیان کر دیں جو آیتیں انکے متعلق اتاری گئی ہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اے پیارے نبی لوگوں سے فرما دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور امر والوں یعنی علماء کی اطاعت کرو قرآن پاک میں ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اگر تم کو معلوم نہیں تو اہل علم سے دریافت کرلو۔ سبحان اللہ قرآن کریم نے کیسا واضح راہ ہدایت بتایا۔ عام مسلمانوں کو علماء سے مسئلہ پوچھنے کا حکم فرمایا اور علماء کو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کی طرف متوجہ کیا اور رسول پاک کا در بتایا اور رسول پاک کی فرمانبرداری سے مسلمان خدا کا مطیع ہوا کیا واضح ہدایت کا سلسلہ ہے۔

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ خلفائے راشدین وصحابہ کرام وآئمہ مجتہدین ومشائخ عارفین اولیا کاملین و علماء دین کے بغیر کوئی مسلمان رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت نہیں کر سکتا اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے بغیر مسلمان ہرگز اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کر سکتا۔ اس ترمیمی بل میں خلفاء راشدین سے لے کر آجتک کسی بزرگ کی موافقت نہیں اور نہ اس ترمیمی بل میں خلفاء راشدین سے لے کر آجتک کسی بزرگ کی موافقت نہیں اور نہ اس ترمیمی بل میں رسول پاک کی اطاعت ہے نہ اس ترمیمی بل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ لہٰذا یہ ترمیمی بل یقیناً راہ ہدایت سے کوسوں دور ہی نہیں بلکہ یہ ترمیمی بل راہ ہدایت و اسلامی

قانون وراثت کو مٹانے والا ہے۔ قدیمی اسلامی قانون وراثت قرآن پاک کے مطابق حدیث شریف کے موافق ہے اور سب مومنین کا اس پر اتفاق ہے۔ جو شخص قرآن وحدیث کے خلاف اور مسلمانوں کے متفق علیہ راستہ کے خلاف چلتا ہے اس کے لئے قرآن پاک کا یہ ارشاد ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم وساءت مصیرا (سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۱۴) یعنی جو رسول کا خلاف کرے بعد اسکے حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

قانون وراثت میں احتیاط

حضرت عطا رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابی حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالےٰ عنہ غزوہ احد میں جب شہید ہوئے تو انہوں نے دو بیٹیاں اور ایک بیوی اور ایک بھائی کو چھوڑا آپ کے بھائی نے آپ کا سارا مال وراثت لے لیا۔ حضرت سعد کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے خاوند سعد کی یہ دو بیٹیاں ہیں اور وہ شہید ہو گئے ان کے بھائی یعنی ان بیٹیوں کے چچا نے سارا مال لے لیا ہے تو حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ارجعی فلعل اللہ سیقضی فیہ یعنی ابھی واپس جاؤ تحقیق اللہ تعالےٰ اسکے متعلق فیصلہ فرمائے گا چنانچہ واپس چلی گئیں۔ اور پھر وہ صحابیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کچھ عرصہ کے بعد دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور رو کر عرض معروض کیا تو آیت کریمہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترك۔ اس آیت پاک کے نازل ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ متوفی سعد (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی وراثت سے دو تہائی حصہ ⅔ ان کی دو لڑکیوں کو دیدو اور آٹھواں حصہ ⅛ لڑکیوں کی ماں یعنی متوفی کی بیوی کو دو اور جو باقی رہے اس کے تم مالک ہو یعنی ۲۴ سہام پر ترکہ تقسیم ہوگا جن میں سے ۱۶ سہام دو لڑکیوں کو ہر لڑکی کو آٹھ آٹھ اور تین سہام متوفی کی بیوی کو اور باقی پانچ سہام عصبہ ہونے کی حیثیت سے متوفی کے بھائی کو ملتے ہیں امام رازی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں هذا اول میراث قسم فی الاسلام یعنی اسلام میں سب سے پہلے جو وراثت تقسیم ہوئی وہ میراث یہ ہے اس حدیث شریف سے کئی مسائل ثابت ہوئے۔

ملہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں

۱ : حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے وراثت کے سوال کے جواب میں نہایت احتیاط فرمائی اور حکم الہٰی کا انتظار فرمایا۔ حالانکہ آپ کا فرمان وہ فرمان خدا ہے۔ ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ اس میں آپ کے حکم الہٰی میں انتظار کرنے میں ایک لطیف اشارہ یہ بھی تھا کہ اے میری امت دیکھو وراثت کے مسائل میں بھی میں نے کتنی احتیاط برتی ہے میں رسول اللہ ہوتے ہوئے نفاذ حکم کے لئے وحی کا منتظر ہوں تو اے میری امت تمکو یہ چاہیئے کہ اگر کوئی مسئلہ دینیہ خواہ مسئلہ وراثت در پیش ہو تو تم قرآن و حدیث کے مطابق مسئلہ کا فیصلہ کرو۔ شرعی قانون پر چلو صرف اپنے تخیل کو اس میں دخل نہ دو میں نے نے احکام شرعیہ میں باذن اللہ مختار ہو کر بھی وحی جلی کے نزول کا انتظار کیا تم تو میرے امتی ہو اور تمکو احکام شرعیہ میں میری طرح اختیار بھی نہیں لہذا تم صرف اپنے خیال و وہم سے قانون نہ بنانا اور اپنے تخیل سے قانون اسلام کی ترمیم نہ کرنا بلکہ اللہ تعالٰے نے جو قانون نازل فرمایا ہے اور میں نے اپنی حدیثوں میں تمکو جو قانون بتایا ہے اسکے مطابق چلنا اور قانون اسلام سمجھنے کے لئے میرے خلفاء راشدین صحابہ کرام آئمہ مجتہدین رضی اللہ تعالٰے عنہم کی پیروی کرنا اور ان کے بتائے ہوئے قانون کی پابندی کرنا حدیث شریف میں ہے فعلیکم[۲] بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین نیز حدیث شریف میں ہے اصحابی[۳] کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم اور حدیث شریف میں ہے من اطاع امیری فقد اطاعنی غور کیجئے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تو مسئلہ وراثت کے متعلق کتنی بڑی احتیاط فرمائی مگر ترمیمی بل میں برائے نام بھی احتیاط نہیں احتیاط تو در کنار اس ترمیمی بل میں تو قرآن پاک و حدیث شریف کے قانون کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔

(۲) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قانون وراثت کے نازل ہونے سے پہلے بھی عرب میں وراثت تقسیم ہوتی تھی اور تقسیم وراثت کا ضابطہ ان کا خیالی قانون تھا جب قانون اسلام نازل ہوا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے پہلے وراثت کے خیالی قانون کو توڑا مگر چیمہ صاحب اسکے برعکس اپنی ترمیم کی بدولت اسلامی قانون وراثت جو عہد رسالت سے لے کر آج تک رائج ہے ایسے مضبوط و محکم قانون کو صرف اپنے خیالی ضابطے سے توڑ رہے ہیں۔ ؎ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔

---

۱ : حاشیہ صفحہ ۶۲۶ :- یہ حدیث شریف ان کتابوں میں ہے تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۲ جلد ۳۔ تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ ۶ جلد ۱ تفسیر بغوی صفحہ ۴۰۹ جلد ۱ مطبوعہ مصر۔ ترمذی شریف صفحہ ۳۰۲۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۹۹۔ ابو داؤد صفحہ ۴۴ جلد ۱۔

۲ : مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۔ ۳ : مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔ ۴ : بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۷ جلد ۲

دین اسلام سے سچی ہمدردی کا مطلب یہ ہے کہ دنیا سے انسانی تخیل انسانی توہم کے ضابطہ کو مٹایا جائے اور اس کی بجائے قرآن پاک وحدیث شریف کے مطابق اسلامی قانون کو رائج کیا جائے امت کا عمل جب تک اس کے مطابق رہا دین اسلام دن بدن ترقی کرتا گیا اور جب اسلامی قانون پر عمل کرنا مسلمانوں نے چھوڑ دیا۔ اور صرف اپنے خیالی ضابطوں کے پابند ہو گئے تو مذہب حق کو تنزل ہوتا گیا یہ ترمیمی بل بھی اس تنزل کا ایک شعبہ ہے۔

(۳) سرکار دوعالم نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے اصحاب فرائض کو ان کے مقرر حصے عطا فرمائے یعنی متوفی کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی ⅔ اور متوفی کی بیوی کی آٹھواں حصہ ⅛ اور باقی متوفی کے بھائی کو جس سے معلوم ہوا کہ میت کی وراثت سے پہلے اصحاب فرائض کو ان کے مقرر حصے دے جائیں اور جو باقی بچے وہ میت کے قریبی عصبہ کے لئے ہے یہ فیصلہ بالکل اس حدیث شریف کے مطابق ہے یعنی حدیث شریف الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولی رجل ذکر دیکھئے عصبہ کو باقی کل ترکہ دے دیا یہ اسلام میں اول تقسیم وراثت سے رائج ہے مگر چیمہ صاحب کی ترمیم اس اسلامی قانون کے مخالف ہے۔

قانون وراثت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی احتیاط

حضرت قبیصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ متوفی کی دادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے متوفی پوتے کی وراثت کے متعلق مسئلہ پوچھا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس عورت کو فرمایا مالک فی کتاب اللہ شیئ و مالک فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شیئ فارجعی حتی اسئل الناس یعنی تیرے لئے قرآن پاک میں پوتے کی وراثت سے کوئی حصہ نہیں۔ اور حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سنت میں بھی میرے علم میں تمہارے لئے کوئی حق وراثت نہیں ہے تم ابھی واپس جاؤ یہاں تک کہ میں اس کے متعلق صحابہ سے تفتیش کروں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس مسئلہ کو صحابہ کرام سے پوچھا تو صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو اس مسئلہ کے متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوتے کی وراثت سے دادی کو چھٹا حصہ ⅙ عطا فرمایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ اور بھی اس کا گواہ ہے اس پر دوسرے صحابی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی تصدیق کی۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ نے ان دونوں صحابہ کی شہادت سے جان لیا کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوتے کی دادی کو پوتے کے ترکہ سے چھٹا ۱/۶ حصہ عطا فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق نے بھی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قانون وراثت کیمطابق اس سوال کرنیوالی کو اسکے پوتے کے ترکہ سے چھٹا حصہ ۱/۶ دیا اور اس قانون وراثت کا نفاذ فرمادیا۔ پھر اسکے بعد اس متوفی کی نانی[1] حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سوال کیا کہ میرے نواسے کی میراث سے میرا حصہ ملنا چاہیئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب دیا کہ پوتے کی میراث سے دادی کو یا نواسے کی میراث سے نانی کو چھٹا حصہ ۱/۶ ملتا ہے اگر متوفی کی دادی اور نانی دونوں زندہ ہوں تو دونوں چھٹے حصے ۱/۶ میں شریک ہیں اور ان دونوں میں سے ایک ہو یعنی دادی یا صرف نانی تو اسکو تنہا حصہ ۱/۶ ملے گا۔[2] یہ حدیث شریف مشکوٰۃ[3] شریف میں مؤطا امام مالک مسند امام احمد، جامع ترمذی سنن ابو داؤد دارمی ابن ماجہ سے منقول ہے اور سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۰۰ اور سنن ابو داؤد صفحہ ۴۵ جلد ۲۔ اور موطا امام مالک[4] ۴۲۹ میں اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے وراثت کے متعلق سوال کرنے والی میت کی دادی یا نانی سے فرمایا وما انا بزائد فی الفرائض شیئاً یعنی میں صرف اپنی طرف سے وراثت کے شرعاً مقررشدہ حصوں میں زیادتی کرنے والا نہیں۔ سبحان اللہ اسے کہتے ہیں قانون اسلام کی پابندی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے اس ارشاد میں ترمیمی بل کا صریح رد ہے۔ چیمہ صاحب ذرا حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے اس ارشاد گرامی پر غور کریں اور اپنی ترمیم واپس لے لیں۔

ذرا غور کیجئے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ سے وراثت کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے خوب احتیاط برتی اور صرف اپنے خیال سے جواب نہیں دیا بلکہ تفتیش فرمائی اور حدیث شریف کے قانون کو صحابہ کرام سے دریافت کرکے اس قانون وراثت کا نفاذ فرما دیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط قانون وراثت میں اس روایت سے بھی ظاہر ہے جو ابو بکر بن خرم سے ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ حضرت عمر فاروق کو فرماتے سنا[5] عجباً للعمۃ تورث ولا ترث یعنی عجب بات ہے کہ پھوپھی اپنے بھتیجوں کو وارث کر دیتی ہے مگر خود ان کی وارث نہیں مثلاً اگر میت نے اپنے خاوند اور بھتیجے کو چھوڑا تو وراثت دو حصے پر تقسیم ہوگی ایک

---

[1] اسکے برعکس بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے نانی نے حضرت ابو بکر سے سوال کیا ہو اور پھر دادی نے حضرت عمر فاروق اعظم سے سوال کیا ہو جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے ۱۲ منہ۔ [2] میت کی ماں کی موجودگی میں میت کی دادی پر دادی نانی پرنانی سب محروم ہیں اور میت کے باپ کی موجودگی میں میت کی دادی پر دادی محروم ہے مگر نانی پرنانی محروم نہیں ۱۲ منہ۔ [3] مشکوٰۃ شریف مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ ۲۶۴۔ [4] یہ روایت مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۵ میں موطا امام مالک سے منقول ہے ۱۲ منہ۔

حصہ خاوند کو ملے گا اور ایک حصہ بھتیجے کو اور اگر میت نے اپنی پھوپھی اور چچا کو چھوڑا تو وراثت کا چوتھائی حصہ بیوی کو ملیگا اور باقی تین حصے میت کے چچا کو ملیں گے اور پھوپھی محروم ہے۔ دیکھئے پہلے مسئلہ میں پھوپھی کی وراثت سے بھتیجے کو حصہ ملتا ہے مگر دوسرے مسئلہ میں بھتیجے کی وراثت سے چچا کو حصہ ملتا ہے اور پھوپھی محروم ہے حضرت عمر فاروق اعظم تعجب فرماتے ہیں کہ پھوپھی کو بھتیجے کے ترکہ سے نہیں ملتا اور بھتیجے کو پھوپھی کے ترکہ سے ملتا ہے یا اسلئے تعجب فرمایا کہ بھتیجا چونکہ عصبہ ہے وہ ترکہ پالیتا ہے اور پھوپھی چونکہ ذوی الارحام میں سے ہے اس لئے اسکو ترکہ نہیں ملتا امیر المومنین نے تعجب کا اظہار فرمایا اور اس تعجب کو اسلامی قانون پر نثار کیا اپنی طرف سے وراثت کے اسلامی قانون میں دخل نہ دیا بلکہ اسلامی قانون کی پابندی فرمائی یہ ہے دین اسلام سے ہمدردی یہ ہے دین اسلام کی اشاعت یہ ہے اسلامی قانون کا نفاذ یہ ہے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سیرت پاک حکومت ہو تو خلافت راشدہ کا ظل ہو حکام ہوں تو خلفاء راشدین کے نائب ہوں۔ خلفاء راشدین جو ہدایت کے ستارے ہیں۔ اسلام کے پھیلانے والے اور اسلامی قوانین کے پابند تھے وہ بھی صرف اپنے خیال سے قانون وراثت میں دخل نہ دیتے اس میں غایت درجہ کی احتیاط فرماتے۔ لہذا چیمہ صاحب بلکہ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ جو ترمیم بھی قانون اسلام کے خلاف ہو اسکی طرف توجہ نہ کریں اور حکام ایسے ترمیمی بل کا ہرگز نفاذ نہ کریں۔

حجۃ الوداع میں قانون وراثت و وصیت کا اعلان

صحابی حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ اور میں نے خطبہ میں آپکو یہ فرماتے سنا ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث[1] یعنی بیشک اللہ تعالےٰ نے وراثت کے ہر حقدار کو اسکا حق عطا فرمایا ہے تو وارث کے لئے مورث کی وصیت جائز نہیں۔ اس حدیث شریف سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر حقدار کا حق بیان کر دیا ہے کس وارث کو کتنا ملیگا یہ ظاہر کر دیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ تو قرآن وحدیث ہی وراثت کے متعلق حقدار کا حق بیان کر دیا ہے جس کیلئے وراثت کا حصہ بیان نہیں کیا وہ شرعًا وراثت کا حقدار ہی نہیں[2]۔ میت کا بیٹا موجود ہو تو پوتا پوتی نواسہ نواسی محروم ہیں میت کا بھائی موجود ہو تو میت کا بھتیجہ بھانجہ محروم۔ اس صورت میں یہ اس لئے محروم ہیں کہ اللہ تعالےٰ اور اسکے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو وراثت کا حق نہیں دیا چیمہ صاحب صرف اپنی رائے سے ان کو ناحق حصہ دلانے کی کوشش کر کے قرآن وحدیث کی مخالفت کر رہے ہیں حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے

---

[1] یہ حدیث شریف ابو داؤد صفحہ ۴۰ جلد ۲۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۹۹ ترمذی شریف صفحہ ۳۰۸ پر ہے۔ [2] اجماع امت جس بات پر ہو جائے وہ بھی قرآن اور حدیث کی رو سے حجت ہے مجتہد جو قیاس کریں اور اجتہاد سے مسئلہ بیان کریں تو اس کا منشاء بھی حقیقت میں قرآن وحدیث ہی ہے۔ ۱۲ منہ۔

ہر حقدار کو اسکا حق دیا مگر چیمہ صاحب کے خیال میں بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی نواسہ نواسی حقدار ہیں مگر اللہ تعالےٰ نے ان حقداروں کو ان کا حق نہیں دیا۔ بھائی کی موجودگی میں بھتیجے بھانجے وراثت کے حقدار ہیں مگر اللہ تعالےٰ نے انکو وراثت کا حق نہیں دیا۔ حق دار کو حق نہ دینا ظلم ہے تو گویا چیمہ صاحب کے نزدیک معاذ اللہ اللہ تعالےٰ نے ظلم کیا ہے کہ ان حقداروں کو حق نہیں دیا۔ تعالی اللہ عن ذٰلک علوا کبیرا اور دوسرا مسئلہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے پوتا پوتی نواسا نواسی بھتیجے بھانجے حسب شرع ترتیب وار ترکہ پاتے ہیں اور جس صورت میں انکو وراثت کا حق نہیں پہنچتا تو ایسے وقت مورث کو چاہیئے کہ ان کے لئے ایک تہائی تک وصیت کر دے۔

ترمیمی بل قرآن وحدیث کے خلاف ہے چیمہ صاحب کی ترمیم شرعًا ناقابل اعتبار ہے

لہٰذا ترمیمی بل کا نفاذ شرعًا کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون پر عمل نہ کرنا جرم ہے اور اس قانون کے مقابلہ میں دوسرے قانون کا نفاذ کرنا تو اسلام ہی کی مخالفت ہے جو کسی طرح مسلمان کو گوارا نہیں۔ مسلمانو۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا رب تبارک وتعالےٰ ہر مہربان سے بڑا مہربان ہے قرآن پاک میں ہے ھوارحم الراحمین اسکے بعد ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق سے زیادہ مہربان ہیں قرآن کریم کا ارشاد ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین اور ایمان داروں پر تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص نظر رحمت نظر رافت ہے قرآن کریم میں ہے بالمومنین رؤف الرحیم۔ اسلام کے ہر مسئلہ میں ہر قانون میں مسلمان کے لئے رحمت کے جلوے ہیں۔ اسلام نے مسلمان کو جو حق دیا ہے وہ حق برکت ہے رحمت ہے اور مسلمان کو جس کا حق نہیں دیا وہ چیز رحمت ہے رحمت نہیں۔ جس شخص کو میت کا وارث بنایا ہے تو اس کے لئے رحمت ہے اور جسکو وارث نہیں بنایا اسکے لئے خلاف شرع وراثت کا حصہ دینا ہرگز رحمت نہیں برکت نہیں بلکہ سراپا زحمت ہے جس کیلئے شریعت نے وصیت جائز رکھی ہے اس کے لئے وصیت رحمت ہے اور جسکے لئے وصیت کو منع فرمایا اسکے لئے زحمت ہے خلاصہ یہ ہے کہ قانون اسلام کی پابندی رحمت ہے اور قانون اسلام کی مخالفت سراپا زحمت ہے لہٰذا ترمیمی بل چونکہ قانون اسلام کے مخالف ہے اسلئے یہ بل سراپا زحمت ہے اور رحمت وبرکت کا مٹانیوالا ہے

چیمہ صاحب کو لازم ہے کہ ترمیمی بل واپس لیں حکام پر شرعًا لازم ہے کہ قانون اسلام کے خلاف ترمیمی بل ہرگز نافذ نہ کریں۔ وراثت کے متعلق فقیر نے یہ چند مسائل بزرگان دین کی برکت سے لکھدیئے ہیں مولیٰ عزوجل اسکو بزرگان دین کے صدقہ سے قبول فرمائے اور ہم سب کو قانون شرعی کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

اسلامی قانون وراثت سے مولوی مودودی صاحب کی نادانی
مولوی مودودی کے ترجمان القرآن کی زبانی

مولوی مودودی صاحب نے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۲ عدد ۱۔ ۲ صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے "مطلب یہ ہے کہ اگر کسی

شخص نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا ہو اور اسکی اولاد میں صرف لڑکیاں ہوں تو خواہ دو لڑکیاں ہوں یا دو سے زائد بہر حال اسکے کل ترکہ کا ۲/۳ حصہ ان لڑکیوں میں تقسیم ہوگا اور باقی ۱/۳ دوسرے وارثوں میں آئیں سے یہ حکم آپ سے آپ نکل آتا ہے کہ اگر میت کا صرف ایک بیٹا ہو تو وہ ۱/۱ کا حقدار ہوگا اور کئی بیٹے ہوں تو وہ ۱/۱ میں شریک ہونگے" جن ورثاء کے سہام شرعاً معین ہیں وہ صرف ۱۲ نفر ہیں جن میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں جیسا کہ اس رسالہ کے مقدمہ میں بیان ہوا ان بارہ کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے میت کے بیٹے کو اصحاب فرائض میں شمار نہیں کیا بلکہ بیٹا عصبہ ہے یہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر مودودی صاحب اپنی خوشی سے بیٹے کو اصحاب فرائض میں شامل کر رہے ہیں اور میت کا ایک ہی بیٹا ہو یا ایک سے زیادہ ہو تو اسکے لئے ۲/۳ حصہ مقرر کر رہے ہیں حالانکہ قرآن میں فرمایا للذکر مثل حظ الانثیین یعنی لڑکا لڑکی ہوں۔ ایک ایک یا اس سے زیادہ تو بیٹا کو بیٹی سے دوگنا ملے گا۔ مثلاً ایک بیٹا بیٹی ہیں تو بیٹے کو ۲/۳ ملیگا۔ اور بیٹی کو ۱/۳ ملیگا اور اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں تو بیٹے کو چار سہام میں سے دو سہام ملیں گے اور ایک بیٹی کو ایک سہم ملیگا اگر میت نے ایک بیوی ایک بیٹے کو چھوڑا تو بیوی کو ۱/۸ اور بیٹے کو ۷/۸ ملیگا اور اگر میت نے ایک بیٹا اور باپ چھوڑا تو باپ کو ۱/۶ اور بیٹے کو ۵/۶ حصہ ملیگا۔ الغرض بیٹا عصبہ ہے اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی بھی نہیں تو کل ترکہ بیٹے کو ملے گا۔ اور اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی ہو تو اسکو مقرر حصہ دینے کے بعد کل ترکہ بیٹے کو ملے گا مگر مودودی صاحب صرف اپنے تخیل سے قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف بیٹے کو ۲/۳ دلا رہے ہیں۔ مودودی صاحب اور رحیمہ صاحب کا خیالی قانون بلاشبہ اسلامی قانون کے مخالف ہے اور یہ بات فقہاء کرام مجتہدین عظام کا دامن چھوڑنے کی وجہ سے ہے مولیٰ عزوجل ہر مسلمان کو اسلامی قانون کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے اور دین اسلام کو ترقی عطا فرمائے اور مسلمانوں کو دین اسلام کی تبلیغ واشاعت دین متین کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرمائے واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ
خادم اہلسنت وجماعت

الجواب صحیح والمجیب مصیب
حافظ نواب الدین غفرلہ خادم دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح
الفقیر ابوالشاہ محمد عبد القادر احمد آبادی رضوی نوری غفرلہ
خطیب مسجد ابرار راجہ چوک لائلپور

الجواب ہو الصواب
ولی النبی عفی عنہ خادم دار العلوم جامعہ رضویہ

الجواب ہو الجواب
الفقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ۔ الفقیر ابو النافع منصور حسین شاہ مدرس۔ فقیر عبد الرسول ابو شعیب محمد احسان الحق قادری
ابو الانوار محمد مختار احمد غفرلہ۔ الفقیر قاری علی احمد سیکھی خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور۔

(جامع الفتاوی تمام شد)

اور اگر میت نے دو بیٹے اور باپ اور دادی چھوڑی تو دادی کو ۱/۶ ملیگا

فہرست

جامع الفتاویٰ المعروف انوار شریعت

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	جلد نہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	
۱	نقل استفتاء از جانب غیر مقلدین	۳
	سوال ۱:۔ چار مذاہب مشہور کا تقرر قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا اجماع صحابہ سے۔	"
۲	سوال ۲:۔ جب یہ چار مذاہب حق ہیں تو تین کو چھوڑ کر ایک پر عمل کرنا قرآن وحدیث سے ثابت کرو۔	"
۳	سوال ۳:۔ ان چار مذاہب میں سے ایک کی تقلید واجب کرنا اور باقی کو چھوڑنا کیوں واجب ہے۔	"
۴	سوال ۴:۔ اگر ایک مذہب پہ عمل کرنے سے کل دین پر عمل ہو جاتا ہے تو ثبوت پیش کیجئے	"
۵	سوال ۵:۔ ان چار مذاہب میں سے فرقہ ناجیہ کون سے ہے۔	۳
۶	سوال ۶:۔ کون کون سی کتابیں آپ کے نزدیک صحیح اور معتبر ہیں	
۷	بیان سوال ۱ کا جواب وثبوت تقلید از قرآن مجید۔	۴
۸	بیان ثبوت تقلید از احادیث نبویہ۔	۶
۹	بیان تقلید کا تاریخی ثبوت۔	۷
۱۰	بیان ثبوت تقلید شخصی۔	۹
۱۱	بیان سوال دوم وسوم کا جواب۔	۱۱
۱۲	بیان سوال چہارم کا جواب۔	۱۲
۱۳	بیان سوال پنجم کا جواب۔	"
۱۴	بیان سوال ششم کا جواب۔	۱۳
۱۵	بیان معمر ۷ یا ۸۰ سال کا تارک الصیام امام بن سکتا ہے یا نہیں۔	"
۱۶	بیان جانور سہواً یا خطاً گھنڈی کے اوپر سے	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ذبح ہوجائے تو حلال ہے۔	۱۴
	سوالات	
۱۷	۱۔ زید عمر وبکر کے دس دس روپے اور اپنے چالیس روپے رکھ کر ایک جگہ جمع کرنے پھر راستہ میں زید کا کچھ سامان اور روپے نکل گئے جن سے صرف ۲۰ روپے ہیں یہ باقی روپے کس طرح تقسیم کریں۔	۱۵
۱۸	۲۔ جو شرع کا فیصلہ نہ مانے اسکا حکم۔	〃
۱۹	۳۔ نکاح وٹہ سٹہ کیسا ہے۔	〃
	جوابات	
۲۰	بیان سوال ۱ کا جواب۔	〃
۲۱	بیان سوال ۲ کا جواب۔	۱۶
۲۲	سوال ۳ کا جواب۔	〃
۲۳	بیان بوقت حاجت واستنجا پشت یا سوتے وقت پاؤں قبلہ کی طرف کرنے کیسے ہیں۔	۱۷
۲۴	بیان بوقت جہیز خاوند کی طرف سے جو عورت کو زیور پہنائے جاتے ہیں وہ بوقت تنازعہ مرد کو لینے کیسے ہیں۔	〃
۲۵	بیان کیا رسم ورواج کو بھی شریعت نے مان لیا۔	۱۸
۲۶	بیان جو ختم شریعت کا کھانا خنزیر کے گوشت کی طرح سمجھے اور ختم پڑھنے والے کو مشرک کہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسی ہے اور شہرت ختم دو۔	۱۸
۲۷	بیان مسجد کی طرف وعظ سننے کے لئے بلانے والے کو ایک شخص جواباً کہے وہاں عضو تناسل کا نام لینے کے لئے جا رہے ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔	۲۰
۲۸	بیان چوہڑوں کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے۔	۲۱
۲۹	بیان ایک شخص حالت غضب میں اپنی عورت کو اسٹام پر لکھ دیتا ہے کہ میں نے طلاق دیکر اپنے پر حرام کیا اور اب میرا کوئی تعلق نہیں یہ کون سی طلاق ہوئی۔	۲۲
۳۰	بیان بوقت طعام کھانے کے کس طرح بیٹھے اور کیا پڑھے اور طعام کے اول وآخر نمک استعمال کرنا کیسا ہے۔	〃
۳۱	بیان سماع واحکام آں۔	۲۳
۳۲	بیان کس چیز کا نام ہے اور کس طرح کا ہوتا ہے۔	۲۶
۳۳	بیان علم حدیث کی کتنی قسمیں ہیں۔	〃
۳۴	بیان نماز جمعہ واحتیاط ظہر۔	〃
۳۵	بیان فرقہ غیر مقلدین جو احادیث فاتحہ خلف الامام	۲۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	کے جواز پر پیش کرتے ہیں وہ ضعیف ہے یا صحیح۔	۲۹
۳۶	بیان ثبوت شق قمر۔	۳۱
۳۷	بیان (چکڑالوی فرقہ کہتا ہے قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن پاک میں ہر شئے کا مفصل ذکر ہے) کا جواب۔	۳۲
	بحث مرزائی	
۳۸	بیان مسیح کی ولادت خرق عادت سے ہوئی اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت خرق عادت نہیں ہوئی افضل کون ؟	۳۳
۳۹	بیان مسیح کا جسم آسمانوں پر اور آپ کا زمین پر افضل کون ؟	″
۴۰	بیان مسیح کا بغیر خورد ونوش کے آسمانوں پر رہنا اور آپ کا ایسا نہ ہونا پس افضل کون ؟	۳۴
۴۱	بیان مسیح نے مُردے زندہ کئے اور آپ نے کوئی مردہ زندہ نہ کیا پس افضل کون ؟	″
۴۲	بیان مسیح نے اندھوں کو بینا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اندھا بینا نہیں کیا پس افضل کون ؟	″
۴۳	بیان مسیح لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ تم نے یہ کھایا اور اتنا گھر میں چھوڑا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے تھے پس افضل کون ؟	۳۴
۴۴	بیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ اور وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى اور مسیح علیہ السلام کو وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا فرمایا پس افضل کون ؟	۳۶
۴۵	بیان مسیح علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پس افضل کون ؟	۳۷
۴۶	بیان مسیح علیہ السلام کے مرنے کا ذکر قرآن میں نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے افضل کون ؟	
۴۷	بیان مسیح علیہ السلام ہدایت کے لئے دوبارہ اتریں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پس افضل کون ؟	۳۸
۴۸	بیان مسیح علیہ السلام دجال کو پامال کریں گے اور صلیب توڑیں گے آپ ایسے نہیں پس افضل کون ؟	″
۴۹	بیان نبی و رسول و حکیم و فہیم و منذر و نذیر میں کیا فرق ہے ؟۔	۳۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
٥٠	مولوی ثناء اللہ غیر مقلد امرتسری کا اعتقاد۔	٤٢
٥١	سوال وجواب نمبر ٢٤ کعبہ کی طرف پاؤں کرکے بنظر حقارت سونے سے گنہگار نہیں۔	〃
٥٢	بیان غریب یا مسکین کو سودی روپیہ دینا کیسا ہے؟	〃
٥٣	بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت تمام انبیاء پر۔	٤٣
٥٤	بیان حضور کے معراج جسمانی ہونے کا ثبوت	٤٨
٥٥	بیان حیاۃ النبی ہونے کا ثبوت۔	٥٤
٥٦	بیان فجر کی نماز میں دعا قنوت کب پڑھنی چاہیئے۔	٥٥
٥٧	بیان نماز میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ثبوت	٥٧
٥٨	بیان نماز مغرب اور نماز فجر کو تنہا ادا کرنے کے بعد جماعت کے ساتھ شرکت کی ممانعت اور نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کی ممانعت۔	٥٨
٥٩	بیان نابینا کے پیچھے کن حالات میں نماز جائز ہے۔	〃
٦٠	بیان کسوف وخسوف کا سبب اور اس کی نماز پڑھنے کی ترکیب۔	٥٩
٦١	بیان نماز استسقاء کا طریق	٦١

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
٦٢	بیان طعام پر فاتحہ خوانی کا جواز۔	٦٢
٦٣	بیان تقلید شخصی کا ثبوت۔	
٦٤	بیان حدیث کی اسناد کی طلب کی ضرورت چنداں نہیں۔	٦٣
٦٥	بیان ثبوت بیس رکعت تراویح۔	٦٤
٦٦	بیان ٹوپی کے ساتھ نماز ادا کرنے کا جواز	٦٦
٦٧	بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس کی طرف زیارت کے لئے سفر کرنے کا ثبوت۔	٦٧
٦٨	بیان مفقود الخبر کی بحث	٦٩
٦٩	بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر وناظر سمجھنا کیسا ہے۔	٧٣
٧٠	بیان مولوی محمد صدیق بحری والے کے عقائد اور اسکے وعظ دعا بیانہ فی البدیہ تردید۔	٧٨
٧١	بیان مدت رضاع کی تعیین۔	٨٣
٧٢	بیان بلی یا کتے کا کنوئیں میں گم ہونا اور اسکے پاک کرنے کی ترکیب۔	
٧٣	بیان گوبر یا پلیدی والی مٹی سے بنے ہوئے برتنوں کا حکم۔	٨٤
٧٤	بیان آٹے یا دودھ یا سرکہ میں چوہے کی مینگنیں پڑنے کا حکم۔	〃

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۷۵	فرش مسجد میں بول پڑجائے تو کیا کرنا چاہیئے۔	۸۴
۷۶	بیان بالغہ یا نابالغہ لڑکی کے متولی کون کون ہیں علی الترتیب بیان کریں۔	״
۷۷	کن کن عورتوں سے شرعاً نکاح کرنا ناجائز ہے۔	۸۵
۷۸	بیان خطبہ نکاح۔	۸۶
۷۹	بیان فرقہ وہابیہ کے عقائد اور ان کے پیچھے نماز کا عدم جواز۔	״
۸۰	بیان بوقت مصیبت انبیاء و اولیاء کو وسیلہ پکڑنے کا اور لفظ یا سے پکارنے کا جواز۔	۸۹
۸۱	بیان اصلی توبہ نامہ نذیر حسین کی نقل۔	۹۱
	ختم شد	

جلد دہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۸۲	استفتاء در بارہ متعلقات رسول کریم۔	۹۳
۸۳	بیان میت کے ساتھ آثار مبارکہ ونعلین وغیرہ رکھنے کا جواز۔	
۸۴	بیان ولی اللہ کا ہماری امداد دور سے سننے کا ثبوت۔	۹۴
۸۵	اجنبیہ عورت کا پس خوردہ کھانا کیسا ہے۔	۹۵
۸۶	بیان ڈھیلوں سے استنجا کرنا۔	۹۵
۸۷	بیان ڈھیلوں سے استنجاء کرکے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔	״
۸۸	دوسرے کی مسواک استعمال کرنی کیسی ہے۔	۹۶
۸۹	بیان ایسا کپڑا جس پر غبار نہ ہو تیمم کرنا کیسا ہے۔	
۹۰	بیان مسجد کی چھت پر نماز پڑھنی کیسی ہے۔	۹۷
۹۱	مسجد کے اوپر یا نیچے مکانات کرایہ کے لئے یا سامان مسجد کے لئے بنانا کیسا ہے۔	״
۹۲	بیان مسجد جدید بوجہ تنازع کے بنانا کیسا ہے۔	
۹۳	بیان بزرگوں کے لئے مسجد میں تعظیماً کھڑا ہونا کیسا ہے۔	۹۸
۹۴	بیان مسجد کو برائے زینت منقش کرنا کیسا ہے۔	״
۹۵	بیان مقیم کا مسافر کے پیچھے اور مسافر کا مقیم کے پیچھے نماز ادا کرنا کیسا ہے۔	۹۹
۹۶	بیان مقیم نے مسافر کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور باقی دو رکعت میں فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے۔	״
۹۷	بیان دو رکعت فرض اخیر میں قرأت کیوں نہیں پڑھی جاتی اور شب معراج میں کتنی رکعتیں پڑھنے کا حکم ہوا تھا۔	۱۰۰
۹۸	بیان سفر میں سنتیں پڑھنی کیسی ہیں۔	۱۰۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۹۹	بیان نکاح کس پر واجب اور کس پر سنت ہے۔	۱۰۱
۱۰۰	بیان دو عورتوں اور ایک مرد کے سامنے نکاح کرنا کیسا ہے۔	۱۰۲
۱۰۱	بیان اگر نکاح میں نابینا یا فاسق گواہ ہوں یا گواہ بالکل نہ ہو تو نکاح درست ہے یا نہیں۔	؍؍
۱۰۲	بیان نکاح باکراہ جائز ہے یا نہیں۔	۱۰۲
۱۰۳	بیان بالغہ عاقلہ بغیر ولی کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔	۱۰۳
۱۰۴	اگر ولی نے بالغہ عورت سے اذن طلب کیا وہ آواز رو پڑی تو نکاح درست ہے یا نہیں	؍؍
۱۰۵	بیان ولی نے کہا میں نے تیرا نکاح فلاں سے کر دیا وہ چپ رہی یا خاوند سے مہر طلب کیا تو نکاح درست ہے یا نہیں۔	۱۰۴
۱۰۶	بیان ولی بعید یا اجنبی بالغہ سے اذن طلب کرے تو چپ رہے تو نکاح ہو جائیگا یا نہیں۔	۱۰۴
۱۰۷	اگر کسی نے بالغہ لڑکی سے اذن طلب کیا تو اس نے انکار کر دیا پھر راضی ہو گئی تو نکاح ہوا یا نہیں۔	؍؍
۱۰۸	بیان منگنی سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔	۱۰۴
۱۰۹	بیان لڑکی نابالغہ کا نکاح ولی بعید نے بغیر ولی قریب کے کر دیا تو جائز ہے یا نہیں۔	۱۰۵
۱۱۰	بیان نابالغہ لڑکی کا ولی بعید نے نکاح کر دیا تو بالغ ہو کر فسخ کر سکتی ہے۔	؍؍
۱۱۱	بیان کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنا مہر ہونا چاہیئے۔	۱۰۶
۱۱۲	بیان عورت کی بہن عدت گذار رہی ہو تو اس کی بہن سے نکاح درست ہے یا نہیں۔	؍؍
۱۱۳	بیان چچا کی موجودگی میں ماں اپنی لڑکی کا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔	۱۰۷
۱۱۴	بیان خاوند قبل دخول مر جائے یا طلاق دیدے تو کتنا مہر واجب ہے۔	؍؍
۱۱۵	بیان مہر مثل کس کو کہتے ہیں۔	؍؍
۱۱۶	بیان عورت مہر بخش دے تو عورت کے وارث حق مہر کا دعویٰ کر سکتے ہیں یا نہیں۔	۱۰۸
۱۱۷	بیان خاوند عورت کو بعوض مہر ایک باغ دیدے تو مرنے کے وارث واپس لے سکتے ہیں یا نہیں۔	؍؍

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۰۸	بیان اگر کوئی کلمہ کفر بول دے تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔	۱۰۸
۱۰۹	بیان عورت کو ڈولی میں ڈالنا کیسا ہے۔	۱۰۹
۱۱۰	بیان شادیوں میں ڈھول سرود آتشبازی یہ امور کیسے ہیں۔	۱۱۱
۱۱۱	بیان دختر کے عوض روپے لینے کیسے ہیں۔	؍
۱۱۲	بیان جہیز کس کا حق ہوتا ہے مرد کا یا عورت کا	۱۱۲
۱۱۳	بیان رشوت اور ہدیہ میں کیا فرق ہے۔	؍
۱۱۴	بیان اولیاء کرام کے مزارات کا طواف کیسا ہے۔	؍
۱۱۵	بیان ہمارے کامل مرشد اس جہان میں اور آخرت میں مدد دے سکتے ہیں یا کہ نہیں۔	۱۱۴
۱۱۶	بیان بالوں کو سیاہ کرنا جائز ہے یا کہ نہیں۔	۱۱۶
۱۱۷	بیان بزرگوں کی قبور سے درخت کاٹنے درست ہیں یا کہ نہیں۔	۱۱۷
۱۱۸	بیان کون شخص ہیں جن کی موجودگی میں بعض وارث محروم ہو جاتے ہیں۔	؍
۱۱۹	بیان کتنی قسم کے لوگ ہیں جو وراثت کے حقدار ہیں۔	۱۱۸
۱۲۰	بیان فرقہ وہابیہ کی اصلیت اور ان کے عقائد۔	۱۲۰
۱۲۱	**غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات۔**	۱۲۵
۱۲۲	اعتراض ۱: حنفیہ کے نزدیک مشت زنی کا واجب ہونا۔	؍
۱۲۳	اعتراض ۲: حنفیہ کے نزدیک ٹکے مزدوری لے کر زنا کرے تو جائز ہے اور حد نہیں ہے۔	۱۲۶
۱۲۴	اعتراض ۳: حنفیہ کے نزدیک چوپایہ سے جماع یا مردے سے مشت زنی کرے تو جب تک نزول نہ ہو روزہ فاسد نہیں۔	۱۲۸
۱۲۵	اعتراض ۴: حنفیہ کے نزدیک عورت صغیرہ یا چوپایہ سے صحبت کرے تو جب تک انزال نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا۔	۱۲۹
۱۲۶	اعتراض ۵: حنفیہ کے نزدیک کتے کا گوشت یا چمڑا قبل از دباغت جو کہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو ساتھ لے کر نماز پڑھنا جائز ہے۔	؍
۱۲۷	اعتراض ۶: ابو یوسف کے نزدیک سور کی کھال دباغت دینے سے پاک۔	۱۳۰
۱۲۸	اعتراض ۷: حنفیہ کے نزدیک سور کے سے سینے کا نفع اٹھانا درست۔	۱۳۱
۱۲۹	اعتراض ۸: حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو نکسیر چھوٹ جاوے تو سورۃ فاتحہ خون	۱۳۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	سے ماتھے پر لکھے اور اسکو پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔	
۱۳۰	اعتراض ۹: حنفیہ کے نزدیک کتے چیتے دبلی و دیگر درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔	۱۳۴
۱۳۱	اعتراض ۱۰: حنفیہ کے نزدیک دبر سے وطی کرنے میں حرج نہیں۔	۱۳۵
۱۳۲	اعتراض ۱۱: حنفیہ کے نزدیک اگر مرد و عورت کے درمیان ایک سال کی مسافت ہو تو چھ ماہ کے بعد جب بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ خاوند کا کہلائے گا۔	۱۳۶
۱۳۳	اعتراض ۱۲: حنفیہ کے نزدیک غلام سے سود لینا اور دار الحرب میں سود کفار سے لینا جائز ہے۔	۱۳۸
۱۳۴	اعتراض ۱۳: حنفیہ کے نزدیک کتے کو بغل میں دبا کر نماز پڑھنا درست ہے۔	//
۱۳۵	بیان معنی لفظ شیعہ اور ابراہیم علیہ السلام اصطلاحی شیعہ نہ تھے۔	۱۳۹
۱۳۶	بیان چکڑالوی کا اعتراض در بارہ نماز یعنی پانچ نمازوں کے ثبوت میں۔	۱۴۲
	ختم شد	

جلد یازدہم از فتاویٰ مناظر اسلام مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمتہ اللہ علیہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۳۷	بیان قرآن پاک میں کس قدر آیات بینات ہیں اور ان میں کیا کیا حکم ہے	۱۴۴
۱۳۸	بیان ناسخ و منسوخ کی بحث	۱۴۶
۱۳۹	بیان آیات کے کتنے اقسام ہیں اور ان میں سے کیا کیا حکم ظاہر ہوتے ہیں۔	۱۴۷
۱۴۰	بیان حدیث شریف کے معنی و تعریف اور اقسام اور ان کی پہچان کیا ہے۔	۱۴۸
۱۴۱	بیان کیا امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے کسی سے مناظرہ کیا ہے یا نہیں مناظرہ اور مکابرہ اور مجادلہ کی تعریف کیا ہے۔	۱۵۲
۱۴۲	بیان دوسری جماعت مسجد محلہ میں کرانی جائز ہے یا نہیں!	۱۵۴
۱۴۳	بیان جماعت سنت ہے یا واجب اور اسکا تارک کیسا ہے۔	۱۵۷
۱۴۴	بیان عورتوں کی جماعت گھر میں یا مسجد میں کرانی کیسی ہے۔	//
۱۴۵	بیان جریان یا آتشک یا سلسل بول کی بیماری ہو تو جماعت کرا سکتا ہے یا کہ نہیں۔	۱۵۸
۱۴۶	بیان کفار کی ملازمت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔	//

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۴۷	بیان نماز تراویح نابالغ کے پیچھے پڑھنی کیسی ہیں۔	۱۵۸
۱۴۸	بیان حافظ قرآن تراویح میں ایک دفعہ قرآن پاک سنا کر دوسری جگہ قرآن پاک تراویح میں سنا سکتا ہے یا نہیں۔	۱۵۹
۱۴۹	بیان کیا نماز نفل بیٹھ کر پڑھنی جائز ہے بحوالہ بیان کریں۔	"
۱۵۰	بیان فرائض یا سنن موکدہ کی تیسری رکعت میں سبحانک اللھم پڑھنا درست ہے یا نہیں۔	۱۶۰
۱۵۱	بیان سنن اور فرائض کے درمیان بیع شرا کرنی کیسی ہے۔	"
۱۵۲	بیان نماز تراویح میں ختم قرآن کے وقت حافظ کا سورہ اخلاص کو تین دفعہ پڑھنا۔	۱۶۱
۱۵۳	بیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا۔	"
۱۵۴	بیان دیوث اور فاسق و تارک الصلوٰۃ کی امامت۔	۱۶۲
۱۵۵	بیان مفصل مسائل زکوٰۃ۔	۱۶۳
۱۵۶	بیان احکام فطرانہ و احکام عقیقہ وغیرہ	۱۶۶
۱۵۷	بیان عقیقہ کا سنت ہونا اور کب کیا جائے تقسیم گوشت اور لڑکے کے کان میں اذان کہنا۔	۱۶۸
۱۵۸	بیان طلاق رجعی اور بائنہ کا بیان۔	۱۶۹
۱۵۹	بیان اگر کوئی اپنی منکوحہ کو ماں یا بہن کہہ دے۔	۱۷۲
۱۶۰	بیان عورت اپنے سسر سے زنا کرے تو کیا حکم ہے۔	"
۱۶۱	بیان اگر عورت کہے کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ زنا بالجبر کیا ہے اور باپ بھی انکار کرتا ہے گواہ بھی نہ ہو تو کیا حکم ہے۔	۱۷۳
۱۶۲	بیان ثبوت زنا کے لئے گواہ کیسے گواہی دیں۔	۱۷۴
۱۶۳	بیان نوجوان لڑکی بھگانے کی ممانعت	۱۷۵
۱۶۴	بیان حرمت مصاہرہ کا ثبوت۔	۱۷۶
۱۶۵	بیان عورت کا عیسائی مذہب ہونا واسطے فسخ نکاح کے۔	۱۷۸
۱۶۶	بیان لڑکا لڑکی کتنی عمر میں بالغ ہوتا ہے	۱۸۰
۱۶۷	بیان شجرہ بزرگان کا قبر میں رکھنا۔	۱۸۱
۱۶۸	بیان نماز پنجگانہ کے بعد وظیفہ بوقت شیخ منہ بسوئے مدینہ و تصور شیخ۔	۱۸۲
۱۶۹	بیان ختم خواجگان جائز ہے۔	۱۸۲
۱۷۰	بیان زیارت قبور و استمداد کا ثبوت	۱۸۳
۱۷۱	بیان در ثبوت تعویزات گنڈہ استخارہ	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۷۲	بیان دفعہ آسیب وجادو۔	۱۸۴
۱۷۳	بیان در دفعہ حمل عام واسقاط۔	۱۸۵
۱۷۴	بیان در محبت زوجین	۱۸۶
۱۷۵	بیان دفع گریہ اطفال ودرد زہ وبخار	۱۸۷
۱۷۶	بیان نماز استخارہ اور حاکم کے روبرو جانے کے لئے دعا۔	//
۱۷۷	بیان وظیفہ دفع شرارت دشمنان ۔	۱۸۸
۱۷۸	بیان طریق حلال روزی۔	//
۱۷۹	بیان رقص وجد وجہیز جائز وناجائز	//
۱۸۰	بیان سرود جائز ہے یا ناجائز۔	۱۹۰
۱۸۱	بیان طلاق تفویض وایلا وخلع فضولی کی صورتیں۔	۱۹۱
۱۸۲	بیان عورت کی پھوپھی وغیرہ کی عدت میں نکاح ناجائز۔	۱۹۵
۱۸۳	بیان مسائل رباعی	۱۹۷

ختم شد

جلد دوازدہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۸۴	بیان عنین کس کو کہتے ہیں۔	۱۹۹
۱۸۵	بیان مجبوب وخصی وغیرہ کا کیا حکم ہے۔	۲۰۱
۱۸۶	بیان مسائل درندے اور پرندے کہ کون سے حلال اور کون سے حرام ہیں۔	//

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۸۷	بیان گائے کی قربانی کا ثبوت اور کب ترک کی جائے۔	۲۰۴
۱۸۸	بیان در ثبوت گیسوئے دراز۔	۲۰۶
۱۸۹	بیان نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا۔	۲۰۷
۱۹۰	بیان در ثبوت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ باآواز بلند کہنا۔	۲۰۸
۱۹۱	بیان کنوئیں میں با طہارت داخل ہونا یا بکری کا گرنا۔	۲۰۹
۱۹۲	بیان مسائل قسم جبری قسم کا حکم اور قسم کا کفارہ اور قرآن کی قسم۔	//
۱۹۳	بیان فضائل اہلبیت اور ثبوت شہادت از قرآن وحدیث۔	۲۱۰
۱۹۴	بیان در طریقہ نماز عید۔	۲۱۸
۱۹۵	بیان عورتوں کا جماعت کے ساتھ شریک ہونا۔	۲۱۹
۱۹۶	بیان احکام خنثیٰ واحکام مذبوحہ وبالی اور گیارہویں تیجا ساتواں کرنے کا ثبوت۔	//
۱۹۷	بیان در احتیاط الظہر۔	۲۲۱
۱۹۸	بیان غیر مقلدوں کی اصلیت۔	۲۲۲
۱۹۹	بیان خطبہ عید الفطر	۲۲۳
۲۰۰	بیان خطبہ عید الضحیٰ	۲۲۴
۲۰۱	بیان خطبہ جمعہ مبارک۔	۲۲۵

ختم شد

جلد سیزدہم از فتاوی مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۰۲	سب سے پہلے جو پیدا ہوا اور آپ کی ذات کا نور ہونا اور سایہ نہ ہونے کی حکمت۔	۲۲۸
۲۰۳	بیان آپ کی ذات کا مظہر الٰہی ہونا اور آپکا وجود سبب عالم ہے۔	۲۳۲
۲۰۴	بیان آپ کی ذات بشریت یا نور پر کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔	۲۳۳
۲۰۵	بیان نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والا مسلمان ہے یا کافر۔	۲۳۵
۲۰۶	بیان تفسیر انما انا بشر اور فرقہ ضالہ کے اعتراضات کے جوابات۔	۲۳۷
۲۰۷	بیان دلائل آپ کے فضلات پاک ہونے پر۔	۲۴۲
۲۰۸	بیان نیکی کیا چیز ہے اور اسکا وزن کیسا ہے	۲۴۶
۲۰۹	بیان تفسیر سراج منیراً کی اور وجہ چراغ سے تشبیہ دینے کی۔	〃
۲۱۰	بیان آپ کی ذات کے حاضر وناظر ہونے اور علم غیب پر پوری پوری بحث اور فرقہ دیوبندی کے اعتراضوں کے جوابات۔	۲۴۹
۲۱۱	بیان روح اور اس کی حقیقت کیا ہے۔	۲۵۴
۲۱۲	بیان مسئلہ تناسخ ورجعت روح۔	۲۵۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۱۳	بیان بھانجی وخالہ کو جو شخص ایک نکاح میں جمع کرے اس کی سزا۔	۲۵۸
۲۱۴	بیان دو بہنوں یا ماسی بھتیجی یا خالہ بھانجی کو اگر ایک شخص نے نکاح میں جمع کیا تو نکاح کس کا درست ہوگا۔	۲۵۹
۲۱۵	بیان اجرت پر قاضی مقرر کرکے اس سے نکاح وقرآن خوانی وامامت کا کام لینا کیسا ہے	〃
۲۱۶	بیان دادا پوتی کا نکاح کر دے تو اسکا کیا حکم ہے۔	۲۶۱
۲۱۷	میلاد شریف وشب برأت میں چراغ جلانا کیسا ہے۔	۲۶۲
۲۱۸	بیان والدہ کا نکاح چچا کی موجودگی میں کیا حکم رکھتا ہے۔	〃
۲۱۹	بیان اسشام پر طلاق بائن دینا اور عدت میں آگے نکاح کا حکم۔	۲۶۴
۲۲۰	بیان اپنی عورت کو بہن کہنا کیسا ہے۔	۲۶۵
۲۲۱	بیان آپ کو احتلام آتا تھا یا نہیں اور حکیم کو عورت بیمار کو کہاں تک دیکھنا جائز ہے اور جو حکیم عورت کے فرج کو دیکھ کر علاج کرے اسکا کیا حکم ہے۔	۲۶۶
۲۲۲	بیان رکن نکاح ومنگنی۔	۲۶۷
۲۲۳	بیان شیعہ کا سنیہ سے نکاح نہیں۔	۲۶۷

نمبرشمار	مضامین	صفحہ
۲۲۴	بیان تفضیلی شیعہ کا متولی مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں۔	۲۶۸
۲۲۵	بیان مزنیہ کی دختر کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں۔	〃
۲۲۶	بیان عدم جواز ساس سے نکاح اور رد بہتانِ فرقہ وہابیہ۔	۲۶۹
۲۲۷	بیان اقسام فرقہ شیعہ اور اسکا حکم۔	۲۷۲
۲۲۸	بیان صحابہ کرام اور بانی صاحبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو برا کہنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے۔	۲۷۳
۲۲۹	بیان فرقہ وہابیہ اقامت نصف پڑھتے ہیں کیا ایسا جائز ہے۔	۲۷۵
۲۳۰	بیان آذان پر اجرت جائز ہے یا نہیں۔	۲۷۶
۲۳۱	بیان آذان دینی سنت ہے یا واجب۔	〃
۲۳۲	بیان آذان کون دے۔	۲۷۷
۲۳۳	بیان رقص کرنا کیسا ہے۔	۲۷۸
۲۳۴	بیان ارواح مومنین وامداد آں۔	〃
۲۳۵	بیان افیون اور حقہ نوشی شرعاً جائز ہے یا حرام۔	۲۸۱
۲۳۶	بیان مال خبیث کو کہاں خرچ کریں۔	۲۸۲
۲۳۷	بیان خرگوش حلال ہے یا حرام۔	۲۸۳
۲۳۸	بیان تعلیم قرآن وآذان وامامت پر اجرت لینی کیسی ہے	۲۸۴
۲۳۹	بیان تعویزات پر اجرت لینی کیسی ہے۔	۲۸۶
۲۴۰	بیان حضور کے نام پر صلعم لکھنا کیسا ہے	
۲۴۱	بھنگی مسلمان کا مال مسجد پر لگانا کیسا ہے	۲۸۷
۲۴۲	بیان ثبوت نماز سنت اور اس کی نیت پر بحث۔	〃
۲۴۳	بیان معنی تقلید وثبوت از قرآن وحدیث	۲۸۹
۲۴۴	بیان حنفی کہلانے اور اہلحدیث نہ کہلانے کی وجہ۔	۲۹۲
۲۴۵	بیان جو حنفی کہلاتا ہو امام صاحب کے مذہب کو حقیر سمجھے وہ کیسا ہے۔	۲۹۳
۲۴۶	بیان مومنین کے ارواح کہاں رہتے ہیں	۲۹۳
۲۴۷	بیان مومن پر مصائب کیوں نازل ہوتے ہیں۔	۲۹۴
۲۴۸	بیان امامت فاسق فاجر وریش تراش و مسجد میں نماز جنازہ۔	〃
۲۴۹	بیان مسجد میں بآواز بلند درود شریف یا کوئی اور ذکر کرنا کیسا ہے۔	۲۹۵
۲۵۰	بیان نماز جنازہ میں قرأت پڑھنی کیسی ہے	۲۹۶
۲۵۱	بیان روزہ رمضان کے افطار کا وقت۔	۲۹۷
۲۵۲	بیان نماز تراویح سنت ہے یا مستحب۔	۲۹۸
۲۵۳	بیان معنی تراویح اللہ بیس رکعتیں۔	۲۹۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۵۴	بیان بیس تراویح پر دلائل۔	۳۰۱
۲۵۵	بیان آٹھ رکعت تراویح کی حدیث کا جواب۔	۳۰۴
۲۵۶	بیان ثبوت بیس تراویح از کتب شیعہ	۳۰۵
۲۵۷	بیان معنی حدیث ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔	۳۰۶
۲۵۸	بیان زکوٰۃ کی حد کب ہے۔	〃
۲۵۹	بیان مسائل متعلق مساجد۔	۳۰۷
۲۶۰	بیان مسائل متعلق آذان وخطبہ۔	۳۰۸
۲۶۱	بیان جمعہ وعیدین کا خطبہ عربی ہونا چاہیئے یا عجمی۔	۳۰۹
۲۶۲	بیان معنی اِنَّکَ مَیِّتٌ۔	۳۱۰
۲۶۳	بیان کیا بزرگوں کے مکانات کو متبرک سمجھنا چاہیئے یا نہیں۔	۳۱۱

ختم شد

جلد چہاردہم از فتاوی مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

(رسالہ بم کا گولہ بر رافضی ٹولہ)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۶۴	بیان شیعہ مذہب میں عورت کی دبر میں وطی کرنا درست ہے۔	۳۱۲
۲۶۵	بیان مذہب شیعہ میں فرج عاریۃً دینا درست ہے۔	۳۱۳
۲۶۶	بیان شیعہ فاجرہ عورت سے بھی متعہ درست ہے۔	۳۱۴
۲۶۷	بیان شیعہ مذہب میں ایک دفعہ متعہ کرنے سے امام حسین کا درجہ ملتا ہے دوسری دفعہ امام حسن کا تیسری دفعہ حضرت علی کا چوتھی مرتبہ رسول خدا کا۔ (معاذ اللہ)	۳۱۶
۲۶۸	بیان شیعہ مذہب میں کنجریوں کی کمائی حلال ہے۔	۳۱۶
۲۶۹	بیان شیعہ مذہب میں ماں کے ساتھ نکاح کیا جو اس سے اولاد ہو اسکو حرامزادہ کہنے والے پر حد لگائی جائے گی۔	۳۱۷
۲۷۰	بیان شیعہ مذہب میں عورت کی شرمگاہ چومنا درست ہے۔	۳۱۸
۲۷۱	بیان شیعہ مذہب میں نزول متعہ قرآن کے ساتھ ہوا ہے اور یہ سنت ہے۔	۳۱۹
۲۷۲	بیان شیعہ مذہب میں کتے کا پس خوردہ کھانا درست ہے۔	۳۲۱
۲۷۳	بیان مذہب شیعہ میں جماع کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔	〃
۲۷۴	بیان مذہب شیعہ میں عضو تناسل سے نماز میں کھیلنا درست ہے۔	۳۲۲
۲۷۵	بیان شیعہ مذہب میں مذی یا ودی بہہ کر	۳۲۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ایڑیوں تک چلی جانے سے وضو اور نماز فاسد نہ ہوگی۔	
٢٧٦	بیان شیعہ مذہب میں امر حق کو جو ظاہر کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل اور عذاب کریگا۔	٣٢٤
٢٧٧	بیان شیعہ مذہب میں گوشت خنزیر کھانے پر کوئی حد شرعی نہیں۔	٣٢٥
٢٧٨	بیان شیعہ مذہب میں ڈول چمڑے خنزیر سے بنانا درست ہے۔	٣٢٦
٢٧٩	بیان شیعہ مذہب میں پانی کے بدلے زنا کرائے تو اس پر کوئی تعزیر نہیں بلکہ بہ زنا حکم نکاح کا رکھتا ہے۔	٣٢٧
٢٨٠	بیان شیعہ مذہب میں کتے اور خنزیر کی ہڈیاں در نیشم بفتویٰ مرتضیٰ پاک ہیں۔	٣٢٨
٢٨١	بیان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان	٣٢٩
٢٨٢	بیان اعتراض شیعہ کہ امیر معاویہ نے حضرت علی سے جنگ کی اور یزید کی خلافت پر زور دیا اور یزید حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا تھا اور اسکا مفصل جواب۔	٣٣١
٢٨٣	بیان حضرات خرقہ پوشان درویشی ہر چہار سلسلہ والوں کے لئے نصیحت یعنی عقیدہ	٣٣٣

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	درباره صحابہ و فضائل صحابہ۔	
٢٨٤	رسالہ سیف الابرار علی انف الاشرار خطبہ	٣٣٦
٢٨٥	بیان حالات ملک نجد و فرقہ وہابیہ و معنی وہابی۔	٣٣٧
٢٨٦	بیان وہابی کے معنی کیا ہیں اور مکمل حالات عبدالوہاب نجدی۔	٣٣٨
	مختصر فہرست عقائد و مسائل فرقہ غیر مقلدین	٣٤٣
٢٨٧	بیان عقیدہ ١- خدا تعالیٰ کو جہت و مکان سے خالی سمجھنا بدعت اور گمراہی ہے۔	〃
٢٨٨	٢- اللہ کی صفات حادث ہیں۔	〃
٢٨٩	٣- خدا تعالیٰ نے کرسی پر بیٹھا اور کرسی کا چرچر کرنا	〃
٢٩٠	٤- تمام انبیاء تبلیغ احکام میں معصوم نہیں۔	〃
٢٩١	٥- آپ کا روضہ جہل عظیم اور بدعت ہے۔	〃
٢٩٢	٦- آپ کا روضہ گرا دینے کے لائق ہے	〃
٢٩٣	٧- چار مصلے بدعت ہیں۔	〃
٢٩٤	٨- فقہاء اور کتب فقہ فریبوں اور دغا بازیوں کا سرچشمہ ہے۔	〃
٢٩٥	٩- صرف اللہ اللہ کہنا اور یہ ذکر کرنا بہت	〃

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	برا ہے۔	
٢٩٦	مسئلہ ١٠:۔ بزرگوں کی قبروں کی تعظیم اور ان سے مدد مانگنا شرک ہے۔	٣٤٣
٢٩٧	مسئلہ ١١:۔ انبیاء و اولیاء کرام کی قبور پر قبہ بنانا چراغ جلانا لکھنا شرک الحاد موجب لعنت۔	٣٤٤
٢٩٨	مسئلہ ١٢:۔ بزرگوں کے مزار سے مدد طلب کرنے والے کو قتل کرنا چاہیئے۔	"
٢٩٨	مسئلہ ١٣:۔ بزرگوں کی قبور کو زیارت کی نیت سے جانا شرک۔	"
٢٩٩	مسئلہ ١٤:۔ آنحضرت کے روضہ مبارک پر کھڑے ہو کر حاجت طلب کرنا حرام اور قسم اوثان ہے۔	"
٣٠٠	مسئلہ ١٥:۔ انبیاء و اولیاء سے مدد نہ طلب کرو انبیاء و اولیاء اور ہم عاجز اور بے اختیار ہونے میں خدا کے آگے برابر ہیں۔	٣٤٥
٣٠١	مسئلہ ١٦:۔ خدا تعالے نے زمین و آسمان بنانے سے پہلے ہوا پر رہتا تھا۔	"
٣٠٢	مسئلہ ١٧:۔ امام اعظم کی پیدائش نطفہ سگ ہے۔	"
٣٠٣	مسئلہ ١٨:۔ امام اعظم کے استاد و شاگرد اور خود زندیق وغیرہ۔	"
٣٠٤	مسئلہ ١٩:۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے۔	٣٤٥
٣٠٦	مسئلہ ٢٠:۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔	"
٣٠٧	مسئلہ ٢١:۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔	"
٣٠٨	مسئلہ ٢٢:۔ حضور کے روضہ کی طرف سفر کرنا شرک اکبر ہے۔	"
٣٠٩	مسئلہ ٢٣:۔ نبوت کا سلسلہ ہر طرح سے ختم نہیں ہو چکا۔	"
٣١٠	مسئلہ ٢٤:۔ نبی کا نماز میں خیال آنا بیل گدھے کنجری کے زنا کے وسوسے سے بدتر ہے۔	٣٤٦
٣١١	مسئلہ ٢٥:۔ میری لاٹھی حضرت محمد سے بہتر ہے۔	"
٣١٢	مسئلہ ٢٦:۔ انبیاء و اولیاء نکارے اور اسکے آگے ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔	"
٣١٣	مسئلہ ٢٧:۔ انبیاء و اولیاء نہ سنتے اور نہ قدرت رکھتے ہیں۔	"
٣١٤	مسئلہ ٢٨:۔ آپ کی نظیر اور نبی پیدا ہونا ممکن ہے۔	"
٣١٥	مسئلہ ٢٩:۔ اجماع امت جس کی سند ہم کو معلوم نہ ہو حجت شرعی نہیں۔	"
٣١٦	مسئلہ ٣٠:۔ چار مذہب و خاندان قادریہ وغیرہ مشرک ہیں۔	"
٣١٧	مسئلہ ٣١:۔ کتب فقہ متداولہ پڑھنے سے آدمی	"

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	کافر ہوجاتا ہے اور ان میں پلیدی ہے۔	
۳۱۸	۳۲: صحابہ کرام فاسق بھی تھے۔	۴۴۶
۳۱۹	۳۳: تقلید شخصی شرک ہے۔	〃
۳۲۰	۳۴: قول صحابی حجت نہیں۔	〃
	بیان مسائل فرقہ غیر مقلدین المعروف فرقہ وہابیہ	۴۴۷
۳۲۱	۱: منی مرد و عورت کی پاک ہے اور ایک قول میں اسکا کھانا بھی درست ہے۔	〃
۳۲۲	۲: رطوبت شرمگاہ عورت کی صحیح قول میں پاک ہے۔	〃
۳۲۳	۳: بول اور گوبہ کتے کا پاک ہے۔	〃
۳۲۴	۴: بلی اور گدھے وغیرہ کا جوٹھا پاک اور وضو بھی جائز ہے۔	〃
۳۲۵	۵: کتے اور خنزیر کا چمڑا ظاہر باہر رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے۔	〃
۳۲۶	۶: خون حیض کھرچنے سے پاک ہوجاتا ہے	〃
۳۲۷	۷: مرد کا دس عورتیں نکاح میں رکھنا جائز ہے حضور کی تخصیص نہیں۔	〃
۳۲۸	۸: جوتا پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا جائز	〃
۳۲۹	۹: کافر کا ذبیحہ جائز۔	〃
۳۳۰	۱۰: مشت زنی واجب ہے۔	〃
۳۳۱	۱۱: نوجوان عورت کو نوجوان مرد کو دودھ پلانا جائز۔	۴۴۸
۳۳۲	۱۲: پگڑی اور عمامہ پر مسح کافی ہے۔	۴۴۸
۳۳۳	۱۳: آٹا شراب کی میل سے گوندھ کر روٹی پکاکر کھانا جائز ہے۔	〃
۳۳۴	۱۴: روٹی سے مینگن چوہا کی نکلے تو اسکا کھانا درست ہے۔	〃
۳۳۵	۱۵: اگر گوشت مردار اور گوشت مذبوحہ مل جائے تو دونوں کا کھانا جائز۔	〃
۳۳۶	۱۶: محبوب کی تھوک کھانے سے روزہ کا کفارہ نہیں ہے۔	〃
۳۳۷	۱۷: حیوانات کے خصیے ذکر مثانے کھانے جائز۔	〃
۳۳۸	۱۸: شراب لقمہ اترنے کے لئے پینا جائز۔	〃
۳۳۹	۱۹: نماز میں منی نکلنے لگے تو ذکر کا سر کپڑے سے پکڑ لے۔	〃
۳۴۰	۲۰: جنبی کو قرآن پاک پڑھنا جائز۔	〃
۳۴۱	۲۱: جنبی کو مسجد سے گذرنا جائز۔	〃
۳۴۲	۲۲: نماز میں کلام کرنا سلام کا جواب دینا چلنا پھرنا جائز۔	〃
۳۴۳	۲۳: تعویزات مراقبہ عرس وغیرہ سب شرک و بدعت ہیں۔	〃
۳۴۴	۲۴: کتا۔ بلی۔ سور۔ حیض و نفاس کا خون	۴۴۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	آدمی کا پیشاب پانی قلیل میں گرنے سے پانی پاک ہے۔	
۳۴۵	۲۵: پیشاب بچے کتے سور ریچھ بلی گدھے گھوڑے کا پاک ہے۔	۳۴۹
۳۴۶	۲۶ کروڑ روپے مال تجارت پر بھی زکوٰۃ نہیں	//
۳۴۷	۲۷: سونے کے علاوہ مرد کو زیور پہننے جائز	//
۳۴۸	۲۸: دباغت سے چمڑا خنزیر پاک۔	//
۳۴۹	۲۹: سور کے جوٹھے میں دو قول ہیں۔	//
۳۵۰	۳۰: زیورات اور عروض میں زکوٰۃ نہیں	//
۳۵۱	۳۱: سوائے فرج و دبر کے جماع کریں مگر انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔	//
۳۵۲	۳۲: چارپایہ و نابالغہ لڑکی سے جماع کرنے اور کھانے پینے سے کفارہ روزہ نہیں۔	//
۳۵۳	۳۳ زانیہ سے زنا کر کے اس کی والدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔	//
۳۵۴	۳۴ صرف دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا۔	//
۳۵۵	۳۵: کتے و سور کا لعاب پاک۔	۳۵۰
۳۵۶	۳۶: کتے کے بال پاک۔	//
۳۵۷	۳۶: کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنا درست۔	//
۳۵۸	۳۷: کتا پانی میں گرا تو پانی پلید نہیں۔	//
۳۵۹	۳۹: کتے کے چمڑے کا جانماز بنانا درست	۳۵۰
۳۶۰	۴۰: خود کتنا اور اس کی لعاب پاک۔	//
۳۶۱	۴۱: مردار اور سور کے بال پاک۔	//
۳۶۲	۴۲: وہ روٹی جس کے خمیر میں شراب کی میل ڈالی گئی ہو پاک ہے۔	//
۳۶۳	۴۳: وطی فی الدبر کی حرمت ظنی ہے۔	//
۳۶۴	۴۴: گدھا اور سور نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائیں تو پاک۔	//
۳۶۵	۴۵: متعہ کرنا بوقت ضرورت جائز۔	//
۳۶۶	۴۶: بزرگی مدینہ طیبہ کی آپ کے زمانہ تک تھی۔	//
۳۶۷	۴۷ قرآن مجید پاؤں کے نیچے رکھنا اور پلیدی میں ڈالنا جائز۔	//
۳۶۸	۴۸: مشرک کی اقتداء نماز میں جائز۔	//
۳۶۹	۴۹: رام چندر لچھمن کشن نبی تھے۔	//
۳۷۰	۵۰: اجنبی عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔	۳۵۱
۳۷۱	۵۱: انبیاء و اولیاء کے مزارات اور بت برابر ہیں۔	//
۳۷۲	۵۲: دختر ربیبہ سے نکاح درست۔	//
۳۷۳	۵۳: شادیوں میں باجے مزامیر بجانا درست ہے۔	//

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۷۴	۵۴: تقلید آئمہ دین قیام میلاد پاک گیارہویں ختم خواجگان۔ اسقاط میت۔ یارسول اللہ کہنا سب شرک۔	۳۵۱
۳۷۵	۵۵: سوتیلی دادی سے نکاح درست۔	"
۳۷۶	۵۶: مقلدین کو نماز میں امام نہ بنائیں تقلید شرک ہے۔	"
۳۷۷	۵۷: حضرت عمر بدعتی ہیں بوجہ بیس رکعت تراویح۔	"
	مختصر فہرست کفریہ مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث	۳۵۱
۳۷۸	۱: اگر اللہ تعالے بندہ کی توبہ قبول نہ کرے تو بنیئے بقال سے بڑھ کر کنجوس ہے۔	"
۳۷۹	۲: میزان کا صاف انکار۔	"
۳۸۰	۳: یاجوج ماجوج کی سد ہونے سے انکار	"
۳۸۱	۴: فرشتوں کا وجود اور پر نہیں۔	۳۵۲
۳۸۲	۵: حضرت آدم علیہ السلام سے حوا کے پیدا کرنے کا انکار۔	"
۳۸۳	۶: حضور کو قرآن کا پورا علم نہیں۔	"
۳۸۴	۷: غلمان جنت سے انکار۔	"
۳۸۵	۸: حوران جنت سے انکار۔	"
۳۸۶	۹: معراج میں حضور نے اللہ تعالے کو حالت کشف میں دیکھا۔	"
۳۸۷	۱۰: درخت سبز آگ سے پیدا کرنے میں کوئی خصوصیت نہیں۔	۳۵۲
۳۸۸	۱۱: اجماع صحابہ سے انکار۔	"
۳۸۹	۱۲: کسی صحابی کا قول حجت نہیں۔	"
۳۹۰	۱۳: حضور کو علم غیب ذاتی وہبی وغیرہ نہیں۔	"
۳۹۱	۱۴: حضرت عمر کا فیصلہ درسہ طلاق شرعی نہیں سیاسی ہے۔	"
۳۹۲	۱۵: جو بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ ہوا تھا اس کا انکار۔	"
۳۹۳	۱۶: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پرندے زندہ کرنے سے انکار۔	۳۵۳
۳۹۴	۱۷: حضرت مریم کے پاس جو بے موسم میوہ جات بطور معجزات آتے تھے ان کا انکار۔	"
۳۹۵	۱۸: لوح محفوظ و تقدیر الٰہی کا انکار۔	"
۳۹۶	۱۹: عذاب قبر سے انکار۔	"
۳۹۷	۲۰: دیدار الٰہی بہشت میں ہونے کا انکار۔	"
۳۹۸	ثناء اللہ کے بارے میں جن علماء اہل حدیث نے فتویٰ کفر دیا ان کا شمار۔	"
۳۹۹	بیان مختصر سوانح عمری مولوی ثناء اللہ۔	۳۵۵
۴۰۰	مرثیہ گنگوہی کے کفریہ اشعار۔	۳۵۸

ختم شد

جلد پانزدہم از فتاوی مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴۰۱	بیان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشکل کشا و دافع البلاء ہونا۔	۳۵۹
۴۰۲	بیان آپ کا آگے اور پیچھے سے برابر دیکھنا	۳۶۰
۴۰۳	بیان آپ کا اندھیری رات میں بھی دن کی طرح دیکھنا۔	۳۶۱
۴۰۴	بیان آپ کا ظاہری آنکھوں سے خداتعالےٰ کا دیدار پانا۔	؍؍
۴۰۵	بیان آپ کا جسمی معراج ہونے کا ثبوت	۳۶۲
۴۰۶	بیان آپ کے بول و براز پاک معطر اور زمین کا ان کو چوس لینا اور خون پینے کی وجہ۔	۳۶۳
۴۰۷	بیان آپ کے چہرے کے نور کی روشنی سے سوئی کا نظر آنا۔	۳۶۴
۴۰۸	بیان نبی کریم جس کپڑے کو مس فرمائیں اسے آگ نہیں لگتی۔	؍؍
۴۰۹	بیان آپ کا پیالہ کس لکڑی کا بنا ہوا تھا اور کتنی قیمت پر فروخت ہوا۔	۳۶۵
۴۱۰	بیان کیا جمعہ مسقط ظہر ہے یا نہیں۔	؍؍
۴۱۱	بیان مسائل جمعہ و خطبہ جمعہ۔	۳۶۸
۴۱۲	بیان مسائل عید الضحیٰ و عید الفطر۔	۳۷۲
۴۱۳	بیان صدقہ فطر کس روز اور کس وقت ادا کرنا سنت ہے۔	۳۷۳
۴۱۴	بیان کان کا استمرار کے لئے آنا۔	۳۷۶
۴۱۵	بیان مال صدقہ کا مصرف۔	۳۷۷
۴۱۶	بیان صدقہ فطر اور مال زکوٰۃ وہابی شیعہ مرزائی کو دینا کیسا ہے۔	۳۸۰
۴۱۷	بیان اخبار یا رسالہ مال زکوٰۃ سے جاری کرنا جائز نہیں۔	۳۸۱
۴۱۸	بیان صدقہ فطر یا مال زکوٰۃ حقیقی بھائی یا خالہ یا بھتیجی یا ہمشیرہ مفلسان کو دینا درست ہے یا نہیں۔	؍؍
۴۱۹	بیان عید الضحیٰ اور عید الفطر کا صدقہ کن لوگوں پر واجب ہے۔	۳۸۲
۴۲۰	بیان صدقہ فطر کس قدر اور کن کن کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔	۳۸۳
۴۲۱	بیان ایک فطرانہ زیادہ شخصوں کو دینا جائز نہیں۔	؍؍
۴۲۲	بیان بھیڑ یا چھترا چھ ماہ کی قربانی کیسا ہے۔	۳۸۴
۴۲۳	بیان قربانی کے جانور کس قسم کے ہوں۔	۳۸۵
۴۲۴	بیان مسائل متعلق قربانی۔	۳۸۷
۴۲۵	بیان ذبح کے وقت مذبوحہ سے خون نکلا مگر متحرک نہیں ہوا۔	؍؍

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴۲۶	بیان مسائل متعلق ذبح۔	۳۸۸
۴۲۷	بیان اقامت میں دوبارہ آذان کے الفاظ پڑھنے کا ثبوت۔	۳۹۱
۴۲۸	بیان بغیر وضو آذان دینا مکروہ۔	۳۹۲
۴۲۹	بیان بوقت آذان قرآن نہ پڑھے دیوانہ اور عورت آذان نہ پڑھیں آذان ٹھہر ٹھہر کر اور تکبیر اقامت جلدی اور موذن کی اجازت سے دوسرا اقامت کہے۔	〃
۴۳۰	بیان مسجد میں آذان دینا مکروہ۔	〃
۴۳۱	بیان ناخنوں کو چومنا۔ موذن فاسق نہ ہو محلہ والوں کو مسجد محلہ کی آذان کافی ہے۔	〃
۴۳۲	بیان اعرابی فاسق جنبی کی آذان کا اعادہ کیا جائے۔	〃
۴۳۳	بیان تثویب جائز و آذان قبل از وقت ناجائز اور آذان نابالغ عاقل جائز اگر آذان دینے کے بعد مرتد ہو جائے تو اعادہ آذان نہ کرے۔	
۴۳۴	بیان بلا آذان بلا اقامت جماعت مکروہ	۳۹۴
۴۳۵	بیان کامل پیر کی بیعت توڑنے والے کی سزا۔	〃
۴۳۶	بیان فاسق فاجر کی امامت پر بحث۔	۳۹۵
۴۳۷	بیان امامت وہابی دیوبندی شیعہ کا کیا حکم ہے۔	۳۹۶
۴۳۸	بیان اقسام بیعت و اقسام پیر۔	۳۹۸
۴۳۹	بیان اقسام خاندان پیران عظام۔	۳۹۹
۴۴۰	بیان ثبوت ملاقات حسن بصری بحضرت علی کرم اللہ وجہہ۔	۴۰۰
۴۴۱	بیان الہام کے کتنے اقسام اور وہ شرعاً حجت ہیں یا نہیں۔	〃
۴۴۲	بیان مدینہ شریف کو شرعاً یثرب کہنا کیسا ہے۔	۴۰۱
۴۴۳	بیان انسان کتنی قسم پر پیدا ہوئے۔	۴۰۲
۴۴۴	بیان مومن فاسق فی العمل اور مومن فاسق فی العقیدہ میں کیا فرق ہے۔	〃
۴۴۵	بیان آئمہ اربعہ اہلسنت وجماعت میں	۴۰۳
۴۴۶	بیان طریقہ صلوٰۃ التسبیح وفضائل	〃
۴۴۷	بیان آپ کے ناموں پر نام رکھنے کی فضیلت۔	
۴۴۸	بیان آپ کی ذات کا دور سے سننا۔	۴۰۴
۴۴۹	بیان آپ کی ذات کا حیات النبی ہونا۔	۴۰۵
۴۵۰	بیان انبیاء و اولیاء کا بوقت مصیبت وسیلہ پکڑنا کیسا ہے۔	۴۰۹
۴۵۱	بیان شرک کی کیا تعریف ہے۔	۴۱۲
۴۵۲	بیان بدعت کس کو کہتے ہیں۔	۴۱۳
۴۵۳	بیان بدعت کی تعریف میں۔	۴۱۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴۵۴	بیان مجلس گیارہویں شریف کو سجاوٹ دینا کیسا ہے۔	۴۱۵
۴۵۵	بیان مجلس میلاد شریف کو سجاوٹ دینا اور بوقت سلام کھڑے ہونا کیسا ہے۔	۴۱۶
۴۵۶	بیان حاضر وناظر ہونا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ فتویٰ اعلیٰحضرت احمد رضا خاں رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔	۴۱۷
۴۵۷	بیان کن الفاظ سے کھڑے ہو کر آپ پر سلام بھیجا جائے۔	۴۲۳
۴۵۸	بیان در ثبوت میلاد شریف اور آپ کی تشریف آوری۔	۴۲۴
۴۵۹	بیان اصحاب ثلاثہ پر دلائل از قرآن مجید و کتب شیعہ و طریقہ مناظرہ و مناظروں کی کیفیتیں۔	۴۲۷
۴۶۰	بیان بحث خلافت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔	۴۳۹
۴۶۱	بیان بحث تقلید و فرقہ ناجیہ و کیفیت مناظرہ موضع آواں۔	۴۴۴
۴۶۲	بیان ثبوت تقلید شخصی۔	〃
۴۶۳	وہابی کے اعتراض یعنی ان آیات سے مراد نبی ہیں غیر نبی کی تقلید ثابت کریں کا مفصل جواب۔	۴۴۶
۴۶۴	اعتراض ان سے صحابی کی اتباع و تقلید ثابت ہے۔ امام صاحب صحابی نہیں کا جواب۔	۴۴۷
۴۶۵	اعتراض تقلید دوسری صدی سے چلی ہے کا جواب۔	
۴۶۶	فرقہ ناجیہ پر بحث۔	۴۴۹
۴۶۷	اعتراض محرمات سے نکاح کر کے جماع کرنے سے حد کا نہ لگنا و مشت زنی کا مفصل جواب	۴۵۰
۴۶۸	بیان حنفی کہلانے کا ثبوت۔	۴۵۲
۴۶۹	بیان ثبوت استمداد من دون اللہ۔	۴۵۵
۴۷۰	بیان ختم نبوت۔	〃
۴۷۱	بیان لڑکی بالغہ کو گھر میں بٹھانیکا وبال کس پر ہے۔	۴۵۸
۴۷۲	بیان جو عورت گھر میں بیٹھ کر زنا کرے اسکا وبال کس پر ہے۔	〃
	بیان آپ نے کتنے حج اور جنگ کئے اور پہلا جمعہ کہاں قائم کیا۔	۴۵۹
۴۷۳	مسئلہ رضاع۔	۴۶۰
۴۷۴	بیان ایصال ثواب کے لئے طعام و کلام میت کو دینے کا ثبوت۔	۴۶۲
۴۷۵	بیان کیا طعام و کلام کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔	۴۶۵
۴۷۶	بیان گیارہویں وغیرہ تاریخ مقرر کر کے دینا کیسا ہے	۴۶۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴۷۷	بیان حضور کی زیارت سے مشرف ہونے کے نشانات کیا ہیں۔	۴۶۸
۴۷۸	حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے سید صحیح النسب ہونے پر دلائل۔	۴۶۹
۴۷۹	بیان مسائل مفصل بحث عقیقہ۔	۴۷۰
۴۸۰	نکاح فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور اسکا خطبہ۔	۴۷۱
۴۸۱	بیان اسلام میں جہاد کس سبب سے ہوا۔	۴۷۲
	مجربات سلطانی	
۴۸۲	بیان طرق اذکار سلطانی۔	۴۷۴
۴۸۳	بیان نماز کن فیکون۔	″
۴۸۴	بیان ختم خواجگان قادریہ برائے حل مشکلات۔	″
۴۸۵	بیان طرق کشف قبور۔	۴۷۵
۴۸۶	بیان کشف ارواح کا طریقہ۔	″
۴۸۷	بیان آئندہ حال سے آگاہی کا طریقہ۔	″
۴۸۸	بیان حفاظت استقاط حمل وحفاظت اسقاط پھل درخت۔	″
۴۸۹	بیان دفع آسیب کے لئے۔	۴۷۶
۴۹۰	بیان دفع درد شقیقہ۔	″
۴۹۱	بیان درد اکھڑ کے لئے۔	″
۴۹۲	بیان سارق کے لئے۔	″
۴۹۳	بیان بے فرمان کو مطیع کرنے کے لئے۔	۴۷۶
۴۹۴	بیان حفاظت از شر موذی۔	۴۷۷
۴۹۵	بیان سردرد کے لئے۔	″
۴۹۶	بیان درد شقیقہ کے لئے نہایت مجرب۔	″
۴۹۷	بیان درد شکم و سرپاؤں کے لئے۔	″
۴۹۸	بیان باری کے بخار کے لئے۔	۴۷۸
۴۹۹	بیان دفع مرگی کے لئے۔	″
۵۰۰	بیان خطرات نفس۔	″
۵۰۱	بیان دفع خطرات قلب۔	۴۷۹
۵۰۲	بیان دشمن کی زبان بندی اور دفع گریہ اطفال کے لئے۔	″
۵۰۳	بیان دفع گریہ اطفال۔	″
۵۰۴	بیان طحال کے لئے۔	۴۸۰
۵۰۵	بیان حیوان فرمانبردار ہو۔	″
۵۰۶	بیان اولاد نرینہ ہو۔	″
۵۰۷	بیان حاکم کے خوف کے لئے۔	″
۵۰۸	بیان خاوند کی رضامندی کے لئے۔	″
۵۰۹	بیان کتے وغیرہ سے بچنے کے لئے۔	″
۵۱۰	بیان اولاد کے لئے۔	″
۵۱۱	بیان زہریلے جانور سے بچنا۔	″
۵۱۲	بیان چیونٹیوں کی دعا۔	۴۸۱
۵۱۳	بیان بھاگے ہوئے کے لئے۔	″

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۵۱۴	بیان ناف کے لئے۔	۴۸۱
۵۱۵	بیان فسادی کو شہر سے نکالنا۔	″
۵۱۶	بیان انڈہ پر حاضرات نکالنے کا۔	″
۵۱۷	بیان چور کا پتہ لگانا۔	۴۸۲
۵۱۸	بیان کاروبار میں رونق۔	″
۵۱۹	بیان دشمن مغلوب ہوں۔	″
۵۲۰	بیان کھیت کی چوہوں وغیرہ سے حفاظت	″
۵۲۱	بیان پھل گرانا۔	۴۸۳
۵۲۲	بیان ادائیگی قرض۔	″
۵۲۳	بیان تسخیر کے لئے۔	″
۵۲۴	بیان غیبی رزق کے لئے۔	″
۵۲۵	بیان اولاد نہ ہوتی ہو عقیمہ کے لئے۔	۴۸۴
۵۲۶	بیان عقیمہ کے لئے اسقاط حمل دردزہ کے لئے۔	۴۸۵
۵۲۷	بیان برائے کرنگ۔	۴۸۶
۵۲۸	بیان برائے گریہ اطفال۔	″
۵۲۹	بیان آگ لگنے سے حفاظت۔	۴۸۷
۵۳۰	مکھی یا مچھر سے حفاظت۔	″
۵۳۱	برائے دفع موش۔	″
۵۳۲	بیان بند کردن باراں۔	″
۵۳۳	بیان سانپ سے بچنے کے لئے۔	″
۵۳۴	بیان دیوانہ کُتّے کے زہر سے بچنے کے لئے	″
۵۳۵	بیان تپ باری۔	۴۸۸
۵۳۶	بیان محبت کے لئے۔	″
۵۳۷	بیان برکت رزق کے لئے۔	″
۵۳۸	بیان خنازیر کے لئے۔	″
۵۳۹	بیان ہر حاجت کے لئے۔	۴۸۹
۵۴۰	بیان جدائی کے لئے۔	″
۵۴۱	بیان کشائش رزق و تسخیر خلائق کے لئے۔	″
۵۴۲	بیان ظالم حاکم کے لئے۔	۴۹۰
۵۴۳	بیان اگر ظالم کو بیمار کرنا منظور ہو۔	″
۵۴۴	بیان دفعیہ جنات کے لئے۔	″
۵۴۵	بیان طعام بڑھانے کے لئے۔	۴۹۱
۵۴۶	بیان دافع بلا و وباء حیوان و انسان کے لئے	″
۵۴۷	تعویذ برائے عزت و استخارہ۔	″
۵۴۸	تعویذ لقوہ و تپ لرزہ کے لئے۔	″
۵۴۹	تعویذ برائے عزت پانے کے لئے۔	۴۹۲
۵۵۰	تعویذ برائے حب۔	″
۵۵۱	تسخیر و کشائش رزق کے لئے و تسخیر رجال الغیب و دشمن کا گھر تباہ ہو و دولت مندی و تسخیر سانپ و بچھو وغیرہ کے لئے۔	″
۵۵۲	بیان برائے بواسیر	۴۹۳
۵۵۳	بیان دردسر و درد شقیقہ کے لئے	″

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۵۵۴	بیان برائے نافت۔	۴۹۳
۵۵۵	تعویزات کسطرح اور کس ساعت میں لکھے۔	"
۵۵۶	بیان نقشہ ساعات یعنی پہر دگھڑی۔	۴۹۵
۵۵۷	بیان تمثال نعلین شریف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔	۴۹۶

ختم شد

جلد ششم از فتاوی محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر حضرت الحاج مولانا علامہ محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۵۵۸	بیان قرآن پاک کا بے وضو چھونا کیسا ہے۔	۴۹۷
۵۵۹	بیان بوقت تکبیر امام و مقتدی بیٹھے رہیں یا کھڑے۔	۴۹۸
۵۶۰	بیان آمین کیسے کہنا چاہیئے۔	"
۵۶۱	بیان ختم غوثیہ اور قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنا کیسا ہے۔	"
۵۶۲	بیان لنگڑے کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔	۵۰۰
۵۶۳	بیان امام جعفر صادق نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے یا باندھ کر۔	۵۰۱
۵۶۴	بیان آئمہ اہلبیت مقلد تھے یا نہیں۔	۵۰۲
۵۶۵	بیان امام مالک و امام اعظم و امام جعفر صادق جب تینوں مدینہ میں تھے تو وضع نماز و ہاتھ باندھنے کھولنے میں کیوں تصفیہ نہ کیا۔	۵۰۲
۵۶۶	بیان دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے	"
۵۶۷	بیان نماز میں قرأت کتنی پڑھی جائے۔	۵۰۴
۵۶۸	بیان ریش مونڈنے والے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز۔	۵۰۵
۵۶۹	بیان ریش مونڈہ امام اگر کہے کہ لمبی داڑھی سکھوں کی ہوتی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔	۵۰۶
۵۷۰	بیان تارک روزہ داڑھی منڈہ اور بازار میں کھانے والے کے پیچھے نماز کیسی ہے۔	۵۰۷
۵۷۱	بیان وہابی کے پیچھے ہماری اہلسنت کی نماز کیوں نہیں ہوتی۔	"
۵۷۲	بیان نابینا غیر محتاط اور عورت کو بے ستر رکھنے والے کے پیچھے نماز کیسی ہے۔	"
۵۷۳	بیان نماز میں لاوڈ سپیکر استعمال کرنا کیسا ہے	۵۰۸
۵۷۴	بیان گنبد سے آواز سن کر رکوع سجود کرنے کیسے ہیں۔	"
۵۷۶	بیان گنبد یا لاؤڈ سپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے یا مثل مشابہ۔	۵۰۹
۵۷۷	سنت غیر مؤکدہ کے پڑھنے کا طریقہ۔	"
۵۷۸	بیان غیر مقلدوں پر نماز تراویح کے بارے میں ہیئتی اعتراض۔	۵۱۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۵۷۹	بیان مسئلہ احتیاط الظہر۔	۵۱۲
۵۸۰	بیان گاؤں میں جمعہ کی جگہ نماز ظہر ادا کریں۔	۵۱۴
۵۸۱	بیان بعد نماز فجر یا پنجگانہ یا عیدین مصافحہ و معانقہ کرنا کیسا ہے۔	"
۵۸۲	بیان نماز کی دعا امام سے پہلے اکیلے مانگنا کیسی ہے۔	۵۱۵
۵۸۳	بیان نماز فجر کے بعد بلند آواز سے تکبیر و تہلیل پڑھنی کیسی ہیں۔	"
۵۸۴	بیان ایک مسجد میں کچھ لوگ نماز پڑھتے کچھ بلند آواز سے درود پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔	۵۱۶
۵۸۵	بیان مُردے کو قبر میں کیسے لٹایا جائے۔	"
۵۸۶	بیان مسجد کے حجرے پر مال زکوٰۃ صرف کرنا کیسا ہے۔	۵۱۷
۵۸۷	بیان مسئلہ رؤیتِ ہلال۔	"
۵۸۸	ریڈیو پر چاند کا اعلان کیا حقیقت رکھتا ہے	۵۱۸
۵۸۹	بیان بیوہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتی ہے۔	"
۵۹۰	بیان دھوکہ سے نکاح پڑھنا کیسا ہے۔	۵۱۹
۵۹۱	بیان مومنوں کی لڑکی کا فلاں بن فلاں سے نکاح کر دیا کہنے سے نکاح ہوا یا نہ۔	۵۲۰
۵۹۲	بیان عورت اور اس کی سوتیلی ماں کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا کیسا ہے۔	۵۲۱
۵۹۳	بیان مسلمان مرد کی عیسائی عورت سے شادی جائز ہے یا ناجائز۔	"
۵۹۴	بیان دیوبندی مرزائی سے شادی کرنی کیسے ہے۔	۵۲۲
۵۹۵	بیان اگر زید ملازمت کے لالچ میں بیعت فارم پر دستخط کر کے بظاہر مرزائی ہو جائے تو اسکا نکاح رہے گا یا نہیں۔	"
۵۹۶	مرزائی سے نکاح۔	۵۲۴
۵۹۷	بیان نکاح پر نکاح اور عدت میں نکاح جائز ہے یا نہیں۔	"
۵۹۸	بیان ثبوت نکاح عمرہ جونیہ کلابیہ اسماء یا امیمہ یا امامہ از رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم	۵۲۵
۵۹۹	بیان نکاح پر نکاح کرنے والا توبہ کرے	۵۲۶
۶۰۰	بیان بالغہ لڑکی خود نکاح کر سکتی ہے۔	
۶۰۱	بیان ثبوت نکاح وٹہ سٹہ	۵۳۱
۶۰۲	بیان زانیہ حاملہ در حالت حمل نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔	۵۳۱
۶۰۳	بیان طلاق مجنون و عنین	"
۶۰۴	بیان اپنی عورت کی بھتیجی سے نکاح کیسا ہے	۵۳۲
۶۰۵	بیان لڑکی کو شہوت سے چھونے سے لڑکی کی ماں حرام۔	"
۶۰۶	بیان جہیز وغیرہ کس کی ملکیت ہے۔	۵۳۴
۶۰۷	بیان اپنی منکوحہ کا دودھ پی لیا تو پھر نکاح	۵۳۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	رہے گا یا نہیں۔	
۶۰۸	بیان زنا سے پیدا شدہ اولاد زانی کی وارث ہوگی یا نہیں۔	۵۳۵
۶۰۹	بیان جج نے تنسیخ نکاح کا یکطرفہ خود فیصلہ دے دیا تو نکاح رہے گا یا نہیں۔	۵۳۶
۶۱۰	بیان اولاد کے نہ پیدا ہونے پر عورت نکاح فسخ نہیں کرا سکتی۔	۵۳۷
۶۱۱	بیان در ثبوت عدت غیر مدخولہ کو سہ طلاق پر حلالہ ہے عدت نہیں۔	
۶۱۲	بیان جو امام کہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دینے سے صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔	۵۳۸
۶۱۳	بیان (طلاق طلاق طلاق یا طلاق دی طلاق دی طلاق دی یا چلی جا چلی جا چلی جا) ان الفاظ سے کونسی اور کتنی طلاقیں پڑیں گی۔	۵۴۰
۶۱۴	بیان مذبوحہ جانور کا سر کٹ جائے تو اسکا کھانا کیسا ہے۔	۵۴۴
۶۱۵	بیان بھنگ پینے والا چندہ لے کر بکرا خرید کر مزار پر لے آتا ہے پھر بکرے پر پانی چھڑکتا ہے اگر بکرا کانپ جائے تو کہتا ہے اس کو پیر صاحب نے قبول کر لیا پھر ایسے بکرے	۵۴۵
	کا گوشت کھانا کیسا ہے۔	
۶۱۶	بیان دو ماہ کے بچے والی بکری کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔	۵۴۶
۶۱۷	بیان قربانی کا چمڑا کہاں صرف کرے۔	″
۶۱۸	بیان تقریظ رسالہ الفیوضات الحامدیہ۔	۵۴۷
۶۱۹	بیان ٹیموں سے چندہ لیا جاتا ہے جو جیتنے والی ٹیم کو بطور انعام دیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز۔	۵۴۸
۶۲۰	بیان بعض صحابہ کرام کو بعض پر جزوی فضیلت ماننے والا بلکہ بعض صحابہ کو شیخین پر جزوی فضیلت ماننے والا کیسا ہے۔	″
۶۲۱	بیان آپ حاضر و ناظر کس طرح ہیں دنیا کو میں ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھتا ہوں کا کیا مطلب ہے۔	۵۴۹
۶۲۲	بیان ایک شخص کہتا ہے کہ حضور اپنے مزار میں ہیں وہاں سے سب کچھ دیکھتے ہیں ہمارے روبرو حاضر نہیں یہ قول کیسا ہے۔	۵۵۰
۶۲۳	بیان زید کہتا ہے حضور نور ہیں مگر اللہ کے نور سے نہیں یہ قول کیسا ہے۔	۵۵۱
۶۲۴	بیان آپ کو بشر کہنا کیسا ہے۔	۵۵۲
۶۲۵	بیان اگر آپ نور تھے تو آپ کا پیٹ چاک کر کے نور کیوں بھرا گیا اس سے معلوم ہوتا	۵۵۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ہے کہ آپ بشر تھے کا جواب ۔	
۶۲۶	بیان اہلسنت کہاں سے شروع ہوئے اور تحریک وہابیہ کہاں سے ۔	۵۵۴
۶۲۷	بیان غوث پاک نے ۷۳ فرقے لکھے جن میں ۷۲ فرقے گمراہ لکھے ہیں ان میں سے مرجیہ فرقہ کی حنفیہ کو ایک شاخ شمار کیا گیا ہے ۔ اسکا مفصل جواب ۔	۵۵۵
۶۲۸	بیان دیوبندی اہلسنت ہیں یا نہیں ۔	۵۶۰
۶۲۹	بیان دیوبندی مولویوں کے عرفان کی کہانی دیوبندی مولویوں کے پیشواؤں کی زبانی ۔	"
۶۳۰	بیان مرزائیوں قادیانیوں کی طرح دیوبندیوں وہابیوں کا ختم نبوت سے انکار ۔	۵۶۴
۶۳۱	۱:۔ بیان مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ جس میں ۱۹ باطل عقیدے درج ہیں ۔	۵۶۶
۶۳۲	۲:۔ بیان مودودی کے عقیدوں کا مختصر نمونہ ۔	۵۷۳
۶۳۳	۱:۔ اہلسنت وجماعت و تمام فرقے غلط راستہ پر ہیں اور جہالت سے پیدا ہوئے ہیں ۔	"
۶۳۴	۲:۔ قیامت کے دن نبی ولی شہید عالم حافظ کوئی بھی شفاعت نہیں کرے گا ۔	۵۷۴
۶۳۵	۳:۔ شفاعت کا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان آخرت پر بیکار ہے ۔	۵۷۴
۶۳۶	۴:۔ بعثت سے پہلے انبیاء سے بڑے گناہ سرزد ہو سکتے ہیں اور وہ معصوم نہیں ہوتے ۔	"
۶۳۷	۵:۔ شیطان کی شرارتوں سے انبیاء بھی نہیں بچ سکتے ۔	"
۶۳۸	۶:۔ ہندو اسلام لاکر جب تک ایک مرتبہ گائے کا گوشت نہ کھائے اسکا ایمان معتبر نہیں ۔	"
۶۳۹	۷:۔ کانے دجال کے آنے کا صاف انکار ۔	۵۷۵
۶۴۰	۸:۔ اسوقت امت کے سارے مسلمان شرک میں گرفتار ہیں ۔	"
۶۴۱	۹:۔ بزرگوں کے روضے اور حضور کے روضہ پر جاکر حاجت طلب کرنا قتل اور زنا سے بڑا گناہ ہے ۔	"
۶۴۲	۱۰:۔ نبی یا ولی کی قبر پہ حاضر ہوکر حاجت طلب کرنا بت کی پوجا کرنے کی طرح ہے ۔	۵۷۵
۶۴۳	۱۱:۔ وصال کے بعد نبی ولی سب مُردے ہیں ۔	۵۷۶
۶۴۴	۱۲:۔ بزرگوں سے سوال کرنے والے اور ان کے لئے نذر و نیاز ماننے والے عرب	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	کے مشرکوں سے بدتر ہیں۔	۵۷۶
۶۴۵	مسئلہ: مسلمان کا دوسرا نام وہابی ہے۔	〃
۶۴۶	بیان مودودی کا شفاعت سے انکار اور اپنے معتزلی خارجی ہونے کا اقرار اور جو مسلمان شفاعت کا عقیدہ رکھے مودودی کے نزدیک اس کا ایمان بیکار۔	۵۷۷
۶۴۷	بیان اسلامی قانون وراثت سے مولوی مودودی کی نادانی۔	۵۷۹
۶۴۸	بیان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۵۸۰
۶۴۹	پہلا مقدمہ سب صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں۔	۵۸۲
۶۵۰	دوسرا مقدمہ سب صحابہ کرام کا ذکر خیر سے کیا جائے۔	〃
۶۵۱	تیسرا مقدمہ صحابہ کی شان رذیل بات سے بلند وبالا ہے۔	۵۸۴
۶۵۲	چوتھا مقدمہ صحابہ کرام میں سے ہر صحابی عادل ہے۔	۵۸۶
۶۵۳	پانچواں مقدمہ مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے مخطی بھی اور ہر صورت میں مجتہد کو ثواب ملتا ہے۔	۵۹۰
۶۵۴	چھٹا مقدمہ اگر مجتہد دلیل بیّن کے باوجود خطا کرے تو پھر اس کے عتاب ہوگا ورنہ نہیں۔	۵۹۲
۶۵۵	ساتواں مقدمہ امیر معاویہ اور حضرت علی کے اختلاف کے وقت صحابہ کرام کی تین جماعتیں تھیں اور تینوں مستحق اجر ہیں۔	۵۹۳
۶۵۶	آٹھواں مقدمہ مجتہد کو اپنے اجتہاد پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔	۵۹۵
۶۵۷	نانواں مقدمہ ایک مجتہد اگر دوسرے مجتہد کی خطا اجتہادی بیان کرے تو مقلد کو مجتہد مخطی پر انکار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔	۵۹۶
۶۵۸	دسواں مقدمہ چاروں صحابہ کی خلافت علی الترتیب خلافت راشدہ ہے۔	۵۹۸
	اسلامی قانون وراثت	
۶۵۹	بیان بیٹے اور بیٹی کے ہوتے پوتے کو حصہ دینا کیسا ہے۔	۶۰۱
۶۶۰	بیان تمہید جیسے حج۔ زکوٰۃ۔ نماز۔ روزہ کے مسائل کا جاننا ضروری ہے ویسے ہی علم فرائض تقسیم ترکہ کے مسائل جاننا ضروری ہے۔	۶۰۲
۶۶۱	پہلا مقدمہ اصحاب فرائض کا بیان	۶۰۳
۶۶۲	دوسرا مقدمہ وارثوں کے لئے جو سہام	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	معین ہیں۔	
۶۶۳	تیسرا مقدمہ عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔	۶۰۳
۶۶۴	چوتھا مقدمہ پہلے اصحاب فرائض کو دیں گے پھر عصبہ قریبی کو۔	〃
۶۶۵	پانچواں مقدمہ ترکہ اس کو ملے گا جو میت کے انتقال کے وقت زندہ ہو۔	〃
۶۶۶	بیان قرآن کریم کا فرمان اولاد کے ترکہ پانے کا بیان۔	۶۰۴
۶۶۷	بیان حدیث شریف کا صاف صریح فیصلہ ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی وراثت سے محروم ہیں۔	۶۰۵
۶۶۸	جن کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے ان کتابوں کے نام مع حوالہ۔	۶۰۷
۶۶۹	بیان پوتے پوتی کی وراثت کا قانون۔	۶۱۰
۶۷۰	بیان پوتے پوتی کی وراثت کی تشکیل۔	۶۱۲
۶۷۱	بہن بھائی کے ترکہ پانے کا بیان	۶۱۳
۶۷۲	بیان قرآن وحدیث کا قانون متعلق وراثت اور ترمیمی بل کی دفعہ ۲ الف کی حقیقت۔	〃
۶۷۳	بیان میت نے ایک لڑکا اور ایک نواسہ چھوڑا۔	۶۱۴
۶۷۴	بیان میت نے ایک لڑکا اور ایک پوتا چھوڑا۔	۶۱۵
۶۷۵	بیان میت نے ایک لڑکی ایک نواسہ اور ایک بھائی چھوڑا۔	۶۱۵
۶۷۶	بیان میت نے ایک بہن ایک بھتیجی اور ایک چچا چھوڑا۔	〃
۶۷۷	بیان میت نے دو بہنیں ایک بہن کی لڑکی یعنی بھانجی اور ایک چچا چھوڑا۔	۶۱۶
۶۷۸	بیان میت نے ایک بھائی اور ایک بھتیجا چھوڑا۔	۶۱۷
۶۷۹	بیان میت نے ایک بھائی اور بھانجہ چھوڑا۔	〃
۶۸۰	بیان میت نے ایک بھائی ایک بہن اور ایک بھانجہ چھوڑا۔	〃
۶۸۱	بیان میت نے ایک چچا اور ایک چچا کی بیٹی کو چھوڑا۔	۶۱۸
۶۸۲	بیان اس تفصیل کی اجمالی تعبیر۔	〃
۶۸۳	بیان اسلامی قانون روح اسلام کے مطابق اور جیمہ کا ترمیمی بل روح اسلام کے سراسر خلاف ہے۔	۶۲۰
۶۸۴	بیان جیمہ صاحب کی ترمیمی بل چونکہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے لہٰذا اس کو واپس لے لیں۔	۶۲۳
۶۸۵	بیان کسی وارث کے حق وراثت میں	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	کی کرنے والے کے لئے وعید۔	۶۲۳
۶۸۶	بیان قرآن پاک کا اعلان کہ وراثت کے مسائل میں انسانی تخیل کو دخل نہیں۔	۶۲۴
۶۸۷	بیان قانون وراثت میں احتیاط۔	۶۲۶
۶۸۸	بیان قانون وراثت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کی احتیاط۔	۶۲۸
۶۸۹	بیان حجۃ الوداع میں قانون وراثت و وصیت کا اعلان۔	۶۳۰
۶۹۰	بیان ترمیمی بل قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اور رحیمہ صاحب کی ترمیم شرعاً ناقابل اعتبار ہے۔	۶۳۱
۶۹۱	بیان اسلامی قانون وراثت سے مولوی مودودی صاحب کی نادانی مولوی مودودی کے ترجمان القرآن کی زبانی۔	

ختم شد

تصحیح کنندہ جامع الفتاویٰ

فقیر ابوالمنصور محمد صادق
قادری رضوی
فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام
جھنگ بازار لائلپور

کتابت مکمل جامع الفتاویٰ

فقیر محمد غلام سرور قادری رضوی
فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور
پتہ: مکان ۱۸۱ ڈی اکبری چوک
نزد فریدی مسجد غلام محمد آباد لائلپور

موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام!!

معہ

حالات طیبات حضرت مولانا العلامہ شیخ الحدیث والتفسیر محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف لطیف: حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

حالات مرتبہ از: محمد اصغر علوی قادری رضوی۔

یہ کتاب واقعی دیوبندیوں کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوئی ہے۔ اس کتاب میں مصنف موصوف نے دیوبندی مولویوں کی آپس میں خانہ جنگی اور دروغ گوئی کو واضح کیا ہے نیز صدر دیوبند و ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند مولوی عبد الشکور کاکوروی دیوبندی ایڈیٹر النجم اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی داعیان وکالت تھانوی اقرار سے ثابت کیا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "حفظ الایمان" میں یہ ناپاک عبارت "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے" لکھ کر حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے۔

مصنف نے لفظ ایسا کی تشریح اور مہیر تغییر کی وضاحت دیوبندی علماء کی تحریر سے حوالے دے کر کی ہے جو اسقدر دستگی سے پیش کئے ہیں کہ حضرت صاحب نے غلط ثابت کرنے والے کے لئے پانصد روپیہ نقد انعام رکھا تھا لیکن کوئی دیوبندی اس انعام کو حاصل کرنے کی ناکام کوشش بھی نہیں کر سکتا۔ یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے جلد منگوائیے۔ اگر دیوبندی انصاف کی نظر سے پڑھے تو فوراً ایماندار سنی بن جائے۔ کتاب تھوڑی تعداد میں چھپی ہے جلد از جلد منگوا کر مطالعہ کریں۔ کتابت و طباعت عمدہ سہ رنگا ٹائیٹل قسم اعلیٰ ٢/٥٠ روپے۔ قسم دوم ٢/٠٠ روپے

ملنے کا پتہ: سُنّی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور